

# فتاویٰ علم ساریہ

جلد - ۴

— تیار کردہ —



منتخب علماء ہند



— زیر سرپرستی —

حضرت مولانا مفتی انیس الرحمن قاسمی

— زیر نگرانی —

حضرت مفتی محمد اسامہ شمیم السدوی

— باہتمام —

منظمۃ السلام العالمیۃ

مہمانی۔ الہند

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب	:	فتاویٰ علماء ہند (جلد-۴)
زیر سرپرستی	:	حضرت مولانا انیس الرحمن قاسمی صاحب
زیر نگرانی	:	حضرت مولانا محمد اُسامہ شمیم الندوی صاحب
سن اشاعت	:	شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق مئی ۲۰۱۵ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
کمپوزنگ و ڈیزائننگ	:	محمد رضا اللہ قاسمی
ناشر	:	منظمة السلام العالمية، ممبائی، الہند

یہ کتاب ”منظمة السلام العالمية“ کی  
طرف سے ہدیہ ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے  
وقف ہے، اس کو بیچنا جائز نہیں ہے۔

منظمة السلام العالمية

Global Peace Organisation (GPO)

Email: gpo.org@yahoo.com

Mob. : +91-7303 7076 05

# کتاب الصلاة

۲۶	—	۵	فہرست عناوین
۲۷	—	۲۷	کلمۃ الشکر
۳۱	—	۲۸	تاثرات
۳۲	—	۳۲	پیش لفظ
۳۳	—	۳۳	عرض مرتب
۶۴	—	۳۵	نماز کی اہمیت و فضائل
۷۲	—	۶۵	نماز کی صحت و قبولیت کے مسائل
۸۸	—	۷۳	نماز کی ترغیب
۱۰۰	—	۸۹	نماز قضا کرنے کے احکام
۱۲۲	—	۱۰۱	نماز کے انکار و استہزا کے مسائل
۱۴۰	—	۱۲۳	نماز ترک کرنے والے کے احکام
۱۵۸	—	۱۴۱	نماز ترک کرنے کا گناہ
۵۰۸	—	۱۵۹	نماز کے اوقات (۱)
۵۱۱	—	۵۰۹	اردو کتب فتاویٰ
۵۲۸	—	۵۱۲	مصادر و مراجع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



قال الله عز وجل:

﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي﴾

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾

(سورة طه: ١٤)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

لمعاذ بن جبل رضى الله عنه:

”أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ وَعَمُودِهِ؟ أَمَّا رَأْسُ

الْأَمْرِ فَلَا إِسْلَامٌ، وَأَمَّا عَمُودُهُ فَالصَّلَاةُ“.

(تعظيم قدر الصلاة لمحمد بن نصر المروزي، رقم الحديث: ١٩٥)

(والمستدرک للحاکم علی شرط البخاری ومسلم، رقم الحديث: ٢٤٠٨)

## فہرست عناوین

نمبر شمار	عناوین	صفحات
-----------	--------	-------

### فہرست عناوین (۵-۲۶)

- (الف) کلمۃ الشکر از ۲۷
- جناب انجینئر محمد شمیم، سرپرست منظمۃ السلام العالمیہ، ممبئی
- (ب) تاثرات از ۲۸
- حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی، صدر شعبہ تفسیر و استاذ حدیث و فقہ و اصول، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
- (ج) تاثرات از ۲۹
- حضرت مولانا عبدالاحد ازہری، ناظم اعلیٰ معہد ملت مالیگاؤں و نائب صدر اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا
- (د) تاثرات از ۳۰
- حضرت مولانا محمد اسرار الحق قاسمی، صدر آل انڈیا تعلیمی و ملی فاؤنڈیشن رمبر پارلیمنٹ کشن گنج، بہار
- (ه) تاثرات از ۳۱
- حضرت مولانا شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی ندوی، صدر الاصلاح بنگلور
- (و) پیش لفظ از ۳۲
- جناب مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی، رئیس المجلس العالمی للفقہ الاسلامی، ممبئی
- (ز) عرض مرتب از ۳۳
- (مولانا مفتی) انیس الرحمن قاسمی، ناظم امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ و جھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ

نمبر شمار	عناوین	صفحات
-----------	--------	-------

## نماز کی اہمیت و فضائل (۳۵-۶۴)

- (۱) نمازیں کب فرض ہوں گیں ۳۵
- (۲) کیا پہلی امتوں پر بھی نماز فرض تھی ۳۶
- (۳) نماز پنجگانہ کی ابتدا ۳۶
- (۴) نماز کی ہیئت ترکیبیہ ایسی کیوں ہے ۴۱
- (۵) تعداد رکعات کا تعین احادیث سے ثابت ہے ۴۲
- (۶) آدمی پر نماز کب فرض ہوتی ہے ۴۳
- (۷) علامت بلوغت نہ ظاہر ہونے پر پندرہ سال کے لڑکے، لڑکی پر نماز فرض ہے ۴۳
- (۸) سات سال، دس سال کی عمر میں اگر نماز چھوٹ جائے تو کیا قضا کروائی جائے ۴۴
- (۹) سن بلوغ یاد نہ ہونے پر قضا نماز، روزہ کب شروع کرے ۴۴
- (۱۰) نابالغ پر نماز فرض نہ ہونے کے باوجود سختی کا حکم کیوں ہے ۴۵
- (۱۱) کیا مجذوب مکلف ہے ۴۶
- (۱۲) ہر طبقہ کے مسلمانوں کے لئے نماز کی پابندی کی کیا صورت ہے ۴۶
- (۱۳) دین اور اسلام سے بالکل ناواقف آدمی کی نماز کا حکم ۴۷
- (۱۴) کیا بہن بھائیوں کی روزی کمانے والے کے ذمے نماز نہیں ۴۸
- (۱۵) ملازمین نماز روزہ کی پابندی نہ کریں، تو مالک اس کا ذمہ دار ہے یا نہیں ۴۸
- (۱۶) نماز پر تعاون کا ثواب ۴۹

نمبر شمار	عناوین	صفحات
-----------	--------	-------

- (۱۷) ثواب کی زیادتی پورے حرم میں ہر عبادت پر ہے ۴۹
- (۱۸) مسجد نبوی میں چالیس نمازوں پر بشارت مقیدہ تسلسل ہے ۵۰
- (۱۹) مسجد نبوی میں چالیس نمازوں پر بشارت صرف مردوں کے لیے ہے ۵۱
- (۲۰) کیا عورتوں کو گھر میں نماز کا وہی ثواب ملے گا جو مردوں کو مسجد نبوی اور مسجد حرام میں ملتا ہے ۵۱
- (۲۱) تکبیر اولیٰ کے چالیس دن پورے کرنے والا اگر کسی دن گھر میں جماعت کروالے تو کیا دن پورے ہو جائیں گے ۵۲
- (۲۲) نماز کا مؤمن کے لئے معراج ہونا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں ۵۳
- (۲۳) ”الصلوة معراج المؤمنین“ کا معنی ۵۴
- (۲۴) جعلت قرۃ عینی فی الصلاة کا حوالہ ۶۰
- (۲۵) فرمان نبوی ”لاخیر فی دین لیس فیہ رکوع“ کا حوالہ ۶۰
- (۲۶) نماز کا تمام برائیوں سے روکنے کا بیان ۶۱
- (۲۷) دو پیسے کے بدلے میں سات سو نماز کے ثواب کا وضع ہونا ۶۳

## نماز کی صحت و قبولیت کے مسائل (۶۵-۷۲)

- (۲۸) نماز کی قبولیت و صحت کا مدار ۶۵
- (۲۹) اگر کسی کو نماز کی قبولیت میں شک ہو تو وہ کیا کرے ۶۶
- (۳۰) کیا کوئی ایسا معیار ہے جس سے نماز مقبول ہونے کا علم ہو جائے ۶۶
- (۳۱) نماز کی قبولیت کے لئے خشوع فرض ہے ۶۶

نمبر شمار	عناوین	صفحات
-----------	--------	-------

- (۳۲) نماز میں خشوع نہ ہو تو کیا نماز پڑھنے کا فائدہ ہے؟ نیز خشوع پیدا کرنے کا طریقہ ۶۸
- (۳۳) داڑھی منڈے کی نماز سے کوئی فائدہ ہے یا نہیں ۶۸
- (۳۴) جس کا کچھ ذریعہ آمدنا جائز ہو اسے نماز پڑھنے کا کوئی فائدہ ہوگا یا نہیں ۷۰
- (۳۵) رشوت خور کی نماز مقبول ہے یا نہیں ۷۱
- (۳۶) ”حرام لقمہ کھانے سے چالیس روز کی نماز نہیں ہوتی“ کا مطلب ۷۲

### نماز کی ترغیب (۷۳-۸۸)

- (۳۷) نماز میں کاہلی پر حتی المقدور امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضروری ہے ۷۳
- (۳۸) نماز قائم کرنا حکومت اسلامی کا پہلا فرض ہے ۷۳
- (۳۹) ترغیب نماز کی چند صورتیں ۷۴
- (۴۰) ترغیب کی نیت سے دوسروں کو اپنی نماز بتلانا ۷۵
- (۴۱) نماز کے لئے زبردستی کرنا ۷۵
- (۴۲) نماز کے لئے زور زبردستی کرنا ۷۷
- (۴۳) نماز پڑھنا کسی کے کہنے پر موقوف ہے یا نہیں ۷۸
- (۴۴) سوتے شخص کو نماز کے لیے جگانا ۷۹
- (۴۵) کسی شرط پر نماز پڑھنے کا حکم ۸۰
- (۴۶) نماز اور جنازہ کی تعلیم بصورت مکالمہ ۸۱
- (۴۷) کیا داڑھی منڈا نمازی دوسرے کی نماز صحیح کر سکتا ہے ۸۲

نمبر شمار	عناوین	صفحات
-----------	--------	-------

- (۴۸) جو افراد اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید نہیں کرتے، وہ سخت گنہگار ہیں ۸۲
- (۴۹) اگر کسی نمازی کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے، تو کیا اس کی وجہ سے نمازی پر کوئی جرم عائد ہوگا ۸۳
- (۵۰) نمازی بنانے کیلئے مالی جرمانہ جائز ہے یا نہیں ۸۳
- (۵۱) نماز چھوڑنے کی صورت میں اپنے اوپر کچھ لازم کر لینا ۸۴
- (۵۲) نماز قائم کرنے اور نماز پڑھنے کا کیا فرق ہے ۸۴
- (۵۳) ترک نماز کا دوسروں پر اثر ۸۵
- (۵۴) نابالغ بچوں کی عبادتوں کا ثواب والدین کو ملتا ہے ۸۵
- (۵۵) کیا ذکر اللہ فرائض نماز سے بہتر ہے ۸۵
- (۵۶) نماز و جہاد میں افضل کون ہے ۸۶
- (۵۷) کیا پہلے اخلاق کی درستی ہو پھر نماز پڑھنی چاہیے ۸۸

## نماز قضا کرنے کے احکام (۸۹-۱۰۰)

- (۵۸) سائنسی تجربات کی وجہ سے نماز قضا کر دینا درست ہے یا نہیں ۸۹
- (۵۹) دفتری کام کی وجہ سے فرض نماز قضا نہیں کی جاسکتی ہے ۸۹
- (۶۰) ملازمت کی وجہ سے مطلق نماز یا نماز باجماعت ترک کرنا ۹۰
- (۶۱) چوبیس گھنٹے کا ملازم نماز کیسے ادا کرے ۹۱
- (۶۲) فضائی عملہ کی نماز روزہ کا حکم ۹۲
- (۶۳) سرکاری ڈیوٹی کے دوران نماز ادا کرنا کیسا ہے ۹۵

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۶۴)	مریض کو نازک حالت میں چھوڑ کر ڈاکٹر کا نماز پڑھنے جانا	۹۵
(۶۵)	اسکول کی تعلیم کی وجہ سے ظہر کی نماز کا چھوٹنا	۹۶
(۶۶)	تعلیم کے لیے عصر کی نماز چھوڑنا درست نہیں	۹۷
(۶۷)	نماز کے وقت کاروبار میں مشغول رہنا حرام ہے	۹۷
(۶۸)	نماز کے لیے مصروفیت کا بہانہ لغو ہے	۹۸
(۶۹)	مصروفیت کی وجہ سے نماز یا جماعت کا وقت گزر جائے، تو کیا حکم ہے	۹۹
(۷۰)	شبہ ریا کی وجہ سے کیا نماز چھوڑنے کی اجازت ہے	۹۹
(۷۱)	درمیان نماز میں اگر ریا آجائے، تو نماز کا حکم	۱۰۰
(۷۲)	تنگ وقت میں قضاء حاجت کے تقاضا کی وجہ سے نماز چھوڑنا جائز نہیں	۱۰۰

## نماز کے انکار و استہزا کے حکم (۱۰۱-۱۲۲)

(۷۳)	نماز کا منکر کافر و مرتد ہے	۱۰۱
(۷۴)	نماز سے انکار مطلقاً کفر نہیں	۱۰۱
(۷۵)	نماز کا منکر اور استہزا کرنے والا زندیق اور کافر ہے	۱۰۲
(۷۶)	نماز روزہ کا منکر اور علما کو گالی دینے والا کافر ہے	۱۰۳
(۷۷)	نماز کی تحقیر کفر ہے	۱۰۴
(۷۸)	نماز کی توہین کرنا کفر ہے	۱۰۴
(۷۹)	نماز کی توہین سے خوف کفر ہے	۱۰۵



نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۸۰)	حالت جنابت میں نماز پڑھ لی، تو خارج از اسلام نہیں ہوگا	۱۰۶
(۸۱)	مختلم نماز میں شریک ہو گیا، تو کافر نہیں ہوا	۱۰۷
(۸۲)	نماز نہ پڑھوں گا، کافر ہی ہو کر رہوں گا، یہ کلمہ کفر ہے	۱۰۸
(۸۳)	نماز نہ پڑھنے والا مسلمان اگر یہ کہے کہ اگر نماز ہی سے مسلمان ہوتا ہے تو میں کافر ہی سہی	۱۰۸
(۸۴)	ہم نماز نہیں پڑھتے، ہم نہیں جانتے کہ کون خدا، کون رسول، دنیا تو ایک سائنس ہے	۱۰۹
(۸۵)	اگر کعبہ شریف کے بجائے بیت المقدس قبلہ ہوتا، تو میں کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے ہی نماز پڑھتا	۱۱۰
(۸۶)	”مجھ کو نمازی کی قبر میں نہیں جانا“ یہ کلمہ کفر ہے	۱۱۰
(۸۷)	تجھے نماز پڑھنے سے کیا پھل ملا؟ کیا فائدہ ہوا	۱۱۰
(۸۸)	میں نے بہت مرتبہ نمازیں پڑھی ہیں، مگر کبھی بھی میری کوئی ضرورت و حاجت پوری نہ ہوئی	۱۱۱
(۸۹)	تم تو کل نماز پڑھ آئے تھے، ہمیں تو اب تک بھی ہوش نہیں آیا ہے	۱۱۱
(۹۰)	اللہ تعالیٰ نے میرے مال میں کٹوتی کی ہے، تو میں اس کے حق کی ادائیگی میں کٹوتی کروں گا	۱۱۲
(۹۱)	میں نماز کس کے لئے پڑھوں، جبکہ میرے ماں باپ انتقال کر چکے ہیں	۱۱۳
(۹۲)	میں کس لئے نماز پڑھوں، میرے نہ بیوی نہ بچے	۱۱۳
(۹۳)	نماز پڑھنے سے میرا دل اکٹا گیا	۱۱۳
(۹۴)	میں نے تو نماز اٹھا کر طاق پر رکھ دی	۱۱۴
(۹۵)	صرف رمضان المبارک میں نماز پڑھنا اور یہ کہنا کہ ”یہ تو بہت ہے“	۱۱۴
(۹۶)	جمعہ کی نماز کو شر و فساد کی نماز کہنا کفر ہے	۱۱۵
(۹۷)	”نماز نہ پڑھا کرو، تاکہ تم کو نماز چھوڑنے کی حلاوت نصیب ہو“ یہ کہنا کیسا ہے	۱۱۵
(۹۸)	”نماز نہ پڑھنا بہترین کام ہے“ یہ کہنا کیسا ہے	۱۱۶

نمبر شمار	عناوین	صفحات
-----------	--------	-------

- (۹۹) فرائض کی موجودہ رکعات کا منکر گمراہ ہے ۱۱۶
- (۱۰۰) رکوع و سجود کی فرضیت کا انکار کرنا ۱۱۷
- (۱۰۱) قعدہ اخیرہ کی فرضیت کا منکر کا فرض نہیں ۱۱۸
- (۱۰۲) فرض نماز کا منکر کا فر ہے یا نہیں ۱۱۹
- (۱۰۳) 'فرض نماز کا منکر کا فرض نہیں' یہ اعتقاد رکھنے والے کا کیا حکم ہے ۱۲۱
- (۱۰۴) نماز پڑھنے والے کو کا فر سمجھنا ۱۲۱
- (۱۰۵) 'نماز پڑھنے والا کافر ہے' یہ اعتقاد کیسا ہے ۱۲۲

## نماز چھوڑنے کے احکام (۱۲۳-۱۴۰)

- (۱۰۶) نماز چھوڑنا کافر کا فعل ہے ۱۲۳
- (۱۰۷) تارک صلاۃ کو مشرک کہنا درست نہیں ہے ۱۲۴
- (۱۰۸) کیا تارک نماز کافر ہے ۱۲۵
- (۱۰۹) تارک صلاۃ کافر نہیں ہے ۱۲۸
- (۱۱۰) تارک نماز کو کافر کہنا کیسا ہے ۱۲۹
- (۱۱۱) نماز چھوڑنے والے کا حکم ۱۲۹
- (۱۱۲) تارک نماز کا حکم ۱۲۹
- (۱۱۳) بے نمازی کا حکم ۱۳۱
- (۱۱۴) نماز چھوڑنے والوں کا حکم ۱۳۳
- (۱۱۵) تارک صلاۃ فاسق اور گنہگار ہے ۱۳۴

نمبر شمار	عناوین	صفحات
-----------	--------	-------

- ۱۳۴ (۱۱۶) تارک صلاۃ کا فرہیں، بلکہ فاسق ہے
- ۱۳۵ (۱۱۷) قصداً تارک الصلاۃ کا فرہیں، البتہ فاسق و فاجر ہے
- ۱۳۵ (۱۱۸) قصداً نماز چھوڑنے والے کا حکم
- ۱۳۶ (۱۱۹) سستی و غفلت سے صلاۃ مفروضہ کے ترک کرنے والے کا حکم
- ۱۳۸ (۱۲۰) بے نمازی کو کامل مسلمان نہیں کہہ سکتے
- ۱۳۸ (۱۲۱) بے نمازی کے لئے کفر کا فتویٰ
- ۱۳۹ (۱۲۲) کیا تارک صلوٰۃ کو تجدید ایمان کی ضرورت ہے

## نماز ترک کرنے کا گناہ (۱۴۱-۱۵۸)

- ۱۴۱ (۱۲۳) نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں
- ۱۴۲ (۱۲۴) نماز چھوڑنے کا وبال
- ۱۴۳ (۱۲۵) بے نمازی بہت بڑا گنہگار ہے
- ۱۴۹ (۱۲۶) ترک نماز کی سزا
- ۱۵۰ (۱۲۷) نماز چھوڑنے والے کی سزا
- ۱۵۰ (۱۲۸) بے نمازی کے لئے حکومت کی سزا کی حیثیت
- ۱۵۱ (۱۲۹) اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم سمجھ کر نماز ادا نہ کرنے والے کی سزا
- ۱۵۲ (۱۳۰) مطلب برآری کے بعد نماز، روزہ چھوڑ دینا بہت غلط بات ہے
- ۱۵۲ (۱۳۱) تارک نماز کے نیک اعمال
- ۱۵۴ (۱۳۲) جو پابندی سے نمازیں نہیں ادا کرتا اسے ثواب ملے گا یا نہیں

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۱۳۳)	کیا بے نمازی کے دیگر اعمال خیر قبول ہوں گے	۱۵۴
(۱۳۴)	تارک صلاۃ کی نماز جنازہ درست ہے	۱۵۵
(۱۳۵)	بے نمازی کی نماز جنازہ کا حکم	۱۵۵
(۱۳۶)	تارک الصلاۃ فقیر کے پاس جانا	۱۵۶
(۱۳۷)	تارک صلاۃ کیساتھ زجراً سلام و کلام ترک کرنا چاہئے	۱۵۷
(۱۳۸)	تارک صلاۃ کا کھانا کھانا درست ہے	۱۵۷
(۱۳۹)	بے نمازی کے ساتھ کام کرنا	۱۵۸

## نماز کے اوقات (۱۵۹-۵۰۸)

(۱۴۰)	کیا قرآن سے پنج وقتہ نماز کے اوقات ثابت ہیں	۱۵۹
(۱۴۱)	نماز پنجگانہ کا قرآن سے ثبوت	۱۶۰
(۱۴۲)	صلوات خمسہ کا ثبوت قرآن مجید سے	۱۶۱
(۱۴۳)	پانچ وقت کے نماز کے دلائل	۱۶۲
(۱۴۴)	نماز پنجگانہ کو اوقات خمسہ پر تقسیم کرنے کی دلیل اور حکمت	۱۶۲
(۱۴۵)	کیا قرآن پاک سے صرف تین وقت کی نماز ثابت ہے	۱۶۴
(۱۴۶)	صلوۃ وسطیٰ کون سی نماز ہے	۱۷۵
(۱۴۷)	نماز کے اوقات	۱۶۷
(۱۴۸)	اوقات صلوۃ	۱۶۹
(۱۴۹)	اوقات نماز سے متعلق چند سوالات	۱۷۲

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۱۵۰)	مختلف اوقات سے متعلق ایک سوال	۱۷۴
(۱۵۱)	اوقات نماز کی ابتدا و انتہا	۱۷۵
(۱۵۲)	اوقات صلوٰۃ میں اختلاف	۱۸۰
(۱۵۳)	مختلف مسجدوں میں اوقات نماز کا فرق	۱۸۱
(۱۵۴)	صلوٰۃ خمسہ کے اوقات مستحبہ	۱۸۲
(۱۵۵)	نماز کے لئے مستحب وقت کیا ہے	۱۸۷
(۱۵۶)	نماز فجر، ظہر اور عصر کا مستحب وقت کیا ہے	۱۸۸
(۱۵۷)	نماز فجر اور عصر کے وقت کی ابتدا و انتہا	۱۸۹
(۱۵۸)	نماز کے درمیان دوسری نماز کا وقت شروع ہو جائے	۱۹۰
(۱۵۹)	قبل از وقت نماز	۱۹۱
(۱۶۰)	مجبوری میں وقت سے پہلے نماز پڑھنے کا حکم	۱۹۱
(۱۶۱)	وقت سے پہلے پڑھی گئی نماز کا حکم	۱۹۲
(۱۶۲)	اول وقت میں نماز پڑھنا	۱۹۲
(۱۶۳)	عورتوں کا اول وقت میں نماز پڑھنے کا حکم	۱۹۳
(۱۶۴)	اوقات کے اندر نماز پڑھنا شرعاً مطلوب ہے	۱۹۳
(۱۶۵)	اذان سے پہلے نماز	۱۹۴
(۱۶۶)	اذان کے فوراً بعد گھر میں نماز پڑھنا	۱۹۴
(۱۶۷)	اذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھ سکتے ہیں	۱۹۶
(۱۶۸)	سوسال پہلے صبح صادق کی تحقیق	۱۹۶

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۱۶۹)	فجر صادق سے متعلق غیر مسلم کی تحقیق کا حکم	۲۰۲
(۱۷۰)	لاہور میں وقت صبح صادق	۲۰۴
(۱۷۱)	لاڑکانہ اور مکہ مکرمہ میں وقت صبح صادق	۲۰۴
(۱۷۲)	شکاگو میں اوقات صبح صادق و مغرب	۲۰۴
(۱۷۳)	برطانیہ میں صبح صادق کی تحقیق	۲۰۵
(۱۷۴)	برطانیہ میں عشا اور صبح صادق کی ابتدا کب سے مانی جائے	۲۰۹
(۱۷۵)	صبح صادق اور صبح کاذب کی علامت	۲۱۵
(۱۷۶)	صبح صادق اور صبح کاذب میں فرق	۲۱۶
(۱۷۷)	شامی کی عبارت سے طلوع فجر کے بعد سحری کھانے کا شبہ، نیز فجر صادق اور فجر کاذب کا معیار	۲۱۷
(۱۷۸)	کیا صبح صادق کی پہچان آسان ہے	۲۱۸
(۱۷۹)	رسالہ صبح	۲۲۰
(۱۸۰)	صبح صادق کے وقت پر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ سے اختلاف کی تحقیق	۳۵۲
(۱۸۱)	فجر کی اذان بعد صبح صادق متصلاً	۳۵۳
(۱۸۲)	صبح صادق کے بعد پانچ سات منٹ کی تاخیر	۳۵۴
(۱۸۳)	اذان و جماعت فجر	۳۵۴
(۱۸۴)	وقت نماز فجر بعد طلوع صبح صادق	۳۵۵
(۱۸۵)	نماز فجر کا مستحب وقت	۳۵۶
(۱۸۶)	صبح کی نماز کب پڑھی جائے	۳۵۷

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۱۸۷)	فجر کی نماز کب پڑھی جائے	۳۵۷
(۱۸۸)	نماز فجر میں تاخیر	۳۵۸
(۱۸۹)	نماز فجر میں تاخیر کا حکم اور اس میں آیات کی مستحب مقدار	۳۵۹
(۱۹۰)	نماز فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں	۳۵۹
(۱۹۱)	رمضان المبارک میں فجر کی نماز معمول سے پہلے پڑھنا	۳۵۹
(۱۹۲)	رمضان میں نماز فجر اول وقت میں پڑھنا	۳۶۰
(۱۹۳)	رمضان میں فجر کی نماز ابتدائے وقت میں ادا کرنا	۳۶۳
(۱۹۴)	رمضان میں نماز فجر غلغلے میں	۳۶۴
(۱۹۵)	رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں	۳۶۵
(۱۹۶)	رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھنا جائز ہے	۳۶۶
(۱۹۷)	رمضان میں صبح کی نماز تاریکی میں پڑھنا	۳۶۶
(۱۹۸)	رمضان کے مہینے میں غلغلے میں صلوٰۃ فجر ادا کرنا	۳۶۷
(۱۹۹)	رمضان میں عشاء اور صبح صادق کا وقت	۳۶۸
(۲۰۰)	وقت نماز صبح اور اس میں قراءت کی مقدار	۳۶۹
(۲۰۱)	شافعی کی اقتدا میں اول وقت میں صبح کی نماز پڑھے یا نہیں	۳۶۹
(۲۰۲)	اندھیرے میں فجر کی نماز بہتر ہے یا اسفار میں	۳۷۰
(۲۰۳)	غروب آفتاب سے طلوع تک کا ساواں حصہ وقت نماز فجر والا قاعدہ تنجینی ہے	۳۷۱
(۲۰۴)	فجر کی نماز میں اسفار کی حد بندی	۳۷۳
(۲۰۵)	نماز فجر سرخی کے وقت پڑھنا	۳۷۴

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۲۰۶)	نماز فجر ابتداء طلوع تک پڑھی جاسکتی ہے	۳۷۵
(۲۰۷)	ابرمحیط میں اوقاتِ صلوٰۃ کا اندازہ	۳۷۵
(۲۰۸)	ایام بارش میں مستحب اوقات نماز	۳۷۶
(۲۰۹)	کسی کے انتظار میں وقت مستحب ضائع نہ کیا جائے	۳۷۷
(۲۱۰)	وقت فجر کا اختتام کب ہوتا ہے	۳۷۷
(۲۱۱)	چاند کی روشنی کا ختم ہونا، وقت فجر کے ختم ہونے کی علامت نہیں	۳۷۸
(۲۱۲)	صبح اور عصر کا وقت کیا ہے اور حضرت گنگوہیؒ کا کیا عمل تھا	۳۷۸
(۲۱۳)	نماز کے بعد معلوم ہوا کہ وقت نکل چکا تھا	۳۷۹
(۲۱۴)	توجیہ عجیب احادیث متعلقہ اتمام یا فساد صلوٰۃ فجر بطلوع شمس:	۳۸۰
(۲۱۵)	سورج طلوع ہونے میں کتنی دیر لگتی ہے اور وقت اشراق	۳۸۹
(۲۱۶)	صبح صادق اور طلوع شمس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے	۳۹۰
(۲۱۷)	حد اسفار سے متعلق حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا ارشاد گرامی	۳۹۲
(۲۱۸)	صبح صادق سے طلوع آفتاب تک گھڑی سے وقت کا تعین	۳۹۳
(۲۱۹)	زوال آفتاب کا مطلب اور اس کا حکم	۳۹۴
(۲۲۰)	زوال سے کتنی دیر پہلے نماز موقوف کرنا چاہئے	۳۹۴
(۲۲۱)	انتہاء زوال اور ابتداء ظہر میں فاصلہ کی مقدار	۳۹۵
(۲۲۲)	ظہر کے وقت کا دار و مدار زوال پر ہے	۳۹۷
(۲۲۳)	ساڑھے بارہ بجے ظہر پڑھنے کا حکم	۳۹۷
(۲۲۴)	حنبلی مسلک میں زوال سے پہلے جمعہ کا وقت اور اس کی بنا پر حنفی مقتدی کیلئے حکم	۳۹۸



نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۲۲۵)	زوال سے پہلے خطبہ جمعہ	۳۹۹
(۲۲۶)	نماز جمعہ کا گھنٹوں سے وقت	۴۰۰
(۲۲۷)	نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے	۴۰۰
(۲۲۸)	جمعہ کے دن زوال ہے یا نہیں اور ۱۲ بجے جمعہ کی اذان دینا درست ہے یا نہیں	۴۰۱
(۲۲۹)	جمعہ کی نماز اول وقت میں	۴۰۲
(۲۳۰)	جمعہ کا وقت - خطبہ طویل نہیں مختصر ہو	۴۰۳
(۲۳۱)	جمعہ کا اول وقت اور جمعہ بستی میں ایک جگہ ہونا، بہتر ہے	۴۰۳
(۲۳۲)	زوال کا صحیح وقت گھنٹوں سے	۴۰۴
(۲۳۳)	مقیاس الظل	۴۰۵
(۲۳۴)	مسئلہ فی الزوال	۴۰۵
(۲۳۵)	زوال اور فی الزوال معلوم کرنے کے لئے دائرہ ہندیکہ استعمال	۴۰۶
(۲۳۶)	سایہ اصلی معلوم کرنے کا طریقہ	۴۰۷
(۲۳۷)	سایہ اصلی کے متعلق فتویٰ کس پر ہے	۴۰۸
(۲۳۸)	قاسمی جنتری میں دیئے گئے سایہ اصلی، کے عنوان پر گفتگو	۴۰۹
(۲۳۹)	سایہ اصلی کی تحقیق نیز ظہر اور عصر کا وقت مسنون	۴۰۹
(۲۴۰)	مثل ثانی ظہر میں داخل ہے یا نہیں	۴۱۸
(۲۴۱)	ظہر کا وقت کب تک رہتا ہے	۴۱۹
(۲۴۲)	ظہر کا وقت	۴۲۴
(۲۴۳)	وقت ظہر اور امام صاحب	۴۲۵

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۲۴۴)	انتہائی وقت ظہر عند الحنفیہ	۴۲۵
(۲۴۵)	وقت الظهر إلى المثلین (ظہر کا وقت دو مثل تک ہونا)	۴۲۶
(۲۴۶)	ظہر کی نماز دو مثل پر	۴۲۷
(۲۴۷)	سایہ اصلی اور مثلین کا بیان	۴۲۸
(۲۴۸)	ظہر و جمعہ کا وقت	۴۲۹
(۲۴۹)	نماز جمعہ و ظہر میں وقت کا تفاوت ہے یا نہیں	۴۳۰
(۲۵۰)	جمعہ اور ظہر کی نماز کے اوقات میں فرق	۴۳۰
(۲۵۱)	جمعہ کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے	۴۳۱
(۲۵۲)	ڈھائی بجے دن تک جمعہ کا وقت رہتا ہے یا نہیں	۴۳۲
(۲۵۳)	نماز ظہر ڈیڑھ بجے پڑھنی چاہیے یا دو، اڑھائی بجے	۴۳۲
(۲۵۴)	نماز ظہر دوسرے مثل میں	۴۳۳
(۲۵۵)	نماز ظہر کا وقت عند الاحناف کیا ہے	۴۳۴
(۲۵۶)	وقت ظہر کی تحقیق	۴۳۵
(۲۵۷)	ظہر کا صحیح وقت	۴۳۷
(۲۵۸)	ظہر کا وقت گرمیوں میں کیا ہے	۴۳۸
(۲۵۹)	موسم گرما میں نماز ظہر کا وقت	۴۳۹
(۲۶۰)	ظہر کا وقت ایک مثل تک رہنے سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے رجوع کیا یا نہیں	۴۴۱
(۲۶۱)	ظہر کی نماز مثل ثانی میں پڑھنا خلاف استحباب اور خلاف احتیاط ہے	۴۴۲

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۲۶۲)	مثل ثانی تک تاخیر ظہر میں کراہت کی تحقیق	۴۴۲
(۲۶۳)	عصر و ظہر کے اوقات کے صحیح حدود	۴۴۵
(۲۶۴)	طریق معرفت وقت ظہر و عصر و مغرب	۴۴۸
(۲۶۵)	ظہر اور عصر کے وقت کی تحقیق	۴۴۹
(۲۶۶)	ابتداء وقت عصر عند الامام	۴۵۰
(۲۶۷)	وقت عصر اور مثل و مثیلین کی بحث	۴۵۱
(۲۶۸)	نماز عصر ایک مثل پر پڑھی جائے یا دو مثل پر	۴۵۲
(۲۶۹)	ایک مثل پر عصر کی نماز	۴۵۳
(۲۷۰)	مثل اول پر عصر کی نماز	۴۵۴
(۲۷۱)	مثل اول پر عصر پڑھنے کی تفصیل	۴۵۵
(۲۷۲)	مثل اول کے بعد نماز عصر کا حکم	۴۵۶
(۲۷۳)	شافعی امام کے پیچھے ایک مثل پر عصر پڑھنا کیسا ہے	۴۵۷
(۲۷۴)	بعد از مثل عصر کی اذان کا حکم	۴۵۸
(۲۷۵)	مثل پر اذان اور مثیلین پر نماز	۴۵۸
(۲۷۶)	دو مثل سایہ ہونے سے کچھ قبل اذان عصر کہہ کر، دو مثل سایہ ہوتے ہی نماز عصر پڑھنا جائز ہے، مگر مصلحت کے خلاف ہے	۴۵۹
(۲۷۷)	سایہ اصلی کا خیال نہ رکھتے ہوئے مثل اول پر نماز پڑھنے والوں کی نماز کا حکم	۴۵۹
(۲۷۸)	مجبوری کے وقت ایک مثل سایہ کے بعد عصر کی نماز پڑھنا	۴۶۰

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۲۷۹)	سفر کی وجہ سے عصر کو مثل ثانی میں پڑھنا	۴۶۰
(۲۸۰)	تین بجے عصر کی اذان دینا صحیح نہیں	۴۶۱
(۲۸۱)	حریم شریفین میں مثلیں سے قبل نماز عصر پڑھنے کا حکم	۴۵۲
(۲۸۲)	جماعت عصر مثلیں سے قبل ہو تو کیا کرے	۴۶۲
(۲۸۳)	مثلیں سے پہلے عصر کی نماز	۴۶۳
(۲۸۴)	عصر اور مغرب کے درمیان فاصلہ کتنا ہے	۴۶۳
(۲۸۵)	عصر کا وقت	۴۶۴
(۲۸۶)	وقتِ عصر	۴۶۵
(۲۸۷)	عصر کا وقت	۴۶۵
(۲۸۸)	عصر کی نماز کا وقت	۴۶۶
(۲۸۹)	عصر کے وقت ابتدا کی تحقیق	۴۶۷
(۲۹۰)	عصر کے وقت کی تحقیق	۴۶۹
(۲۹۱)	عصر کے مستحب وقت کی تحقیق	۴۷۰
(۲۹۲)	تاخیر عصر سے متعلق ”مفتاح الصلاۃ“ کی ایک عبارت کا مفہوم	۴۷۴
(۲۹۳)	عصر کا وقت کب شروع ہوتا ہے	۴۷۶
(۲۹۴)	کینیڈا میں عصر اور عشا کا وقت	۴۷۷
(۲۹۵)	دھوپ سے عصر کا وقت معلوم کرنے کا طریقہ	۴۷۸
(۲۹۶)	حنفی و شافعی دونوں مقتدی ہوں تو اوقات میں کس کی رعایت کی جائے	۴۷۸

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۲۹۷)	ابرآلوددن میں نماز عصر	۴۷۹
(۲۹۸)	عصر و مغرب کے درمیان مدتِ فصل	۴۷۹
(۲۹۹)	عصر اگر مغرب سے دو گھنٹہ پہلے پڑھی گئی تو کیا حکم ہے	۴۷۹
(۳۰۰)	عصر کی نماز کی ابتدا کامل وقت میں اور اختتام ناقص وقت میں	۴۸۰
(۳۰۱)	وقت عصر کے بارے میں چند سوالات	۴۸۰
(۳۰۲)	عصر میں اصرار شمس تک تاخیر اور عشا کا وقت	۴۸۲
(۳۰۳)	عصر کی نماز کیلئے ساڑھے چار بجے کا وقت مقرر کرنا	۴۸۳
(۳۰۴)	عصر کی ایک رکعت بعد غروب ادا کی نماز ہوئی یا نہیں	۴۸۴
(۳۰۵)	عصر میں دوران نماز سورج غروب ہو جائے تو نماز کا حکم	۴۸۴
(۳۰۶)	جمع بین الصلواتین کی تحقیق	۴۸۶
(۳۰۷)	جمع بین الصلواتین	۴۹۳
(۳۰۸)	جمع بین الصلواتین کی تمام روایتیں جمع صوری پر محمول ہیں	۴۹۶
(۳۰۹)	جمع بین الصلواتین کے جواز میں شرح وقایہ کے حاشیہ کی عبارت سے استدلال	۴۹۸
	اور اس کا تحقیقی جواب	
(۳۱۰)	حالت سفر میں جمع بین الصلواتین	۵۰۰
(۳۱۱)	کیا ظہر و عصر ایک وقت میں پڑھنا درست ہے	۵۰۱
(۳۱۲)	ظہر، عصر کو اکٹھے اور مغرب، عشا کو اکٹھے پڑھنا	۵۰۲
(۳۱۳)	مغرب و عشا ایک وقت میں پڑھنا	۵۰۳
(۳۱۴)	دونوں نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنے کا مسئلہ	۵۰۳

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۳۱۵)	دونمازوں کو ایک ساتھ پڑھنے کا مسئلہ	۵۰۴
(۳۱۶)	نماز عصر کو ظہر کے ساتھ پڑھنا	۵۰۵
(۳۱۷)	دونمازوں کو اکٹھے ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں	۵۰۶
(۳۱۸)	بیک وقت پانچ نمازوں کی ادائیگی	۵۰۷
(۳۱۹)	ایک ماہ کی نمازیں تین دن میں پیشگی ادا کرنا	۵۰۷
(ج)	اردو کتب فتاویٰ	۵۰۹
(ط)	مصادر و مراجع	۵۱۱



## کلمۃ الشکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين.  
وبعد !

اللہ کا شکر ہے کہ فتاویٰ علماء ہند کی تین جلدیں جو باب الطہارۃ پر مشتمل ہیں؛ منصف شہود پر آگئیں۔ علماء صلحا و فقہانے اپنے تاثرات و دعائیہ کلمات سے نوازا، ان کی ہمت افزائی کی برکت سے کام آگے بڑھ رہا ہے۔ ایمان کے بعد عبادات میں سے مہتمم بالشان عمل نماز کا ہے، نماز کی تکمیل مسائل کے استحضار کے بغیر ناممکن ہے۔ کامل نماز برائیوں سے بچاتی ہے اور اللہ کے لامحدود خزانوں سے دلواتی ہے۔ امت کا بہت بڑا طبقہ آج نماز سے دور ہے اور جو پابند ہیں؛ بنیادی مسائل کی جانکاری نہ ہونے کی وجہ سے ان کی نماز بھی کامل درجہ کی نہیں ہے۔

کتاب الصلاۃ پر مشتمل یہ پانچ جلدیں امت کی نگاہوں سے گزریں اور علماء، صلحا و فقہاء امت کو اس طرف متوجہ کریں تو اللہ کی کریم و رحیم ذات سے یہ امید ہے کہ یہ مقبول نمازیں دنیا و آخرت میں امت کے لیے معین و مددگار ثابت ہوں گی۔ عربی اور انگریزی ترجمے کا بھی اہتمام کیا جا رہا ہے، تاکہ امت کے ایک بڑے طبقے کے لیے نافع ہو سکے، ان کوششوں میں ملک و بیرون ملک کے مختلف مقامات پر سیکڑوں علماء اور صلحا کی توجہات اور کوششیں جاری ہیں اور اس سلسلے میں ملک و بیرون ملک کے اسفار بھی کئے جا رہے ہیں؛ تاکہ یہ موسوعہ فقہا کی نظروں سے گزر کر موثق ہو جائے اور اللہ کی تائید سے مقبول ہو جائے۔

ناظرین سے التماس ہے کہ جس جہت سے بھی ہو سکے؛ اس عالمی اور آفاقی کام میں معاون بن کر عند اللہ ماجور ہوں، کام بڑا ہے اور برسہا برس کا ہے، اس لیے اللہ ہی جانے کتنی زندگیاں کام آجائیں گی۔ (وما توفیقی إلا باللہ)

بندہ شمیم احمد محمد عیسیٰ

خادم منظمة السلام العالمية

بتاریخ: ۲۲/۸/۲۰۱۵ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ أما بعد!

عالمان جلیلان وفاضلان کریمان جناب مولانا مفتی انیس الرحمن قاسمی (ناظم امارت شرعیہ) و مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی صاحبان نے عصر حاضر میں اردو زبان کے اندر وہ عظیم کارنامہ انجام دیا ہے، یا انجام دینے کی کوشش کر رہے ہیں، جو اس سے پہلے راقم کے علم میں کسی نے انجام نہیں دیا ہے، کہ سب مفتیان ہند کے دو سو (۲۰۰) سالہ عظیم اور ضخیم فتاویٰ کے جمع کرنے کا اور انہیں یکجا طبع کرانے کا خاص ترتیب کے ساتھ دنیائے اسلام کے سامنے لانے کا بیڑا اٹھایا۔ (فجزاهما اللہ خیر الجزاء)

اللہ سے دعا ہے کہ اس ابتدائی قدم کو تکمیل تک پہنچائے اور مرتبین کے ارادہ اور مقصد کے مطابق عالم اسلام اور تمام مسلمانوں کے لیے نافع بنائے، راقم کا خیال ہے کہ یہ عظیم الشان منصوبہ ہے، اس سے قبل شاید خیال میں بھی کسی کو مشکل سے آیا ہوگا کہ بظاہر اس کام کو پورا کرنے کے لیے عمر نوح چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی عمروں میں برکت عطا فرمائے اور اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ اسی کے ساتھ ایک مخلصانہ اور مودبانہ بلکہ تجربہ کارانہ یہ درخواست بھی ہے کہ جن مطبوعہ فتاویٰ سے یا جن علما کے اس مجموعہ میں فتوے جمع کئے گئے ہیں، ان کی فہرست پر نظر ثانی کر کے اس فہرست کو مختصر کر دیا جائے تو یہ مجموعہ زیادہ بہتر اور زیادہ قابل اعتماد ہو جائے گا اور کام بھی خاصا مختصر ہو جائے گا۔ یہ بات بیان سے رہ گئی کہ شروع میں مبادی کے قبیل سے جو مضامین شامل ہیں، وہ بہت مفید ہیں۔

سردست اس سے زیادہ کچھ کہنا اور لکھنا غیر ضروری بھی ہوگا اور قبل از وقت بھی۔ اس کی افادیت سے انکار نصف انہار میں چمکتے سورج کی افادیت سے انکار کے مرادف ہوگا۔ (واللہ الموفق للإتمام)

اخیر میں احقر جیسے گمنام اور بے بضاعت شخص کو اس گرانقدر ہدیہ کے ارسال فرمانے پر تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جانا ضروری ہے۔ والسلام

(محمد برہان الدین سنبھلی)

صدر شعبہ تفسیر و استاذ حدیث و فقہ و اصول

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، یوپی، ہند

۲۸/۷/۱۴۳۵ھ

۲۸/۵/۲۰۱۴ء



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مبارک اقدام

گرامی قدر مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی صاحب (نگراں فتاویٰ علماء ہند) کی بھیجی ہوئی کتاب فتاویٰ علماء ہند جلد اول موصول ہوئی۔ اللہ رب العزت کا پسندیدہ و نازل کردہ دین انسان کی دنیا و آخرت کی کامیابی کا ضامن ہے، اس مبارک دین میں انسان کے لیے پیدائش سے لے کر موت تک مکمل رہنمائی ہے۔ زندگی گزارنے اور دین دار بننے کے لیے علم صحیح کی ضرورت ہے، علم صحیح کے بغیر دین دار بننا محال و ناممکن ہے۔ اسی لیے شریعت مطہرہ میں حصول علم کی بہت حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ علم کے حصول کی ترغیب دی گئی ہے اور حصول علم پر فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

ہر دور میں علمائے امت و صلحائے ملت نے شمع علم کو فروزاں رکھا ہے، علم صحیح کی بنیاد پر ملت کی رہنمائی کا دینی فریضہ انجام دیا ہے۔ درس و تدریس، دعوت و تبلیغ اور وعظ و تقریر کے ذریعہ دینی احکام اور ان کے انجام دینے کے طریقے پوری تفصیل کے ساتھ افراد کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ ملت کی صحیح رہنمائی اور نیک صالح معاشرہ کی تشکیل میں اہم کردار فتاویٰ کا بھی ہے۔ بے شمار مفتیان کرام نے اس میدان میں اپنی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس میدان میں علمائے ہند کی خدمات بہت نمایاں اور ممتاز مقام کی حامل ہیں۔

خوشی و مسرت کی بات ہے کہ حضرت مولانا انیس الرحمن قاسمی صاحب دامت برکاتہم (ناظم امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ و جھارکھنڈ) نے اس کا عزم کیا کہ علمائے ہند کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ کتابی شکل میں تیار کیا جائے اور ہمہ جہتی خدمات انجام دیتے ہوئے ہجوم کار و کثرت مشاغل کے باوجود اس کام میں مصروف بھی ہو گئے، ان کی محنت شاقہ اور عرق ریزی کے نتیجہ میں علمائے ہند کی پہلی جلد زیور طبع سے آراستہ ہو کر منصب شہود پر جلوہ گر ہو گئی ہے۔ اس کام کی اہمیت و افادیت مسلم ہے۔

فتاویٰ کے نظم و ترتیب اور انتخاب و تبویب کے لیے علمی مہارت، پختہ صلاحیت، ٹھوس قابلیت اور فقہی بصیرت کی ضرورت ہے۔ یہ تمام نمایاں صفات مولانا موصوف کے اندر بدرجہ اتم موجود ہیں۔ یہ ایک سعی جمیل اور مبارک اقدام ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ مجموعہ فتاویٰ اسلامی لائبریری میں ایک شاندار اضافہ، علمائے کرام و مفتیان عظام کے لیے سرمہ بصیرت و معرفت اور عوام و خواص سب کے لیے یکساں طور پر نافع و مفید ثابت ہوگا۔

اللہ رب العزت اس مبارک کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائیں۔ مرتب اور نگراں دونوں کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائیں۔

”اس دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد“

(عبدالاحد ازہری)

ناظم اعلیٰ معہد ملت مالگائوں

نائب صدر اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

## تأثرات

جناب انجینئر شمیم احمد صاحب کے صاحبزادے اور گلوبل پیس آرگنائزیشن کے چیرمین مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی ایک حوصلہ مند اور صالح نوجوان عالم دین ہیں، ان کا علمی ذوق نہایت ہی عمدہ اور قابل تعریف ہے۔ ان کے زیر اہتمام اور امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ و جھارکھنڈ کے موقر ناظم مولانا انیس الرحمن قاسمی کی ترتیب و تحقیق کے ساتھ گزشتہ دو سو سالوں کے علماء ہندوپاک کے فتاویٰ کی جمع و اشاعت کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے، یہ کام اپنے آپ میں جس قدر غیر معمولی اہمیت و قدر و قیمت رکھتا ہے، اس میں اسی قدر محنت، جدوجہد اور یکسوئی کے ساتھ سعی مسلسل کی بھی ضرورت ہے، تحقیق و جستجو کے نہ جانے کتنے معرکے سر کرنے کے بعد ہی اتنا عظیم الشان علمی، تحقیقی و فقہی کام انجام پاسکتا ہے۔ الحمد للہ آج بھی ہمارے اہل علم کے طبقے میں ایسے لوگ موجود ہیں جو علم و تحقیق کے ہفت خواں طے کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور عزم و ارادہ بھی۔ یہ پروجیکٹ ”فتاویٰ علماء ہند“ کے نام سے شائع ہوگا، مرتب اور نگراں نے فتاویٰ کے اس عظیم الشان مجموعے کو تیس ہزار صفحات اور ساٹھ جلدوں میں سمیٹنے کا منصوبہ بنایا ہے، مگر گزشتہ دو صدیوں میں ہندوستان اور پاکستان میں فقہی موضوعات پر جتنے کام ہوئے ہیں اور دونوں ملکوں کی نمایاں درس گاہوں سے جو فتاویٰ جاری کئے گئے ہیں، ان سب کو یکجا کرنے کے بعد کچھ بعید نہیں کہ اس کتاب کی جلدیں ساٹھ سے بھی تجاوز کر جائیں۔

کتاب کی پہلی جلد منظر عام پر آچکی ہے، اس کے مشمولات کو دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ مرتب موصوف نے غیر معمولی تحقیق و تفتیش سے کام لیا ہے، کتاب کا مقدمہ ۳۸۷ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں فقہ و اجتہاد اور فتویٰ کے اصول و مبادی سے بحث کرنے کے ساتھ برصغیر ہندوپاک کے نمائندہ مراکز افتا کا تعارف اور علم فقہ میں مہارت رکھنے والے دونوں ملکوں کی شخصیات کا مبسوط اور مفصل تذکرہ کیا گیا ہے، ۳۹۰ سے ۵۶۵ تک کے صفحات میں کتاب الطہارۃ اور اس کے ذیل میں فرائض وضو، سنن وضو، مستحبات وضو، مکروہات وضو اور نواقض وضو سے متعلق فتاویٰ کو جمع کیا گیا ہے۔ کتاب کے حواشی بھی انتہائی علم ریز اور تحقیقی ہیں۔

بلاشبہ کام انتہائی وسیع ہے، میں اس کے لیے جناب مولانا انیس الرحمن قاسمی اور جناب مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی کی خدمت میں دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دل سے دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس عظیم ترین علمی منصوبے کی بخیر و خوبی تکمیل فرمائے۔ ان کے علمی ذوق میں مزید بالیدگی عطا فرمائے اور دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے۔ (آمین)

(مولانا) محمد اسرار الحق قاسمی

صدر آل انڈیا تعلیمی و ملی فاؤنڈیشن / ممبر پارلیمنٹ کشن گنج، بہار

پوسٹ بکس: ۲۴۰۹، ذکر نگر، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیز گرامی مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی زید شرفہم کے زیر اہتمام کتاب مستطاب ”فتاویٰ علماء ہند“ جو انشاء اللہ ساٹھ جلدوں میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر منصفہ شہور پر جلوہ آراء ہوگی، جو نہ صرف طلبائے علوم نبوت اور مدارس دینیہ کے اساتذہ کرام اور مفتیان عظام کے لیے ”نعمت غیر مترقبہ“ ہوگی، بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے لیے نایاب علمی تحفہ ثابت ہوگی۔

حضرت مولانا مفتی انیس الرحمن قاسمی (ناظم امارت شرعیہ) دامت برکاتہم نے بتوفیق الہی اس نادر کام کو انجام دیا ہے، بالیقین یہ حضرت والا کی شایان شان تھا کہ اتنی عظیم الشان خدمت کو انہوں نے بحسن و خوبی انجام دیا ہے۔ یہ رفاعی فقیر دست بہ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ حضرت والا دامت برکاتہم کی صحت میں اور وقت میں خوب خوب برکت عطا فرمائے اور اس کتاب مستطاب کی مکمل طباعت، نشر و اشاعت کے لیے عزیز گرامی زید شرفہم کو درکار تمام اسباب غیب سے فراہم فرمائے اور حضرت مرتب اور عزیز گرامی ناشر کی اس گرانقدر و موثر خدمت و کاوش کو قبولیت کا شرف بخشے۔

ادنیٰ رفاعی فقیر

شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی ندوی

صدر الاصلاح بنگلور

خانوادہ قادریہ رفاعیہ کرناٹک

## پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان کے کردار کی تعمیر میں سب سے مؤثر چیز نسبتوں کا حصول ہے، نسبتیں انسان کو سدرۃ المنتہی کی بلندیوں پر لے جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو اپنی نسبت عطا کر کے سدرۃ المنتہی کی بلندیوں سے نوازدیا اور مقام محمود کا وہ اعلیٰ مرتبہ عطا فرمایا جو تخلیق میں کسی کو عطا نہیں ہوا، نسبتیں چھوٹی ہوں یا بڑی؛ اپنی حیثیت کا ادراک کرا دیتی ہیں۔ فقہ و فتاویٰ کا کام ان اعلیٰ نسبتوں کو شامل کئے ہوئے ہیں، جس کا شمار مشکل ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے صفات میں ایک صفت فقیہ ہونا بھی ہے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے:

﴿اللَّهُ يُفَقِّهُكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ (سورۃ النساء: ۱۷۶)

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشریت میں سب سے اعلیٰ و افضل فقیہ ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فقیہ کو خالق اور مخلوق کی معرفت عطا فرما کر اس کو اس کے مقام پر رکھ کر استفادہ کرنے کی حکمت اور بصیرت عطا کرتا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر دور میں امت میں بے شمار فقیہ پیدا ہوتے رہے ہیں، جنہوں نے انسانوں کو وعیدوں سے نکال کر وعدوں میں داخل کیا ہے۔ فقہاء امت کے اقوال کو جمع کر کے قرآن و سنت سے موثق کرنا ہر زمانے میں دشوار کام رہا ہے، انسانیت کی رہبری کے لیے اس کام پر جان، مال اور صلاحیت کا لگانا نسبتوں کے حصول کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے کہ اس محنت پر اللہ کی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بعد کے تمام فقہاء کی نسبتوں کا حصول ہوتا ہے۔ اسی لیے ہر دور میں فقہاء اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کی اعلیٰ درجہ کی نسبتوں کو حاصل کئے ہوئے ہوتے ہیں، انہی نسبتوں کے حصول کے لیے ملک و بیرون ملک کے اسفار کئے جاتے ہیں۔

یہ بندہ فقیر ضعیف تہی دامن نگ اسلاف اپنی کم علمی و بے بضاعتی کا اعتراف کرتے ہوئے اس بات پر اللہ کی کریم اور رحیم ذات سے یہ امید کرتا ہے کہ ان تمام نسبتوں کے فیضان سے اس کا بیڑہ بھی پار ہو جائے۔ (انشاء اللہ)

میں شکر گزار ہوں اپنے ان تمام دینی اداروں اور اسلامی جامعات کا اور اسی طرح اپنے ان تمام شخصیات اور بزرگوں کا جنہوں نے اس کتاب کی تکمیل میں حصہ لیا، خواہ وہ جس کسی جہت میں بھی حصہ لیا ہو، اللہ پاک ان کی اس سعی جمیل کو قبول فرمائے اور ہمیں بھی ان کے طفیل نوازدے۔ (آمین)

محمد اسامہ شمیم الندوی

رئیس المجلس العالمی للفقہ الاسلامی

بتاریخ: ۱۸/۷/۲۰۱۵ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الواحد العدل والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله وصحبه أجمعين، أما بعد! الله تعالى کا شکر ہے کہ اس نے ”فتاویٰ علماء ہند“ کی طہارت کے مسائل پر مشتمل تینوں جلدوں کی تکمیل کے بعد نماز کے مسائل سے متعلق جلد چہارم کی تکمیل کی توفیق مرحمت فرمائی، فتاویٰ کی اہمیت و افادیت دین اسلام میں قرن اول سے آج تک برقرار ہے، انشاء اللہ آئندہ بھی رہے گی۔ فتاویٰ کی تاریخ میں ہندوستانی علماء و مفتیان کرام کی ایک روشن تاریخ رہی ہے، ان کے فتاویٰ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے خصوصی اہمیت کا حامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فتاویٰ علماء ہند کی جب پہلی جلد حواشی کے ساتھ منظر عام پر آئی تو علماء و خواص میں اس کی بے حد پذیرائی ہوئی اور انہوں نے اپنے تاثرات سے نوازا: یہ تاثرات جلد دوم و سوم میں دئے گئے ہیں اور چند تاثرات اس جلد میں شامل کئے جا رہے ہیں۔ جس میں حضرت مولانا محمد برہان الدین سنہلی، حضرت مولانا عبدالاحد ازہری، حضرت مولانا اسرار الحق قاسمی اور حضرت مولانا شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی ندوی کی تحریریں ہیں۔

فتاویٰ علماء ہند (جلد - ۴) میں نماز کی اہمیت و افادیت اور اوقات سے متعلق مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ فتاویٰ کے علاوہ حاشیہ میں نماز سے متعلق دیگر مفتی بہ مسائل کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے نماز کے باب میں جدید اور قدیم تمام اہم مسائل شامل ہو گئے ہیں۔ امید ہے کہ علماء، ائمہ، اہل مدارس اور اصحاب افتا خاص طور پر اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ حواشی میں فقہی عبارتوں کے علاوہ آیات قرآنی، احادیث نبوی، صحابہ و تابعین کے آثار و اقوال کو نقل کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ فتاویٰ مدلل بھی ہو گئے ہیں۔ (والحمد لله على ذلك)

میں خاص طور پر شکر گزار ہوں اپنے احباب و معاونین کا جو میرے ساتھ صبح و شام فتاویٰ کی ترتیب میں ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن کے تحت شریک ہیں، اسی طرح شکر گزار ہوں اپنے بزرگ الحاج شمیم احمد صاحب اور مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی زید مجدہم کا، جن کی خصوصی توجہ سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے اور ان فتاویٰ کی عربی و انگریزی ترجمہ کا کام بھی ہو رہا ہے، الحمد للہ جلد اول و دوم کے عربی اور انگریزی ترجمے مکمل ہو گئے ہیں اور جلد ہی طبع ہونے والے ہیں۔ اللہ ان کی اس سعی کو قبول فرمائے اور میرے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

(انیس الرحمن قاسمی)

ناظم امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ و جھارکھنڈ  
صدر: ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن، پٹنہ

۵/رجب المرجب ۱۴۳۶ھ  
۵/مئی ۲۰۱۵ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## ارشاد باری تعالیٰ

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ  
وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ﴾

(سورة البينة: ۵)

اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں،  
اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، اور یہی صحیح و درست دین ہے۔

## ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

”اتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ،  
وَاطِيعُوا إِذَا أَمَرَكُمْ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ“.

(سنن الترمذی باب منہ، ح: ۶۱۶، وقال: حدیث حسن صحیح/

مسند الإمام أحمد، ح: ۲۱۶۵۷-۲۱۷۵۵)

اپنے رب سے ڈرو، پانچوں اوقات کی نمازیں پڑھو، (رمضان کے) مہینہ کا روزہ رکھو،  
اپنے اموال کی زکوٰۃ دو، اور اطاعت کرو جب تمہیں حکم دیا جائے، یقیناً اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔



# نماز کی اہمیت اور اس کے فضائل

## نمازیں ☆ کب فرض ہوں گی:

سوال: کیا نماز شب معراج ہی سے فرض ہوئی ہے؟

الجواب

نماز شب معراج ہی میں فرض ہوئی ہے، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اردو مظاہر حق دیکھیں۔ (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۹/۲) ☆

## ☆ نماز کیا ہے:

(۱) نماز خدائے تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے، جو خدائے تعالیٰ نے اور اس کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بندوں کو سکھایا ہے۔ (تعلیم الاسلام: ۱۳/۲)

(۲) نماز اسلام کا اہم ترین رکن اور اللہ تعالیٰ کی خاص عبادت ہے، یہ کفر و اسلام کے درمیان حد فاصل اور اچھائیوں کا سرچشمہ اور برائیوں سے بچنے کا ضامن بھی ہے، اس کے ساتھ ہی اپنے حدود میں رہ کر دوسروں کے حقوق کی پوری رعایت کا حوصلہ پیدا کرتی ہے، کامیاب زندگی کی ضمانت اور بلند اخلاق کا سبب ہے، سیرت سازی کی بنیاد اور رب کی نعمتوں کا شکر بجالانے کا حسین ذریعہ ہے۔

## نماز کی شرعی حیثیت:

نماز آدم علیہ السلام ہی کے وقت سے جب وہ دنیا میں اتارے گئے اور دن گزرنے کے بعد رات آئی، تو انہوں نے رات کبھی دیکھی نہ تھی، اس لئے خوف پیدا ہوا، پھر صبح کی روشنی پھیلی، تو ان کی دہشت دور ہونے لگی اور انہوں نے شکر کے طور پر دو رکعت نماز پڑھی، بلکہ نماز ہر نبی مرسل کو دی گئی اور جن پانچ وقتوں میں ہم نماز پڑھتے ہیں، ان میں پچھلے انبیاء علیہم السلام نے بھی نماز پڑھی ہے۔ (در مختار و شامی: ۲۳۹/۱)

(۱) (ہی فرض عین علی کل مکلف) بالاجماع، فرضت فی الإسراء لیلة السبت سابع عشر رمضان قبل الهجرة بسنة ونصف، و كانت قبله صلاتین قبل طلوع الشمس وقبل غروبها، شمینی۔ (الدر المختار) (قوله فرضت فی الإسراء الخ) ... أنهم اختلفوا فی أی سنة كان الإسراء بعد اتفاقهم علی أنه كان بعد البعثة، الخ۔ (رد المحتار، أول كتاب الصلوة: ۳۲۵/۱)

معراج سے متعلق ایک لمبی حدیث کے اخیر میں ہے:

”ثم فرضت علی الصلوة خمسين كل يوم، فرجعت إلی موسی، فقال: بما أمرت؟ قلت: أمرت بخمسين

صلوة كل يوم، قال: إن أمتک لا تستطيع خمسين صلوة كل يوم، وإني والله قد جربت الناس قبلک

==

## کیا پہلی امتوں پر بھی نماز فرض تھی:

سوال: امت محمدیہ پر نماز فرض ہوئی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیغمبران خدا نے اپنی امتوں کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور خدا ہی کی عبادت کی تلقین کی اور جنہوں نے ان کے کہنے کو قبول کیا، تو وہ عبادت الہی کس طرح کرتے تھے؟ یعنی جو نماز ہم پڑھتے ہیں، کیا یہی نماز تھی؟ یا وہ کیا پڑھتے تھے؟ کس طرح عبادت کرتے تھے؟

الجواب

تفصیلات تو معلوم نہیں، اتنا معلوم ہے کہ نماز ان پر بھی فرض تھی، اوقات و طریقہ ادا میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ (۱)  
(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۲/۳)

## نماز پنجگانہ کی ابتدا:

سوال: کونسی نماز کس پیغمبر پر فرض تھی؟

== وعالجت بنی اسرائیل أشد المعالجة فارجع إلى ربك فسله التخفيف لأمتك، فرجعت فوضع عنی عشرًا فرجعت إلى موسى، فقال مثله، فرجعت فوضع عنی عشرًا فرجعت إلى موسى، فقال مثله، فرجعت فوضع عنی عشرًا فأمرت بعشر صلوات كل يوم فرجعت إلى موسى، فقال مثله، فرجعت فأمرت بخمس صلوات كل يوم“ الخ. متفق عليه. (مشکوٰۃ، باب فی المعراج، الفصل الاول: ۵۲۸، ظفیر غفرله) (الصحيح للبخاری، باب ذکر الملائكة، وباب المعراج، (ح: ۳۲۰۷-۳۸۸۷) / الصحيح لمسلم، باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم، (ح: ۱۶۴) / سنن النسائي، فرض الصلاة (ح: ۴۴۸) / مسند الإمام أحمد، حديث مالك بن صعصعة عن النبي صلى الله عليه وسلم (ح: ۱۷۸۳۳) / مستخرج أبي عوانة، بيان غسل قلب النبي صلى الله عليه وسلم (ح: ۳۳۸) / الصحيح لابن حبان، ذكر وصف الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم (ح: ۴۸) (انيس)

☆ کیا قبل از معراج پچاس نمازیں اور دن میں سات مرتبہ غسل فرض تھا:

سوال: کیا قبل از معراج شریف ۵۰ نمازیں اور دن میں سات مرتبہ غسل فرض کیا گیا تھا؟ جیسا کہ ابوداؤد شریف میں ہے۔

الجواب — حامداً ومصلياً

ابوداؤد شریف کی وہ عبارت نقل کیجئے، جس سے آپ نے یہ سمجھا ہے کہ قبل از معراج پچاس نمازیں اور سات مرتبہ دن میں غسل فرض کیا گیا تھا، یہ بھی لکھئے کہ یہ کس باب میں ہے؟ تب اس کے متعلق جواب دیا جائے گا۔ (معراج سے پہلے، آفتاب نکلنے اور ڈوبنے سے قبل دو وقتوں کی نماز فرض تھی، معراج کی رات پانچ اوقات کی نماز فرض ہوئی، ان میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی۔) (الدر المختار مع رد المحتار: ۳۵۱/۱-۳۵۲ / الفتاویٰ الہندیۃ ۵۰۱/۱-۵۰۱ انیس) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۶/۱ / ۱۳۹۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۲/۵-۳۱۳)

(۱) ولم تخل عنها شريعة موسى: أى عن أصل الصلاة، قيل الصبح صلاة آدم، والظهر لداؤد، والعصر لسليمان، والمغرب ليعقوب، والعشاء ليونس عليهم السلام، وجمعت في هذه الأمة، وقيل غير ذلك. (رد المحتار: ۳۵۱/۱، كتاب الصلاة، دار الفكر بيروت)



الجواب ————— حامداً ومصلیاً

قال فی الطحاوی علی مراقی الفلاح، أول كتاب الصلاة: "أخرج الطحاوی عن عبید اللہ بن محمد عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا: "أن ادم عليه السلام لما تيب [مجهول تاب] عليه عند الفجر صلى ركعتين، فصارت صلوٰۃ الصبح، وفُدى إسحق عليه السلام عند الظهر فصلى أربع ركعات، فصارت الظهر، وبُعث عزير عليه السلام فقيل له: كم لبثت؟ قال: لبثت يوماً، فرأى الشمس فقال: أو بعض يوم، فقيل له: إنك لبثت مائة عام ميتاً، ثم بعثت، فصلى أربع ركعات، فصارت العصر، وغفر لداود عليه السلام عند المغرب، فقام فصلى أربع ركعات، فجهد في الثالثة: أي تعب فيها عن الإتيان بالرابعة لشدة ما حصل له من البكاء، واقتصر مما هو خلاف الأولى، فصارت المغرب ثلاثاً. وأول من صلى العشاء الأخيرة نبينا صلى اللہ تعالیٰ عليه وسلم". (۱)

قال فی شرح المشکوٰۃ: "ومعناه أن نبينا صلى اللہ تعالیٰ عليه وسلم أول من صلى العشاء مع أمته، فلا ينافي أن الأنبياء عليهم الصلوٰۃ والسلام صلوا دون أمهم، ويؤيده قول جبريل عليه السلام في حديث الإمامة: "هذا وقت الأنبياء من قبلك" آ. ۵. (۲) فقط واللہ سبحانه تعالیٰ اعلم

حرره العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر العلوم، سہارنپور، ۱۰/۵/۱۳۶۸ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۰۳/۵) ☆

(۱) حاشیۃ الطحاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، ص: ۱۷۱، قدیمی

وأخرجه الطحاوی فی شرح معانی الآثار، کتاب الصلاة، باب الصلاة الوسطی: ۱/۲۰، سعید

(۲) مرقاة المفاتیح، کتاب الصلاة، باب المواقیت، الفصل الثاني: ۲۸۹/۲ - ۲۹۰، رشیدیہ

خلاصہ جواب: علامہ طحاوی نے مراقی الفلاح کی شرح طحاوی، کتاب الصلاة کے شروع میں لکھا ہے کہ: "امام طحاوی نے (اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں) حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ فجر کے وقت قبول ہوئی، تو انہوں نے اس وقت شکرانہ کی دو رکعت نماز پڑھی، لہذا یہ صبح کی نماز ہو گئی۔ اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی جان کا فدیہ ظہر کے وقت دیا گیا، تو انہوں نے شکرانہ کے طور پر اس وقت چار رکعت پڑھی، لہذا یہ ظہر کی نماز ہو گئی اور حضرت عزیر علیہ السلام کو موت کے بعد دوبارہ اٹھایا گیا اور پوچھا گیا کہ کتنی دیر سوئے رہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک دن، تب انہوں نے سورج کو دیکھا کہ ابھی غروب نہیں ہوا ہے، تو جواب دیا کہ ایک دن سے کم ہی سویا ہوں، تو ان کو بتایا گیا کہ آپ سو سال تک مردہ پڑے رہے، پھر دوبارہ زندہ کئے گئے ہیں، تب انہوں نے بطور شکرانہ کے چار رکعت نماز پڑھی، لہذا یہ عصر کی نماز ہو گئی۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کی مغفرت مغرب کے وقت ہوئی، تو انہوں نے کھڑے ہو کر چار رکعت نماز پڑھنی چاہی، مگر بہت گریہ و زاری کی وجہ سے تیسری رکعت میں تھک گئے اور چوتھی رکعت نہ پڑھ سکے، لہذا مغرب کی نماز تین رکعتیں ہو گئیں اور عشا کی نماز سب سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہے۔"

اور ملا علی قاری نے مشکوٰۃ کی شرح مرقاة، کتاب الصلاة، باب المواقیت، فصل ثانی میں لکھا ہے کہ: "سب سے پہلے عشا کی نماز ہمارے نبی نے پڑھی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز اپنی امت کے ساتھ سب سے پہلے پڑھی ہے۔ ="

== لہذا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ پہلے کے انبیاء کرام علیہم السلام نے یہ نمازیں پڑھی ہیں، اپنی امت کے بغیر، اور اس کی تائید حضرت جبریل کے اس قول سے بھی ہوتی ہے، جو امامت والی حدیث میں ہے کہ ”یہی آپ سے پہلے کے انبیاء کرام کا وقت ہے“۔ (انیس)

### ☆ شریعت محمدیہ سے قبل نماز کی صورت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ!

- (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے نماز تھی یا نہیں؟
- (۲) اگر نماز تھی تو آدم، نوح اور ابراہیم علیہم السلام کے زمانہ میں نماز پڑھنے کا طریقہ کیا تھا؟
- (۳) اسی طرح قرآن سے قبل دیگر کتابوں (توریت، انجیل، زبور) میں نماز کی کیا شکل و صورت تھی؟ اور لوگ

کس طرح نماز پڑھتے تھے؟

نوٹ: بعض مفتیان کرام سے پوچھنے پر مختصر جواب دیتے ہیں، جو شفی بخش نہیں ہے۔ اس لیے تفصیل کے ساتھ مدلل جواب تحریر فرمائیں؟

(المستفتی: انجینئر عبید الرحمن، سکریٹری ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن، قاضی نگر، پھلواری شریف پٹنہ)

ہو الصواب

آپ کے سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ماشاء اللہ آپ تحقیقی ذوق رکھتے ہیں، اس لیے کسی مفتی سے تشفی بخش جواب حاصل کرنے کے بجائے بذات خود تواریات، انجیل اور زبور نیز صحف ابراہیم پڑھ کر تحقیق کر لیں، کیوں کہ دارالافتاء سے اسلامی شریعت سے متعلق پوچھے جانے والے مسائل کے احکام بتائے جاتے ہیں، نہ کہ کسی جزوی غیر معمول بہ امر کی تحقیق کی جاتی ہے۔ اس کے لیے مستقل الگ تحقیقی شعبہ ہوتا ہے۔ مذہب وادیان کے شعبوں میں کام کرنے والوں سے مدد لے سکتے ہیں۔ فقط محمد ظفر عالم ندوی۔ دارالافتاء ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ ۱۷/۱۱/۲۰۱۵ء۔ الجواب صحیح: نیاز احمد ندوی۔ دارالافتاء ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ ۱۷/۱۱/۲۰۱۵ء مطابق ۲۵/۳/۱۴۳۶ھ۔ (فتاویٰ از دارالافتاء، ندوۃ العلماء لکھنؤ، سیریل نمبر: ۴۰۳۱-۳۶)

### جواب از دارالافتاء دارالعلوم دیوبند:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کرام جیسے، نوح، ابراہیم علیہم السلام وغیرہم کے زمانہ میں نیز تواریات، زبور، انجیل وغیرہ میں نماز کی کیا شکل تھی؟ اس کی تفصیل تلاش کرنے کے باوجود مل نہ سکی۔ البتہ علما نے یہ ذکر کیا ہے کہ تمام انبیاء کے زمانہ میں نماز فی نفسہ مشروع تھی۔

ولم تخل عنها شریعة مرسل. (طحاوی علی مرقی الفلاح: ۱۷۱، ط: اشرفیة)

اور بعض کتب فقہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ ہمارے نبی سے پہلے صرف دو نمازیں تھیں، فجر اور عصر۔

وكانت قبله صلاتين قبل طلوع الشمس وقبل غروبها. (الدرا المختار مع رد المحتار: ۲/۴، ط: زکریا)

مزید یہ کہ علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے امام طحاوی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

==

== کا اثر نقل کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی گئی تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور وہ وقت فجر کا تھا تو اسی سے فجر کی دو رکعت مشروع ہوئی اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے اللہ کے کسی احسان کے شکرانے میں چار رکعات نماز پڑھی تھی اور ظہر کا وقت تھا، اسی سے ظہر کی چار رکعات مشروع ہوئی، اس طرح حضرت عزیز علیہ السلام سو سال مردے کی حالت میں رہنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گئے تو انہوں نے چار رکعات نماز پڑھی تھی اور یہ عصر کا وقت تھا، اس سے عصر کی چار رکعات مشروع ہوئی اور جب داؤد علیہ السلام نے خلاف اولیٰ کام کر لیا تھا تو مغرب کے وقت ان کی مغفرت ہوئی، اس وقت انہوں نے چار رکعات کی نیت سے نماز شروع کی تھی، لیکن شدت بکاء کی وجہ سے تھکے ہوئے تھے، اس لیے تیسری ہی رکعت میں سلام پھیر دئے تو اسی سے مغرب کی تین رکعات مشروع ہوئی اور عشا کی نماز سب سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔ (طحاوی علی المرقی: ۱۷۱، ط: اشرفیہ) از محمد اسد اللہ غفرلہ، معین مفتی۔ ۱۹/۳/۱۳۳۶ھ۔ الجواب صحیح: حبیب الرحمن عفا اللہ عنہ، محمود حسن بلند شہری غفرلہ۔ مفتیان دارالافتاء دارالعلوم دیوبند۔ (فتویٰ از دارالافتاء دارالعلوم دیوبند، ID=186-222Fatwa/U1436/4/sn=)

### نماز سابقہ شریعتوں میں:

مذہب کی طرح نماز کی بھی تاریخ قدیم ہے، تقریباً تمام مذاہب وادیان میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو وادی غیر ذی زرع میں آباد کیا تو اس کا مقصد یہ بتایا گیا ﴿رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ (سورۃ ابراہیم: ۳۷) (پروردگار! تاکہ وہ نماز کا اہتمام کریں)۔ اس موقع پر دعا بھی فرمائی ﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي﴾ (سورۃ ابراہیم: ۴۰) (پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو نماز کا اہتمام کرنے والا بنادے)۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں ہے ﴿كَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ﴾ (سورۃ مریم: ۵۵) (وہ اپنے گھر والوں کو نماز کی تلقین کرتے تھے)۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کی قوم نے طعنہ دیتے ہوئے کہا ﴿أَصْلَوْتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَسْرُكَ مَا يَعْجِدُ آبَاؤُنَا﴾ (سورۃ ہود: ۸۷) (کیا تمہاری نماز تمہیں سکھاتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے معبودوں کو چھوڑ دیں)۔ حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہما السلام کی نسل کے انبیاء و رسل کے بارے میں ہے ﴿أَوْ حِينَئِذٍ لِيُحْيُوا الصَّلَاةَ﴾ (سورۃ الانبیاء: ۷۳) (ہم نے ان کو بھلائی کے کام کرنے اور نماز کا اہتمام کرنے کی وحی کی)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت دیئے جانے کے بعد حکم ہوا ﴿اقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (سورۃ طہ: ۱۴) (میری یاد کے لیے نماز کا اہتمام رکھو)۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے ﴿هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمَحْرَابِ﴾ (سورۃ آل عمران: ۳۹) (وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے متعلق فرمایا ﴿وَأَوْصِنِي بِالصَّلَاةِ﴾ (سورۃ مریم: ۳۱) (اور اللہ نے مجھے نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے)۔ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ ﴿يُنْسِي أَقِمِ الصَّلَاةَ﴾ (سورۃ لقمان: ۱۷) (بیٹے نماز کا اہتمام کرو)۔ بنی اسرائیل کے ساتھ اللہ کا وعدہ تھا ﴿إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ﴾ (سورۃ المائدہ: ۱۲) (میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز پر قائم رہو گے)۔

یہود و نصاریٰ کی نماز کا ذکر بائبل میں بھی جگہ جگہ ہوا ہے اور جس طرح قرآن نے بعض مقامات پر نماز کو اللہ کا نام لینے، قرآن پڑھنے، دعا کرنے، تسبیح کرنے اور رکوع و سجود کرنے سے تعبیر کیا ہے اسی طرح بائبل میں بھی نماز کو اس کے ارکان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ==

== پیدائش میں ہے:

اور وہاں سے کوچ کر کے (ابراہیم) اس پہاڑ کی طرف گیا جو بیت ایل کے مشرق میں ہے اور اپنا ڈیرا ایسے لگایا کہ بیت ایل مغرب میں، عی مشرق میں پڑا، اور اس نے خداوند کے لیے ایک قربان گاہ بنائی اور خدا کا نام لیا۔ (۸:۱۲)  
تب ابراہیم سجدہ ریز ہو گیا اور خدا نے اس سے ہم کلام ہو کر فرمایا۔ (۳:۱۷)  
سو وہ مرد وہاں سے مڑے، اور سدوم کی طرف چلے، پر ابراہیم خداوند کے حضور کھڑا ہی رہا۔ (۲۲:۱۸)  
تب ابراہیم نے اپنے جوانوں سے کہا کہ تم یہیں گدھے کے پاس ٹھہرو، میں اور یہ لڑکا دونوں ذرا وہاں تک جاتے ہیں اور سجدہ کر کے پھر تمہارے پاس لوٹ آئیں گے۔ (۵:۲۲)  
اور (اسحاق) نے وہاں قربان گاہ بنائی اور خدا کا نام لیا۔ (۲۵:۲۶)  
متی میں ہے:

اور لوگوں کو رخصت کر کے (یسوع) تنہا نماز پڑھنے کے لیے پہاڑ پر چڑھ گیا اور جب شام ہوئی تو وہاں اکیلا تھا۔ (۲۳:۱۴)  
اس وقت یسوع ان کے ساتھ گسٹمنی نام کی ایک جگہ میں آیا اور اپنے شاگردوں سے کہا: یہیں بیٹھے رہنا جب تک کہ میں وہاں جا کر نماز پڑھ لوں۔ (۳۶:۲۶)  
پھر ذرا آگے بڑھا اور سجدہ ریز ہوا اور نماز پڑھتے ہوئے، یوں دعا کی کہ! اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ (۳۹:۲۶)

زبور میں ہے:

اے خداوند! صبح کو میری آواز سنے گا میں سویرے ہی تیرے حضور میں نماز کے بعد انتظار کروں گا۔ (۵:۳)  
لیکن میں تیری شفقت کی کثرت سے تیرے گھر میں آؤں گا، میں تیرا رعب مان کر تیری مقدس بیکل کی طرف رخ کر کے سجدہ کروں گا۔ (۵:۷)

پر میں تو خداوند کو پکاروں گا اور خداوند مجھے بچالے گا۔ صبح وشام اور دوپہر کو میں فریاد کروں گا اور نالہ کروں گا اور میری آواز سن لے گا۔ (۱۶:۵۵-۱۷) (اقتباس از تحریک جاوید احمد غامدی، اشاعت: ۲۸/ اگست ۲۰۰۹ء، المورد)

عن عبید اللہ بن محمد عن عائشة: إن آدم عليه السلام لم تأت به عليه عند الفجر، صلى ركعتين فصارت الصبح، وفدى اسحاق عند الظهر فصلى ابراهيم عليه السلام أربعاً: فصارت الظهر، وبعث عزيز فليل له كم لبث؟ فقال: يوماً، فرأى الشمس فقال: أوبعض يوم، فصلى أربع ركعات فصارت العصر، وقد قيل غفر لعزير عليه السلام وغفر لداؤد عليه السلام عند المغرب فصلى أربع ركعات فجهد فجلس في الثالثة، فصارت المغرب ثلاثاً، وأول من صلى العشاء الآخرة نبينا صلى الله عليه وسلم. (شرح معاني الآثار، باب الصلاة الوسطى أى الصلوات (ح: ۱۰۶۶))

مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ شریعتوں میں نماز کا تصور موجود تھا، انبیاء کرام نماز پڑھا کرتے تھے، ساتھ ہی وہ مشہور حدیث جس میں حضرت جبریل علیہ السلام نے پانچوں وقتوں میں نماز کی امامت کرنے کے بعد فرمایا ”یا محمد هذا وقت الانبياء من قبلک والوقت فيما بين هذين الوقتين.“ (سنن الترمذی، باب ماجاء مواقيت الصلوة عن النبي صلى الله عليه وسلم، أبواب الصلوة (ح: ۱۴۹) / سنن أبی داؤد، باب المواقيت (ح: ۳۹۳) سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ شریعتوں میں بھی نماز وقتوں کے ساتھ موقت تھی ==

## نماز کی ہیئت ترکیبیہ ایسی کیوں ہے:

سوال: جس وقت نماز ادا کی جاتی ہے، تو نماز کا یہی طریقہ کیوں لیا ہے کہ رکوع میں جاؤ، سجدہ میں جاؤ۔ اگر عبادت ہی کرنی ہے، تو ایک جگہ بیٹھ کر کیوں نہیں کر سکتے؟

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”جس طرح مجھے نماز پڑھتا دیکھو، اسی طرح نماز پڑھا کرو“۔ (۱) نماز کے ارکان، قیام، رکوع، سجدہ، قراءت سب ہی قرآن پاک میں مذکور ہیں اور ان کا تفصیلی طریقہ خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمل کر کے سکھا دیا ہے۔ (۲)

قرآن پاک پر ایمان لے آنے اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کر لینے کے بعد ”کیوں“ کا سوال ہی ختم ہو جاتا ہے۔ ویسے ہر چیز میں حکمتیں بہت ہیں، مگر ایمان کو قوی کرنے کے لئے ہیں، تعمیل ارشاد ان پر موقوف نہیں۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ ۱۳۸۹/۱۱/۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔ ۱۳۸۹/۱۱/۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۰۵-۳۰۴)

== ”هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ“ کی شرح کرتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں:

هَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كَانُوا يَصَلُّونَ فِي هَذِهِ الْأَوْقَاتِ، وَلَكِنْ لَا يَلِيزُ قَدِصَلَّى كُلِّ مِنْهُمْ فِي جَمِيعِ هَذِهِ الْأَوْقَاتِ وَالْمَعْنَى: إِنَّ صَلَاتَهُمْ كَانَتْ فِي هَذِهِ الْأَوْقَاتِ. (شرح سنن أبي داود للعيني، باب المواقيت، ح: ۳۹۳) انیس

(۱) حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ”ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ، فَأَقِيمُوا فِيهِمْ، وَعَلِّمُوهُمْ ... وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصَلِّي“، الخ. (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب الأذان للمسافر إذا كانوا جماعة: ۸۸/۱، قديمي)

(۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ. أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَفَرَّدَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ”ارْجِعْ، فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تَصَلِّ“... فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَحْسَنَ غَيْرَهُ، فَعَلَّمَنِي، فَقَالَ: ”إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تيسر معك من القرآن، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمِئَنَ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْدَلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئَنَ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمِئَنَ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئَنَ سَاجِدًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا“. (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب أمر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الذي لا يتم ركوعه بالإعادة: ۱۰۹/۱، قديمي)

(۳) قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾. (سورة الأحزاب: ۳۶) وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً، فَمَا فَوْقَهَا﴾، فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا، فَيَعْلَمُونَ أَنََّّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ﴿سورة البقرة: ۲۶﴾

(”وَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّ الشَّيْءَ قَدْ لَا يَكُونُ مَرَادًا وَيُؤْمَرُ بِهِ، وَقَدْ يَكُونُ مَرَادًا وَيَنْهَى عَنْهُ لِحُكْمٍ وَمَصَالِحٍ يَحِيطُ بِهَا عِلْمُ اللَّهِ تَعَالَى، أَوْ لِأَنَّهُ لَا يَسْتَلْ عَمَّا يَفْعَلُ“). (شرح العقائد: ۶۴، دهلي)

## تعداد رکعات کا تعین احادیث سے ثابت ہے:

سوال: کیا فرض نماز کی رکعتوں کا تعین قرآن پاک نے کیا ہے؟

الجواب: ————— وباللہ التوفیق

نماز کی رکعتوں کی تعداد احادیث سے ثابت ہے۔ (۱)

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم و عمل کی پیروی کرنے کی تاکید قرآن شریف کی متعدد آیتوں سے ثابت ہے۔ اس لئے مقررہ تعداد رکعات جو احادیث سے ثابت ہیں، انہیں کے مطابق نماز پڑھنے سے نماز فرض ادا ہوگی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال بھی وحی کی قسموں میں سے ایک قسم ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (سورة النجم: ۳-۴)

اور مسلمان اس کے مکلف نہیں ہیں کہ وہ قرآن شریف کے الفاظ پر غور کر کے جو کچھ سمجھ میں آئے، صرف اسی پر عمل کریں، بلکہ معلم کتاب یعنی رسول خدا کی تشریح و تعلیم پر عمل کرنا ان پر فرض ہے اور یہی قرآن شریف کا حکم ہے:

﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (سورة النساء: ۵۹)

﴿وَمَا اتَّكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (سورة الحشر: ۷)

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (سورة الأحزاب: ۲۱)

اس مفہوم کی آیتیں قرآن میں بہت ہیں۔

نیز آپ کا فیصلہ و حکم مسلمانوں کو کس طرح پر قبول و تسلیم کر لینا چاہئے۔ اس کے متعلق فرمایا گیا ہے:

﴿ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (سورة النساء: ۶۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عباس - ۱۴/۸/۱۳۵۸ھ - (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۳۱۸-۳۱۷)

(۱) ”وَأَمَّا عِدَّةُ رَكَعَاتِ هَذِهِ الصَّلَوَاتِ فَالْمَصْلَى لَا يَخْلُو إِمَّا أَنْ يَكُونَ مَقِيمًا وَإِمَّا أَنْ يَكُونَ مُسَافِرًا فَإِنْ كَانَ مَقِيمًا فَعِدَّةُ رَكَعَاتِهَا سَبْعَةٌ عَشْرٌ: رَكَعَتَانِ وَأَرْبَعٌ، وَأَرْبَعٌ، وَثَلَاثٌ، وَأَرْبَعٌ، عَرَفْنَا ذَلِكَ بِفِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَوْلُهُ: ”صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصْلَى“، وَهَذَا لِأَنَّهُ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عِدَّةُ رَكَعَاتِ هَذِهِ الصَّلَوَاتِ فَكَانَتْ نصوص الكتاب العزيز مجملة في حق المقدار ثم زال الإجمال ببيان النبي صلى الله عليه وسلم قولاً وفعلاً، كما في نصوص الزكاة والعشر والحج وغير ذلك“۔ (بدائع الصنائع: ۲۸۲/۱-۲۸۳)

پہلے مغرب میں تین اور باقی چار اوقات میں دو دو رکعتیں فرض تھیں، بعد میں ظہر، عصر، عشا میں چار چار رکعتیں فرض ہوئیں اور مغرب و فجر میں وہی رہیں۔ (مرآۃ الفلاح شرح نور الإيضاح: ۹۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے: ”فرضت الصلوة ركعتين ثم هاجر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ففرضت أربعاً وترك صلاة السفر على الأول“۔ (أحمد وبخاری)

نماز دو رکعت فرض کی گئی، پھر اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کی، تو چار رکعت فرض ہوئی اور سفر کی نماز پہلے جیسی رہی۔

(طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل: ۱۵۳-۱۵۴، انیس)

آدمی پر نماز کب فرض ہوتی ہے:

سوال: آدمی پر نماز کب فرض ہوتی ہے؟

الجواب

لڑکی اور لڑکے پر نماز، بلوغ سے واجب ہوتی ہے، بلوغ کی پہچان احتلام ہوتا ہے، یا بیوی کو حاملہ کر دینا اور اگر یہ دونوں چیزیں نہ معلوم ہوں، تو پندرہ برس کی عمر کا اعتبار ہوگا، اور عورت میں بلوغ کی علامت حیض کا آنا، یا احتلام کا ہونا، یا حاملہ ہو جانا ہے، اور اگر یہ چیزیں نہ ہوں، تو پندرہ برس پورے ہو جانے کافی ہوں گے۔ اسی وقت سے تمام احکام شرعیہ، لڑکی اور لڑکے پر واجب ہو جاتے ہیں۔ (۱)

(مکتوبات: ۲۲/۴) (فتاویٰ شیخ الاسلام: ۲۴)

علامت بلوغت نہ ظاہر ہونے پر پندرہ سال کے لڑکے، لڑکی پر نماز فرض ہے:

سوال: یہ بات تفصیل سے بتائیے کہ نماز کب فرض ہوتی ہے؟ بہت سے حضرات کہتے ہیں کہ اس وقت نماز فرض ہوتی ہے، جب احتلام ہوتا ہے، اس سے پہلے نماز فرض نہیں ہوتی۔

الجواب

نماز بالغ پر فرض ہوتی ہے، اگر بالغ ہونے کی علامتیں ظاہر ہو جائیں، تو نماز اسی وقت فرض ہوتی ہے اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو، تو لڑکا، لڑکی پندرہ سال کی عمر پوری ہونے پر بالغ سمجھے جائیں گے اور جس دن سولہویں سال میں قدم رکھیں گے، اس دن سے ان پر نماز فرض ہوگی۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۲۳)

(۲-۱) (بلوغ الغلام بالاحتلام والإحبال والإنزال والجارية بالاحتلام والحیض والحبل فإن لم يوجد فيهما شيء فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة، به يفتى) لقصر أهل زماننا. (تنوير الأبصار متن الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحجر، فصل بلوغ الغلام، الخ: ۱۵۳/۶)

سیجیء فی کتاب الحجر أن الفتوى على أن سن البلوغ في الصغير والصغيرة خمس عشرة سنة. (درر الحکام شرح غرر الحکام، موجبات الغسل: ۲۰۱۱. انیس)

جس کو نماز کا صرف اتنا وقت ملے کہ صرف تکبیر تحریر یہ کہہ سکے، اس پر نماز فرض ہو جاتی ہے، مثلاً کوئی اسلام لایا، یا بچہ بالغ ہوا، یا گل اچھا ہوا، یا عورت کا حیض ونفاس رکا، اور یہ سب کسی نماز کے ایسے وقت میں ہوا کہ صرف تکبیر تحریر یہ کہنے کے بعد وقت نکل جائے گا، تو ان لوگوں پر اس وقت کی نماز فرض ہو جائے گی اور وہ اس کی قضا پڑھیں، ورنہ چھوڑنے کا گناہ ہوگا۔

اور اگر کسی نماز کا صرف اتنا وقت باقی تھا کہ تکبیر تحریر یہ کہہ سکے اور پاگل ہو گیا، یا حیض ونفاس جاری ہو گیا، اور اس وقت کی نماز نہیں پڑھی تھی، تو ایسے لوگوں پر اس وقت کی نماز فرض نہ ہوگی اور وہ اس کی قضا نہ پڑھیں گے۔ (عالمگیری: ۵۷۱)

چور وغیرہ کا خطرہ ہو، تو اس وقت نماز کو مؤخر کرنے اور بعد میں پڑھنے کی اجازت ہے۔ (عالمگیری، کتاب الصلاة: ۵۷۱)

(طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل: ۱۵۴-۱۵۵، انیس)

**سات سال، دس سال کی عمر میں اگر نماز چھوٹ جائے، تو کیا قضا کروائی جائے:**

سوال: میں نے پڑھا ہے کہ سات سال کی عمر میں نماز فرض ہو جاتی ہے اور دس سال میں اگر بچہ نماز نہ پڑھے، تو اسے مارنا چاہیے، جب کہ میرے شوہر کا کہنا ہے کہ: نماز بالغ ہونے پر فرض ہے، سات سال کا اس لیے حکم ہے کہ بچہ یا بچی نماز پڑھنا سیکھ جائے اور آہستہ آہستہ اس کی عادت ہو جائے، ایسی صورت میں اگر کسی وقت کی نماز چھوٹ جائے، تو اس کی قضا نہیں ہوگی اور اگر کبھی تھکن یا نیند کی وجہ سے نماز رہ جائے، تو گناہ نہ ہوگا، نماز کی قضا بالغ ہونے کے بعد فرض ہونے پر ہے۔ کیا میرے شوہر کا خیال درست ہے؟

الجواب

آپ کے شوہر کا خیال صحیح ہے کہ نماز بالغ ہونے پر فرض ہوتی ہے۔ نابالغ پر نماز فرض نہیں، لیکن حدیث شریف میں حکم ہے کہ جب بچے دس سال کے ہو جائیں، تو ان کو نماز نہ پڑھنے پر مارو۔ (۱) (اور یہ مارنا ہاتھ سے ہونا چاہیے، لکڑی سے نہیں، اور تین سے زیادہ نہ مارا جائے)

اس لیے اگر ان کو عادی بنانے کے لیے ان سے نماز قضا کرائی جائے، تو صحیح ہے۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۶/۳)

**سن بلوغت یا دنہ ہونے پر قضا نماز، روزہ کب سے شروع کرے:**

سوال: اکثر کتابوں میں پڑھا ہے کہ نماز بالغ ہونے پر فرض ہو جاتی ہے اور لڑکا، لڑکی کے بالغ ہونے کی عمر مختلف کتابوں میں مختلف لکھی ہے۔ یعنی کہیں بارہ سال ہے اور کہیں تیرہ، چودہ سال اور کہیں پندرہ سال ہے۔ میں نے چودہ یا پندرہ سال کی عمر میں نماز پڑھنی شروع کی، آپ یہ فرمائیں کہ مجھے کتنی عمر کی نماز قضا پڑھنی چاہئیں؟ مجھے نہیں یاد کہ میں بالغ کس عمر میں ہوا تھا؟

(۱) بچے، بچیاں سات سال کی ہو جائیں، تو ان کے ولی باپ، دادا وغیرہ پر واجب ہے کہ انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیں اور جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز چھوڑ دیں، تو ان کو مار کر پڑھائیں، تمام شرعی احکام مثلاً روزہ وغیرہ میں بچے، بچیوں کا یہی حکم ہے۔ (رد المحتار مع شامی: ۲۳۵/۱، حدیث ابوداؤد) (مشکوٰۃ) جو ولی اپنے فریضہ کو پورا نہ کرے، وہ سخت گنہگار اور خدا کے نزدیک جوابدہ ہے۔

(طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل، ص: ۱۵۳، انیس)

(۲) وہی فرض عین علی کل مکلف ... وإن وجب ضرب ابن عشر علیہا بید لا بخشبۃ لحديث: ”مروا اولادکم بالصلاة وهم أبناء سبع واضربوهم علیہا وهم أبناء عشر“. (قوله بید) أى ولا یجاوز الثلاث. (رد المحتار علی الدر المختار، ج: ۱، ص: ۳۵۲)

والحدیث المذكور رواہ أبو داؤد فی سننہ (ح: ۴۹۵) وذکرہ العقیلی فی الضعفاء: ۱۶۷/۲-۱۶۸، وقال أحد رواة ”سواربن حمزة“ لا یتابع علیہ بهذا الإسناد وصححه الألبانی فی الإرواء (۲۴۷) (جمع الفوائد بتحقیق سلیمان بن دریع العازمی، ص: ۱۵۵) وروی الإمام الترمذی فی سننہ بلفظ: ”علموا الصبی الصلوة ابن سبع سنین واضربوه علیہا ابن عشر“، وقال حدیث حسن صحیح (ح: ۴۰۷). انیس



الجواب

لڑکے اور لڑکی کا بالغ ہونا علامات سے بھی ہو سکتا ہے، (مثلاً: لڑکے کو احتلام ہو جائے، یا لڑکی کو حیض آجائے وغیرہ) اگر پندرہ سال سے پہلے بالغ ہونے کی علامتیں ظاہر ہو جائیں، تو ان پر بالغوں کے احکام جاری ہوں گے اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو، تو پندرہ برس کی عمر پورا ہونے پر ان کو بالغ شمار کیا جائے گا اور ان پر نماز، روزہ وغیرہ فرائض لازم ہو جائیں گے۔ (۱)

اگر کسی نے بالغ ہونے کے بعد بھی نماز، روزہ میں کوتاہی کی، اب وہ توبہ کر کے نماز، روزہ قضا کرنا چاہتا ہے اور اسے یہ یاد نہیں کہ وہ کب بالغ ہوا تھا؟ تو لڑکے کے لیے حکم یہ ہے کہ تیرہویں سال کے شروع ہونے سے نماز، روزہ قضا کرے، کیوں کہ بارہ سال کا لڑکا بالغ ہو سکتا ہے، اور لڑکی کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ نو برس پورے ہونے اور دسویں سال کے شروع ہونے سے نماز، روزہ قضا کرے، کیوں کہ نو برس کی لڑکی بالغ ہو سکتی ہے۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۲/۳)

**نابالغ پر نماز فرض نہ ہونے کے باوجود سختی کا حکم کیوں ہے:**

سوال: قرآن پاک میں حکم ہے کہ ہر ”بالغ“ مرد و عورت پر پانچ وقت کی نماز فرض کی گئی ہے۔ مگر احادیث پاک میں بچوں کو سات سال سے نماز کی تاکید اور دس اور بارہ سال کی عمر میں نماز نہ ادا کرنے کی صورت میں سزا بھی تجویز کی گئی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب نماز فرض ہی نہیں ہوئی ہے، پھر سختی اور سزا کا جواز کس طرح پیدا ہوتا ہے؟

الجواب

آپ کا کہنا صحیح ہے کہ نابالغ پر نماز فرض نہیں، لیکن یہ سمجھنا صحیح نہیں کہ جو چیز فرض نہ ہو، اس پر سختی نہ کی جائے، والدین بچوں کو بہت سی ایسی باتوں پر مارتے ہیں جو فرض و واجب نہیں، پھر نابالغ پر تو نماز فرض نہیں، مگر ان کو نماز کا عادی بنانے کے لیے والدین کے ذمہ یہ فرض ہے کہ ان کو نماز پڑھائیں اور بقدر تحمل سختی بھی کریں۔

اس لیے والدین کے ذمہ اپنے فرض کی تکمیل لازم ہے، وجہ یہ ہے کہ اگر بالغ ہونے تک ان کو نماز کا اور دیگر فرائض کا عادی نہ بنایا جائے، تو وہ بالغ ہونے کے بعد بھی پابندی نہیں کریں گے۔ اس لیے حکم دیا گیا ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے ان کو نماز کا عادی بناؤ۔ (۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۵/۳-۱۹۶)

(۱) (بلوغ الغلام بالا احتلام والإحبال والإنزال) ... (فإن لم يوجد فيهما شيء) (فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة، به يفتى) (لقد رُوي عن أئمة أهل زماننا. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحجر، ج: ۶، ص: ۱۵۳، فصل بلوغ الغلام بالا احتلام) (۲) وأذنى مدته له اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنين) (هو المختار. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحجر، فصل بلوغ الغلام بالا احتلام: ۱۵۴/۶)

(۳) هي فرض عين على كل مكلف ... وإن وجب ضرب ابن عشر عليها بيد لا بخشبة، لحديث: ”مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع واضربوهم عليها وهم أبناء عشر“. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۵۲/۱) والحديث أخرجه أبو داود في سننه (ح: ۴۹۵) انيس

## کیا مجزوب مکلف ہے:

سوال: زید کہتا ہے کہ مجزوب پر نماز و روزہ معاف ہے اور عمر کہتا ہے کہ نہیں، کس کی بات صحیح ہے؟

الجواب: \_\_\_\_\_ حامداً ومصلياً

اگر وہ روزہ، نماز کی فرضیت کو سمجھتا ہے اور اس کے ادا کرنے کا ہوش رکھتا ہے، تو اس سے معاف نہیں، اور اگر نہ فرضیت کو سمجھتا ہے اور نہ ہوش رکھتا ہے، تو وہ مکلف نہیں ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ۔ دارالعلوم دیوبند۔ ۱۶/۵/۱۳۹۰ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۳)

## ہر طبقہ کے مسلمانوں کے لئے نماز کی پابندی کی کیا صورت ہے:

سوال: ہر طبقہ کے مسلمان، نماز کے کیونکر پابند ہو سکتے ہیں؟

الجواب: \_\_\_\_\_

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَأَنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ، الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقَوْنَ رَبَّهُمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ (۲)

ترجمہ: ”اور بے شک نماز بھاری ہے، مگر ان لوگوں پر جو فروتنی اور عاجزی کر نیوالے ہیں، جن کو یقین ہے کہ ان کو اللہ کے پاس جانا ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔“

پس معلوم ہوا کہ اولاً خوفِ الہی اور خوفِ قیامت و احوالِ قیامت اور پیشی بارگاہِ الہی کا خیال دل میں پیدا کرے اور ان میں فکر کرے اور پھر وہ بشارت اور ثواب جو احادیث میں نماز پڑھنے والوں کے لئے وارد ہیں، دیکھے اور سنے اور فضائل نماز کو پیش نظر کرے، تو اس طریق سے امید ہے کہ اس کو نماز کا شوق ہوگا اور جب اس پر غور کرے گا کہ ”أحب الأعمال إلى الله أدومها“۔ (۳) یعنی پسندیدہ تر عمل اللہ کے نزدیک وہ ہے، جس پر دوام اور موانعت ہو۔

(۱) ”(ہی فرض عین علی کل مکلف)“۔ (الدر المختار) ”ثم المكلف هو المسلم البالغ العاقل ولو أنثى أو عبداً۔ (رد المحتار، کتاب الصلاة: ۳۵۱/۱-۳۵۲، سعید)

”وفی أصول البستی: أنه لا یکلف بأدائها کالصبی العاقل، إلا أنه إن زال عنه توجه علیه الخطاب بالأداء حالاً، وبقضاء ماضی بلا حرج، فقد صرح بأنه یقضى القلیل دون الكثير وإن لم یکن مخاطباً فیما قبل کالنائم والمغمی علیه دون الصبی إذا بلغ، وهو أقرب إلى التحقیق، کذا فی شرح المغنی للہندی إسماعیل ملخصاً۔“ (رد المحتار، کتاب الزکوۃ، مطلب فی أحكام المعنوه: ۲۵۸/۲، سعید)

(۲) سورة البقرة: رکوع ۵، الآية: ۴۵۔ انیس

(۳) الصحيح لمسلم (۷۸۳) / الصحيح للبخاری (ح: ۵۸۶۱) / سنن أبی داؤد (ح: ۱۳۶۸) / سنن النسائی (ح: ۷۶۲) / مسند اسحاق بن راهویہ (ح: ۶۲۶) / مسند أحمد (ح: ۲۵۳۱۷) / الزهد والرقائق لابن المبارك، باب فضل ذکر الله (ح: ۱۳۲۹) / شرح السنة للبیہقی، باب المداومة علی العمل (ح: ۹۳۷) انیس

اور نیز اس قسم کی احادیث میں غور کرے گا۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أرأيتم لو أن نهراً بباب أحدكم يغتسل فيه كل يوم خمساً هل يبقى من درنه شيء"، قالوا: لا يبقى من درنه شيء، قال: "فذلك مثل الصلوات الخمس يمحو الله بهن الخطايا". (رواه البخاری و مسلم) (۱)

حاصل اس کا یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ "اگر کسی کے دروازہ کے آگے ایک نہر ہو کہ دن رات میں پانچ دفعہ اس میں غسل کرے، تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا؟" صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں باقی رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے، کہ ان کی وجہ سے گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔"

تو وہ شخص پکا نمازی ہو جاویگا اور وقتاً فوقتاً مسائل نماز کی تحقیق اور جستجو میں رہے گا اور بحکم "من جدّ وجد"۔ (۲) ضروری ہے کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوگا۔ پس ضروری ہوا کہ نماز کی بزرگی اور فضیلت میں جو احادیث وارد ہیں ان کو مشکوٰۃ شریف کی کتاب الصلوٰۃ میں دیکھے، یا کسی سے سنے اور اگر وہ شخص عربی نہیں سمجھتا تو مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف کو دیکھتا رہے۔

الغرض ہر طبقہ کے مسلمانوں کو امید ہے کہ طریقہ مذکورہ سے نفع ہوگا اور نماز کا شوق ہوگا۔ اور جو لوگ خود اس طریق پر کار بند نہ ہو سکیں، ان کو دوسرے لوگ جو واقف ہیں، یہ باتیں سنائیں اور انذار و بشارت کی آیات و احادیث کا ترجمہ و مطلب سنائیں اور بتلائیں، تو ضرور ہے کہ بحکم ﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (۳) ان کو یہ نصائح نافع اور مہم ہوں گے، اقامت صلوٰۃ بلکہ اتباع جمیع احکام دینیہ پر۔ فقط والسلام (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۵۲/۲۶)

### دین اور اسلام سے بالکل ناواقف آدمی کی نماز کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، لیکن یہ نہیں جانتا ہے کہ پیغمبر کس کو کہتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا نام ہے اور قرآن مجید آسمانی کتاب ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے، جب ایک شخص ان تمام احکام سے ناواقف ہو، تو کیا اس کے لئے نماز پڑھنا درست ہے؟ بیٹو! تو جبراً۔ (المستفتی: نامعلوم..... ۱۹۷۷/۴/۳۰)

(۱) الصحيح للبخاری، الصلوات الخمس كفارة (ح: ۵۲۸) / الصحيح لمسلم، باب المشيء إلى الصلاة تمحي به

(ح: ۶۶۷) / سنن الترمذی، باب مثل الصلوات الخمس (ح: ۲۸۶۸) / سنن النسائی، فضل الصلوات الخمس (ح: ۴۶۲) (انیس)

(۲) الآداب الشرعية والمنح المرعية للمقدسی: ۲۲۳/۱، طبع عالم الكتاب. انیس

(۳) سورة الذاریات: ركوع: ۳، الآية: ۵۵۔

الجواب

ایسے برائے نام مسلمانوں کے ساتھ محنت اور مشقت از حد ضروری ہے۔ (۱) هو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ص ۱۴۱)

کیا بہن بھائیوں کی روزی کمانے والے کے ذمے نماز نہیں:

سوال: ایک صاحب نے کہا کہ اگر بہن بھائیوں کے لیے روزی کے لیے جائے تو نماز فرض نہیں رہتی؟

الجواب

یہ بات بالکل غلط ہے، (۲) نماز تو عین جہاد کی حالت میں بھی معاف نہیں ہوئی اور شریعت نے اس کا طریقہ بتایا ہے کہ پہلے ایک جماعت نماز ادا کرے اور پھر دوسری جماعت، تاکہ جہاد میں بھی نقصان نہ ہو اور نماز کا فرض ساقط نہ ہو۔ جب جہاد کے لیے نماز معاف نہیں، تو کسی کے لیے روزی کمانے کے لیے کس طرح معاف ہوگی؟ (۳)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۷/۳)

ملازمین نماز روزہ کی پابندی نہ کریں، تو مالک اس کا ذمہ دار ہے یا نہیں:

سوال: ہوٹل میں نوکر ہوتے ہیں، اگر وہ نماز نہ پڑھیں اور ماہ رمضان المبارک کے روزے نہ رکھیں، تو ہوٹل کے مالک پر اخروی اعتبار سے ذمہ داری ہے یا نہیں؟ ان کی ڈیوٹی عین نماز کے وقت ہوتی ہے، اس وقت نہ نوکر خود نماز کے لئے جائے اور نہ مالک جانے کے لئے کہے، تو مالک ذمہ دار ہوگا یا نہیں؟

(۱) قال العلامة في فصوله: "من فرائض الإسلام تعلم ما يحتاج إليه العبد في إقامة دينه وإخلاص عمله لله تعالى ومعايشة عباده وفرض على كل مكلف ومكلفه بعد تعلمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء والغسل والصلاة والصوم، الخ. (مقدمة رد المحتار، قبيل مطلب في فرض الكفاية والعين: ۳۱/۱)

(وقال الملا على القاري: قوله بلغوا عني ولو آية) أي انقلبوا إلى ... الناس وأفيدوهم ما أمكنكم أو ما استطعتم مما سمعتموه مني وما أخذتموه عني من قول أو فعل أو تقرير بواسطة أو بغير واسطة (ولو آية) أي ولو كان المبلغ آية. (مرقاة المفاتيح شرح المشكوة، كتاب العلم: ۲۶۴/۱)

والحديث أخرجه الدارمي، في مقدمته، باب البلاغ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم (ح: ۵۴۲) وعبد الرزاق في مصنفه (ح: ۱۹۲۱۰) والإمام أحمد في مسنده (ح: ۶۸۴۹) انيس

(۲) عن عثمان بن أبي العاص أن وفد ثقيف لما قدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم أنزلهم المسجد ليكون أرق لقلوبهم فاشترطوا عليه أن لا يحشروا ولا يعشروا ولا يجبوأ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكم أن لا يحشروا ولا يعشروا ولا خير في دين ليس فيه ركوع. (سنن أبي داود، كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب ماجاء في خبر الطائف (ح: ۳۰۲۶) قال الخطابي: قوله: لا يجبوأ، أي لا يصلوا. (عون المعبود: ۲۰۶/۱) انيس)

(۳) وإذا اشتد الخوف جعل الإمام الناس طائفتين طائفة إلى وجه العدو وطائفة خلفه، كذا في القدوري. (الفتاوى الهندية: ۱/۵۴، الباب العشرون في صلاة الخوف، كتاب الصلاة)

الجواب

ہوٹل کے اوقات میں اگر نماز کا وقت آجائے، تو مالک پر ضروری ہے کہ اپنے ملازمین کو نماز کے لئے کہے، اگر وہ اپنے مفاد کی خاطر چشم پوشی کرے گا تو وہ بھی اخروی اعتبار سے ذمہ دار اور جواب دہ ہوگا۔ حدیث میں ہے:

”کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ“۔ (۱)

تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال ہوگا۔

لہذا مالک ہوٹل پر ضروری ہے کہ اخروی ذمہ داری کو مد نظر رکھے، خود بھی نماز کی پابندی کرے اور اپنے ماتحتوں کو بھی نماز روزہ کی پابندی کی تاکید کرے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۶/۳۱۸)

### نماز پر تعاون کا ثواب:

سوال: ایک انسان ایک پرائیوٹ نوکری کرتا ہے، نوکری اور ڈیوٹی کا ٹائم ۱۰ بج کر ۳۰ منٹ سے شروع ہو کر ۵ بج کر ۳۰ منٹ پر ختم ہے، درمیان میں نماز ظہر اور نماز عصر ادا کرتا ہے، لیکن اس نے شرط یہ لگائی ہے کہ اگر نماز کا ٹائم نہیں ملے گا، بندہ نوکری نہیں کرے گا، اب اس کو ٹائم دے دیا گیا، تو کیا اس نماز کا ثواب صرف اس نماز پڑھنے والے کو ہی ملے گا، یا اس کا مالک بھی شریک ہوگا؟

الجواب ————— وباللہ التوفیق

نماز پڑھنے والے کو نماز کا ثواب ملے گا اور نماز پڑھنے کا موقع دینے والے کو نماز پر تعاون کا ثواب ملے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ﴾ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (دینی مسائل اور ان کا حل: ۱۳۲-۱۳۳)

### ثواب کی زیادتی پورے حرم میں ہر عبادت پر ہے:

سوال: مسجد حرام میں فرض نماز پڑھنے کا ثواب کیا مسجد حرام ہی میں ہے، یا حدود حرم کے پورے علاقہ میں کسی اور مقام پر بھی نماز ادا کرنے سے اتنا ہی ثواب ملتا ہے؟ نیز کیا یہ ثواب صرف نماز کے لیے ہے یا تمام عبادات کے لیے بھی؟ بینوا تو جروا۔

(۱) الصحيح للبخاری، کتاب العتق، باب العبد راع فی مال سیدہ ونسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم المال إلی السید (ح: ۲۴۱۹) / الصحيح لمسلم، کتاب الإمارة، باب فضيلة الإمام العادل... (ح: ۱۸۲۹) / السنن الكبرى للبيهقي، کتاب الودیعة، باب ماجاء فی أداء الأمانات (ح: ۱۲۳۳۷) / سنن الترمذی، کتاب الجهاد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی الإمام (ح: ۱۷۰۵) / سنن أبی داؤد، کتاب الخراج والإمارة والقیء، باب ما یلزم الإمام من حق الرعية (ح: ۲۹۲۸) / مسند الإمام أحمد، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبد اللہ بن عمر الخطاب (ح: ۵۱۴۵) انیس

(۲) سورة المائدة: ۶، انیس

الجواب \_\_\_\_\_ باسم ملہم الصواب

ثواب کی یہ زیادتی پورے حرم میں ہے، اور ہر عبادت کے لیے ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ حرم میں مسجد اور غیر مسجد دونوں جگہ نماز کا ثواب برابر ہے، بلکہ مسجد حرام کی نماز مسجد غیر حرام کی نماز سے لاکھ گنا افضل ہے، اور حرم میں غیر مسجد کی نماز غیر حرم میں غیر مسجد کی نماز سے لاکھ گنا افضل ہے۔

قال فی رد المحتار: وقال الشيخ ولی الدین العراقي: ”ولا يختص التضعیف بالمسجد الذی کان فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم بل یشمل جمیع ما زید فیہ، بل المشہور عند أصحابنا أنه یعم جمیع مکة بل جمیع حرمها الذی یحرم صیدہ کما صححہ النووی. (رد المحتار: ۶۱۶/۱) (۱)  
ونقل ابن عابدين رحمہ اللہ تعالیٰ عن شفاء الغرام للسید القاضی: ”وجاءت أحادیث تدلّ علی تفضیل ثواب الصّوم وغیره من القربات بمکة إلا أنها فی الثبوت لیست كأحادیث الصّلوة فیہا“، اھـ. (رد المحتار: ۲/۳۰۳)

وقال الرافعی: إن حسنات الحرم کل حسنة بمائة ألف حسنة، کما قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کما نقلہ السندی عن الحموی عن ابن العماد. (التحریر المختار: ۸۶/۱) (۲)  
۲۶/رجب ۱۳۹۲ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۳۳-۳۴)

### مسجد نبوی میں چالیس نمازوں پر بشارت مقید بتسلسل ہے:

سوال: کیا مردوں کو فضیلت حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ چالیس نمازیں مسلسل اور باجماعت مسجد نبوی میں ادا کی جائیں؟ بیوا تو چرا۔

الجواب \_\_\_\_\_ باسم ملہم الصواب

عن أنس رفعه: من صلی فی مسجدی أربعین صلوٰة لا تفوته صلوٰة كتب اللہ له براءة من النار وبراءة من العذاب وبراءة من النفاق، لأحمد والأوسط. (جمع الفوائد: ۵۶۴/۱، باب ما جاء فی مسجد الرسول) (۳)  
اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ چالیس نمازیں مسلسل اور باجماعت ادا کرنے پر جہنم، عذاب اور نفاق سے برأت کی بشارت ہے، مطلقاً ایک ہزار تک تضعیف اجر کے لیے چالیس نمازوں اور ان میں تسلسل کی قید نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
۲۵/ربیع الآخر ۱۳۹۳ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۳۵/۳)

(۱) رد المحتار، کتاب الصلوٰة، مطلب فی أفضل المساجد: ۶۵۹/۱، دار الفکر بیروت. انیس

(۲) مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، کتاب الصلوٰة (ح: ۶۹۲): ۵۸۸/۱، دار الفکر بیروت. انیس

(۳) مسند الإمام أحمد، مسند أنس بن مالک رضی اللہ عنہ (ح: ۱۲۱۷۳) / المعجم الأوسط، باب المیم، من

مسجد نبوی میں چالیس نمازوں پر بشارت صرف مردوں کے لیے ہے:

سوال: حدیث میں مسجد نبوی میں جو چالیس نمازیں پڑھنے کی فضیلت آئی ہے، کیا یہ فضیلت صرف مردوں ہی کے لیے ہے، یا عورتوں پر بھی اس کا اطلاق ہوگا، جس طرح مسجد حرام کے بجائے گھر پر نماز پڑھنا افضل ہے، کیا اس طرح مدینہ منورہ میں بھی مسجد نبوی کے بجائے گھر پر نماز پڑھنا افضل ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: \_\_\_\_\_ باسم ملہم الصواب

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا کرنے پر جہنم، عذاب اور نفاق سے برأت کی بشارت صرف مردوں کی فرض نماز باجماعت کے ساتھ مخصوص ہے، عورتوں کے لئے مسجد نبوی کی بجائے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
۲۵ ربیع الآخر ۱۳۹۳ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۳/۳۴)

کیا عورتوں کو گھر میں نماز کا وہی ثواب ملے گا جو مردوں کو مسجد نبوی اور مسجد حرام میں ملتا ہے:

سوال: کیا عورتوں کو مسجد حرام اور مسجد نبوی کے بجائے گھر میں نماز ادا کرنے میں وہی ثواب ملے گا، جو مردوں کو ان دونوں مسجدوں میں ادا کرنے سے ملے گا؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: \_\_\_\_\_ باسم ملہم الصواب

تضعیف اجر پورے حرم مکہ کے لیے ہے، لہذا مکہ مکرمہ میں عورت کو گھر میں نماز پڑھنے پر وہی اجر ملے گا، جو مردوں کے لیے مسجد حرام میں نماز پر ہے۔ (۲)

(۱) أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن أحب صلاة المرأة إلى الله أشد مكان من بيتها مظلمة. (الصحيح لابن خزيمة، باب اختيار صلاة المرأة في أشد مكان من بيتها (ح: ۱۶۹۱-۱۶۹۲)

عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان وأقرب ما تكون من وجه ربها وهي في قعر بيتها. (مسند البزار، مسند عبد الله بن مسعود، أبواب الأحوص عن عبد الله (ح: ۲۰۶۱)

عن أم حميد الساعدي أنها جاءت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله إني أحب الصلاة معك فقال صلى الله عليه وسلم قد علمت وصلوئك في بيتك خير لك من صلوئك في حجرتك وصلوئك في دارك خير لك من صلوئك في مسجد قومك وصلوئك في مسجد قومك خير لك في من صلوئك في مسجد الجامعة. (مسند الإمام أحمد: ۳۷۱/۶ (ح: ۱۲۵۹۰) / الصحيح لابن خزيمة (ح: ۱۶۸۹) انيس)

قال الحافظ في الفتح (في باب خروج النساء إلى المساجد بالليل والغسل (أبواب صفة الصلاة) (ح: ۸۳۰: ج ۲/ص ۴۰۷، دار الريان للتراث) إسناده حديث أحمد حسن. انيس

(۲) وقال الشيخ ولي الدين العراقي: ولا يختص التضعيف بالمسجد الذي كان في زمنه صلى الله عليه وسلم بل يشمل جميع ما زيد فيه، بل المشهور عند أصحابنا أنه يعم جميع مكة، بل جميع حرمها الذي يحرم صيده كما صححه النووي انتهى ما أفاده شيخ مشايخنا محمد بن ظهيرة القرشي الحنفی المكي، آه، ملخصاً. (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب أفضل المساجد، در الفکر بیروت: ۶۵۹/۱. انيس)

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی کوئی روایت نظر سے نہیں گذری۔ (۱)  
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی میں تضعیف اجر کی فضیلت مردوں کے ساتھ مختص ہے، عورت کے لیے گھر میں  
نماز ادا کرنے پر یہ اجر نہیں، مع ہذا مسجد کی بہ نسبت گھر میں ادا کرنے پر زیادہ ثواب ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
۲۵ ربیع الآخر ۱۳۹۳ھ۔ (حسن الفتاویٰ: ۳۵/۳)

**تکبیر اولیٰ کے چالیس دن پورے کرنے والا اگر کسی دن گھر میں جماعت کروالے  
تو کیا دن پورے ہو جائیں گے:**

سوال: چالیس دن تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے کی جو فضیلت آئی ہے، اب اگر ایک آدمی سے اس دوران میں  
جماعت کی نماز فوت ہو جائے اور وہ گھر آ کر اپنی مستورات کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرے، یا مسجد میں دو تین ساتھی  
مل کر مسجد کے ایک کونے میں باجماعت نماز ادا کریں، یا سری نماز میں پہلی رکعت کے رکوع سے تھوڑا سا پہلے امام کے  
ساتھ شریک ہو جائے، تو کیا اس کو تکبیر اولیٰ والی چالیس دن کی فضیلت حاصل ہوئی؟

الجواب

ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پورا اجر عطا فرمادیں، لیکن چالیس دن کی تکبیر تحریمہ کے ثواب کی نئے سرے سے نیت کرنی

چاہیے۔ (۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۳/۳)

(۱) ثم الفضل للمسجد النبوی هل هو مقتصر على البقعة التي كانت في عهده صلى الله عليه وسلم أم متعد إلى  
ما زيد فيها في عهد عمرو وعثمان وغيرهما واختار العيني في شرح البخاری أن الفضل غير مقتصر على ما كان من البقعة  
في عهده صلى الله عليه وسلم لأن المذكور في الحديث "الصلوة في مسجدي هذا" الخ، اجتمع الإشارة والتسمية  
وفي الهداية أن المسمى والمشار إليه لو كانا من جنس واحد فلا اعتبار للمشار إليه وإذا كانا من نوعين فلا اعتبار  
للمسمى وفيما نحن فيه تعدد الأنواع فيكون الاعتبار للتسمية أي مسجدي فما صدق عليه لفظاً المسجد النبوی  
يكون فيه فضل الصلاة. (العرف الشذی شرح سنن الترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء في أي المساجد أفضل  
(ح: ۳۲۵) ج: ۱/ ص: ۳۲۶، دار إحياء التراث الإسلامي) انیس

(۲) عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: صلاة المرأة في بيتها أفضل من صلاتها في حجرتها  
وصلاتها في مخدعها أفضل من صلاتها في بيتها. (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب التشديد في ذلك (ح: ۵۷۰)  
عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت: لو أدرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أحدث  
النساء لمنعهن المسجد كما منعهن نساء بني إسرائيل قال يحيى: فقلت لعمره ما منعه نساء بني إسرائيل قالت: نعم. (سنن  
أبي داود، كتاب الصلاة، باب التشديد في ذلك (ح: ۵۶۹) انیس)

(۳) عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى أربعين يوماً في جماعة يدرک التكبيرة الأولى  
كتبت له براءة تان براءة من النار وبراءة من النفاق. (سنن الترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء في فضل التكبيرة الأولى (ح: ۲۴۱)  
عن أبي حنيفة وأحمد الركعة الأولى واجد فضل التحريمة أي فضل التحريمة ممتد إلى الركوع. (العرف الشذی  
شرح سنن الترمذی: ۲۴۸/۱، دار إحياء التراث الإسلامي) انیس



نماز کا مومن کے لئے معراج ہونا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں:

سوال (۱): ہم نے اکثر سنا ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے، لیکن ہمارے ایک ساتھی کہتے ہیں کہ یہ حدیث نہیں ہے۔  
(۲) پل صراط بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز اور مکھن سے زیادہ ملائم ہے، وہ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ بھی ٹھیک نہیں۔

الجواب

(۱) نماز کا مومن کے لئے معراج ہونا بالفاظ صریحہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، لیکن یہ مضمون بعض صحیح روایات سے مفہوم ہوتا ہے، (۱) اس طرح کہ معراج قرب خداوندی کا نام ہے اور ایک حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بندہ کو سب سے زیادہ قرب خداوندی سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ (۲)  
(۲) پل صراط کا بال سے زیادہ باریک ہونا اور تلوار سے زیادہ تیز ہونا، حضرت انس اور ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں موجود ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مسلم شریف میں ہے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیہقی میں ہے، البتہ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند میں کچھ ضعف ہے۔  
قال أبو سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه: ”بلغني أن الجسر أدق من الشعر وأحد من السيف“۔ (مسلم) (۳)

علامہ عثمانی رحمہ اللہ اس پر ”فتح الملہم“ میں لکھتے ہیں:

”ووصله البيهقي عن أنس رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم مجزوماً به وفي سنده لين“۔ (۳۳۵/۱) (۴)

(۱) ولهذا ورد: الصلوة معراج المؤمن. (مروقة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: ۵۵/۱، دار الفكر بيروت)

الصلوة هي معراج المؤمن. (شرح سنن ابن ماجه للسيوطي: ۳۱۳/۱، ح: ۴۲۳۹، انيس)

عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: استقيموا ولن تحصوا واعلموا أن خير أعمالكم الصلاة ولن يحافظ على الوضوء إلا مؤمن. (سنن الكبرى للبيهقي، باب خير أعمالكم الصلاة، ح: ۲۰۸۱) وكذا رواه الإمام مالك في الموطأ (ح: ۶۸) بلاغاً. انيس

(۲) عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد فأكثروا الدعاء. (الصحيح لمسلم كتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود، ح: ۴۸۲) / سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في الدعاء في الركوع والسجود (ح: ۸۷۵) انيس

(۳) الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية (ح: ۱۸۳) / وأخرجه الإمام أحمد متصلاً عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: لجهم جسر أدق من الشعر وأحد من السيف، الخ. (ح: ۲۴۷۹۳) انيس

(۴) شعب الإيمان للبيهقي، فصل في معنى قول الله تعالى: تعرج الملائكة والروح إليه (ح: ۳۶۱) انيس

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر سلف سے بھی پل صراط کی یہی کیفیت منقول ہے۔  
علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں اسے صحیح تسلیم کیا ہے۔

”والمتمکلمون من أصحابنا والسلف يقولون: ”إنه أدق من الشعور وأحد من السيف“، وهكذا جاء في رواية أبي سعيد. (مرقاۃ: ۲۷۱/۱) فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، نائب مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان - ۲/۳/۱۴۰۹ھ - (خیر الفتاویٰ: ۲۵۲/۲)

### ”الصلوة معراج المؤمنین“ کا معنی:

سوال: ”الصلوة معراج المؤمنین“ (نماز مؤمنین کی معراج ہے) اس کے معنی حضرت والا کے نزدیک کیا ہیں؟

الجواب

”الصلوة معراج المؤمنین“ کے متعلق دو توجہیں اس وقت خیال میں ہیں:

(الف) لفظ معراج علی وزن المفتاح صیغہ آلہ ہے۔ اس قضیہ میں حمل حقیقی ہے، یعنی نماز مومنوں کیلئے آلہ عروج ہے، کیوں کہ بہیمیت سے ملکیت کی طرف، مادیت سے تجرد کی طرف، بعد سے قرب خداوندی کی طرف، غیوبت سے حضور کی طرف عروج، اس نماز کے ذریعہ ہوتا ہے، طہارت جسمانی بالوضوء والغسل وغیرہ انسان کو تشبہ بالملائکہ اور ان سے قرب پیدا کرنے والی اور انجاس ظاہری کے ساتھ انجاس باطنی یعنی ذنوب اور ان کے ثمرات کو دور کرنے والی ہیں۔ قطرات وضو اور غسل کے ساتھ ساتھ، ہاتھ، پیر، آنکھ، ناک، دماغ وغیرہ کے ذنوب نکل جاتے ہیں۔ حتیٰ یخرج نقیاً من الذنوب. (الحديث) (۱) ”یہاں تک کہ وہ گناہ سے پاک صاف ہو جاتا ہے“، یہی طہارت ظاہری قیامت میں غرور تجلیل (۲) کی باعث ہوگی، ملائکہ جن کو بالذات طہارت اور روشنی سے محبت ہے اور نجاست اور ظلمات سے نفرت ہے، وہ اس کی وجہ سے نمازی کے ساتھ تعلقات پیدا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبوبیت حاصل ہوتی ہے۔

”فِيهِ رَجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ“۔ (۳)

(اس میں ایسے لوگ ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو)

(۱) مشکوٰۃ: ۳۸/۱، الصحيح لمسلم ۱۲۵/۱ (عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا توضأ العبد المسلم أو المؤمن فغسل وجهه خرج من وجهه كل خطيئة نظر إليها بعينه مع الماء أو مع آخر قطر الماء فإذا غسل يديه خرج من يديه كل خطيئة كان بطشتها يداه مع الماء أو مع آخر قطر الماء فإذا غسل رجله خرجت كل خطيئة مشتهر جلاه مع الماء أو آخر قطر الماء حتى يخرج نقياً من الذنوب. (الصحيح لمسلم كتاب الطهارة، باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء (ح: ۲۴۴) / موطا الإمام مالك، كتاب الطهارة (ح: ۶۳) / سنن الترمذی (ح: ۲) انیس)

(۲) اعضاء وچہرے کی چمک۔ انیس

(۳) سورة التوبة: ۱۰۸۔

یہ آیت اہل قبا کی ظاہری طہارت ”استنجاء بالماء بعد الاستنجاء بالحجارة“ کے متعلق نازل ہوئی۔ (۱)  
 ”الطهور شرط الایمان“۔ (۲) (پاک کی نصف ایمان ہے)۔

ارشاد نبوی ہے:

”إسباغ الوضوء على المكاره“۔ (۳)

اور اس طہارت کی تحصیل میں مالی اور جسمی فدایت نہ صرف رضا باری عزوجل کی سبب ہے، بلکہ اخلاق خبیثہ ”ذیلة البخل، ذیلة الکسل“ وغیرہ کو زائل کرنے والی اور آئندہ کو قابل ہم نشینی و ہم کلامی بنانے والی بھی ہے، (۴) علی ہذا القیاس، دیگر شروط صلوة بالخصوص توجہ الی القبلة یکے بعد دیگرے غفلت کو دور اور بارگاہ ذی الجلال سے قریب کر نیوالی بھی ہے، (یہ اعمال) توجہ باری عزوجل کو کھینچنے میں مقناطیسی اثر رکھتے ہیں، جس کے لئے ارشاد ”فَإَيْنَمَا تَوَلَّوْا فَثَمَّ وَجْهَ اللَّهِ“، (۵) توجہ الی اللہ وارد ہے۔ پھر نماز کے اسرار زاہدہ (۶) میں فرمایا گیا ہے:

”إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ“۔ (۷)

(بیشک نماز رکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے)۔

ترک فحشا اور منکرات کا اثر جس قدر بھی قرب خداوندی اور بعد زائل بہمیت و نفسانیت میں ہوگا، اظہر من الشمس ہے۔ نماز میں جس قدر قراءت اور ادعیہ وغیرہ ہیں، ان میں جناب باری عزاسمہ سے ہم کلامی اور مخاطب اور

(۱) جامع البیان فی تفسیر القرآن للطبری، تفسیر سورة التوبة، القول فی تأویل قوله تعالى: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ ۴/۸۳، دار المعارف، انیس

(۲) الصحيح لمسلم، کتاب الطهارة، باب فضل الوضوء (ح: ۲۲۳) سنن البيهقي، کتاب الطهارة، جماع أبواب سنة الوضوء وفرضه (ح: ۱۷۵) انیس

(۳) ترجمہ: نہ چاہتے ہوئے بھی پورا پورا وضو کرنا۔

والحدیث أخرجه الإمام مسلم بن حجاج في صحيحه، کتاب الطهارة، باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره (ح: ۲۵۱) وابن خزيمة في صحيحه، کتاب الوضوء، باب ذكر تكفير الخطايا والزيادة في الحسنات بإسباغ الوضوء على المكاره (ح: ۵-۱۷۷) انیس

(۴) قوله صلى الله عليه وسلم ”الطهور شرط الإيمان“، فسر الغزالي الطهور: بطهارة القلب من الغل والحسد والحقد وسائر أمراض القلب، وذلك أن الإيمان الكامل إنما يتم بذلك، فمن أتى بالشهادتين حصل له الشطر، ومن طهر قلبه من بقية الأمراض كمل إيمانه، ومن لم يطهر قلبه نقص إيمانه. (الأربعون النووية، الحديث الثالث والعشرون. انیس)

(۵) سورة البقرة: ۱۱۵. انیس

(۶) روشن، چکدار۔ انیس

(۷) سورة العنكبوت: ۴۵. انیس

اس کا ذکر موجود ہے، جس سے غفلت کا دور ہونا اور توجہ الی اللہ حاصل ہونا اور ترقی پذیر ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اگر انسان اس مخاطب کو سمجھتا ہوا حضور قلب کے ساتھ خشوع و خضوع کو ملحوظ رکھتا ہے (جو کہ مومنین کی نماز ہے) (۱) جب تو اس عروج کا حاصل ہونا ظاہر ہے ہی، مگر اس میں کوتاہی کرنے میں بھی نفع موجود ہے، الفاظ قرآنیہ اور اسماء باری عزوجل اور ادعیہ ماثورہ اور درود شریف کی تاثیریں سمجھنے پر موقوف نہیں ہیں، گل بنفشہ جان کر پیچھے یا بغیر جانے ہوئے، اسہال بلغمی کا حاصل ہونا ضروری ہے، الفاظ قرآنیہ اور اسماء باری عزوجل حامل تاثیرات ہیں، جو کہ بے سمجھے ہوئے بھی حاصل ہوتی ہیں، اگرچہ کمزور بہ نسبت سمجھنے کے ہوں۔

”من قرأ حرفاً من القرآن كانت له عشر حسنات، لا أقول الم حرف بل ألف حرف ولام حرف وميم حرف“۔ (۲)

جس نے قرآن سے ایک حرف پڑھا، اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں بڑھ جاتی ہیں، اس کے یہ معنی نہیں کہ اتم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔

ارشاد فرمایا گیا:

”إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَخَمَّنْ قَبْلَ وَجْهِهِ فَإِنَّ اللَّهَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ“۔ (۳)

وفی روایۃ:

”فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تَوَاجَهَ أَحَدُكُمْ“، أو كما قال عليه الصلاة والسلام“۔ (۴)

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے، تو اس کو لازم ہے کہ اپنے سامنے نہ تھو کے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے اور قبلہ کے درمیان حائل ہوتا ہے، یا اس کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔

(۱) ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ، الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾ (سورة المؤمنون: ۱-۲، انیس)

(۲) اس مفہوم کی روایت ترمذی شریف، باب ما جاء فی فضل القرآن: ۱۱۹/۲، میں ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فیمن قرأ حرفاً من القرآن ماله من الأجر (ح: ۲۹۱۰) وقال هذا حديث حسن صحيح غريب من هذا الوجه) / المصنف لابن أبي شيبة، کتاب فضائل القرآن، ثواب من قرأ حروف القرآن (ح: ۴۳۶۸، انیس)

(۳) إن أحدكم إذا قام في صلاته فإنه يناجي ربه وإن ربه بينه وبين القبلة فلا يبرز أحدكم قبل قبلته ولكن عن يساره أو تحت قدميه“۔ (الصحيح للبخاري، باب حك البزاق باليد من المسجد (ح: ۴۰۵)

(۴) ترمذی شریف میں یہ جملہ حدیث کے اس ٹکڑے کے ساتھ وارد ہے: ”فلا يمسح الحصى فإن الرحمة تواجهه“۔ (سنن الترمذی، باب ما جاء فی كراهية مسح الحصى في الصلاة (ح: ۳۷۹)

(كذا في سنن الدارمي، باب النهي عن مسح الحصى (ح: ۱۴۲۸) وفي الصحيح لمسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلاة وغيرها: إذا قام أحدكم يصلي فلا يصبق قبل وجهه فإن الله قبل وجهه إذا صلى (ح: ۵۴۷، انیس)

اسی طرح التفات کے متعلق ارشاد ہے کہ جب تک بندہ نماز میں التفات نہیں کرتا ہے، اس وقت تک بندہ کی طرف اللہ تعالیٰ متوجہ رہتا ہے، (۱) یہ توجہ اور قرب خداوندی نماز کی وجہ سے بندہ کو حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

قسمت الصلوة بینی وبين عبدی نصفین ولعبدی ما سأل، فإذا قال العبد: "الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"، قال الله: "حمدني عبدی"، فإذا قال: "الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ"، قال الله: "أثنى عليّ عبدی"، فإذا قال العبد: "مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ"، قال الله: "مجدني عبدی"، فإذا قال العبد: "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ"، قال الله: "هذا بيني وبين عبدی ولعبدی ما سأل". (الحديث) (۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان آدھوں آدھ تقسیم کر دیا ہے، پس جب بندہ کہتا ہے "الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میرے بندے نے میری تعریف کی ہے" اور جب کہتا ہے "الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "شک کی میرے بندے نے" اور جب "مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ" کہتا ہے، تو خدا کہتا ہے "میرے بندے نے میری عظمت بیان کی"، اور جب "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" کہتا ہے، تو اللہ فرماتا ہے "یہ آیت میرے اور میرے بندے کے لئے ہے، اور جو میرا بندہ مانگے وہ اس کے لئے ہے۔"

یہ نعمت کاملہ اور مناجات بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان میں جاری ہونا، کس قدر عروج اور ترقی انسانی ہے، اسی مکالمہ میں انسان اپنے لئے نعمت ہدایت جو کہ سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑی ضرورت انسانی ہے، خالص کرنا چاہتا ہے جو کہ مغضوب علیہم اور اہل ضلال پر ہوا تھا، (یہود و نصاریٰ) اور ایسی کھری اور خالص ہدایت (ایصال الی المطلوب) مانگتا ہے، جو کہ اہل اجتہاد و اصطفیٰ کو عطا کی گئی، حسب ارشاد احادیث صحیحہ اس کو عطا کر دیا جاتا ہے اور بندے کو کہہ دیا جاتا ہے کہ تم کو ایسی ہدایت خالصہ عطا کر دی، ہماری یہ کتاب جس کو "ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ" (الآیۃ) (۳) کہا گیا ہے، یہی ایسی ایصال الی المطلوب ہے، جس میں الفاظ اور حروف کے لباس اور کسوت میں اپنی صفت ازلیہ کلام نفسی کو ظاہر فرمایا گیا ہے، ظاہر ہے کہ صفت موصوف کے ساتھ کس قدر قوی اور شدید

(۱) أبو ذر یقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يزال الله عز وجل مقبلا على العبد في صلته ما لم يلتفت فإذا صرف وجهه انصرف عنه. (سنن النسائي، كتاب السهو، باب التشديد في الالتفات في الصلاة (ح: ۱۱۹۵) / سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تفريع أبواب الركوع والسجود ووضع اليدين على الركبتين، باب الالتفات في الصلاة (ح: ۹۰۹) / سنن الدارمي، كتاب الصلاة، باب كراهية الالتفات في الصلاة (ح: ۱۴۲۳) / مسند الإمام أحمد، مسند الأنصار، حديث أبي ذر رضي الله عنه (ح: ۲۰۹۹۷) انيس

(۲) الصحيح لمسلم: ۱۷۰/۱ - (كتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة (ح: ۵۹۸) انيس)

(۳) سورة البقرة: ۲. انيس

تعلق ہے، بالخصوص جبکہ وہ واجب الوجود تعالیٰ شانہ کی ہو، اور پھر وہ صفات ذاتیہ میں سے ہو، ایسا انعام کسی امت اور کسی پیغمبر پر اس سے پہلے نہیں ہوا، بے شک کتابیں اتاری گئیں، مگر کلام خداوندی قدیم نہیں اتارا گیا، یہ نعمت مومن محمدی کو دی جاتی ہے اور بارگاہ ذوالجلال سے قبولیت دعا و ہدایت کے بعد قرآن پڑھنے اور اپنے نفس اور حاضرین کو سنانے کا اسی طریقہ پر حکم ہو جاتا ہے، جیسے کہ حج اپنے فیصلہ وغیرہ کو سررشتہ دار کو دیتا ہے کہ ہمارے جمنٹ کو پڑھ کر لوگوں کو سنا دو، اس وقت میں سررشتہ دار حج کا نائب اور قائم مقام ہوتا ہے، آپ اس سے اندازہ کر سکیں گے کہ محمدی مومن کے لئے کس قدر اعلیٰ و ارفع عروج ہوا، نیابت خداوندی، صفت قدیمہ، بکسوت الفاظ عربیہ ہر دو امر انتہاء تقرب کے موجب ہیں، پھر اس انعام کے بعد عظمت و جلال خداوندی کا لحاظ کرنا اور جسم کو جھکا دینا شکر یہ عملی اور قوی بجالانا اور پھر شکر یہ کرتے کرتے آقا کے سامنے زمین پر سر کو ٹیک کر پیشانی اور ناک رگڑنا اور آقا کی عظمت اور قد و سیت کو سراہنا کس قدر عروج اور تقرب کا باعث ہوگا، مندرجہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہے۔

إِنْ أَقْرَبَ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثَرُوا فِيهِ مِنَ الدَّعَاءِ“۔ اُو کما قال علیہ السلام۔ (۱)  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

بندہ سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہو جاتا ہے، لہذا اس حالت میں بہت دعا کرتے رہو۔ (صحاح) (۲)  
خلاصہ یہ ہے کہ ارکان صلوٰۃ اور اس کے سنن و آداب کو غور سے دیکھئے، تو ضعیف البنیان مخلوق من الماء المہین بشر کے لئے وہ اعلیٰ مکان اور ارفع مراقبہ دکھائی دیتا ہے کہ جس کو اگر کروبی، بنظر غبطہ دیکھیں، یا مولیٰ العالمین محفل ملائکہ میں مباہات فرمائے اور ”الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ“ اس کے لئے دعوات صالحہ سے رطب اللسان ہوں، تو کچھ تعجب نہیں ہے، افسوس ہے کہ ہم اپنی نمازوں سے سخت غافل ہیں۔

”فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ“۔ (۳)

(پھر خرابی ہے ان نمازیوں کی جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں)۔

وفقنا الله وإياكم للصلاة الحقيقية.

(۲) دوسری توجیہ یہ ہے کہ حمل اس جملہ پر حقیقی نہ کیا جائے، بلکہ مثل ”زید اُسد“ بطور شبیہ اور ”تمر مُرّ

السحاب“ بطور تمثیل قرار دیا جائے، یعنی ”الصلاة للمؤمنين كالمرعاج للنبي عليه الصلاة والسلام“

(۱) الصحيح لمسلم بلفظ ”فأكثروا الدعاء“: ۱۹۱/۱۔

(۲) کتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود (ح: ۴۸۲) / سنن أبي داود، کتاب الصلاة، باب في الدعاء

في الركوع والسجود (ح: ۸۷۵) انیس

(۳) سورة الماعون: ۵، ۴۔ انیس

معراج سے خصوصی معراج جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی گئی تھی، مراد لی جائے۔ (۱)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم مادی اور خاکیان سفلی سے عالم تجرد اور عالم علوی کی طرف نقل کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنو اور تدلی اور قرب منزلہ قاب قوسین سے نوازا گیا، آپ کو نعمت مکالمہ اور ”وَوَحَىٰ إِلَيْهِ عَبْدُهُ مَا أَوْحَىٰ“ (۲) سے مشرف کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعمت رویت سے مالا مال کیا گیا، ”لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ“، (۳) ”مَا زَاغَ الْبَصَرُ“ (۴) وغیرہ ارشادات فرمائے، مومن محمدی نماز میں ان ادناس مادیہ سے اٹھا یا جاتا ہے، تدلی اور قرب کی نعمت عطا کی جاتی ہے۔ فَإِنَّ اللَّهَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ (۵) شاہد عدل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ!

”ہر نمازی کے سامنے جبکہ وہ نماز کی نیت کرتا ہے، تجلی خداوندی اور حقیقت از حقائق الہیہ ظہور پذیر ہوتی ہے، خواہ وہ اس کا احساس کرے یا نہیں، اور اسی تجلی کو راز ”فَإِنَّ اللَّهَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ“ قرار دیتے ہیں اور اس تجلی کی نسبت ذات مجمع الکلمات سے نسبت ساق الی الذوات قرار دیتے ہوئے ”يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ“ الآیۃ، کی توجیہ فرماتے ہیں۔ (۶)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب بھی سورہ قیامہ میں اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

نمازوں میں رہنے کی وجہ سے اس تجلی خداوندی سے مومن محمدی کو طبعی مناسبت پیدا ہو جاتی ہے، جو کہ میدان قیامت میں ذریعہ معرفت خداوندی ہو جائے گی اور مومن سجدہ میں گر جائے گا، بہر حال دنو اور تدلی کا حصول اس درجہ ہو جاتا ہے کہ فرمایا گیا:

”أَنَا جَلِيسٌ مِنْ ذِكْرُنِي“۔ (۷)

”أَنَا مَعَ الْعَبْدِ مَا تَحْرُكُ بِي شَفْتَاهُ“۔ (۸) (وغیرہ روایات)

(۱) مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ۵۵/۱، دار الفکر بیروت۔ انیس

(۲) سورة النجم: ۱۰۔ انیس

(۳) سورة النجم: ۱۸۔ انیس

(۴) سورة النجم: ۱۷۔ انیس

(۵) بلفظ: وَإِنْ رِبَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ۔ (الصحيح للبخاری (ح: ۴۱۷) / الصحيح لمسلم (ح: ۵۰۱) انیس)

(۶) حجة الله البالغة، باب اسرار الصلاة، (رقم الباب: ۴۵) انیس

(۷) المصنف لابن أبي شعبة، كلام موسى النبي وداؤد عليهما السلام (باب: ۹۸۳، ح: ۶)

(۸) عن أبي الدرداء قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا ذَكَرَنِي وَتَحْرُكُ بِي شَفْتَاهُ۔ (المستدرک للحاکم، باب أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا ذَكَرَنِي وَتَحْرُكُ بِي شَفْتَاهُ (ح: ۱۸۶۷) وقال:

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه)

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله عز وجل: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ حِينَ يَذْكُرُنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتَهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأْ ذَكَرْتَهُ فِي مَلَأْ خَيْرِ مَنْهُمْ، النخ. (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب حسن الظن بالله عز وجل (ح: ۳۶۰۳) انیس)

اور فرمایا گیا:

”وَأَسْجُدْ وَاقْتَرِبْ“۔ (۱)

رویت خداوندی کا حصول احسان والی حدیث سے پوچھئے:

”أَنْ تَعْبُدَ رَبَّكَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ“۔ (۲)

اور جب ظاہر میں کو یہ شبہ لاحق ہوتا تھا کہ مجرد محض ”لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ“ (۳) کی رویت کس طرح ہو سکتی ہے، اس کو محالات میں سے شمار کرنے لگا، تو اس کے استبعاد کے لئے ارشاد کر دیا گیا ”فإنه يراكَ“، اگر ارکان و آداب و سنن صلوٰۃ پر غور کیا جائے، تو یقیناً وہ نعمتیں جو کہ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقی طور پر شب معراج میں عطا فرمائی گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں ان سب کی تمثیلیں مومن کو اسی زمین پر عطا کی جاتی ہیں، وقت کی قلت کی وجہ سے اس سے زیادہ نہیں لکھ سکتا، مگر مختصر بھی انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہوگا۔ هذا ما لدى واللہ أعلم

مکتوبات: ۱۹۰/۱ تا ۱۹۵۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام: ۳۷-۴۲)

### ”جعلت قرۃ عینی فی الصلاة“ کا حوالہ:

سوال: نماز میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، یہ ترجمہ حدیث کا کس طرح ہے، اس کا مأخذ مطلوب ہے۔

الجواب

یہ بھی صحیح ہے۔ اصل الفاظ ”جعلت قرۃ عینی فی الصلاة“ ہیں۔ (کما فی المنبہات لابن حجر العسقلانی: ۱۹۰) فقط واللہ أعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان، الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان۔ (خیر الفتاویٰ: ۲۵۱/۲)

### فرمان نبوی ”لا خیر فی دین لیس فیہ رکوع“ کا حوالہ:

سوال: گزارش ہے کہ اس مضمون کی حدیث میری یاد میں آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک گروہ آیا، انہوں نے کہا کہ ہم اسلام قبول کرتے ہیں، لیکن نماز نہیں پڑھیں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسترد کر دیا، پھر ایک گروہ آیا، انہوں نے کہا کہ ہم اسلام قبول کرتے ہیں، مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اسلام قبول کر لیا، جب وہ لوگ واپس چلے گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے فرمایا کہ ”یہ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں، تو زکوٰۃ بھی دیں گے“۔

(۱) سورة العلق: ۱۹۔ انیس

(۲) بلفظ ”أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ“۔ (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان الإيمان و الإسلام، الخ (ح: ۸)۔ انیس)

(۳) سورة الأنعام: ۱۰۳۔ انیس

(۴) سنن النسائي، كتاب عشرة النساء، باب حب النساء (ح: ۳۹۴۰)۔ انیس



الجواب

عن وهب قال: سألت جابرًا عن شأن ثقیف إذ بايعت قال: اشترطت على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أن لا صدقة عليها ولا جهاد وأنه سمح النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بعد ذلك يقول يتصدقون ويجهادون إذا أسلموا.

وفى رواية: فاشترطوا عليه أن لا يحشروا ولا يعشروا ولا يجبوا (أى لا يصلوا) فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”لكم لا تحشروا ولا تعشروا ولا خير فى دين ليس فيه ركوع“۔ (سنن أبى داؤد، باب ماجاء فى خير الطائف: ۷۲/۲) (۱)

قال الخطابى: يشبه أن يكون النبي صلى الله تعالى عليه وسلم سمح لهم بالجهاد و الصدقة؛ لأنها لم يكونا واجبين فى العاجل، آه۔ (حاشية: ۸، ج: ۲، ص: ۷۲) فقط والله أعلم

ترجمہ حدیث: وہب فرماتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثقیف کی بیعت کا واقعہ پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ ”ثقیف نے یہ شرط لگائی تھی کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیں گے اور جہاد نہیں کریں گے، تو آپ نے فرمایا کہ جب یہ مسلمان ہو گئے تو خود بخود زکوٰۃ بھی دینے لگ جائیں گے اور جہاد بھی کرنے لگیں گے۔

اور ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ انہوں نے شرط لگائی کہ وہ جہاد میں نہیں جائیں گے، صدقہ نہیں دیں گے، نماز نہیں پڑھیں گے، تو آپ نے فرمایا کہ ”چلو جہاد میں نہ جانا، صدقہ نہیں دینا، لیکن جس دین میں نماز نہیں، اس میں کوئی خیر نہیں۔ علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے جہاد اور صدقہ کے بارے میں اس لئے نرمی فرمائی کیونکہ یہ فوری واجب نہیں ہوتے، بخلاف نماز کے۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس، ملتان، ۲۰/۱/۱۴۱۱ھ۔

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس، ملتان، ۲۵/۳/۱۴۰۱ھ۔ (خیر الفتاوی: ۲۴۴/۲-۲۴۵)

## نماز کا تمام برائیوں سے روکنے کا بیان:

سوال: باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (۲)

”بے شک نماز رکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے“۔

- (۱) عن عثمان بن أبى العاص أن وفد ثقیف لما قدموا على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أنزل لهم المسجد ليكون أرق لقلوبهم فاشترطوا عليه أن لا يحشروا ولا يعشروا ولا يجبوا، فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لكم أن لا يحشروا ولا يعشروا ولا خير فى دين ليس فيه ركوع۔ (سنن أبى داؤد، كتاب الخراج والإمارة والفتى، باب ماجاء فى خبر الطائف: ۳۰۶/۲) قال الخطابى: قوله: لا يجبوا، أى لا يصلوا۔ (عون المعبود: ۲۰۶/۱) انیس
- (۲) سورة العنكبوت: ۴۵۔

باوجودیکہ بہت سے مسلمان نماز پڑھنا ادا کرتے ہیں، مگر پھر بھی فحش اور فسق و فجور کے مرتکب ہوتے ہیں، تو ایسی صورت میں اس آیت کے کیا معنی ہوں گے؟

الجواب

ابن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس آیت کا منشا یہ ہے کہ جب تک وہ شخص نماز پڑھتا رہے، تو نماز کی حالت میں تمام فحشا یعنی برے اعمال اور ناجائز حرکتوں سے محفوظ رہے گا۔“ (۱)

اور بعض حضرات نے یہ کہا کہ ”جو نماز انتہائی خشوع و خضوع اور اطمینان قلب اور صفت احسان (جس کی حدیث جبریل میں صراحت ہے) کے ساتھ ادا کی جائے گی، وہ تمام برائیوں سے روکنے والی ہوگی، لیکن وہ نماز کہ جس میں ظاہری ارکان تو ادا ہو رہے ہوں اور باطنی توجہ اور خشوع و خضوع اس میں نہ ہو، اگر شرائط شرعیہ کے مطابق ہے، تو فریضہ ادا ہو جائے گا، مگر وہ فحشا اور منکرات سے مانع نہ ہوگی اور ایسی نماز باعث ثمرات، علودرجات اور عند اللہ قرب کا سبب نہ بن سکے گی۔“ (کذا قال ابن مسعود وابن سعود) (۲)

ابوالحسنات محمد عبدالحئی۔ (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو: ۲۱۹)

(۱) وقال ابن عون الأنصاري في قول الله تعالى ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾: إِذَا كُنْتَ فِي صَلَاةٍ فَأَنْتَ فِي مَعْرُوفٍ وَقَدْ حُجِزْتَ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ. (تفسير الطبري، تفسير سورة العنكبوت: ۴۲/۲۰) وكذا في تفسير ابن كثير: ۲۸۲/۶، دار طيبة. انيس)

(۲) عن قتادة والحسن قالا: من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنكر فإنه لا يزداد من الله بذلك إلا بعداً. والصواب من القول في ذلك أن الصلاة تنهى عن الفحشاء والمنكر كما قال ابن عباس وابن مسعود، فإن قال قائل: وكيف تنهى عن الفحشاء والمنكر إن لم يكن معنيها ما يتلى فيها؟ قيل: تنهى من كان فيها، فتحول بينه وبين إتيان الفواحش، لأن شغله بها يقطع عن الشغل بالمنكر، ولذلك قال ابن مسعود: من لم يقطع صلاته لم يزد من الله إلا بعداً، وذلك أن طاعته لها إقامة لها بحدودها وفي طاعته لها مزدجر عن الفحشاء والمنكر. (تفسير الطبري، تفسير سورة العنكبوت: ۴۲/۲۰)

عن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا صلاة لمن لم يقطع الله ومن انتهى عن الفحشاء والمنكر فقد أطاع الصلاة. (الزهد والرقائق لابن المبارك والزهد لعيم بن حماد، باب التواضع (ح: ۸۴۴)

قيل لعبد الله: إن فلاناً يطيل الصلاة؟ قال: إن الصلاة لا تنفع إلا من أطاعها. (تفسير ابن كثير: ۲۸۱/۶، دار طيبة. انيس)

عن أبي هريرة قال: قيل للنبي صلى الله عليه وسلم: إن فلاناً يصلي الليل كله فإذا أصبح سرق، فقال: سنيهاه ماتقول، فتأملنا هذا الحديث فوجدنا الله قد قال في كتابه: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾، أي: أنها تنهى عن أضدادها إذ كان أهلها يأتونها على الأحوال التي أمروا أن يأتوا بها عليها، من الطهارة لها،

## دوپیسے کے بدلے میں سات سو نماز کے ثواب کا وضع ہونا:

سوال: تبلیغی جماعت والے عام طور پر بیان کیا کرتے ہیں کہ قیامت کے دن دو پیسے ناحق لئے ہوئے کے بدلہ میں سات سو مقبول نمازوں کا ثواب لے لیا جائے گا، کیا ان کی یہ بات درست ہے اور دو پیسے سے مراد کون سے دو پیسے ہیں؟

الجواب

کتب فقہ میں 'دائق' کا ذکر ہے، کہ 'ایک دائق' کے بدلے 'سات سو جماعت سے پڑھی ہوئی نمازوں کا ثواب' وضع کر لیا جائے گا اور علامہ قشیری رحمہ اللہ نے 'سات سو مقبول نماز' کا لکھا ہے، 'دائق' تقریباً 'سات رتی' کا ہوتا ہے، تو گویا 'سات رتی' چاندی کے برابر 'ناحق لی' ہوئی مالیت کے بدلے میں 'سات سو مقبول نماز کا ثواب' وضع کر لیا جائے گا، کسی زمانے میں جب کہ چاندی سستی ہوگی، تو ہو سکتا ہے کہ اتنی چاندی اس وقت کے دو پیسے کے بدلے میں آجاتی ہو، اس لئے دو پیسے مشہور ہو گئے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضرور ہی اتنا ثواب وضع کیا جائے گا، اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو اپنی رحمت سے مظلوم کو اپنے پاس سے دے کر ظالم کو معاف کر دیں۔

”جاء أنه يؤخذ لدائق ثواب سبع مائة صلاة بالجماعة“ آہ۔ (الدر المختار)

”(قوله جاء): أى فى بعض الكتب (الأشباه عن البرازية) ولعل المراد بها الكتب السماوية أوبكون ذلك حديثاً نقله العلماء فى كتبهم، والدائق بفتح النون وكسرها سدس الدرهم وهو قيراطان والقيراط خمس شعيرات، آہ (قوله ثواب سبع مائة صلاة بالجماعة): أى من الفرائض؛

== ومن ستر العورة عندها، ومن الخشوع لها، وتوفيتها ما يجب أن توفاه، وكان الله عز وجل قد وعد أهلها بما فى الآية التى تلونا، فكانت السرقة ضدها لها، وهى تنهى عن أضدادها، ويرد الله عز وجل أهلها إليها، وينفى عنهم أضدادها، حتى يوفيه ثوابها وحتى ينزلهم المنزلة التى ينزلها أهلها، وفى ذلك ما يدل على أنه عز وجل بمنه وطفه وسعة رحمته يرى ذلك السارق مما كان شرق ويرده إلى أهله حتى يلقاه يوم يلقاه، لاتبعة قبله تمنعه من دخول جنته بمنه وقدرته، والله نسأله التوفيق وأن يجعلنا وإياكم من أهل المنزلة التى أنزلها أهل الصلاة المقبولة وصلى الله على محمد النبى وعلى آله وسلم تسليماً كثيراً. (شرح معانى الآثار، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم (ح: ٢٠٥٦): ٣٠٠/١ - انيس)

وروى عن أنس قال: كان فتى من الأنصار يصلى الصلوات الخمس مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم لا يدع شيئاً من الفواش إلا ركبهُ فوصف لرسول الله صلى الله عليه وسلم حاله، فقال: إن صلاته تنهاه يوماً، فلم يلبث أن تاب وحسن حاله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألم أقل لكم إن صلاته تنهاه يوماً. (تفسير البغوى، تفسير سورة العنكبوت: ٥٥٨/٣. إحياء التراث الإسلامى. انيس)

لأن الجماعة فيها، والذي في المواهب عن القشيري: سبع مائة صلاة مقبولة ولم يقيد بالجماعة، قال شارح المواهب: ما حاصله هذا لا ينافي أن الله تعالى يعفو عن الظالم ويدخله الجنة برحمته“، آه. (رد المحتار: ۱/۳۲۳) (۱) فقط والله اعلم

احقر محمد انور عفا الله عنه، مفتي جامعہ خیر المدارس، ملتان۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۱۲۳)



(۱) وقد نقل: لو أن رجاله ثواب سبعين نبياً أوله خصم بنصف دانق لم يدخل الجنة حتى يرضى خصمه وقيل يؤخذ بدانق سبع مائة صلاة مقبولة فتعطى للخصم، ذكره القشيري في التحبير. (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، الفصل الثالث: ۳/۶۶۱. انيس)

# نماز کی صحت و قبولیت کے مسائل

## نماز کی قبولیت و صحت کا مدار:

سوال: نماز کی قبولیت اور صحت کا مدار کس چیز پر ہے؟

الجواب

قبولیت نماز اور چیز ہے اور صحت نماز اور چیز ہے، صحت نماز موقوف ہے نماز کے شرائط، فرائض اور واجبات کے ادا کرنے پر، موانع صحت مثل نجاست ظاہری حدث وغیرہ کے دور کر دینے پر، اس صورت میں (شرائط وغیرہ کا خیال رکھنے کی شکل میں) نماز صحیح ہو جائیگی اور شریعت کا مطالبہ ادائے فریضہ کا ساقط ہو جائیگا اور قبولیت نماز خداوند کریم کے فضل و کرم پر موقوف ہے۔ ممکن ہے نماز بالکل صحیح اور مکمل ادا کی جائے اور اس بے نیاز مالک الملک کی بارگاہ عالی میں قبولیت کا شرف نہ حاصل ہو، اور ممکن ہے کہ وہ اکرم الاکرین کسی ناقص سے ناقص نماز کو اپنی بارگاہ میں ہزاروں اور کروڑوں مکمل نمازوں سے بڑھادے، مگر حسب حکمت و رحمت، عادت خداوندی یہی ہے کہ اگر بندہ نے اپنی سکت بھر تمام شروط و ارکان وغیرہ کی رعایت کی ہو، اور جان بوجھ کر کوئی خلل نہ ڈالا ہو، تو اس کو ضرور قبول فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾ (۱)

(اللہ تعالیٰ ذرا بھی آدمیوں پر ظلم روا نہیں رکھتا، لیکن آدمی خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔)

صحت نماز کے لئے حضور قلب کا صرف ادنیٰ درجہ شرط ہے، اور وہ یہ ہے کہ کم از کم کسی رکن میں خیال ہو کہ میں نماز ادا کر رہا ہوں، اور اپنے آقا مالک الملک، احکم الحاکمین کی اطاعت بجالا رہا ہوں، اس سے زیادہ حضور قلب کمال نماز اور اس کے احسان اور اچھے کرنے کی شرط ہیں، نماز میں خطرات اور وساوس اور احادیث نفس کا آنا مفسد نماز نہیں ہے، البتہ اس میں نقصان پیدا کرتے ہیں، خصوصاً جبکہ اختیار و ارادہ سے ہوں۔ (۲)

(۱) سورة یونس: ۴۴۔

(۲) وفي شرح المقدمة الكيدانية للعلامة القهستاني: يجب حضور القلب عند التحريمة فلو اشتغل قلبه بتفكير مسئلة مثلاً في أثناء الأركان فلا تستحب الإعادة، وقال البقالي: لم ينقص أجره إلا إذا قصر. (رد المحتار: ۱۷/۱، باب شروط الصلوة، بحث النية، مطلب في حضور القلب، انيس)

ایسے احادیث نفس اور خیالات زیادہ نقصان پیدا کرتے ہیں، خلاصہ یہ کہ ایسی نمازیں جو شرعی نقطہ نظر سے صحیح ہوئیں ان کا اعادہ واجب نہیں ہے۔

(مکتوبات: ۴/۱۷) (فتاویٰ شیخ الاسلام: ۳۳-۳۴)

اگر کسی کو نماز کی قبولیت میں شک ہو تو وہ کیا کرے:

سوال: اگر کوئی شخص پکا نمازی ہو اور اسے یہ گمان ہو کہ میری فلاں فلاں نمازیں قبول نہیں ہوئی ہوں گی، تو وہ کیا کرے؟ اور جن نمازوں پر اسے شک ہو، تو وہ کیا قضا کرے یا نہ کرے؟

الجواب

اگر نماز کا فرض یا واجب رہ گیا ہو، تو لوٹائے۔ (۱) ورنہ نہیں۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۶/۳)

کیا کوئی ایسا معیار ہے جس سے نماز مقبول ہونے کا علم ہو جائے:

سوال: کیا کوئی معیار ہے جس سے عوام کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہماری نماز مقبول ہے اور ہمارا رب ہم سے راضی ہے؟

الجواب

نماز کو پوری شرائط اور مطلوبہ خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنے کے بعد حق تعالیٰ کی رحمت سے امید کی جاتی ہے کہ وہ قبول فرمائیں گے۔ (۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۱/۳)

نماز کی قبولیت کے لئے خشوع فرض ہے:

سوال: کوئی شخص نماز پڑھے اور نماز میں خود حاضر ہو، لیکن اس کا دل تھوڑی دیر کے لئے بھی نماز میں خداوند قدوس کی طرف متوجہ نہ ہو، آیا اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب ————— حامداً و مصلياً

فرضیت ذمہ سے ساقط ہو جائے گی، البتہ خشوع و خضوع والی نماز کا ثواب نہیں ملے گا، اس لئے کہ نماز میں خدا کی

(۱) (من فرائضها) التي لا تصح بدونها (در مختار) (قوله لا تصح بدونها) صفة كاشفة إذ لاشئ من الفروض ما تصح الصلاة بدونها بلا عذر. (رد المحتار: ۴/۲۱، مطلب قد يطلق الفرض على ما يقابل الركن، الخ) ”(ولها واجبات) لا تفسد بتركها وتعاد وجوباً في العمد والسهو إن لم يسجد له وإن لم يعدها يكون فاسقاً. (الدر المختار: ۴/۵۶، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة)

(۲) لأن الفرض لا يتكرر. (رد المحتار على الدر المختار: ۶/۲، مطلب في تعريف الإعادة)

(۳) وفي شرح المقدمة الكيدانية للعلامة القهستاني: يجب حضور القلب عند التحريمة فلو اشتغل قلبه بتفكير مسألة مثلاً في أثناء الأركان فلا تستحب الإعادة، وقال البقالی: لم ينقص أجره إلا إذا قصر... ولم يعتبر قول من قال لا قيمة للصلاة من لم يكن قلبه فيها معه، كما في الملتقط والخزانة والسراجية وغيرها. (رد المحتار: ۴/۱۷، باب شروط الصلوة، بحث النية، مطلب في حضور القلب، انيس)

طرف دل کا متوجہ ہونا (خشوع) صحتِ صلاۃ کے لئے موقوف نہیں، اگرچہ امام غزالیؒ اور امام قرطبیؒ اور بعض دوسرے حضرات کے نزدیک نماز میں خشوع فرض ہے۔ اسی وجہ سے اگر پوری نماز خشوع کے بغیر گزر جائے، تو ان کے یہاں نماز ہی ادا نہ ہوگی۔

”اختلف الناس في الخشوع هل هو من فرائض الصلوة أو من فضائلها ومكملاتها على قولين والصحيح الأول“۔ (قرطبی، ج: ۲، ص: ۱۰۴)

لیکن حضرت تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ!

”حق یہ ہے کہ صحتِ صلاۃ کا موقوف علیہ نہیں اور اس مرتبہ میں فرض نہیں اور قبول صلاۃ کا موقوف علیہ ہے اور اس مرتبہ میں فرض ہے“۔ (بیان القرآن: ج ۱۸ ص ۴ پارہ ۱۸)

بہر حال خشوع پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اس لئے کہ جس کے لئے یہ عمل ہے اگر وہ قبول ہی نہ کرے، تو اس عمل سے کیا فائدہ۔ (۱) یہ دوسری بات ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی پیشین گوئی پہلے ہی فرما چکے ہیں کہ یہ چیز اس امت سے سب سے پہلے سلب ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (معارف القرآن، ج: ۶، ص: ۲۹۶) (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ: ۳۹/۲-۴۰) ☆

(۱) ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ، الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾۔ (سورة المؤمنون: ۱-۲)

عن الفضل بن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الصلاة مثني مثني تشهد في كل ركعتين وتخشع وتضرع وتمسك يديك يقول ترفعهما إلى ربك مستقبلا يبطو نهما وجهك، وتقول يارب يارب ومن لم يفعل ذلك فهو كذا وكذا۔ (سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ماجاء في التخشع في الصلاة: ح: ۳۸۵) انیس

(۲) عن أبي الدرداء أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أول شيء يرفع من هذه الأمة الخشوع حتى لا ترى فيها خاشعا۔ (المعجم الكبير للطبرانی، قال الهيثمي في مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، في كتاب الصلاة، باب الخشوع: ح: ۲۸۱۳) إسناده حسن

عن حذيفة قال: أول ماتفقدون من دينكم الخشوع وآخر ما تفقدون من دينكم الصلاة... الخ۔ (المستدرک للحاكم، كتاب الفتن والملاحم، أول ماتفقدون من دينكم الخشوع: ح: ۸۴۶۹) وقال: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه انیس

☆ نماز میں دل نہیں لگتا:

سوال: اگر کسی کا دل نماز و اذکار میں نہ لگے، تو اس کو کیا کرنا چاہیے؟ ایک شخص بہت صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے اور خوفِ خدا بھی اس کے دل میں ہے، اب اس کی یہ کیفیت ختم ہو گئی ہے، تو اس کو کیا عمل کرنا چاہیے؟ کوئی وظیفہ بتلا دیجئے، یا کوئی مخصوص عمل یا کوئی خاص حل؟

الجواب: وبالله التوفيق

آدمی کی کیفیت ہر وقت یکساں نہیں رہتی، کبھی شوق غالب رہتا ہے اور کبھی انقباض کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اس لئے جب عبادات کا شوق غالب ہو، تو زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرے اور جب انقباض اور سستی کی کیفیت ہو، تو جی لگا کر استغفار کیا کرے، اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے ان سے توبہ کرے، اور ہمت سے کام لے کر اپنے کسی بھی معمول کو ترک نہ ہونے دے، تو انشاء اللہ جلد ہی یہ کیفیت ختم ہو جائے گی۔

عن الأغور المزمی - و كانت له صحبة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنه ليعان على قلبي وإنني لأستغفر الله في كل يوم مائة مرة۔ (مسلم: ۳۴۶/۲، ح: ۲۷۰۲) أبوداؤد: ۲۱۲/۱، ح: ۱۵۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (دینی مسائل اور ان کا حل: ۱۳۳)

**نماز میں خشوع نہ ہو، تو کیا نماز پڑھنے کا فائدہ ہے؟ نیز خشوع پیدا کرنے کا طریقہ:**

سوال: آج کل ایک گروہ ایسا پیدا ہوا ہے، جو یہ کہتا ہے کہ اصل مقصد تودل میں اللہ تعالیٰ کا نام نقش کرنا ہے، اگر دل میں اللہ کا نام نقش نہیں تو نماز، روزہ، زکوٰۃ کسی کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ بغیر خشوع و خضوع کے نماز پڑھنا ہی بے کار ہے اور بہت سے لوگ اس کی وجہ سے پریشان ہیں کہ خشوع والی نماز تو ہمیں نصیب نہیں، تو نماز ہی کیوں پڑھی جائے؟

الجواب

(۱) نماز میں خشوع اور خضوع کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے۔ (۱) اکابر فرماتے ہیں کہ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے یہ سوچ لیا جائے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو رہا ہوں، جس طرح کہ قیامت کے دن میری پیشی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوگی۔ پھر وہ الفاظ جو نماز میں پڑھ رہا ہے، ان کو سوچ کر پڑھے، اگر کبھی خیال بھٹک جائے، تو پھر متوجہ ہو جائے۔ اس کے مطابق عمل کرے گا، تو ان شاء اللہ کامل نماز کا ثواب ملے گا اور رفتہ رفتہ خشوع کی حقیقت بھی میسر آ جائے گی۔ (۲)

(۲) دل میں اللہ تعالیٰ کا نقش قائم کرنا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نماز، روزہ اور دیگر عبادات کے ذریعے ہی میسر آ سکتا ہے۔ نماز، روزہ کے بغیر دل میں کیسے نقش قائم ہو سکتا ہے؟ پس جو چیز کہ دل کے اندر اللہ تعالیٰ کے نام کو نقش کرنے کا ذریعہ ہے، اس کو بے کار کہنا بڑی غلط بات ہے۔

(۳) نماز کے اندر خشوع و خضوع حاصل کرنے کا طریقہ تو میں نے اوپر لکھ دیا ہے، نماز باجماعت کی پابندی کی جائے اور ممکن حد تک خشوع و خضوع کا بھی اہتمام کیا جائے، لیکن نماز ضرور پڑھتے رہنا چاہیے، خواہ خشوع حاصل ہو یا نہ ہو۔ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ نماز کی پابندی کرو گے، تو پہلے عادت بنے گی، پھر عبادت بنے گی۔ پس خشوع حاصل کرنے کا طریقہ بھی نماز پڑھتے رہنا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۳-۱۹۴)

**داڑھی منڈے کی نماز سے کوئی فائدہ ہے یا نہیں:**

سوال: ایک شخص نماز نہیں پڑھتا، اس صورت میں داڑھی رکھی، کیا ثواب ملے گا؟ نماز پڑھنے والا ایک فرد جس نے داڑھی رکھی نہیں ہے، کیا اس کو نماز کا ثواب ملے گا؟ ایک شخص جس نے داڑھی رکھی تھی، اب مونڈ ڈالی، لیکن اب نماز بھی پڑھتا ہے، کیا اس کو ثواب ملے گا؟

(۱) ﴿أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ﴾ (سورة الحديد: ۱۶)

(۲) عن أبي عبيدة: أن عبد الله كان إذا قام إلى الصلاة يغض بصره وصوته ويده. (الزهد والرقائق لابن المبارك، باب ماجاء في فضل العبادة (ح: ۱۲۰) / مجمع الزوائد، كتاب الصلاة، باب الخشوع (ح: ۲۸۱۰)

عن ابن مسعود قال: قاروا الصلاة، يقول: اسكنوا اطمئنا. (مصنف عبد الرزاق، باب التحريك في الصلاة (ح: ۳۳۰۵) انيس)



الجواب

نماز پڑھنا فرض ہے، (۱) اور اس کا چھوڑنا گناہ کبیرہ اور کفر کا کام ہے، (۲) داڑھی رکھنا واجب اور اس کا کتر وانا یا موٹنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، (۳) مسلمان کو چاہیے کہ فرائض و واجبات کی پابندی کرے اور اپنی آخرت اور قبر کے لیے زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرے، کیوں کہ مرنے کے بعد نیکی نہیں کر سکے گا، اور یہ بھی ضروری ہے کہ حرام و ناجائز اور گناہ کبیرہ کے تمام کاموں سے پرہیز کرے، اور اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے، تو فوراً توبہ کرے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور استغفار سے اس کا تدارک کرے، تاکہ اس کی عاقبت بر باد نہ ہو۔

الغرض مسلمان راہ آخرت کا مسافر ہے، اس کو لازم ہے کہ اس راستے کے لیے توشہ جمع کرنے کا حریص ہو، اور راستے کی جھاڑیوں اور کانٹوں سے دامن بچا کے نکلے۔

اب اگر ایک شخص کچھ نیک کام کرتا ہے اور کچھ برے، تو قیامت کے دن میزان عدالت میں اس کی نیکیوں اور بدیوں کا موازنہ ہوگا، اگر نیکیوں کا پلہ بھاری رہا، تو کامیاب ہوگا اور اگر خدا نخواستہ بدیوں کا پلہ بھاری نکلا، تو ذلت و رسوائی اور ناکامی و بربادی کا منہ دیکھنا ہوگا، الایہ کہ رحمت خداوندی دستگیری فرمائے۔ (۴)

اس تقریر سے آپ کے سوال کا اور اس قسم کے سوالات کا جواب معلوم ہو گیا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۸/۳)

(۱) ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ﴾. (سورة البينة: ۵)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "اتقوا الله ربكم وصلوا خمسكم، وصوموا شهركم، وأدوا زكاة أموالكم، وأطيعوا إذا أمركم، تدخلوا جنة ربكم". (سنن الترمذی باب منه (ج: ۶/۶۱) انیس)

(۲) قال النبي صلى الله عليه وسلم: الصلاة عمود الدين. (رواه ابونعيم، التلخيص الحبير، كتاب الصلاة، باب أوقات الصلاة: ۳۰۸/۱) عن معاذ قال: أو صاني رسول الله صلى الله عليه وسلم بعشر كلمات... ولا تترك صلاة مكتوبة متعمداً فإن من ترك صلاة مكتوبة متعمداً فقد برئت منه ذمة الله. (مسند الإمام أحمد (ج: ۲۱۵۷۰) / المعجم الكبير للطبرانی، باب الميم، من اسمه معاذ (ج: ۲۳۳) / السنن الكبرى للبيهقي (ج: ۱۴۳۱) انیس)

أبو الدرداء: من ترك صلاة متعمداً فقد كفر / عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من ترك الصلاة متعمداً فقد كفر جهاراً. (التلخيص الحبير، كتاب الصلاة، باب تارك الصلاة: ۲۹۳/۱، مؤسسة قرطبة) انیس

(۳) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: انهكوا الشوارب واعفوا اللحى. (الصحيح للبخاري، كتاب اللباس، باب اعفاء اللحى (ج: ۵۸۹۳/۵۵۵۴) / الصحيح لمسلم بلفظ: احفوا الشوارب واعفوا اللحى (ج: ۲۵۹) / سنن أبي داود (ج: ۴۱۹۹) / سنن الترمذی (ج: ۱۶۳۵) / سنن النسائي، احفاء الشارب (ج: ۵۰۴۵) / الموطأ للإمام مالك (ج: ۱۹۹۰) انیس)

وأخذ أطراف اللحية والسنة فيها القبضة... ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته. (الدر المختار مع رد المحتار: ۴۰۷/۶، فصل في البيع)

"وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعل بعض المغاربة ومخنة الرجال فلم يبيحه أحد". (الدر المختار مع رد المحتار: ۴۱۸/۲، مطلب في الأخذ من اللحية)

(۴) "فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ، فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ، وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ، فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ". (سورة القارعة: ۶-۹)

جس کا کچھ ذریعہ آمد ناجائز ہو، اسے نماز پڑھنے کا کوئی فائدہ ہوگا یا نہیں:

سوال: زید نے بکر سے کہا کہ بھائی نماز پڑھا کرو، تو بکر نے جواب دیا کہ مجھ کو نماز کا ثواب تو ملے گا ہی نہیں، لہذا نماز پڑھنے سے کیا فائدہ؟ بکر چونکہ اپنی تنخواہ کے علاوہ کچھ رقم ناجائز ذرائع سے حاصل کرتا ہے، بکر نے یہ جواب مندرجہ ذیل احادیث کی وجہ سے دیا۔

- (۱) حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ ”جس کا گوشت پوست مال حرام سے پلا ہوگا، اس پر بہشت حرام ہے اور دوزخ حلال۔ (۱)  
(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جس کے جسم پر ایک کپڑا ہے اور اس میں دسواں حصہ حرام مال کا ہے، تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔“ (۲)

لہذا بکر نے مندرجہ بالا احادیث کا حوالہ دے کر نماز پڑھنے سے مجبوری ظاہر کی، لہذا نماز پڑھنے سے کیا فائدہ، لیکن زید نے اس کو ایک اور حدیث مقدس کا حوالہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے“، (۳) لہذا نماز پڑھا کرو، انشاء اللہ تم حرام روزی کو ترک کر دو گے۔ اور دوسرے یہ کہ فرضیت نماز قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ زید و بکر میں سے کس کی بات صحیح ہے؟ (سائل: دلاور خان کرمانی، عام خاص باغ، ملتان)

الجواب

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مذکورہ احادیث کو مد نظر رکھتے ہوئے شخص مذکور کا یہ رویہ اختیار کرنا کہ ناجائز و حرام امور سے بچنے کی بجائے نماز ہی کو بے فائدہ سمجھ کر ترک کر دینا، یہ نہایت ہی نادانی کی بات ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ

- (۱) حذیفہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا یدخل الجنة لحم نبت من سحت، النار اولی به. (المعجم الأوسط للطبرانی (ح: ۶۶۷۵) انیس)

- (۲) عن علی بن ابی طالب قال: کنا جلوساً مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... قال: ... إنه من أصاب مالا من حرام فلبس منه جلباباً یعنی قمیصاً لم تقبل صلاته حتی ینجی ذلک الجلباب عنه. (مسند البزار، (ح: ۸۱۹) انیس)  
عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: من اشتري ثوباً بعشرة دراهم وفيه درهم حرام، لم يقبل الله له صلاة مادام عليه، ثم أدخل أصبعيه في أذنيه وقال: صمتا إن لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم سمعته يقول. (مسند الإمام أحمد، مسند عبد الله بن عمر (ح: ۵۷۳۲) / شعب الإيمان للبيهقي، الملبس والزى والآوانى ومايكروه منها (ح: ۵۷۰۷) انیس)  
(۳) قال الله تعالى: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾. (سورة العنكبوت: ۴۵)

قال ابن عباس: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنكر لم يزدد من الله إلا بعداً. (أحكام القرآن لابن العربي، تفسير سورة العنكبوت: ۵۱۶/۳، دار الكتب العلمية) والحديث رواه ابن أبي حاتم والطبرانی وابن مردويه. (فتح القدير للشوكاني: ۱۱۲۲/۱، دار المعرفة / المعجم الكبير للطبرانی، باب العين، من اسمه عبد الله، أحاديث عبد الله بن عباس بن عبد المطلب (ح: ۱۱۰۲۵) / مسند الشهاب القضاعي (ح: ۵۰۹) (۳۰۵/۱) انیس)

تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا مقصد تو یہ ہے کہ حرام کام چھوڑ دو اور نماز ادا کرو، یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ حرام چھوڑنے کے بجائے نماز ہی چھوڑ دو، کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان تو رحمۃ للعالمین اور ہادی کی ہے اور جو رویہ بکرنے اختیار کیا ہے، اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین اور ہادی امت نہیں، بلکہ نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، امت کے لئے گمراہ کنندہ ہیں، کیونکہ اس کے نماز چھوڑنے کا سبب فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یوں نہ فرماتے، تو یہ نماز نہ چھوڑتا، حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین اور ہادی امت اور خیر خواہ ہیں، یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے وہ چیزیں جو اللہ کی عبادت کو نقصان پہنچانے والی ہیں، ان کو بیان فرمادیا تاکہ اللہ کے بندے اپنے فریضہ عبادت کو اچھی طرح ادا کر سکیں۔

اس کی مثال تو یوں سمجھئے کہ ایک طبیب یا ڈاکٹر بیمار کو یوں کہہ دے کہ میری دوائی تجھے تب فائدہ کرے گی، جب تو فلاں فلاں چیز سے پرہیز کرے گا، تو کیا اگر بیمار یہ کہہ کر چھوڑ دے کہ پرہیز تو مجھ سے ہوتی نہیں، تو چلو دوائی ہی چھوڑ دوں، کیونکہ فائدہ تو ہوگا نہیں، تو اس کو عقلمند کہا جائے گا؟ اور کیا بیماری سے نجات پائے گا، اور کیا طبیب یا ڈاکٹر نے اس کو خیر خواہی اور فائدے کی بات نہیں بتلائی کہ بیچارہ دوائی پر پیسے بھی خرچ کرے گا اور بد پرہیزی کی وجہ سے اس کو فائدہ بھی نہیں ہوگا، تو کیا یہ ڈاکٹر یا طبیب کا اس پر احسان نہیں ہے، اس طرح بھائی انسان کے لئے جیسے ایک یہ ظاہری زندگی ہے، اسی طرح ایک روحانی زندگی بھی ہے، جس کی غذا و دوا اطاعت اللہ ہے اور اس میں بد پرہیزی ارتکاب معاصی ہے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روحانی طبیب ہیں، تو آپ نے اپنی امت پر احسان کرتے ہوئے (کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اپنی قیمتی عمر کا ذخیرہ خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے، لیکن بد پرہیزی کی وجہ سے اس کا فائدہ نہ ہوگا۔ ان کی عمر رائیگاں جائے گی) یہ بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ فلاں فلاں چیز سے پرہیز بھی کرتے رہو، اب اگر کوئی الٹی سمجھ والا یوں کہے کہ حرام تو مجھ سے چھوٹا نہیں چلو نماز ہی چھوڑ دو، تو ایسی عقل پر سوائے ماتم کرنے کے اور کیا کیا جاسکتا ہے، اور اس سے ذرا یہ تو پوچھو کہ حرام کا مال جمع کر کے کہاں جاؤ گے، اور یہاں تو ہمیں یہ جواب دیتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جواب سوچا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اصغر غفرلہ، نائب مفتی جامعہ خیر المدارس۔ ۱۳۹۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ غفرلہ، مفتی خیر المدارس، ملتان۔ (خیر الفتاویٰ: ۲۸۸/۲ - ۲۹۰)

رشوت خور کی نماز مقبول ہے یا نہیں:

سوال: ایک شخص علاوہ تنخواہ ماہوار کے رشوت خوب لیتا ہے، اس کی نماز مقبول ہے یا نہیں؟

الجواب

نماز مقبول ہے اور نماز کا ثواب حاصل ہوگا اور رشوت کا گناہ ہوگا۔

قال الله تعالى:

”وَآخِرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا“، الآية. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۶/۲-۲۷)

”حرام لقمہ کھانے سے چالیس روز کی نماز نہیں ہوتی“ کا مطلب:

سوال: حرام کا ایک لقمہ اگر پیٹ میں چلا جائے، تو چالیس روز کی نماز نہیں ہوتی، تو اس کی اصلاح کی صورت کیا ہے؟ کیا حرام لقمہ کھائے، تو کیا نماز نہ پڑھے، جبکہ چالیس روز تک نماز نہ ہوگی؟

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً ومسلماً

نماز قبول نہیں ہوتی۔ (۲) دو باتیں الگ الگ ہیں، نماز نہ ہونا اور نماز قبول نہ ہونا۔ اس صورت میں قبول نہیں ہوگی، یعنی اس پر اجر و ثواب اور خوشنودی باری تعالیٰ مرتب نہ ہوگی، لیکن آپ کا فریضہ ادا ہو جائے گا، اور آپ اپنے فریضہ سے سبکدوش ہو جائیں گے، (۳) لیکن اگر آپ نے نماز ہی نہ پڑھی، تو آپ کا ذمہ بری نہ ہوگا۔

رہی اصلاح کی صورت تو وہ یہ ہے کہ جس کا حق دیا ہے، اس کا حق ادا کریں، (۴) اور اس سے معاف کرا کر آئندہ کے لئے سچی توبہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموع الفتاویٰ: ۴۲۶/۱)

(۱) سورة التوبة، ركوع: ۱۳، ظفیر. الآية: ۱۰۲.

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي. (المستدرک للحاكم، كتاب الأحكام باب لعن رسول الله الراشي والمرتشي، عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما وثوبان وأبى هريرة (ح: ۷۱۴۸-۷۱۴۹-۷۱۵۰) وسنن الترمذی باب ماجاء فی الراشي والمرتشي فی الحكم (ح: ۱۳۳۶)

عن أبی هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: صلوا خلف كل بر وفاجر وصلوا على كل بر وفاجر وجاهدوا مع كل بر وفاجر. (سنن الدارقطني، كتاب الجنائز (ح: ۱۷۴۴-۱۰) انیس)

(۲) عن ابن عباس قال: تليت هذه الآية عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلالاً طيباً﴾ فقام سعد بن أبي وقاص فقال يا رسول الله، ادع الله أن يجعلني مستجاب الدعوة، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: يا سعد، أظب مطعمك تكن مستجاب الدعوة، والذي نفس محمد بيده إن العبد ليقتذف اللقمة الحرام في جوفه ما يتقبل الله منه عمل أربعين يوماً أيما عبد نبت لحمه من سحت فالنار أولى به. (جامع العلوم والحكم لابن رجب الحنبلي، الحديث العاشر: ۲۶۰/۱، مؤسسة الرسالة. انیس)

(۳) قال الطيبي رحمه الله: كان الظاهر أن يقال منه، لكن المعنى لم يكتب الله له صلاة مقبولة مع كونها مجزئة مسقطاً للقضاء كالصلاة في الدار المغصوبة، وهو الأظهر لقوله تعالى ﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾ والثواب إنما يترتب على القبول، كما أن الصحة مترتبة على حصول الشرائط والأركان. (مرقاة المفاتيح، تفسير حديث (۲۷۸۹) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال: ۱۹۰۷/۵، دار الفكر بيروت. انیس)

(۴) عن سعيد بن زيد قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من أخذ شبراً من الأرض ظلماً فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين. (الصحيح لمسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها (ح: ۱۶۱۰) / الصحيح للبخاري، كتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئاً من الأرض (ح: ۲۳۲۰) / سنن الترمذی، كتاب الديات، باب ما جاء فيمن قتل دون ماله فهو شهيد (ح: ۱۴۱۸) / مسند الإمام أحمد، مسند العشرة المبشرة، مسند باقي العشرة المبشرة بالجنة، مسند سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل (ح: ۱۶۳۱) / مسند البزار، مسند سعيد بن زيد (ح: ۱۲۴۹) انیس)

## نماز کی ترغیب

نماز میں کاہلی پر حتی المقدور امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضروری ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ!

- (۱) آیت ﴿قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (۱) کی بنا پر گھر کے افراد کو نصیحت کرتا ہوں، لیکن باوجود نصیحت اور توبخ کے نماز میں کاہلی کرتے ہیں، کیا مجھ پر اس کے بعد کوئی گناہ ہوگا؟
- (۲) گھر کے افراد اگرچہ نماز پڑھتے ہیں، لیکن اوقات کی پابندی نہیں کرتے ہیں، کیا اوقات کی پابندی ضروری نہیں؟ بیوا تو جروا۔

(المستفتی: علی اکبر، پٹن کلاں، آزاد کشمیر)

الجواب

(۱) ﴿لَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (۲) آپ پر نصیحت اور کوشش کرنے کے بعد گناہ نہیں۔

(۲) ضروری ہے۔ (۳) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۱۴۶۲-۱۴۱)

نماز قائم کرنا حکومت اسلامی کا پہلا فرض ہے:

سوال (۱) کیا اسلامی نظام کا نفاذ بغیر قیام نماز کے ممکن نہیں؟

(۱) سورة التحريم: ۶۔

(۲) قال العلامة جلال الدين السيوطي: لما نزلت الآية التي قبلها شك المؤمنون من الوسوسة وشق عليهم المحاسبة بها فنزل: "لَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا" أي ما تسعه قدرتها، "لَهَا مَا كَسَبَتْ" من الخير أي ثوابه "وَعَلَيْهَا مَا كَسَبَتْ" من الشر أي وزره ولا يؤاخذ أحد بذنب أحد ولا بما لم يكسبه مما وسوست به نفسه. (تفسير الجلالين: ۴۵/۱- السورة: ۳، الركوع: ۸، سورة البقرة: ۲۸۶)

(۳) قال العلامة سيد أحمد الطحطاوي: (والأوقات أسباب ظاهراً تيسراً) اعلم أن الأوقات لها جهات مختلفة بالحشيات فمن حيث أن الصلاة لا تجوز قبلها وإنما تجب بها أسباب ومن حيث أن الأداء لا يصح بعدها؛ لاشتراط الوقت له وإنما تكون قضاء، الخ. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، ص: ۹۳)

الجواب

نماز کے بغیر اسلامی نظام کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ (۱)

(۲) کیا جو حکومت اپنے کو اسلامی کہتی ہے، اس کا پہلا فرض نماز کا حکم اور اس پر سزا کے قانون نافذ کرنا نہیں؟

الجواب

پہلا فرض یہی ہے۔ (۲)

(۳) اگر حکومت ایسا نہیں کرتی، تو کل قیامت میں ان تمام بے نمازیوں کے گناہوں کا بوجھ کس کے سر ہوگا؟

الجواب

بوجھ تو بے نمازیوں کے ذمہ ہوگا، (۳) تاہم نظام صلوٰۃ قائم نہ کرنے کا گناہ حکومت کو ملے گا، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف کر دے، تو اس کا کرم ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۱۳)

### ترغیب نماز کی چند صورتیں:

سوال (۱) کیا قبل اذان مسلمانوں کو ان کے گھروں پر جا کر نماز کے لئے بلانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۲) چند شخصوں کو ایک جگہ آواز ملا کر ایسے اشعار پڑھنا، جس میں نماز کی ترغیب اور مسلمانوں کو مساجد میں

چلنے کی تاکید ہو۔ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر کوئی شخص باوجود کوشش کے پھر بھی نماز پڑھنے سے انکار کر دے، تو ایسے شخص کا بایکٹ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے، اور تعاون میں تحریریں علی العبادۃ کی ایک نوع ہے۔

﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾ الآية. (۴)

(۱) ﴿الَّذِينَ إِنْ مَكْنَحْنَهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ﴾. (سورة الحج: ۴۱)

قال عثمان بن عفان: فبينما نزلت. (تفسير ابن كثير، تفسير قوله تعالى: الَّذِينَ إِنْ مَكْنَحْنَهُمْ... ۴۳۶/۵: دار طيبة) انیس

(۲) عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "استقيموا ولن تحصوا واعلموا أن خير أعمالكم الصلاة ولن يحافظ على الوضوء إلا مؤمن". (سنن النسائي، كتاب الصلاة، جماع مواقيت الصلاة، باب خير أعمالكم الصلاة (ح: ۲۰۸۱) /الموطأ للإمام مالك بلاغا (۸۱) /سنن ابن ماجة، باب المحافظة على الوضوء، كتاب الطهارة

(ح: ۲۷۷) /مسند الروياني، سالم بن أبي جعد عن ثوبان (ح: ۶۱۵) /سنن الدارمي، باب ماجاء في الطهور (ح: ۶۸۱) انیس

(۳) ﴿لَا تَنْزِرُوا زُرَّةً وَزُرَّةً أُخْرَى﴾. (سورة الأنعام: ۱۶۴) أى لا تحمل حاملة ثقل أخرى، أى لا تؤخذ نفس بذنب

أخرى، بل كل نفس مأخوذة بجرمها ومعاقبة ياتمها. (الجامع لأحكام القرآن، تفسير قوله تعالى: لا تنزر... ۱۴۲/۷) انیس

(۴) سورة المائدة: ۶۔

(۲) آواز ملا کر پڑھنا مناسب نہیں، ویسے ہی پڑھیں، تو مضائقہ نہیں۔ ترغیب جہاد و ترغیب صلوٰۃ وغیرہ کے لئے ایسا کرنا مستحسن ہے۔

(۳) تعزیراً اگر کچھ دنوں کے لئے مسلمان ایسا بھی کریں، تو جائز ہے۔ لیکن اگر وہ اس پر بھی باز نہ آئے، تو ہمیشہ کے لئے یہ صورت قائم نہ رکھیں، بلکہ جب اس کی ہدایت سے مایوسی ہو جائے، تو پھر ایسے حقوق جو عام مسلمان کے لئے شرعاً عائد ہوتے ہیں، مثلاً سلام و کلام، عیادت مریض اور نماز جنازہ وغیرہ، ان کو جاری کر دیں۔ البتہ خصوصی تعلق میل جول، نکاح شادی، کھانا کھانا وغیرہ، اس میں اس وقت تک ہرگز نہ کریں، جب تک توبہ نہ کریں۔ البتہ در صورت تعزیر و قطع تعلقات مذکورہ بھی بیوی کے لئے اجازت نہیں ہے کہ وہ خاوند کی اطاعت جائز معاملات میں چھوڑے۔

قال فی أتحاف الأبصار والبصائر فی ترتیب الأشباه والنظائر، ص: ۱۰۹، مصری:  
”ویکرمه معاشرۃ من لا یصلی ولو كانت زوجته إلا إذا كان الزوج لا یصلی لم یکره للمرأة معاشرته“ کذا فی نفقات الظہیریۃ. (۱) (امداد المقتنین: ۲۶۹/۲-۲۷۰)

### ترغیب کی نیت سے دوسروں کو اپنی نماز بتلانا:

سوال: میں الحمد للہ! پانچ وقت کی نمازی ہوں، میں اپنی دوستوں کو اپنی نمازوں کے بارے میں صرف اس نیت سے بتاتی ہوں کہ شاید یہ لوگ بھی میری دیکھا دیکھی نماز پڑھنا شروع کر دیں، کہیں اس طرح کی نیت سے گناہ تو نہیں ہوتا؟

الجواب:

نہیں، بلکہ کارِ ثواب ہے۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۲/۳-۱۹۳)

### نماز کے لئے زبردستی کرنا:

سوال: کوئی کسی کا زبردستی ہاتھ پکڑتا ہے اور کہتا ہے کہ ’نماز کا وقت ہو گیا، نماز پڑھو‘، وہ جواب دیتا ہے کہ ’میں مسلمان ہوں، میں نمازی ہوں، لیکن اس وقت مجھے سخت ضروری کام ہے، اس لئے کہ میں نوکر ہوں، دوسری مسجد میں پڑھ لوں گا‘۔ یہ کہتے ہی اس کو مارتے ہیں وہ بھی اس کو مارنے لگتا ہے، اپنی جان بچانے کے واسطے آخر باہم تنازع ہوا، اس تنازع کے بعد بھی نماز نہیں پڑھی۔ کیا اس طرح جبراً نماز پڑھانا اور کوشش کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۱) الأشباه والنظائر، کتاب الرهن. انیس

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رجل: يا رسول الله! الرجل يعمل العمل فيسره فإذا طلع عليه أعجبه ذلك؟ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: له أجران، أجر السر وأجر العلانية. (سنن الترمذی، باب عمل السر (ح: ۲۳۸۴) / سنن ابن ماجه، باب الشاء الحسن (ح: ۴۲۲۶) / حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء: ۲۵۰/۸)

الجواب ————— حامداً ومصلیاً

امر بالمعروف اور نماز وغیرہ احکام شرعیہ کی تبلیغ بہت اچھی چیز ہے، لیکن جہاں تک ہو سکے، نرمی اور شفقت سے تبلیغ کرنی چاہئے۔ ایسا کوئی کلمہ زبان سے نہ کہے، جس سے سننے والے کو طیش آئے اور اشتعال ہو کر سخت کلامی یا لڑائی تک نوبت پہنچے، کیونکہ اس سے بسا اوقات دوسرا آدمی نماز سے یا اس کی فرضیت سے بالکل انکار کر دیتا ہے اور کبھی مقدمہ بازی بھی ہو جاتی ہے۔ یہ چیز آداب تبلیغ کے خلاف ہے، بلکہ سوچ سمجھ کر اس طرح کہنا چاہئے کہ اس کا دل نرم ہو جائے اور انکار کرنے اور بہانہ کرنے کا بھی اس کو موقع نہ ملے، (۱) اور سختی کرنے اور طریق مذکور اختیار کرنے سے لوگوں کو وحشت اور نفرت ہوگی۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا نَفَضُوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ الآية (۲)

اور پھر جب ایک شخص کے متعلق علم ہو کہ وہ نمازی ہے، نیز وہ خود اقرار کرتا ہے کہ مجھے عجلت ہے، میں نمازی ہوں اور دوسری مسجد میں نماز پڑھوں گا تو اس پر جبراً تشدد کرنا کہ مار پیٹ اور تنازع ہو، ہرگز نہیں چاہئے۔

البتہ اپنی اولاد وغیرہ جس پر ان کا کچھ اثر ہو تو اس کو، مناسب طریقہ سے سمجھانے اور سعی کرنے کے بعد شریعت نے کسی قدر سختی کرنے اور مار کر نماز پڑھانے کو بھی کہا ہے، (۳) بشرطیکہ وہ سختی اور مار بھی تحمل سے زیادہ نہ ہو، نیز اس سے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ (۴)

(ہی فرض عین علی کل مکلف) ... (وإن وجب ضرب ابن عشر علیہا یبد لا

بخشبة) آہ۔ (الدر المختار) (۵) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور۔ ۱۴/۹/۱۳۵۷ھ

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۵/۵)۔ (۳۱۷)

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿أُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ، إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ (سورة النحل: ۱۲۰)

”يقول اللہ تعالیٰ آمراً رسوله محمداً صلى اللہ عليه وسلم: أى أن يدعو الخلق إلى اللہ بالحكمة، قال ابن جرير: هو ما أنزلہ عليه من الكتاب والسنة والموعظة الحسنة: أى بما فيه من الزواجر والوقائع بالناس ذكرهم، ليحذروا بأس اللہ تعالیٰ“۔ (تفسير ابن كثير، تفسير سورة النحل: ۶۱۳/۴، دار طيبة. انيس)

(۲) سورة آل عمران: ۱۵۹۔

(۳) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضى اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم: ”مروا

أولادكم وهم أبناء سبع سنين، واضربوهم عليها وهم أبناء عشر، وفرقوا بينهم في المضاجع“۔ (سنن أبي داود، كتاب الصلوة، باب متى يؤمر الغلام بالصلوة: ۷۱/۱، دار الحديث، ملتان) (شرح السنة للبغوی، باب فی مراض الغنم: ح: ۵۰۰) انيس

(۴) ”(قوله: ضرباً فاحشاً): قيد به؛ لأنه ليس له أن يضربها في التأديب ضرباً فاحشاً: وهو الذي يكسر العظم

أويحرق الجلد أو يسوده، كما في التارخانية“۔ (رد المحتار، كتاب الحدود، باب التعزير: ۷۹/۴، سعيد)

(۵) تنوير الأبصار مع الدر المختار على صدر رد المحتار، كتاب الصلوة: ۳۵۲/۱، سعيد



## نماز کے لئے زور زبردستی کرنا:

سوال: دور حاضر میں جب مسلمانوں نے فرائض مذہبی کو قطعی پس پشت ڈال رکھا ہے اور ان کو فرائض مذہبی کو انجام دینے کی تنبیہ کی جاوے، تو برا مانتے ہیں، اگر کسی محلہ میں سمجھوتہ ہو جائے اور اتفاق ہو جائے کہ جو شخص نماز روزہ ادا نہیں کریگا، اس کو اول تو سمجھانے کی کوشش کی جاوے، اس پر بھی نہ مانے تو زد و کوب کر کے ادا کرایا جائے اور زبردستی نماز پڑھائی جائے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زبردستی نماز پڑھوانے والوں پر شرعاً گناہ تو صادر نہیں ہوتا؟

الجواب ————— حامداً ومصلیاً

نماز فرض عین ہے، اس کا منکر کافر ہے اور تارک فاسق ہے، (۱) یہی حکم روزہ کا ہے۔ (۲) اور احکام شرعیہ کی تبلیغ بھی ضروری ہے۔ (۳) پس بے نمازی کو اولاً مسئلہ بتا کر نرمی سے سمجھانا ضروری ہے، اگر وہ مان جائے اور نماز پڑھنے لگے، تو اس پر سختی کی حاجت ہی نہیں اور جو شخص نہ مانے اور اس پر اپنا اثر اور قدرت بھی ہو تو حسب استطاعت، شریعت نے اس پر سختی کا بھی حکم فرمایا ہے، بشرطیکہ کوئی فتنہ نہ ہو، اگر کوئی اور فتنہ ہو، مثلاً وہ نماز کی فرضیت کا انکار کر دے اور اہل

(۱) عن ابن عباس قال: فرض الله الصلاة على لسان نبيكم صلى الله عليه وسلم في الحضرة اربعاً وفي السفر ركعتين وفي الخوف ركعة. (الصحيح لمسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة المسافرين وقصرها (ح: ۶۸۷) انيس)  
(هي فرض عين على كل مكلف) ... (ويكفر جاحداً) لثبوتها بدليل قطعي، (وتاركها عمداً مجاناً) أي تكاسلاً فاسقاً. (الدر المختار على صدر رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۵۱/۱-۳۵۲، سعيد)  
”الصلاة فريضة محكمة، لا يسع تركها، ويكفر جاحداً“، كذا في الخلاصة. (الفتاوى العالمگیریة، كتاب الصلاة: ۵۰/۱، رشيدية)

(۲) ”اعلم أن صوم رمضان فريضة، لقوله تعالى: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ وهي على فرضيته انعقد الإجماع“. (الهداية، كتاب الصوم: ۲۱۱/۱، مكتبة شركة علمية، ملتان)

(۳) قال أبو بكر: ”أكد الله تعالى فرض الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر في المواضع من كتابه، وبينه رسول الله صلى الله عليه وسلم في أخباره متواترة عنه فيه، وأجمع السلف وفقهاء الأمصار على وجوبه، وإن كان قد تعرض أحوال من التقية يسع معها السكوت، فمما ذكره الله تعالى حاكياً عن لقمان: ﴿يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ، وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ، وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَأَصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ، إِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ (سورة لقمان: ۱۷) وإنما حكى الله تعالى لنا ذلك عن عبده لنتقدي به وننتهي إليه. وقال تعالى فيما مدح به سلف الصالحين من الصحابة: ﴿التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ﴾ إلى قوله: ﴿الْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ﴾ (سورة التوبة: ۱۱۲) وقال تعالى: ﴿كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ، لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾ (سورة المائدة: ۷۹) ”عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ”من رأى منكم منكراً فاستطاع أن يغيره بيده، فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان“. (أحكام القرآن للجصاص: ۶۸۲/۲-۶۸۳، قديمي)

والحديث رواه مسلم في صحيحه، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان. انيس

محلہ کو اتنی قدرت نہ ہو کہ زبردستی نماز پڑھا سکیں، یا اس سختی کی بنا پر وہ مقدمہ کرے اور اس میں ناقابل برداشت مضرت پہنچے، جس سے آئندہ تبلیغ کا سلسلہ ہی بند ہو جائے، یا اس کشاکش کو دیکھ کر دوسرے لوگ تبلیغ کرنا چھوڑ دیں اور آپس میں منافرت و کشیدگی پیدا ہو جائے کہ ایک دوسرے سے حسد کرے اور درپے آزار ہو جائے، تو پھر سختی نہیں چاہئے، نہایت نرمی اور خوش اخلاقی سے کام کرنا چاہئے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ الآية (۱)۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ!

”اولاد کو جب وہ دس برس کی ہو جائے اور نماز نہ پڑھے، تو مار کر نماز پڑھاؤ۔“

نیز یہ بھی آیا ہے کہ!

”تم میں سے جب کوئی محصیت کو دیکھے، تو اسے چاہئے کہ ہاتھ سے روک دے، اگر ہاتھ سے روکنے کی قدرت نہ ہو، تو زبان سے روک دے، اگر زبان سے بھی روکنے کی قدرت نہ ہو، تو مجبوراً دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے۔“

”قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”مروا أولادکم بالصلوٰۃ وہم أبناء سبع سنین، و اضربوہم علیہا وہم أبناء عشر سنین، و فرقوا بینہم فی المضاجع“۔ (رواہ أبو داؤد) (۲)

”عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: ”من رأى منکم منكراً فلیغیرہ بیدہ، فإن لم یستطع فبلسانہ، فإن لم یستطع فبقلبہ، وذلک أضعف الإیمان“۔ (رواہ مسلم) (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمد عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۵/۴/۱۳۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ ہذا۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۷-۳۱۹)

نماز پڑھنا کسی کے کہنے پر موقوف ہے یا نہیں:

سوال: کسی عالم صاحب نے کہا کہ تم کو نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا ہوگا۔ اس پر اس نے جواب دیا کہ میرا جی

(۱) سورة آل عمران: ۱۵۹۔

(۲) سنن أبی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب متى يؤمر الغلام بالصلوٰۃ: ۷۱/۱، دار الحديث، ملتان (ح: ۴۹۵)

عن عبد الملك بن ربع عن أبيه عن جده قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: علموا الصبی الصلاة ابن سبع سنین و اضربوہ علیہا ابن عشر۔ (سنن الترمذی، الصلاة، باب ماجاء متى يؤمر الصبی الصلاة (ح: ۴۰۷) المستدرک للحاکم، کتاب الصلاة، علموا الصبی الصلاة ابن سبع (ح: ۹۸۷) الصحیح لابن خزيمة، کتاب الصلاة، جماع أبواب صلاة الفریضة عند العلة تحدث، باب أمر الصبیان... (ح: ۱۰۰۲) انیس)

(۳) الصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان کون النهی عن المنکر من الإیمان: ۵۱/۱، قدیمی

چاہے تو کر لوں گا، تمہاری بات پر کیوں کرنا ہوگا۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً

خدا کا حکم سب کو ماننا لازم ہے، کسی کے جی چاہنے پر موقوف نہیں ہے۔ (۱) ایسا جواب نہیں دینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ ۱۳/۹/۱۳۹۰ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۳/۵-۳۱۳)

### سوتے شخص کو نماز کے لیے جگانا:

سوال: سوتے ہوئے آدمی کو نماز کے وقت جگانا واجب ہے یا نہیں؟ نیز جب نماز کا وقت شروع ہو جائے، تو اس وقت سونا جائز ہے یا نہیں؟ بینو اتوجروا۔

الجواب \_\_\_\_\_ باسم ملہم الصواب

نماز کا وقت تنگ ہو رہا ہو، تو سوتے ہوئے شخص کو جگانا واجب ہے، (۲) البتہ اگر یہ شخص مریض ہو اور جگانے سے تکلیف کا خطرہ ہو، تو جگانا واجب نہیں، نماز کا وقت شروع ہو جانے کے بعد سونا، اس شرط سے جائز ہے کہ نماز فوت ہونے کا خطرہ نہ ہو، خود بیدار ہو جانے کا یقین ہو، یا کوئی بیدار کرنے والا موجود ہو، وقت نماز سے قبل سونا بہر کیف جائز ہے۔

قال فی الرد: (فرع) لایجب انتباه النائم فی أوّل الوقت، ویجب إذا ضاق الوقت، نقله البیری فی شرح الأشباہ عن البدائع من کتب الأصول، وقال: ولم نره فی کتب الفروع، فاغتنمہ اہ۔

قلت: لکن فیہ نظر لتصریحہم بأنه لایجب الأداء علی النائم اتفاقاً فکیف یجب علیہ الانتباه، روى مسلم فی قصة التعریس عن أبی قتادة رضی اللہ تعالیٰ عنہ أنه صلی اللہ علیہ وسلم قال:

”لیس فی النوم تفريط، إنما التفريط أن تؤخر صلاة حتی یدخل وقت الأخری“ (إلی قوله) فهذا یقتضی أنه بنومه قبل الوقت لایکون مؤخراً وعلیہ فلا یأثم وإذا لم یأثم لایجب انتباهہ إذ لو وجب لکان مؤخراً لها و آثمًا، بخلاف ما إذا نام بعد دخول الوقت، ویمكن حمل ما فی البیری علیہ. (رد المحتار، کتاب الصلاة، قبیل مطلب فی تعبده الخ: ۳۲۲/۱)

وفی صوم الشامیة: ومثل أکل الناسی النوم عن صلوة لأن کلا منهما معصیة فی نفسه کما صرحوا أنه یکره السهر إذا خاف فوت الصبح لکن الناسی أو النائم غیر قادر فسقط الإثم عنهما

(۱) ﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ﴾. (سورة النور: ۵۴)

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ﴾. (سورة النساء: ۱۳)

(۲) عن المسور بن مخرمة قال: دخلت علی عمر بن الخطاب وهو مسجی فقلت: کیف ترونہ؟ قالوا: کماتری، قلت: أیظنہ بالصلاة؟ فإنکم لم توقظوا لشیء افرع له من الصلاة، فقالوا: الصلاة یا أمیر المؤمنین؟ فقال: ها اللہ إذا، ولا حق فی الإسلام لمن ترک الصلاة، فصلی وإن جر حہ لیبعث دماً. (معجم ابن الأعرابی (ح: ۴۰۷)/ المعجم الأوسط للطبرانی، من اسمه موسیٰ (ح: ۸۱۸۱)/ مجمع الزوائد للہیثمی، کتاب الصلاة، باب فی تارک الصلاة (ح: ۶۳۶) انیس



## نماز اور جنازہ کی تعلیم بصورت مکالمہ:

سوال (۱): لوگوں کے سدھار کے لئے مکالمے پیش کر کے اسے عملی شکل دی جائے، تاکہ ذہنوں پر زیادہ اثر انداز ہو، تو کیا یہ جائز ہے؟ ایک مکالمہ میں ”نماز میں امامت“ کا پیش کیا، ایک شخص امامت کے لئے آگے بڑھا، نماز شروع کی، وہ تحریمہ چھوڑ گیا، پچھلے نے کہا ”چل کیا نماز پڑھاتا ہے، میں پڑھاتا ہوں“۔ پھر دوسرا صاحب بھی قراءت میں صریح غلطی کر گیا، جس کو عوام بھی سمجھتے ہیں۔ تیسرے نے اس کو پیچھے کھینچ کر کہا کہ ”تمہارے باپ نے بھی نماز پڑھائی ہے“۔ یہ امام صاحب سجدے میں اتنی دیر پڑے رہے کہ لوگ سراٹھا کر دیکھنے لگے۔ ایک نے دھکے دے کر کہا ”ارے! اٹھ، تو ہمیں سکھائے گا، پھر تنہا پڑھ کر چلے گئے۔ اس میں زیادتی یہ کی گئی کہ چوتھے امام نے آکر نماز درست پڑھائی، پھر لوگوں نے پوچھا کہ تم نے کہاں تعلیم پائی؟ اس نے بتایا، پھر اس نے تعلیم دی اور اسے سب نے قبول کیا۔ اسی طرح مسجد چلانے کا مکالمہ یا جنازے کی نماز کے لئے سوائے چند حضرات کے بقیہ لوگوں کے بت کی طرح کھڑے رہنے پر۔

(۲) بے پردگی کی انتہا ہے، اس بنا پر ذمہ دار حضرات نے اس کے مکالمے پر توجہ دلائی، کیونکہ عورتیں بالترتیب آگے پیچھے بس، ٹرک، بیل گاڑی وغیرہ چلنے والی سڑک پر ایک دوسرے کے ”جوں“ (جو کپڑے، سروں میں ہوتی ہیں) نکالتی رہتی ہیں، اس حالت میں کبھی چھائی، کبھی ران بے حیائی کی نظر ہو جاتی ہے۔ یہ مسلم قوم کی مفلسی ہے کہ ایک جنگلی اور ان میں فرق نہیں، حالاں کہ غیر قوم کی عورتیں بازاروں میں جس طرح ہوں، مگر گھروں پر ان کی طرح اپنی تہذیب کے خلاف سمجھتی ہیں، تو کیا ان کی حالت پر ان کے سامنے عملی طور پر ان کی برائی مکالمے کے طور پر لایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح بوڑھے سے لے کر بچوں تک کو گالیاں بکنے پر۔

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً

(۱) اس طرح مکالمہ اور عملی طور پر اختیار کرنا نماز کی توہین واستخفاف ہے، اس کی اجازت نہیں۔ (۱) صحیح مسائل جیسے تعلیم الاسلام میں چھپے ہوئے ہیں، ان کا مکالمہ بصورت سوال وجواب کرایا جائے، جس سے مسائل پختہ ہو جائیں، تو درست ہے۔

(۲) اس کی بھی عملی نقل نہ کی جائے کہ یہ تماشہ بن جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ ۹/ ۱۳۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ ۹/ ۱۳۹۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۵-۳۱۴)

**کیا داڑھی منڈا نمازی دوسرے کی نماز صحیح کر سکتا ہے:**

سوال: کیا نمازی اپنے دوسرے نمازی بھائی کی نماز میں غلطی کی تصحیح کر سکتا ہے، اگرچہ وہ داڑھی منڈا ہی ہو؟

الجواب

نماز سے باہر اس کو نماز سکھا سکتا ہے اور اس کی غلطی کی اصلاح کر سکتا ہے، (۱) داڑھی منڈا نے کا گناہ اپنی جگہ رہے

گا۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۲۳)

**جو افراد اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید نہیں کرتے، وہ سخت گنہگار ہیں:**

سوال: ایک عورت، اپنے بھائی، باپ، والدہ اور خاوند کو، اگر انھوں نے اس کو نماز کی تاکید نہ کی ہو، تو دوزخ میں لے جاوے گی، صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

جو شخص اپنے متعلقین کو زوجہ ہو یا غیر زوجہ، نماز کی تاکید نہ کریں گے باوجود قدرت کے، تو بے شک وہ گنہگار ہیں، مستحق عذاب، مگر جو خدا تعالیٰ معاف فرمادے۔ (۳) واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص: ۵۵) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۴۳)

(۱) عن أبي هريرة قال: إن النبي صلى الله عليه وسلم دخل المسجد فدخل رجل فصلی، ثم جاء، فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ارجع فصل فإنك لم تصل فارجع الرجل فصلی كما كان صلی، ثم جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم فسلم عليه، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليك السلام، ثم قال: ارجع فصل، فإنك لم تصل، حتى فعل ذلك ثلاث مرار، فقال الرجل: والذي بعثك بالحق لأحسن غيره، فعلمني، فقال: إذا قمت إلى الصلاة فكبر، ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن، ثم اركع حتى تطمئن راكعاً، ثم ارفع حتى تعدل قائماً، ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً، ثم ارفع حتى تطمئن جالساً، وافعل ذلك في صلاتك كلها. (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، أبواب تفريع استفتاح الصلاة (ح: ۸۵۶) / سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ماجاء في وصف الصلاة (ح: ۳۰۳) انیس)

(۲) عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أنهكوا الشوارب وأغفوا اللحى. (الصحيح للبخاری، كتاب اللباس، باب اغفاء اللحى (ح: ۵۸۹۳) / الصحيح لمسلم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة (ح: ۲۵۹) / سنن الترمذی، كتاب الأدب، باب ماجاء في إغفاء اللحية (ح: ۲۷۶۳) انیس)

(۳) قال الله تعالى: ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾. (سورة طه: ۱۳۲) ﴿وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا﴾. (سورة مريم: ۵۵) ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (سورة الشعراء: ۲۱۴) انیس  
عن أبي هريرة قال: قام رسول الله صلى الله عليه وسلم حين أنزل الله تعالى ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قال: يا معشر قريش -أو كلمة نحوها- اشترروا أنفسكم لا أغني عنكم من الله شيئاً، يا بني عبد مناف لا أغني عنكم من الله شيئاً يا عباس بن عبد المطلب لا أغني عنك من الله شيئاً يا صفية عمة رسول الله لا أغني عنك من الله شيئاً يا فاطمة بنت محمد سَلِّني ماشئ من مالي لا أغني عنك من الله شيئاً. (الصحيح للبخاری، باب هل يدخل النساء والولد في الأقارب (ح: ۲۷۵۳) انیس)

اگر کسی نمازی کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے، تو کیا اس کی وجہ سے نمازی پر کوئی جرم عائد ہوگا:

سوال (۱- الف) ایک محلہ کے مسلمانوں نے یہ انتظام کیا ہے کہ جو شخص کسی وقت کی نماز نہ پڑھے، تو جرمانہ ادا کرے اور تارک الصلوٰۃ کے ساتھ میل جول نہ رکھا جاوے۔ اس محلہ میں زید خود تو نماز پڑھتا ہے، مگر اس کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے، زید سے جب کہا گیا، تو یہ جواب دیا کہ نہیں پڑھتے، تو میں کیا کروں، مجبوری ہے۔ اس سے کہا گیا کہ ترک تعلقات کیجئے، تو زید نے یہ جواب دیا کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا، مجبوری ہے۔

(ب) زید کا یہ کہنا کہ مجبوری ہے، قابل معافی ہے یا نہیں؟

(۲) جب کہ زید تارک الصلوٰۃ سے میل جول رکھتا ہے، تو زید کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہ؟

(۳) زید سے تعلقات رکھے جاویں یا نہیں؟

نمازی بنانے کیلئے مالی جرمانہ جائز ہے یا نہیں:

سوال (۴) نماز پڑھانے کی غرض سے اس قسم کے اثر سے کام لینا، شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

(الف، ب) زید نے اگر نصیحت کی اور انہوں نے نہ مانا، تو زید کے ذمہ مواخذہ نہیں ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَنْزِرُوا زِرَّةً وَزَّرَ أُخْرَى﴾ (۱)۔

وقال تعالیٰ: ﴿لَا تَكْلَفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (۲)۔

(۲) زید کی امامت اس صورت میں مکروہ نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے۔

(۳) زید سے تعلقات قائم رکھنے میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

(۴) نماز کی تاکید اپنی وسعت کے موافق خوب کرنی چاہئے، لیکن جرمانہ مالی جو شرعاً ناجائز ہے، یہ نہ کرنا چاہئے۔ (۳)

(۱) سورة بنی اسرائیل، الرکوع: ۲، ظفیر. الآیة: ۱۸۔

(۲) سورة النساء، الرکوع: ۱۱، ظفیر. الآیة: ۸۴۔

(۳) ”لا بأخذ مال فی المذهب (بحر) وفيه عن البرازية: قيل: يجوز، ومعناه أن يمسه مدةً لينزجر ثم يعيده له فإن آيس من توبته صرفه إلى ما يرى، وفي المجتبى: أنه كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ.“ (درمختار)

”قوله لا بأخذ مال: قال في الفتح: وعن أبي يوسف: يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال، وعندهما وباقي الأئمة: لا يجوز، آه، ومثله في المعراج، وظاهره أن ذلك رواية ضعيفة عن أبي يوسف، قال في الشرنبلالية: ولا يفتى بهذا لما فيه من تسليط الظلمة على أخذ مال الناس“ الخ. (ردالمحتار، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال: ۳/۲۴، ظفیر مفتاحی)

ویسے تنبیہ کرنا اور ڈرانا ہر طرح چاہئے اور نہ ماننے پر اس سے انقطاع کر دینا اور ترک تعلق کر دینا مناسب ہے۔ (۱) فقط  
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۱۷۷-۱۷۸)

### نماز چھوڑنے کی صورت میں اپنے اوپر کچھ لازم کر لینا:

سوال: دو چار آدمیوں نے آپس میں اس بات پر شرط رکھی کہ اگر ہم میں سے کوئی فجر کی نماز چھوڑ دیگا، تو اس پر اتنی رقم جرمانہ عائد ہوگی، پھر اس جمع رقم کو مل کر پارٹی دی جاتی ہے، ایسا کھانا حلال ہے یا حرام؟

هو المصوب

یہ جرمانہ کی شکل نہیں ہے، تطوع ہے، اس کا کھانا جائز ہے۔ (۲)  
تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳/۳۶۶)

### نماز قائم کرنے اور نماز پڑھنے کا کیا فرق ہے:

سوال: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نماز قائم کرو، جب کہ ہمارے مولوی صاحبان اور علماء ہمیشہ اس بات کو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز پڑھو، نہ قرآن شریف میں یہ حکم آیا ہے کہ نماز پڑھو، اور نہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے، جس سے یہ ثابت ہو جائے۔ آپ مہربانی کر کے اس بات کی وضاحت کر دیں کہ نماز پڑھنے اور قائم کرنے میں کیا فرق ہے؟ اور کیا ہم نماز قائم کرنے کے بجائے پڑھیں، تو ثواب ملتا ہے؟

الجواب

نماز قائم کرنے سے مراد ہے اس کی تمام شرائط و آداب کے ساتھ خوب اخلاص و توجہ اور خشوع و خضوع کے ساتھ اسے ادا کرنا۔ (۳) اسی کو ہماری زبان میں 'نماز پڑھنا' کہتے ہیں، لہذا نماز پڑھنے اور 'نماز ادا کرنے' کا ایک ہی مفہوم ہے، دونہیں، کیوں کہ جب 'نماز ادا کرنے' یا 'نماز پڑھنے' کا لفظ کہا جاتا ہے، تو اس سے نماز قائم کرنا ہی مراد ہوتا ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۹/۳)

(۱) (وتار کھا عمدًا مجانۃً) أي تکاسلاً فاسق (بحسب حتی یصلی) الخ، وقیل یضرب حتی یسبل منه الدم، الخ. (رد المحتار علی هامش رد المحتار، کتاب الصلوة: ۳۲۶/۱، ظفیر)  
(۲) کیوں کہ جرمانہ کی رقم کا استعمال جائز نہیں ہے۔

أفاد فی البزازیة أن معنی التعزیر بأخذ المال علی القول به إمساک شیء من ماله عنه مدة لینز جرثم یعیده الحاکم إلیه، لا یأخذه الحاکم لنفسه أو لبيت المال، کمایتوهمه الظلمة إذ لا یجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغير سبب شرعی. (رد المحتار، باب التعزیر: ۶۲/۴، دار الفکر بیروت. انیس)

(۳) قال ابن عباس. رضی اللہ عنہما: "وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ" أي یقیمون الصلاة بفروضها. وقال الضحاک عن ابن عباس: "إقامة الصلاة إتمام الركوع والسجود والتلاوة والخشوع والإقبال علیها فیها". وقال قتادة: "إقامة الصلاة المحافظة علی مواعیتها ووضوئها وركوعها وسجودها". وقال مقاتل بن حبان: "إقامتها المحافظة علی مواعیتها وإسباغ الطهور فیها وتمام ركوعها وسجودها وتلاوة القرآن فیها والتشهد والصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فهذا إقامتها". (تفسیر ابن کثیر: ۱۵۸/۱، طبع مکتبة رشیدیة)



ترک نماز کا دوسروں پر اثر:

سوال: کیا یہ مسئلہ صحیح ہے کہ جس محلہ میں ایک شخص بے نمازی ہو، اس محلہ پر ستر مرتبہ خدا کی لعنت ہوتی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

لعنت کا تو علم نہیں، البتہ اگر محلہ والوں کو اس کو نماز پڑھوانے کی قدرت ہو اور وہ نہ پڑھوائیں گے، تو سب وبال میں گرفتار ہوں گے۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۳۰۶/۵)

نابالغ بچوں کی عبادتوں کا ثواب والدین کو ملتا ہے:

سوال: نابالغ بچوں کی نماز، روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

نابالغ بچوں کے نماز، روزے کا ثواب والدین کو ملتا ہے اور بعض علما کے نزدیک اگر بچے افعال کو سمجھ کر ادا کرنے لگیں، تو خود ان کو بھی ثواب ملے گا۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کا ن اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۴۷۹/۳)

کیا ذکر اللہ فرض نماز سے بہتر ہے:

سوال: گروہ از صوفیائی گوید کہ ذکر اللہ از جماعت پنجگانہ و دیگر فرائض، اولیٰ و افضل است، اگر بوجہ

(۱) ”عن جریر. رضی اللہ عنہ. قال: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ”ما من رجل یكون فی قوم یعمل فیہم بالمعاصی، ینقدرون علی أن ینفروا علیہ، ولا ینفروا، إلا أصابہم اللہ منہم بعقاب قبل أن یموتوا“۔ (سنن أبی داؤد، کتاب الخاتم، باب الأمر والنہی: ۵۹۶/۲، دار الحدیث، ملتان)

”وعن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: ”والذی نفسی بیدہ لتأمرن بالمعروف ولتنہون عن المنکر، أولیو شکن اللہ أن ینعث علیکم عذاباً منہ عقاباً، فتدعونہ فلا ینستجیب لکم“۔ (جامع الترمذی، أبواب الفتن عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، باب ما جاء فی الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر: ۴۰/۲، سعید)

(۲) عن ابن عباس قال صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما کان بالروحاء لقی قوماً فقال من أنتم؟ قالوا: المسلمون، قالوا: من أنتم؟ قالوا: رسول اللہ، قال: فأخرجت امرأۃ صبیان من المحفة فقالت: ألهذا حج، قال نعم ولك أجر. (سنن النسائی، کتاب مناسک الحج، الحج بالصغیر: ح: ۲۶۴۸) / الصحيح لمسلم، کتاب الحج، باب صحۃ حج الصبی وأجر من حج بہ (ح: ۱۳۳۶) / سنن أبی داؤد، کتاب المناسک، باب فی الصبی یحج (ح: ۱۷۳۶) / مسند الإمام أحمد، مسند بنی ہاشم، مسند عبد اللہ بن العباس (ح: ۱۹۰۱) / موطا الإمام مالک، کتاب الحج، باب جامع الحج (ح: ۹۶۱) انیس

ویکتب للصبی ثواب ما عملہ. (تحفة المحتاج فی شرح المنہاج، ج: ۴، ص: ۶، دار احیاء التراث الإسلامی. انیس)

مشغولیت ذکر و اذکار، فریضہ فوت شود، بروے قضا نیست، نہ عاصی شود، از آیت کریمہ ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ﴿۱﴾ استدلال می کنند، قول ایشان صحیح است یا نہ؟ (۲)

الجواب

ایں قول شان باطل است، چنانچہ در حدیث صحیحین است:-

وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ”أی الأعمال أحب إلی اللہ“؟ قال: ”الصلوة لوقتها“، قلت: ثم آی، قال: ”بر الوالدین“، قلت: ثم آی، قال: ”الجهاد فی سبیل اللہ“. (الحديث) (۳)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ﴾. (۴)  
و باتفاق امت نماز فرض قطعی است، و ذکر اللہ علاوہ نماز و غیرہ از مستحبات است، و اتفاق است کہ فرض افضل است از مستحبات، و معنی آیت ایں است کہ نماز چونکہ متضمن ذکر اللہ است، لہذا افضل است از غیر آں از عبادات۔ (۵)  
قال فی الکمالین: ”فالصلوة لما كانت کلها مشتملة بذكر اللہ تعالیٰ تكون أكبر“، الخ۔ (۶)  
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۸/۴)

## نماز و جہاد میں افضل کون ہے:

سوال: جہاد افضل ہے، یا دو رکعت نماز فجر باجماعت؟

(۱) سورة العنکبوت: ۴۵۔

(۲) (ترجمہ) صوفیا کی ایک جماعت کہتی ہے کہ ذکر اللہ، پنجگانہ جماعت اور دیگر فرض سے اولیٰ اور افضل ہے، اگر ذکر و اذکار کی مشغولیت کی وجہ کر فرض نماز فوت ہو جاوے، تو اس پر قضا نہیں اور نہ وہ گنہگار ہوگا، آیت کریمہ ”إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ“ سے استدلال کرتے ہیں، کیا ان کا قول صحیح ہے یا نہیں؟ انیس

(۳) مسند ابن الجعد، شعبۂ عن الولید بن العیزار بن حرث (ح: ۴۷۰) / مسند الإمام احمد، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبد اللہ بن مسعود (ح: ۳۹۹۷) / الصحيح لمسلم، باب بیان کون الإیمان باللہ عز و جل (ح: ۸۵) انیس

(۴) سورة البقرة، الرکوع: ۳۱، ظفیر. الآية: ۲۳۸۔

(۵) ترجمہ جواب: ان کا قول باطل ہے، جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے۔ ”أی الأعمال أحب إلی اللہ الخ“، اور اللہ تعالیٰ کا قول بھی ہے کہ ”حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ“ الآية اور امت کا اتفاق ہے کہ نماز فرض قطعی ہے، اور نماز کے علاوہ دیگر ذکر اللہ مستحبات میں سے ہیں، اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ فرض مستحبات سے افضل ہے، اور آیت کا معنی یہ ہے کہ نماز چونکہ ذکر اللہ کو شامل ہے، اس لئے وہ دوسری عبادات سے افضل ہے، جیسا کہ جلالین کی تفسیر کمالین میں ہے کہ نماز چونکہ ذکر اللہ پر مشتمل ہے، اس لئے وہ تمام عبادتوں میں اعظم ہے۔ انیس

(۶) علی حاشیہ تفسیر الجلالین: ص: ۳۳۹۔

وفی عبارة أبی السعود: ”وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ“ أی الصلوة أكبر من سائر الطاعات. (أيضاً، ص: ۳۳۸، ظفیر)

الجواب ————— حامداً ومصلیاً

جہاد مستقلاً مقصود نہیں، بلکہ یہ اعلائے دین کا ذریعہ ہے، جیسا کہ قرآن پاک کی آیت ﴿الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّا لَهُمُ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ﴾ الخ۔ (۱) سے مستفاد ہوتا ہے کہ ”اگر ہم اقتدار اور تسلط اپنے بندوں کو عطا فرمائیں، تو اس تسلط کے نتیجہ میں (وہ کیا کام کریں گے؟) اقامت صلوٰۃ کا فریضہ ادا کریں گے“۔ اس سے معلوم ہوا کہ اقامت صلوٰۃ تو اصل مقصود ہے اور اقتدار و تسلط اس کے لئے ذریعہ ہے۔ (۲)

جو شخص اصل مقصود کو ترک کرتا ہے اور آلات میں مشغول ہوتا ہے، وہ قلب موضوع کرتا ہے۔ یہ بھی سوچئے کہ جہاد فرض کفایہ ہے، کہ کچھ لوگ اس میں شرکت کریں، کچھ شرکت نہ کریں اور مقصود حاصل ہو جائے، تو یہ کافی ہے۔ (۳)

اور اقامت صلوٰۃ فرض عین ہے، جو ہر مکلف کو کرنا ہے۔ (۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

امامہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ ۲۹/۷/۱۴۰۶ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۰۵/۵-۳۰۶)

(۱) سورة الحج: ۴۱۔

(۲) قال عثمان بن عفان: فبينما نزلت: ﴿الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّا لَهُمُ...﴾ الخ ﴿فأخبر جناب ديارنا بغير حق، إلا أن قلنا: ربنا الله، ثم مكنا في الأرض، فأقمنا الصلاة، وآتيناهم الزكاة، وأمرنا بالمعروف، ونهيناهم عن المنكر، ولله عاقبة الأمور﴾. (تفسير القرآن العظيم لابن كثير، تفسير سورة الحج، تفسير قوله تعالى: ﴿الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّا لَهُمُ...﴾، دار طيبة، انيس) ”إن المواظبة على أداء فرائض الصلوة، وأخذ النفس بها في أوقاتها على ما هو المراد من قوله: ”الصلوة على ميقاتها أفضل من الجهاد“، ولأن هذه فرض عين وتكرر، والجهاد ليس كذلك، ولأن افتراض الجهاد ليس إلا للإيمان وإقامة الصلوة، فكان مقصوداً وحسناً لغيره، بخلاف الصلوة حسنة لعينها، وهي المقصودة منه“، الخ. (فتح القدير، كتاب السير: ۱۸۸/۵، رشيدية)

عن معاذ بن جبل: ... إنما أمرت أن أقاتل الناس حتى يقيموا الصلاة ويؤتوا الزكاة ويشهدوا أن لا إله إلا الله، وحده لا شريك له وأن محمداً عبده ورسوله فإذا فعلوا ذلك فقد اعتصموا واعتصموا دماءهم وأموالهم إلا بحقوقها وحسابهم على الله عز وجل، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفس محمد بيده ما شحب وجه ولا اغبرت قدم في عمل تبغى فيه درجات الجنة بعد الصلاة المفروضة كجهاد في سبيل الله... الخ. (مسند الإمام أحمد، مسند الأنصار، مسند معاذ بن جبل (ح: ۲۱۶۱۷) مسند البزار، مسند معاذ بن جبل (ح: ۲۶۶۹) انيس)

(۳) ”هو فرض كفاية ابتداءً، إن قام به البعض سقط عن الكل، وإلا أثموا بتركه“، (التنوير متن الدر على صدر الرد، كتاب الجهاد، مطلب المرباط لا يسأل في القبر كالشهيد: ۱۲۲/۴، سعيد)

(۴) ”هي فرض عين على كل مكلف“، (التنوير متن الدر على صدر الرد، كتاب الصلاة: ۳۵۱/۱، سعيد)

﴿وَأَنِ اقْبِمُوا الصَّلَاةَ وَاتَّقُوا وَهُوَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾. (سورة الأنعام: ۷۲)

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْفُورًا﴾. (سورة النساء: ۱۰۳)

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم... أن الله قد فرض عليهم خمس صلوات في كل يوم وليلة... الخ. (الصحيح للبخاري، كتاب الزكاة، باب أخذ الصدقة من الأغنياء، (ح: ۱۴۲۵) / الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين شرائع الإسلام (ح: ۱۹) / الصحيح لابن خزيمة (ح: ۲۲۷۵) على فرضية الصلاة، إجماع الأمة. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة: ۹۰/۱، دار الكتب العلمية، انيس)

کیا پہلے اخلاق کی درستی ہو، پھر نماز پڑھنی چاہیے:

سوال: آج کل لوگوں کا خیال ہے کہ پہلے اخلاق درست کئے جائیں، پھر نماز پڑھنی چاہیے۔

الجواب

یہ خیال درست نہیں، بلکہ خود اخلاق کی درستی کے لیے بھی نماز ضروری ہے، (۱) اور شیطان کا چکر ہے کہ وہ عبادت سے روکنے کے لیے ایسی الٹی سیدھی باتیں سمجھاتا ہے، مثلاً: یہ کہہ دیا کہ جب تک اخلاق درست نہ ہوں، نماز کا کیا فائدہ؟ اور شیطان کو پورا اطمینان ہے کہ یہ شخص مرتے دم تک اپنے اخلاق درست نہیں کر سکے گا، لہذا نماز سے ہمیشہ کے لیے محروم رہے گا، حالانکہ سیدھی بات یہ ہے کہ آدمی نماز کی پابندی کرے اور ساتھ ساتھ اصلاح اخلاق کی کوشش کرے، (۲) نماز چھوڑ کر اخلاق کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے؟ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۰۳)



(۱) ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ﴾ (سورة العنكبوت: ۴۵)

یعنی اُن الصلوة تشتمل علی شیئین علی ترک الفواحش والمنکرات، اُی اِن مواظبتہا تحمل علی ترک ذلک۔ (تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، تفسیر سورة العنکبوت: ۲۸۰/۱۷، دار طیبہ)

عن ابن عباس، قوله: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ...﴾ الخ. ﴿یقول: فی الصلوة منتهی ومزدر عن معاصی اللہ۔ (تفسیر الطبری، تفسیر سورة العنکبوت: ۴۱۲/۲، دار المعارف)

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ یعنی مادام العبد یصلی للہ عزوجل انتہی عن الفحشاء والمنکر ویقال ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ﴾ یعنی اُد الصلوة الفریضة فی مواقیتہا برکوعہا وسجودہا والنصرع بعدها ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ﴾ یعنی اِذاصلی العبد للہ صلاۃ خاشع یمنعہ من المعاصی لآنہ یرق قلبہ فلا یمیل إلی المعاصی۔ (بحر العلوم للسمرقندی: ۶۳۵/۲، انیس)

(۲) ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾ (سورة الشمس: ۹-۱۰)

یحتمل اُن یكون المعنی قد افلح من زکی نفسه، اُی بطاعة اللہ کما قال قتادة، وطهرها من الأخلاق الدنیئة والردائل۔ (تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، تفسیر سورة الشمس: ۴۱۲/۸، انیس)

عن أبی ثعلبة الخشنی اُن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اِن اُحِبکم إلیّ وأقربکم منی فی الآخرة محاسنکم أخلاقاً، و اِن أبغضکم إلیّ وأبعدکم منی فی الآخرة مساوئکم أخلاقاً، الشارون المتفقیہون المتشدقون۔ (مسند الإمام أحمد، حدیث أبی ثعلبة الخشنی (ح: ۱۷۷۳۲) سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی معالی الأخلاق (ح: ۲۰۱۸) المعجم الکبیر للطبرانی، مکحول عن ثعلبة (ح: ۵۸۸) انیس)

عن عائشة قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من اُکمل المؤمنین إیماناً أحسنهم خلقاً وأطفهم بأهلہ۔ (المستدرک للحاکم، کتاب الإیمان، من اُکمل المؤمنین إیماناً أحسنهم خلقاً (ح: ۱۷۸) سنن الترمذی، کتاب الإیمان، باب ماجاء فی استکمال الإیمان وزيادته ونقصانه (ح: ۲۶۱۲) انیس)

## نماز قضا کرنے کے احکام

سائنسی تجربات کی وجہ سے نماز قضا کر دینا درست ہے یا نہیں:

سوال: اگر دارالتجربات سائنس میں تجربہ کیا جا رہا ہے اور نماز کا وقت بھی (ہے) تو کیا یہ مجبوری ایسی ہے کہ اس کی وجہ سے نماز کو دوسری نماز کے ساتھ قضا پڑھنے کی اجازت ہو؟

الجواب

اس وجہ سے نماز کو قضا کرنا جائز نہیں۔ (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۹/۲)

دفتری کام کی وجہ سے فرض نماز قضا نہیں کی جاسکتی ہے:

سوال: مجھے نماز پڑھنے میں ایک دشواری حائل ہے، وہ یہ کہ دفتر کے کام سے عصر اور مغرب کے وقت نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملتا، اس وجہ سے برابر قضا پڑھنا پڑتا ہے، اگر کوئی دوسری بہتر ترکیب ہو، تو مطلع فرمائیں؟

الجواب ————— وباللہ التوفیق

فرض نمازوں کا ترک جائز نہیں ہے، اگر کوئی ایسی ملازمت ہے جس میں آدمی نماز نہیں پڑھ سکتا ہے اور برابر نمازیں قضا کرنی پڑتی ہیں، تو اس کو ایسی ملازمت چھوڑ کر دوسری ملازمت اختیار کرنی چاہئے۔ (۲) عصر، مغرب کی نمازوں میں

(۱) جابریقول: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول: إن بين الرجل وبين الشرك والكفر ترك الصلاة. (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة: ح: ۸۲) / سنن الترمذی، كتاب الإيمان، باب ما جاء في ترك الصلاة: ح: ۲۶۱۸ / مسند الإمام أحمد، باقی مسند المكشورین، مسند جابر بن عبد اللہ (ح: ۱۴۵۶۱) انیس

(وتار کھا عمداً محانة) أي تكاسلاً فاسق (يجبس حتى يصلى)، الخ. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، أول كتاب الصلوة: ۳۲۶/۱)

(ولا جمع بين فرضين في وقت بعذر) الخ (فإن جمع فسد لوقدم) الفرض علی وقته (وحرّم لو عكس) أي أخره عنه... (إلا لحاج بعرفة ومزدلفة). (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، قبيل باب الأذان: ۳۵۵/۱، ظفیر صدیقی)

(۲) اس لئے کہ جماعت سے نماز پڑھنا سنت مؤکدہ مثل واجب ہے۔ بلا عذر شرعی جماعت ترک کرنا باعث گناہ ہے۔ جن اعذار کی بنیاد پر جماعت ساقط ہو جاتی ہے، ان میں سے ملازمت نہیں ہے۔ نیز بلا کسی عذر شرعی کے نماز قضا کر دینا ترک جماعت سے بھی زیادہ سنگین جرم اور سخت ترین گناہ ہے اور ملازمت ایسا عذر نہیں ہے جس کی بنیاد پر نماز قضا کرنے کی گنجائش ہو۔ مجاہد

==

دو تین منٹ وقت صرف ہوگا، کیا اتنا وقت بھی نماز کے لئے نہیں مل سکتا ہے؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۳/۴/۶۹ھ - (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۲۵/۲-۱۲۶)

### ملازمت کی وجہ سے مطلق نماز یا نماز باجماعت ترک کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ!

(۱) یہاں سعودی عرب میں ہماری اکثریت کی ڈیوٹی ایسی ہے، مثلاً کرین چلانا، گاڑی چلانا وغیرہ کہ افسر ساتھ ہوتا ہے، اس وقت اگر اذان ہو جائے، لیکن ہمارا افسر ہماری نماز کے لئے جانے پر خوش نہ ہو، تو کیا ہم ملازمت کریں، یا مسجد جائیں، یا نماز بعد میں پڑھنا چاہئے؟

(۲) اگر جماعت ہو رہی ہو اور ہم ایسے کام میں لگے ہوئے ہوں کہ اگر کام چھوڑ دیں، تو کام رک جاتا ہے اور افسر ناراض ہو کر سزا دینے پر بھی تیار ہو، لیکن ہمیں پھر جماعت ملنے کی امید نہ ہو، تو ان حالات میں ہم ضروری کام کے

== عن أبی الدرداء قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول: مامن ثلاثة فی قرية ولا بد ولا تقام فیہم الصلاة إلا قد استحوذ علیہم الشیطان فعلیک بالجماعة فإنما یأکل الذنب القاصية. (سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب التشدید فی ترک الجماعة (ح: ۵۴۷) سنن النسائی، کتاب الصلاة، التشدید فی ترک الجماعة (ح: ۸۴۷))

عن عبد اللہ بن مسعود قال: حافظوا هؤلاء الصلوات الخمس حیث ینادی بہن فأنہن من سنن الہدی وإن اللہ شرع لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم سنن الہدی لقد رأیتنا وما یتخلف عنہا إلا منافق بین النفاق ولقد رأیتنا وإن الرجل لیہادی بین الرجلین حتی یقام فی الصف ومامنکم من أحد إلا وله مسجد فی بیتہ ولو صلیتم فی بیوتکم وترکتہم مساجدکم ترکتم سنة نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم ولترکتہم سنة نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم لکفرتم. (سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب التشدید فی ترک الجماعة (ح: ۵۵۰) سنن النسائی، کتاب الصلاة، المحافظة علی الصلوات حیث ینادی بہن (ح: ۸۴۹))

عن ابن أم مکتوم أنه سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: یا رسول اللہ! إنی رجل ضریر البصر شاسع الدار ولی قائد لا یلا تمنی فهل لی رخصة أن أصلى فی بیتی قال: هل تسمع النداء قال: نعم، قال: لا أجد لک رخصة. (سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب التشدید فی ترک الجماعة (ح: ۵۵۲))

عن أبی ہریرة قال: جاء أعمی إلى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال إنه لیس لی قائد یقودنی إلى الصلاة فسأله أن یرخص له أن یصلی فی بیتہ فأذن له، فلمأولی، دعاہ، قال له: أسمع النداء بالصلاة قال نعم، قال: فأجب. (سنن النسائی، کتاب الصلاة، المحافظة علی الصلوات حیث ینادی بہن (ح: ۸۵۰))

عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من سمع المنادی فلم یمنعہ من اتباعہ عذر، قالوا: وما العذر، قال: خوف، أو مرض، لم تقبل منه الصلاة التي صلی. (سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب التشدید فی ترک الجماعة (ح: ۵۵۱)) المستدرک للحاکم، کتاب الصلاة، من سمع النداء فلم یأته فلا صلاة له إلا من عذر (ح: ۹۳۲))

عن ابن أم مکتوم أنه قال: یا رسول اللہ! إن المدینة کثیرة الهوام والسباع، قال: هل تسمع حی علی الصلاة، حی علی الفلاح، قال: نعم، قال: فحی هلاً ولم یرخص له. (سنن النسائی، کتاب الصلاة، المحافظة علی الصلوات حیث ینادی بہن (ح: ۸۵۱)) المستدرک للحاکم، کتاب الصلاة، باب مامن ثلاثة فی قرية... (ح: ۹۳۶) انیس

وقت نماز باجماعت چھوڑ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳) جہاں نوکری خطرے میں ہو، یعنی اگر ہم نماز کے لئے جائیں، تو نوکری سے ہاتھ دھونے پڑیں، ایسی حالت میں جماعت کو ترک کر سکتے ہیں، یا نماز کو قضا کیا کریں؟ بینوا تو جروا۔  
(المستفتی: اجمل خان خلیل، ریاض، سعودیہ عربیہ..... ۱۲/ نومبر ۱۹۸۳ء)

الجواب

(۱) اگر گاڑی وغیرہ کے ضیاع اور ہلاکت کا خطرہ یا ظن غالب ہو اور آفیسر کی طرف سے سزا دینے اور ظلم کرنے کا خطرہ ہو، تو آپ پر مسجد جانا ضروری نہیں ہے، آپ اسی جگہ انفرادی یا باجماعت نماز پڑھ لیں، البتہ نماز کو قضا نہ کریں۔ (۱)  
(۲) اس شق کا جواب بھی مثل سابق کے ہے، البتہ اگر اقامت کے وقت اجازت ملتی ہے، تو غنیمت ہے۔  
(۳) اگر ملازمت میں نماز ادا کرنے پر پابندی ہو، اور نماز قضا کرنا (وقت خارج ہونے کے بعد پڑھنا) عادت کے طور سے واقع ہو رہا ہو، تو دوسری ملازمت کی کوشش ضروری ہے۔ (۲) وھو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۱۳۲/۲)

چوبیس گھنٹے کا ملازم نماز کیسے ادا کرے:

سوال: ایک شخص ۲۴ گھنٹہ کا سرکاری ملازم ہے، اس کو ایک منٹ کا بھی موقع نہیں ہے، ایسی صورت میں وہ نماز کیسے ادا کرے؟

هو المصوب

دریافت کردہ صورت میں بہر صورت نماز فرض ہے، حاکم سے اجازت لے کر نماز ادا کرتا رہے۔ (۳)

تحریر: محمد طارق ندوی / تصویب: ناصر علی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۴۶/۱)

(۱) فصل: يسقط حضور الجماعة بواحد من ثمانية عشر شيئاً، منها: مطر وبرد وخوف ظالم وظلمة شديدة في الصحيح وحبس معسر أو مظلوم وعمى ومفلج وقطع يدورجل وسقام واقعاودو حل بعد انقطاع مطر قال صلى الله عليه وسلم: إذا ابتلت النعال فالصلاة في الرحال، وزمانة وشيخوخة وتكرار فقه لانهو ولغة بجماعة تفوته ولم يداوم على تركها وحضور طعام تتوقه نفسه لشغل باله كمدافعة الأخبثين أو الريح وإرادة سفر تهيا له وقيامه بمريض يستضر بغيبته وشدة ريح ليلا لانهار الحرج. (مراقى الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة مدخل: ۱۱۳/۱. انيس)  
(۲) قال العلامة الطحطاوى: وخوف ظالم أى على نفسه أو ماله أو خوف ضياع ماله أو خوف ذهاب قافله لاشتغل بالصلاة جماعة. (حاشية الطحطاوى، فصل يسقط حضور الجماعة، ص: ۲۹۷)  
ملازمت ایسا عز نہیں ہے جس کی وجہ سے مسلسل سنت مؤکدہ مثل واجب کو چھوڑا جائے۔

(الجماعة سنة مؤكدة) أى قوية تشبه الواجب فى القوة والراجح عند المذهب الوجوب... وصرح فى المحيط بأنه لا يرخص لأحد فى تركها بغير عذر حتى لو تركها أهل مصر يؤمرون بها فإن ائتمروا وإلا يحل مقاتلتهم. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة، صفة الإمامة فى الصلاة: ۳۶۵/۱، دار الكتاب الإسلامى. انيس)

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره إلا أن يؤمر بمعصية فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة. (سنن النسائي، كتاب البيعة، جزاء من أمر بمعصية فاطاع (ح: ۴۲۰۶). انيس)

(۳) إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا. (سورة النساء: ۱۰۳)

قال ابن مسعود: إن للصلاة وقتا كوقت الحج. (تفسير القرآن العظيم لابن كثير: ۴۰۴/۲. انيس)

## فضائی عملہ کی نماز روزہ کا حکم:

سوال: علماء کرام اور مفتیان شرع متین سے مندرجہ ذیل صورت مسئلہ کی بابت تحریری و تفصیلی فتویٰ درکار ہے! صورت حال کچھ یوں ہے کہ پاکستان ایئر فورس اور نیوی وغیرہ یاد گیر عرب ریاستوں اور مسلمان مملکتوں کی فضائیہ کے تمام پائلٹ اپنی فضائی خدمات کچھ اس طرح انجام دیتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ فضائی خدمات تقریباً تین انواع پر مشتمل ہیں:

(۱) دفاعی پروازیں۔

(۲) نگرانی و حفاظتی پروازیں۔

(۳) اور تربیتی پروازیں (یہ تربیتی پروازیں مادر وطن میں بھی سر انجام دی جاتی ہیں اور کسی دیگر اسلامی یا غیر اسلامی ممالک میں بھی انجام پذیر ہوتی ہیں)۔

علاوہ ازیں تمام ممالک کے تیار کردہ لڑاکا طیاروں کی ساخت میں یہ حکمت عملی کار فرما ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ دفاعی سامان رکھنے کی گنجائش رکھی جائے اور تمام تر دفاعی ضروریات کی تکمیل مقصود ہوتی ہے، دوران پرواز پائلٹ حضرات کی سہولیات کا تصور یکساں مفقود ہوتا ہے۔

فقدان سہولیات کی صورت حال یہ ہے کہ ہر لڑاکا طیارے میں ایک پائلٹ یا دو پائلٹ ہوتے ہیں اور وہ اس قدر سختی سے جکڑے ہوتے ہیں کہ وہ اس جکڑاؤ سے قطعاً آزاد نہیں ہو سکتے، ساتھ ساتھ ان کی آنکھیں، دل و دماغ اور دیگر سارے جسمانی اعضا بڑی چابک دستی اور مسلسل مستعدی کا مظاہرہ کرتے ہیں، حتیٰ کہ انسانی حاجات بھی اس جکڑاؤ کی حالت میں پوری کی جاتی ہیں، پرواز کا دورانیہ عموماً چھ گھنٹے سے لے کر چودہ گھنٹے پر محیط ہوتا ہے اور یہ دورانیہ سال بھر یا ساری فضائی سروس میں لازماً بدلتا رہتا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس دورانیے میں پانچوں نمازوں کے اوقات گزر جاتے ہیں، یا کم از کم تین چار نمازوں کے اوقات گزر گئے۔ اس صورت میں وضو کا بقا ناممکن اور ناقابل تصور امر ہے اور جکڑاؤ کی صورت میں ارکان نماز مثلاً قیام، رکوع، سجود، جلوس اور تشہد وغیرہ سب فوت ہو جاتے ہیں، صرف اور صرف ادھورا تیمم اور ادھورے اشاروں پر کفایت کر کے بروقت نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

ماہ رمضان میں پائلٹ کے لئے دوران پرواز روزہ رکھنا قانوناً ممنوع ہے، کیونکہ روزے کی صورت میں اس کے قوائے جسمانی میں اضطلال پیدا ہو جاتا ہے اور اس صورت میں اس کی اپنی جان اور ساتھی کی جان کے ضیاع اور طیارے کی تباہی کے خطرات منڈلاتے ہیں، لہذا پائلٹ حضرات روزہ بھی نہیں رکھ سکتے، اسی وجہ سے فضائی اڈوں پر رمضان کے مہینہ میں صیام کا ماحول اور سماں نہ ہونے کے تصور سے دل کو وہ کلی طمانینت نصیب نہیں ہوتی جو کہ روزے دار کو رمضان میں نصیب ہوتی ہے۔



مندرجہ بالا صورت کی بابت درج ذیل چند سوالات ہیں کہ!

- (۱) پانکٹ حضرات کے لئے اداء صلاۃ کا مناسب مشروع اور قابل عمل طریقہ کون سا ہونا چاہئے؟
  - (۲) ماہ رمضان یا بعد از رمضان صیام کی ادائیگی کا کون سا طریقہ اپنانا چاہئے؟
  - (۳) دونوں ارکان دین کی عدم ادائیگی کی صورت میں کفارہ وغیرہ کی کیا شکل ہو سکتی ہے؟
  - (۴) کوئی اور صورت ممکنہ قابل عمل ہے، تو اس کی وضاحت فرمادی جائے؟
- فتویٰ کی وصولیابی پر بندہ از حد مشکور و ممنون ہوگا۔  
(سائل: عبدالقیوم ونیس، کراچی)

الجواب \_\_\_\_\_ باسمہ تعالیٰ

شریعت اسلامیہ نے عبادات کا ایک مکمل نظام ترتیب دیا ہے، ان عبادات کی ادائیگی کے لئے اوقات اور طریقہ کا تعین بھی کر دیا ہے، عام معمول کے حالات میں ان کی بروقت اور صحیح طریقہ سے ادائیگی کے لئے اوقات کی حیثیت اور عبادات کے آداب کا مکمل خاکہ پیش کیا ہے، عام حالات سے ہٹ کر جو حالات و عوارضات غیر اختیاری طور پر آسکتے ہیں، ان کے لئے انسانوں کی ضروریات اور کمزوریوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، اس کے مطابق احکامات صادر فرمائے ہیں، مثلاً نماز میں اگر مرض وغیرہ عذر کی وجہ سے قیام ممکن نہیں، تو بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی، اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں، تو لیٹ کر اشاروں کے ساتھ نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ (۱)

روزہ میں مرض و سفر کی وجہ سے دشواری محسوس ہو، تو ان اعذار کے زائل ہونے کے بعد، اس کی قضا کا حکم دیا گیا ہے، شریعت کی طرف سے ان اعذار کی وجہ سے سہولیات بہم پہنچانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ادائیگی میں آسانی تو کی جاسکتی ہے، لیکن نہ تو ان عوارضات کی وجہ سے ان کو کلی طور پر ترک کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی یہ اجازت ہے کہ باوجود قدرت کے کچھ مالی فدیہ ادا کر کے، اس عبادت مامورہ سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔

- (۱) مسلمان اپنے نظام زندگی سول اور عسکری دونوں کو شریعت کے تابع کرنے کا پابند ہے، نہ کہ شریعت کو اپنے اختیار کردہ طریقہ کار کا پابند بنانے کا۔ (۲)

- (۲) مسلمان پر اپنے عسکری نظام کو شریعت کے احکام کا تابع بنانا ضروری ہے، نہ کہ دشمنان اسلام یورپ و

(۱) ﴿فَإِذَا قُضِيَتْهُمُ الصَّلَاةُ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ﴾ اُی فی سائر احوالکم۔ (تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، تفسیر سورۃ النساء: ۱۰۳، تفسیر قولہ تعالیٰ: ﴿فَإِذَا قُضِيَتْهُمُ...﴾ ۴۰۴/۲۔ انیس)

(۲) أن عمر بن الخطاب كتب إلى عماله: إن أهم أموركم عندی الصلاة من حفظها وحافظ علیها، حفظ دینہ ومن ضیعها فهو لما سواها أضعی۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصلاة، جماع مواقیب الصلاة (ح: ۲۰۲۸) / المصنف لابن عبدالرزاق، کتاب الصلاة، باب المواقیب: ۵۳۶/۱)

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَ نَارٍ وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنَّنُوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ غُفْلُونَ أُولَٰئِكَ مَا لَهُمْ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾۔ (سورۃ یونس: ۷-۸) انیس

امریکہ کے نظام کے تابع، لہذا اتمام مسلمان حکمرانوں اور اعلیٰ فوجی افسروں کا اپنا فریضہ ہے کہ عام حالات یعنی امن کے حالات میں فوجیوں اور پائلٹوں کی ترتیب اور اپنے دیگر امور کو شرعی نظام الاوقات کے تابع بنائیں، اوقات نماز و روزہ کا خیال رکھتے ہوئے ترتیبی پروازیں اور مشقیں ترتیب دی جائیں، مالی نقصان اللہ کے نزدیک حکم کی تعمیل کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور اگر اللہ تعالیٰ کے مقررہ اوقات عبادت کے متصادم پروگرام ترتیب دیا جاتا ہے، تو پھر ان مشقوں اور ترتیبی پروازوں میں شرکت کا جائز ہونا محل اشکال ہے، امن کے حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اوقات کی قید کے ساتھ مقرر کردہ عبادات و احکامات میں تقدیم و تاخیر یا کلي ترک کی کسی بھی طرح اجازت نہیں (جنگی حالات کا حکم مختلف ہے) اصل کے اعتبار سے مذکورہ حالات کے اعتبار سے، اس میدان میں داخل ہونا ہی صحیح نہیں تھا، لیکن اگر غفلت یا لاعلمی کی وجہ سے اس میدان میں قدم رکھ چکے ہیں، اور تنبیہ کے بعد نہ تو حالات کو بدلنا آپ کے اختیار میں ہے اور نہ شرعی ضرر (جان کا خطرہ یا مفلوک الحال ہونے کا اندیشہ) کے بغیر اس سے چھٹکارہ ممکن ہے، تو اگر وضو کی قدرت نہیں ہے، تو تیمم کیلئے پہلے سے ڈھیلے وغیرہ کا انتظام رکھا جائے، تیمم کے بعد اگر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ ادائے صلاۃ ممکن نہ ہو، تو محض بیٹھ کر اشارے کے ساتھ اپنے وقت میں ادا کی جائے، غرض شرعی طریقہ سے قریب تر ممکنہ کیفیت کے ساتھ جس طرح نماز کی ادائیگی ممکن ہو، ادا کر دی جائے، جب اس جکڑن سے خلاصی ملے اس وقت ایک یا زیادہ نمازوں کی قضا کر لیا کریں۔

(۳) جیسا کہ مذکور ہوا کہ اصل میں تو ماہ رمضان میں مشقیں یا ترتیبی پروازیں ترتیب ہی نہیں دی جائیں، یا پھر ان کا دورانیہ اس قدر مختصر ہو کہ اس میں روزہ رکھنا ممنوع اور دشوار نہ ہو، اگر مذکورہ بالا شرعی مجبوری کی وجہ سے نہ تبدیلی ممکن ہو اور نہ چھوڑنا ممکن ہو، تو پھر جو روزے نہیں رکھ سکتے، ان کی قضا بعد رمضان لازم ہے، سستی یا ماحول کے نہ ہونے کی وجہ سے قضا کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔ (۱)

(۴) جب تک زندگی ہے اور ان ارکان کی ادائیگی بصورت قضا ممکن ہے، ان کے کفارہ اور فدیہ مالی ادا کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ (۲) فقط واللہ اعلم

کتبہ: محمد عبدالجبار دین پوری غنی عنہ۔ الجواب صحیح: محمد عبدالسلام عفا اللہ عنہ۔

بینات - شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ - (فتاویٰ بینات: ۳۹۱/۲ - ۳۹۴)

(۱) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ، أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾. (سورة البقرة: ۱۸۳ - ۱۸۴) انیس

(۲) لوصح المريض وأقام المسافر ثم ماتا لزمهما القضاء بقدر الصحة والإقامة لوجود الإدراك بهذا المقدار وفائدته وجوب الوصية بالإطعام. (فتح القدير، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفارة: ۵۳۰/۲. انیس)

## سرکاری ڈیوٹی کے دوران نماز ادا کرنا کیسا ہے:

سوال: ایک سرکاری ملازم ہے اور وہ ڈیوٹی کے وقت نماز پڑھے، تو اس کی نماز میں فرق تو نہیں آئے گا؟ یعنی نماز اس کی ہوگی یا کہ نہیں؟ کیوں کہ حکومت کی نگرانی میں ہے اور وہ اس وقت اپنی مزدوری وصول کر رہا ہے؟

الجواب

جس ادارے میں وہ ملازمت کر رہا ہے، ان لوگوں کو خود چاہیے کہ وہ ملازمین کو نماز پڑھنے کے لیے وقت دیں، ملازمت سے نماز ساقط نہیں ہوتی، اگر ادارے کی طرف سے نماز کے لیے وقت نہیں ملتا، تو ملازمت کے اوقات ہی میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔

عن النّوأس بن سمعان قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم: ”لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق“۔ (رواہ فی شرح السنّة) (۱)

ہاں! اگر ادارے کی طرف سے نماز کے لیے وقت ملتا ہے، اس میں ملازم سستی کرے اور نماز نہ پڑھے اور کام کے وقت میں نماز پڑھے، تو یہ درست نہیں، اس صورت میں نماز ہو جائے گی، مگر یہ طرز عمل درست نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۵/۳)

## مریض کو نازک حالت میں چھوڑ کر ڈاکٹر کا نماز پڑھنے جانا:

سوال: کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسپتال میں کام کرنے والے ڈاکٹر یا اسٹاف پر، ڈیوٹی کے دوران نماز کی ادائیگی ضروری نہیں، کیوں کہ بعض دفعہ مریض کی زندگی خطرے میں ہوتی ہے اور انسانیت کو بچانا نماز سے افضل ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر دوران ڈیوٹی کوئی شخص نماز پڑھنے چلا جائے اور اسی دوران مریض فوت ہو جائے، تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی؟

(۱) شرح السنّة للبغوی، باب الطاعة فی المعروف (ح: ۲۴۵۵) / مسند الشہاب (ح: ۸۷۳) عن عمران بن حصین / عن علی أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم بعث جیشاً وأمر علیہم رجلاً، فأوقد ناراً وقال: ادخلوها، فأراد ناس أن يدخلوها وقال الآخرون: إنا قد فررنا منها، فذكر ذلك لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم، فقال للذين أرادوا أن يدخلوها: لو دخلتموها لم تزالوا فیها إلى يوم القيامة وقال لآخرین قولاً حسناً، وقال: لا طاعة فی معصیة اللّٰه، إنما الطاعة فی المعروف. (الصحيح لمسلم، كتاب الإمارة باب وجوب طاعة الأمراء فی غیر معصیة وتحريمها فی معصیة (ح: ۱۷۰۴) / مسند الإمام أحمد، مسند علی بن أبی طالب (ح: ۷۲۴) / الصحيح للبخاری باب ماجاء فی إجازة خبر الواحد الصدوق (ح: ۷۲۵۷) /

عن عبادة بن الوليد بن عبادة عن أبيه عن جده قال: بايعنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم على السمع والطاعة فی العسر واليسر... وأن نقول بالحق أينما كنا لا نخاف فی الله لومة لائم. (الصحيح لمسلم، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء فی غیر معصیة وتحريمها فی معصیة (ح: ۱۷۰۹) انیس)

الجواب

جس ڈاکٹر یا دوسرے عملے کی ڈیوٹی نماز کے وقت ہو، ان کی نماز کے لئے متبادل انتظام ہونا چاہیے، مریض کو نماز کی حالت میں چھوڑ کر نماز پڑھنے جانا، تو واقعی درست نہیں، لیکن ایسی صورت کے لیے متبادل انتظام کرنا فرض ہے۔ (۱)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۴/۳)

### اسکول کی تعلیم کی وجہ سے ظہر کی نماز کا چھوٹنا:

سوال: جدید تعلیم کے حصول میں ظہر کی نماز تو اکثر چھوٹی ہے، اس تعلیم کا حاصل کرنا کیسا ہے؟ اور اپنے کسی عزیز کی ایسی تعلیم دلانے میں پیسے سے اعانت کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ظہر کی نماز میں اگر مسجد جا کر جماعت میں شرکت نہیں کر سکتے، تو طلبہ خود اپنی جماعت کر سکتے ہیں، اگر اس کی اجازت نہیں اور چند ماہ ظہر کی نماز ہی کو قضا کرنا ضروری ہوتا ہے، تو ایسی تعلیم کی شرعاً اجازت نہیں، جس میں اسلام کا اتنا بڑا رکن قضا کرنا پڑے۔ (۲)

پھر اس تعلیم کے ثمرات اکثر و بیشتر، تو اسلام کے خلاف ہی مشاہدہ کرنے میں آئے ہیں، مثلاً: قرآن کے کلام الہی اور وحی ہونے میں تردد، ملائکہ کے نزول میں تردد، نبوت میں تردد، سوال و جواب قبر میں تردد، حشر اور وزن اعمال میں تردد، جنت و دوزخ میں تردد، پل صراط میں تردد، غرض عامۃ عقائد متزلزل ہو جاتے ہیں، حتیٰ کہ خدا کے وجود ہی میں تردد پیدا ہو جاتا ہے، پھر اسلامی اعمال و اخلاق کی کیا توقع ہو سکتی ہے، الا ماشاء اللہ بہت کم ایسے خوش نصیب ہوتے ہیں جو بسلامت رہ جائیں، ایسی تعلیم کی تحصیل اور اس کی اعانت کا حال ظاہر ہے۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمد عفی عنہ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۰/۵-۳۱۱)

(۱) القابلة لو اشتغلت بالصلاة تخاف موت الولد جازلها أن تؤخر الصلاة عن وقتها وتؤخر بسبب اللص ونحوه، كذا في الخلاصة. (الفتاوى الهندية: ۵۱/۱، كتاب الصلاة، طبع رشيدية)

ويعجز تأخير الصلاة عن وقتها العذر كما قال الولوالجي: القابلة إذا خافت موت الولد لا بأس بأن تؤخرها وتقبل على الولد لأن تأخير الصلاة عن الوقت يجوز بعذر، ألا ترى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخر الصلاة عن وقتها يوم الخندق. (درر الأحكام شرح غرر الأحكام، الترتيب بين الفروض الخمسة والوتر أدا: ۱/۲۴۱. انیس)

(۲) ”عن عبد الله رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أنه قال: ”السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره ما لم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة“. (صحيح البخاري، كتاب الأحكام، باب السمع والطاعة للإمام ما لم تكن بمعصية: ۱۰۵۷/۲، قديمي)

(۳) قال الله تعالى: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ، وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (سورة المائدة: ۲)

يأمر الله تعالى عباده المؤمنين بالمعونة على فعل الخيرات وهو البر، وترك المنكرات، وهو التقوى، ==

## تعلیم کے لیے عصر کی نماز چھوڑنا درست نہیں:

سوال: میں پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہوں، اب کالج میں داخلہ لینے والی ہوں، کالج کا ٹائم ایسا ہے کہ میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکتی، کیا میں ہمیشہ مغرب کی نماز کے ساتھ عصر کی فرض نماز پڑھ لیا کروں؟ کیا مجھے اتنا ہی ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب

حدیث میں ہے کہ جس کی نماز عصر قضا ہوگئی، اس کا گویا گھر بار لوٹ گیا اور گھر کے سارے لوگ ہلاک ہو گئے۔ (۱) اس لیے نماز قضا کرنا تو جائز نہیں، اب یا تو کالج ہی میں نماز ٹھیک وقت پر پڑھنے کا انتظام کیجئے، یا لعنت بھیجئے ایسے کالج اور ایسی تعلیم پر جس سے نماز غارت ہو جائے۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۰/۳)

## نماز کے وقت کاروبار میں مشغول رہنا حرام ہے:

سوال: ایک آدمی دکان کرتا ہے، یا کوئی بھی کاروبار کرتا ہے، جب اذان ہوتی ہے، تو نماز نہیں پڑھتا، یا جماعت سے نہیں پڑھتا، تو اس کا نماز کے وقت کاروبار کرنا کیسا ہے؟ اور جو رقم اس نے نماز کے وقت کمائی، حلال ہے یا کہ حرام؟

الجواب

کمائی تو حرام نہیں، (۳) مگر کاروبار میں اس طرح مشغول رہنا کہ نماز فوت ہو جائے، یا جماعت کا اہتمام نہ کرنا حرام ہے۔ (۴) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۲/۳)

== وینہام عن التناصر علی الباطل والتعاون علی المأثم والمحارم. (تفسیر ابن کثیر: ۶/۲، سہیل اکیڈمی، لاہور)  
”وکل ما أدى إلى ما لا يجوز، لا يجوز“، وتماہ فی شرح الوہابیة. (الدر المختار متن رد المحتار، کتاب الحظرو الإباحة، فصل فی اللبس: ۳۶۰/۶، سعید)

(۱) ”الذی تفوتہ صلاة العصر کأنما وترأهله وماله“. (زاد ابن خزیمہ فی صحیحہ: قال مالک: تفسیرہ ذہاب الوقت، والنسائی: من الصلاة صلاة من فاتته فکأنما وترأهله وماله یعنی العصر. (الزواجر عن اقتراف الكبائر: ۱/۳۴۱) عن نوفل بن معاوية قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم: من الصلاة صلاة من فاتته فکأنما وترأهله وماله. قال ابن عمر: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: هي صلاة العصر. (سنن النسائي، کتاب الصلاة، باب صلاة العصر فی السفر: ۴۷۹) انیس)

(۲) وفي شرح النقاية عن نجم الأئمة جل يشغل بتكرار الفقه ليلاً ونهاراً ولا يحضر الجماعة: لا يعذر ولا تقبل شهادته. (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۳۶۶/۱، دار الكتب الإسلامية. انیس)

(۳) (وكره) تحريماً مع الصحة (البيع عند الأذان الأول). (درمختار) (قوله وكره تحريماً مع الصحة): أشار إلى وجه تأخير المكروه عن الفاسد مع اشتراكهما في حكم المنع الشرعي والإثم، وذلك أنه دونه من حيث صحته وعدم فساد، لأن النهي باعتبار معنى مجاور للبيع لا في صلبه ولا في شرائط صحته، ومثل هذا النهي لا يوجب الفساد بل الكراهية، كما في الدرر. (رد المحتار: ۱۰۱/۵، مطلب أحكام نقصان المبيع فاسداً)

(۴) باب قضاء الفوائت، لم يقل المتر وكات ظناً بالمسلم خيراً إذ التأخير بلا عذر كبيرة لا تنزل بالقضاء بل بالتوبة أو الحج. (الدر المختار: ۶۲/۲، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت)

## نماز کے لیے مصروفیت کا بہانہ لغو ہے:

سوال: اسلام چودہ سو سال پرانا مذہب ہے، اس زمانے میں لوگوں کی ضروریات بہت کم ہوتی تھیں۔ مصروفیات بھی کم ہوتی تھیں، فارغ وقت لوگوں کے پاس بہت ہوتا تھا، پانچ وقت نماز ادا کرنا ان کے لیے معمولی بات تھی، مگر اب حالت بہت مختلف ہے، زندگی بہت مصروف ہو گئی ہے، اگر نماز صرف صبح و شام پڑھ لی جائے، تو اس بارے میں آپ لوگ کیا کہیں گے؟ کیوں کہ رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو دفتر جانے سے پہلے یا دیگر کاموں سے پہلے ہی دو اوقات ذرا فرصت کے ہوتے ہیں، جن میں انسان خدا کو دل سے یاد کر سکتا ہے۔

الجواب

پانچ وقت کی نماز فرض ہے، (۱) اور ان کے جو اوقات متعین ہیں، ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی، (۲) مصروفیت کا بہانہ لغو ہے۔

سوال کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے لوگوں کے لیے تھی، بعد کے لوگوں کے لیے نہیں، ایسا خیال کفر کے قریب ہے، (۳) آج کے دور میں لوگ تفریح پر، دوستوں کے ساتھ گپ شپ پر اور کھانے وغیرہ پر گھنٹوں خرچ کر دیتے ہیں، اس وقت ان کو اپنی مصروفیات یا ذہنی رتھیں، آخر مصروفیت کا سارا نزلہ نماز ہی پر کیوں گرایا جاتا ہے؟ اور وقت میں کفایت شعاری صرف نماز ہی کے لیے روا رکھی جاتی ہے؟ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۹/۳-۱۹۰)

(۱) عن عبادة بن الصامت. رضى الله عنه. أنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "خمس صلوات افترضهن الله تعالى من أحسن وضوء هن وصلاحهن ولقتهن وأتم ركوعهن وخشوعهن كان له على الله عهد أن يغفر له، ومن لم يفعل فليس له على الله عهد إن شاء غفر له وإن شاء عذبه"، رواه أحمد وأبو داود، وروى مالك والنسائي نحوه. (مشکوٰۃ المصابيح، ص: ۵۸، كتاب الصلاة)

سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في المحافظة على وقت الصلوات (ح: ۴۲۵) / مسند الإمام أحمد، باقی مسند الأنصار، مسند عبادة بن الصامت (ح: ۲۲۱۹۶) / موطا الإمام مالک، كتاب صلاة الليل باب الأمر بالوتر (ح: ۲۷۰) / سنن النسائي، كتاب الصلاة، باب المحافظة على الصلوات الخمس (ح: ۵۶۱) / المعجم الأوسط للطبرانی، باب العين، من اسمه عبد الرحمن، عبد الرحمن بن عمرو الدمشقي (ح: ۴۶۵۵) (انیس)

(۲) ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾. (سورة النساء: ۱۰۳)

(۳) ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾. (سورة المائدة: ۳)

هذا أكبر نعم الله عز وجل على هذه الأمة حيث أكمل تعالى لهم دينهم، فلا يحتاجون إلى دين غيره ولا إلى نبي غير نبيهم صلوات الله وسلامه عليه، ولهذا جعله الله خاتم الأنبياء وبعثه إلى الإنس والجن فلا حلال إلا ما أحله ولا حرام إلا ما حرمه ولا دين إلا ما شرعه. (تفسير القرآن العظيم، تفسير سورة المائدة: ۲۶/۳، دار طيبة. انیس)

## مصرفیت کی وجہ سے نماز یا جماعت کا وقت گزر جائے، تو کیا حکم ہے:

سوال: نماز غفلت کی بنا پر چھوڑنا مسلمان کی شان کے خلاف اور باعث خسارہ ہے، اخروی لحاظ سے، دنیاوی لحاظ سے بھی، پوچھنا یہ مقصود ہے کہ مصرفیت کی وجہ سے نماز کا وقت گزر جائے یا کبھی جماعت کی نماز کا، دونوں ایک ہی چیز ہے یا فرق ہے؟

الجواب

دونوں میں فرق ہے، جماعت کی نماز سنت مؤکدہ یا واجب ہے، اس کو بغیر عذر کے چھوڑنا گناہ ہے۔ (۱) جب کہ نماز کو جان بوجھ کر قضا کر دینا اس سے بدتر گناہ ہے، جس کو حدیث میں 'کفر' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (۲)  
(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۴۳-۱۸۵)

## شبہ ریا کی وجہ سے کیا نماز چھوڑنے کی اجازت ہے:

سوال: ایک شخص ہے، جب بھی وہ نماز کی نیت کرتا ہے، تو ریا کی شرکت ہو جاتی ہے، ریا کو بہت دور کرنا چاہتا ہے، لیکن وہ دور نہیں کر پاتا، ایسا شخص نماز چھوڑ دے، یا نماز پڑھتا رہے؟ اگر نماز پڑھنا چھوڑ دے، تو گنہگار تو نہیں ہوگا؟

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً و مصلیاً

ایسا شخص نماز پڑھتا رہے، نماز چھوڑنے پر گنہگار ہوگا۔

”ولا یتَرَکْ لَخَوْفِ دُخُولِ الرِّیَاءِ لِأَنَّهُ أَمْرٌ مُّوْهُومٌ“۔ (الدر المختار: ۲۹۴/۱) (۳)

وفی الولوالجیة: ”إذا أراد أن یصلی أویقرأ القرآن فیخاف أن یدخل علیه الریاء فلا ینبغی أن یتَرَکْ لِأَنَّهُ أَمْرٌ مُّوْهُومٌ“۔ (الأشباه والنظائر: ۷۵) فقط واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ: ۳۳/۲)

(۱) إن صلاة الجماعة واجبة على الراجح في المذهب أو سنة مؤكدة في حكم الواجب كما في البحر، وصرحوا بفسق تاركها وتعزيره، وأنه يَأْتَم. (رد المختار: ۴۵۷/۱)، مطلب كل صلاة أدت مع كراهة التحريم تجب إعادتها) /  
عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سمع المنادى فلم يمنع من اتباعه عذر فلا صلاة له، قالوا: وما العذر، قال: خوف، أو مرض. (السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الصلاة، باب ترك اتیان الجمعة لخوف أو مرض أو مافي معناهما من الأعذار (ح: ۵۵۰۹) انیس)

(۲) وقال محمد بن نصر المروزي: قال إسحاق: صح عن النبي صلى الله عليه وسلم: ”أن تارك الصلاة كافر“ وكان رأى أهل العلم من لدنه صلى الله عليه وسلم أن تاركها عمداً من غير عذر حتى يذهب وقتها كافر. (الزواجر عن اقتراف الكبائر: ۱/۳۸)، الكبيرة السابعة والسبعون، تعمد تأخير الصلاة عن وقتها... الخ)

(۳) الدر المختار متن رد المختار، كتاب الصلاة، فروع في النية: ۴۳۸/۱، انیس

## درمیان نماز میں اگر ریا آجائے، تو نماز کا حکم:

سوال: زید نے عشا کی نماز شروع کی، دو رکعت کے بعد ریا داخل ہو گئی، تو اس کو اخلاص والی نماز کا ثواب ملے گا، یا اس کی نماز ریا کاروں والی ہوگی؟

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً و مصلیاً

اخلاص والی نماز کا ثواب ملے گا۔

”افتتح خالصاً ثم خالطه الرياء اعتبر السابق لعل وجهه أن الصلوة عبادة واحدة غير متجزئة فالنظر إلى ابتدائها فإذا شرع فيها خالصاً ثم عرض عليه الرياء فهي باقية لله تعالى على الخلوص وإلا لزم أن يكون بعضها له وبعضها لغيره مع أنها واحدة. (الدر المختار مع رد المحتار: ۱/ ۲۹۴، كتاب الصلاة، فروع في النية وهكذا في البرازية: ۲۸/ ۴) فقط والله تعالى أعلم بالصواب

حرره العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاوی: ۳۳/ ۳۳۲)

## تنگ وقت میں قضا حاجت کے تقاضا کی وجہ سے نماز چھوڑنا جائز نہیں:

سوال: ایک شخص کو تقاضا قضا حاجت کا سخت ہے، مگر ادھر نماز کا بالکل آخری وقت ہے، اب اگر وہ آدمی قضا حاجت کے لیے جاتا ہے، تو نماز فوت ہو جائے گی اور اگر وہ نماز پڑھتا ہے، تو پیٹ میں سخت تکلیف و بوجھ ہوتا ہے، اب ایسے شخص کو کیا کرنا چاہیے، یعنی اسی بوجھ و تکلیف کے ساتھ نماز ادا کرے، یا رفع تکلیف کر کے بعد میں پڑھے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب \_\_\_\_\_ باسم ملهم الصواب

اس حالت میں ترک جماعت، تو جائز ہے، (۱) مگر نماز کا ترک جائز نہیں، لہذا اگر قضا ہونے کا خطرہ ہو، تو اسی حالت میں نماز پڑھ لے اور فرائض و واجبات پر اکتفا کرے، سنتیں چھوڑ دے، نماز کے اندر کی سنتیں بھی چھوڑ سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰/ شوال ۱۳۹۸ھ۔ (حسن الفتاوی: ۳۳/ ۳۳۲)



(۱) عبد اللہ بن الأرقم قال: أقيمت الصلاة، فأخذ بيد رجل قدمه، وكان إمام قومه، وقال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا أقيمت الصلاة وجد أحدكم الخلاء فليبدأ بالخلاء. (سنن الترمذی، كتاب الطهارة، باب ما جاء إذا أقيمت الصلاة ووجد أحدكم الخلاء فليبدأ بالخلاء (ح: ۱۴۲) انیس)



## نماز سے انکار و استہزاء کے مسائل

### نماز کا منکر کا فرو مرتد ہے:

سوال: جو شخص نماز سے قطعی انکار کر دے اور یہ کہے کہ ہم نہیں پڑھیں گے، وہ کیسا ہے اور مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے؟

الجواب

یہ کلمات کفریہ ہیں، ایسا کہنے والے کے کفر کا اندیشہ ہے۔ (۱) ایسے شخص سے اہل اسلام کوئی واسطہ نہ رکھیں، اس سے تمام تعلقات منقطع کر دیں۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳/۴۱۶-۴۱۷)

### نماز سے انکار مطلقاً کفر نہیں:

سوال: زید نماز فجر کے وقت، اپنے کمرے میں کسی ضرورت سے کھڑا تھا، کمرے کے ساتھی نے زید سے کہا: ”نماز نہیں پڑھو گے؟“ زید نے جواباً کہا: ”نہیں، معاً کہا: ”آپ کے کہنے سے نماز نہیں پڑھیں گے“، بعد میں زید نے نماز ادا کی۔ مذکورہ سوال و جواب سے زید کو خلش ہے، نیز پریشان ہے۔ بیان فرمائیں کہ اس جملے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

صورت مسئلہ میں اگرچہ زید کا جواب جملہ کفریہ نہیں ہے، لیکن باوجود اس کے ایسے جملے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”وقول الرجل: لا أصلي، يحتمل أربعة أوجه: أحدها: لا أصلي لأني صليت، والثاني: لا أصلي بأمرك فقد أمرني بها من هو خير منك، والثالث: لا أصلي فسقاً مجانئةً، فهذه الثلاثة ليست

(۱)

”من قال: لا أصلي جحوداً أو استخفافاً أو على أنه لم يؤمر أو ليس بواجب فلا شك أنه كافر“.

اور اگر یہ مطلب ہے کہ نماز پڑھ چکا ہے، یا اس طرح کی دوسری چیز ہو، (شرح فقہ اکبر: ۲۰۹) تو کفر کا حکم نہیں ہوگا، بہر حال تاویل ممکن ہے، اس لئے کفر کا قطعی حکم نہ کیا جائے گا، تحوراً. اُنہ:

”لا يفتي بكفر مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن أو كان في كفره اختلاف ولو... (رواية

ضعيفة)“. (الدر المختار، باب المرتد: ۳/۳۹۳، ظفیر) مطلب الإسلام يكون بالفعل الخ

بکفر، والرابع: لا أصلی إذ ليس يجب على الصلوة ولم أو مر بها، يكفر، ولو أطلق وقال: لا أصلی لا يكفر، لاحتمال هذه الوجوه“۔ (فتاویٰ احیاء العلوم: ۸۴۱-۸۵)

### نماز کا منکر اور استہزاء کرنے والا زندق اور کافر ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نماز نہیں پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ!

(۱) قرآن میں نماز کا حکم پڑھنا نہیں، بلکہ دل میں قائم کرنا ہے۔

(۲) حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”میرا دل چاہتا ہے کہ ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں، جو اذان سن کر نماز پڑھنے مسجد میں نہیں آتے ہیں“، (۱) یہ حدیث سن کر یہ شخص کہتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے، اگر ایسا ہوتا تو پھر آگ کیوں نہیں لگتی۔

(۳) داڑھی کے بارے میں کہتا ہے کہ ان بالوں میں کچھ نہیں ہے، یہ نکما کام ہے۔

(۴) کہتا ہے کہ امام مسجد صرف دو سورتیں نماز میں پڑھتا ہے اور اس میں لوگوں کے مارنے کی بددعا ہے اور یہاں جو اموات واقع ہوئی ہیں، ان کا سبب یہی دو سورتیں ہیں۔

(۵) عیدین اور جنازہ اس امام کے پیچھے پڑھتا ہے اور پجگا نہ نہیں، جب اسے کہا جاتا ہے کہ یہ کیوں؟ تو کہتا ہے کہ میں اس کے پیچھے کھڑا رہتا ہوں، لیکن میری نیت کسی اور امام کی ہوتی ہے۔ اس شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ مینو اتو جروا۔ (المستفتی: مولانا غلام محمد، ملتان شہر..... ۵ نومبر ۱۹۷۷ء)

الجواب

بشرط صدق وثبوت یہ شخص زندق اور کافر ہے۔ (۲) اس سے ترک معاملات (بایکاٹ) کرنا ہر مسلمان پر ضروری

ہے۔ (۳) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۱۳۸/۲-۱۳۹)

(۱) عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لقد هممت أن أمرا بالصلاة فتقام ثم أمر رجلا فيصلي بالناس ثم أنطلق معي برجال معهم حزم من حطب إلى قوم لا يشهدون الصلاة فأحرق عليهم بيوتهم بالنار. (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة (ح: ۵۴۸) / سنن ابن ماجه، باب التغليظ في التخلف عن الجماعة (ح: ۷۹۱) انيس)

(۲) قال العلامة الحصكفي: (ويكفر جاحداها) لثبوتها بدليل قطعي (و تاركها عمداً مجاناً) أى تكاسلاً فاسق. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب فيما يصير الكافر به مسلماً: ۲۵۹/۱)

(۳) قال الحافظ ابن حجر العسقلاني: (قوله باب ما يجوز من الهجران لمن عصي) أراد بهذه الترجمة بيان الهجران الجائز؛ لأن عموم النهي مخصوص بمن لم يكن لهجره سبب مشروع فتبين هنا السبب المسوغ للهجر وهو لمن صدرت منه معصية فيسوغ لمن اطلع عليها منه هجره عليها ليكيف عنها... قال المهلب: غرض البخاري في هذا الباب أن يبين صفة الهجران الجائز، وأنه يتنوع بقدر الجرم، فمن كان من أهل العصيان يستحق الهجران بترك المكالمة كما في قصة كعب و صاحبيه ...

## نماز روزہ کا منکر اور علما کو گالی دینے والا کافر ہے:

سوال: زید نے کہا کہ ”میں نماز روزہ کا قائل نہیں، اور ایک فتویٰ حرمت مصاہرۃ کا، اس کے سامنے پیش کیا گیا، اس نے برجستہ کہا کہ میں اس کو نہیں مانتا، علما کو فحش گالی دے کر کہا کہ ”علما جھوٹے ہیں، اور جو حرمت مفتی بہ تھی، ان کو حلال سمجھتا ہے۔ ان صورتوں میں اس پر فتویٰ تکفیر ہوگا یا نہیں اور فتویٰ تکفیر ہونے پر اس کی بیوی اگر تجدید نکاح پر کسی طرح راضی نہ ہو، یا بوجہ اس کے کہ زید کے لڑکے نے زید کی بیوی کے ساتھ سوائے زنا کے جمیع دواعی زنا بشہوت کئے ہوں، جس کی وجہ سے یہ فتویٰ علما زید پر حرام ہوگئی ہو اور تجدید نکاح نہ کرے، تو دوسرے شخص کے ساتھ نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب

زید کے یہ کلمات تو کفر کے ہیں، (۱) مگر احتیاطاً و بسبب گنجائش تاویل ”ولو ضعیفاً“ زید کی تکفیر نہ کی جاوے گی،  
کما حققه الفقهاء. (رد المحتار) (۲)

اور جب کہ حکم کفر و ارتداد کا زید پر جاری نہ ہوگا، تو اس کی زوجہ کا نکاح بھی فسخ نہ ہوگا، البتہ احتیاطاً تجدید ایمان و تجدید نکاح کر لینا چاہئے، اگر عورت تجدید نکاح پر راضی نہ ہو، تو بدون نکاح جدید کے بھی وہ عورت زید کی زوجہ ہے، اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور بحالت موجودہ دوسرے شخص سے نکاح اس کا درست نہیں ہے۔ (۳)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۱۲/۳۷۷-۳۷۸)

== وقال الطبرانی: قصة كعب بن مالك أصل في هجران أهل المعاصي وقد استشكل كون هجران الفاسق أو المبتدع مشروعاً ولا يشرع هجران الكافر وهو أشد جرماً منهما لكونهما من أهل التوحيد في الجملة... وأجاب غيره بأن الهجران على مرتبتين: الهجران بالقلب والهجران باللسان، فهجران الكافر بالقلب وبترك التودد والتعاون والتناصر لا سيما إذا كان حربياً وإنما لم يشرع هجرانه بالكلام لعدم ارتداعه بذلك عن كفره بخلاف العاصي المسلم فإنه ينزجر بذلك غالباً، الخ. (فتح الباری شرح صحيح البخاری، باب ما يجوز من الهجران لمن عصي: ۵۹۷/۱۳)

(۱) فی البحر: والأصل أن من اعتقد الحرام حلالاً فإن كان حراماً لغيره الخ لا يكفر، وإن كان لعينه فإن كان دليله قطعياً ككفر، وإلا فلا، وقيل: التفصيل في العالم، أما الجاهل فلا يفرق بين الحرام لعينه ولغيره، وإنما الفرق في حقه أن ما كان قطعياً كفر به وإلا فلا، فيكفر إذا قال: ”الخمير ليس بحرام“ وتماهه فيه. (رد المحتار، باب المرتد، مطلب في منكر الإجماع، تنبيه: ۳۹۳/۳، ظفیر)

(۲) (لا يفتي بكفر مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن أو كان في كفره اختلاف ولو)... (رواية ضعيفة). (رد المحتار، باب المرتد، مطلب الإسلام يكون بالفعل الخ: ۲۲۹/۴ - ۲۳۰ - انیس)

(۳) وفي شرح الوهبانية للشرنبلالی: ما يكون كفراً اتفاقاً يطل العمل والنكاح.... وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح. (الدر المختار) وظاهره أنه أمر احتياط. (رد المحتار، باب المرتد، مطلب جملة من لا يقتل إذا ارتد: ۳۹۹/۳، ظفیر)

## نماز کی تحقیر کفر ہے:

سوال: ہندہ بوقت نماز با دختر زید جنگ و جدال می کرد، زن دیگر گفت کہ: اے ہندہ! مرد ماں نمازی خوانند، تو خاموش باش، ہندہ تحقیراً و استخفافاً در جواب گفت کہ 'نماز بر فرج و مونے فرج'، دریں صورت ہندہ کا فرہ شد یا نہ؟ (۱)

الجواب

یہ کلمہ کفر کا ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲/۶۷۷-۳۷۷)

## نماز کی توہین کرنا کفر ہے:

سوال: ایک مجمع میں نماز جمعہ کا کچھ تذکرہ ہوا، ایک امام نے غصہ ہو کر کہا 'دور کعت دبر میں دو گے یا چار، اس صورت میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟'

الجواب

یہ کلمہ جو اس نے کہا، کفر کا کلمہ ہے، (۳) اس کو چاہئے کہ توبہ کرے اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرے۔ (۴) ☆

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲/۳۸۳)

(۱) خلاصہ سوال: ہندہ نماز کے وقت زید کی لڑکی سے جھگڑ رہی تھی، ایک دوسری عورت نے کہا کہ 'اے ہندہ! لوگ نماز پڑھ رہے ہیں، خاموش رہو، ہندہ نے اس کے جواب میں کہا کہ نماز شرمگاہ پر ہے اور شرمگاہ کے بال ہے، ایسی صورت میں ہندہ کا کیا حکم ہے، وہ کافر ہوئی یا نہ؟ (انہیں)

(۲) "لأن مناط التكفير، هو التكذيب والاستخفاف". (رد المحتار، باب المرتد، قبيل مطلب في منكر الإجماع: ۳/۳۹۲، ظفیر)

(۳) وفي البحر عن الجامع الأصغر: إذا أطلق الرجل كلمة الكفر عمداً، لكنه لم يعتقد الكفر، قال بعض أصحابنا: لا يكفر الخ، وقال بعضهم: يكفر وهو الصحيح عندی لأنه استخف بدینه، آه.

ثم قال في البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلاً أو لاعتباطاً كفر عند الكل ولا اعتبار باعتقاده كما صرح به في الخانية. (رد المحتار، باب المرتد، مطلب ما يشك في أنه ردة لا يحكم بها: ۴/۲۲۴، انیس)

قال في المسيرة: ... وبالجمله فقد ضم إلى التصديق بالقلب، أو بالقلب واللسان في تحقيق الإيمان أمور الإخلال بها بإيمان اتفاقاً، كترك السجود لصنم، وقتل نبي والاستخفاف به، وبالمصحف والكعبة، الخ. (رد المحتار، باب المرتد، قبيل مطلب في منكر الإجماع: ۳/۳۹۳، ظفیر)

اس قول کی تاویل ہو سکتی ہے، وہ یہ ہے کہ بعد فرض جمعہ سنت دو یا چار رکعت ہے، اسی لئے امام نے کہا کہ 'دور کعت دبر میں دو گے یا چار' اور دربر کا لفظ حدیث میں آیا ہے نماز کے بعد سنت پڑھنے سے متعلق، اس لئے یہ کہنا کہ یہ کلمہ کفر ہے، قابل غور ہے، بلکہ امام کی نیت پر موقوف ہے، اس جملہ سے اس کی نیت کیا ہے، ورنہ اس کے اس جملہ کو نیکی پر محمول کرنا مناسب ہے کہ گویا وہ پوچھ رہا ہے کہ جمعہ کی فرض نماز کے بعد سنت دو رکعت پڑھو گے یا چار رکعت، اور اس حالت میں یہ جملہ کفر یہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ اعلم (انہیں)

## نماز کی توہین سے خوف کفر ہے:

سوال: قومی پنچایت کے ایک شخص نے یہ کہا کہ آپ حضرات جس قدر خانگی معاملات کا اہتمام کرتے ہیں، اگر اس قدر نماز، روزہ یا دیگر امور شرعیہ میں توجہ فرمائیں، تو کتنے گھر نمازی ہو جائیں، اس پر صدر پنچایت نے جواب دیا کہ تم پنچایت اور نماز وغیرہ کا مقابلہ کرتے ہو، کیا نماز ہی پڑھنے سے مسلمان ہوتا ہے، ہم اس پر شرط لگاتے ہیں کہ اگر کوئی مولوی صاحب اس کو ثابت کر دیں، تو میں دس روپیہ دوں گا، نہیں تو آپ سے لوں گا۔

اب سوال یہ ہے کہ صدر مذکور کا کہنا حق بجانب ہے یا نہیں؟

الجواب

صدر پنچایت کا یہ قول لغو ہے، بلکہ اس میں خوف کفر ہے کہ اس نے نماز کی توہین کی۔ (۱)

## == اہانت نماز کفر ہے:

سوال: ایک زیر باری مسلمان، ایک مسجد کے پیش امام مولوی کے ساتھ ہمیشہ جھگڑا فساد کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ تم کس لئے ہمیشہ وعظ کہتے ہو، کس لئے ہمیشہ نماز پڑھنے کے واسطے زق زق بک بک کرتے ہو، کس لئے نماز پڑھنا، نماز پڑھنے سے کیا ہوگا، نیت کرنے سے بس عاری نہ ہو، وعظ کے بعد چار روٹی کے واسطے کھانا ہم کو اچھا نہیں لگتا، کھانے کے واسطے وعظ کرتے ہو، اس طرح مذکورہ مسلمان ہمیشہ امام کی توہین کرتا ہے، امام صاحب اس کی باتوں کو نہ سن کر ہمیشہ لوگوں کو وعظ کرتے رہے، لوگوں کو ہدایت کرتے رہے، نماز کے واسطے ہمیشہ تاکید کرتے رہے، جس سے مذکورہ مسلمان امام صاحب کو گالی دیتا ہے، اور بازار وغیرہ میں غیبت کرتا رہتا ہے، کہتا ہے تو مولوی زنا کار ہے، زنا کیا ہے، شیطان ہے، اور حرام زادہ ہے، تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے، اور اس کی بی بی نکاح میں ہے یا نہیں، اور اس کے گھر کھانا بغیر توبہ کے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

شخص مذکور کا واقعی اگر یہی حال ہے کہ دوسروں کو نماز کا وعظ سنانے اور تاکید کرنے سے وہ برامانتا ہے، نیز نماز کی تاکید کرنے کو زق زق اور بک بک کہتا ہے، اور یوں کہتا ہے کہ نماز کس واسطے پڑھنا، نماز پڑھنے سے کیا ہوتا ہے، بس نیت کافی ہے وغیرہ وغیرہ، دیگر فحش بیہودہ اور نلکے الفاظ کے علاوہ مذکورہ کفریہ الفاظ کو کہتا ہے، تو ایسے شخص کو لازم ہے کہ بعد توبہ و تجدید ایمان، تجدید نکاح بھی کرے، اگر وہ توبہ و تجدید ایمان نہیں کرتا ہے اور اپنے اسی کفریہ کلام پر مداومت کرتا ہے، تو پھر مسلمانوں کو چاہئے کہ زجر و توبیخ اس سے ترک کلام و سلام و ترک اکل وغیرہ کر دے، تاکہ ایسے کفریات سے باز آ جاوے، اس لئے کہ اس کا یوں کہنا کہ نماز کس واسطے پڑھنا، نماز سے کیا ہوتا ہے، نماز کی اہانت ہے اور اہانت نماز کفر ہے۔ (أو قال: يصلی الناس لأجلنا، کفر، لأجل اعتقاده أن الصلاة المكتوبة فرض كفاية، أو أراد به استهزاء، أو سخرية. (شرح الفقه الأكبر، فصل من ذلك فيما يتعلق بالقرآن والصلاة، ص: ۲۸۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم۔ (فتاویٰ بسم اللہ: ۱۲۳/۱-۱۲۳)

(۱) قلت: وقد حقق في المسامرة أنه لا بد في حقيقة الإيمان من عدم ما يدل على الاستخفاف من قول أو فعل، الخ. (رد المحتار، أول باب المرتد: ۳۹۱/۳، ظفیر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو دین کا ستون فرمایا ہے، جس نے نماز کی پرواہ نہ کی، اس نے دین کے ستون کو گرا دیا۔ (۱)

اور ترک صلوٰۃ پر حدیث میں کفر کا اطلاق آیا ہے۔

”من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر“ (مشکوٰۃ المصابیح) (۲)

یعنی جس نے قصداً نماز ترک کی وہ کافر ہو گیا۔

پس اگرچہ حنفیہ تارک صلوٰۃ کو کافر نہیں کہتے اور حدیث مذکور کی تاویل کرتے ہیں، لیکن فاسق ہونے میں اس کے کچھ شبہ نہیں ہے اور توہین کرنے والا نماز کی یا ہلکا سمجھ کر چھوڑنے والا نماز کا، باتفاق کافر ہے، (۳) اور یہی تاویل حدیث مذکور کی ہے۔

پس صدر مذکور کا قول بالکل بے دینی کی دلیل ہے، اور گویا نماز اس کے نزدیک لائق اہتمام کے نہیں ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲/۴۲۳)

### حالت جنابت میں نماز پڑھ لی، تو خارج از اسلام نہیں ہوگا:

سوال: زید چند مبلغین کے ساتھ کسی گاؤں میں بغرض تبلیغ گیا، رات اسی بستی میں قیام رہا، اتفاقاً زید کو احتلام ہو گیا، وہاں سے قبل طلوع صبح کے قیام گاہ کی طرف سب لوگ روانہ ہوئے، راستہ میں ایک مسجد ملی، جس میں نہ کوئی غسل خانہ، نہ غسل کرنے کا کوئی انتظام، صرف سقاہ میں وضو کرنے کے لئے پانی موجود تھا، سب لوگوں نے نماز فجر ادا کی، زید نے بھی بحالت حدث اکبران لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور شرم کی وجہ سے اپنے مختلم ہونے کو ظاہر نہیں کیا، اور اگر نماز نہ پڑھتا، تو سب لوگ اس کے محدث ہونے کو جان لیتے اور زید کو معلوم تھا کہ یہ نماز نہیں ہوگی، بلکہ

(۱) عن معاذ بن جبل قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة تبوك فقال لي: إن شئت أنبأتك برأس الأمر كله وعموده وذروة سنامه، قال: قلت: أجل يا رسول الله، قال: أمارأس الأمر فالإسلام، وأما عموده فالصلاة وأما ذروة سنامه فالجهاد. (المستدرک للحاکم، کتاب الجهاد، رأس الأمر الإسلام وعموده الصلاة وذروة سنامه الجهاد (ح: ۲۴۵۰) انیس)

التلخیص الحبر، کتاب الصلاة، باب أوقات الصلاة: ۳۰۸/۱، موسسة قرطبة.

قال ابن مسعود: من لم يصل فلا دين له. (مجمع الزوائد للهيثمی، باب فی تارک الصلاة (ح: ۱۶۳۷) انیس)

(۲) عن انس بن مالک قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ترک الصلاة متعمداً فقد کفر جهاراً. (المعجم الأوسط، باب الجیم، من اسمه جعفر، جعفر بن محمد الفریابی (ح: ۳۳۷۲) انیس)

عن معاذ قال: أو صاني رسول الله صلى الله عليه وسلم بعشر كلمات... ولا تترك صلاة مكتوبة متعمداً فإن من ترك صلاة مكتوبة متعمداً فقد برئت منه ذمة الله. (مسند الإمام أحمد (ح: ۲۱۵۷۰) / المعجم الكبير للطبراني، باب الميم، من اسمه معاذ (ح: ۲۳۳) / السنن الكبرى للبيهقي (ح: ۱۴۳۱) انیس)

(۳) وكذا الاستهزاء على الشريعة الغراء كفر، لأن ذلك من أمارات تكذيب الأنبياء. (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۸۶ - ظفیر)

پڑھنے کے وقت قصد کر لیا تھا کہ مکان پر پہنچ کر غسل کر کے نماز ادا کروں گا، تو صورت مسئلہ میں زید کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں، از روئے شرع شریف کتب معتبرہ سے جواب مدلل کر کے تحریر فرمادیں اور عند اللہ ماجور ہوں؟

الجواب

صورت مسئلہ میں زید بدستور مسلمان اور اس کا نکاح بدستور قائم ہے، اس کو اپنے فعل پر توبہ کرنی چاہئے، اس پر لازم ہے کہ کبھی ایسی حرکت کا ارتکاب نہ کرے، اس میں اہانت دین اور استخفاف ارکان اسلام کا شبہ ہو سکتا ہے، بہر حال معتمد اس صورت میں عدم تکفیر ہی ہے۔ کما فی الشامی:

”والمعتمد عدم التكفير كما هو ظاهر المذهب“۔ (۱) فقط واللہ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲/۳۱۵-۳۱۶)

**ختلم نماز میں شریک ہو گیا، تو کافر نہیں ہوا:**

سوال: زید رات کو ختم ہوا، صبح کو نہ تو نہایا اور نہ فجر کی نماز پڑھی، پھر ظہر کے وقت بوجہ شرم کے بغیر غسل جماعت میں شریک ہو گیا، تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوا یا نہیں اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں؟ عصر کے وقت غسل کر کے نماز فجر و ظہر ادا کی اور توبہ واستغفار کیا۔

الجواب

اس صورت میں صحیح یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہوا اور توبہ واستغفار سے اس کا گناہ معاف ہو گیا، احتیاطاً تجدید ایمان و تجدید نکاح کر لینا بہتر ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲/۳۳۵-۳۳۶) ☆

(۱) (ردالمحتار، أول الطهارة)

”فی الدر المختار: قلت: وبه ظهر أن تعمد الصلوة بلا طهر غير مكفر، كصلاته لغير القبلة أو مع ثوب نجس، و هو ظاهر المذهب كما في الخانية. (أول كتاب الطهارة: ۸۱/۱، طبع دار الفکر، بیروت)  
کذا فی شرح الفقہ الأكبر: ثم الصلوة بغير طهارة معصية فلا ينبغي أن يقال بكفره إلا إذا استحله. (مطلب في إبراء الألفاظ المكفرة التي جمع العلامة بدر الرشيد من أئمة الأحناف، فصل في القراءة والصلوة، ص: ۶۸، طبع دار البشائر الإسلامية)  
(۲) قلت: وبه ظهر أن تعمد الصلوة بلا طهر غير مكفر كصلاته لغير القبلة أو مع ثوب نجس، و هو ظاهر المذهب كما في الخانية. (أول كتاب الطهارة: ۸۱/۱، طبع دار الفکر، بیروت، انیس)

البتہ احتیاطاً کا تقاضہ تجدید ایمان ہے، جیسا کہ یہ عبارت بتاتی ہے۔

”لو صلى بغير القبلة أو بغير طهارة متعمداً يكفر“۔ (شرح الفقہ الأكبر، ص: ۱۸۸)

☆ **ناپاکی کی حالت میں نماز، اندیشہ کفر ہے:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک عورت اپنے علم کے مطابق یہ سمجھتے ہوئے کہ مجھ پر غسل واجب نہیں ہوا، بغیر غسل کے نماز پڑھ لے اور بعد میں مسئلہ دریافت کرنے پر پتہ چلے کہ اس حالت میں غسل فرض ہو جاتا ہے؟

نماز نہ پڑھوں گا، کافر ہی ہو کر رہوں گا، یہ کلمہ کفر ہے:

سوال: ایک مسجد خام کی دیوار، بوجہ بارش شہید ہوگئی، ایک مسلمان اس کی مٹی اٹھا کر مکان تیار کر رہا ہے اور منع کرنے پر کہتا ہے کہ میں ضرور مٹی اٹھاؤں گا، میں نماز نہیں پڑھوں گا، کافر ہی ہو کر رہوں گا۔

الجواب

یہ کلمہ کفر ہے۔ (۱) اس سے توبہ کرنی چاہئے، اگر یہ شخص توبہ نہ کرے، تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سے قطع تعلق کر دیں۔

قال الله تعالى: ﴿فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (الایة) (۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲/۱۹۴)

نماز نہ پڑھنے والا مسلمان اگر یہ کہے کہ اگر نماز ہی سے مسلمان ہوتا ہے تو میں کافر ہی سہی:

سوال: زید سے کسی نے یہ کہا کہ تم مسلمان ہو، تم کو نماز پڑھنا چاہئے، تم کیسے مسلمان ہو جو نماز نہیں پڑھتے ہو، اس نے صاف یہ کہا کہ ”اگر نماز ہی سے مسلمانی ہے تو کافر ہی سہی“، یا کوئی شخص یہ کہے کہ ”جاؤ، جاؤ، تم ہی بڑے

== (۲) ایک عورت کو پتہ چلے کہ مجھ پر غسل فرض ہے اور وہ بغیر غسل نماز پڑھ لے؟

(۳) بغیر وضو نماز پڑھ لے؟

الجواب

(۱) اس نماز کی قضا کرے جو جنابت کی حالت میں پڑھ چکی ہے۔ (کما فی الدر المختار: والقضاء فعل

الواجب بعد وقته، کتاب الصلوة، باب قضاء الفوائت: ۶۳/۲، طبع مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ/وکذا فی الہندیہ: ولوصلی الظہر علی ظن أنه متوضی... ثم تبين أنه صلى الظہر من غير وضوء يعيد الظہر خاصة. (کتاب الصلوة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت: ۱۲۲/۱، طبع بلوچستان بک ڈپو، کوئٹہ)

(۲-۳) بغیر طہارت کے جان بوجھ کر نماز ادا کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے، کفر تک کا خطرہ ہے فوراً ہی توبہ کر لے اور اس

نماز کی قضا کرے اور کئے پر پشیمان اور نادم ہو جائے۔ (کذا فی الدر المختار: قلت: وبه ظہر أن تعمد الصلوة بلا طہر غیر مکفر، الخ. (أول کتاب الطہارة: ۸۱/۱، طبع ایچ ایم سعید، کراچی/وکذا فی شرح الفقہ الأكبر: ثم الصلوة بغیر طہارة معصية فلا ينبغي أن يقال بكفره إلا إذا استحلها. (مطلب فی إبراء الألفاظ المكفرة التي جمع العلامة بدر الرشيد من أئمة الأحناف، فصل فی القراءة والصلوة: ۶۸، طبع دار البشائر الإسلامية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ، معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان، ۲۵/رجب ۱۳۸۴ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۱/۲۲۲)

حاشیہ صفحہ ۱۰۸:

(۱) ”من جحد فرضاً مجمعاً علیہ كالصلوة والصوم والزکوة والغسل من الجنابة کفر“۔ (شرح الفقہ الأكبر: ۲۱۲/۳)

”من قال: لا أصلي جحوداً أو استخفافاً، الخ، فلا شک أنه کفر“ (شرح الفقہ الأكبر، ص: ۲۰۹)

(۲) سورة الأنعام: ۶۸۔ انیس



نمازی ہو، تم ہی جنت کو جانا، ہم دوزخ ہی میں رہیں گے،“ ایسے لوگ مسلمان ہیں یا کافر؟

الجواب

یہ کلمہ کفر کا ہے، وہ شخص کافر ہو گیا، اس کو توبہ و تجدید اسلام کرنا لازم ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳/۳۵۷) ☆

ہم نماز نہیں پڑھتے، ہم نہیں جانتے کہ کون خدا، کون رسول، دنیا تو ایک سائنس ہے:

سوال: ایک شخص نے نماز کی تلقین کرنے والے کے جواب میں یہ کہا کہ: ”ہم نماز نہیں پڑھتے، ہم نہیں جانتے کہ کون خدا، کون رسول، دنیا تو ایک سائنس ہے، جس میں چیزیں پیدا ہوتی ہیں، اور جاتی ہیں، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟“

الجواب ————— حامداً و مصلیاً وباللہ التوفیق

ایسے الفاظ کہنا سخت گناہ ہے، فقہانے ایسے الفاظ کہنے والے کی تکفیر کی ہے، نیز یہ عقیدہ مسلمانوں کا نہیں، بلکہ کفار و ہر یوں کا عقیدہ ہے، لہذا اسے بہت جلد صدق دل سے توبہ کرنا ضروری اور فرض ہے، اور تجدید ایمان و نکاح بھی کرنی چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۱۱۸)

”(و یکفر) بقول المریض: لا أصلى أبداً جواباً لمن قال له: صل، وقيل: لا.“ (۲)

”وما كان في كونه كفراً اختلافاً يؤمر قائله بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك

احتياطاً“۔ (۳) (فتاویٰ یوسفیہ: ۱/۵۴۷-۵۴۸)

(۱) اعلم أنه إذا تكلم بكلمة الكفر عالماً بمعناها ولا يعتقد معناها لكن صدرت عنه من غير إكراه بل مع طواعيته

فإنه يحكم عليه بالكفر، الخ. (شرح الفقه الأكبر، ص: ۳۰۲)

☆ اگر نماز ہی سے مسلمان ہوتا ہے، تو میں کافر ہی سہی:

سوال: کسی نے کسی سے یہ کہا کہ: ”تم کیسے مسلمان ہو، جو نماز نہیں پڑھتے ہو، تم کو نماز پڑھنی چاہئے“، اس نے جواب

میں کہا کہ ”اگر نماز ہی سے مسلمان ہوتا ہے، تو میں کافر ہی سہی“، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ————— حامداً و مصلیاً وباللہ التوفیق

یہ کلمہ کفر ہے، وہ شخص کافر ہو گیا، اس کو توبہ و تجدید اسلام کرنا لازم ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳/۳۵۷)

”إذا أطلق الرجل كلمة كفر عمداً لكنه لم يعتقد الكفر يكفر، وهو الصحيح عندی، لأنه استخف

بدينه“۔ (البحر الرائق: ۱۲۵/۵، ط: الباكستان. ورد المحتار، باب المرتد: ۶/۳۵۸، ط: زكريا ديوبند)

نیز اس میں اپنی ذات کے سلسلے میں کفر پر رضامندی کا اظہار ہے، جو بالاتفاق کفر ہے۔

”والرضى بكفر نفسه كفر بالاتفاق“۔ (مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۱/۶۸۸، ط: بیروت) (فتاویٰ یوسفیہ: ۱/۵۴۷-۵۴۸)

(۲) البحر الرائق: ۱۲۲/۵، ط: الباكستان (مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، ألفاظ الكفر أنواع: ۱/۶۹۳، انیس)

(۳) مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۱/۶۸۷-۶۸۸، ط: بیروت (الصبي العاقل إذا ارتد. انیس)

اگر کعبہ شریف کے بجائے بیت المقدس قبلہ ہوتا، تو میں کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے ہی نماز پڑھتا: سوال: ایک شخص نے کہا ”اگر کعبہ شریف کے بجائے بیت المقدس قبلہ ہوتا، تو میں کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے ہی نماز پڑھتا، بیت المقدس کی طرف کو نہیں“، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ————— حامداً ومصلیاً وباللہ التوفیق

وہ اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کرے اور توبہ و استغفار کرے، کیوں کہ یہ جملہ موجب کفر ہے۔  
”ولو قال: اگر کعبہ قبلہ نہ ہو، و بیت المقدس قبلہ ہو، من نماز بکعبہ کر دے، وہ بیت المقدس نکر دے..... کفر“، کذا فی الینابیع (۱)

نیر اس میں بیت المقدس کا استخفاف اور حکم شرعی سے اعراض ہے، جو موجب کفر ہے۔

”أو استخف ... بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع ... کفر“ (۲) (فتاویٰ یوسفیہ: ۱/۵۵۷)

”مجھ کو نماز کی قبر میں نہیں جانا“ یہ کلمہ کفر ہے:

سوال: بندہ ایک تیلی کے گھرتیل لینے گیا، میں نے اس سے کہا، ”اٹھو بھائی، نماز پڑھو“، اس نے کہا ”چلو، تم کو کیا ہے“، دوبارہ کہنے پر اس نے مجھے گالیاں دی، سہ بارہ کہنے پر جواب دیا، دشنام دے کر، ”مجھ کو نماز کی قبر میں نہیں جانا“، چوتھی دفعہ کہنے پر جواب دیا کہ ”جب نماز پڑھنے والے خلاص ہو جائیں گے، تو بھی کیا ہے“ اور منع کرنے پر اس نے مجھے مارا، میں شرمندہ ہو کر واپس چلا آیا، ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب

اس شخص کے فاسق ہونے میں کسی کے نزدیک شبہ نہیں ہے اور اس حالت میں خوف کفر ہے، اس کو توبہ کرنی چاہئے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنا چاہئے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲/۴۱۳)

تجھے نماز پڑھنے سے کیا پھل ملا؟ کیا فائدہ ہوا:

سوال: ایک شخص نے کسی کو نماز پڑھنے کے لئے کہا، اس نے جواب دیا کہ ”تجھے نماز پڑھنے سے کیا پھل ملا؟ کیا فائدہ ہوا؟“ اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ مدلل جواب سے ممنون فرمائیں۔

(۱) الفتاویٰ الہندیہ: ۲/۲۶۹۔

(۲) مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۱/۶۹۲، ط: بیروت (ألفاظ الکفر أنواع. انیس)

(۳) ”من قیل له: صل، فقال: لا أصلي بأمرک کفر“ (شرح الفقہ الأكبر، ص: ۲۱۰)

”من قال: لا أصلي جحوداً أو استخفافاً أو على أنه لم يؤمر أو ليس بواجب فلا شك أنه كفر في الكل“ (شرح الفقہ الأكبر، ص: ۲۰۹، ظفیر)

الجواب ————— حامداً ومصلیاً وباللہ التوفیق

وہ اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کرے اور توبہ واستغفار کرے اور آئندہ اس طرح کے کلمات سے پورا اجتناب کرے۔  
أوقال للآمر: ما زدت وما ربحت من صلاتك يكفر. (۱) (فتاویٰ یوسفیہ: ۵۵۱/۱)

میں نے بہت مرتبہ نمازیں پڑھی ہیں، مگر کبھی بھی میری کوئی ضرورت و حاجت پوری نہ ہوئی:  
سوال: ایک شخص سے کہا گیا کہ ’آؤ، فلاں ضرورت و حاجت کی درپیشی کے سبب نماز پڑھتے ہیں، اس نے بطور طنز و استخفاف جواب دیا کہ ’میں نے بہت مرتبہ نمازیں پڑھی ہیں، مگر کبھی بھی میری کوئی ضرورت و حاجت پوری نہ ہوئی‘، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ————— حامداً ومصلیاً وباللہ التوفیق

اس کا جواب موجب کفر ہے، وہ اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کرے، اور توبہ واستغفار کرے۔  
”اگر یکے را گویند: بیات نماز کنیم، برائے آل حاجت پس او گوید ”من بسیار نماز کردم، نیچ حاجت من روا نشد، و آل بر وجه استخفاف و طنز گوید، کافر گردد۔ کذا فی التتارخانیة“۔ (۲)  
نیز اس میں نماز کا استخفاف ہے، جو بالاتفاق موجب کفر ہے۔  
ومحل الاختلاف (فی الکفر وعدمه إذا قال فی الصلاة کذا و کذا) إذا لم یکن استخفافاً بالدين؛ وإن علی وجه الاستهزاء والاستخفاف فیصیر کافراً بالاتفاق. (۳) (فتاویٰ یوسفیہ: ۵۵۵/۱)

ہم تو کل نماز پڑھ آئے تھے، ہمیں تو اب تک بھی ہوش نہیں آیا ہے:

سوال: ایک شخص سے کسی نے کہا کہ ”آئیے نماز پڑھنے کے لئے چلتے ہیں“، اس نے جواب دیا ”ہم تو کل نماز پڑھ آئے تھے، ہمیں تو اب تک بھی ہوش نہیں آیا ہے“ اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ اس کا یہ جملہ موجب کفر ہے یا نہیں؟

الجواب ————— حامداً ومصلیاً وباللہ التوفیق

یہ جملہ موجب کفر نہیں ہے۔ کیوں کہ اس کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم تو کل بھی گئے تھے اور آج بھی جاتے، اگر طبیعت اچھی رہتی، لیکن طبیعت خراب ہونے سے معذور ہیں۔ (نظام الفتاویٰ: ۵۵۱/۱)

لو كان فی المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتی أن یمیل إلى

(۱) مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۶۹۴/۱، ط: بیروت

(۲) الفتاویٰ الہندیہ: ۲۶۸/۲، ط: الباکستان

(۳) مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۶۹۴/۱، ط: بیروت

الوجه الذى يمنع التكفير تحسیناً للظن بالمسلم، زاد فى البرازية: إلا إذا خرج بإرادته فوجب الكفر فلا ينفعه التأويل حينئذٍ، ثم لو كانت نية القائل ذلك فهو مسلم ولو كانت نيته الوجه الذى يوجب الكفر فلا ينفعه حمل المفتى كلامه، فيؤمر بالتوبة وبتجديد النكاح. (۱)

اگر اس کلام کی مراد میں محاورات کے اعتبار سے چند احتمال ہوں، اور سب احتمالات میں یہ کلام ایک کلمہ کفر بنتا ہو، لیکن صرف ایک احتمال ضعیف ایسا بھی ہو کہ اگر اس کلام کو اس پر حمل کیا جائے، تو معنی کفر نہیں رہتے، بلکہ عقائد حقہ کے مطابق ہو جاتے ہیں، تو مفتی پر واجب ہے کہ اسی احتمال ضعیف کو اختیار کر کے اس کے مسلمان ہونے کا فتویٰ دے، جب تک کہ خود وہ متکلم اس کی تصریح نہ کرے کہ میری مراد یہ معنی نہیں۔ (۲)

اگر قائل کی مراد وہی صورت تھی تو وہ مسلمان ہے، اور اگر اس کی مراد وہ احتمال تھا جس سے کفر ثابت ہوتا ہے، تو اب مفتی کی تاویل سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

لیکن چونکہ یہ جملہ نہایت غیر مناسب ہے، اس لئے وہ توبہ واستغفار کرے اور آئندہ کے لئے اس طرح کے کلمات سے کلی اجتناب کرے۔

فى فصول العمدادى: ”وما كان خطأً من الألفاظ ولا يوجب الكفر فقايله مؤمن على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح، و لكن يؤمر بالاستغفار والرجوع عن ذلك“. (۳) (فتاویٰ یوسفیہ: ۵۶۰/۱-۵۶۱)

اللہ تعالیٰ نے میرے مال میں کٹوتی کی ہے، تو میں اس کے حق کی ادائیگی میں کٹوتی کروں گا:

سوال: ایک شخص نے کسی کو نماز پڑھنے کے لئے کہا، اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے مال میں کٹوتی کی ہے، تو میں اس کے حق کی ادائیگی میں کٹوتی کروں گا۔ (معاذ اللہ) اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب: ————— حامداً ومصلیاً واللہ التوفیق

وہ اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کرے اور توبہ واستغفار کرے؛ کیوں کہ اس کا یہ جملہ موجب کفر ہے۔

وإذا قيل لرجل: إن الله تعالى نقص عني مالي، فأنا أنقص حقه كفر. (۴)

(فتاویٰ یوسفیہ: ۵۵۹/۱)

(۱) کتاب جامع الفصولین للإمام محمود بن إسماعیل الشهير بابن القاضي الحنفی: ۲/۲۹۸۔ (کذا فی البحر

الرائق، باب أحكام المرتد: ۱/۳۴۵، رد المحتار، باب المرتد: ۴/۲۴۱۔ انیس)

(۲) جواهر الفقہ: ۳۵۱/۱۔

(۳) مجمع الأنهر لداماد آفندی، الصبی العاقل إذا ارتد: ۱/۶۸۸، ط: بیروت، ورد المحتار، باب المرتد، مطلب

جملة من لا يقتل إذا ارتد: ۱/۳۹۱، ط: زکریا، دیوبند۔

(۴) مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۱/۶۹۴، ط: بیروت

میں نماز کس کے لئے پڑھوں، جبکہ میرے ماں باپ انتقال کر چکے ہیں:

سوال: ایک شخص نے دوسرے کو نماز پڑھنے کے لئے کہا، اس نے جواب دیا: ”میں نماز کس کے لئے پڑھوں، جبکہ میرے ماں باپ انتقال کر چکے ہیں“۔ اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ————— حامداً ومصلیاً واللہ التوفیق

یہ جملہ نہایت خطرناک ہے، حضرات فقہانے ایسے شخص کی تکفیر فرمائی ہے، لہذا وہ توبہ واستغفار کرے اور اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرے۔

”أوقال: نماز کراکم مادر پدر من مردہ اند، فہذا کله کفر، کذا فی خزائن المفتین۔ (۱) (فتاویٰ یوسفیہ: ۵۵۴/۱)

میں کس لئے نماز پڑھوں، میرے نہ بیوی نہ بچے:

سوال: ایک شخص نے نماز کی تلقین کرنے والے کے جواب میں یہ کہا کہ ”میں کس لئے نماز پڑھوں، میرے نہ بیوی نہ بچے“، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ مدلل جواب سے ممنون فرمائیں۔

الجواب ————— حامداً ومصلیاً واللہ التوفیق

یہ جملہ نہایت خطرناک ہے، حضرات فقہانے ایسے شخص کی تکفیر فرمائی ہے، کیوں کہ اس میں نماز کا استخفاف ہے، لہذا وہ اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرے، اور توبہ واستغفار کرے۔

”اگر گوید نماز از بہر چہ کنم کہ زن ندارم و بچہ ندارم یکفر“ کذا فی خزائن المفتین۔ (۲)

”وإن علی وجه الاستہزاء والاستخفاف فیصیر کافراً بالاتفاق۔ (۳) (فتاویٰ یوسفیہ: ۵۵۹/۱-۵۶۰)

نماز پڑھنے سے میرا دل اکتا گیا:

سوال: ایک شخص نے نماز کی تلقین کرنے والے کے جواب میں یہ کہا کہ ”نماز پڑھنے سے میرا دل اکتا گیا“، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ————— حامداً ومصلیاً واللہ التوفیق

وہ اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرے اور توبہ واستغفار کرے۔

”أوقال: چنداں نماز کردم کہ مرادل بگرفت۔ فہذا کله کفر“ کذا فی خزائن المفتین۔ (۴) (فتاویٰ یوسفیہ: ۵۵۴/۱)

(۱) الفتاویٰ الہندیۃ: ۲/۲۶۸، ط: الباکستان

(۲) الفتاویٰ الہندیۃ: ۲/۲۷۰، ط: الباکستان

(۳) مجمع الأنہر لداماد آفندی: ۱/۶۹۴، ط: بیروت

(۴) الفتاویٰ الہندیۃ: ۲/۲۶۸، ط: الباکستان

میں نے تو نماز اٹھا کر طاق پر رکھ دی:

سوال: ایک شخص نے نماز کی تلقین کرنے والے کے جواب میں کہا کہ ”میں نے تو نماز اٹھا کر طاق پر رکھ دی۔“ اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ مدلل جواب سے نوازیں۔

الجواب ————— حامداً ومصلیاً وباللہ التوفیق

وہ اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کرے اور توبہ و استغفار کرے، حضرات فقہانہ نے ایسے شخص کی تکفیر فرمائی ہے، کیوں کہ اس سے نماز کا استخفاف ہو رہا ہے۔

”گوید نماز را بر طاق نہ آدم“ یکفر... کذا فی خزائن المفتیین. (۱) (فتاویٰ یوسفیہ: ۵۶۰/۱)

صرف رمضان المبارک میں نماز پڑھنا اور یہ کہنا کہ یہ تو بہت ہے:

سوال: ایک شخص صرف رمضان المبارک کے مہینہ میں نماز پڑھتا ہے، اس سے کسی نے کہا کہ ”پورے سال نماز پڑھا کرو“، اس نے جواب دیا کہ ”یہ تو بہت ہے“، یا یہ کہ ”یہ تو بہت زیادہ ہے“، کیونکہ رمضان المبارک کی ہر نماز ستر نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔

الجواب ————— حامداً ومصلیاً وباللہ التوفیق

وہ اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کرے اور توبہ و استغفار کرے؛ کیونکہ اس میں بقیہ مہینوں کی نمازوں کا استخفاف ہو رہا ہے، جو موجب کفر ہے۔

”رجل یصلی فی رمضان لا غیر ویقول: ایں خود بسیار راست، اویقول: زیادہ می آید؛ لأن کل صلاة فی رمضان تستوی سبعین صلاة یکفر“۔ (۲) (فتاویٰ یوسفیہ: ۵۵۷/۱-۵۵۸) ☆

(۱) الفتاویٰ الہندیہ: ۲/۲۷۰، ط: الباکستان

(۲) الفتاویٰ الہندیہ: ۲/۲۶۸، ط: الباکستان

☆ رمضان المبارک کا مہینہ آنے دو، اس میں نماز پڑھا کریں گے:

سوال: کسی نے ایک شخص کو کہا کہ نماز پڑھا کرو، اس نے جواب دیا کہ ”رمضان المبارک کا مہینہ آنے دو، اس میں نماز پڑھا کریں گے“، اس کے بارے میں شرع میں کیا حکم ہے؟ جواب سے ممنون فرمائیں۔

الجواب ————— حامداً ومصلیاً وباللہ التوفیق

وہ اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کرے اور توبہ و استغفار کرے، کیوں کہ اس سے دوسرے مہینوں کی نمازوں کا استخفاف ہو رہا ہے، جو موجب کفر ہے۔

”ویکفر... بقولہ: اصبر الی مجئ شہر رمضان حتی نصلی فی جواب من قال صل“۔ (مجمع

الأنهر لد امام آفندی: ۱/۶۹۴، ط: بیروت) (فتاویٰ یوسفیہ: ۵۵۸/۱)

## جمعہ کی نماز کو شر و فساد کی نماز کہنا کفر ہے:

سوال: اگر کوئی شخص از روئے تحقیر کہہ دے کہ ”نماز جمعہ شر و فساد کی نماز ہے“، تو کیا حکم ہے؟

الجواب

یہ کلمہ کفر ہے اور وہ شخص کافر و مرتد ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ) (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۷۳/۱۲-۳۷۴/۱۲) ☆

”نماز نہ پڑھا کرو، تاکہ تم کو نماز چھوڑنے کی حلاوت نصیب ہو“ یہ کہنا کیسا ہے:

سوال: ایک شخص نے نماز چھوڑنے والے کو نصیحت کی کہ ”پابندی سے نماز پڑھا کرو، تاکہ تم کو نماز کی حلاوت و چاشنی نصیب ہو“، اس نے جواب دیا کہ ”تم نماز نہ پڑھا کرو، تاکہ تم کو نماز چھوڑنے کی حلاوت نصیب ہو“، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ————— حامداً و مصلیاً و باللہ التوفیق

اگر استہزاء اس نے یہ کہا ہے، تو یہ موجب کفر ہے، لہذا وہ اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کرے اور توبہ و استغفار کرے۔  
”ولو قيل للفاسق صل حتى تجد حلاوة الصلاة، فقال: لا تصل حتى تجد حلاوة الترك يكفر“۔ (۲)

(۱) الاستهزاء على الشريعة الغراء كفر لأن ذلك من أمارات تكذيب الأنبياء. (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۸۶)  
”نماز چیزے نیست، اوقال: ”نماز کرا کنم مادر و پدر من مردہ اندیکفر“۔ (الفتاویٰ الہندیہ: ۲/۲۶۸، ط: مصر، ظفیر)

☆ نماز جمعہ شر و فساد کی نماز ہے:

سوال: ایک شخص نے یوں کہا تحقیراً کہ: ”نماز جمعہ شر و فساد کی نماز ہے“، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ————— حامداً و مصلیاً و باللہ التوفیق

یہ کلمہ کفر ہے اور وہ کافر و مرتد ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۷۳/۱۲-۳۷۴/۱۲)

لہذا وہ اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کرے اور توبہ و استغفار کرے۔

”ومن أطلق كلمة الكفر عمداً لكنه لم يعتقد الكفر يكفر وهو الصحيح عندی؛ لأنه استخف

بدینہ۔ (البحر الرائق: ۵/۱۲۵، ط: الباكستان. ورد المحتار أول باب المرتد: ۲/۳۵۸، ط: زكريا، ديوبند)

نیز اس میں نماز کی تحقیر ہے، جو بالاتفاق کفر ہے۔

ومحل الاختلاف (في الكفر وعدمه إذا قال في الصلاة كذا) إذا لم يكن استخفافاً بالدين وإن

على وجه الاستهزاء والاستخفاف، فيصير كافراً بالاتفاق. (كتاب الإعلام بقواطع الإسلام للإمام ابن

حجر المكي: ۲۳-۲۷) (فتاویٰ یوسفیہ: ۱/۵۴۹-۵۵۰)

(۲) مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۱/۶۹۴۔

زاد فی السراجیۃ: إن أراد به الاستهزاء. (۱)  
اور اگر استہزاء مقصود نہیں، تو یہ موجب کفر تو نہیں، لیکن اس طرح کے کلمات نہایت خطرناک ہیں، اس لئے اس کو توبہ واستغفار لازم ہے۔

”وما كان خطأ من الألفاظ لا يوجب الكفر فقاتله مؤمن على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح، و لكن يؤمر بالاستغفار والرجوع عن ذلك.“ (۲) (فتاویٰ یوسفیہ: ۵۵۱/۱-۵۵۲)

نماز نہ پڑھنا بہترین کام ہے یہ کہنا کیسا ہے:

سوال: ایک شخص نے نماز کی تلقین کرنے والے کے جواب میں کہا کہ ”نماز نہ پڑھنا بہترین کام ہے“۔ اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ مدلل جواب سے ممنون فرمائیں۔

الجواب ————— حامداً ومصلحاً وبالله التوفيق

اگر اس نے استخفافاً واستہزاءً ایسا کہا ہے، تو یہ موجب کفر ہے، وہ اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کرے اور توبہ واستغفار کرے۔

”إذا قال: خوش کاریست بے نمازی، فهو كافر.“ (۳)

”ما يكون كفراً اتفاقاً يطل العمل والنكاح.“ (۴)

اور اگر اس نے استخفافاً نہیں کہا ہے، تو یہ موجب کفر نہیں، لیکن یہ جملہ نہایت خطرناک ہے، اس پر توبہ واستغفار لازم ہے، ورنہ کفر کا اندیشہ ہے۔

”ما كان خطأ من الألفاظ ولا يوجب الكفر فقاتله مؤمن على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح و لكن يؤمر بالاستغفار والرجوع عن ذلك.“ (۵) (فتاویٰ یوسفیہ: ۵۵۶/۱)

فرائض کی موجودہ رکعات کا منکر گمراہ ہے:

سوال: ایک آدمی نے لوگوں کے اندر یہ پھیلا دیا ہے کہ ہر نماز کی دو رکعت فرض ہیں، باقی نماز نہیں ہے، اس کے

(۱) الفتاوی السراجیۃ علی الخانیۃ: ۴۰۵/۲ ط: لکھنؤ

(۲) رد المحتار، باب المرتد، مطلب جملة من لا يقتل إذا ارتد: ۳۹۱/۶ ط: زکریا، دیوبند

(۳) الفتاوی الہندیۃ: ۲۶۸/۲ ط: الباکستان

(۴) الدر المختار متن الرد، باب المرتد، مطلب جملة من لا يقتل إذا ارتد: ۳۶۷/۶ ط: زکریا دیوبند

(۵) مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۶۸۸/۱ ط: بیروت / رد المحتار، باب المرتد، مطلب جملة من لا يقتل إذا

ارتد: ۳۹۱/۶ ط: زکریا، دیوبند



ساتھ چند آدمی بھی شریک ہو گئے ہیں، ان کا دعویٰ ہے کہ قرآن وحدیث میں دو رکعت فرض کے سوا ثبوت نہیں ملتا، کیا یہ لوگ مسلمان رہے یا نہ، ان سے تعلقات رکھنا کیسا ہے؟

الجواب

شروع اسلام میں نماز دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں، اس کے بعد حضرو اقامت کی نمازوں میں سوائے فجر اور مغرب اور جمعہ کے اضافہ کر دیا گیا، صحیح مسلم میں ہے:

عن عائشة زوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم أنها قالت: فرضت الصلاة رکعتین، رکعتین فی الحضر والسفر فأقرت صلاة السفر وزید فی صلاة الحضر. (ج: ۱/ ص: ۲۴۱) (۱)

شامی میں ہے:

”ماکان من ضروریات الدین وهو ما یعرف الخواص والعوام أنه من الدین کو جو ب اعتقاد التوحید والرسالة والصلوات الخمسة وأخواتها یکفر منکره وما لا فلا، آه. (ج: ۱/ ص: ۴۹۱)

رکعتین پر زیادتی احادیث سے ثابت ہے۔ اس لئے اس کا انکار ضلالت ہے۔ اہل اسلام کو ایسے لوگوں سے بچنا لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس، ملتان۔ الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء۔

(خیر الفتاویٰ: ۲۷۲-۲۷۷)

### رکوع وسجود کی فرضیت کا انکار کرنا:

سوال: ایک شخص نے رکوع وسجود کی فرضیت کا انکار کر دیا، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

مدلل جواب سے ممنون فرمائیں۔

الجواب ————— حامداً ومصلیاً وباللہ التوفیق

وہ کافر ہے، وہ اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرے اور توبہ واستغفار کرے۔

”ویکفر بانکار فرضیة الركوع والسجود مطلقاً“۔ (۲)

اور اگر اس کی مراد اس ”رکوع وسجود فرض نہیں“ سے، یہ ہے کہ نماز کبھی بغیر رکوع وسجود کے بھی فرض بن کر جائز ہو جاتی ہے، جیسے وہ جو رکوع وسجود سے عاجز ہو، اس کی نماز بغیر رکوع وسجود کے ہو جائے گی، یا جیسے نماز جنازہ وغیرہ، تو یہ

(۱) الصحيح لمسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها (ح: ۶۸۵) انیس

(۲) مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۶۹۴/۱۔

موجب کفر تو نہیں، لیکن چونکہ موہم کفر ہے۔ اس لئے اس طرح کہنے سے پورا اجتناب ضروری ہے۔ لہذا وہ توبہ و استغفار کرے اور آئندہ کے لئے اجتناب کرے۔

الصلاة فريضة ور كوعها وسجودها، فمن قال: ليس بفريضة فقد أخطأ ولم يكفر؛ لأنه متأول، وأراد بالتأويل: أن الصلاة قد تجوز بلار كوع وسجود، وتقع فرضاً كمن عجز عنهما، أشار إلى أن مثل هذا التأويل يمنع التكفير، وإن لم يعتبر من كل وجه. (۱)

لو كان في المسئلة وجوه توجب الكفر، ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفير؛ تحسیناً للظن بالمسلم.

زاد في البزازية: إلا إذا خرج بإرادته فوجب الكفر فلا ينفعه التأويل حينئذ، ثم لو كانت نية القائل ذلك فهو مسلم، ولو كانت نيته الوجه الذي يوجب الكفر، لا ينفعه حمل المفتي كلامه، فيؤمر بالتوبة وبتجديد النكاح. (۲) (فتاویٰ یوسفیہ: ۵۵۲/۱-۵۵۳)

### قعدہ اخیرہ کی فرضیت کا منکر کا فر نہیں:

سوال: ہمارے محلے کی مسجد میں دو آدمیوں کے درمیان بحث ہو رہی تھی، ایک نے کہا کہ ”جو شخص نماز میں قعدہ اخیرہ کی فرضیت کا منکر ہو، تو وہ کافر نہیں“، اور دوسرا اس کو کافر کہہ رہا تھا، اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں کس کی بات صحیح ہے اور کون حق پر ہے؟

الجواب

قعدہ اخیرہ کے بارے میں مختلف روایات فقہاء کرام سے مروی ہیں۔

”کشف الأسرار للبدوی“ میں ہے کہ قعدہ اخیرہ واجب ہے، فرض نہیں، لیکن یہ وجوب فرضیت کے حکم میں ہے اور صاحب ”خزانة الروایات“ فرماتے ہیں کہ فرض ہے اور اسی کو ابن الہمام اور فخر الدین الزلیعی نے رائج قرار دیا ہے۔

بنا بریں اختلاف، اگر کوئی نماز میں قعدہ اخیرہ کی فرضیت کا منکر ہو، تو کافر نہیں، البتہ مشروعیت کا منکر کافر ہے، اس لئے اول شخص کی بات صحیح ہے۔

قال العلامة ابن عابدین: (تحت قوله لا يكفر منكره) الظاهر أن المراد منكر فرضيته؛ لأنه قيل بوجوبه كما في القهستاني، وأما منكر أصل مشروعيته فينبغي أن يكفر لثبوته بالإجماع، بل معلوم

(۱) جامع الفصولین لابن القاضی الحنفی: ۳۰۵/۲، ط: بمصر

(۲) جامع الفصولین لابن القاضی الحنفی: ۲۹۸/۲، ط: بمصر

من الدين بالضرورة أفاده، ويؤيده ما قالوا في السنن الرواتب من لم يرها حقاً كفر. (رد المحتار، فرائض الصلوة في بحث القعود الأخير: ۱/ ۴۸۱) (۱) (فتاویٰ حقانیہ: ۳/ ۸۴-۸۵)

### فرض نماز کا منکر کا فرسے یا نہیں:

سوال: پنجگانہ نماز جو دلیل قطعی سے خداوند کریم نے مسلمانوں پر حکم کر دیا، یعنی فرض کر دیا ہے، اس فرض کا انکار کرنے والا، حکم الہی کا انکار کرنے والا، از روئے شرع کافر ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

#### الجواب

قبل اس کے یہ جانا جائے کہ نماز کیا ہے، اور اس کے کیا فضائل ہیں اور اس کے ترک پر کیا کیا وعیدیں ہیں، اور مجتہدین کے کیا مذاہب ہیں؟ اس سے خود بخود مسئلہ مرقومہ الصدر پر روشنی پڑے گی اور معنی اس کے واضح ہو جائیں گے صلاۃ کے معنی، لغت میں دعا وغیرہ کے ہیں اور شریعت میں ارکان اور افعال مخصوصہ کا۔

فهی فی اللغة عبارة عن الدعاء، وفي الشريعة عبارة عن الأركان والأفعال المخصوصة. (۲)  
اور فضیلت کے لئے یہ ایک حدیث کافی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:  
”أرأيتم لو أن نهرًا بباب أحدكم يغتسل منه كل يوم خمس مرات هل يبقى من درنه شيء؟  
قالوا: لا يبقى من درنه شيء، قال: فذلك مثل الصلوات الخمس يمحو الله بهن الخطايا.“ (۳)  
اور ترک نماز پر یہ وعید کافی ہے:

قال أخبرني أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله يقول: سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: ”بين الرجل وبين الشرك والكفر ترك الصلاة.“ (۴)  
ان وعیدوں کی وجہ سے امام شافعی، امام مالک، امام احمد رحمہم اللہ قائل ہیں کہ قصداً نماز ترک کرنے والے کو قتل کر دیا

(۱) قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالی: وحکم الواجب استحقاق العقاب بترکہ عمدًا وعدم إكفار جاحده و الثواب بفعله ولزوم سجود السهول نقص الصلوة بترکہ سهوًا. اهـ (مراقی الفلاح علی صدر الطحطاوی، فصل فی واجبات الصلوة: ۱۹۹، ۲۰۰)

(۲) حاشیۃ الطحطاوی، کتاب الصلاۃ، ص: ۱۷۱۔

(۳) الصحيح لمسلم، قبیل باب فضل الجلوس فی مصلاه بعد الصبح وفضل المساجد: ۲۳۵/۱۔ کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ (ح: ۶۶۷) / الصحيح للبخاری، کتاب الصلاۃ، باب الصلوات الخمس كفارة (ح: ۵۰۵) /

سنن الترمذی، کتاب الأمثال، باب مثل الصلوات الخمس (ح: ۲۸۶۸) انیس

(۴) الصحيح لمسلم، باب بیان إطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ: ۶۱۱/۱۔ (ح: ۸۲) انیس

جائے، حتیٰ کہ امام احمد رحمہ اللہ تو فرماتے ہیں کہ یہ قتل بطور حد کے نہ ہوگا، بلکہ بوجہ کفر کے ہوگا، تو گویا ان کے ہاں قصداً نماز چھوڑنے والا کافر ہے، اگرچہ ہمارے یہاں نہ قتل ہے نہ کفر، مگر توبہ تک قید میں رکھنے کا حکم ہے۔

وقال أصحابنا في جماعة منهم الزهري: لا يقتل بل يعذر (صوابه، يعذر) ويحبس حتى يموت أو يتوب، قوله: (وعند الشافعي يقتل) وكذا عند مالك وأحمد، وفي رواية عن أحمد، وهي المختارة عند جمهور أصحابه أنه يقتل كفراً. (۱)

جب کہ محض قصداً ترک پر یہ وعیدیں ہوں اور اماموں کے ایسے سخت اقوال ہوں، تو ایک شخص باوجود ایمان دار اور مسلمان کہلوانے کے، جس کی تفسیر یہ ہے:

”تصديق النبي بالقلب في جميع ما علم بالضرورة مجيئه به من عند الله تعالى إجمالاً فإنه كافٍ في الخروج عن عهدة الإيمان ولا تنحط درجته عن الإيمان التفصيلي فالمشرك المصدق بوجود الصانع وصفاته لا يكون مؤمناً إلا بحسب اللغة دون الشرع لإخلاله بالتوحيد وإليه الإشارة بقوله تعالى: وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ“ والإقرار به أي باللسان. (۲)

نماز جیسی ضروریات دین سے منکر ہو، تو اس کو کیوں منسوب الی الکفر نہیں کیا جائے گا، جب کہ کفر کے معنی ہی یہ ہوں کہ!

”وشرعاً: تكذيبه صلى الله تعالى عليه وسلم في شيء مما جاء به من الدين ضرورة“. (الدر المختار)

وفي الشامية: وليس المراد التصريح بأنه كاذب في كذا، لأن مجرد نسبة الكذب إليه صلى الله عليه وسلم كفر. (۳)

اس لئے فقہانے تصریح کر دی ہے کہ منکر فرضیت صلاۃ کو منسوب الی الکفر کیا جائے گا کہ نماز کی فرضیت دلیل قطعی سے ثابت ہے۔

”(ویکفر جاہدھا) لثبوتھا بدلیل قطعی“۔ (۴)

خلاصہ مرام یہ کہ منکر فرضیت صلوات خمسہ کو کافر کہا جائے گا اور اس کا حکم مرتد کے مانند ہے کہ توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ أعلم وعلمہ أتم۔ (فتاویٰ بسم اللہ: ۲۳۱/۲۳۲)

(۱) ردالمحتار، أول كتاب الصلاة: ۷/۲۔

(۲) شرح العقائد النسفية، ص: ۱۱۹۔ (سورة يوسف: ۱۰۶) انیس

(۳) ردالمحتار، كتاب الجهاد، أول باب المرتد: ۲۷۰/۶۔

(۴) الطحطاوى على الدر، كتاب الصلاة: ۱۷۰/۱، مكتبة الحنفی، سی، ڈی۔

## ”فرض نماز کا منکر کا فرہیں“ یہ اعتقاد رکھنے والے کا کیا حکم ہے:

سوال: نماز فرض کا اگر کوئی انکار کرے اور یوں کہے کہ نماز مفروضہ کے انکار کرنے والے کے کافر ہونے کی کوئی وجہ نہیں از روئے ضد، اگر کرے، کافر نہ ہوگا، اور یوں کہے کہ فرض نمازوں کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہو سکتا، اس قسم کا اعتقاد رکھنے والے پر شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے، کافر ہوگا یا نہیں، توبہ لازم ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

جب کہ مذکورۃ الصدر دلائل سے (۱) واضح اور ثابت ہو گیا کہ نماز خمسہ کی فرضیت کا منکر بالاتفاق کافر ہے، حتیٰ کہ بعضوں کے ہاں قصد اترک سے بھی منسوب الی الکفر کر دیا جاتا ہے، تو ایسے وقت میں کسی کا بطور ضد کے یہ کہنا کہ یہ کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے، یہ ان کی جہالت ہے اور پھر اس پر مصر ہونا اور اس کی فرضیت کا انکار کرتے رہنا اور دوسرے عوام کو ورغلا نا، یہ باتیں ایمان سے کوسوں دور لے جانے والی ہیں، ایسی حالت میں ایسے کہنے والے کو چاہئے کہ توبہ کرے اور پھر سے کلمہ پڑھے اور تجدید نکاح کرے کہ یہ شریعت کے ساتھ استہزاء اور مذاق ہے اور اس کی پھبتیاں اڑانا ہے، جب کہ فقہانے یہاں تحریر کر دیا ہے:

”وفی الفتح: ومن هزل بلفظ كفر ارتد، وإن لم يعتقدہ للاستخفاف فهو ككفر العناد“۔ (۲)

اس سے زیادہ کیا استہزاء ہوگا۔ هذا ما ظهر لی۔ واللہ أعلم بالصواب وإلیہ المرجع والمآب۔

(فتاویٰ بسم اللہ: ۲۲۶/۱ - ۲۲۷)

## نماز پڑھنے والے کو کافر سمجھنا:

سوال: زید جو مدعی اسلام ہے، اس امر کا قائل ہے کہ نماز کا پڑھنے والا کافر ہے، علما کی غلطی کے باعث یہ نماز ایجاد ہوئی ہے، ورنہ شریعت میں کہیں اس کا نام و نشان بھی نہیں ہے، اللہ کی یاد اور اس کی عبادت دل میں ہونی چاہئے، ایسے شخص کے لئے اور جو لوگ اس کے ہم خیال ہوں، ان کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

شخص مذکور اور اس کے اتباع و ہم عقیدہ لوگوں کے کفر و ارتداد میں کچھ شبہ و رتا مل نہیں ہے۔ (۳)

(۱) یعنی اس سے قبل والے سوال جواب میں۔ انیس

(۲) الدر المختار، کتاب الجہاد، أول باب المرتد: ۲۷۰/۶۔ (فتح القدیر، باب أحكام المرتدین: ۹۸/۶۔ انیس)

(۳) إذا أنکر الرجل آية من القرآن أو سخر بآية من القرآن أو عاب کفر۔ (الفتاویٰ الہندیہ، موجبات الکفر: ۲۶۶/۲)

وکذا الاستہزاء علی الشریعة الغراء کفر۔ (شرح الفقہ الأکبر، ص: ۱۸۶، ظفیر)

ان کے ساتھ معاملہ کفار و مرتدین کا سا ہونا چاہئے اور اہل اسلام ان کو اپنی جماعت سے علیحدہ کر دیں اور ان کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہ رکھیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۷۹/۱۲) ☆

### نماز پڑھنے والوں کو حقارتاً بے ایمان کہنا:

سوال: زید ”مایصح بہ الصلاة“ (۱) سے بہرہ ور ہے، تاہم قصداً نماز ترک کرتا ہے اور منکر صلاۃ بھی ہے اور نماز پڑھنے والوں کو حقارتاً بے ایمان کہتا ہے، ایسے شخص پر شرعاً کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا۔

الجواب

چونکہ منکر فرضیت صلاۃ کافر ہے، اس لئے اس شخص پر حکم کفر عائد ہوگا۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم کتبہ احقر الوریٰ اسماعیل بن محمد بسم اللہ الجواب صحیح: ظفر احمد عفی عنہ، ۲۷/ربیع الاول ۱۳۵۱ھ۔ (فتاویٰ بسم اللہ: ۲۲۰/۱)



### ☆ ”نماز پڑھنے والا کافر ہے“ یہ اعتقاد کیسا ہے:

سوال: ایک شخص اس کا قائل ہے کہ ”نماز پڑھنے والا کافر ہے، علما کی غلطی کے باعث یہ نماز ایجاد ہوئی ہے، ورنہ شریعت میں کہیں اس کا نام و نشان بھی نہیں ہے، اللہ کی یاد اور اس کی عبادت دل میں ہونی چاہئے، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ————— حامداً ومصلیاً وباللہ التوفیق

شخص مذکور، اس کے اتباع وہم عقیدہ لوگوں کے کفر و ارتداد میں کچھ شبہ اور تامل نہیں ہے، ان کے ساتھ معاملہ کفار و مرتدین کا سا ہونا چاہئے اور اہل اسلام ان کو اپنی جماعت سے علیحدہ کر دیں اور ان کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہ رکھیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم: ۳۷۹/۱۲) جب تک وہ اپنے ایمان و نکاح کی تجدید نہ کر لیں، اور اپنے باطل عقائد سے توبہ نہ کر لیں، کیوں کہ وہ نماز کی مشروعیت کے منکر ہیں، جو موجب کفر ہے۔

”فمن أنکر شرعیتها (الصلاة) کفر بلا خلاف“۔ (فتح القدیر: ۲۱۷/۱، و مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۶۸/۱، ط: بیروت) نیز نماز پڑھنے والے کو کافر کہنا بھی موجب کفر ہے۔

”لأنه لما اعتقد المسلم كافراً فقد اعتقد دين الإسلام كفوفاً، ومن اعتقد دين الإسلام كفوفاً

کفر“۔ (جامع الفصولین لابن القاضی الحنفی: ۳۱۱/۲، ط: بمصر ۱۳۰۰ھ) (فتاویٰ یوسفیہ: ۵۵۰/۱ و ۵۵۱)

(۱) نماز کے اتنے مسائل کی جانکاری جس سے نماز درست ہوتی ہے۔ انیس

(۲) وہی أربعة أنواع؛ لأنها لا تخلو من أن یکفر جاحداً أو لا، الأول هو الفرض. (نور الإيضاح، ص: ۱۶۵)

## نماز چھوڑنے کے احکام

### نماز چھوڑنا کا فرکا فعل ہے:

سوال: احادیث میں آتا ہے کہ ”جس نے ایک نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی، اس نے کفر کیا“، آپ مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ کفر سے مراد، اللہ نہ کرے، آدمی کافر ہو گیا، یا یہ کہ کفر کیا؟ یہ چھوڑی جانے والی نماز کے بعد جو نماز پڑھی، تو درمیان میں جو وقت گزرا، وہ کفر کی حالت میں رہا؟ حالانکہ جس نے ایک دفعہ کلمہ طیبہ پڑھا، اسے کافر نہیں کہنا چاہیے۔

الجواب

جو شخص دین اسلام کی تمام باتوں کو سچا مانتا ہو اور تمام ضروریات دین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہو، اہل سنت کے نزدیک وہ کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں قرار دیا جائے گا۔ (۱)

(۱) الإيمان: هو الإيمان بالله، وملائكته، وكتبه، ورسوله، واليوم الآخر، والقدر خيره وشره، وحلوه ومره، من الله تعالى. (العقيدة الطحاوية، الإيمان. انیس)

عمر بن الخطاب قال: بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم إذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر لا يرى عليه أثر السفر ولا يعرفه منا أحد حتى جلس إلى النبي صلى الله عليه وسلم فأسند ركبتيه إلى ركبتيه ووضع كفيه على فخذيه وقال يا محمد أخبرني عن الإسلام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الإسلام أن تشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله وتقيم الصلاة وتؤتي الزكاة وتصوم رمضان وتحج البيت إن استطعت إليه سبيلاً قال: صدقت قال: فعبنا له يسأله ويصدقه قال: فأخبرني عن الإيمان فقال: أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسوله واليوم الآخر وتؤمن بالقدر خيره وشره قال: صدقت... الخ. (الصحيح لمسلم كتاب الإيمان، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان والإيمان بالقدر (ح: ۸) انیس)

عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلث من أصل الإيمان الكف عمن قال لا إله إلا الله ولا نكفره بذنوب ولا نخرجه من الإسلام بعمل والجهاد ماضٍ مندبعتنى الله إلى أن يقاتل آخر امتي الدجال لا يبطله جور جائر ولا عدل عادل والإيمان بالأقدار. (سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب الغزو مع أئمة الجور في الجهاد (ح: ۲۵۳۲) انیس)

ومن قواعد أهل السنة والجماعة أن لا يكفر أحد من أهل القبلة. (شرح العقائد النسفية، ص: ۱۲۱)

وأنه لا يكفر أحد بذنوب من أهل القبلة. (عقيدة السلف، مقدمة ابن أبي زيد القيرواني: ۶۰/۱)

ولا نكفر مسلماً بذنوب من الذنوب. (الفقه الأكبر، لا يكفر مسلم بذنوب مالم يستحل: ۴۳/۱)

ولا نشهد عليهم بكفر ولا بشرک أهل القبلة لا يكفرون ولا ينفاق، مالم يظهر منهم شيء من ذلك ونذر

سرائرهم إلى الله تعالى. (العقيدة الطحاوية، لا نشهد من أهل القبلة بالكفر مالم يظهر منه ذلك. انیس) ==

اس حدیث شریف میں جس کفر کا ذکر ہے، وہ کفر اعتقادی نہیں، بلکہ کفر عملی ہے۔ حدیث شریف کا قریب ترین مفہوم یہ ہے کہ اس شخص نے کفر کا کام کیا، یعنی نماز چھوڑنا مومن کا کام نہیں، کفر کا فعل ہے۔ اس لیے جو مسلمان نماز چھوڑ دے، اس نے کافروں کا کام کیا۔ اس کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی کو بھنگی کہہ دیا جائے، یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ واقعتاً بھنگی ہے، بلکہ یہ کہ وہ بھنگیوں کے سے کام کرتا ہے، اسی طرح جو شخص نماز نہ پڑھے، وہ اگرچہ کافر نہیں، لیکن اس کا یہ عمل کافروں جیسا ہے۔ (۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۶۳)

### تارک صلاۃ کو مشرک کہنا درست نہیں ہے:

سوال: زید فرضیت نماز کا قائل ہے، مگر نماز ادا نہیں کرتا، یہ شخص مشرک ہے یا نہیں؟ اگر مشرک نہیں، تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے:

”من ترک الصلوۃ متعمداً فقد کفر“۔ (۲)

الجواب

جو شخص فرضیت نماز کا قائل ہو، لیکن سستی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نماز نہ پڑھتا ہو، اس کو مشرک کہنا درست نہیں، اور نہ کوئی شخص ترک نماز سے کافر ہو جاتا ہے۔

”والکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن من الإیمان“۔ (العقائد للنسفی) (۳)

ہاں بوجہ ارتکاب کبیرہ فاسق ہے۔

”و تارکھا عمدًا مجانۃً) ای تکاسلاً فاسق (یحبس حتی یصلی) لأنه یحبس لحق العبد فحق

الحق أحق وقیل یضرب حتی یسبل منه الدم۔ (الدر المختار) (۴)

== أعلم أن المراد بأهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو من ضروريات الدين كحدوث العالم وحشر الأجساد وعلم الله تعالى بالکلیات والجزئیات وما أشبه ذلك من المسائل المهمات فمن واطب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم ونفى الحشر أو نفى سبحانه وتعالى بالجزئیات لا يكون من أهل القبلة وأن المراد بعدم تكفير أحد من أهل القبلة عند أهل السنة أنه لا يكفر أحد مالم يوجده شيء من أمارات الكفر وعلاماته ولم يصدر عنه شيء من موجباته. (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۸۹. انیس)

(۱) (فمن تركها فقد كفر) أي أظهر الكفر وعمل الكفر. (مرواة المفاتيح: ۲۷۶/۲)

وأيضاً: أن الإيمان إذا كان عبارة عن التصديق والإقرار ينبغي أن لا يصير المؤمن المقر المصدق كافراً بشيء من أفعال الكفر والفاظه. (شرح العقائد النسفية، ص: ۱۰۹، مبحث الكبيرة، طبع مكتبة خير كثير، آرام باغ، كراچی)

(۲) الترغيب والترهيب من الحديث الشريف: من ترك الصلاة متعمداً: ۳۸۱/۱، ط، إحياء التراث العربي بيروت، لبنان

(۳) ص: ۸۲، ط، كتاب خاتمة مجيديه، بيروت، بوهريث، ملتان

(۴) أول كتاب الصلاة: ۳۵۲/۱، ط، سعيد



حدیث ”من ترک الصلوٰۃ، الخ“ تشدید و تغلیظ پر مبنی ہے، یا مطلب یہ ہے کہ یہ کام مسلمانوں جیسا نہیں، یہ مطلب نہیں کہ تارک صلوٰۃ کا فر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۴۷۹/۳)

### کیا تارک نماز کا فر ہے:

سوال: تارک نماز کے بارے میں بعض روایات اور ائمہ کے اقوال میں کفر کا اطلاق کیا گیا ہے، اس سے کیا مراد ہے۔

الجواب

لفظ کفر بھی ضد ایمان پر بولا جاتا ہے اور کبھی ضد احسان پر بولا جاتا ہے، قسم اول کفر حقیقی کامل ہے۔ جس میں وہ پایا جائے، وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور ملت اسلامیہ سے جدا شمار کیا جاتا ہے، بخلاف قسم ثانی کے، کہ اس پر اگرچہ لفظ کافر بولا جاتا ہے، مگر وہ نہ ملت اسلامیہ سے خارج ہوتا ہے اور نہ اس کی مطلقاً تکفیر کی جاتی ہے، وہ فاسق اور سخت گنہگار اور مرتکب کبیرہ ہے، چوں کہ کفر کلی مشکلک ہے، اس لئے اس کے درجات مختلف ہیں، ہر درجہ پر لفظ کفر بولنا صحیح ہوگا، مگر ہر درجہ کو مفسد ایمان اور خارج کنندہ از ملت اسلامیہ قرار دینا غلط ہے۔ اس لئے امام بخاریؒ اور دوسرے ائمہ نے ”کفر دون کفر“ فرما کر یہ تصریح کر دی ہے:

”و لا یکفر صاحبها إلا بالشک“ (۱)

الغرض کسی کو ایسا درجہ کفر کا دینا جس سے ایمان اور ملت اسلامیہ سے علیحدہ قرار دیا جائے، اس کے اس ہی درجہ کا ملہ پر ہو سکتا ہے، جبکہ امور قطعیہ یقینیہ کا منکر ہو جائے، جیسے توحید کا یا رسالت کا انکار، یا ایسی دوسری باتوں کا جو دیا انکار کرنا، یا ایسا عمل کرنا جس سے ان قطعی باتوں کا انکار ٹپکتا اور لازم آتا ہو، اور اگر یہ درجہ نہ پایا جاتا ہو، تو اگرچہ اس پر لفظ کفر کا اطلاق کیا جائیگا، مگر اس کو نہ خارج از ملت اسلامیہ کہا جائیگا اور نہ اس کو ایمان سے بے تعلق قرار دیا جائیگا۔ یہی وہ مرتبہ ہے جس پر لفظ فسق کا اطلاق کیا جاتا ہے، کسی جگہ لفظ کفر کے اطلاق سے یہ سمجھنا کہ یہ شخص ایمان سے بالکل علیحدہ اور بیگانہ ہو گیا، سخت غلطی ہے۔ جس میں معتزلہ اور خوارج مبتلا ہو گئے ہیں۔

اسی لئے امام بخاریؒ اور دوسرے ائمہ کو تصحیح کرنی پڑی کہ اس پر تنبیہ کر دیں اور کہہ دیں کہ!

”المعاصی من أمر الجاهلیة ولا یکفر صاحبها بارتکابها إلا بالشک“ (بخاری: ۹/۱) (۲)

اور اسی بنا پر جمہور اہل سنت والجماعت کا متفقہ مسلک ہے کہ کبار اور معاصی کی بنا پر کسی کو خارج از ملت اور خارج از

(۲۱) الصحيح للبخاری، کتاب الإیمان، باب المعاصی من أمر الجاهلیة، ولا یکفر صاحبها بارتکابها إلا بالشک.

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾. (سورة النساء: ۴۸) انیس

ایمان نہیں کہا جائیگا، جب تک کہ اس سے قطعیات کا جوہر اور انکار ثابت نہ ہو جائے، پس تارک صلوٰۃ عہد کے متعلق حدیث میں یا اقوال ائمہ میں لفظ کفر کا وارد ہونا کلی مشکل کے طور پر ہے، جو اگرچہ اطلاق حقیقی ہوتا ہے، کیوں کہ کلی مشکل کا اطلاق اپنے تمام افراد پر خواہ وہ قوی ہوں یا متوسط یا ضعیف، سب پر حقیقی ہوتا ہے، مگر اس کے تمام مراتب مختلفہ کو کفر ہی کہا جائے گا، البتہ ہر مرتبہ کفر کو خارج از ملت اسلامیہ اور عدم ایمان قرار دینا سخت غلطی ہوگی، آپ نے جو عبارتیں نقل فرمائی ہیں، ان میں انہیں امور مذکورہ بالا درجات مختلفہ پر اہل سنت والجماعت کے یہاں اس کا اطلاق مبنی ہے، اگر کہیں اختلاف نظر آتا ہے، تو وہ لفظی ہے، حقیقی نہیں ہے، ہاں معتزلہ اور خوارج کے یہاں حقیقی ہے، جو اہل تبلیغ اس کے مخالف مسلک اختیار کر رہے ہیں، وہ غلط کار ہیں، کسی شخص پر کفر کا فرد کامل اطلاق کر کے اس کو غیر مومن قرار دینا اور خارج از ملت بتلانا، اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کو خالد ابدی جہنم میں بتایا جائے، اور یہ دعویٰ کیا جائے کہ اس کے لئے کبھی بھی دخول جنت نہ ہوگا، حالانکہ جس شخص کے قلب میں ذرہ برابر بھی ایمان متحقق ہوگا، وہ ضرور بالضرور کسی نہ کسی وقت نجات عن النار حاصل کر کے مشرف بالجنت ہوگا، یہ درجہ توشفاعت من النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور پھر اس سے بھی کم درجہ ایمان کا موجب نجات بحیثیات اللہ سبحانہ ہوگا۔ (اللہ تعالیٰ لپ بھر کر خطا کاروں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا)

لہذا ایسی تکفیر بہت ہی زیادہ قابل احتیاط اور مستحق غور و فکر ہے، اسی بنا پر علماء کلام انتہائی احتیاط برتتے ہوئے فرماتے ہیں:

”لَا نَكْفُرُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ“۔ (۱)

اور فرماتے ہیں:

اگر کسی شخص کے قول و فعل میں ۹۹ وجوہ کفر کی پائی جائیں اور ایک احتمال ایمان کا پایا جائے، تو اس کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔ (۲)

(۱) لَا نَكْفُرُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ بِذَنْبٍ مَالِمٍ يَسْتَحِلُّهُ وَلَا نَقُولُ: لَا يَضُرُّ مَعَ الْإِيمَانِ ذَنْبٌ لِمَنْ عَمِلَهُ. (العقيدة الطحاوية. انیس)

وفی جمع الجوامع وشرحہ: وَلَا نَكْفُرُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ بِبِدْعَةٍ كَمَنْكَرَى صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى وَخَلْقِهِ أَعْمَالٍ عِبَادَتِهِ وَجَوَازِ رُؤْيَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنَّا مَنْ كَفَرَهُمْ أَمَانٍ خَرَجَ بِبِدْعَتِهِ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ كَمَنْكَرَى حَدُوثِ الْعَالَمِ وَالْبَيْعِ وَالْحَشْرِ لِلْأَجْسَامِ وَالْعِلْمِ بِالْجَزْئِيَّاتِ فَلَا نَزَاعَ فِي كَفَرِهِمْ لِانْكَارِهِمْ بَعْضَ مَا عَلِمَ مَجِيءُ الرَّسُولِ بِهِ ضَرُورَةً. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۳۷۱/۱-۳۷۲، دار الكتاب الإسلامي. انیس)

(۲) وفی الفتاوی الصغری: الکفر شیء عظیم فلا جعل المؤمن کافرًا امتی وجدت رواية أنه لا ینکفر، اه، وفی الخلاصة وغیرها: إذا کان فی المسألة وجوه توجب التکفیر وجوه واحد ینمعه فعلى المفتی أن یمیل إلى الوجه الذى ینمعه التکفیر تحسینا للظن بالمسلم، زاد فی البزازیة: إلا إذا صرح بإرادة موجب الکفر فلا ینفعه التأویل. ==

جو لوگ تصدیق قلبی ضروریات دین کی کرتے ہوئے اقرار باللسان عمل میں لاتے ہیں، مگر تمام عمر انہوں نے چہرہ قبلہ کی طرف نہ کیا اور نہ نماز پڑھی، ان کو اہل قبلہ سے نکالنا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ (۱)

کیا آپ ان آیات اور احادیث سے غافل ہیں جو مجر د ایمان پر نجات کی گواہیاں دے رہی ہیں، کم از کم حدیث بپا قہ (۲) (وہ کا غز، پرچہ جس میں ”لا إله إلا الله“ لکھا ہوگا، جو اعمال نامہ کے ترازو پر بھاری ہوگا) پر غور فرمائیں اور

==...والذی تحرر أنه لا يفتى بكفر مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن أو كان في كفره اختلاف ولو رواية ضعيفة. الخ. (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۱۳۴/۵-۱۳۵، دار الكتاب الإسلامي. وكذا في رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۲۲۴/۴، دار الكتب العلمية/فتح القدير، كتاب الحدود: ۳۱۵/۵، دار الفكر، انيس) (۱) الإيمان: التصديق بجميع ما جاء به محمد صلى الله عليه وسلم عن الله تبارك وتعالى مما علم مجيئه به ضرورة وهل هو فقط أو مع الإقرار، قولان: فأكثر الحنفية على الثاني، والمحققون على الأول والإقرار شرط إجراء أحكام الدنيا بعد الاتفاق على أنه يعتقده متى طو لب به أتى به فإن طو لب به فلم يقر فهو كفر عناد والكفر الستر وشرعاً تكذيب محمد صلى الله عليه وسلم في شيء مما يثبت عنه ادعاؤه ضرورة. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۱۲۹/۵، دار الكتب العلمية. انيس)

(۲) زيد بن خالد الجهني قال: أرسلني رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: بشر الناس أنه من قال: لا إله إلا الله لا شريك له، دخل الجنة. (المعجم الأوسط للطبراني، باب الميم، من اسمه محمد بن الحسين ابن بنت رشدين (ح: ۶۴۶۸) انيس)

أبو ذر قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم وهو نائم عليه ثوب أبيض ثم أتيتته فإذا هو نائم ثم أتيتته وقد استيقظ فجلست إليه فقال: ما من عبد قال لا إله إلا الله ثم مات على ذلك إلا دخل الجنة قلت: وإن زني وإن سرق قال: وإن زني وإن سرق... الخ. (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب من مات لا يشرك بالله شيئاً دخل الجنة... (ح: ۹۴) / الصحيح للبخاري، كتاب اللباس، باب الثياب البيض (ح: ۵۴۸۹) انيس)

### ﴿حديث البطاقة﴾

عبد الله بن عمرو بن العاص قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله سيخلص رجلاً من أمتي على رؤوس الخلائق يوم القيامة فينشر عليه تسعة وتسعين سجلاً، كل سجل مثل هذا، ثم يقول: أتنكر من هذا شيئاً؟ أظلمك كتبتي الحافظون؟ فيقول: لا يارب، فيقول: ألك عذر؟ فيقول: لا يارب، فيقول: بلي، إن لك عندنا حسنة، وإنه لا ظلم عليك، فيخرج بطاقة فيها أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، فيقول: ما هذه البطاقة مع هذه السجلات؟ فقال: إنك لا تطعم، قال: فتوضع السجلات في كفة، والبطاقة في كفة، فطاشت السجلات وثقلت البطاقة ولا يثقل من اسم الله شيء. (المستدرک للحاکم، الإيمان، فضيلة شهادة أن لا إله إلا الله وثقلها في الميزان (ح: ۹) / سنن الترمذی، کتاب الإيمان عن رسول الله، باب ما جاء فيمن يموت وهو يشهد أن لا إله إلا الله (ح: ۲۶۳۹) / سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ما يرجی من رحمة الله يوم القيامة (ح: ۴۳۰۰) / المعجم الأوسط للطبراني، باب العين، من اسمه عبد الرحمن، عبد الرحمن بن حاتم المرادی (ح: ۴۷۲۲) انيس)

ان آیات واحادیث پر غور کریں، جو ہم نے رسالہ مذکورہ (اس سے مراد ’ایمان و عمل‘ ہے) میں ذکر کر دی ہیں۔ شرط کسی امر کا کفر ہونا اور بات ہے اور مرتکب کا کافر اور مشرک ہونا دوسری بات ہے، لوگ اس میں بہت کم تمیز کرتے ہیں، جس شخص کے کفر اور شرک کا تحقیق ہو جائے، ضروری نہیں ہے کہ عند اللہ بھی کافر اور مشرک قرار دیا جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے الواح توریت کو پٹک دیا، یہاں تک کہ بعض ٹوٹ گئیں، کما فی بعض التفسیر (۱)، اور حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر پکڑ کر کھینچ کر گرا دیا، (۲) مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مراتب عالیہ میں ذرا بھی فرق نہیں آیا، یوم محشر میں قطی کے قتل پر جو کہ کافر حربی تھا، ان کو خوف ہوگا، مگر ان دو امور مذکورہ بالا کا تذکرہ بھی نہیں فرمایا۔ پس غور فرمائیے اور جلد بازی سے کام نہ لیجئے۔

مودودی صاحب نے مثل خوارج و معتزلہ بہت جلد بازی سے کام لیا، اب تاویلیں کرتے ہیں کہ میں نے تعلیظاً اور تنویفاً کہا ہے، مگر یہ تاویل چل نہیں سکتی ہے۔

(مخطوطات مبارکہ، ص: ۱۱۲)۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام: ۵۱-۵۳)

### تارک صلاۃ کا فر نہیں ہے:

سوال: زید کلمہ پڑھتا ہے اور مسلمانوں کے تمام کام کرتا ہے، مگر نماز نہیں پڑھتا، یعنی تارک فرض ہے، منکر فرض نہیں، جب اس سے کہا جاتا ہے کہ نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ تو جواب دیتا ہے کہ پڑھا کروں گا، میں جو نماز نہیں پڑھتا تو بے شک بہت گناہ کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ کرے کہ میں نماز ہو جاؤں، آیا ایسے شخص مذکور کو مسلمان کہیں یا کافر؟

(المستفتی: ۱۳۶۸، محمد احمد صاحب، دہلی۔ ۱۵/۱۵/۱۳۵۵ھ۔ مطابق ۲۷/فروری ۱۹۳۷ء)

#### الجواب

جو شخص نماز کی فرضیت کا اقرار کرتا ہے اور ترک نماز کو گناہ سمجھتا ہے، وہ مسلمان ہے، اس کو ترک نماز کی بنا پر کافر کہنا نہیں چاہئے، حنفیہ کا یہی مذہب ہے، ہاں بعض علما نے زجر کے طور پر ایسے شخص کو کافر کہہ دیا ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کا ن اللہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۴۸۴/۳)

(۱) يقول كثير من المفسرين: إنها لما ألقتها تكسرت، ثم جمعها بعدها. (تفسير القرآن الكريم لابن كثير،

سورة الأعراف: ۱۵۴، ج: ۳، ص: ۴۷۸، دار طيبة. انیس)

(۲) وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَى إِلَى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي، أَعْجَلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَالْقَى الْأَلْوَا حَ وَآخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ. (سورة الأعراف: ۱۵۰) انیس)

(۳) (وتار کھا عمدًا مجانہ) اُی تکاسلاً فاسق (بحسب حتى یصلی)... وقيل یضرب حتى یسیل منه الدم، وعند الشافعی یقتل بصلاة واحدة حدًا وقيل: کفرًا. (التنوير و شرحه علی صدر رد المحتار، کتاب الصلاة: ۳۵۲/۱-۳۵۳، ط: سعید)

## تارک نماز کو کافر کہنا کیسا ہے:

سوال: حدیث ”من ترک الصلاة متعمداً فقد کفر“ کو پیش کر کے تارک نماز کو کافر کہنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب ————— وباللہ التوفیق

ترک صلوٰۃ کافروں جیسا فعل ہے، جس سے مسلمان کو بچنا چاہئے۔ جب تک کوئی شخص نماز کی فرضیت کا انکار نہ کرے، اس کو کافر کہنا درست نہیں ہے، مسلمانوں کو کافر کہنا بڑا گناہ ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
محمد عثمان غنی ۱۳/۲/۱۳۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۲۲/۲)

## نماز چھوڑنے والے کا حکم:

سوال: تارک صلوٰۃ جو ہمیشہ نماز چھوڑ دیتا اور سال بھر میں کبھی نہیں پڑھتا ہے، اس کے حق میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اربعہ کیا فرماتے ہیں؟

الجواب —————

تارک صلوٰۃ عمداً کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سخت الفاظ فرمائے ہیں، حدیث میں ہے کہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی، وہ کافر ہو گیا، اور امام احمد بن حنبل اس کے کفر کے قائل ہیں، اگرچہ فقہائے حنفیہ نے اسے کافر نہیں کہا، لیکن وہ بھی یہ فرماتے ہیں کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے اور جب تک توبہ نہ کرے، جیل خانے میں رکھا جائے۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ مار مار کر اس کا جسم زخمی کر دیا جائے اور امام شافعی اس کو حدایا کفر اُقتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۴۷۸/۳)

## تارک نماز کا حکم:

سوال: جو بلا عذر شرعی نماز کو ترک کرے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ اور اس کے ساتھ اختلاط اور ساتھ کھانا پینا اور

(۱) ایسا شخص فاسق ہے، جب تک وہ نماز کے فرض ہونے کا انکار نہ کرے، اسے کافر نہیں قرار دیا جاسکتا۔ [مجاہد]

أی أظهر الکفر وعمل عمل أهل الکفر فإن المنافع نفاقاً اعتقادياً کافر فلا يقال في حقه

کفر۔ (مرواۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: ۹۸۳/۱)

(۲) (وتار کھا مجانۃ) ای تکاسلاً فاسق (یحس حتی یصلی) لأنه یحس لحق العبد فحق الحق أحق، وقیل یضرب حتی یسبل منه

الدم، وعند الشافعی یقتل بصلاة واحدة حدًا وقیل کفرًا۔ (الدر المختار متن رد المحتار، أول کتاب الصلاة: ۳۵۲/۱-۳۵۳، ط: سعید)

بولنا کیسا ہے؟ اور اگر زوجین میں ایک ایسا ہو، تو نکاح باقی رہے گا یا نہیں، اور صحبت حرام ہوگی یا حلال، اور اولاد کیسی ہوگی، اور اگر بعد مرنے اس شخص کے، زجر اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں، تو کیسا ہے؟

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصلياً

نماز فرض عین ہے، ہر مکلف کو اس کا ادا کرنا ضروری ہے، جو شخص اس کی فرضیت کا اعتقاد رکھتا ہے، مگر بلا عذر شرعی سستی وغیرہ کی وجہ سے اس کو ترک کرتا ہے، ساتھ ہی اس کو عقاب کا خوف بھی ہے، وہ شخص شرعاً فاسق ہے، کافر نہیں ہے۔ اول اس کو سمجھا یا جائے اور نماز کی اس کو تاکید کی جائے، اگر مان جائے بہتر، ورنہ اس سے تعلقات ترک کر دیئے جائیں، حتیٰ کہ تنگ آ کر ترک نماز سے توبہ کر لے اور آئندہ مداومت کے ساتھ نماز پڑھے۔

اگر وہ نماز کو فرض نہیں سمجھتا، بلکہ فرضیت کا منکر ہے اور استخفافاً اس کو ترک کرتا ہے اور آئندہ قضا کی نیت نہیں رکھتا، نہ اس کو خوف عقاب ہے، تو ایسا شخص شرعاً کافر ہے۔ (۱) ایسے شخص کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے، زوجہ کو اس سے علیحدہ رہنا ضروری ہے، جب تک تجدید نکاح و تجدید ایمان نہ کرے، صحبت حرام ہوگی۔ (۲) اور اس کے جنازہ کی نماز ناجائز ہے۔ (۳)

”ویکفر بترک الصلاة متعمداً غیر ناو للقضاء، وغیر خائف من العقاب“۔ (بحر: ۱۲۲/۵) (۴)

اور نماز کو فرض سمجھتے ہوئے نہ پڑھنے والے شخص کے جنازہ پر صلوٰۃ جنازہ پڑھی جائے گی۔ (۵)

(۱) (ہی فرض عین علی کل مکلف) الخ (ویکفر جاحداً) لثبوتها بدلیل قطعی (وتار کھا عمدًا مجاناً) ای تکسلاً فاسق (یحبس حتی یصلی)؛ لأنه یحبس لحق العبد فحق الحق أحق“۔ (الدر المختار علی صدر رد المحتار، أول کتاب الصلاة: ۳۵۱/۱-۳۵۲، سعید)

(۲) ”وفی شرح الوهبانیة للشرنبلالی: ما یكون کفرًا اتفاقاً یبطل العمل والنکاح، وأولاده أولاد زنا، وما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النکاح“۔ (الدر المختار)

قال ابن عابدین: ”قوله: وأولاده أولاد زنا) کذا فی فصول العمادی، لكن ذکر فی نور العین: ویجدد بینهما النکاح إن رضیت زوجته بالعود إليه، وإلا فلا تجبر“۔ (رد المحتار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب جملة من لا یقتل إذا ارتد: ۲۴۶/۴-۲۴۷، سعید)

(۳) ”(وهی فرض عین علی کل مسلم مات خلا) أربعة (بغاة) آه“۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب هل یسقط فرض الکفاية الخ: ۲۱۰/۲، سعید)

”وشرطها: إسلام المیت وطهارته آه... ویصلی علی کل مسلم مات بعد الولادة صغیراً کان أو کبیراً، ذکرًا کان أو أنثی حراً کان أو عبدًا، إلا البغاة وقطاع الطريق ومن یمثل حالهم“۔ (الفتاویٰ العالمگیرية، کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت: ۱۶۲/۱-۱۶۳، رشیدیة)

(۴) البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحكام المرتدین: ۲۰۶/۵، رشیدیة

(۵) ”(وهی فرض عین علی کل مسلم مات خلا) أربعة“۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب هل یسقط فرض الکفاية الخ: ۲۱۰/۲، سعید)

اگر کوئی بڑا شخص دوسروں کی تنبیہ اور زجر و عبرت کے لئے اس پر نماز نہ پڑھے، تو مضائقہ نہیں۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم  
حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور، ۱۳۵۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۰۷-۳۰۸)

### بے نمازی کا حکم:

سوال: مجھے یہ چیز سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ بے نمازی کے لیے اسلام کے کیا احکامات ہیں؟ کچھ کہتے ہیں کہ وہ کافر ہو جاتا ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہوتا۔ میں نے سنا ہے کہ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک یہ (حکم) ہے کہ اسے قتل کیا جائے، کیا یہ سچ ہے؟ اور اسی طرح سنا ہے کہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اسے (بے نمازی کو) مار ڈالا جائے، اس کی لاش کو گھسیٹ کر شہر سے باہر پھینک دیا جائے، کیا یہ بھی حقیقت ہے؟ ویسے زیادہ لوگوں سے میں نے یہ سنا ہے کہ وہ اس وقت تک کافر نہیں ہوتا، جب تک کہ وہ اپنی زبان سے یہ نہ کہہ دے کہ میں نماز نہیں پڑھتا، یعنی اگر وہ زبان سے کہہ دے کہ میں نماز نہیں پڑھتا، تو کافر ہو جاتا ہے، ورنہ چاہے نماز پڑھے یا نہ پڑھے، وہ کافر نہیں ہوتا۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ کافر یا مرتد نہیں ہوتا، تو اسے قتل کا حکم کیوں دیا جاتا ہے؟ جب کہ قرآن مجید میں بھی کسی مسلمان کے قتل کو جائز قرار نہیں دیا گیا۔

برائے مہربانی مجھے امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ابوحنیفہ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہم اللہ کے بے نمازی کے بارے میں جو صحیح احکامات ہیں، بتادیں مع حوالہ کے؟ بہت مہربانی ہوگی۔

### الجواب

تارک صلوة اگر نماز کی فرضیت ہی کا منکر ہو، تو باجماع اہل اسلام کافر و مرتد ہے۔ (الایہ کہ نیا مسلمان ہوا ہو، اور اسے فرضیت کا علم نہ ہو سکا ہو، یا کسی ایسے گوردہ میں رہتا ہو کہ وہ فرضیت سے جاہل رہا ہو، اس صورت میں اس کو فرضیت سے آگاہ کیا جائے گا، اگر مان لے تو ٹھیک، ورنہ مرتد اور واجب القتل ہوگا) اور جو شخص فرضیت کا تو قائل ہو، مگر سستی کی وجہ سے پڑھتا نہ ہو، تو امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک

(۱) ”ورجح الکمال قول الثانی بما فی مسلم: ”أنه عليه الصلاة والسلام أتى برجل قتل نفسه، فلم یصل عليه.“ (الدر المختار) ”أقول: قد یقال: لادلالة فی الحدیث علی ذلك؛ لأنه لیس فیہ سوی أنه علیه الصلاة والسلام لم یصل علیه، فالظاهر أنه امتنع زجرًا لغيره عن مثل هذا الفعل، كما امتنع عن الصلاة علی المدیون، ولا یلزم من ذلك عدم صلاة أحد علیه من الصحابة، إذ لا مساواة بین صلاته وصلاة غيره. قال تعالیٰ: ﴿إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ﴾ (سورة التوبة: انیس) ثم رأیت فی شرح المنیة بحثاً كذلك.“ (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الجنائز، مطلب هل یسقط فرض الکفاية الخ: ۲/۲۱۱، سعید)

والحدیث أخرجه الترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فیمن قتل نفسه لم یصل علیه (ح: ۶۸، ۱۰) انیس

وہ مسلمان تو ہے، مگر بدترین فاسق ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ مرتد ہے، اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور نماز پڑھنے کے لیے کہا جائے، اگر نماز پڑھنے لگے تو ٹھیک، ورنہ ارتداد کی وجہ سے اس کو قتل کیا جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن نہ کیا جائے، غرض اس کے احکام مرتدین کے ہیں۔

امام مالک، امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک اور امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت کے مطابق اگرچہ بے نمازی مسلمان ہے، مگر اس جرم یعنی ترک صلوٰۃ کی سزا قتل ہے، الا یہ کہ وہ شخص توبہ کر لے، لہذا اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور ترک نماز سے توبہ کرنے کا حکم دیا جائے، اگر توبہ کر لے، تو اس سے قتل کی سزا ساقط ہو جائے گی، ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا اور قتل کے بعد اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اور اس کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کیا جائے گا۔

الغرض اگر بے نمازی توبہ نہ کرے، تو ان حضرات کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بے نمازی کو قتل نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس کو ہمیشہ قید رکھا جائے گا اور روزانہ اس کے جوتے لگائے جائیں گے، یہاں تک کہ وہ ترک نماز سے توبہ کر لے۔

ان مذاہب کی تفصیل فقہ شافعی کی کتاب شرح مہذب (ج: ۳، ص: ۱۶) (۱) اور فقہ حنبلی کی کتاب المغنی (ج: ۲، ص: ۲۹۸، مع الشرح الکبیر) (۲) اور فقہ حنفی کی کتاب فتاویٰ شامی (ج: ۱، ص: ۳۵۲) (۳) میں ہے۔

جو حضرات بے نمازی کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں، ان کا استدلال یہ ہے کہ یہ سب سے بڑا جرم ہے، اس کے علاوہ

(۱) (فرع فی مذاہب العلماء فیمن ترک الصلوٰۃ تکاسلاً مع اعتقاد وجوبها: ”فمذهبن المشهور ما سبق أنه يقتل حداً ولا يكفر، وبه قال مالک والأكثر من السلف والخلف، وقالت طائفة يكفر، ويجزى عليه أحكام المرتدين في كل شيء، وهو مروي عن علي بن أبي طالب وبه قال ابن المبارك وإسحاق بن راهويه وهو أصح الروايتين عن أحمد، وبه قال منصور الفقيه من أصحابنا كما سبق، وقال الثوري وأبو حنيفة وأصحابه وجماعة من أهل الكوفة والمزني: لا يكفر ولا يقتل بل يعزرو ويحبس حتى يصلي واحتج لمن قال بكفره بحديث جابر رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ”إن بين الرجل وبين الشرك والكفر ترك الصلاة“.) (المجموع شرح المذهب: ۱/۳، فرع فی مذاہب العلماء، طبع: دار الفکر)

(۲) ومن ترك الصلاة وهو بالغ عاقل جاحداً لها أو غير جاحد دعي إليها في وقت كل صلاة ثلاثة أيام فإن صلى وإلا قُتل، وجملة ذلك أن تارك الصلاة لا يخلو إما أن يكون جاحداً لوجوبها أو غير جاحد، فإن كان جاحداً لوجوبها نظر فيه فإن كان جاهلاً به وهو ممن يجهل ذلك كحديث الإسلام والناشيء ببادية عرف وجوبها وعلم ذلك ولم يحكم بكفره؛ لأنه معذور فإن لم يكن ممن يجهل ذلك كالناشيء من المسلمين في الأمصار والقرى لم يعذرو ولم يقبل منه ادعاء الجهل وحكم بكفره؛ لأن أدلة الوجوب ظاهرة في الكتاب والسنة، والمسلمون يفعلونها على الدوام فلا يخفى وجوبها على من هذا حاله، ولا يجحدها إلا تكذيباً لله تعالى ولرسوله وإجماع الأمة، وهذا يصير مرتداً عن الإسلام، حكمه حكم سائر المرتدين في الاستتابة والقتل ولا أعلم في هذا خلافاً. (المغني: ۲/۲۹۸، باب الحكم فيمن ترك الصلاة)

(۳) ”وقال أصحابنا في جماعة منهم الزهري: لا يقتل بل يعذر (صوابه يعذر، بالزاء) ويحبس حتى يموت أو يتوب (قوله وعند الشافعي يُقتل) وكذا عند مالک وأحمد، وفي رواية عن أحمد، وهي المختارة عند جمهور أصحابه أنه يقتل كفراً، وبسط ذلك في الحلية“. (رد المحتار: ۳۵۲/۱، ۳۵۳، أول كتاب الصلاة)



سوال: جو مسلمان نماز نہ پڑھتا ہو، وہ حدیث: ”من ترک الصلاة متعمداً، فقد کفر“ (۱) کے ماتحت مسلمان کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا دوستی رکھنا یا میل جول پیدا کرنا اور اس کے جوٹے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

جو شخص نماز کی فرضیت کا منکر ہے، یا نماز کو استخفاف و اہانت کی نیت سے ترک کرتا ہے، یا بلا عذر نماز ترک کرتا ہے اور قضا کی نیت نہیں رکھتا اور خدا کے عذاب سے نہیں ڈرتا، وہ شخص شرعاً کافر ہے اور جو شخص خدا کے عذاب سے ڈرتا ہے، قضا کی نیت رکھتا ہے، فرضیت کا منکر نہیں، بلکہ معتقد ہے، نماز کی تحقیر و اہانت نہیں کرتا، البتہ سستی یا غفلت کی وجہ سے کبھی وقت سے ٹلا دیتا ہے، تو ایسا شخص شرعاً کافر نہیں، اگرچہ وقت پر ادا نہ کرنے کی وجہ سے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے:

”هسی فرض عین علی کل مکلف الخ (ویکفر جاحدها) لشبوتها بدلیل قطعی (وتارکها عمداً مجانۀاً) ای تکاسلاً فاسق“۔ (درمختار) (۲)

”ويكفر بترك الصلاة متعمداً غير ناوٍ للقضاء وغير خائف من العقاب، ٥٨. (بحر: ١٢٢/٥) (٣)

فقط والله سبحانه تعالى اعلم

حرره العبد محمود عفا الله عنه، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور ۱۲/۵/۱۳۵۸ھ۔ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔  
صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور، ۱۳/جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۰۹/۵)

(١) والحديث بتمامه: "من ترك الصلاة متعمداً، فقد كفر جهاراً". طبراني في الأوسط. (فيض القدير: رقم الحديث: ٨٥٨٧: ٨٠٧٣٨/١١، نزار مصطفى الباز، رياض)

أخرج الإمام أحمد في مسنده بهذه الألفاظ: "عن أم أيمن رضي الله تعالى عنها: أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "لا تتركى الصلوة متعمداً ، فإنه من ترك الصلوة متعمداً ، فقد برئت منه ذمة الله ورسوله". (مسند الإمام أحمد: ٥٧٢/٧، رقم الحديث: ٢٦٦٨١٨، دار إحياء التراث العربى، بيروت)

(٢) الدر المختار، أول كتاب الصلاة: ٣٥١/١-٣٥٢، سعيد

(٣) البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ٢٠٦/٥، رشيدية

### تارک صلاۃ فاسق اور گنہگار ہے:

سوال: عام مسلمان سالہا سال بالکل نماز نہیں پڑھتے، کبھی سال کے بعد بعض مسلمان رمضان شریف میں نماز صرف ایک ماہ کے لئے پڑھ لیتے ہیں، بعد ازاں پھر چھوڑ دیتے ہیں، اور بعض ایسے ہیں کہ جمعۃ الوداع اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ پڑھ لیتے ہیں، پھر کنارے ہو جاتے ہیں، اور بہتیرے مسلمان ایسے بھی ہیں جو کہ ارکان خمسہ سے بالکل ناواقف ہیں اور جنہوں نے اپنی حیات میں اپنے سر کو سجدہ کے لئے نہیں جھکایا ہے، اور پھر وہ اپنے آپ کو مسلمان بننے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ آیا کہ تارک الصلوٰۃ شرعاً کافر ہے یا گنہگار ہے، اگر تارک الصلوٰۃ مرجائے، شرع شریف کے قانون سے اس شخص کا جنازہ پڑھنا درست ہے یا کہ نہیں؟

(المستفتی: ۲۳۶۹، وزیر حسین صاحب (لاہور چھاؤنی) ۵/ صفر ۱۳۵۸ھ / ۲۷ مارچ ۱۹۳۹ء)

الجواب

ترک نماز گناہ کبیرہ اور قریب بکفر ہے، لیکن جو شخص کہ فرضیت نماز کا منکر نہ ہو، صرف تارک ہو، وہ فاسق اور انتہا درجہ کا گنہگار ہے، مگر کافروں کے احکام اس پر جاری نہیں ہونگے، بے نمازی کا جنازہ ایک دو مسلمان پڑھ کر دفن کر دیں اور مسلمان زجر اشریک نہ ہوں، تو یہ جائز ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۳۸۸/۳)

### تارک صلاۃ کافر نہیں، بلکہ فاسق ہے:

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۷ء)

سوال: وہ کلمہ گو مسلمان جس نے عمر بھر نماز نہیں پڑھی اور سیکھی بھی نہیں، مگر عقیدۂ نماز کو اچھا سمجھتا رہا، اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

الجواب

اگر وہ شخص توحید و رسالت اور ان چیزوں پر ایمان رکھتا تھا، جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے، نماز کو فرض سمجھتا تھا، تو صرف اس وجہ سے کہ اس نے نماز کبھی نہیں پڑھی اور نہ سیکھی، کافر نہیں ہوگا، ہاں وہ فاسق ضرور ہے، مگر کفر کا حکم اس پر کرنا جائز نہیں، البتہ اگر وہ نماز کی فرضیت سے بھی منکر ہو، تو بلاشبہ کافر قرار دیا جائے گا۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ غفر لہ۔ (کفایت المفتی: ۴۹۲/۳)

(۲-۱) (وتارکھا عمدًا مجانۃً) أى تکاسلاً فاسق (یحبس حتی یصلی) لأنه یحبس لحق العبد فحق الحق أحق. (تنویر الأبصار مع شرح الدر المختار علی صدر رد المحتار، أول کتاب الصلاة: ۳۵۲/۱، ط: سعید)

## قصداً تارک الصلاة کا فرہیں، البتہ فاسق و فاجر ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو آدمی قصداً نماز ترک کریں، تو وہ کافر بن جاتا ہے یا نہیں، قصداً تارک الصلاة کا کیا حکم ہے؟ بینو اتوجروا۔  
(المستفتی: محمد ادریس پرانمری اسکول، نیو کمپ پشاور)

الجواب

عمداً تارک الصلاة حنابلہ کے نزدیک کافر اور مرتد ہے، لیکن جمہور کے نزدیک فاسق اور فاجر ہے۔ (۱) کیونکہ قرآن وحدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اعمال، ایمان سے خارج ہیں، کما فصل فی موضعه، لہذا تارک الصلاة کافر نہ ہوگا، اور ”وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ“ (۲) کی عبارت، اشارت، دلالت، اقتضاء اور اعتبار کسی ایک سے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ تارک الصلاة مشرک یا کافر ہے اور بر تقدیر تسلیم یہ آیت استحلال یا تشدد پر محمول ہوگی، تاکہ دیگر آیات سے متعارض نہ ہو۔ (۳) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۱۳۹/۲-۱۴۰)

## قصداً نماز چھوڑنے والے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جو شخص قصداً ایک نماز قضا کر لے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے

(۱) قال العلانی: (و یکفر جاحداً) لثبوتها بدلیل قطعی (وتارکھا عمداً مجاناً) أى تکاسلاً فاسق (یحبس حتی یصلی)؛ لأنه یحبس لحق العبد فحق الحق أحق، وقیل یضرب حتی یسبل منه الدم، وعند الشافعی یقتل بصلاة واحدة حداً، وقیل کفرًا. (الدر المختار)

قال ابن عابدين: (قوله وعند الشافعی یقتل) وكذا عند مالک وأحمد، وفي رواية عن أحمد، وهي المختارة عند جمهور أصحابه أنه یقتل کفرًا، وبسط ذلك في الحلیة. (رد المحتار، أول كتاب الصلاة: ۲۵۳، ۲۵۲/۱)

(۲) قال الله تعالى: ﴿مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾. (سورة الروم: الآية: ۳۱، الجزء: ۲۱، الركوع: ۷)

(۳) قال العلامة على القاری: (ولانکفر) أى لاننسب إلى الکفر (مسلمًا بذنب من الذنوب) أى بارتکاب معصية (وإن كانت كبيرة) أى کما یکفر الخوارج مرتکب الكبيرة (إذا لم يستحلها) أى لکن إذا لم یکن یعتقد حلها؛ لأن من استحل معصية قد ثبتت حرمتها بدلیل قطعی فهو کافر (ولانزیل عنه اسم الإیمان) أى ولانسقط عن المسلم بسبب ارتکاب كبيرة وصف الإیمان، کما بقوله المعتزلة حيث ذهبوا إلى أن مرتکب الكبيرة یرج عن الإیمان ولا یدخل فی الکفر الخ ومن المعلوم أن السب دون القتل، نعم لو استحل السب أو القتل فهو کافر لا محالة، وعلى تقدیر ثبوت الحدیث فیجب أن یؤول کما أول حدیث ”من ترک الصلاة متعمداً فقد کفر“ والحاصل أن الفسق والعصیان لا یزیل الإیمان فیصیر کافرًا ولا واسطة. (شرح الفقه الأكبر للقاری، ص: ۷۲، ۷۱، الكبيرة لاتخرج المؤمن عن الإیمان)

فتویٰ کے مطابق وہ کافر اور امام شافعی رحمہ اللہ اس کے قتل کا حکم دیتے ہیں، اور امام اعظم رحمہ اللہ اس کے ہمیشہ قید رکھنے کو واجب جانتے ہیں، یہ تو ایک نماز چھوڑنے کا فتویٰ ہے، جو شخص ہمیشہ نہ پڑھے، یا کئی سالوں تک نہ پڑھے، اس کے متعلق کیا فیصلہ ہے؟ اور اس کے ساتھ کافروں کا سا معاملہ کیا جائے یا کیا؟ بینواتو جروا۔

الجواب

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ترک صلاۃ بدون انکار فرضیت، کفر کا موجب نہیں ہے، اس کے ساتھ کفار کا معاملہ نہیں کیا جائے گا، البتہ اس کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کرنا فرض ہے۔ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم  
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۸۸۸-۸۸۹)

سستی و غفلت سے صلاۃ مفروضہ کے ترک کرنے والے کا حکم:

سوال: اگر کوئی شخص از روئے غفلت اور سستی کے، صلاۃ مفروضہ کو ترک کرتا جائے اور اس کی فرضیت کا انکار نہ کرے، تو ایسا شخص از روئے شرع شریف کے، دائرہ اسلام میں داخل ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب

تارک صلاۃ از روئے غفلت، باتفاق اہل سنت والجماعت مؤمن و فاسق ہے، نہ کہ کافر۔

كما في الطحطاوى على الدر: ”(وتار كها عمداً مجاناً) أى تكاسلاً فاسق“۔ (۲)

”ولانكفر مسلماً بذنب من الذنوب وإن كانت كبيرة إذا لم يستحلها ولا تنزل عنه اسم الإيمان“۔ (۳)

وفى شرح العقائد النسفية:

لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان لبقاء التصديق الذى هو حقيقة الإيمان خلافاً للمعتزلة

حيث زعموا أن مرتكب الكبيرة ليس بمؤمن ولا كافراً وهذا هو المنزلة بين المنزلتين بناءً على

أن الأعمال عندهم جزء من حقيقة الإيمان ولا تدخله أى العبد المؤمن فى الكفر“۔ (۴)

”واعلم أن مذهب أهل الحق: أنه لا يكفر أحد من أهل القبلة بذنب ولا يكفر أهل الأهواء والبدع“۔ (۵)

(۱) كما فى تفسير المظهرى: أجمع الأمة على أنها فريضة قطعية يكفر جاحداها، وأما تارك الصلاة عمداً فقال

أبو حنيفة: لا يقتل لكن يحبس أبداً حتى يموت أو يتوب، مسألة الصلاة فريضة قطعية يكفر جاحداها وهل يكفر تاركها

بغير عذر، تحت قوله تعالى: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ﴾ (ج: ۱، ص: ۳۳۴، مكتبة بلوچستان بکڈپو، کوئٹہ)

(۲) الطحطاوى على الدر، كتاب الصلاة: ۱۷۰/۱۔

(۳) شرح الفقه الأكبر، بحث أن الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان، ص: ۱۱۷۔

(۴) شرح العقائد، ص: ۱۰۷۔

(۵) النووى شرح مسلم، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان: ۱۸۷/۱۔

”واعلم أن مذهب أهل السنة وما عليه أهل الحق من السلف والخلف: أن من مات موحدًا دخل الجنة قطعاً على كل حال (إلى قوله) وقد تظاهرت أدلة الكتاب والسنة وإجماع من يعتد به من الأمة على هذه القاعدة وتواترت بذلك نصوص تحصل العلم القطعي“۔ (۱)

الحاصل مندرجہ بالا دلائل سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ صلاۃ مفروضہ کو از روئے غفلت ترک کرنے والا باتفاق اہل سنت والجماعت مومن و فاسق ہے، نہ کہ کافر، اور سزا یابی کے بعد بہشت میں جانے والا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم حررہ اسماعیل بسم اللہ عفی اللہ عنہ

الجواب صحیح: محمد فیض اللہ غفرلہ، چھوٹی ارکان مسجد ۴۰ رگلی رنگون، نائب صدر تحفظ مساجد و اسلام،

الجواب صحیح: محمد یعقوب غفرلہ، اڑکائی جامع مسجد، اسپارک اسٹریٹ، (صدر جمعیۃ تحفظ مساجد و اسلام رنگون)

الجواب صحیح: وحی الرحمن غفرلہ المنان،

ما جاء به المفتی فهو حق والحق أحق أن يتبع، محمد اسماعیل غفرلہ (خطیب مسجد نور علی چودھری، رسولن، رنگون)

لا شک فی الجواب، محمد عبد القیوم

لاریب فی حمة الجواب، اسماعیل بیگ الہی غفرلہ (ناظم جمعیۃ تحفظ مساجد و اسلام) (فتاویٰ بسم اللہ: ۱۳۳۳/۱: ۲۴۴) ☆

(۱) النووی شرح مسلم، باب الدلیل علی أن من مات علی التوحید: ۲۵۵/۱۔

☆ بلا عذر نماز چھوڑنے والا کافر ہے یا نہیں:

سوال: بلا عذر نماز چھوڑنے والا کافر ہوتا ہے یا نہیں؟ مدلل و مفصل جواب دیکر ممنون فرمائیں، بینواتو جروا۔

الجواب: ————— حامداً ومصلیاً واللہ التوفیق

اگر نماز، اس کی فرضیت کے انکار کی وجہ سے چھوڑتا ہے، تو وہ کافر ہے۔ (امداد الاحکام: ۱۳۳/۱)

”فمن أنکر شرعیہا (الصلاة) کفر بلا خلاف“۔ (فتح القدیر: ۲۱۷/۱، و مجمع الأنهر للفقہ المحقق لداماد: ۶۸/۱، ط: بیروت)

اگر نماز کی فرضیت کے اقرار کے باوجود غفلت و سستی کی وجہ سے نہیں پڑھتا ہے، تو وہ فاسق ہے۔ (امداد الاحکام: ۱۳۳/۱)

”وتار کھا تکاسلاً فاسق“۔ (سکب الأنهر علی مجمع الأنهر: ۶۷/۱، ط: بیروت)

”وحکمہ أنه ... یفسق تار کہ بلا عذر“۔ (حلیۃ الناجی علی الشرح الحلی: ۱۲، غنیۃ المستملی المشتہر بشرح الکبیر)

اور اگر عمداً (جان بوجہ کر) نماز چھوڑتا ہے، بشرطیکہ وہ نماز سے استہزا نہ کرتا ہو، وہ بھی حنفیہ کے نزدیک فاسق ہے، کافر

نہیں۔ (امداد الاحکام: ۱۳۳/۱۔ و فتاویٰ محمودیہ: ۱۱۱/۶)

”وتار کھا عمداً مجانۃً أى تکاسلاً فاسق“۔ (الدر المختار علی صدر الرد: ۵/۲، ط: زکریا علی منہج بیروت)

نماز کو عمداً سستی کی وجہ سے چھوڑنے والا فاسق ہے اور جو عمداً چھوڑے، اس کو کوئی عذر بھی نہ ہو، قضا پڑھنے کا بھی ارادہ نہ

رکھتا ہو اور اسے اس پر سزا و عتاب کا بھی ڈر نہ ہو، تو فقہاء کرام نے اس کی تکفیر فرمائی ہے۔

”وکفر بترک الصلاة متعمداً غیر ناول للقضاء وغیر خائف للعقاب“۔ (مجمع الأنهر لداماد

آفندی: ۶۹۴/۱، ط: بیروت) (فتاویٰ یوسفیہ: ۵۶۰/۱ و ۵۶۱)

## بے نمازی کو کامل مسلمان نہیں کہہ سکتے:

سوال: ایک آدمی پورا سال نماز نہ پڑھے، تو اسے کامل مسلمان کہا جاسکتا ہے؟ جو جمعہ اور عید کی نماز بھی نہیں پڑھتا۔

الجواب

اگر وہ شخص اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے اور نماز کی فرضیت کا بھی قائل ہے، مگر سستی یا غفلت کی بنا پر نماز نہیں پڑھتا، تو ایسا شخص مسلمان تو ہے، لیکن کامل مسلمان اسے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ نماز جیسے اہم اور بنیادی رکن کا تارک ہونے کی وجہ سے سخت گناہگار اور بدترین فاسق ہے۔ (۱)

قرآن و احادیث میں نماز کے چھوڑنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۳/۳)

## بے نمازی کے لئے کفر کا فتویٰ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا، اس کی قربانی ناجائز ہے؛ کیونکہ اس کے نزدیک نماز نہ پڑھنے والا کافر ہے؛ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ”مسلمان اور کافر کے درمیان فرق صرف نماز کا ہے، لہذا نماز نہ پڑھنے والا کافر ہے، اور کافر کا کوئی عمل قابل قبول نہیں، لہذا اس کی قربانی بھی ناجائز ہے۔ بینوا تو جروا۔“

الجواب

اگرچہ نماز ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ (۲) لیکن تارک الصلاۃ بنا بر مذہب جمہور، کافر نہیں ہوتا۔ (۳)

لہذا تارک نماز کی قربانی جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود: ۱/۸۸۹)

(۱) (تارکھا عمدًا مجانۃً) اے تکاسلاً فاسق۔ (الدر المختار متن الرد، ج: ۱، ص: ۳۵۲، أول کتاب الصلاۃ)

(۲) ﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ. قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ﴾ الآية (سورة المدثر: ۴۲، ۴۳)

وعن بريدة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”العهد الذي بيننا وبينهم الصلوة، فمن تركها فقد كفر.“ (مشکوٰۃ المصابيح: ۵۸/۱، کتاب الصلوة، الفصل الثانی)

سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، باب الحکم فی تارک الصلاۃ (ح: ۴۶۳) / مسند الإمام أحمد، مسند بريدة

(ح: ۲۲۴۲۸) / سنن الدارقطنی، کتاب العیدین (ح: ۲/۱۷۲۷) انیس

(۳) ”کما فی فتح الباری تحت الحدیث ”من ترک الصلاۃ متعمداً فقد کفر“: ”وتمسک بظاهر الحدیث أيضاً

الحنابلة ومن قال بقولهم من أن تارک الصلاۃ یکفر ... وأما الجمہور فتأولوا الحدیث ... فقیل المراد من ترکها جاحداً لوجوبها أو معترفاً لکن مستخفاً مستهزئاً بمن أقامها“. (کتاب مواقیب الصلاۃ، باب من ترک

## کیا تارک صلوة کو تجدید ایمان کی ضرورت ہے:

سوال: ایک شخص کافی عرصے سے نماز ترک کئے ہوئے ہے، حتیٰ کہ وہ جمعہ کی نماز بھی نہیں پڑھتا، کیا اس شخص کو تجدید ایمان کی ضرورت ہے؟ فرض کر لیجئے کہ وہ گزشتہ چھ مہینوں سے نماز مسلسل ترک کر رہا ہے۔

الجواب

نماز پنج گانہ فرض ہے، (۱) اور اس کا ترک گناہ کبیرہ، اور تمام کبیرہ گناہوں..... چوری، زنا وغیرہ..... سے بدتر گناہ

== (بیان استنباط الأحکام) وهو علی وجوہ

الأول: قال النووي: يستدل بالحديث أن تارك الصلاة عمداً معتقداً وجوبها يقتل، وعليه الجمهور. قلت: لا يصح هذا استدلال لأن المأمور به هو القتال، ولا يلزم من إباحة القتال إباحة القتل، لأن باب المفاعلة يستلزم وقوع العمل من الجانبين، ولا كذلك القتل فافهم، ثم اختلف أصحاب الشافعي هل يقتل على الفور أم تمهل ثلاثة أيام؟ الأصح الأول، والصحيح أنه يقتل بترك صلاة واحدة إذا خرج وقت الضرورة لها، وأنه يقتل بالسيف، وهو مقتول حداً، وقال أحمد في رواية أكثر أصحابه عنه: تارك الصلاة عمداً يكفر، ويخرج من الملة، وبه قال بعض أصحاب الشافعي، فعلى هذا له حكم المرتد، فلا يغسل ولا يصلي عليه، وتبين منه امرأته، وقال أبو حنيفة والمزني: يحبس إلى أن يحدث توبة ولا يقتل، ويلزم مهم أنهم احتجوا به على قتل تارك الصلاة عمداً. ولم يقولوا بقتل مانع الزكاة مع أن الحديث يشملها، ومذهبهم أن مانع الزكاة تؤخذ منه قهراً أو يعزر على تركها، وسئل الكرماني ههنا عن حكم تارك الزكاة ثم أجاب: بأن حكمهما واحد، ولهذا قاتل الصديق رضي الله عنه مانعي الزكاة، فإن أراد أن حكمهما واحد في المقاتلة فمسلم، وإن أراد في القتل فممنوع، لأن الممتنع من الزكاة يمكن أن تؤخذ منه قهراً، بخلاف الصلاة، أما إذا انتصب صاحب الزكاة للقتال لمنع الزكاة فإنه يقاتل، وبهذه الطريقة قاتل الصديق رضي الله عنه مانعي الزكاة، ولم ينقل أنه أحد منهم صبراً ولو ترك صوم رمضان حبس ومنع الطعام والشراب نهاراً، لأن الظاهر أنه ينويه لأنه معتقد لوجوبه كما ذكر في كتب الشافعية.

والثاني: قال النووي: يستدل به على وجوب قتال مانعي الصلاة والزكاة وغيرهما من واجبات الإسلام قليلاً كان أو كثيراً. قلت: فعن هذا قال محمد بن الحسن إن بلدة أو قرية إذا اجتمعوا على ترك الأذان فإن الإمام يقتلهم، وكذلك كل شيء من شعائر الإسلام.

الثالث: فيه أن من أظهر الإسلام وفعل الأركان يجب الكف عنه ولا يتعرض له. (عمدة القاري شرح صحيح

البخاري، باب فإن تابوا وأقاموا الصلاة: ١٨١/١-١٨٢. انيس)

(۱) عن طلحة بن عبيد الله، أن أعرابياً جاء إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثائر الرأس، فقال: يا رسول الله! أخبرني ماذا فرض الله على من الصلاة؟ فقال: الصلوات الخمس إلا أن تطوع شيئاً. (الصحيح للبخاري، باب وجوب صوم رمضان (ح: ١٨٩١) سنن الدارمي، باب في الوتر (ح: ١٦١٩) سنن النسائي، باب وجوب الصيام (ح: ٢٠٩٠) انيس)

ہے، پس جو شخص تارکِ صلوٰۃ رہا، اگر وہ نماز کو فرض، اور ترکِ صلوٰۃ کے فعل کو گناہ اور اپنے آپ کو گناہ گار اور مجرم سمجھتا رہا، تو یہ شخص مسلمان ہے، اس کو تجدیدِ ایمان کی ضرورت نہیں، مگر اپنے فعل سے توبہ لازم ہے اور اگر یہ شخص اپنے فعل کو گناہ ہی نہیں سمجھتا رہا، نہ اس نے اپنے آپ کو مجرم اور قصور وار سمجھا، تو یہ شخص ایمان سے خارج ہو گیا۔ (۲)

اور اس پر توبہ کے ساتھ تجدیدِ ایمان لازم ہے اور اسی کے ساتھ تجدیدِ نکاح بھی ضروری ہے۔ (۳)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۵/۳)



(۲) ”وإن أنکر بعض ما علم من الدین ضرورة (کفر بها)“۔ (ردالمحتار: ۵۶۱/۱) (الدر المختار علی صدر ردالمحتار: ۵۶۱/۱، باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام، انیس)  
”الصلوة فريضة محكمة لا یسع ترکها ویکفر جاحدا“ کذا فی الخلاصة۔ (الفتاویٰ الہندیة: ۵۰/۱، کتاب الصلاة، طبع رشیدیة)

قوله صلى الله عليه وسلم: ”بين العبد وبين الكفر ترك الصلاة“۔ أقول: الصلاة من أعظم شعائر الإسلام وعلامته التي إذا فقدت ينبغي أن يحكم بفقده لقوة الملازمة بينهما وبينه وأيضاً الصلاة هي المحققة لمعنى اسلام الوجه لله، ومن لم يكن له حظ منها فإنه لم ييؤ من الإسلام إلا بما لا يعأبه۔ (حجة الله البالغة، فضل الصلاة: ۳۱۷، انیس)  
(۳) ”وفى شرح الوهبانية: ما يكون كفراً اتفاقاً يبطل العمل والنكاح“۔ (ردالمحتار: ۲۴۷/۴، باب المرتد)۔ (الدر المختار علی صدر ردالمحتار، باب المرتد، مطلب جملة من لا يقتل، الخ، انیس)



## نماز چھوڑنے کا گناہ

### نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں:

سوال: کبھی ذہن میں خیال آتا ہے کہ ہماری نمازیں قبولیت کے لائق نہیں، اس لئے پڑھنے سے کیا فائدہ؟

الجواب

جو نمازیں قضا ہیں، ان کو پڑھ لینا چاہئے، (۱) اور صحت نماز کے شرائط کو جہاں تک ممکن ہو، محفوظ رکھتے ہوئے ادا کر لینا چاہئے، قابلیت قبول کی امید پر مؤخر کرنا ہرگز نہ چاہئے اور جبکہ آپ نے صحت کے شرائط کی پابندی کر لی، تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہی امید رکھنی چاہئے کہ وہ قبول ہوگئی ہے، ناامید ہونا جائز نہیں، (۲) اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ جہاں تک مجھ میں طاقت تھی، میں نے تابعداری کی، پروردگار! اس چیز میں میری گرفت نہ فرما، جو میری طاقت سے باہر ہو۔

(مکتوبات: ۱۸/۴) (فتاویٰ شیخ الاسلام: ۳۴-۳۵)

(۱) عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من نسي صلاة فليصل إذا ذكرها لا كفارة

لها! إلا ذلك. (الصحيح للبخاري، كتاب الصلاة، باب من نسي صلاة فليصل إذا ذكرها ح: ۵۹۷) / الصحيح لمسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب قضاء الصلاة الفائتة (ح: ۳۱۴) انيس

(۲) ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجْهَهُدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَةَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (سورة البقرة: ۲۱۸) انيس

اسلام میں نماز ہر عاقل، بالغ مسلمان پر فرض ہے، امیر و غریب، بیمار و تندرست، شاہ و گدا، مرد و عورت سب کا یہی حکم ہے، نماز چھوڑنا جائز نہیں ہے، نماز جان بوجھ کر چھوڑنے والا فاسق اور نماز کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”لاحظ في الإسلام لمن ترك الصلوة“۔ (مرقاۃ: ۱۶۳/۲) (سنن الدارقطني،

باب التشديد في ترك الصلاة وكفر من تركها والنهي عن قتل فاعلها ح: ۱۷۲۶-۱) / المصنف لابن عبد الرزاق، حديث أبي لؤلؤ قاتل عمر رضي الله عنه (ح: ۹۷۷۵) انيس) جس نے نماز چھوڑ دی، اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا: ”ترکھا کفر“۔ (مرقاۃ: ۱۶۳/۲) نماز چھوڑنا کفر ہے۔

(قيل لعبد الله: إن الله عز وجل يكثر ذكر الصلاة: ﴿الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ﴾ (المعارج: ۲۳)، ﴿الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يَحَافِظُونَ﴾ (المعارج: ۳۴)؟ قال: ذاك على مواقيتها. قالوا: ما كنا نرى إلا أن ترك الصلاة. قال:

ترکھا کفر. (السنن لابن بکر بن الخلال، باب من أكل حبة المر جنة ح: ۱۳۸۵) / المعجم الكبير للطبرانی (ح: ۸۹۳۸) انيس)

حضرت عبداللہ بن ثقیفؓ کا بیان ہے: ”كان أصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لا يرون شيئاً من الأعمال

ترکھا کفر غیر الصلوة“۔ (مرقاۃ المفاتیح: ۱۶۳/۲) (والحدیث رواه الترمذی، فی کتاب الإیمان، باب

==

## نماز چھوڑنے کا وبال:

سوال: ہمارے خاندان میں کچھ قریبی رشتہ دار ایسے ہیں جو کہ اخلاقی اعتبار سے اچھے درجے پر ہیں، حقوق العباد بھی ادا کرتے ہیں، خوش اخلاق ہیں، مگر نماز جیسا اہم فریضہ ادا نہیں کرتے، اور ان کے ذہنوں میں اس قسم کا کوئی تصور ہی نہیں ہے کہ نماز بھی پڑھنی چاہیے (سوائے جمعہ اور عیدین کے)۔ دوسرے مطلب میں نماز ان کے لیے کوئی اہم درجہ نہیں رکھتی، جبکہ مسلمان ہیں اور خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ:

(۱) ایسے لوگوں کی دنیاوی زندگی پر نماز نہ پڑھنے کا اثر پڑتا ہے؟

(۲) آخرت میں کس درجہ گناہ کے مرتکب قرار دیئے جائیں گے؟

(۳) اور کیا ان کے اعلیٰ اخلاق، ملنساری، خوش اخلاقی اور ظاہری خوش حالی اس بات کی ضامن ہے کہ خدا ایسے لوگوں سے خوش ہے؟

الجواب

نماز اسلام کا سب سے اہم ترین رکن ہے، حدیث میں ہے کہ ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا؛ اور کہا کہ:

”ہم اسلام لاتے ہیں، مگر نماز نہیں پڑھیں گے، روزہ نہیں رکھیں گے اور جہاد نہیں کریں گے۔“

== ماجاء فی ترک الصلاة (ح: ۲۶۲۲) والحاکم فی المستدرک، کتاب الإیمان، التشدید فی ترک الصلاة (ح: ۱۲) انیس) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ نماز کے سوا کسی دوسرے عمل کا چھوڑنا کفر نہیں سمجھتے تھے۔

قال حماد بن زید ومکحول ومالک والشافعی: ”تارک الصلاة کالمترد ولا یخرج من الدین“۔ (مرقاۃ: ۱۶۳/۲) حماد بن زید، امام مکحول، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ نے کہا نماز چھوڑنے والا مترد جیسا ہے، لیکن دین سے خارج نہیں ہوتا۔ نماز کا منکر بالاتفاق مترد ہے۔

”فمن أنکر کونها فرضاً فهو مترد عن الإسلام (بلا خلاف)“۔ (الفقه علی المذاهب الأربعة: ۱۷۹/۱)

## نماز نہ پڑھنے کا نقصان:

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”الذی تفوتہ صلاة العصر فکانما وُترأهلہ ومالہ۔ (الصحيح للبخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب إثم من فاتته العصر (ح: ۵۲۷) / الصحيح لمسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوة، باب التغلیظ فی تفویت صلاة العصر (ح: ۶۲۶) / الموطأ للإمام مالک، باب جامع الوقوت (ح: ۲۱) / سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی مواقیت الصلاة، باب ماجاء فی السهو عن وقت الصلاة (ح: ۱۷۵) / مسند أبی داؤد الطیالسی (ح: ۱۹۱۷) / مسند ابن الجعد (ح: ۳۰۱۳) انیس)

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ!

جس کی عصر کی نماز فوت ہو جائے، گویا اس کا اہل و عیال اور مال ہلاک ہو گیا۔ (طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل: ۱۵۳-۱۵۴، انیس)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”یہ تو منظور ہے کہ روزے نہ رکھو، اور جہاد نہ کرو، مگر یہ منظور نہیں کہ تم نماز نہ پڑھو؛ کیوں کہ اس دین میں کوئی خیر نہیں، جس میں نماز نہیں، (۱)

”صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ان کو روزے نہ رکھنے اور جہاد نہ کرنے کی اجازت کیسے دے دی؟ فرمایا: ”مسلمان ہو جاتے تو روزے بھی رکھتے اور جہاد بھی کرتے“۔ (۲)

نماز دین کا ستون ہے، جس نے نماز قائم کی، اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اس کو گرا دیا، اس نے دین کو ڈھا دیا۔ (۳) نماز پنج گانہ مسلمانوں پر تمام فرائض میں سب سے بڑا فرض ہے۔ (۴) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۵، ۱۸۶)

### بے نمازی بہت بڑا گنہگار ہے:

سوال: اسلام میں نماز کے لئے کیا حکم ہے؟ آج پچھتر فیصدی مسلمان نماز نہیں پڑھتے، بے پروائی برتتے ہیں، ایسے مسلمانوں کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

#### الجواب

نماز اسلام کا عظیم الشان رکن اور عبادتوں میں مہتمم بالشان عبادت ہے،... جو ایمان کے بعد تمام فرائض پر مقدم ہے، اسلام کا شعار ہے، اور ایمان کی علامتوں میں سے عظیم الشان علامت ہے،... بندے اور اس کے مالک کے درمیان واسطہ اور وسیلہ ہے، جو بندے کو جہنم کے طبقہ اسفل السافلین میں جانے سے روکتا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ) (۵)

(۱) عن عثمان بن أبی العاص: أن وفد ثقیف لما قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أنزلهم المسجد لیکون أرق لقلوبهم فاشترطوا علیہ أن لا یحشروا ولا یعشروا ولا یجبوا، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”لکم أن لا تحشروا ولا تعشروا ولا یجبوا“۔ (سنن أبی داؤد: ۷۲/۲، باب ما جاء فی خبر الطائف (ح: ۳۰۲۶)

(۲) سألت جابرًا عن شأن ثقیف إذ بايعت قال اشترطت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم أن لا صدقة ولا جهاد وأنه سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بعد ذلك یقول: سیتصدقون ویجاهدون إذا أسلموا۔ (سنن أبی داؤد، کتاب الخراج والإمارۃ والفیء، باب ما جاء فی خبر الطائف (ح: ۳۰۲۵) انیس)

(۳) الصلاة من جملة ما یسقم به الإیمان؛ لأنها عماد الدین، فمن أقامها فقد أقام الدین ومن ترکها فقد هدم الدین۔ (عمدة القاری: ۶/۵، باب قول اللہ تعالیٰ: مُبِیِّنٌ إِلَیْهِ... إلخ، کتاب مواقیات الصلاة)

(۴) ثم الصلاة أهم من سائر العبادات لشمول وجوبها وكثرة تکررها وكونها حسنة بعينها ثم هی مستلزمة للإیمان إذ لا صحة لها بدونه۔ (حلبی کبیر، ص: ۴)

(۵) اعلم أن الصلاة أعظم العبادات شأنًا وأوضحها برهانًا وأشهرها فی الناس وأنفعها فی النفس... وجعلها من أعظم شعائر الدین وكانت مسلمة فی اليهود والنصارى والمجوس وبقایا الملة الإسماعلیة... والصلاة لها اعتباران: فباختبار كونها وسیلة فیما بینہ وبين مولاه منقذة عن التردی فی أسفل السافلین أمر بها عند البلوغ الأول وباختبار كونها من شعائر الإسلام يؤخذون بها ویجبون علیها شأؤا وأم أبوا حکمها حکم سائر الأمور۔ (حجة اللہ البالغہ، القسم الثانی من أبواب الصلاة: ۳۱/۲-۳۱/۶، دار الجیل للنشر والطباعة والتوزیع القاهرة) انیس)

نماز ایسی دائمی اور قائمی عبادت ہے کہ اس سے کسی بھی رسول کی شریعت خالی نہیں رہی۔

”وَلَمْ تَخْلُ عَنْهَا شَرِيعَةٌ مَّرْسُومٌ“۔ (الدر المختار علی صدر رد المحتار، أول کتاب الصلاة: ۳۲۵/۱)

قرآن شریف اور حدیث شریف میں جگہ جگہ نماز کی سخت تاکید اور نہ پڑھنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾۔ (سورة البقرة: ۲۳۸)

پوری حفاظت کرو تمام نمازوں کی خصوصاً بیچ کی نماز کی، اور کھڑے ہو خدا کے سامنے ادب سے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَأَقِمْوُا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾۔ (سورة الروم: ۳۱)

نماز پڑھتے رہو اور مشرکین میں سے نہ ہو۔

قرآن مجید میں خبر دی گئی ہے کہ جنتی، دوزخیوں سے سوال کریں گے:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ﴾

(کوئی چیز تمہیں دوزخ میں لے آئی؟) یعنی تم کیوں دوزخی بنے؟

قَالُوا:

دوزخی جواب دیں گے۔

﴿لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ﴾۔ (سورة المدثر: ۴۴)

(ہم نمازیوں میں سے نہ تھے) یعنی نماز نہ پڑھتے تھے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ!

”بين الرجل وبين الشرك والكفر ترك الصلوة“۔ (الصحيح لمسلم) (۱)

آدمی اور کفر و شرک میں فرق نماز چھوڑنا ہے۔

یعنی نماز کا چھوڑنا آدمی کو کفر و شرک سے ملا دیتا ہے۔ فرق باقی نہیں رکھتا۔

(۱) عن أبي سفيان قال: سمعت جابرًا يقول: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن بين

الرجل... الخ. (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة (ح: ۸۲) / سنن

النسائي، كتاب الصلاة، باب الحكم في تارك الصلاة (ح: ۴۶۵) / سنن أبي داود، كتاب السنة، باب في رد الإرجاء

(ح: ۴۶۷۸) / سنن الترمذی، كتاب الإيمان، باب ما جاء في ترك الصلاة (ح: ۲۶۱۸ - ۲۶۲۰) / سنن ابن ماجه، كتاب

إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فيمن ترك الصلاة (ح: ۱۰۷۸) (انيس)

ایک حدیث میں ہے کہ! ”لکل شیء علم وعلم الإیمان الصلوة“۔ (منیة المصلی، ص: ۳) (۱)  
ہر چیز کی ایک علامت ہے (جس سے وہ پہچانی جاتی ہے) اور ایمان کی علامت نماز پڑھنا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

”لا تترکوا الصلوة متعمداً فمن ترکها فقد خرج من الملة“۔ (الطبرانی) (۲)  
خبردار! کبھی بھی جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑنا؛ کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی، وہ ملت (دین) سے نکل گیا۔  
ایک حدیث میں ہے:

”إن أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة من عمله صلواته“۔ (سنن الترمذی) (۳)  
قیامت کے روز بندے کے اعمال میں سب سے پہلے جس کا حساب لیا جائے گا، وہ نماز ہے، اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب ہوگا، ورنہ نامراد ہوگا۔

دوسری حدیث میں ہے:

”الصلوة عماد الدين فمن أقامها فقد أقام الدين ومن ترکها فقد هدم الدين“۔ (مجالس الأبرار: ۳۰۳) (۴)  
نماز دین کا ستون ہے، جس نے اسے قائم رکھا، اس نے دین کو قائم رکھا، اور جس نے اسے ڈھادیا، اس نے اپنے دین کو ڈھادیا۔  
ایک اور حدیث میں ہے: ”جو نمازی نہیں ہے، اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں“۔ (بزاز و حاکم) (۵)  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بے قاعدہ نماز پڑھتے دیکھا، تو فرمایا: ”اگر یہ شخص اسی حالت پر مرجاتا، تو ملت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نہ مرتا“۔

”وقد روى أنه عليه الصلوة والسلام رأى رجلاً يصلى لا يتم ركوعه وينقرفى سجوده وهو يصلى فقال: ”لو مات هذا على حاله هذه، مات على غير ملة محمد“۔ (مجالس الأبرار: ۳۰۴) (۶)

- (۱) عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: علم الإيمان الصلاة. (معجم ابن العربي، باب ۱ (ح: ۳۳۱) / مسند الشهاب القضاعي، علم الإيمان الصلاة (ح: ۱۶۵) انیس)
- (۲) جامع المسانيد والسنن، سلمة بن شريح عنه، بلفظ: ولا تترکوا الصلاة متعمدين فمن ترکها متعمداً فقد خرج من الملة (ح: ۵۷۴۳) / وكذا في تعظيم قدر الصلاة لمحمد بن نصر المروزي، باب ذكر إكفارتارك الصلاة (ح: ۹۲۰) / وفي المسند للشاشي، سلمة بن شريح عنه (ح: ۱۳۰۹) انیس
- (۳) سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء أن أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلاة (ح: ۴۱۳) انیس
- (۴) نفع المفتی والسائل بجمع متفرقات المسائل، کتاب الصلوات: ۲۴۔ المطبع المصطفائی بدھلی. انیس
- (۵) قال عمر بن الخطاب: لا حظ في الإسلام لمن ترك الصلوة. (سنن الدارقطني، باب التشديد في ترك الصلاة و كفر من تركها والنهي عن قتل فاعلها) (ح: ۱۷۲۶-۱) / مصنف عبد الرزاق، حديث أبي لؤلؤ قاتل عمر رضي الله عنه (ح: ۹۷۷۵) / السنن الكبرى للبيهقي، باب ماجاء في تكفير من ترك الصلاة عمداً (ح: ۶۴۹۹) انیس
- (۶) المعجم الكبير للطبراني، عن أبي عبد الله الأشعري عن خالد بن الوليد، وعن عمرو بن العاص وشرحيل بن حسنة (ح: ۳۸۴۰) / الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم (ح: ۶۳۵) انیس

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”من حافظ علیہا كانت له نوراً وبرهاناً ونجاةً يوم القيامة ومن لم يحافظ علیہا لم تكن له نوراً ولا نجاةً وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وهامان وأبى بن خلف“. رواه أحمد والدارمی والبیہقی. (مشکوۃ المصابیح: ۵۸، ۵۹) (۱)

جو شخص نماز کو اچھی طرح پوری پابندی سے ادا کریگا، تو نماز اس کے لئے قیامت کے روز نور اور (حساب کے وقت) حجت اور ذریعہ نجات بنے گی، اور جو شخص نماز کی پابندی نہیں کریگا، تو اس کے پاس نہ نور ہوگا اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور قیامت کے روز اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف (رئیس المشرکین) کے ساتھ ہوگا۔ آیات قرآنی اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز نہ پڑھنا مشرکانہ فعل اور کفار کا شعار ہے۔

چنانچہ صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کی ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ جان بوجھ کر ایک نماز کا بالقصد چھوڑ دینا کفر ہے۔ اس جماعت میں سیدنا حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت معاذ بن جبل، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت ابودرداء، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم، جیسے صحابہ کرام اور امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، عبد اللہ بن مبارک، امام نخعی، حکم بن عتبہ، ابویوب سختیانی، ابوداؤد طیالسی، ابوبکر بن شبہ رحمہم اللہ، جیسے ائمہ مجتہدین کو شمار کرایا گیا ہے، ان کے علاوہ حضرت حماد بن زید، مکحول، امام شافعی، امام مالک رحمہم اللہ کے نزدیک ایک نماز کا تارک واجب القتل اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اگرچہ قتل کا فتویٰ نہیں دیتے، بلکہ اسے ہلکی سزا تجویز کرتے ہیں، مگر وہ سزا بھی یہ کہ زد و کوب کیا جائے، پھر جیل خانہ میں ڈال دیا جائے، یہاں تک کہ توبہ کرے، یا اسی حالت میں مر جائے۔ (تفسیر مظہری، مجالس الابرار وغیرہ) (۲)

(۱) عن ابن عمر: أن النبی صلی اللہ علیہ ذکر الصلاة يوماً، فقال: من حافظ... الخ. (مسند الإمام أحمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص (ح: ۶۵۷۶) / المعجم الكبير (ح: ۱۶۳) / والأوسط للطبرانی (ح: ۱۷۶۷) / سنن الدارمی، باب فی المحافظة علی الصلاة (ح: ۲۷۶۳) / السنة لابن أبي بكر بن الخلال (ح: ۱۹۶) / الصحيح لابن حبان (ح: ۱۴۶۷) انیس

(۲) نفع المفتی والسائل بجمع متفرقات المسائل، كتاب الصلوات: ۲۴، المطبع المصطفائی بدہلی. انیس (فرع) فی مذاہب العلماء فیمن ترک الصلوۃ تکاسلاً مع اعتقاد وجوبها: ”فمذہبنا المشہور ما سبق أنه يقتل حدًا ولا یکفر، وبہ قال مالک والأکثرون من السلف والخلف، وقالت طائفة یکفر، ویجرى علیہ أحكام المرتدین فی کل شیء، وهو مروی عن علی بن أبی طالب وبہ قال ابن المبارک وإسحاق بن راہویہ وهو أصح الروایتین عن أحمد، وبہ قال منصور الفقیہ من أصحابنا کما سبق، وقال الثوری وأبو حنیفہ وأصحابہ وجماعة من أهل الکوفة والمزنی: لا یکفر ولا یقتل بل یعزروحبس حتی یصلی واحتج لمن قال بکفره بحديث جابر رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ”إن بین الرجل و بین الشریک والکفر ترک الصلاة“. (شرح المہذب: ۱۶/۳، فرع فی مذاہب العلماء، طبع: دار الفکر. انیس)

حضرات صحابہ اور ائمہ مجتہدین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جس طرح ترک صلوٰۃ کو ایسا گناہ عظیم فرماتے ہیں جس کی سزا قتل تک ہے، ان کے نزدیک وقت پر نماز پڑھ لینا بھی اتنا ہی ضروری ہے، بالقصد قضا کر دینے کی بھی ان کے نزدیک کوئی گنجائش نہیں ہے۔ انتہا یہ کہ فقہ احناف میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ!

”اگر عورت کو بچہ ہو رہا ہو، تو اگر بچہ کا سر باہر آ گیا ہے، ادھر نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے، تو اس حالت میں بھی عورت پر لازم ہے کہ نماز پڑھے، وضو نہ کر سکتی ہو، تو تیمم کرے، رکوع سجدہ نہ کر سکتی ہو، تو اونچی جگہ پر بیٹھ جائے، یا ہنڈیا جیسی کوئی چیز نیچے رکھ لے جس میں بچہ کا سر محفوظ ہو جائے اور بیٹھے بیٹھے اشارہ سے نماز پڑھ لے، قضا نہ کرے۔“

چنانچہ نفع المفتی میں ہے:

”الاستفسار: امرأة خرج رأس ولدها وخافت فوت الوقت ولا تقدر على أن تصلی قائماً أو قاعداً، كيف تصلی؟“

”الاستبشار: تصلی قاعدة إن قدرت على ذلك وجعلت رأس ولدها في خرقه أو حفرة فإن لم تستطع تؤمى إيماءً ولا يباح لها التأخير“۔ (نفع المفتی: ۹۸، وغیرہ) (۱)

اسی طرح اگر دریا میں مثلاً جہاز ٹوٹ گیا، یا کسی طرح دریا میں گر گیا اور یہ ایک تختہ پر پڑ گیا، جس سے جان بچی ہوئی ہے، اٹھ بیٹھ نہیں سکتا اور نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے، تو ویسے ہی پڑے پڑے ہاتھ پاؤں پانی میں ڈال کر وضو کر لے، اور نماز اشارہ سے پڑھ لے، مگر ترک نہ کرے۔

وكذا من وقع في البحر على لوح وخاف خروج وقت الصلوة يدخل أعضاء الوضوء في الماء بنية الوضوء ثم يصلی بالإيماء ولا يترك الصلوة۔ (جامع الرموز وغیرہ) (۲)

اسی طرح اگر معاذ اللہ کسی کے دونوں ہاتھ شل ہو جائیں اور اس کے ساتھ کوئی ایسا شخص موجود نہیں جو اس کو وضو یا تیمم کرائے، تو جس طرح ممکن ہو، اپنا منہ اور ہاتھ تیمم کی نیت سے دیوار پر ملے اور نماز پڑھے، نماز کا ترک کرنا یا وقت سے مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔

وكذا من شلت يده ولم يكن معه أحد يوضيه أو يتممه يمسح وجهه وذراعيه على الحائط بنية التيمم ويصلی ولا يجوز له ترك الصلوة ولا تأخيرها عن وقتها۔ (مجالس الأبرار: ۳۰۲) (۳)

افسوس! اچھے خاصے تندرست مسلمان اذان سنتے ہیں اور بے پرواہ مسجد کے سامنے سے گزر جاتے ہیں۔

(۱) نفع المفتی والسائل بجمع متفرقات المسائل، ما يتعلق بالأعذار المسقطه لأركان الصلاة: ۴۱، المطبع المصطفائي

بدھلی/منیة المصلی وغنیة المبتدی للکاشغری: ۴۸، دار الطباعة العامرة بنظارة عطفو قتلو (صبحی بک أفندی) انیس

(۲) والمسئلة كذلك فی رد المحتار، باب الوتر والنوافل: ۴۱۲۔ انیس

(۳) والمسئلة كذلك فی درر الحکام شرح غرر الأحکام، باب الصلاة على الدابة: ۱۳۰/۱ البناية شرح

الهداية، حکم الطهارة: ۱۵۰/۱۔ انیس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ!

”یہ ظلم، سراسر ظلم اور کفر و نفاق ہے کہ مؤذن کی ندا سننے اور اسے قبول نہ کرے“ (یعنی نماز کے لئے حاضر نہ ہو)۔ (احمد، طبرانی وغیرہ) (۱)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”إذا توايتم في الصلوة انقطعت صلاتكم بالحق عز وجل“۔ (الفتح الربانی) (۲)

جب نماز میں سست بن جاؤ گے، تو حق تعالیٰ سے جو تمہارا رشتہ ہے، وہ بھی ٹوٹ جائے گا۔

بے شک نماز نہ پڑھنا بے حد سنگین گناہ ہے۔ (۳)

زواجِ مکی میں ہے کہ! بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی، یا نبی اللہ! مجھ سے کبیرہ گناہ ہو گیا ہے، میں نے توبہ کی ہے، آپ میرے لئے دعا فرمائیے کہ میری مغفرت ہو جائے، آپ نے فرمایا کونسا گناہ ہو گیا؟ عورت نے کہا زنا ہو گیا اور اس سے حمل رہ گیا اور بچہ پیدا ہوا، اسے مار ڈالا۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ یہاں سے نکل جا، تیری نحوست کی وجہ سے آسمان سے آگ نازل ہو کر کہیں ہمیں جلا کر خاک نہ کر دے، عورت مایوس ہو کر وہاں سے چلی گئی، حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ موسیٰ! رب العالمین سوال کرتے ہیں کہ تمہارے نزدیک اس بدکار عورت سے بڑھ کر کوئی برا اور اس بڑے گناہ سے بڑھ کر کوئی برا کام نہیں؟ فرمایا کہ اس سے بڑھ کر برا اور کونسا کام ہوگا؟ ارشاد ہوا کہ جو شخص جان بوجھ کر نماز ترک کر دے، وہ اس سے بھی زیادہ منحوس اور گنہگار ہے۔ (زواجِ مکی: ۱۰۸/۱) (۴)

بے نمازی بھائی اور بہن، غور کریں کہ وہ کتنے بڑے منحوس اور گنہگار یا رحمت خداوندی سے دور اور عند اللہ مبغوض ہیں، مسلمانوں پر فرض ہے کہ پاکباز نمازی بنیں اور گھر والوں کو بھی سمجھا بجھا کر، ترغیب و ترہیب سے جس طرح بھی ہو نمازی اور دیندار بنانے کی کوشش کریں اور بے نمازی ہونے کی نحوست سے بچیں اور بچائیں۔

(۱) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: الجفاء کل الجفاء والكفر والنفاق من سمع منادی اللہ ینادی بالصلاة یدعوا الی الفلاح فلا یجیبہ۔ (مسند الإمام أحمد، مسند معاذ بن أنس الجهنی (ح: ۱۰۶۲۷) / معجم الطبرانی الكبير، مسند معاذ بن أنس الجهنی (ح: ۳۹۴) / الطیورات: ۴۵۴/۲. انیس)

(۲) قال بعض العلماء رحمهم الله: سميت الصلاة صلاة لأنها صلة بين العبد وبين الله عز وجل ومواصلة من الله تعالى لعبده. (قوت القلوب في معاملة المحبوب، ذكر الحث على المحافظة على الصلاة: ۱۶۸/۲. انیس)

(۳) عن جابر أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: بین الکفر والإیمان ترک الصلاة. عن بريدة قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: العهد الذی بیننا و بینهم الصلوة فمن ترکها فقد کفر. (سنن الترمذی، کتاب الإیمان، باب ما جاء فی ترک الصلاة: (ح: ۲۶۱۸-۲۶۲۱) انیس)

(۴) الزواج عن اقتراب الكبائر، الكبيرة السابعة والسبعون تعمد تأخير الصلاة عن وقتها وتقديمها عليه: ۲۲۷/۱. انیس



فرمان خداوندی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾. (سورة التحريم: ۶۶)

اے ایمان والو! خود کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ۔

حق تعالیٰ ہم تمام کوتاہیات پابند نماز بنائے رکھے اور ہماری نمازیں قبول فرمائے۔ (آمین، ثم آمین) (فتاویٰ رحیمیہ: ۱/۱۳۵، ۱۳۹)

## ترک نماز کی سزا:

سوال: نماز ہر مرد و عورت، عاقل، بالغ مسلمان پر فرض ہے، جو حضرات نماز نہیں پڑھتے ہیں، ایسے مسلمانوں کے لئے دین محمدی نے کیا سزا تجویز فرمائی ہے؟

الجواب ————— حامدا ومصليا

نہایت خطرناک حالت ہے، ایسے لوگوں کی سزا تو بہت سخت ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، (۱) مگر یہاں سزا دینے کا حق ہر ایک کو نہیں، (۲) اس کو نرمی اور شفقت سے سمجھا دیا جائے۔ (۳)

کتاب ”فضائل نماز“ ان کو سنائی جائے، پنچایت بنا کر سب کو نماز کی تاکید کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ العبد محمود غفرلہ۔ دارالعلوم دیوبند۔ ۱۸/۹/۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ۔ دارالعلوم دیوبند۔ ۱۹/۹/۱۳۸۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۱۰)

(۱) عن بريدة رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”العهد الذى بيننا وبينهم الصلوة، فمن تركها فقد كفر“۔ رواه أحمد والترمذى والنسائى وابن ماجة (سنن النسائى، كتاب الصلاة، الحكم فى تارك الصلاة (ح: ۴۶۲) / سنن الترمذى، كتاب الإيمان، باب ماجاء فى ترك الصلاة (ح: ۲۶۲۱) / سنن ابن ماجة، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها (ح: ۱۰۷۹) / تحفة الإشراف (ح: ۱۹۶۰) انيس  
”وعن عبد الله بن عمرو بن العاص رضى الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أنه ذكر الصلوة يوماً فقال: ”من حافظ عليها، كانت له نوراً وبرهاناً ونجاة يوم القيامة، ومن لم يحافظ عليها، لم تكن له نوراً ولا برهاناً ولا نجاة، وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وهامان وأبى بن خلف“۔ رواه أحمد والدارمى. (مشكوة المصابيح، كتاب الصلوة: ۵۹، ۵۸/۱، قديمى) (مسند الإمام أحمد، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص (ح: ۶۵۷۶) / المعجم الكبير للطبرانى (ح: ۱۶۳) / المعجم الأوسط للطبرانى (ح: ۱۷۶۷) / سنن الدارمى، باب فى المحافظة على الصلاة (ح: ۲۷۶۳) / السنة لابن أبى بكر بن الخلال (ح: ۱۱۹۶) / الصحيح لابن حبان (ح: ۱۴۶۷) انيس))

أنس بن مالك عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ليس بين العبد والشرك إلا ترك الصلاة فإذا تركها فقد أشرك. (سنن ابن ماجة، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ماجاء فىمن ترك الصلاة (ح: ۱۰۸۰) انيس)

(۲) ”(و) العبد لا يحدّ سیده بغير اذن الإمام) و لو فعله هل يكفى؟ الظاهر لا، لقولهم: ركنه إقامة

الإمام“۔ نهر. (الدر المختار على صدر رد المحتار، كتاب الحدود، قبيل مطلب فى الكلام على السياسة: ۳/۴، سعيد)  
(۳) قال الله تعالى: ﴿أَذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ

==

هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ (سورة النحل: ۱۲۵)

## نماز چھوڑنے والے کی سزا:

سوال: اگر جان بوجھ کر نماز نہ پڑھی جائے، یا بالکل کوئی شخص نماز نہ پڑھے، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی کیا سزا مقرر کی ہے؟

الجواب: ————— وباللہ التوفیق

جان بوجھ کر نماز نہ پڑھنے والے یا بالکل نماز نہ پڑھنے والے کی سزا قید ہے، ایسے لوگوں کو پکڑ کر جیل خانہ میں قید کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ نماز پڑھنے کا پختہ عہد کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں۔ البتہ قید و بند کی یہ سزا اسلامی ملک میں ہے:

(ویکفر جاحدا) لثبوتها بدلیل قطعی (وتار کھا عمدًا معجنا) ای تکاسلاً فاسق (یحبس حتی یصلی) لأنه یحبس لحق العبد فحق الحق أحق. (الدر المختار کتاب الصلاة: ۵/۲) (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
محمد جنید عالم ندوی قاسمی۔ ۸/ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۳۸۶/۲)

## بے نمازی کے لئے حکومت کی سزا کی حیثیت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر حکومت وقت ایک آرڈیننس کے ذریعے یہ حکم جاری کر دے کہ ہر مسلمان، بالغ پاکستانی سے نماز یہ سختی سے عمل کروایا جائے گا، جو مسلمان پاکستانی، اس پر عمل نہیں کرے گا، تو اس کو کوڑوں کی یا جرمانہ یا قید یا مشقت کی سزا دی جائے گی، کیا حکومت کو ایسی سزا دینے کا اسلام کے مطابق حق حاصل ہے؟

الجواب:

قصداً نماز چھوڑنے والے کے بارے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ حکم ہے کہ ایسے شخص کو قید شدید میں رکھنا چاہئے، اور خوب سزا دینا چاہئے اور اس قدر ماریں کہ بدن سے خون بہنے لگے، یہاں تک کہ توبہ کر لے، یا اسی حالت میں مر جائے۔ (تفسیر مظہری (۲) ونفع المفتی (۳)، الدر المختار (۴)، امداد الفتاویٰ: ۵۳۴/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود: ۸۹۲/۲)

== ”يقول الله تعالى أمراً رسوله محمداً صلى الله تعالى عليه وسلم: أى أن يدعو الخلق إلى الله بالحكمة ..... قال ابن جرير: هو ما أنزل عليه من الكتاب والسنة والموعظة الحسنة: أى بما فيه من الزواجر والوقائع بالناس ذكرهم بها ليحذروا بأس الله تعالى. (تفسير ابن كثير: ۵۹۱/۲، سهيل اكيڈمي، لاہور)

(۱) الدر المختار على صدر رد المختار، كتاب الصلاة: ۳۵۲/۱، دار الفكر بيروت. انيس

(۲) في تفسير المظهرى: تحت قوله تعالى: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ﴾: ۳۳۴/۱، مكتبة بلوچستان، كوئٹہ

(۳) وبالجملة من ترك الصلاة فقد أتى كبيرة عظيمة يعاقب عليها عقاباً شديداً إن لم يتب. (نفع المفتى والمسائل

بجمع متفرقات المسائل للكنوى، كتاب الصلوات، ص: ۲۴، المطبع المصطفائي بدھلی. انيس)

(۴) (ویکفر جاحدا) ... (وتار کھا عمدًا معجنا) ای تکاسلاً فاسق (یحبس حتی یصلی) لأنه یحبس لحق العبد فحق

الحق أحق وقيل يضرب حتى یسيل منه الدم. (الدر المختار على صدر رد المختار، كتاب الصلاة: ۳۵۲/۱، دار الفكر بيروت. انيس)

## اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم سمجھ کر نماز ادا نہ کرنے والے کی سزا:

سوال: بعض لوگ بغیر کسی عذر کے نماز ترک کر دیتے ہیں، اور پھر کھیل، لغو باتوں، کام کاج اور دیگر مصروفیات میں مشغول رہتے ہیں، جب ان سے کہیں کہ نماز ترک کرنے سے خدا ناراض ہو جاتا ہے اور خدا کا عذاب بھی نازل ہوتا ہے، تو جواب ملتا ہے کہ خدا کی ذات ”غفور رحیم“ بھی ہے اور ہمیں معاف بھی کر دے گا، اس لیے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

الجواب

اللہ تعالیٰ بلاشبہ ”غفور رحیم“ ہیں، لیکن ایسے ”غفور رحیم“ کی نافرمانی جب ڈھٹائی سے کی جائے اور نافرمانی کرنے والے کو اپنی حالت پر شرمندگی بھی نہ ہو، تو اس کا قہر بھی نازل ہو سکتا ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص نے نماز پنج گانہ ادا کی، قیامت کے دن اس کے لیے نور بھی ہوگا، اس کے ایمان کا برہان بھی ہوگا، اور اس کی نجات بھی ہوگی اور جو ان کی پابندی نہ کرے، نہ اس کے لیے نور ہوگا، نہ اس کے ایمان کی دلیل ہوگی، نہ اس کی نجات ہوگی، اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا، (۱) اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے غضب سے پناہ میں رکھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شیطان کا مکر اور دھوکہ ہے کہ تم گناہ کئے جاؤ، اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں، وہ خود ہی بخش دیں گے۔ مومن کی شان یہ ہونی چاہیے کہ وہ احکام الہی کی پابندی کرے، گناہوں سے بچتا رہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کی امید بھی رکھے، جیسا کہ ہم دعائے قنوت میں کہتے ہیں:

”نَرْجُو أَرْحَمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ“.

(یا اللہ! ہم آپ کی رحمت کے امیدوار ہیں، اور آپ کے عذاب سے ڈرتے ہیں)۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۸/۳)

(۱) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنه ذکر الصلوة يوماً، فقال: ”من حافظ علیہا كانت له نوراً وبرهاناً ونجاةً يوم القيامة، ومن لم يحافظ علیہا لم تكن له نوراً ولا برهاناً ولا نجاةً، وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وهامان وأبى بن خلف“۔ رواه أحمد والدارمی۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوة: ۵۹، ۵۸/۱، قدیمی)

(مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص (ح: ۶۵۷۶): ۱۶۹/۲، سنن الدارمی، فی المحافظة علی الصلاة (ح: ۲۷۶۳) ۱۷۸۹/۳ / المعجم الأوسط للطبرانی: ۲۱۳/۲ (ح: ۱۷۶۷) / مسند الشامیین للطبرانی (ح: ۲۴۵) / الصحيح لابن حبان، ذکر الزواجر عن ترک المرء المحافظة علی الصلوات المفروضة (ح: ۱۴۶۷) / شعب الإيمان للبيهقي، فصل فی الصلوات وما فی أدانہن من الکفارات (ح: ۲۵۶۵) / الشريعة للآجری، باب کفر من ترک الصلاة (ح: ۲۷۵) / موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان، باب فیمن حافظ علی الصلاة ومن ترکها (ح: ۲۵۴) / المنتخب من مسند عبد بن حمید، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص (ح: ۳۵۳) قال الهیثمی فی المجمع: ۲۹۲/۱: رواه أحمد والطبرانی فی الكبير والأوسط، ورجال أحمد ثقات. انیس)

### مطلب بر آری کے بعد نماز، روزہ چھوڑ دینا بہت غلط بات ہے:

سوال: جناب بہت سے دوستوں میں یہ بات زیر بحث ہوتی ہے کہ ہمارے کچھ دوست جب کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں، تو فوراً اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور جب ان کا مطلب نکل جاتا ہے، تو نماز پھر چھوڑ دیتے ہیں، میں اور میرے بہت سے دوست کہتے ہیں کہ آدمی نماز، روزہ رکھے اور پڑھے، لیکن فرض سمجھ کر، یہ نہیں کہ جب کوئی مصیبت آئی، یا کوئی کام اٹک گیا، تو نمازیں شروع اور جب کام نکل گیا تو پھر اللہ کو بھول گئے۔ میں اور میرے دوست بھی کچھ ایسے ہیں جو کہ نماز نہیں پڑھتے، لوگ ہم سے کہتے ہیں کہ تم نماز پڑھو، تمہارا فلاں کام ہو جائے گا، یا مثلاً ایک دو دوستوں کا ویزا نہیں مل رہا ہے، سعودی عرب کا، اور دوسرے لوگ ان کو کہتے ہیں کہ نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو تمہارا ویزا آجائے گا، لیکن میں اور میرے دوست کہتے ہیں کہ صرف ویزا کے لیے نماز پڑھنا، یعنی لالچ کے تحت اللہ کے دربار میں حاضر ہونا اور کام نکل جائے، تو پھر نمازیں چھوڑ دینا، صحیح نہیں ہے۔

الجواب

دنیوی غرض کے لیے نماز، روزہ کرنا اور کام نکل جانے کے بعد چھوڑ دینا بہت ہی غلط ہے اور اس سے زیادہ غلط بات یہ ہے کہ آدمی اپنی حاجت اور ضرورت کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ ہو، نماز، روزہ اور دیگر عبادات محض اللہ تعالیٰ کا حق سمجھ کر کرنی چاہئیں، خواہ تنگی ہو یا فراخی، ہر حال میں کرنی چاہئیں۔ صرف دنیوی مفادات کو پیش نظر نہیں رکھنا چاہیے، بلکہ آخرت کی بھلائی اور اللہ تعالیٰ کی رضا مح نظر ہونی چاہیے۔ (۱)

الغرض آپ کا اور آپ کے دوستوں کا نظریہ تو صحیح ہے کہ صرف دنیوی مشکل حل کرانے کے لیے نماز، روزہ کرنا اور مشکل ہو جانے کے بعد چھوڑ دینا غلط ہے، لیکن یہ صحیح نہیں کہ مشکل وقت میں بھی اللہ تعالیٰ سے رجوع نہ کیا جائے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۰۳-۱۹۱)

### تارک نماز کے نیک اعمال:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام، اس مسئلہ میں کہ زید ہر کام دین کے مطابق کرتا ہے، صرف نماز گاہے بگا ہے چھوڑتا ہے، اور جو کام کرتا ہے، اس کو کارِ ثواب سمجھتا ہے۔ علماء کرام کی کیا رائے ہے؟

(۱) قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُوا أَوْجُوهَكُمْ قَبْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ  
وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ  
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ. (سورة البقرة: ۱۷۷) انیس)

## الحواب

نماز چھوڑنے والا شخص گناہ گار ہے، جو شخص عداً فرض نماز ترک کرتا ہے، اس کے متعلق علمائے دین کا اختلاف ہے، صحابہ کرام مثلاً حضرت عمر فاروق، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر، حضرت ابو برداء، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم کا مذہب، نیز ائمہ دین میں سے امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابراہیم نخعی، ابو بکر بن ابی شیبہ، ایوب سختیانی، اور ابو داؤد طیالسی رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ شخص کافر ہو جاتا ہے، دائرۃ اسلام سے الگ ہو جاتا ہے، العیاذ باللہ! اس کو بنا برار تہ اذ قتل کیا جاوے۔

حضرت امام شافعی، امام مالک، حماد بن زید اور مکحول رحمہم اللہ وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ کافر تو نہیں ہوتا، لیکن اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو حاکم اسلامی قتل کر دے۔ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب سب سے اسہل ہے۔ وہ یہ ہے کہ قتل کیا جاوے، نہ اسلام سے خارج، مگر حاکم وقت اس کو قید شدید میں رکھے اور خوب مارے، حتیٰ کہ بدن سے خون نکل آوے، یہاں تک کہ یا تو وہ توبہ کر لے، یا اسی حالت میں مر جائے۔ (۱) اس سے اختلاط وغیرہ تعلقات بند کئے جاویں۔ (۲)

یہ ہے اصل حکم، اسلام میں نماز چھوڑنے والے کا، لیکن موجودہ زمانے میں لوگوں نے نماز میں جو تساہل اختیار کیا ہے، وہ تو حد نفرو اعراض کو پہنچ چکا ہے، جو سب کے نزدیک موجب کفر ہے۔ (۳)

(۱) كما في تفسير المظهرى: أجمع الأمة على أنها فريضة قطعية يكفر جاحدها، وأما تارك الصلاة عمداً، فقال أبو حنيفة: لا يقتل، لكن يحبس أبداً حتى يموت أو يتوب، مسألة: الصلاة فريضة قطعية يكفر جاحدها. (ج: ۱، ص: ۳۳۴، مكتبة بلوچستان بکڈپو، کوئٹہ)

وفى تنوير الأبصار مع الدر المختار: (وتار كها عمداً مجانة) أى تكاسلاً فاسق (يحبس حتى يصلى)... وقيل يضرب حتى يسيل منه الدم.

فى الشامية: وقال أصحابنا فى جماعة منهم الزهرى: لا يقتل، بل يعذر (صوابه يعزر) ويحبس حتى يموت أو يتوب. (رد المحتار أول كتاب الصلاة: ۳۵۳، ۳۵۲/۱، طبع ایچ ایم سعید، کراتشى)

وكذا فى نفع المفتى والسائل بجمع متفرقات المسائل للكنوى، كتاب الصلوات، ص: ۲۴، المطبع المصطفائى بدھلى. انیس

(۲) قال جابر: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس بين العبد وبين الشرك أو بين الكفر إلا ترك الصلاة. قال أبو محمد: العبد إذا تركها من غير عذر لا بد من أن يقال: به كفر ولم يصف بالكفر. (سنن الدارمى، باب فى تارك الصلاة (ح: ۱۲۶۹) انیس)

(۳) كما فى فتح البارى: تحت الحديث "من ترك الصلاة متعمداً فقد كفر"، وتمسك بظاهر الحديث أيضاً الحنابلة ومن قال بقولهم من أن تارك الصلاة يكفر... وأما الجمهور فتأولوا الحديث... فقيل المراد من تركها جاحداً بوجوبها أو معتزلاً لكن مستخفاً مستهزئاً بمن أقامها. (كتاب مواقيت الصلاة، باب من ترك العصر: ۴۱/۲، قديمى كتب خانہ، کراچی)

لہذا اس شخص کو چاہئے کہ نماز ضرور بروقت پڑھے اور حلال کمائی کماوے اور گزشتہ نمازوں کی قضا کرے، تو اللہ تعالیٰ سے کامل امید ہے کہ اس کو بخش دی گا، بہر حال حنفیہ کے ہاں کافر نہیں۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۲/۸۹۰-۸۹۲)

**جو یا بندی سے نمازیں نہیں ادا کرتا، اسے ثواب ملے گا یا نہیں:**

سوال: جو شخص کبھی کبھی بعض نماز ترک کرتا ہے اور بعض نمازیں ادا کرتا ہے، اس کو ادا شدہ نمازوں کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب

ادا شدہ نماز کا ثواب ملے گا، اور ترک شدہ نماز کا عذاب ہوگا۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۲۶۷)

**کیا بے نمازی کے دیگر اعمال خیر قبول ہوں گے:**

سوال: بعض حضرات ایسے ہیں کہ غریبوں کی مدد کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، ہر طرح غربا کی مدد کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، لیکن جب ان سے کہا جائے کہ بھائی! نماز بھی پڑھ لیا کرو، تو کہتے ہیں یہ بھی تو فرض عبادت ہے۔ کیا بے نمازی کے یہ سارے اعمال قبول ہو جاتے ہیں؟

الجواب

کلمہ شہادت کے بعد اسلام کا سب سے بڑا رکن نماز ہے، نماز پنج گانہ ادا کرنے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اور نماز نہ پڑھنے سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔ زنا، چوری وغیرہ بڑے بڑے گناہ، نماز نہ پڑھنے کے گناہ کے برابر نہیں۔ پس جو شخص نماز نہیں پڑھتا، وہ اگر خیر کے دوسرے کام کرتا ہے، تو ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ وہ قبول نہیں ہوں گے، لیکن ترک نماز کا وبال اتنا بڑا ہے کہ یہ اعمال اس کا تدارک نہیں کر سکتے۔

ان حضرات کا یہ کہنا کہ یہ بھی تو فرض عبادت ہے، بجا ہے، لیکن ”بڑا فرض“ تو نماز ہے، ان کو چھوڑنے کا کیا جواز ہے؟ (۳)  
(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۱۸۷)

(۱) لما فی تنویر الأبصار: وقضاء الفرض و الواجب والسنة فرض و واجب وسنة. (الدر المختار علی صدر رد المحتار، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۲/۶۳۳، رشیدیہ)

(۲) (وتار کھا عمدًا مجاناً) أى تکاسلاً فاسق (یحس حتى یصلی) الخ وقيل یضرب حتی یسبل منه الدم، وعند الشافعی یقتل بصلاة واحدة حدًا، وقيل کفرًا. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، أول کتاب الصلوة: ۳۶۱/۱، ظفیر)

==

(۳) دیکھئے: الزواجر عن اقتراف الكبائر (۱/۱۳۷)، طبع بیروت

## تارک صلاۃ کی نماز جنازہ درست ہے:

(الجمعیۃ سہ روزہ، مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

سوال: بے نمازی، یعنی جس شخص نے تمام عمر میں کبھی نماز نہیں پڑھی، ایسے شخص پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب

تارک الصلوٰۃ دائماً حنفیہ کے نزدیک فاسق ہے، کافر نہیں، اور فاسق کے جنازے کی نماز پڑھنی ضروری ہے، بغیر نماز پڑھے دفن کر دینا جائز نہیں، ہاں بے نمازیوں کو زجر کرنے کے لئے بزرگ اور مقتدا نماز نہ پڑھیں، معمولی درجہ کے لوگوں کو کہہ دیں کہ وہ نماز پڑھ کر دفن کر دیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۴۹۱/۳، ۴۹۲)

## بے نمازی کی نماز جنازہ کا حکم:

سوال: زید کہتا ہے کہ بے نمازی کے جنازہ پر بموجب آیات قرآن نماز پڑھنا ناجائز ہے، سورہ توبہ رکوع: ۸ میں وہ آیت ہے، اس پر مسلمانوں کو عمل کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ وباللہ التوفیق

زید کا کہنا کہ بے نمازی کے جنازہ پر نماز پڑھنا ناجائز ہے، محض غلط ہے، قرآن میں کسی جگہ منع نہیں کیا گیا ہے، البتہ کفار کے جنازہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے یا ان کی قبر پر کھڑا ہونے کو منع فرمایا گیا ہے۔

== ایضاً: عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "أی الأعمال أحب إلی اللہ تعالیٰ؟" قال: "الصلوٰۃ لوقتها" الحدیث. (مشکوٰۃ، ص: ۵۸)

وفی الحدیث دلیل علی ما قالہ العلماء من أن الصلوٰۃ أفضل العبادات بعد الشہادتین. (مرقاۃ: ۲/۲۷۰) والحدیث رواہ مسلم فی صحیحہ، باب بیان کون الإیمان باللہ تعالیٰ (ح: ۱۳۹) بلفظ: "أی الأعمال أحب إلی اللہ قال: الصلاة علی وقتها. انیس

(۱) "صلوا علی کل برو فاجر" الحدیث. (کنز العمال: ۶/۵۴ ط، بیروت)

والحدیث رواہ النسائی فی سننہ (ح: ۱۷۴۴) بلفظ: صلوا خلف کل برو فاجر وصلوا علی کل برو فاجر وجاهدوا مع کل برو فاجر. عن أبی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والدارقطنی فی باب صفة من تجوز الصلاة معه والصلاة علیہ (ح: ۱۷۶۸) والبیہقی فی السنن الکبریٰ فی باب الصلاة علی من قتل نفسه غیر مستحل (ح: ۶۸۳۲). انیس (وہی فرض علی کل مسلم مات خلا) أربعة (بغاة، وقطاع طریق) الخ. (الدر المختار مع حاشیة رد

المختار، باب الجنائز، مطلب فی صلاۃ الجنائز: ۲/۲۱۰)

چنانچہ ارشاد باری ہے:

﴿وَلَا تَصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾ (سورة التوبة: ۸۴)

”و یصلی علی کل مسلم مات بعد الولادة صغیراً کان أو کبیراً، ذکرراً کان أو أنثی، حرّاً کان أو عبداً“۔ (الفتاویٰ الہندیہ: ۱/۶۳۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
العبد الضعیف محمد حفیظ الحسن۔ ۲/ صفر ۱۳۴۲ھ۔

المحبب مصیب: محمد عثمان غنی غفرلہ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۳۴۶، ۳۴۷)

### تارک الصلاۃ فقیر کے پاس جانا:

سوال: یہاں پر ایک فقیر صاحب آئے ہیں، نماز نہیں پڑھتے، روزہ نہیں رکھتے، دیگر بھنگ بھی پیتے ہیں، سب باتوں میں پورے ہیں، شریعت کو پس پشت ڈالا ہے، مگر لوگوں کو ان کے دل کی بات بتا دیتے ہیں، مثلاً کسی کو کہتے ہیں ’تو اس وجہ سے میرے پاس آیا ہے کہ تجھ سے تیرے مکان میں ٹھہرا نہیں جاتا، مکان میں جن ہے، یہاں سب لوگوں کا جی اس فقیر صاحب پر جم گیا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ جس کے دل میں جو آرزو ہو، وہ بتاتے ہیں، اور سب کا کام ہو جاتا ہے، اب یہاں پر یہ سوال ہے کہ قرآن شریف میں سات سو مرتبہ نماز کو کہا ہے، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ جو میری شریعت پر نہ چلے، تو اگر وہ آسمان پر بھی اڑتا ہو، تو لا حول پڑھو، دیگر بات یہ ہے کہ فقیر صاحب کھاتے ہیں، اچھے کپڑے پہنتے ہیں، بیڑی حقہ پیتے ہیں اور نماز نہیں پڑھتے، رات کو کچھ تھوڑی دیر کچھ ورد پڑھتے ہیں، تو آپ علمائے کرام ہمیں اس کا خلاصہ برائے مہربانی اچھی طرح سے عنایت فرمائیں؟ بینو اتو جروا۔

الجواب

احکام شریعت یعنی بعد از ایمان، نماز، روزہ وغیرہ وغیرہ شرعاً عاقل بالغ کے لئے کسی وقت بھی معاف نہیں، ان چیزوں کا تارک فاسق اور فاجر ہے، بعض اماموں کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور بعض کے نزدیک واجب القتل ہے، ہمارے مذہب میں ایسے شخص کو قید کر دینے کا حکم ہے۔ جو شخص پابند شرع نہ ہو، نماز، روزہ کا پابند نہ ہو، اگر عادت کے خلاف کوئی کام کر کے بتلا دے، وہ اس کی کرامت نہیں، بلکہ یا تو وہ جادو ہے، یا ناپاک علم ہے، یا منجانب اللہ اسے ڈھیل ہے، ایسے شخص کو ولی یا نیک دیندار سمجھنا یا ایسے شخص سے مخفی باتوں کو دریافت کرنا جائز نہیں، حرام ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے شخص سے بات پوچھ کر اس پر عمل کرنے والے کو سخت برا بھلا کہا ہے، بعض میں اسے کفر سے تعبیر کیا ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے شخص کے قریب تک نہ جائیں، بلکہ اس سے بہت ہی دور رہیں، ورنہ وہ بھی مجرم اور گناہ گار ہے، اور ان لوگوں کے دین و ایمان کو بھی بیکار کر دے گا۔



وقال أصحابنا في جماعة منهم الزهري: لا يقتل بل يعذر (صوابه يعزر) ويحبس حتى يموت أويتوب (قوله: وعند الشافعي يقتل) وكذا عند مالك وأحمد، وفي رواية عن أحمد، وهي المختارة عند جمهور أصحابه أنه يقتل كفراً. (۱) فقط والله تعالى أعلم وعلمه أتم. (فتاویٰ بسم اللہ: ۱۱/۲۵۱-۲۵۲)

### تارک صلاۃ کیساتھ زجر اسلام وکلام ترک کرنا چاہئے:

سوال: جو مسلمان نماز نہ پڑھتا ہو اور نہ اپنے تابعین کو تاکید کرتا ہو، اس کی شادی یا میت میں یا جنازے کی نماز میں شریک ہونا، یا اس کے ساتھ کھانا پینا، یا اس سے کسی قسم کا لین دین کرنا، جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اسلامی فرائض میں سے نماز اہم ترین فرض ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ! ”خدا کے بندے (مسلمان) اور کافر کے درمیان نماز کا فرق ہے“۔ (۲)

یعنی مسلمان خدا کی عبادت، نماز ادا کرتا ہے اور کافر نماز نہیں پڑھتا، جو لوگ نماز نہیں پڑھتے، وہ سخت گنہگار اور فاسق ہیں، ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ترک نماز سے تائب ہو، خود بھی نماز پڑھے اور دوسروں یعنی اپنے متعلقین کو بھی تاکید کرتا رہے، اگر کوئی مسلمان ترک نماز پر اصرار کرے اور سمجھانے اور تاکید کرنے کو بھی خیال میں نہ لائے، تو دوسرے مسلمانوں کو جائز ہے کہ وہ زجر اسلام کے ساتھ کلام و سلام، کھانا پینا، ترک کر دیں۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ (کفایت المفتی: ۳۰۶/۴۹)

### تارک صلاۃ کا کھانا، کھانا درست ہے:

سوال: زید نماز نہیں پڑھتا ہے، اس کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں، اور اس کا پیسہ مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (المستفتی: ۲۳۸۰، شیخ محمد قاسم صاحب (بلند شہر) ۲۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ/ ۲۴ جولائی ۱۹۳۸ء)

(۱) رد المحتار، أول كتاب الصلاة: ۷/۲.

(۲) قال أبو يزيد البسطامي: لو نظرتم إلى رجل أعطى من الكرامات حتى يرفع في الهواء، فلا تغتروا به حتى تنظروا كيف تجدونه عند الأمور والنهي وحفظ الحدود وأداء الشريعة، الخ. (شرح العقيدة الطحاوية للبراك، منهج أهل السنة في كرامات الأولياء: ۳۹۷/۱، شاملة)

(۳) عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بين العبد وبين الكفر ترك الصلاة. (سنن الترمذی، باب ما جاء في ترك الصلاة (ح: ۲۶۲۰) انیس)

(۴) (وتار کھیا عمداً مجاناً) أى تكاسلاً فاسق (يحبس حتى يصلي)؛ لأنه يحبس لحق العبد فحق الحق أحق. (الدر المختار على صدر رد المحتار، أول كتاب الصلاة: ۳۵۲/۱، ط: سعيد)

الجواب

تارک الصلوٰۃ سخت گنہگار اور فاسق ہے، اس کے ہاتھ کا کھانا کھانا، اور اس کی کمائی اگر حلال طریق سے ہو، مسجد میں لگانا، درست تو ہے، لیکن اگر جبراً اس کے ہاتھ کا کھانا، نہ کھایا جائے اور اس کے پیسہ کو مسجد میں نہ لگایا جائے، تو بہتر ہے۔ (۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ (کفایت المفتی: ۳/۴۸۸)

### بے نمازی کے ساتھ کام کرنا:

سوال: میں ایک ایسے آدمی کے ساتھ کام کرتا ہوں، جو نماز نہیں پڑھتے، بلکہ جمعہ تک نہیں پڑھتے، کیا ایسے آدمی کے ساتھ کام کرنا جائز ہے؟

الجواب

کام تو کافر کے ساتھ بھی کر سکتے ہیں، وہ صاحب اگر مسلمان ہیں، تو ان کو نماز کی ترغیب دینا ضروری ہے۔ (۲) آپ ان کو کسی بہانے کسی نیک صحبت میں لے جایا کیجئے، اس سے انشاء اللہ تعالیٰ وہ نمازی ہو جائیں گے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۱۸۹)



(۱) (وتارکھا عمدًا مجاناً) أى تکاسلاً فاسق (یحبس حتى یصلی)؛ لأنه یحبس لحق العبد فحق الحق أحق. (الدر المختار علی صدر رد المحتار، أول کتاب الصلاة: ۳۵۲/۱، ط: سعید)

(۲) قرآن و سنت میں نماز کی فضیلت بہت زیادہ آئی ہے، اس کو بیان کرنا چاہیئے۔ مثلاً:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ... إن النار تأکل کل شیء من ابن آدم إلا موضع السجود فیصیب علیہم من ماء الجنة فینبتون کما تنبت الحبة فی حمیل السیل. (سنن النسائی، باب موضع السجود، (ح: ۱۱۴۰) انیس) عن ثوبان قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "استقیموا ولن تحصوا واعلموا أن خیر أعمالکم الصلاة ولن یحافظ علی الوضوء إلا مؤمن". (سنن النسائی، کتاب الصلاة، جماع مواقیات الصلاة، باب خیر أعمالکم الصلاة (ح: ۲۰۸۱) /الموطا للإمام مالک بلاغاً (۸۱) /سنن ابن ماجہ، باب المحافظة علی الوضوء، کتاب الطهارة (ح: ۲۷۷) /مسند الرویانی، سالم بن أبی جعد عن ثوبان (ح: ۶۱۵) /سنن الدارمی، باب ماجاء فی الطهور (ح: ۶۸۱) انیس)

## نماز کے اوقات

کیا قرآن سے پنج وقتہ نماز کے اوقات ثابت ہیں:

سوال: زید آیت کریمہ ﴿اقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ﴾ سے تین وقت کی نماز فجر، مغرب، عشا پر استدلال کرتا ہے۔ کیا قرآن شریف کی کسی آیت شریفہ سے اوقات نماز پنجگانہ صریحاً ثابت ہوتے ہیں؟

الجواب

آیت کریمہ ﴿اقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ﴾ (۱) میں پانچوں نمازوں کی فرضیت مراد ہو سکتی ہے۔ اس طرح کہ دن کے ایک طرف میں صبح کی نماز ہے اور دوسری طرف میں زوال کے بعد سے غروب آفتاب کے بعد تک تین نمازیں: ظہر، عصر، مغرب اور ﴿زُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ﴾ میں عشا مراد ہو۔

اس لیے کہ دن کا پہلا نصف حصہ زوال تک ہے اور دوسرا نصف حصہ زوال کے بعد غروب تک۔ اگر دوسرے حصے میں غروب تک دو نمازیں ظہر اور عصر رکھی جاویں تو مغرب اور عشا ﴿زُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ﴾ سے مراد ہو سکتی ہیں اور ایک دوسری آیت سے بھی مفسرین نے پانچوں نمازیں مراد لی ہیں۔ وہ یہ ہے:

﴿فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ﴾ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۳/۲)

نماز پنجگانہ کا قرآن سے ثبوت:

سوال: نماز پنجگانہ کی نسبت قرآن شریف میں کس کس آیت میں ذکر آیا ہے؟

(۱) سورة هود: ۱۱۴۔

(۲) سورة الروم: ۱۷۔

﴿فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ﴾ الخ، وقيل المراد بالتسبيح هنا الصلوات الخمس فقوله: ﴿حِينَ تُمْسُونَ﴾ صلاة المغرب والعشاء وقوله: ﴿حِينَ تُصْبِحُونَ﴾ صلاة الفجر وقوله: ﴿عَشِيًّا﴾ صلاة العصر وقوله: ﴿وَحِينَ تُظْهِرُونَ﴾ صلاة الظهر، كذا قال الضحاك وسعيد بن جبیر وغيرهما، الخ. (فتح القدير للشوكاني، ج: ۴ / ص: ۲۱۱، ظفیر)  
كذا في الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، الجزء الرابع عشر، تفسير سورة الروم، ص: ۱۵، دار الفكر بيروت، انیس

## الجواب

قال الله تعالى: ﴿اقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ كَرِهُوا﴾ (۱)

فی الجلالین: ﴿طَرَفِي النَّهَارِ﴾ الغداة والعشی أى الصبح والعصر والظهر ﴿وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ﴾ أى المغرب والعشاء. (جلالین مطبوعه مجتبیائی)

وقال تعالى: ﴿فَسُبْحْنَ اللَّهُ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ. وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ﴾. (۲)

قال فی الجلالین: ﴿حِينَ تُمْسُونَ﴾ فيه صلاتان المغرب والعشاء ﴿وَحِينَ تُصْبِحُونَ﴾ فيه صلاة الصبح ﴿وَعَشِيًّا﴾ فيه صلاة العصر ﴿وَحِينَ تُظْهِرُونَ﴾ فيه صلاة الظهر. (جلالین، ص: ۳۴۲)  
وفی الحدیث عن عبادة بن الصامت. رضى الله عنه. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "خمس صلوات افترضهن الله تعالى من أحسن وضوء هن وصلاتهن لوقتھن وأتم ركوعھن وخشوعھن كان له على الله عهد أن يغفر له". (الحدیث رواه أحمد وأبوداؤد وغيرهما) (۳)  
وعن أبی أمامة. رضى الله عنه. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "صلوا خمسكم وصوموا شهرکم وأدوا زكوة أموالكم وأطيعوا ذا أمرکم تدخلوا الجنة ربكم". (رواه أحمد والترمذی) (۴)

(۱) سورة هود: ۱۱۴ -

(۲) سورة الروم: ۱۷ -

(۳) مسند الإمام أحمد، مسند عبادة بن الصامت (ح: ۲۲۷۰۴) / سنن أبی داؤد، كتاب الصلاة، باب فی المحافظة على وقت الصلوات (ح: ۴۲۵) / تعظیم قدر الصلاة لمحمد بن نصر المروزی، باب ذکر الأخبار التي احتجت به (ح: ۱۰۳۴) / المعجم الأوسط للطبرانی، من اسمه عبد الرحمن (ح: ۴۶۵۸) / السنن الكبرى للبيهقي، باب الترغيب في حفظ وقت الصلاة والتشهد (ح: ۳۱۶۶) / شرح السنة للبغوی، باب فضل الوتر (ح: ۹۷۸) انیس

(۴) مسند الإمام أحمد، حدیث أبی أمامة الباهلی الصدی بن عجلان (ح: ۲۲۲۵۸) / أخبار مكة للفاكهي، ذكر حد من لم يكن أهله حاضري المسجد الحرام (ح: ۱۸۹۳) / سنن الترمذی، باب منه (ح: ۶۱۶) / الصحيح لابن خزيمة، باب ذكر الدليل على أن لا واجب في المال (ح: ۲۲۵۷) / الصحيح لابن حبان، ذكر التخصيص الثاني الذي يخص عموم تلك (ح: ۴۵۶۳) / المعجم الكبير للطبرانی، محمد بن زياد الألهاني، عن أبی أمامة (ح: ۷۵۳۵) / مسند الشاميين للطبرانی، ما أسند شرجيل بن مسلم بن خالد الخولاني (ح: ۵۴۳) / سنن الدارقطني، باب المواقيت (ح: ۲۷۵۹) / المستدرک للحاكم، كتاب الإيمان (ح: ۱۹) / الآحاد والمثاني لابن أبی عاصم، أبوقتيبة (ح: ۲۷۷۹) / مسند الروياني (ح: ۱۲۶۴) / شعب الإيمان، القرايين والأمانة عن معناها (ح: ۶۹۶۷) انیس

ان آیات و احادیث سے فرضیت صلوات خمسہ واضح ہے اور دیگر آیات و احادیث بکثرت فرضیت صلوات خمسہ پر نص قاطع ہیں اور رکعات ہر ایک نماز کی معروف و مشہور ہیں وہ بھی قطعی ہیں ان کا انکار کفر ہے۔ فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۰۲)

### صلوات خمسہ کا ثبوت قرآن مجید سے:

سوال: پانچ وقت کی نمازیں قرآن شریف سے ثابت ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو کس کس جگہ سے ثابت ہیں؟  
(سائل: عتیق الرحمن ۷/۵/۷۷ آرسا ہیوال)

الجواب

پانچ نمازیں تو اتر معنوی اور احادیث مشہورہ سے بطور قطعی ثابت ہیں حتیٰ کہ ان کا منکر کافر ہے اور قرآن مجید سے بھی اشارۃً ثابت ہوتی ہیں۔

۱. ﴿فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ﴾. (آخری رکوع سورہ طہ: ۱۳۰)

”قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ“ سے فجر، ”قَبْلَ الْغُرُوبِ“ سے عصر، ”وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ“ سے مغرب و عشاء اور ”أَطْرَافَ النَّهَارِ“ سے ظہر کی نماز ثابت ہے؛ کیونکہ اس وقت دن کے نصف اول اور نصف آخر کی حدیں ملتی ہیں۔

۲. ﴿فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ وَمِنْ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ﴾. (سورۃ ق: ۳۹)

”قبل طلوع“ سے مراد فجر، ”قبل الغروب“ سے ظہر اور عصر ”من الليل“ سے مغرب اور عشاء مراد ہیں۔

۳. ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ، إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾. (سورۃ بنی اسرائیل: ۷۸)

﴿لِذُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ﴾ میں چار نمازیں آگئیں، ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ﴿قُرْآنَ الْفَجْرِ﴾ میں صبح کی نماز آگئی۔ (۱)

(۱) ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ﴾ یعنی الصلوات الخمس ﴿لِذُلُوكِ الشَّمْسِ﴾ ای لزوالہافی کبد السماء، یعنی صلاة الظهر و العصر ﴿إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ﴾ یعنی اجتماعه و ظلمته، صلاة المغرب عند بدو الليل، و صلاة العشاء عند اجتماع الليل، و ظلمته إذا غاب الشفق ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ﴾ وہی صلاة الصبح ﴿إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ تشهد ملائکہ اللیل و ملائکہ النهار. (تفسیر القرآن العظیم لابن أبی زینین، تفسیر سورۃ بنی اسرائیل: ۷۸، ج: ۲، ص: ۴۰۳) کذا فی التفسیر الوسیط للواحدی، سورۃ الإسراء: ۱۲۱/۳، تفسیر النسفی - مدارک التنزیل، تفسیر سورۃ بنی اسرائیل: ۲۷۲/۲، تفسیر ابن کثیر: ۱۰۲/۵، سلامة / التفسیر المظہری، تفسیر سورۃ الإسراء: ۶۵/۵، تفسیر القاسمی - محاسن التأویل، تنبیہات: ۴۸۳/۶، انیس)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں بطور اشارہ صلوات خمسہ کا ثبوت ملتا ہے۔ احادیث نبویہ جو قرآن کریم کی شرح ہیں وہ بصراحت دال ہیں۔ (۱) اسی طرح تواتر معنوی اور امت کا اجماع پانچ نمازوں کی فرضیت پر منعقد ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ، رئیس الافتا خیر المدارس، ملتان۔ الجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ، ۲۰ صفر ۱۳۶۹ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۲۳۱)

### پانچ وقت کی نماز کے دلائل:

سوال: پانچ وقت نماز کے دلائل کون کون سی آیت سے معلوم ہوتے ہیں؟  
(المستفتی: ۲۵۴۶۶ حاتم احمد (بنگال) ۲۷ شعبان ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

الجواب

قرآن مجید میں کئی مقامات پر آیات ہیں ان میں سے یہ آیت بھی ہے:  
﴿فَسُبْحْنَ اللّٰهَ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ﴾ (الایة: (سورة الروم: ۱۷) (۲)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۳/۴۸۸-۴۸۹)

### نماز پنجگانہ کو اوقات خمسہ پر تقسیم کرنے کی دلیل اور حکمت:

سوال: نماز پنجگانہ کو اوقات خمسہ پر کیوں تقسیم کیا گیا؟ اس کی مشروعیت کی کیا دلیل ہے؟ نیز اوقات کی حکمت کیا ہے؟

الجواب

قرآن کریم کی بہت سی آیات سے مشروعیت اوقات کا پتہ چلتا ہے، نیز حدیث امامت جبریل اور اس کے علاوہ احادیث بھی اوقات کی مشروعیت کی دلیل ہیں۔ ملاحظہ ہو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ، إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ (سورة بنی اسرائیل: ۷۸)

(۱) عن طلحة بن عبيد الله قال: جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من أهل نجد ثائر الرأس يسمع دوى صوته ولا يفقه ما يقول، حتى دنا فإذا يسأل عن الإسلام، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: خمس صلوات في اليوم والليلة، قال: هل على غيرهن؟ قال: لا، إلا أن تطوع. (موطأ الإمام مالك، باب جامع الترخيب في الصلاة: ح: ۹۴) / مسند الشافعي، ترتيب السندی، باب الإيمان والإسلام (ح: ۱) انیس

(۲) سأل نافع بن أَرْزُق ابن عباس رضى الله عنهما عن الصلوات الخمس في القرآن، فقراً: ﴿فَسُبْحْنَ اللّٰهَ حِينَ تُمْسُونَ﴾ قال: صلاة المغرب ﴿وَحِينَ تُصْبِحُونَ﴾ قال: صلاة الصبح ﴿وَعَشِيًّا﴾ قال: صلاة العصر ﴿وَحِينَ تَطْهَرُونَ﴾ صلاة الظهر، ثم قرأ ﴿وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ﴾. (التفسير الطبري، تفسير سورة الروم: ۸۴/۲۰، دار المعارف / كذا في التفسير المظهری: ۲۲۸/۷. انیس)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں:

جمہور مفسرین نے اس آیت کریمہ کو پانچوں نمازوں کے لئے جامع حکم قرار دیا ہے۔۔۔ ﴿ذُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ﴾ میں چار نمازیں آگئیں، ظہر، عصر، مغرب، اور عشا..... ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ﴾ اس جگہ لفظ قرآن بول کر نماز مراد لی گئی ہے، کیونکہ قرآن نماز کا جزو اہم ہے، اکثر ائمہ تفسیر، ابن کثیر، قرطبی، مظہری وغیرہ نے یہی معنی لکھے ہیں، اس لئے مطلب آیت کا یہ ہوگا کہ ﴿ذُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ﴾ کے الفاظ میں چار نمازوں کا بیان تھا، یہ پانچوں نماز فجر کا بیان ہے، اس کو الگ کر کے بیان کرنے میں اس نماز کی خاص اہمیت اور فضیلت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ (معارف القرآن: ۵۰۲/۵)

قال الله تعالى: ﴿فَسُبْحْنَ اللّٰهَ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ. وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ﴾. (سورة الروم: ۱۷-۱۸)  
درمنثور میں ہے:

أخرج عبد الرزاق والمفريابی وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم والطبرانی والحاكم وصححه عن أبي رزين قال: جاء نافع بن الأزرق إلى ابن عباس. رضى الله عنهما. فقال: هل تجد الصلوات الخمس في القرآن؟ قال: نعم، فقرأ: (فَسُبْحْنَ اللّٰهَ حِينَ تُمْسُونَ) صلاة المغرب (وَحِينَ تُصْبِحُونَ) صلاة الصبح (وَعَشِيًّا) صلاة العصر (وَحِينَ تُظْهِرُونَ) صلاة الظهر، وقرأ (وَمِنْ بَعْدِ صَلَوةِ الْعِشَاءِ) وأخرج ابن أبي شيبة وابن جرير وابن المنذر عن ابن عباس. رضى الله عنهما. قال: جمعت هذه الآية مواقيت الصلاة (فَسُبْحْنَ اللّٰهَ حِينَ تُمْسُونَ) قال: المغرب والعشاء، الخ. (الدر المنثور: ۴۸۸/۶) (۱)  
معارف القرآن میں ہے:

علمائے کہا ہے کہ اس آیت میں پانچوں نمازوں کا مع ان کے اوقات ذکر آگیا ہے، جیسا کہ حضرت ابن عباس سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا قرآن میں پانچ نمازوں کا ذکر صریح ہے؟ تو فرمایا: ہاں! اور استدلال میں یہی آیت پیش کر کے فرمایا ..... اور حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ ﴿حِينَ تُمْسُونَ﴾ میں مغرب اور عشاء دونوں داخل ہیں۔  
(معارف القرآن: ۷۲۹/۶)

بخاری شریف میں ہے:

عن ابن شهاب أن عمر بن عبد العزيز أخر الصلاة يوماً فدخل عليه عروة بن الزبير فأخبره أن

(۱) تفسیر البغوی، تفسیر سورة الروم: ۵۷۳/۳ / تفسیر النسفی: ۶۹۴/۲ / التفسیر الطبری: ۸۴/۲۰، دارالمعارف / مصنف عبد الرزاق، باب ماجاء فی فرض الصلاة (ح: ۱۷۷۲) / المستدرک للحاکم، تفسیر سورة الروم (ح: ۳۵۴۱) / السنن الكبرى، باب أول فرض الصلاة (ح: ۱۶۸۳) / المعجم الكبير، ومن مناقب عبد الله بن عباس (ح: ۱۰۹۶). انیس

المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ۔ آخر الصلوٰۃ یوماً وهو بالعراق، فدخل علیہ أبو مسعود الأنصاری۔ رضی اللہ عنہ۔ فقال: ما هذا یا مغیرۃ؟ أليس قد علمت أن جبرئیل علیہ السلام نزل فصلی فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم صلی فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... ثم قال: بهذا أمرت..... الخ۔ (رواہ البخاری: ۷۵۱/۱، حدیث نمبر: ۵۱۵، باب مواقیت الصلاة) ترمذی شریف میں ہے:

إن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ”أمنی جبرئیل علیہ السلام عند البیت مرتین فصلی الظهر فی الأولیٰ منہما حین کان الفیء مثل الشراک ثم صلی العصر حین کان کل شیء مثل ظله ثم صلی المغرب حین وجبت الشمس وأفطر الصائم ثم صلی العشاء حین غاب الشفق ثم صلی الفجر حین برق الفجر وحرم الطعام علی الصائم وصلی المرة الثانیة الظهر... ثم التفت إلی جبرئیل علیہ السلام فقال: یا محمد هذا وقت الأنبیاء من قبلک والوقت بین ہذین الوقتین۔ (رواہ الترمذی، أبواب الصلاة، باب ماجاء فی مواقیت الصلاة: ۳۸۱/۱، أبو داؤد: ۵۶۱/۱، باب المواقیت، (ح: ۳۹۳) درس ترمذی میں ہے:

یہ حدیث، حدیث امامت جبرئیل کہلاتی ہے اور باب مواقیت میں اصل ہے، اللہ تعالیٰ اگر چاہتے تو یہ بھی ممکن تھا کہ مواقیت کی تعلیم زبانی طور سے دیدی جاتی، لیکن جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ عملی تعلیم کو اختیار کیا گیا، کیوں کہ وہ واقع فی الذہن ہوتی ہے۔ (درس ترمذی: ۳۹۳/۱)

### اوقات پر تقسیم کرنے کی حکمت:

فجر کے بعد بیدار ہونا موت کے بعد زندگی ملنے کے مترادف ہے، لہذا شکر یہ کے طور پر نماز ادا کریں۔ زوال میں انسان کی زندگی کے زوال کی طرف اشارہ ہے، لہذا موت کی تیاری میں لگنا چاہئے، عصر کا وقت گویا موت کے قریب ہونے کی علامت ہے کہ سورج کی طرح میں بھی جانے والا ہوں، مغرب میں سورج کے ڈوبنے میں زندگی کے سورج ڈوبنے کی طرف اشارہ ہے، تو عبادت میں مشغول ہونا چاہئے، اور عشا میں سورج کے نشانات بھی مٹ جاتے ہیں، تو ایک دن آپ کے نشانات اور ذکر بھی ختم ہو جائے گا، لہذا خود اپنے لئے تیاری کر لو اور عشا پڑھ لو۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم زکریا: ۴۳/۲-۴۶)

### کیا قرآن پاک سے صرف تین وقت کی نماز ثابت ہے:

سوال: میرے ایک عزیز دوست آج کل کچھ بہکی بہکی باتیں کرنے لگے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم سے پانچ وقت کی نماز ثابت نہیں ہے، صرف تین وقت کی نماز ثابت ہوتی ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حدیث وہی معتبر ہے جو



قرآن حکیم سے مطابقت رکھتی ہو۔ نیز یہ بھی خیال ہے کہ خطہ ارض پر دن رات چھوٹے بڑے ہوتے ہیں، کہیں دن میں بس ۴، ۵، گھنٹے سورج چمکتا ہے اور ۱۹، ۲۰، گھنٹے کی رات ہوتی ہے۔ ان صاحب کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پانچ وقت کی نماز کی فرضیت منجانب اللہ نہیں ہے، صرف سنت مؤکدہ ہے، معراج شریف میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو باتیں ہوئیں وہ ان کو ضعیف اور ناقابل اعتبار سمجھتے ہیں۔ امید ہے کہ آنجناب ہمارے دوست کی راہنمائی فرمائیں گے۔

الجواب ————— حامداً و مصلیاً

قرآن کریم میں ہے:

﴿مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ الخ. (سورة الحشر: ۷)

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ الخ. (سورة النساء: ۶۴)

نیز فرمایا ہے:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ الخ. (سورة النساء: ۸۰)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث واجب القبول ہے، اپنے ان دوست سے معلوم کیجئے کہ کس کس وقت کی نماز قرآن کریم سے ثابت ہے، نیز کتنی رکعتیں ثابت ہیں، نیز ان کے پڑھنے کا طریقہ کیا ہے اور ان کا انتہائی وقت، اور ابتدائی وقت کیا ہے؟ یہ سب قرآن کریم ہی سے ثابت کریں۔ جس بات سے قرآن کریم ساکت ہو اور حدیث پاک میں وہ موجود ہو اس کو وہ قرآن کے موافق قرار دیں گے یا خلاف، یا حدیث کا ضعیف اور ناقابل اعتبار ہونا کس بنا پر ہے، اس میں سند کو کچھ دخل ہے کہ نہیں؟ اس سلسلے میں ان کے اصول معلوم ہوں، تو بات آگے چلے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱۸/۱۳۹۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۱/۵-۳۱۲)

صلوٰۃ وسطیٰ کون سی نماز ہے:

سوال: صلوٰۃ وسطیٰ کون نماز ہے اور اگر بالفرض کوئی ایک ہی نماز صلوٰۃ الوسطیٰ ہے اور چار نماز باقی رہ جاتی ہیں، تو ان کے بارے میں کامل تصدیق نہ رہی۔ (از سوالات امام شاہ خان)

الجواب

صلوٰۃ وسطیٰ کے بارے میں سات قول ہیں۔ پانچ قول یہ ہیں کہ نماز پنجگانہ (میں) سے ہر ایک صلوٰۃ الوسطیٰ ہے

اور تعین میں اختلاف ہے۔ کسی نے کسی ایک نماز کو صلوٰۃ الوسطیٰ کہا ہے اور کسی نے دوسری نماز کو صلوٰۃ الوسطیٰ کہا ہے اور چھٹا قول یہ ہے کہ مجموعہ پنجوقتی نماز صلوٰۃ الوسطیٰ ہے۔ ساتواں قول یہ ہے کہ جس طرح ساعت جمعہ مبہم ہے کہ اس میں ضرور دعا قبول ہوتی ہے اور علیٰ ہذا القیاس شب قدر اور اسم اعظم مبہم ہے، اسی طرح صلوٰۃ الوسطیٰ بھی مبہم ہے اور اصح اور راجح یہ قول ہے کہ صلوٰۃ الوسطیٰ عصر کی نماز ہے۔ لیکن اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ باقی چار نماز کے لئے تاکید کم ہے۔ اس واسطے کہ صلوٰۃ الوسطیٰ کی زیادہ تاکید بہ نفس اس کے نہیں، بلکہ زیادہ تاکید محافظت آداب وقاعدہ میں ہے۔ مثلاً: وقت مستحب و جماعت و مسجد و اسباب وضو و مسواک اور اذان و اقامت اور مزید اطمینان و کثرت اذکار، یعنی صلوٰۃ الوسطیٰ میں ان امور میں زیادہ لحاظ ہونا چاہئے۔ (۱)

صلوٰۃ الوسطیٰ کی زیادہ تاکید اس قبیل سے ہے کہ جس طرح افضل میں زیادہ فضیلت ہوتی ہے بہ نسبت فاضل کے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فاضل میں فضیلت نہ ہو۔ بلکہ یہ مطلب ہوتا ہے کہ فاضل میں بھی فضیلت ہے، لیکن

(۱) علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں دس قول نقل فرمایا ہے:

”الأول: أنها الظهر... الثاني: أنها العصر... وممن قال إنها وسطى على بن أبي طالب وابن عباس وابن عمر وأبو هريرة وأبو سعيد الخدري وهو اختيار أبي حنيفة وأصحابه وقاله الشافعي وأكثر أهل الأثر وإليه ذهب عبد الملك بن حبيب واختاره ابن العربي في قبسه وابن عطية في تفسيره وعلى هذا القول الجمهور من الناس وبه أقول واحتجوا بالأحاديث الواردة في هذا الباب آخر جهها مسلم وغيره وأنصها حديث ابن مسعود. رضى الله عنه. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ”الصلوة الوسطى صلوة العصر“. أخرجه الترمذى وقال حديث حسن صحيح... الثالث: إنها المغرب... الرابع: صلوة العشاء الآخرة... الخامس: إنها الصبح... السادس: صلوة الجمعة... السابع: إنها الصبح والعصر معاً... الثامن: إنها العتمة والصبح... التاسع: إنها الصلوات الخمس بجملتها... العاشر: إنها غير معينة قاله نافع عن ابن عمر. رضى الله عنهما. وقاله الربيع بن خيثم فخبأها الله تعالى في الصلوات كما خبأ ليلة القدر في رمضان وكما خبأ ساعة يوم الجمعة وساعات الليل المستحبات فيها الدعاء ليقوموا بالليل في الظلمات لمناجاة عالم الخفيات.

ومما يدل على صحة أنها مهمة غير معينة ما رواه مسلم في صحيحه في آخر الباب عن البراء بن عازب رضى الله عنه. قال: نزلت هذه الآية ”حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلْوَةِ الْعَصْرِ“ فقرأناها ما شاء الله، ثم نسخها الله فنزلت ”حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى“ فقال رجل: هي إذا صلوة العصر؟ قال البراء: قد أخبرتك كيف نزلت وكيف نسخها الله تعالى، والله أعلم.

فلزم من هذا أنها بعد أن عينت نسخ تعيينها وأبهمت فارتفع التعيين، والله أعلم، وهذا اختيار مسلم؛ لأنه أتى به في آخر الباب وقال به غير واحد من العلماء المتأخرين وهو الصحيح إن شاء الله تعالى وعدم الترجيح فلم يبق إلا المحافظة على جميعها وأدائها في أوقاتها والله أعلم. (الجامع لأحكام القرآن: ۱۹۱/۳-۱۹۵، سورة البقرة، الآية: ۲۳۸، انيس)

افضل میں زیادہ فضیلت ہے اور صلوٰۃ الوسطیٰ کی زیادہ تاکید اس قبیل سے نہیں کہ جیسے زیادہ فضیلت فاضل میں ہوتی ہے باعتبار ناقص، اس میں شک نہیں کہ اس قدر تفاوت جو افضل اور فاضل میں ہوتا ہے وہ یہاں ثابت ہے۔ واللہ اعلم

(فتاویٰ عزیز علی، اردو ترجمہ: ۴۸۰)

## نماز کے اوقات:

مسئلہ: ظہر کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے اور جب تک کہ ہرشی کا سایہ اس کے اپنے سایہ اصلی کے علاوہ اس شی سے دو گنا نہ ہو جائے، اس وقت تک باقی رہتا ہے، (۱) اور دو گنا ہو جانے کے بعد غروب شمس تک عصر کا وقت ہوتا ہے۔ (۲)

اور امام صاحب سے ظاہر روایت یہی ہے۔ (نہایہ) بدائع، محیط، ینائع میں ہے: ”أنه هو الصحيح“. اور غیاثیہ میں ہے: هو المختار. اور اسی کو امام محبوبی نے اختیار و پسند کیا اور تمام اصحاب متون مثلاً صاحب کنز و قدوری و قایہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ (۳)

(۱) عن أبي ذر. رضي الله عنه. قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فأراد المؤذن أن يؤذن للظهر فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ”أبرد“، ثم أراد أن يؤذن فقال له: ”أبرد“، حتى رأينا فيء التلول، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ”إن شدة الحر من فيح جهنم فإذا اشتد الحر فأبردوا بالصلاة“. (صحيح البخاري، باب الإبراد بالظهر في السفر (ح: ۵۳۹) سنن أبي داود، باب وقت صلاة الظهر (ح: ۴۰۱)

اس حدیث میں ہے کہ گرمی میں ظہر کی تاخیر کی جائے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کی نماز دو شل تک پڑھی جاسکتی ہے۔ انیس

(۲) عن أبي هريرة. رضي الله عنه. أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ”من أدرك من الصبح ركعة قبل أن تطلع الشمس فقد أدرك الصبح ومن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرك العصر“. (الصحيح للبخاري، باب من أدرك من الفجر ركعة (ح: ۵۷۹) / الصحيح لمسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلوة (ح: ۶۰۸) / سنن الترمذی، باب ماجاء فيمن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس (ح: ۱۸۶) انیس)

(۳) رد المحتار، مطلب في تعبد عليه الصلاة والسلام قبل البعثة: ۳۵۹/۱، دار الفكر بيروت.

و أما آخره فلم يذكر في ظاهر الرواية نصاً واختلف الرواية عن أبي حنيفة روى محمد عنه إذا صار ظل كل شيء مثله سوى فيء الزوال والمذكور في الأصل ولا يدخل وقت العصر حتى يصير الظل قامتین ولم يتعرض لآخر وقت الظهر... والصحيح رواية محمد عنه. (بدائع الصنائع، فصل شرائط أركان الصلاة: ۱۲۳/۱)

ولا يدخل وقت العصر حتى يصير ظل كل شيء مثليه، قال ابو الحسن: وهذه الرواية أصح. (المحيط البرهاني، الفصل الثاني في بيان فضيلة الأوقات: ۲۷۴/۱)

تبیین الحقائق شرح كنز الدقائق، مواقيت الصلاة: ۷۹/۱ / الجوهرية النيرة على مختصر القدوري، كتاب الصلاة: ۴۱/۱ / الباب في شرح الكتاب، كتاب الصلاة: ۵۵/۱.

اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ ظہر کا آخری وقت صرف مثل واحد تک ہے اور مثل واحد پورا ہونے پر وقت عصر شروع ہو جاتا ہے۔ امام اعظمؒ کی ایک روایت یہی ہے، (۱) نیز امام زفر اور ائمہ ثلاثہ کا بھی یہی قول ہے۔

اور امام طحاویؒ فرماتے ہیں: ”وہ نأخذ“۔

اور غرالا ذکر میں ہے: ”هو المأخوذ به“۔

برہان میں ہے: ”وهو الأظهر لبيان جبرئيل. عليه السلام. وهونص في الباب“۔

اور فیض میں ہے: ”وعليه عمل الناس اليوم أى فى كثير من البلاد“۔ (۲)

اور خزائن الروایات میں ہے: ”إن الإمام رجع آخرًا إلى قولهما وهكذا فى الفتاوى الظهيرية“۔

اور امام صاحب کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ مثل واحد پر ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور وقت عصر شروع ہوتا ہے مثلیں کے بعد۔ (زیلعی) (۳) اس قول کے مطابق ظہر وعصر کے درمیان ایک وقت مہمل ہوگا۔ (۴)

اور سراج میں شیخ الاسلام سے منقول ہے:

”إن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل وأن لا يصلى العصر حتى يبلغ المثليين ليكون مؤدياً للصلوتين فى وقتهما بالإجماع“۔ (۵)

اور مغرب کا وقت غروب شمس سے غروب شفق (۶) تک ہے اور اسی کے فوراً بعد عشا کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور

(۱) المبسوط للسرخسى: ۱/۴۳، كتاب الصلوة، باب المواقيت، دار المعرفة، انيس

(۲-۳) الدر المختار مع رد المحتار، مطلب فى تعبدہ عليه الصلوة والسلام قبل البعثة: ۱/۳۵۹، دار الفكر، انيس

(۴) وروى الحسن عن أبى حنيفة رحمهما الله تعالى أنه إذا صار الظل قائمة يخرج وقت الظهر ولا يدخل وقت العصر حتى يصير الظل قامين وبينهما وقت مهمل. (المبسوط للسرخسى: ۱/۴۳، كتاب الصلوة، باب المواقيت، دار المعرفة، انيس)

(۵) البحر الرائق، كتاب الصلاة: ۱/۵۲۴، رد المحتار، مطلب فى تعبدہ عليه الصلوة والسلام قبل البعثة: ۱/۳۵۹، دار الفكر، انيس

(۶) آفتاب ڈوبنے کے بعد پہلے سرخی آتی ہے، پھر سفید روشنی پھیلی ہوئی ہوتی ہے، پھر سفید روشنی لمبی سی ہوتی ہے، جس کو بیاض مستطیل اور پھر بیاض مستطیل کہتے ہیں، اس کے بعد افق پر مکمل اندھیرا چھا جاتا ہے۔

افق کے قریب بھاپ اور نمی بہت ہوتی ہے، سورج جب ڈوب جاتا ہے تو اس کی روشنی بھاپ اور نمی سے گزر کر ہماری طرف آنے لگتی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ بھاپ کے درمیان سے گزر کر روشنی آئے تو وہ لال نظر آتی ہے اور تھوڑی پھیلی ہوئی نظر آتی ہے، اسی لئے سورج ڈوبنے کے بعد جو روشنی نظر آتی ہے، وہ لال ہوتی ہے جس کو شفق احمر کہتے ہیں۔ لیکن سورج جب بارہ ڈگری نیچے چلا جاتا ہے تو افق کے پاس جو بھاپ اور نمی ہے، اس سے گزر کر روشنی نہیں آتی بلکہ سورج کی روشنی آسمان کی طرف لمبی ہوتی ہوئی نظر آتی ہے، چونکہ وہ بھاپ اور نمی سے گزر کر نہیں آتی، اس لئے وہ روشنی سفید نظر آتی ہے اور بہت ہلکی ہوتی ہے، شفق احمر کے بعد مسلسل دیکھتے رہیں، تب اس کا پتہ چلے گا، ورنہ جلدی پتہ نہیں چلتا۔ اسی کو شفق ابیض کہتے ہیں۔ (اثار الہدایہ: ۱/۳۳۳) انیس

شفق سے مراد شفقِ احمر ہے، جیسا کہ ائمہ ثلاثہ کا مسلک اور امام صاحب کا قول آخر یہی ہے۔ پس یہی مسلک مختار ہوگا، جیسا کہ در مختار میں ہے۔ (۱)

البتہ امام صاحب کا قول سابق یہ تھا کہ شفق سے شفقِ ابیض مراد ہے، جو شفقِ احمر کے بعد نمودار ہوا کرتی ہے، مگر اس قول سے قول صاحبین کی طرف رجوع فرمایا، اہل لسان کے متفق ہونے اور اکثر صحابہ کے شفقِ احمر مراد لینے کی وجہ سے۔ (کذا فی الدرر شرح الغرر)

اور صاحبین کا قول ہی مفتی بہ ہے۔ (کذا فی الوقایة والنقایة والغرر والمواہب وشرح البرہان) لیکن علامہ قاسم تصحیح القدوری میں فرماتے ہیں:

”إن رجوعه لم یثبت؛ لما نقله الکافة من لدن الأئمة الثلاثة إلى الیوم من حکایة القولین، و دعوی عمل عامة الصحابة بخلافه خلاف المنقول“۔ (۲) اختیار میں ہے:

الشفق البیاض۔ (۳) و هو مذهب الصدیق ومعاذ بن جبل وعائشة رضی اللہ عنہم، قلت: ورواه عبد الرزاق عن أبی ہریرة وعن عمر بن عبد العزیز، ولم یروا البیهقی الشفق الأحمر إلا عن ابن عمر۔ کذا قال فی رد المحتار۔ وفي السراج: أن قولهما أوسع وقوله أحوط۔ (۴) وھکذا فی المبسوط۔ (۵) (مجموعہ فتاویٰ عبدالحی اردو: ۲۱۵-۲۱۶)

## اوقاتِ صلوٰۃ:

سوال: نماز پجگانہ کی ابتدا اور انتہا ظاہر فرما کر اس کے اندر یہ بھی ظاہر فرما دیجئے کہ مکروہ وقت محض اداۓ فرض

(۱) (و) وقت (المغرب منہ الی) غروب (الشفق وهو الحمرة) عند ہما وبہ قالت الثلاثة وإلیہ رجع الإمام کما فی شروح المجمع وغیرھا، فكان هو المذهب۔ (الدر المختار علی صدر رد المحتار، مطلب فی الصلاة الوسطی: ۳۶۱/۱، دار الفکر - انیس)

”ثم الشفق هو البیاض الذی فی الأفق بعد الحمرة عند أبی حنیفة وعند ہما هو الحمرة وهو رواية عن أبی حنیفة و هو قول الشافعی۔ (الہدایة، کتاب الصلوٰۃ، باب المواقیت: ۶۶۱/۱ - انیس)

(۲) رد المحتار، مطلب فی الصلاة الوسطی: ۳۶۱/۱، دار الفکر۔ انیس

(۳) الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الصلوٰۃ، اوقات الصلوٰۃ الخمس: ۵۱/۱، دار الخیر۔ انیس

(۴) رد المحتار، مطلب فی الصلاة الوسطی: ۳۶۱/۱، دار الفکر۔ انیس

(۵) والشفق البیاض الذی بعد الحمرة فی قول أبی حنیفة رحمہ اللہ تعالیٰ وهو قول أبی بکر وعائشة رضی اللہ عنہما، وإحدى الروایتین عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ (المبسوط للسرخسی: ۱۴۶/۱، کتاب الصلوٰۃ، باب المواقیت، دار المعرفة۔ انیس)

نماز کے لئے کب سے شروع ہوتا ہے اور پھر حرام وقت کی کب سے نوبت آ جاتی ہے؟

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً

وقت فجر صبح صادق سے شروع ہو کر طلوع آفتاب سے کچھ پہلے تک رہتا ہے، جب کنارہ طلوع ہو گیا وقت فجر ختم ہو گیا، یہ تمام وقت کامل ہے۔ (۱)

وقت ظہر زوال آفتاب سے شروع ہو کر مثلیں تک رہتا ہے، یعنی استواء کے وقت جو سایہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ ہر شئی کا سایہ اس کے دو مثل ہو جائے، یہی تمام وقت کامل ہے۔ (۲)

اس کے بعد سے عصر کا وقت شروع ہوتا ہے اور غروب تک باقی رہتا ہے، لیکن آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے وقت مستحب ہے اور اس کے بعد مکروہ ہو جاتا ہے، غروب ہونے تک (۳)

(۱) ”عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”إن للصلوة أولاً وآخرًا... وإن أول وقت الفجر حين يطلع الفجر، وإن آخر وقتها حين تطلع الشمس“۔ (جامع الترمذی: ۳۹/۱، أبواب الصلوة، باب المواقيت الخ، سعید)

”عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال:.....”ووقت الفجر ما لم تطلع الشمس“۔ (الصحيح لمسلم: ۲۲۳/۱، باب أوقات الصلوات الخمس، قديمی)  
 ”(وقت صلاة الفجر)... (من) أول (طلوع الفجر الثاني) وهو البياض المنتشر المستطير لا المستطيل (إلى قبيل (طلوع ذكاء) بالضم غير منصرف اسم الشمس آه“۔ (الدر المختار، كتاب الصلوة، مطلب في تعبد عليه الصلوة والسلام قبل البعثة: ۳۵۷/۱، ۳۵۹، سعید)

(۲) قال الله تعالى: ”وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ“۔ (سورة الروم: ۱۸)

وقال الله تعالى: ”اقِمِ الصَّلَاةَ لِلذُّلُوكِ الشَّمْسِ“۔ (سورة الإسراء: ۷۸)

”وقد بينا أن دلوک الشمس یحتمل الزوال والغروب جميعاً، وهو عليهما، فتنتظم الآية الأمر بصلاة الظهر والمغرب وبيان أول وقتيهما“۔ (أحكام القرآن للجصاص: ۳۷۸/۲، قديمی)

”وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”إن للصلوة أولاً وآخرًا، وإن أول وقت صلوة الظهر حين تزول الشمس، وآخر وقتها حين يدخل وقت العصر“۔ (جامع الترمذی: ۳۹/۱، أبواب الصلوة، باب ماجاء في مواقيت الصلاة: ۳۹/۱-۴۰، سعید)

”(ووقت الظهر من زواله) أى ميل ذكاء عن كبد السماء (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله... (سوى فى ء)... (الزوال)“۔ (الدر المختار، كتاب الصلوة، مطلب في تعبد عليه الصلوة والسلام قبل البعثة: ۳۵۹/۱، سعید)

(۳) ”عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”إن للصلوة أولاً وآخرًا... وإن أول وقت العصر حين يدخل وقتها، وإن آخر وقتها حين تصفر الشمس“۔ (جامع الترمذی، أبواب الصلوة، باب ماجاء في مواقيت الصلاة: ۳۹/۱، ۴۰، سعید)

غروب ہو جانے پر مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے، تاروں کے خوب پھیلنے سے پہلے پہلے وقت مباح رہتا ہے، جب تارے خوب پھیل جاویں، تو وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔ (۱)

اور شفقِ ابیض کے غائب ہونے پر مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور عشا کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ (۲) اور صبح صادق سے پہلے تک رہتا ہے، صبح صادق طلوع ہونے پر ختم ہو جاتا ہے، (۳) اور اس میں سے ایک ثلث رات تک وقت

== ”ووقت العصر من صيرورة الظل غير فيء الزوال إلى غروب الشمس، هكذا في شرح المجمع“. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلوة، الفصل الأول في أوقات الصلوة: ۵۱۱، رشيدية)

”ويستحب تأخير العصر في كل زمان مالم تتغير الشمس والعبرة لتغير القرص لا لتغير الضوء، فمتى صار القرص بحيث لا تحار فيه العين، فقد تغيرت، وإلا لا، كذا في الكافي“. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلوة، الفصل الثاني في بيان فضيلة الأوقات: ۵۲۱، رشيدية)

(۱) قال الله تعالى: ”وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ“ (سورة هود: ۱۴۴)

”وهو ما قرب من النهار، وهو أول أوقاته، والله أعلم“.

وقال الله تعالى: ”فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ“ (سورة الروم: ۱۷) ”قيل فيه: إنه وقت مغرب“.

(لجصاص: ۳۸۴/۲، قديمی)

”عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”إن للصلوة أولاً وآخرًا.... وإن أول وقت المغرب حين تغرب الشمس، وإن آخر وقتها حين يغيب الشفق“.

”والمغرب: أي ونذب تعجيلها لحديث الصحيحين: ”كان يصلي المغرب إذا غربت الشمس وتوارت بالحجاب“، ويكره تأخيرها إلى اشتباك النجوم لرواية أحمد: ”لاتزال امتى بخير ما لم يؤخروا المغرب حتى تشتبك النجوم“. (البحر الرائق، كتاب الصلوة: ۴۳۱/۱، رشيدية)

عن سلمة. رضي الله تعالى عنه. قال: كنا نصلی مع النبی صلی الله عليه وسلم المغرب إذا توارت بالحجاب. (الصحيح للبخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب وقت المغرب، (ح: ۵۶۱) انیس)

(۲) عن أبي هريرة. رضي الله عنه. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”إن للصلاة أولاً وآخرًا... وإن أول وقت المغرب حين تغرب الشمس وإن آخر وقتها حين يغيب الشفق“.

(سنن الترمذی، باب منه (یعنی ما جاء فی مواقيت الصلوة) (ح: ۱۵۱) / الصحيح لمسلم، باب أوقات الصلوات الخمس (ح: ۱۳۸۹/۶۱۲)

اس حدیث میں ہے کہ مغرب کا وقت شفق غائب ہونے تک ہے، مطلب یہ کہ شفق کے غائب ہو جانے کے بعد عشا کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ انیس

(۳) عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه قال: وقت العشاء إلى الفجر.

عن عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه في امرأة تطهر قبل طلوع الفجر: صلت المغرب والعشاء.

قال لأبي هريرة رضي الله عنه: ما إفراط صلوة العشاء؟ قال: طلوع الفجر. (السنن للبيهقي، باب آخر وقت

الجواز لصلوة العشاء، ج اول، ص: ۵۵۳ (ح: ۱۷۶۳)

صحابی کے اس قول سے معلوم ہوا کہ عشا کا وقت طلوع فجر سے پہلے تک ہے۔ انیس

مستحب رہتا ہے، (۱) اور نصف رات تک مباح، (۲) اور اس کے بعد مکروہ ہو جاتا ہے۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم  
حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور، ۱۱/۷/۱۳۵۵ھ۔  
صحیح: عبداللطیف، جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۲۰/۵-۳۲۳)

### اوقات نماز سے متعلق چند سوالات:

- سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین صورت ذیل میں کہ!
- (الف) نصف النہار شرعی اور وقت زوال میں کیا فرق ہے؟
- (ب) نصف النہار شرعی اور وقت زوال کے درمیانی وقت میں کوئی نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟
- (ج) وقت زوال تمتد ہے یا غیر تمتد؟ اگر تمتد ہے تو اس کی مقدار کیا ہے؟
- (د) استواء شمس کے وقت اگر کوئی نماز ادا کی جائے، تو صحت و بطلان، جواز و کراہت کے اعتبار سے اس کا کیا حکم ہے؟
- (ه) وقت استواء شمس کی مقدار کیا ہے؟
- (و) زوال کے فوراً بعد نماز پڑھنا جائز ہے یا کچھ انتظار کے بعد؟ بینوا تو جروا۔  
دلیل و مفصل جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔  
(المستفتی: عزیز الرحمن عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ عربیہ مصباح العلوم کوپا گنج، منو)  
الجواب: حامداً و مصلياً و مسلماً

صحیح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کل جتنا وقت ہو، اس کے نصف پر نصف النہار شرعی ہوگا، جس کے معلوم

(۱) عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "أمني جبرئيل عند البيت مرتين.... ثم صلى العشاء حين غاب الشفق... ثم صلى العشاء الآخرة حين ذهب ثلث الليل ثم صلى الصبح حين أفسرت الأرض ثم التفت إليّ جبرئيل فقال يا محمد! هذا وقت الأنبياء من قبلك والوقت فيما بين هذين الوقتين". (سنن الترمذی، أبواب الصلوة، باب ماجاء فی مواقيت الصلوة عن النبي صلى الله عليه وسلم (ح: ۱۴۹) / سنن أبي داود، باب المواقيت (ح: ۳۹۳، انیس)

(۲) عن عائشة قالت: اعتم النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة حتى ذهب عامة الليل وحتى نام أهل المسجد. (الصحيح لمسلم، باب وقت العشاء وتأخيرها (ح: ۱۶۳۸ / ۱۴۴۵) انیس)

(۳) "وأول وقت العشاء إذا غاب الشفق، وآخر وقتها ما لم يطلع الفجر" لقوله عليه الصلوة والسلام: "وأخروقت العشاء حين لم يطلع الفجر". (الهداية، كتاب الصلوة، باب المواقيت: ۸۲/۱. شركة علمية، ملتان)



کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ صبح صادق سے لیکر طلوع آفتاب تک جتنا وقت بنتا ہو، اس کا نصف، نصف النہار عرفی (استوا) کے فوراً بعد ہو جاتا ہے، اور نصف النہار عرفی معلوم کرنے کا آسان طریقہ ۴۰/۴۰ عرض بلد تک یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے لے کر غروب تک کل جتنا وقت ہو، اس کا نصف، نصف النہار عرفی ہوگا۔

”ولا یخفی أن زوال الشمس إنما هو عقیب انتصاف النهار بلا فصل ... المراد بالنهار الشرعی ... هو من أول طلوع الصبح إلى غروب الشمس، وعلى هذا يكون نصف النهار (الشرعی) قبل الزوال بزمان یعتد به ...“ (رد المحتار: ۳۱/۲، ذکر کیا) (۱) (احسن الفتاویٰ: ۱۳۷/۲)

(ب) رائج اور مفتی بہ قول کے مطابق وقت مکروہ نصف النہار عرفی یعنی وقت استوا ہے، اور نصف النہار شرعی وقت مکروہ نہیں ہے، لہذا نصف النہار شرعی کے بعد استوا سے قبل نماز ادا کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔

”وقد وقع فی عبارات الفقهاء أن الوقت المكروه عند انتصاف النهار إلى أن تزول الشمس“ (رد المحتار: ۳۱/۲، ذکر کیا) (۲)، احسن الفتاویٰ، کتاب الصلاة: ۱۳۷/۲

(ج) زوال ایک آنی اور غیر ممتد ہے، جو ایک منٹ سے بھی کم وقت میں پورا ہو جاتا ہے۔

”ولا یخفی أن زوال الشمس إنما هو عقیب انتصاف النهار بلا فصل۔

(رد المحتار: ۳۱/۲، فتاویٰ عثمانی: ۳۸۸/۱)

(د) استوا کے وقت نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی (جائز نہیں) ہے۔

”(وکرہ) تحریمًا ... (صلاة) ... (ولو) ... (على جنازة وسجدة تلاوة وسهو) ... (مع شروق)

... (واستواء)“ (رد المحتار: ۳۰/۲) (۳)

(ه) استواء قارن سے لے کر زوال فارق تک یعنی زوال مشاہد کے لئے تقریباً دس منٹ کا اندازہ و تخمینہ

ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ۱۳۸/۲)

(و) زوال کے فوراً بعد نماز پڑھنا جائز تو ہے، لیکن وقت استوا کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے، اس لئے حضرات

اکابر، وقت زوال جو جنزریوں میں درج ہو، اس سے پانچ منٹ قبل اور پانچ منٹ بعد تک احتیاطاً نماز پڑھنے سے

توقف کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ (فتاویٰ رحمیہ: ۸۶/۴، فتاویٰ محمودیہ: ۲۶۶/۵-۳۸۵، احسن الفتاویٰ: ۱۳۸/۲، فتاویٰ عثمانی

: ۳۸۸/۱) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عثمان عفی عنہ۔ الجواب صحیح: عبداللہ غفرلہ۔ (فتاویٰ ریاض العلوم: ۲۵۹/۲-۲۶۱)

### مختلف اوقات سے متعلق ایک سوال:

سوال (۱) کیا عشا کے وقت ابتدا کے لئے (یعنی غیبوت شفق ابیض کے لئے) یہی اصول ہے کہ شفق ابیض اس وقت غائب ہو جاتی ہے جب سورج ۱۸ درجہ افق سے نیچے پہنچ جاتا ہے؟

(۲) اگر اصول یہی ہے تو کیا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ جتنا وقت صبح صادق بعد طلوع شمس کے درمیان ہوگا بالکل اتنا ہی وقت غروب شمس اور غیبوت شفق ابیض کے درمیان ہوگا؟

(۳) موسم گرما میں جبکہ ہمارے یہاں لیسٹر (برطانیہ) میں مغرب کی نماز ۹.۳۰ (ساڑھے نو بجے) ہوتی ہے، عشا کا وقت اس اصول پر تقریباً ۱۱.۳۰ (ساڑھے گیارہ بجے) ہوگا اور فجر تقریباً ۴.۱۵ (سوا چار بجے) پڑھنی ہوگی کیوں کہ ۴.۴۵ (پونے پانچ بجے) پر سورج طلوع ہو جاتا ہے، ان ایام میں دفع حرج کے لئے غروب کے ایک گھنٹہ بعد نماز عشا یہاں (برطانیہ کے شہر لیسٹر میں) پڑھنے کا معمول ہے اس میں گنجائش ہوگی یا نہیں؟

(۴) اگر موسم سرما میں سورج کے زیر افق ۱۸ درجہ پر پہنچنے سے پہلے عشا کی نماز پڑھ لی جائے، جبکہ مجبوری نہیں ہے تو اس کا کیا حکم ہے (موسم سرما میں مغرب چار بجے ہوگی اور عشا کا اول وقت ۱۸ درجہ کے حساب سے تقریباً چھ بجے ہوگا)؟

(۵) مذکورہ صورت میں یعنی موسم سرما میں جبکہ مجبوری نہیں اگر کوئی شخص صاحبین کے قول سے استدلال کر کے غروب کے سوا گھنٹے (ایک گھنٹہ پندرہ منٹ) بعد شفق احمر کے غائب ہونے پر عشا کی نماز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟ مساجد میں باقاعدہ اس وقت نماز باجماعت ہو تو کیا حیثیت ہے؟

(۶) اگر گنجائش نہیں تو اب تک جن حضرات نے اس کو حق سمجھتے ہوئے اس پر عمل کیا ہے ان کے ذمہ ان نمازوں کی قضا ہوگی یا وہ معذور سمجھے جائیں گے؟

هوالمصوب

(۱) عشا کی ابتدا حنفیہ کے مفتی بہ قول کے مطابق شفق ابیض کے غروب پر ہوتی ہے۔ (۱) جو معتبر اہل ہیئت کے قول کی رو سے سورج کے ۱۸ درجے افق سے نیچے پہنچنے کے بعد ہوتی ہے۔ عموماً اسی کو اختیار کر لیا گیا ہے۔

(۱) ”وقت صلاة المغرب ما لم يغيب الشفق ووقت صلاة العشاء إلى نصف الليل الأوسط“۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب أوقات الصلوات الخمس: ۲۲۳/۱)

ثم الشفق هو البياض الذي في الأفق بعد الحمرة عند أبي حنيفة وقالوا: هو الحمرة. (الهداية مع فتح

(۲) صبح صادق اور طلوع شمس کے درمیان جس روز جتنا وقفہ ہوتا ہے اس روز اتنا ہی وقفہ، سورج کے غروب اور شفق ابیض کے غائب ہونے کے درمیان ہوتا ہے، جس کی صراحت بہت سے فقہاء جن میں حضرت تھانویؒ بھی ہیں، نے کی ہے۔ (امداد الفتاویٰ، ج ۱، ص: ۱۵۴)

(۳) وقت آنے سے پہلے نماز پڑھنے کی گنجائش ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾ (سورۃ النساء: ۱۰۳) کے خلاف ہوگا، اگر پڑھ لی جائے گی، تو فرض ادا نہ ہوگا، اس لئے وقت آنے کے بعد دوبارہ پڑھنا ہوگی، البتہ وقت گزرنے کے بعد پڑھی گئی نماز قضا ہو جائے گی، چاہے اسے ادا کی نیت سے پڑھا گیا ہوگا، دفع حرج کے بہانے سے قبل از وقت نماز پڑھنا صحیح نہ ہوگا۔ (تفصیل کے لئے راقم الحروف کی کتاب 'موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل' کا متعلقہ حصہ دیکھا جائے۔)

(۴) جب مجبوری میں قبل از وقت نماز فرض پڑھنا درست نہیں تو بغیر مجبوری کے بطریق اولیٰ درست نہ ہوگا۔  
(۵) بمشورۃ علمائے راسخین اگر صاحبین کا قول اختیار کر لیا جائے تو اس کی گنجائش ہے، مگر انفرادی طور پر کسی ایک متقی عالم کے قول کو اختیار کرنا یعنی جمہور کے قول سے گریز کرنا درست نہیں۔

(۶) اختلافی و اجتہادی مسائل میں فی الجملہ گنجائش ہوتی ہے کہ کسی ایک قول کو اختیار کرنے یا ترک کرنے کی، اس بنا پر تفسیق یا تصلیل کرنا صحیح نہیں، اگر وقت سے پہلے پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ کر لیا جائے تو ان سب سے، کیوں کہ محل اختلاف میں اختلاف سے بلند ہو کر عمل کرنا ہی پسندیدہ ہے کہ اس سے برآء ذمہ بالیقین ہو جاتی ہے، ورنہ شبہ رہ جاتا ہے اور شبہات سے بچنا دین و آبرو بچانے کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے از روئے حدیث شریف مطلوب ہے۔

”فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه“۔ (۱)

تحریر: برہان الدین سنبلہ۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۳۶-۳۳۷)

### اوقات نماز کی ابتدا و انتہا:

سوال: ظہرین (ظہر و عصر) اور عشاءین (مغرب و عشا) کے اوقات کی ابتدا اور انتہا کیا ہے اور ان میں وقت مکروہ کونسا ہے؟

== (قولہ هو البياض): أى الشفق هو البياض عند الإمام وهو مذهب أبى بكر الصديق وعمر و معاذ وعائشة رضى الله عنهم ... وبهذا ظهر أنه لا يفتى ولا يعمل إلا بقول الإمام الأعظم ولا يعدل عنه إلى قولهما أو قول أحدهما أو غيرهما إلا لضرورة من ضعف دليل أو تعامل. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق: ۲۷/۱)

(۱) الصحيح لمسلم، كتاب المساقات، باب أخذ الحلال وترك الشبهات (ح: ۱۵۹۹)

## الجواب

نصف النہار، زوال آفتاب کے بعد ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ جب کہ سایہ اصلی کے علاوہ ہرشی کا سایہ اس سے دو چند نہ ہو جائے اور یہ قول امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔

اور صاحبین، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام زفر رحمہم اللہ ان تمام حضرات کے نزدیک آخری وقت یہ ہے کہ ہرشی کا سایہ اس کے سایہ اصلی کے علاوہ ایک مثل ہو جائے۔ ایک روایت امام صاحب سے بھی یہی ملتی ہے۔ صاحب بدائع نے امام صاحب کے مذہب اول کو صحیح قرار دیا اور صاحب غیاثیہ نے مختار کہا اور برہان میں مذہب صاحبین کو اظہر بتایا اور امام طحاویؒ نے اس کو ماخوذ بہ فرمایا۔  
در مختار میں ہے:

(ووقت الظهر من زواله) أى ميل ذكاء عن كبد السماء (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله، وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوی: وبه نأخذ، وفي غرر الأذکار: وهو المأخوذ به وفي البرهان: وهو الأظهر لبيان جبرئيل. عليه السلام. وهو نص في الباب، وفي الفيض: وعليه عمل الناس اليوم، وبه يفتي (سوى فيء) يكون للأشياء قبيل (الزوال). انتهى (۱)  
دونوں قول کے مطابق ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور غروب اس کی انتہا ہے اور غروب سے قبل جب اس میں تغیر آجائے اور نگاہ اس پر ٹھہرنے لگے، تو نماز عصر اس وقت مکروہ ہوتی ہے۔  
خلاصہ میں ہے:

”أول وقت العصر حين يخرج وقت الظهر وآخر وقتها حين تغرب الشمس ويكره التأخير إلى تغير الشمس واختلفوا في التغير، قال بعضهم: التغير في ضوء الشمس الذي يكون على رأس الشيطان، وقال بعضهم: التغير في قرصها وإنما يعرف التغير بأن ينظر الناظر إلى القرص ولم تخر عيناه علم أن الشمس قد تغيرت وإن لم يمكنه علم أن الشمس لم يتغير. انتهى  
اور البحر الرائق میں ہے:

”والخلاف في آخر وقت الظهر جارٍ في أول وقت العصر“، انتهى (۲)  
اور ایک روایت امام اعظمؒ سے یہ بھی ہے کہ سایہ اصلی کے علاوہ ہرشی کا سایہ ایک مثل ہو جانے پر ظہر کا وقت ختم

(۱) الدر المختار علی صدر رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، مطلب فی تعبدہ علیہ الصلاۃ والسلام قبل

البعثة: ۱/۳۵۹، ۳۶۰، دار الفکر، بیروت. انیس

(۲) کتاب الصلاۃ: ۱/۴۲۶، أوقات الصلاۃ. انیس

ہو جاتا ہے، مگر عصر کا وقت شروع نہیں ہوتا، بلکہ جب وہ سایہ دو چند ہو جاتا ہے، تو اب عصر کا وقت شروع ہوتا ہے، اس صورت میں آخر ظہر اور ابتداء عصر کے درمیان ایک وقت مہمل ہوگا۔

انہیں اختلافات کے پیش نظر بعض فقہا نے لکھا ہے کہ نماز ظہر ایک مثل سایہ سے پہلے اور نماز عصر دو مثل سایہ ہونے کے بعد ادا کرنی چاہئے، تاکہ دونوں نمازیں بالاتفاق اپنے اپنے وقت میں ادا ہو جائیں۔

المضمرات شرح القدوری میں ہے:

وروی أسد عن أبي حنيفة أنه قال: إذا صار ظل كل شيء مثله فقد خرج وقت الظهر ولا يدخل وقت العصر حتى يصير الظل مثليه وبينهما وقت مهممل ليس بوقت الفرض كالوقت الذي بين طلوع الشمس وبين الزوال. انتهى

البحر الرائق میں ہے:

وذكر شيخ الإسلام أن الإحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل وأن لا يصلي العصر حتى يبلغ المثليين ليكون مؤدياً للصلوتين في وقتيهما بالإجماع، كذا في السراج. انتهى (۱)

(قوله أما أحاديث تهجير محض) فعلى نـد.

کتب احادیث کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تعجیل صلوٰۃ اور مطلقاً اول وقت ادا کرنے کے بارے میں احادیث قولی بھی موجود ہیں۔ مثلاً: اول ترمذی کی حدیث جو ام فروہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

قالت: سئل النبي صلى الله عليه وسلم أي الأعمال أفضل؟ قال: ”الصلوة لأول وقتها“۔ (۲)

اس حدیث کے راویوں میں عبد اللہ بن عمر (عمری) ہیں، جو عابد و زاہد ہیں، اگرچہ یحییٰ بن سعید نے ان کے حفظ و ضبط میں کلام کیا، اور امام ترمذی ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

”ولیس هو بالقوی عند أهل الحديث“۔

لیکن یہ متروک الحدیث نہیں، ان کی روایات صحیح بخاری کے علاوہ دوسری صحاح میں بھی مذکور ہیں اور اسی حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا اور ابن مالک فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ کذا فی المرقاة۔

دوسری حدیث، ترمذی (میں) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”الوقت الأول من الصلوة رضوان الله والوقت الآخر عفو الله“۔ (۳)

(۱) کتاب الصلاة: ۴۲۵/۱ / کذا فی رد المحتار، کتاب الصلوة، مطلب فی تعبدہ علیہ الصلاة والسلام قبل البعثة: ۳۵۹/۱، انیس

(۲-۳) سنن الترمذی، باب ماجاء فی الوقت الأول من الفضل، ج: ۱، ص: ۴۲. انیس

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، (ح: ۶۰۷) باب تعجیل الصلوات: ۵۳۴/۲، انیس

اس حدیث کے مجملہ روایات میں سے ایک راوی یعقوب بن ولید مدنی ہیں، جن کی امام احمد بن حنبل اور دیگر حفاظ نے تکذیب کی ہے۔ تقریب التہذیب شرح نقایہ میں یہی مذکور ہے۔ لیکن یہ حدیث حسن لغیرہ کے درجہ کی ہے اور ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تمام طریقوں کے لحاظ سے ضعیف ہے اور جن لوگوں نے اس کو حسن کہا، ان کی مراد یہ ہے کہ یہ حسن لغیرہ ہے۔ کذا فی المرقاة (۱)

تیسری ترمذی کی حدیث ہے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال له: ”یا علی! ثلاث لا تؤخرها: الصلوة إذا آنت، والجنابة إذا حضرت، والأیم إذا وجدت لها كفواً“۔ (۲)

اور ملا علی مرقاة میں فرماتے ہیں:

رواہ الترمذی بسند رجالہ ثقات، قالہ میرک۔ انتہی (۳)

قولہ وهو المنصوص من الشافعی، الخ، یہ معارض و مخالف ہے، اس کے جو کچھ امام ترمذی نے باب ماجاء فی تأخیر الظهر فی شدة الحر، الخ۔ امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ حدیث ابرار رخصت پر محمول ہے، یعنی جو لوگ مسافت بعیدہ طے کر کے مسجد میں آئیں اور شدت گرمی کی وجہ سے ان کو تکلیف ہو تو وہ ابرار کر لیں۔ (۴)

نیز امام ترمذی باب ماجاء فی الوقت الأول من الفضل کے تحت بیان کرتے ہیں۔

قال الشافعی: الوقت الأول من الصلوة أفضل ومما يدل على فضل أول الوقت على آخره اختيار النبي صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وعمر فلم يكونوا يختارون إلا ما هو أفضل ولم يكونوا يدعون الفضل وكانوا يصلون في أول الوقت، حدثنا بذلك أبو الوليد المكي عن الشافعی. (۵)

قولہ فی المشكوة عن أنس، الخ. (۶)

- (۱) مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح، (ح: ۶۰۶) باب تعجیل الصلوات: ۵۳۳/۲، انیس
- (۲) سنن الترمذی: ۴۳/۱ (ح: ۱۷۱) وقال: هذا حديث غريب حسن، اور حدیث نمبر: ۱۷۵، وقال: هذا حديث غريب، وما أرى إسناده بمتصل، وقال الشيخ احمد شاکر: وهذا الحديث إسناده صحيح، ورواته ثقات. (جمع الفوائد للمغربی: ۱۶۷، مكتبة الرشيد/والحديث كذا رواه الإمام أحمد في مسنده، من مسند علي ابن أبي طالب (ح: ۸۲۸) سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء فی الجنابة لا تؤخر إذا حضرت ولا تتبع بنا (ح: ۱۴۸۶) انیس)
- (۳) مرقاة المفاتیح (ح: ۶۰۵) باب تعجیل الصلوات: ۵۳۳/۲ قال الحاكم: هذا حديث غريب صحيح ولم يخرجاه. (المستدرک للحاکم، كتاب النکاح (ح: ۲۶۸۶) انیس)
- (۴) ولا يبلغ بتأخيرها آخر وقتها فيصليهما جميعاً معاً ولكن الإبراد ما يعلم أنه يصليهما متمهلاً وينصرف منها قبل آخر وقتها ليكون بين انصرافه منها وبين آخر وقتها فصل فأما من صلاحها في بيته أو في جماعة بفناء بيته لا يحضرها إلا من يحضرته فليصلها في أول وقتها لأنه لا أذى عليهم في حرها. (الأم للشافعی، وقت العصر: ۹۱/۱) انیس)
- (۵) سنن الترمذی: ۲۷۱ - بعد ذكر حديث: ۱۷۴ - انیس
- (۶) عن أنس رضي الله عنه قال: إذا صلينا خلف النبي صلى الله عليه وسلم بالظواهر سجدنا على ثيابنا اتقاء الحر. (مشكوة المصابيح، كتاب الصلاة، باب تعجیل الصلوات (ح: ۵۸۹)

بخاری نے اسی کے مثل حدیث روایت کر کے اس کو نماز جمعہ کے ساتھ مقید کیا۔ مشکوٰۃ کے باب خطبة الجمعة والصلوة میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا اشتد البرد بكر بالصلوة وإذا اشتد الحر أبرد بالصلوة يعني الجمعة، رواه البخاري. انتهي (۱)

روایت مذکورہ کہ مشکوٰۃ کے تعجیل صلوٰۃ کے باب میں مذکور ہے، اگرچہ شامل ہے زوال کے بعد کی ہر نماز کو، خواہ جمعہ ہو یا ظہر جیسا کہ مرقاۃ میں ہے، (۲) لیکن پھر بھی قابل غور ہے کہ زمانہ برکت نشان میں جمعہ کس قدر ابراد سے ہوا کرتا تھا۔

شیخین روایت کرتے ہیں، سہل بن ساعدہ سے، قال: ”ما كنا نقيّل ولا نتعدى إلا بعد الجمعة“، انتھی (۳) بفتح النفوس شرح مختصر البخاری میں ہے:

أما التأخير فشيء يسير كما جاء عن الصحابة أنهم كانوا إذا رجعوا من صلوة الجمعة يقللون قائلة الضحى، فدل ذلك على أنه لا يكون تأخيراً كثيراً. انتھی

اور اسی طرح نماز ظہر میں بھی ابراد کی کوئی حد متعین و مقرر ہوگی، نصف وقت یا نصف سے کچھ دیر بعد تک اور اس قول ثانی کی صورت میں یہ التزام کرنا پڑے گا کہ وقت مختلف فیہ داخل نہ ہو، اس سے پہلے پہلے ادا کر لی جائے۔

نوٹ: ان تمام تفصیلات کو محض اس لئے ذکر کیا گیا تاکہ لوگ غلطی میں مبتلا ہو کر ابراد کامل کی خاطر ایک مثل ہونے کے بعد نماز ظہر ادا کرنے لگیں۔ واللہ اعلم

اور حسن بن زیاد کے قول کے مطابق آفتاب کے زرد ہو جانے پر عصر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔  
البحر الرائق میں ہے:

وفى آخره أيضاً خلاف فإن الحسن بن زياد يقول: إذا اصفرت الشمس خرج وقت العصر، ولنا رواية الصحيحين: ”من أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرك العصر“، انتھی (۴)

(۱) مشکوٰۃ المصابيح، باب تعجیل الصلوات (ح: ۱۴۰۳) والحديث رواه البخاري في صحيحه، باب إذا اشتد الحر يوم الجمعة، كتاب الجمعة (ح: ۹۰۶). انيس

(۲) مرقاۃ المفاتيح، باب الخطبة والصلوة (ح: ۱۴۰۳): ۱۰۴۱/۳. انيس

(۳) الصحيح للبخاري، باب قول الله تعالى (فإذا قضيت الصلاة) (الخ) (ح: ۹۳۹) / الصحيح لمسلم، باب صلاة الجمعة حين نزول الشمس (ح: ۳۰). انيس

(۴) البحر الرائق، كتاب الصلوة: ۴۲۶/۱. انيس

اور امام شافعیؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ سایہ دوچند ہو جانے کی صورت میں عصر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور ایک دوسری روایت ہے کہ عصر کا اصل وقت ختم ہو جاتا ہے غروب آفتاب سے، لیکن وقت مستحب سایہ کے دوچند ہو جانے سے ختم ہو جاتا ہے۔

المضمرات شرح القدوری میں ہے:

وللشافعی فیہ قولان، فی قول إذا صار ظل کل شیء مثلیہ یخرج وقت العصر ولا یدخل وقت المغرب حتی تغرب الشمس، فیکون بینہما وقت مہمل عندہ علی هذا القول وفی قول إذا صار ظل کل شیء مثلیہ یخرج وقت المستحب، ویبقى أصل الوقت إلى غروب الشمس. انتہی (۱)  
(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی اردو: ۲۱۶-۲۱۹)

### اوقات صلوٰۃ میں اختلاف:

سوال: ہمارے شہر اورنگ آباد میں اوقات صلوٰۃ کے بارے میں دو تختے ترتیب دیئے گئے، ان دونوں میں ابتداء وقت عشا اور ابتداء وقت فجر میں بڑا اختلاف ہے، جس کی وجہ سے عوام میں بے چینی ہے کہ دونوں میں کون سا درست ہے، دائمی تقویم شائع کردہ جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم میں یکم جون کو ابتداء وقت عشا (۸.۲۸) دیا گیا ہے، جبکہ غروب آفتاب دونوں تختوں میں (۷.۱۰) پر ہے اور مولانا منصب خان صاحب کے مرتبہ تختہ اوقات صلوٰۃ میں ابتداء وقت عشا یکم جون (۸.۰۳) پر دیا گیا ہے۔ حضرت والا سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ دونوں میں سے کون سا ابتداء وقت عشا درست ہے۔ مولانا منصب خان صاحب کے دیئے گئے وقت عشا یعنی (۸.۰۳) پر دی گئی اذان عشا درست ہو جائے گی یا لوٹنا ہوگا۔ اسی طرح جامعہ اسلامیہ کی دائمی تقویم میں ابتداء فجر یکم جون کو (۴.۲۶) اور انتہائے وقت سحر (۴.۱۶) دیا گیا جبکہ طلوع آفتاب دونوں تختوں میں (۵.۵۳) پر ہے جبکہ مولانا منصب خان صاحب کے تختہ اوقات صلوٰۃ میں ابتداء وقت فجر (۴.۳۸) دیا گیا ہے، و نیز ایک مفتی صاحب نے فتویٰ کے بموجب ابتداء

== قبل أن تطلع الشمس فقد أدرک الصبح و من أدرک رکعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرک العصر. (الصحيح للبخاري، باب من أدرک من الفجر رکعة (۵۷۹) / الصحيح لمسلم (۶۰۷) / سنن أبي داؤد (ح: ۴۱۲) / سنن الترمذی، باب ماجاء فیمن أدرک رکعة من العصر قبل أن تغرب الشمس (ح: ۱۸۶) / سنن النسائی (ح: ۲۵۷) / موطا للإمام مالک (ح: ۵) انیس)

(۱) کذا فی تحفة الفقهاء، کتاب الصلاة، باب مواقیت الصلاة: ۱۰۱/۱. انیس

اعلم أن وقت الظهر من الزوال إلى أن يصير ظل کل شیء مثله، فإذا زاد عليه أدنى زيادة دخل بعده وقت العصر حتى يصير ظل کل شیء مثليه، فإذا زاد على ذلك خرج وقت الإختیار وبقى وقت الجواز إلى غروب الشمس. (اللباب في الفقه الشافعي، کتاب الصلاة، باب المواقیت: ۱۱۲/۱. انیس)



وقت سحر (۴:۳۶) بتایا ہے۔ حضرت والا ارشاد فرمائیں کہ دونوں اوقات ابتداء فجر میں کون سا وقت فجر درست ہے و نیز یکم جون کو (۴:۳۶) تک سحر کرنے والے کا روزہ درست ہوگا یا قضا لازم آئے گی؟

هو المصوب

دریافت کردہ صورت میں دراصل آفتاب کی گردش کا حساب تخمینہ ہے، یقینی نہیں۔ لہذا احتیاط ملحوظ رکھ کر عمل کیا جائے، جہاں تاخیر میں احتیاط ہو وہاں تاخیر اور جہاں عدم تاخیر میں احتیاط ہو وہاں عدم تاخیر پر عمل کیا جائے، ایک نقشہ کی پابندی کچھ ضروری نہیں۔ بظاہر کاشف العلوم کا نقشہ صحت سے قریب معلوم ہوتا ہے۔  
تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۳۳۶-۳۳۷)

### مختلف مسجدوں میں اوقات نماز کا فرق:

سوال: نماز فجر کا مقررہ وقت کیا ہے؟ کیونکہ کچھ مسجدوں میں ۵/۳۵ اور کچھ مسجدوں میں ۵/۴۰ پر ہو رہی ہے۔  
(قدیر خان، بانسواڑہ)

الجواب

فجر کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے شروع ہوتا ہے، اور اگر آسمان صاف ہو، ابر آلود نہ ہو، تو صبح کے اچھی طرح روشن ہو جانے (اسفار) کے بعد فجر کی نماز ادا کرنی مستحب ہے۔ البتہ حجاج کے لئے مزدلفہ میں اول وقت میں نماز ادا کرنا مستحب ہے۔ (۱)

فجر کا وقت کافی طویل ہوتا ہے اور روشن صبح کا بھی اچھا خاصا وقت ہوتا ہے، ان اوقات میں اگر کسی مسجد میں چند منٹ پہلے اور کسی مسجد میں چند منٹ بعد نماز ادا کی جائے، تو کچھ حرج نہیں۔ بلکہ اس میں نمازیوں کے لئے سہولت ہے کہ اگر ایک جگہ جماعت فوت ہو جائے تو دوسری جگہ جماعت کا ثواب حاصل کیا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی مختلف مسجدوں میں اوقات نماز میں فرق ہوا کرتا تھا۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ مسجد نبوی میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی اور جب واپس ہوئے، تو دوسری مسجدوں میں ابھی نماز ہو رہی تھی، (۲) اس لئے مختلف مسجدوں میں اوقات نماز کا فرق چنداں مضرت نہیں۔ (کتاب الفتاویٰ: ۲/۱۱۷-۱۱۸)

(۱) بدائع الصنائع: ۳۲۲/۱

(۲) دیکھئے: سنن أبی داؤد، حدیث نمبر: ۵۷۹، باب إذا صلی فی جماعة ثم أدرک جماعة أیعید؟ محشی (عن سلمان) یعنی مولی میمونة قال: أتیت ابن عمر وهم یصلون، فقلت ألا تصلی معهم، قال: قد صلیت، إني سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: لا تصلوا صلاة فی یوم مرتین. (ح: ۵۷۹) انیس

## صلوٰۃ خمسہ کے اوقات مستحبہ:

- سوال (۱) نماز فجر کا وقت مستحب طلوع آفتاب سے کس قدر قبل ہے؟  
 (۲) نماز ظہر کا وقت مستحب نصف النہار سے کس قدر بعد ہے؟  
 (۳) نماز عصر کا وقت مستحب غروب آفتاب سے کس قدر قبل ہے؟  
 (۴) نماز مغرب کا وقت غروب سے کس قدر بعد تک رہتا ہے؟  
 (۵) نماز عشا کا وقت مستحب ثلث لیل ہے یا سدر لیل، اور تعین لیل غروب آفتاب تا صبح صادق سے کیا جاوے گا یا غروب آفتاب تا طلوع آفتاب سے؟

الجواب

نماز فجر میں اسفار مستحب ہے، یعنی روشنی پھیلنے سے پہلے شروع نہ کی جاوے۔ (۱)

وهو المختار كما في الدر المختار، وهو ظاهر الرواية كما في البحر عن العناية خلافاً للطحاوی فإنه قال: إن كان من عزمه تطويل القراءة فالأفضل أن يبدأ بالتغليس ويختم بالإسفار وإن لم يكن من عزمه تطويل القراءة فالإسفار (أى الابتداء في الإسفار) أفضل من التغليس ووجه المختار أن فيه تكثير الجماعة، كما قاله شمس الأئمة في المبسوط. (۲)

اور روشنی پھیلنے کا وقت احقر نے جو تجربہ کیا، تو طلوع فجر و طلوع شمس کے نصف پر ہے، (۳) اور طلوعین میں کم از کم

- (۱) عن رافع بن خديج. رضى الله عنه. قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر". (سنن الترمذی، باب ما جاء في الإسفار بالفجر (ح: ۵۴۰) / سنن أبی داؤد، باب وقت الصبح (ح: ۴۲۴) / سنن النسائی (ح: ۱۵۳۱) / سنن ابن ماجه (ح: ۶۷۲) / شرح معانی الآثار: ۱۷۸/۱ - ۱۷۹ / المسند للحمیدی: ۱۹۹/۱ (ح: ۴۰۹) / الصحيح لابن حبان: ۳۵۷/۴ (ح: ۱۴۹۰ - ۱۴۹۱) / سنن الدارمی: ۳۰۰/۱ (ح: ۱۲۱۷) انیس)
- (۲) تحفة الفقهاء، باب مواقيت الصلاة: ۱۰۲ / بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، فصل شرائط أركان الصلاة / المحيط البرهاني في الفقه النعماني، الفصل الثاني في بيان فضيلة الأوقات / الاختيار لتعليل المختار، الأوقات المستحبة للصلاة / تبیین الحقائق شرح كنز الدقائق، الأوقات التي يستحب فيها الصلاة / الجوهرية للنيرة، باب الأذان / البحر الرائق شرح كنز الدقائق، وقت صلاة العشاء / مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، وقت العشاء والوتر / رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۶۶/۱ / المبسوط للسرخي، باب مواقيت الصلاة: ۱۴۶/۱. انیس

(۳) ثم رأيت في البحر عن السراج الوهاج: وحده الإسفار أن يصلى في النصف الثاني والحمد لله على ذلك.

(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، وقت صلاة العشاء: ۲۶۰/۱) انیس / وقيل حده الإسفار أن يصلى في النصف

الثاني. (الجوهرية للنيرة، باب الأذان: ۴۳/۱. انیس)

فاصلہ ایک گھنٹہ بیس منٹ ہوتا ہے، اور زائد سے زائد ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ، پس اسفار کا وقت بعض ایام میں طلوع شمس سے ۴۰ منٹ پیشتر ہوگا، اور بعض ایام میں تقریباً ۵۰ منٹ، جیسا کہ اسلامی جنتری سہارنپور سے واضح ہے، یہ تو نماز فجر کے وقت مستحب کی ابتدا ہے، اور انتہا کے متعلق شامی میں ہے:

”وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْإِسْفَارَ أَنْ يُمْكِنَ إِعَادَةُ الطَّهَارَةِ وَلَوْ مِنْ حُدُثِ أَكْبَرٍ كَمَا فِي النَّهْرِ وَالْقَهْصَتَانِ وَإِعَادَةُ الصَّلَاةِ عَلَى الْحَالَةِ الْأُولَى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ (أَيُ بَحِثُ يَرْتَلِ أَرْبَعِينَ آيَةً إِلَى سِتِينَ) (۱) اور اس کا تخمینہ آدھا گھنٹہ کیا گیا ہے، پس وقت مستحب کا انتہائی حصہ یہ ہے کہ جب نماز شروع کی جاوے اس وقت کم از کم نصف گھنٹہ طلوع آفتاب میں باقی ہو۔ (۲)

اس تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ وقت مستحب کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے کوئی ایسا وقت معین نہیں ہے، جس میں ذرا سی کمی بیشی سے یہ فضیلت فوت ہو جاوے، بلکہ بعض ایام میں طلوع آفتاب سے ۴۰ منٹ پہلے شروع کرنا بھی وقت مستحب کی حد میں داخل ہے، اور بعض میں ۵۰ منٹ قبل طلوع بھی، اور علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ وقت فجر کا کوئی حصہ مکروہ نہیں، پس اگر کوئی اسفار سے قبل نماز پڑھے یا زیادہ تاخیر کر دے تو اس پر ملامت نہیں۔

(۲) نصف النہار استواء شمس کا وقت ہے، اس سے دو منٹ بعد زوال شروع ہوتا ہے اور نصف النہار سے پانچ منٹ بعد ولوک شمس محسوس ہو جاتا ہے، پس وقت ظہر کی ابتداء نصف النہار سے ۵ منٹ بعد ہے، مگر نماز پڑھنے میں یہ تفصیل ہے کہ نماز ظہر سردی میں جلدی پڑھنا مستحب ہے اور گرمی میں دیر سے پڑھنا، (۳) اور تعجیل و تاخیر کی حد یہ ہے کہ نصف اول میں پڑھنا تعجیل ہے اور نصف ثانی میں پڑھنا تاخیر ہے۔ کما نقلہ صاحب البحر عن الأسرار. (ص: ۲۴۸) (۴)

(۱) رد المحتار، کتاب الصلاة: ۳۶۶/۱. کذا فی العناية شرح الهدایة، فصل يستحب الإسفار بالفجر: ۲۲۵/۱۔ انیس

(۲) سہارنپور، دیوبند وغیر میں اسی پر عمل ہے، کہ نماز شروع کرنے کے وقت ۳۰ منٹ سے کم باقی نہیں ہوتے، اور ۴۰-۴۵ سے زیادہ نہیں ہوتے۔ مرتب

(۳) سمعت أنس بن مالک يقول: كان النبي صلى الله عليه وسلم: إذا اشتد البرد بكر بالصلاة وإذا اشتد الحر أبرد بالصلاة يعني الجمعة. (الصحيح للبخاري، باب إذا اشتد الحر يوم الجمعة، كتاب الجمعة) (ح: ۹۰۶) عن أبي مسعود أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم يجعل الظهر في الشتاء ويؤخرها في الصيف. (شرح معاني الآثار: ۱۸۸/۱) انیس

(۴) وفي الأسرار: تعجيل الصلاة أداءها في النصف الأول من وقتها، وفي فتح القدير تعجيلها هو أن لا يفصل بين الأذان والإقامة إلا بجلسة خفيفة أو سكتة على الخلاف الذي سيأتي، وتأخيرها الصلاة ركعتين مكروهة. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الصلاة، الأوقات المنهى عن الصلاة فيها: ۲۶۱/۱. انیس)

اور ظہر کا وقت متفق علیہ ہے ایک مثل تک ہے، پس سردی میں تو ایک مثل کے نصف اول میں پڑھنا چاہئے اور گرمی میں نصف ثانی میں اور ہمارے دیار (یعنی ضلع سہارنپور و مظفرنگر وغیرہ) میں جو معمول ہے وہ بالکل اس کے مطابق ہے۔ (۱) چنانچہ سردی میں دھوپ گھڑی سے تقریباً تین بجے تک ایک مثل ہے، اور دھوپ گھڑی کے حساب سے ڈیڑھ بجے سے پیشتر جماعت ہو چکتی ہے، جو یقیناً نصف اول ہے، اور گرمی میں پونے چار تک ایک مثل ہے اور نماز دو بجے کے بعد پڑھنے کا معمول ہے، جو یقیناً نصف ثانی ہے اور درمیانی زمانہ میں تھوڑا تھوڑا تفاوت ہوتا رہتا ہے، کما لایخفی۔

(۳) وقت عصر کی ابتدا اور وقت ظہر کی انتہا میں اختلاف ہے، صاحبین کے نزدیک ایک مثل پر ظہر کا وقت ختم ہو کر عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور امام صاحب کے نزدیک مشہور روایت کی بنا پر دو مثل پر وقت ظہر ختم ہوتا ہے، اور وقت عصر شروع ہوتا ہے، (۲) اور ایک روایت امام صاحب سے یہ بھی ہے کہ وقت ظہر تو ایک مثل پر ختم ہو جاتا ہے، مگر وقت عصر دو مثل پر شروع ہوتا ہے، (۳) اکثر مشائخ نے احتیاط کی وجہ سے اسی قول کو لیا ہے اور ہمارے اکابر کا عمل بھی اسی پر ہے، (۴) اور جب وقت عصر کی ابتدا میں اختلاف ہے تو وقت مستحب کے شروع ہونے میں بھی اختلاف ہوگا، یعنی صاحبین کے نزدیک ایک مثل سے غروب آفتاب تک جس قدر وقت ہے، اس کے نصف اخیر میں نماز پڑھنا مستحب ہے، اور امام صاحب کے قول پر دو مثل سے غروب تک جتنا وقت ہے اس کے نصف اخیر میں، اور ہمارے دیار میں جس وقت نماز پڑھنے کا معمول ہے وہ صاحبین کے نزدیک وقت عصر کا نصف اخیر ہے، اور امام صاحب کے نزدیک نصف اول یعنی قول امام کی رعایت اس معمول میں نہیں ہے، حالانکہ ظہر میں اس کی رعایت کی گئی ہے، (۵)

(۱) بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس معمول میں دونوں قول کی رعایت ہے، یعنی ایام تقبیل میں ایسے وقت نماز ہوتی ہے، جو مثلیں کا بھی نصف اول ہے اور ایک مثل کا بھی، اور ایام تاخیر میں ایسے وقت نماز ہوتی ہے جو ایک مثل کا بھی نصف ثانی ہے اور مثلیں کا بھی نصف ثانی ہے، اور چونکہ ایک مثل کے بعد وقت مختلف فیہ ہے اور جو اس وقت کو ظہر کا وقت کہتے ہیں وہ بھی مکروہ کہتے ہیں، اس واسطے ایک مثل سے پہلے پہلے ظہر پڑھی جاتی ہے۔

(۲) (ووقت الظهر من زواله) أي ميل ذكاء عن كبد السماء (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله، و هو قولهما وزفرو الأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوی: وبه نأخذ، وفي غرر الأذکار: وهو المأخوذ به وفي البرهان: وهو الأظهر لبيان جبرئيل. عليه السلام. وهونص في الباب وفي الفيض: وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتى، (سوی فیء) يكون للأشياء قبيل (الزوال). (الدر المختار، كتاب الصلوة: ۳۵۹/۱، سعید کمپنی لاہور. انیس)

(۳) وروی الحسن عن أبی حنیفة رحمہما اللہ تعالیٰ أنه إذا صار الظل قائمة يخرج وقت الظهر ولا يدخل وقت العصر حتی یصیر الظل قاتمین و بینہما وقت مهمل. (المبسوط للسرخسی: ۱/۴۳، كتاب الصلوة، باب المواقيت، دار المعرفة. انیس)

(۴) إن الاحتیاط أن لا یؤخر الظهر إلى المثل وأن لا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیكون مؤدیاً للصلوتین فی وقتہما بالإجماع. (البحر الرائق، كتاب الصلاة: ۵۲۴/۱، انیس)

(۵) کما مرفی الحاشیة آنفاً

سوا اس کی وجہ سننے یا دیکھنے میں تو نہیں آئی، مگر غالب خیال یہ ہے کہ تاخیر ظہر میں تو ابراہیم مقصود ہے، اس کے واسطے قول امام کی رعایت ضروری ہے، اور تاخیر عصر کا جو مقصود ہے یعنی نوافل کے لئے گنجائش دینا وہ ایسے وقت پڑھنے سے بھی حاصل ہو جاتا ہے جو قول صاحبین کی بنا پر نصف اخیر ہو، اور امام صاحب کے قول پر اول وقت ہو۔ واللہ اعلم بالصواب اور وقت مستحب کی انتہا صفر انشس تک ہے یعنی دھوپ زرد ہو جانے تک تاخیر کرنا مکروہ تحریمی ہے، اور اس کا تخمینہ کبھی احقر نے تو کیا نہیں، مگر مولانا یحییٰ صاحب کاندھلوی نے حضرت گنگوہی کا قول نقل کیا تھا، کہ غروب سے صرف دس منٹ پہلے دھوپ زرد ہوتی ہے خود بھی اس کا تجربہ کر لیا جاوے۔ (۱)

(۲) غروب کے بعد معمولی دیر کا تو مضائقہ نہیں، لیکن تین غروب کے بعد فوراً اذان کہنا چاہئے، اور اذان و اقامت میں تھوڑا سا وقفہ بھی مامور بہ ہے جس کی مقدار تین آیتوں کا پڑھنا ہے، اور اگر اس سے زیادہ دیر کی تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اشتباک نجوم تک تاخیر کرنا تو مکروہ تحریمی ہے، (۲) اور اتنی دیر کرنا کہ ایک آدھ ستارہ ظاہر ہو جاوے مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر ستارہ تو کوئی ظاہر نہ ہوا ہو مگر اتنی دیر ہوگئی کہ اطمینان سے دو رکعتیں پڑھی جاسکتی ہیں تو اکثر فقہاء اس قدر تاخیر کو مکروہ تنزیہی کہتے ہیں، کصاحب الدرر فتح القدیر وغیرہما (۳)، لیکن شرح منیہ اور حلیہ سے شامی نے نقل کیا ہے کہ مکروہ نہیں بلکہ مباح ہے، یعنی مستحب تو یہی ہے کہ دو رکعت کی مقدار دیر نہ کرے، لیکن اگر کسی نے دیر کی تو ظہور النجم تک کراہت نہیں مباح ہے، خلاصہ یہ کہ اس میں اختلاف ہے کہ وقت مکروہ تنزیہی کب سے شروع ہوتا ہے، بعض کے نزدیک دو رکعت کی مقدار وقت گزرنے پر اور بعض کے نزدیک ظہور النجم سے، والشانسی أقرب وأوسع وظاہر ما فی رد المحتار يدل أن العلامة الشامي مال إليه. (۴)

(۱) علی بن شیبان قال: قدمنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى المدينة فكان يؤخر العصر مادامت الشمس بيضاء نقية. (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في وقت صلاة العصر (ح: ۴۰۸)) سمعت أبا مسعود الأنصاري يقول ... ورأيتَه يصلي العصر والشمس مرتفعة بيضاء قبل أن تدخلها الصفرة. (الدارقطني، باب ذكر بيان المواقيت واختلاف الروايات في ذلك (ح: ۹۷۵)) ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ آفتاب زرد ہونے سے پہلے تک عصر کی نماز مؤخر کرنا مستحب ہے۔ انیس

(۲) وأما المغرب فالمتستحب فيها التعجيل في الشتاء والصيف جميعاً وتأخيرها إلى اشتباك النجوم مكروه. (بدائع الصنائع، فصل شرائط أركان الصلاة: ۱۲۶/۱) والمغرب إلى اشتباك النجوم يكره كراهة تحريم. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الأوقات المنهى عن الصلاة فيها: ۲۶۱/۱) كذا في درر الحکام شرح غرر الأحكام، وقت التراويح: ۵۳/۱ (انیس)

(۳) الدر المختار، كتاب الصلاة: ۳۶۸/۱. انیس

(۴) رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۶۸/۱. انیس

اور یہ سب گفتگو جب ہے جب کہ کوئی عذر نہ ہو، اور اگر عذر ہو تو پھر تاخیر میں کراہت نہیں، ومن الأعذار السفر وكونه على أكل كما في الدر. (۱)

پس رمضان میں افطار کی وجہ سے دیر ہونا مضائقہ نہیں اور وقت مغرب کی انتہا مختلف فیہ ہے، امام صاحب کے نزدیک تو شفق ابیض غائب ہونے پر ختم ہوتا ہے اور غروب آفتاب و شفق ابیض کے درمیان اتنا وقت ہوتا ہے جتنا کہ طلوع فجر صادق و طلوع آفتاب میں اور صاحبین کے نزدیک شفق احمر تک وقت مغرب ہے، اس کا صحیح حساب معلوم نہیں ہے کہ شفق ابیض سے کتنی دیر پیشتر غائب ہوتی ہے، کسی ریاضی داں سے دریافت کر لیا جاوے۔ (۲)

(۵) شرعاً رات غروب آفتاب سے طلوع فجر صادق تک ہے، اور مستحب یہ ہے کہ عشاء میں ثلث لیل تک تاخیر کی جاوے، اور ثلث سے نصف تک مباح ہے اور نصف کے بعد مکروہ تحریمی ہے، لیکن جب ثلث تک تاخیر کرنے میں تقلیل جماعت کا اندیشہ ہو؛ جیسا کہ آج کل یہ اندیشہ سب جگہ ہے، تو پھر جلدی پڑھ لینا بہتر ہے۔ (۳) واللہ اعلم

۱۸/شوال ۱۳۵۵ھ۔ (امداد الاحکام: ۲۴۲/۲۸)

(۱) ردالمحتار، کتاب الصلاة: ۳۶۹/۱. انیس

(۲) وقت المغرب من غروب الشمس إلى غروب الشفق ... الشفق هو البياض عند الإمام ... وعندهما وهو رواية عنه هو الحمرة. (البحر الرائق، کتاب الصلاة: ۲۵۸/۱) كذا في ردالمحتار، كتاب الصلوة: ۳۶۱/۱ (انیس) أخبرني ابن عباس. رضي الله عنهما. أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "أمنی جبرئیل عند البيت مرتين ... ثم صلى المغرب حين وجبت الشمس وأفطر الصائم ... ثم صلى المغرب لوقته الأول ثم صلى العشاء الآخرة حين ذهب ثلث الليل ثم صلى الصبح حين أسفرت الأرض ثم التفت إلى جبرئیل، فقال: يا محمد! هذا وقت الأنبياء من قبلك والوقت فيما بين هذين الوقتين". (سنن الترمذی، أبواب الصلوة، باب ماجاء في مواقيت الصلوة عن النبي صلى الله عليه وسلم (ح: ۱۴۹) / سنن أبي داؤد، باب المواقيت (ح: ۳۹۳)

عن مرثد بن عبد الله: لما قدم علينا أبو أيوب غازیاً وعقبة بن عامر يومئذ على مصر، فأخبر المغرب فقام إليه أبو أيوب فقال له: "ما هذه الصلوة يا عقبة؟ فقال: شغلنا، قال: أما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "لا تزال أمتي بخير أوقال على الفطرة، ما لم يؤخروا المغرب إلى أن تشتبك النجوم". (سنن أبي داؤد، باب في وقت المغرب (ح: ۴۱۸) / سنن ابن ماجه، باب وقت صلاة المغرب (ح: ۶۸۹) / رواه الحاكم في المستدرک: ۱۹۰/۱-۱۹۱، وقال: صحيح على شرط مسلم. انیس)

(۳) (و) تاخیر (عشاء إلى ثلث الليل) قيده في الخانية وغيرها في الشتاء أما في الصيف فيندب تعجيلها (فإن أخرها إلى ما زاد على النصف) كره لتقليل الجماعة، أما إليه فمباح. (الدر المختار على صدر ردالمحتار، كتاب الصلاة: ۳۶۷/۱. انیس) عن أبي هريرة. رضي الله عنه. قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم أن يؤخروا العشاء إلى ثلث الليل أو نصفه". (سنن الترمذی، باب ماجاء في تأخير العشاء الآخرة (ح: ۱۶۷) / سنن أبي داؤد، باب في وقت العشاء الآخرة (ح: ۴۲۲) انیس)

## نماز کے لئے مستحب وقت کیا ہے:

سوال: جواز سے قطع نظر نمازوں کے اوقات مستحبہ کی حقیقت کیا ہے؟ تعجیل افضل ہے یا تاخیر؟

الجواب

مطلقاً تعجیل یا تاخیر مستحب نہیں، بلکہ فقہاء کی تصریحات کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ فجر کا مستحب وقت اسفار ہے، (۱) اور گرمیوں میں ظہر کو مؤخر اور سردیوں میں مقدم کر کے پڑھنا افضل ہے، (۲) عصر کو گرمی و سردی دونوں میں مؤخر کرنا افضل ہے، بشرطیکہ سورج متغیر نہ ہو، اور عشا کو ثلث لیل تک مؤخر کرنا افضل ہے، تاہم اگر آسمان ابر آلود ہو تو عصر و عشا کو مقدم کر کے اور باقی کو مؤخر کر کے پڑھنا مستحب ہے۔

قال الحصكفي: والمستحب للرجل (الابتداء) في الفجر (بإسفار والختم به) هو المختار بحيث يرتل أربعين آية ثم يعيده بطهارة لو فسد وقيل يؤخر جداً لأن الفساد موهوم (إلا لحاج بمزدلفة) فالتغليس أفضل كمرأة مطلقاً وفي غير الفجر الأفضل لها انتظار فراغ الجماعة (وتأخير ظهر الصيف) بحيث يمشى في الظل (مطلقاً) ... وتأخير (عصر) صيفاً وشتاءً توسعةً للنوافل (ما لم يتغير ذكاء) بأن لا تحار العين فيها في الأصح (و) تأخير عشاء إلى ثلث الليل (إلى آخره).

(۱) عن رافع بن خديج. رضى الله عنه. قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر". (سنن الترمذی، باب ما جاء في الإسفار بالفجر (ح: ۱۵۴) / سنن أبی داؤد، باب وقت الصبح (ح: ۴۲۴)، بلفظ أصبحوا بالفجر، الخ / أخرج الطحاوی عن داؤد بن يزيد الأودی عن أبيه، قال: كان علي بن أبي طالب. رضى الله عنه. يصلى بنا الفجر ونحن نترأ الشمس مخافة أن تكون طلعت، انتهى.

وعن أبي اسحق عن عبد الرحمن بن يزيد قال: كنا نصلى مع ابن مسعود. رضى الله عنه. فكان يسفر بصلاة الصبح، انتهى. (شرح معاني الآثار، باب الوقت الذي يصلى فيه الفجر أي وقت (ح: ۱۰۹۲) / نصب الراية، باب المواقيت، فصل ويستحب الإسفار بالفجر: ۱ / ۳۳۷-۳۳۸، دار الحديث)

اسفار کی صورت میں جماعت بڑی ہوگی ورنہ لوگ اندھیرے کی وجہ سے کم آئیں گے اور جماعت میں کمی ہوگی۔ انیس

(۲) عن خالد بن دينار قال: صلى بنا أميرنا الجمعة ثم قال لأنس: كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى الظهر قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا اشتد البرد بكر بالصلوة وإذا اشتد الحر أبرد بالصلوة. (الصحيح للبخاري، باب إذا اشتد الحر يوم الجمعة (ح: ۹۰۶) / شرح معاني الآثار، باب الوقت الذي يستحب أن يصلى صلاة (ح: ۱۱۲۸)

عن أبي ذر رضى الله عنه. قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فأراد المؤذن أن يؤذن للظهر فقال النبي صلى الله عليه وسلم أبرد، ثم أراد أن يؤذن فقال له أبرد، حتى رأينا فيء التلول، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "إن شدة الحر من فيح جهنم فإذا اشتد الحر فأبردوا بالصلوة". (الصحيح للبخاري، باب الإبراد بالظهر في السفر (ح: ۵۳۹) / سنن أبی داؤد، باب وقت صلاة الظهر (ح: ۴۰۱) انیس)

والمستحب تعجيل ظهر الشتاء يلحق به الربيع وبالصيف الخريف وتعجيل عصر وعشاء يوم غيم ... وتأخير غيرهما فيه. (الدر المختار على صدر رد المحتار، كتاب الصلوة: ۱/۳۶۶ - ۳۶۹) (۱)  
(فتاویٰ حقانیہ: ۳/۳۴-۳۵)

### نماز فجر، ظہر اور عصر کا مستحب وقت کیا ہے:

سوال: ایک شخص پابند نماز پنجگانہ باجماعت کا ہے اور اعتقاداً مسائل شافعی پر کاربند ہے اور مسجد ہذا کا مہتمم بھی ہے، اگرچہ اکثر نمازیان حنفی المذہب بھی اس جامع مسجد کے مہتمم ہیں، لیکن بوجہ پابندی جماعت اور خاندانی شرافت اور مولوی صاحب کہلانے کے اور تمام محلے کے نمازیوں پر حاوی ہو جانے کے نماز صبح اور نماز ظہر و عصر پر تکرار کر کے اپنے اعتقاد کے موافق اوقات ہذا میں امام کو زبردستی کھڑا کر لیتے ہیں۔ بسا اوقات یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ جس کو اس مسجد میں نماز پڑھنی ہو انہیں اوقات میں پڑھے، کہتے ہیں کہ نماز صبح کی غلص میں پڑھو اور حنفی کہتے ہیں اسفار میں پڑھو۔ ہم ان لفظوں کے معنی نہیں سمجھتے۔ ہمیں گھڑی کی رو سے وقت بتائیے؟

الجواب

حنفیہ کے نزدیک نماز فجر اسفار میں (یعنی اجالا کر کے) پڑھنا مستحب ہے، لیکن یہاں تک کہ اگر نماز میں کوئی فساد واقع ہو جائے، تو قراءۃ مستحبہ کے ساتھ طلوع آفتاب سے قبل نماز کا اعادہ ہو سکے۔ (۲)

يستحب تأخير الفجر ولا يؤخرها بحيث يقع الشك في طلوع الشمس بل يسفر بها بحيث لو ظهر فساد صلوة يمكنه أن يعيدها في الوقت بقراءة مستحبة كذا في التبيين. (هنديّة) (۳)

(۱) وفي الهنديّة: يستحب تأخير الفجر ولا يؤخرها بحيث يقع الشك في طلوع الشمس بل يسفر بها ... ويستحب تأخير الظهر في الصيف وتعجيله في الشتاء ... ويستحب تأخير العصر في كل زمان مالم تتغير الشمس ... ويستحب تعجيل المغرب في كل زمان، كذا في الكافي، وكذا تأخير العشاء إلى ثلث الليل والوتر إلى آخر الليل لمن يثق بالانتباه ... وفي يوم الغيم ينور الفجر كما في حال الصحو ويؤخر الظهر لئلا يقع قبل الزوال ويعجل العصر خوفاً من أن يقع في الوقت المكروه ويؤخر المغرب حذراً عن الوقوع قبل الغروب ويعجل العشاء كيلا يمنع مطر وثلج عن الجماعة. (الهنديّة، كتاب مواقيت الصلوة: ۱/۵۱۱-۵۲) ومثله في شرح الوقاية، ج: ۱، ص: ۴۸، كتاب الصلوة

(۲) عن هريز بن عبد الرحمن بن رافع بن خديج قال: سمعت جدی رافع بن خديج. رضى الله عنه. يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لبلال: يا بلال! نور صلوة الصبح حتى يبصر القوم مواقع نبلهم من الإسفار. (ابن أبي حاتم في العلل: ۱/۱۳۹، ح: ۳۸۵) / مسند أبي داود الطيالسي (ح: ۹۶۱) / المعجم الكبير للطبراني: ۲۷۷/۴ (ح: ۴۴۱۴) / الفردوس للديلمي: ۲/۴۶، ح: ۶۷۲۸ / المطالب العالی: ۳/۱۷۰، ح: ۲۸۵) / آثار السنن للنيموی: ۵۸ (انیس)

(۳) الفصل الثاني في بيان فضيلة الأوقات: ۱/۵۲، ط مكتبة ماجدية، كوثه



اور غلس یعنی اندھیرے میں پڑھنا خلاف اولیٰ ہے اور امام جب کہ ہمیشہ اسی وقت نماز پڑھائے اور نمازیوں کا اکثر حصہ جماعت میں شریک نہ ہو سکے، تو اسے روک دینے کا حق جماعت کے غالب گروہ کو حاصل ہے۔  
ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد شروع ہو کر ہر شئی کے سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل سایہ ہونے تک ہے۔  
ووقت الظهر من الزوال إلى بلوغ الظل مثليه سوى الفىء كذا فى الكافى وهو الصحيح  
ہکذا فى محیط السرخسى۔ (ہندیہ) (۱)  
اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے:

ووقت العصر من صيرورة الظل مثليه غير فىء الزوال إلى غروب الشمس هكذا فى شرح  
المجمع۔ (ہندیہ) (۲)

اور وقت مستحب آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے تک ہے، اس کے بعد غروب آفتاب تک وقت مکروہ ہے۔  
لیکن گرمیوں میں ظہر کی نماز مؤخر کر کے پڑھنا اور جاڑوں میں اول وقت پڑھنا مستحب ہے۔ (۳)  
اور عصر کی نماز اس قدر مؤخر کرنا کہ آفتاب زرد نہ ہو جائے مستحب ہے۔ (۴)

ويستحب تأخير الظهر فى الصيف وتعجيله فى الشتاء هكذا فى الكافى ويستحب تأخير  
العصر فى كل زمان مالم تتغير الشمس، الخ۔ (ہندیہ مختصراً) (۵)  
محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۶۲۳-۶۳)

### نماز فجر اور عصر کے وقت کی ابتدا و انتہا:

سوال: حنفی مذہب میں نماز فجر اور عصر کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ اور کب تک رہتا ہے؟

الجواب: ————— وباللہ التوفیق حامداً ومصلیاً

فجر کے وقت میں کسی کا اختلاف نہیں، نہ ابتدا میں نہ انتہا میں، سب کے نزدیک فجر کا وقت صبح صادق سے شروع

(۲-۱) الفصل الأول فى أوقات الصلاة: ۵۱/۱، ط مکتبۃ ماجدیہ، کوئٹہ

(۳) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا اشتد الحر فأبردوا عن الصلوة فإن شدة الحر من فيح

جهنم". (سنن الترمذی، باب ماجاء فى تأخير الظهر فى شدة الحر (ح: ۱۰۷) انیس)

(۴) عن زياد بن عبد الله النخعي قال: كنا جلوساً مع علي رضي الله عنه في المسجد الأعظم والكوفة يومئذٍ إخصاص

فجاءه المؤذن فقال: الصلوة يا أمير المؤمنين للعصر؟ فقال: اجلس، فجلس، ثم عاد فقال ذلك فقال علي: هذا الكلب يعلمنا

بالسنة، فقام علي، فصلى بنا العصر ثم انصرفنا فرجعنا إلى المكان الذى كنا فيه فجتونا للركب فتزور الشمس للمغيب نراء

ها۔ (المستدرک للحاکم، باب فى مواقيت الصلاة (ح: ۶۹۰) سنن الدارقطنی، باب ذکر بیان المواقيت (ح: ۹۸۸) انیس)

(۵) الفتاوى الهندية الفصل الثانى فى بيان فضيلة الأوقات: ۵۲/۱، ط ماجدیہ

ہوتا ہے اور آفتاب نکلنے تک رہتا ہے۔ عصر کے ابتدائے وقت میں اختلاف ہے، صاحبین کے نزدیک ایک مثل کے بعد عصر کا وقت آجاتا ہے اور امام صاحب کے نزدیک بعد دو مثل کے اور عصر کے آخر وقت میں کسی کا اختلاف نہیں، سب کے نزدیک عصر کا وقت غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ (الدر المختار: ۳۶۹/۱) (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم (مرغوب الفتاویٰ: ۱۱۶/۲)

### نماز کے درمیان دوسری نماز کا وقت شروع ہو جائے:

سوال: صبح پانچ بجے نماز عشا پڑھ رہا تھا کہ فجر کی اذان ہونے لگی، اور میں نماز پڑھتا رہا، کیا میری نماز پوری ہوگئی، یا قضا نماز پڑھنی ہوگی؟ (محمد غوث الدین قدیر، کریم نگر)

الجواب

نمازیں وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے، (۲) اگر عشا کی نماز مکمل ہونے سے پہلے ہی فجر کا وقت شروع ہو گیا، اور آپ نے عشا کی نیت سے ہی نماز شروع کی تھی، تو آپ کی نماز عشا ادا ہوگئی، اب دوبارہ قضا کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ یہ قضا کے حکم میں ہوگی اور ادا نماز کا ثواب نہیں ملے گا؟ اس میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اگر تحریر یہ بھی وقت کے اندر باندھ لیا، تو ادا سمجھی جائے گی اور علامہ شامی نے اسی کو قول مشہور قرار دیا ہے، دوسرا قول محیط

(۱) ... وقت صلاة الفجر قدمه؛ لأنه لا خلاف في طرفه ... من أول طلوع الفجر الثاني ... إلى قبيل طلوع الخ. ووقت العصر منه إلى قبيل الغروب. (الدر المختار، كتاب الصلاة: ۱۳/۲)

أخبرني ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "أمنى جبرئيل عند البيت مرتين فصلى الظهر في الأولى منهما حين كان الفء مثل الشراك ثم صلى العصر حين كان كل شيء مثل ظله ثم صلى المغرب حين وجبت الشمس وأفطر الصائم ثم صلى العشاء حين غاب الشفق ثم صلى الفجر حين برق الفجر وحرم الطعام على الصائم وصلى المرة الثانية الظهر حين كان ظل كل شيء مثله لوقت العصر بالأمس ثم صلى العصر حين كان ظل كل شيء مثليه ثم صلى المغرب لوقته الأول ثم صلى العشاء الآخرة حين ذهب ثلث الليل ثم صلى الصبح حين أسفرت الأرض ثم التفت إلى جبرئيل فقال يا محمد! هذا وقت الأنبياء من قبلك والوقت فيما بين هذين الوقتين". (سنن الترمذی، أبواب الصلوة، باب ماجاء في مواقيت الصلوة عن النبي صلى الله عليه وسلم (ح: ۱۴۹) / سنن أبي داؤد، باب المواقيت (ح: ۳۹۳) انیس)

(۲) حنظلة الكاتب رفعه: من حافظ على الصلوات الخمس ركوعهن، وسجودهن، ومواقيتهن وعلم أنهن حق من عند الله، دخل الجنة، أو قال: وجبت له الجنة، أو قال حرم على النار. (رواه أحمد، حديث حنظلة الكاتب الأسدي (ح: ۱۸۳۴۵-۱۸۳۴۶) / السنن الكبرى للطبراني: ۱۲/۴ (ح: ۳۴۹۴) / شعب الإيمان للبيهقي، فصل في الصلوات ومافي أدائهن من الكفارات (ح: ۲۵۶۶) وقال الهيثمي في المجمع: ۲۸۹/۱، ورجال أحمد رجال ثقات. مجمع الزوائد: ۱۵۱، مكتبة الرشيد)

کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ جتنا حصہ وقت کے اندر پڑھا ہے، وہ ادا ہے، اور جو وقت گزرنے کے بعد پڑھا ہے، وہ قضا ہے۔ (۱) تیسرا قول یہ ہے کہ یہ قضا کے حکم میں ہوگی اور اسی کو زیادہ صحیح قول قرار دیا گیا ہے:

”لو شرع في الوقتية عند المضيق، ثم خرج الوقت في خلالها لم تفسد وهو الأصح“۔ (۲)

(کتاب الفتاویٰ: ۱۲۳/۲-۱۲۴)

## قبل از وقت نماز:

سوال: ہمارے محلہ کی مسجد میں جب میں مغرب کی نماز پڑھنے کے لئے گیا تو اس وقت تک دو رکعت نماز ہو چکی تھی، اور اس وقت باہر کی مساجد سے اذان کی آواز آئی، سوال یہ ہے کہ جتنے لوگ بھی قبل از وقت اذان کے ساتھ جماعت میں نماز ادا کئے ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟ (شرف الدین قریشی، شہاب الدین حسامی، رحمت نگر)

الجواب

اگر قبل از وقت نماز پڑھ لی گئی، تو نماز کا دہرانا واجب ہے، (۳) لیکن اگر باہر کی مساجد میں اذان ہی چند منٹ کی تاخیر سے ہوئی ہو، اور کم سے کم نماز وقت شروع ہونے کے بعد پڑھی گئی ہو تو نماز ادا ہوگئی۔ (کتاب الفتاویٰ: ۱۲۴/۲)

## مجبوری میں وقت سے پہلے نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: مجبوری کے تحت نماز کے وقت سے دس یا پندرہ قبل نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ نماز قضا ہو جانے کا امکان قوی ہو۔

الجواب ————— وباللہ التوفیق

اللہ رب العزت نے جو وقت جس نماز کے لیے مقرر فرما دیا ہے، اس سے کچھ بھی پہلے کوئی نماز پڑھنا درست نہیں ہے، (۴) بجز میدان عرفات کے عصر کے، (۵) اور یہ خطرہ مذکورہ قابل اعتبار نہیں ہے اور جمع صوری کا مسئلہ دوسرا

(۱) رد المحتار: ۵۱۹/۲ - ۵۲۰۔

(۲) مجمع الأنهر: ۱/۱۷۶، باب قضاء الفوائت۔ محشی

(۳) کیوں کہ نماز اپنے وقت میں ہی فرض ہوتی ہے: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾ (النساء: ۱۰۴) چنانچہ جب وقت سے پہلے ہی کوئی نماز ادا کر لی گئی، تو گویا وہ نماز فرض ہونے سے پہلے ہی پڑھ لی گئی ہے، اس لیے وقت آجانے کے بعد اس کا لوٹانا واجب اور ضروری ہے۔ علامہ آلوسی نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے:

”محدود الأوقات لا يجوز إخراجها عن أوقاتها في شيء من الأحوال“۔ (دیکھئے: تفسیر روح المعانی: ۲۰۲/۴)

”نماز کے اوقات محدود و متعین ہیں، وقت سے پہلے یا بعد، کسی بھی حالت میں اس کا ادا کرنا جائز نہیں“۔ محشی

(۴) ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾ (النساء: ۱۰۴) انیس

(۵) قال وإذا زالت الشمس يصلي الإمام بالناس الظهر والعصر فيبتدى بالخطبة فيخطب خطبة ==

ہے، اس سے خلط نہ کرنا چاہئے، اس میں نماز وقت سے باہر نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
کتبہ العبد نظام الدین الاعظمیٰ عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند۔ ۱۳۸۸/۱۲/۱۳  
الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول: ۲۹)

### وقت سے پہلے پڑھی گئی نماز کا حکم:

سوال: کیا وقت سے پہلے کسی وجہ سے نماز پڑھنا جائز ہے، یعنی عصر کی نماز ظہر کے وقت یا عشا کی نماز مغرب کے وقت پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: وباللہ التوفیق

وقت سے پہلے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے، فرض ادا نہیں ہوگا۔ (۱)

صرف عرفات میں جب امام کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو ظہر کے وقت ظہر کے ساتھ عصر کی نماز پڑھنا مسنون ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
محمد عثمان غنی۔ ۱۳۶۹/۷/۲۸ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۱۰۷)

### اول وقت میں نماز پڑھنا:

سوال: نمازیں اول وقت پڑھنی چاہئیں یا اس میں تاخیر بھی ہو سکتی ہے؟ احادیث سے کیا معلوم ہوتا ہے؟

الجواب:

اول وقت پر نماز بیشک بہتر ہے، مگر جن روایات میں اول وقت کا ارشاد ہے ان میں اول وقت جواز مراد ہے یا اول

== یعلم فیہا الناس الوقوف بعرفة والمزدلفة ورمی الجمار والنحر والحلق وطواف الزيارة یخطب خطبتین  
یفصل بینہما بجلسة كما فی الجمعة هكذا فعله رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. (الهدایة، کتاب الحج، باب الإحرام)  
”دخلنا علی جابر بن عبد اللہ فسأل عن القوم حتی انتهی إلی .... حتی إذا زاعت الشمس أمر بالقصواء  
فرحلت له فأتی بطن الوادی فخطب الناس وقال: ”إن دماکم وأموالکم حرام علیکم ... ثم أذن ثم أقام فصلى  
الظهر ثم أقام فصلى العصر ولم یفصل بینہما شیء. (الصحيح لمسلم، باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
(ح: ۲۹۵۰/۱۲۱۸) سنن أبی داؤد، باب صفة حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ح: ۱۹۰۵) انیس

(۱) ومنها الوقت كما هو سبب لوجوب الصلاة فهو شرط لأدائها، قال اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى  
الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾ أى فرضاً مؤقتاً حتى لا یجوز أداء الفرض قبل وقته إلا صلاة العصر يوم عرفة علی ما  
یذكر. (بدائع الصنائع: ۳۴۹/۱)

(۲) (صلی بہم الظهر والعصر بأذان وإقامتین) ... وشرط لصحة هذا الجمع الإمام الأعظم  
أونائبہ. (الدر المختار) قوله أونائبہ ... هذا الجمع سنة. (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: ۵۰۲/۱)

وقت استحب؟ بر تقدیر شق اول بہت سی روایات صحیحہ کا ترک لازم آتا ہے اور تقدیر شق ثانی پر جمع بین الروایات ہو جاتا ہے۔ وهو الاوفق لظاهر الرواية عن أبي حنيفة. (۱)

(مکتوبات: ۴۱۱/۱) (فتاویٰ شیخ الاسلام: ۲۵)

## عورتوں کا اول وقت میں نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: نماز اول وقت میں سردی کی وجہ سے یا نماز قضا ہونے کے ڈر سے پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: ————— وباللہ التوفیق

عورتوں کو اول وقت پر نماز پڑھ لینا چاہیے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند۔ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول: ۷۹)

## اوقات کے اندر نماز پڑھنا شرعاً مطلوب ہے:

سوال: اگر آئے دن بذریعہ ٹرین یا بس سے سفر یا کبھی بذریعہ ہوائی جہاز سفر ناگزیر ہو تو دوران سفر اکثر دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے، کبھی وضو نہیں تو کبھی قبلہ درست نہیں یا رکوع وسجود کے لئے مناسب جگہ نہیں، ایسے حالات میں ریا کاری ہوتی ہے کیا یہ ممکن ہے کہ مسلمان منزل مقصود پر اس فرض سے سبکدوش ہو خواہ قضا ہی کی شکل میں ہو اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی جگہ نہ ہو تو کیا کرے؟

هو المصوب

نماز میں دوران سفر ان کے اوقات ہی کے اندر پڑھنا از روئے شرع مطلوب و محمود ہے۔ (۳) جس حد تک قدرت

(۱) ذکر شراح الہدایۃ وغیرہم فی باب التیمم أن أداء الصلوة فی أول الوقت أفضل إلا إذا تضمن التأخیر

فضیلة لا تحصل بدونه کتکثیر الجماعة. (رد المحتار: ۳۶۷/۱، دار الفکر بیروت)

(۲) عمومی طور پر عورتیں گھر یا کام کی وجہ سے نماز میں کوتاہی کر جاتی ہیں، اس لیے انہیں اول وقت میں نماز پڑھ لینا چاہیے۔

عن أم فروة قالت: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أي الأعمال أفضل؟ قال: الصلوة في أول وقتها. (سنن أبي

داؤد، باب المحافظة على الصلوات (ح: ۴۲۶) / سنن الترمذی، باب ما جاء في الوقت الاول من الفضل (ح: ۱۷۰) انیس)

(۳) ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾ (سورة النساء: ۱۰۳) ای مکتوباً مفروضاً "موقوفاً"

محدود الأوقات لا يجوز إخراجها عن أوقاتها في شيء من الأحوال فلا بد من إقامتها سفرًا أيضًا. (روح

المعاني، ج: ۵، ص: ۱۷۹)

قال: سألت النبي صلى الله عليه وسلم أي العمل أحب إلى الله؟ قال: الصلاة على وقتها. (صحيح

البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب فضل الصلاة لوقتها (ح: ۵۲۷)

ہو شرائط نماز اور فرائض نماز پوری کرے، اگر قدرت نہیں ہے، تو شرعاً معاف ہے، گھر جا کر نمازوں کی قضا کرنے پر عند اللہ ماخوذ ہوگا۔ (۱) اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی جگہ نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔ (۲)

تحریر: محمد طارق ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۹۹/۱)

### اذان سے پہلے نماز:

سوال: نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد اذان سے پہلے نماز پڑھ لی جائے، تو کیا نماز قبول ہوگی؟  
(شیم سلطانی، سالارنگر)

الجواب

نماز درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مقررہ وقت آجائے، (۳) اذان کا مقصد وقت کی اطلاع دینا ہے، (۴) اگر اذان وقت شروع ہونے کے تھوڑی دیر بعد ہو اور وقت شروع ہونے کے بعد نماز ادا کر لی جائے تو نماز ادا ہو جائے گی، البتہ جن لوگوں پر جماعت میں شریک ہونا واجب ہے وہ جماعت میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے گنہگار ہوں گے، جن لوگوں کا جماعت میں شریک ہونا واجب نہیں، جیسے: خواتین، مریض، مسافر، ان کے لئے مضائقہ نہیں۔

(کتاب الفتاویٰ: ۱۲۲/۲)

### اذان کے فوراً بعد گھر میں نماز پڑھنا:

سوال: نمازی اگر اکیلا گھر پر نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اذان ہوتے ہی نماز کا وقت ہو جاتا ہے کہ نہیں؟ اذان کے کتنے وقفے کے بعد نماز شروع کی جائے؟ اس طرح تو وہ نمازی مساجد میں نماز ادا ہونے سے پہلے ہی نماز پڑھ لے گا، ایسا کوئی ضروری حکم تو نہیں ہے کہ اذان کے کچھ وقفے کے بعد نماز شروع کی جائے یا کہ جیسے ہی اذان ختم ہو نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

(۱) إِذَا تَأَخَّرَ بِلَا عَذْرٍ كَبِيرَةٍ لَا تَزُولُ بِالْقَضَاءِ بَلْ بِالتَّوْبَةِ أَوْ الْحَجِّ. (الدر المختار، ج: ۲، ص: ۵۱۸)

(قولہ "لا تزول بالقضاء") وإنما يزول إثم الترك فلا يعاقب عليها إذا قضاها وإثم

التأخير باقي. (رد المحتار، ج: ۲، ص: ۵۱۸) (باب قضاء الفوائت. انیس)

(۲) صلى الفرض في فلك جارٍ قاعدًا بلا عذرٍ صرح لغلبة العجز، وأساء وقال لا يصح إلا بعذرٍ وهو الأظهر. (رد

المحتار، ج: ۲، ص: ۵۲۷)

(ولو صلى في فلك قاعدًا بلا عذرٍ صرح) وهذا عند أبي حنيفة وقال لا يصح إلا من عذر، لأن القيام مقدور عليه

فلا يجوز تركه. الخ. (تبیین الحقائق شرح كنز الدقائق، باب صلاة المريض: ۲۰۳۱/۲ و كذا في البحر الرائق: ۱۲۶/۲)

و كذا في مجمع الأنهر، باب صلاة المريض: ۱۵۵/۱ (انیس)

(۳) ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْفُوتًا﴾. (سورة نساء: ۱۰۳) (انیس)

(۴) لأن الأذان للإعلام. (الهداية، كتاب الصلوة، باب الأذان. انیس)

## الجواب

گھر میں اکیلے نماز پڑھنا عورتوں کے علاوہ صرف معذور لوگوں کے لیے جائز ہے، (۱) بغیر عذر کے مسجد کی جماعت کا ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ (۲) اگر اس بات کا اطمینان ہو کہ اذان وقت سے پہلے نہیں ہوئی تو گھر میں نماز پڑھنے والا اذان کے فوراً بعد نماز پڑھ سکتا ہے، بلکہ اگر وقت ہو چکا ہو اور اس کو وقت ہو جانے کا پورا اطمینان ہو تو اذان سے پہلے بھی پڑھ سکتا ہے، جب کہ اذان، وقت ہونے کے کچھ دیر بعد ہوتی ہو۔ (۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۰۰۳)

(۱) فالجماعة إنما تجب على الرجال العاقلين والأحرار القادرين عليها من غير حرج فلا تجب على النساء والصبيان.... الخ. (بدائع الصنائع، ج: ۱، ص: ۱۵۵، فصل في بيان من تجب عليه الجماعة)

(۲) قال في شرح المنية: والأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها بلا عذر يعزر وتورد شهادته، ويأثم الجيران بالسكوت عنه. (رد المحتار ج: ۱، ص: ۵۵۲، باب الإمامة)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صلوة الرجل في جماعة تضعف على صلاته في بيته وفي سوقه خمسا وعشرين ضعفا... الخ. (الصحيح للبخاري، باب فضل صلاة الجماعة (ح: ۶۴۷) / الصحيح لمسلم، باب فضل صلاة الجماعة (ح: ۶۴۹) / سنن الترمذي، باب ماجاء في فضل الجماعة (ح: ۶۰۳) / موطا الإمام مالك، باب الصلاة في الليلة الممطرة وفضل الجماعة: ۲۰/۱ (ح: ۵۲۷) / كتاب الآثار لمحمد بن الحسن، باب فضل الجماعة وركعتي الفجر (ح: ۱۱۰) عن سعيد بن جبير موقوفاً. (انيس)

عن ابن عباس رفعه: من سمع المنادى فلم يمنعه من اتباعه عذر، قالوا: وما العذر؟ قال: خوف، أو مرض، لم تقبل منه الصلوة التي صلى. (سنن أبي داود، باب في التشديد في ترك الجماعة (ح: ۵۵۱) انيس)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس أثقل صلوة على المنافقين من الفجر والعشاء ولو يعلمون ما فيها لما أتوها ولو جئوا أو لقد هممت أن آمر المؤذن فيقيم، ثم آمر رجلاً يؤم الناس، ثم آخذ شعلاً من نار فأحرق على من لا يخرج إلى الصلاة بعد. (الصحيح للبخاري، باب فضل العشاء في الجماعة (ح: ۶۵۷) / الصحيح لمسلم، باب فضل صلاة الجماعة (ح: ۶۵۱) بتغيير يسير / الصحيح لابن خزيمة، باب ذكر أثقل الصلاة على المنافقين (ح: ۱۴۸۴) / شرح مشكل الآثار، باب صلاة الوسطى 'أى الصلوات؟ (ح: ۱۰۰۳) / الصحيح لابن حبان، باب ذكر البيان بأن هاتين الصلاتين أثقل الصلاة (ح: ۲۰۹۸) / السنن الكبرى للبيهقي، باب ماجاء في من التشديد في ترك الجماعة (ح: ۴۹۳۱) / شعب الإيمان للبيهقي، فصل في الصلوات الخمس في الجماعة (ح: ۲۵۹۳) / معرفة السنن والآثار، باب فضل الجماعة والعذر بتركها صلاة الجماعة (ح: ۵۶۰۱) / موطا الإمام مالك رواية أبي مصعب الزهري، باب ماجاء في فضل صلاة الجماعة: ۱۲۷/۱ (ح: ۳۲۴) انيس)

(۳) لأن الأذان للإعلام بدخول وقت الصلاة والمكتوبات هي المختصة بأوقات معينة. (بدائع الصنائع، فصل بيان محل وجوب الأذان، ج: ۱، ص: ۱۵۲) / وكذا في المبسوط للسرخسي، باب الأذان: ۱۲۹/۱ / تبیین الحقائق شرح كنز الدقائق، أذان الجنب والمرأة والمحدث والسكران: ۹۴/۱ / العناية شرح الهداية، باب الأذان: ۲۵۳۱ / الجوهر النيرة، باب الأذان: ۴۵/۱ انيس)

## اذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھ سکتے ہیں:

سوال: اذان ہونے کے کتنی دیر بعد تک نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ مہربانی فرما کر تمام نمازوں کا وقت منٹ اور گھنٹوں میں بتادیں تو بہتر ہوگا۔ ”مثلاً“ سے کیا مراد ہے؟ اس کی بھی وضاحت کردیں۔

الجواب

اگر مؤذن کو غلطی نہ لگی ہو اور اس نے اذان وقت سے پہلے نہ دی ہو، تو اذان کے فوراً بعد نماز پڑھنا صحیح ہے۔ نمازوں کے اوقات کا نقشہ مسجدوں میں آویزاں رہتا ہے، اس کو منگوا کر دیکھ لیا جائے، کیوں کہ روزانہ وقت بدلتا رہتا ہے ”مثلاً“ سے مراد یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۹۳-۲۰۰۰)

## سوسال پہلے صبح صادق کی تحقیق:

آج سے سوسال پہلے ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۶ء صبح صادق کے بارے میں ایک رسالہ بنام ”حل الدقائق فی تحقیق الصبح الصادق“ عالم ربانی حضرت مولانا محمد لطف اللہ صاحب مفتی ریاست رام پور نے تالیف فرمایا تھا، جس میں وہ صبح صادق کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

الغرض زمانہ مابین طلوع صبح صادق و طلوع آفتاب کا برابر و مساوی ہے زمانہ مابین غروب آفتاب و غروب شفق کے ان دونوں وقتوں کے برابر ہونے کی وجہ ظاہر، علاوہ وجوہات نقلیہ کے یہ ہے کہ جب آفتاب زمین کے نیچے سے طلوع ہونے کے واسطے چلتا ہے، یہاں تک کہ اس کو افق سے ۱۸ درجہ طے کرنے باقی رہ جاتے ہیں، تو اس وقت سے ایک روشنی افق میں عرضاً ظاہر ہوتی ہے جس کا نام صبح صادق ہے اور یہ روشنی زیادہ ہوتی جاتی ہے یہاں تک آفتاب نکل آتا ہے۔

اسی طرح جب زمین کی طرف بعد غروب کے جاتا ہے یہاں تک کہ ۱۸ درجہ تک زمین کی طرف پہنچ جاتا ہے تو وہ سفیدی کہ جو غروب آفتاب کے بعد ہوا کرتی ہے اور اس کا نام شفق ہوتا ہے، غائب ہو جاتی ہے۔

یہ ظاہر بات ہے کہ جب طلوع کے وقت ۱۸ درجہ پر اس نے روشنی دیدی تھی تو اسی طرح غروب کے وقت ۱۸ درجہ کے بعد اس کی روشنی زائل بھی ہونی چاہئے، اور اس شفق کے غائب ہونے کے بعد نماز عشا کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور اسی پر آج کل عام طور سے تعامل ہے۔ (حل الدقائق: ص ۳۲)

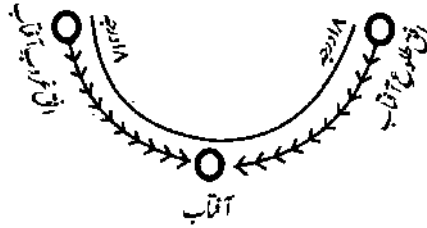
اسی زمانہ میں منشی محمد اعلیٰ رئیس میرٹھ نے بھی ایک رسالہ بنام ”صبح صادق“ تالیف فرمایا تھا اس میں بھی صبح صادق کو ۱۸ درجہ آفتاب کے زیر افق ہونے پر لکھا گیا ہے۔

ان دونوں رسالوں کی اکابر علماء دیوبند میں سے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب، حضرت مولانا خلیل احمد



صاحب سہارنپوری ”صاحب بذل المجہود“ اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن، اور حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب عثمانی، نیز حضرت مولانا حافظ احمد بن حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند قدس اللہ اسرارہم نے تصدیق فرمائی اور ان پر تقاریض لکھیں۔

### نقشہ



(برطانیہ و اعلیٰ عروض البلاد پر صبح صادق و شفق کی تحقیق، از مولانا یعقوب قاسمی: ۸۰، ۸۱، جامعہ علوم القرآن، جمہور)

### صبح صادق کے ابتدائی وقت کے بارے میں اٹھارہ درجہ والے قول کے دلائل:

صاحب روح المعانی علامہ آلوسی بغدادی سورہ تکویر کی آیت کریمہ ﴿وَالصُّبْحُ إِذَا تَنَفَّسَ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”ثم الظاهر أن تنفس الصبح وضياءه بواسطة قرب الشمس إلى الأفق الشرقي بمقدار معين وهو في المشهور ثمانية عشر جزءاً. (روح المعانی: ۵۹/۳۰، من تفسیر سورة التکویر. انیس)

ترجمہ: صبح آفتاب کے مشرقی افق پر مقدار معین سے قریب ہونے پر ظاہر ہونے والی روشنی ہے اور مشہور قول کے مطابق وہ اٹھارہ درجہ (ڈگری) ہے۔

یہاں صبح سے مراد صبح صادق ہی ہے۔ کیوں کہ اس سے پہلے علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

والظاهر أن التنفس في الآية إشارة إلى الفجر الثاني الصادق وهو المنتشر ضوءه معتبراً بالأفق. ربع الحجب میں مرقوم ہے:

وعلى قول أبي حنيفة المعتبر في الحصتين أن يكون الشمس منحة (۱۸/درجہ) والدائرة لارتفاع ۱۸/ بدرجۃ النظیر هو الحصۃ لكل منهما فهما مستويان. (ربع المجیب: ۲۳)

دور حاضر کے علم فلکیات کے ماہر استاذ علامہ محمد بن عبد الوہاب مراکشی زید عمرہ کی کتاب ایضاح القول الحق فی مقدار انحطاط الشمس وقت طلوع الفجر وغروب الشفق میں مرقوم ہے:

(۱) وقد عرف بالتجربة أن انحطاط الشمس عند أول طلوع الفجر ۱۸/ جزءاً. (ص: ۱۰)

(۲) وممن قال بالثمانية عشر أبو الحسن عبد الرحمن الصوفي البزار المتوفى: ۶۷۳ھ.  
 (۳) وممن قال بالثمانية عشر في الفجرو في الشفق الأستاذ الرئيس أبو علي الحسن بن عيسى المجاصي، فقد قال في رسالته تذكرة أولى الألباب في عمل صفة الأضرلاب:  
 فصل في تخطيط أوقات الصلوة، أما الفجر والشفق فان خطيهما هو مقنطرة ثمانية عشر في كل عرض وفي كل زمان. (الصفحة: ۱۴)

(۴) عمل طائفة من المتقدمين من فلکی الاسلام على أن حصتي الفجر والشفق متساويان وأن ابتداء طلوع الفجر وانتهاء غروب الشفق يكونان عند انحطاط الشمس عن الأفق  
 ۱۸/ عشر درجة. (الصفحة: ۱۶)

آج سے تقریباً سٹھ سال پہلے مولانا محمد عبدالواسع پروفیسر دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن (انڈیا) نے اپنی کتاب میں صبح و شفق کی تفصیلی وضاحت کے بعد تحریر فرمایا ہے:  
 صبح کی ابتدا اور شفق (ایض) کی انتہا اس وقت ہوتی ہے، جب آفتاب افق سے عموداً اٹھارہ درجہ نیچے ہوتا ہے۔ (معیار الأوقات للصیام والصلوات: ۱۵)

پروفیسر عبداللطیف صاحب کراچی اپنی کتاب میں مفصل بحث کے بعد برصغیر ہندوپاک کے اوقات نماز کے نقشوں کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

سالہا سال سے برصغیر پاکستان و ہندوستان میں اوقات کے قدیم نقشوں اور جنتریوں کے مطابق جس وقت فجر کی اذان دی جاتی ہے، یا جس وقت کو صبح صادق قرار دیا گیا ہے یا وہ وقت جس کو منہائے وقت سحری بھی کہتے ہیں وہ اس مخصوص لمحہ کے اوقات ہیں جب کہ سورج طلوع ہونے سے قبل اٹھارہ درجات زیر افق کی حد کو پہنچتا ہے اور اس وقت ماہرین فلکیات کے اعتبار سے صبح صادق کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ (۱)  
 عمدة الفقہ میں حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

آج کل گھنٹے گھڑیاں عام ہیں، اوقات بتانے والی جنتریاں اور نقشے اکثر مسجدوں میں موجود ہیں ان کے مطابق نمازوں کے وقت کی پابندی کرنا جائز بلکہ مستحسن ہے، گھڑیاں صحیح رکھنا چاہیے ہمارے ملک میں طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب تک کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ کا وقفہ ہے، اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ کا ہے۔

(عمدة الفقہ، کتاب الصلوة، حصہ دوم: ۲۶، المجددية)

اس مسئلہ میں اٹھارہ درجہ کا قول ہی رائج اور معتمد ہے اور یہی زیادہ مشہور اور تجربہ سے بھی ثابت ہے۔

(۱) ملخص از کتاب برطانیہ و اعلیٰ عروض البلاد پر صبح صادق و شفق کی تحقیق: ۷۳-۷۸، مؤلف حضرت مولانا یعقوب قاسمی رکن جامعہ علوم القرآن مجلس شوریٰ ناشر: جمہوریہ برطانیہ، ڈیوبری

حضرت مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

نیز واضح ہو کہ صبح صادق کا وقت طلوع شمس سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل شروع نہیں ہوتا، زیادہ سے زیادہ سوا ایک گھنٹہ قبل شروع ہوتا ہے، کما ہو یعلم من المشاہدۃ والریاضی۔ (فتاویٰ فریدیہ: ۱۳۵/۲، باب المواقیث)

نوٹ: حضرت مفتی صاحب نے بعض ایام کے بارے میں فرمایا ہوگا، ورنہ بعض ایام میں سوا گھنٹہ سے زیادہ وقت ہوتا ہے۔

ہمارے مشاہدہ کی بنا پر غالباً سوا گھنٹہ وقت فجر کا ہوتا ہے، اور اسی طرح مغرب کا۔ (فتاویٰ فریدیہ: ۱۵۱/۲، باب المواقیث)

جب سورج یقیناً ڈوب جائے اور اس کے بعد سوا گھنٹہ گزر جائے تو عشا کا وقت داخل ہو جاتا ہے ہمارے مشاہدہ اور تجربہ سے یہ ثابت ہے۔ (فتاویٰ فریدیہ: ۱۵۶/۲، باب المواقیث)

منہاج السنن میں ہے:

قلت: وصرح المشائخ بتفاوت الوقت بین طلوع الفجر الصادق وطلوع الشمس وکذا بین غروب الشمس وغيوب البياض بتفاوت المواسم والبلاد والمشاہد فی دیارنا قدر ساعة وربع ساعة. (منہاج السنن، ص: ۱۰، باب مواقیث الصلوٰۃ)

جہاں تک مشاہدہ کا تعلق ہے تو اس کی ایک بہت بڑی دلیل کتاب ”تسہیل الفلکیات“ (مضنفہ پروفیسر عبداللطیف صاحب) پر جامعہ دارالعلوم وزیرستان (وانا) کے مہتمم صاحب مولانا نور محمد کی تقریظ بھی ہے جس کی فوٹو کاپی بھی موجود ہے، اور وہ تقریظ حسب ذیل ہے:

مکرمی جناب عبداللطیف صاحب زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے مطلوبہ اوقات کے متعلق پہلے بھی تحقیق ارسال کر چکا ہوں اب پھر گزارش ہے کہ میں نے دارالعلوم وزیرستان وانا کے جید علما کی حسب ذیل کمیٹی مقرر کی، انہوں نے مورخہ ۱۳ رجون ۱۹۸۸ء سے ۲۱ رجون ۱۹۸۸ء تک صبح صادق اور غروب کے اوقات چیک کئے اور پھر مجھے دے دیئے اور جب میں نے آپ کے ارسال کردہ اوقات کے ساتھ چیک کیا تو بالکل آپ کے نقشہ کے سو فیصد مطابق تھے، حالانکہ میں مذکورہ علما کو آپ صاحب کے نقشہ کے اوقات نہیں بتائے تھے، اس لیے آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ وانا کے اوقات کے متعلق آپ کا نقشہ بالکل درست ہے۔

کمیٹی علما کے نام یہ ہیں:

(۱) مولانا عبدالوارث صاحب (۲) مولانا عبدالجید صاحب (۳) مولانا اصلاح الدین صاحب

والسلام

(۴) مولانا فرید احمد صاحب۔

(نور محمد مہتمم دارالعلوم وزیرستان وانا وخطیب مرکزی جامع مسجد وانا، جنوبی وزیرستان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان)

اس تقریظ میں یہ بات واضح ہے کہ جناب عبداللطیف صاحب کا نقشہ بالکل صحیح ہے اور یاد رہے کہ ان کا نقشہ اٹھارہ درجہ کے مطابق ہے۔

اس موضوع سے متعلق برطانیہ میں منعقد اجلاس اور اس سے متعلق حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہیؒ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں:

چونکہ برطانیہ میں صبح صادق اور رویت ہلال کا مسئلہ ہمیشہ مختلف فیہ رہتا ہے، ہر ایک کے پاس اپنے دلائل ہیں اور ہر ایک اپنی رائے پر مصر ہے، ۱۴۰۳ھ میں جب حضرت مفتی محمود صاحب وہاں تشریف لے گئے تو وہاں کے علماء نے اس مسئلہ میں آپ سے رجوع کیا، آپ نے علماء کرام کے دلائل و شواہد کا مطالعہ فرما کر تحریر فرمایا، خلاصہ اس کا یہ ہے: ”علاقہ برطانیہ میں صبح صادق، شفق بیاض منتشر کا مسئلہ دیر سے چھیڑا ہوا ہے، وقت مغرب و عشاء، وقت فجر، منہائے سحر، ابتداء صوم کا اس سے خاص تعلق ہے، بندہ نا کارہ علماء کی تحریرات سے مشرف ہوا، مگر بصندامت اعتراف کرتا ہے کہ مطالعہ کے بعد کسی حتمی فیصلہ پر پہنچنے سے قاصر رہا۔

(احقر محمود غفرلہ۔ ۱۶ شعبان ۱۴۰۳ھ)

مگر اس کے بعد تمام علماء کرام غور و فکر کے بعد اقرب الایام والی تجویز پر متفق ہو گئے اور سب نے اس تجویز کو قبول کر لیا، حضرت مفتی صاحب نے اس پر دستخط فرمادیئے اور اپنی سابقہ تحریر واپس لے لی۔

### متفقہ فیصلہ:

آج ۱۶ شعبان ۱۴۰۳ھ جمعیتہ العلماء برطانیہ کے زیر اہتمام بریڈ فورڈ میں علماء کا ایک اجلاس زیر سرپرستی حضرت مفتی محمود صاحب منعقد ہوا جس میں برطانیہ میں صبح صادق کے بارے میں طویل غور و فکر کے بعد شریک اجلاس علما نے حسب ذیل متفقہ فیصلہ کیا کہ اس سے پہلے برطانیہ میں جو نوٹیکل ٹورولائیٹ ۱۲ درجہ (ڈگری) صبح صادق قرار دیا تھا وہ قطعاً غلط تھا۔

اور برطانیہ میں جن دنوں صبح صادق کا تحقق ہوتا ہے، یعنی آفتاب افق سے ۱۸ درجے نیچے جاتا ہے اس کو اصطلاح میں سٹرونومیکل ٹولائیٹ کہا جاتا ہے، ان دنوں میں اسی وقت صبح صادق قرار دی جائے گی کیونکہ یہی وقت دراصل صبح صادق کا صحیح وقت ہے، البتہ جن دنوں برطانیہ کے مختلف عرض البلد پر مختلف ایام میں آفتاب افق سے ۱۸ درجے نیچے نہیں جاتا، ان دنوں میں صبح صادق کے بارے میں یہی طے کر لیا گیا کہ اپنی جگہ کے عرض البلد پر آخری تاریخ میں جو صبح صادق کا وقت تھا، اسی کے مطابق اتنے ہی بجے بقیہ دنوں میں بھی صبح صادق کی ابتداء و اختتام سحر مقرر کی جائے۔

العبد شبیر احمد عفی عنہ۔

حضرت والا نے اس فیصلہ کی تحسین فرمائی اور علماء کرام کو مبارک باد دی اور اپنی سابقہ تحریر واپس منگوائی۔  
حضرت والا کی بھیجی ہوئی تحریر:

۱۶ شعبان ۱۴۰۳ھ کو صبح صادق، بیاض منتشر منہاے سحر سے متعلق گفتگو کرنے کے لئے جمیعہ علماء برطانیہ کی مجلس ہوئی، اس میں احقر بھی شامل تھا، اس سے قبل علماء کرام کی متعدد تحریرات کا اس مسئلہ پر احقر مطالعہ کر چکا تھا مگر کسی رائے کو ترجیح دینا دشوار ہے..... مگر پھر علماء کرام نے گفتگو کر کے ایک رائے پر اتفاق کر لیا اور کسی نے اس کو باطل نہیں کیا تو پھر احقر نے بھی اس پر دستخط کر لئے اور اپنی تحریر واپس منگالی جو احقر کو موصول ہو گئی۔ (مخلص از حیات محمود: ۲۰۱، ۲۰۵)

نقشہ ملاحظہ فرمائیں!

دائمی اوقات نماز برائے ضلع اعظم گڑھ:

تاریخ	صبح صادق	طلوع آفتاب	درمیان کا وقت	غروب آفتاب	ابتدائے عشا	درمیانی وقت
مہینے	منٹ - گھنٹہ	منٹ - گھنٹہ	منٹ - گھنٹہ	منٹ - گھنٹہ	منٹ - گھنٹہ	منٹ - گھنٹہ
۱ جنوری	۵:۱۷	۶:۴۳	۱:۲۶	۵:۱۹	۶:۴۱	۱:۲۲
۱ فروری	۵:۱۹	۶:۴۱	۱:۲۲	۵:۴۲	۷:۰۱	۱:۱۹
۱ مارچ	۵:۰۱	۶:۲۱	۱:۲۰	۶:۰۰	۷:۱۷	۱:۱۷
۱ اپریل	۴:۳۰	۵:۵۰	۱:۲۰	۶:۱۴	۷:۳۱	۱:۱۷
۱ مئی	۳:۵۶	۵:۲۳	۱:۲۷	۶:۲۸	۷:۵۰	۱:۲۲
۱ جون	۳:۳۶	۵:۰۸	۱:۳۲	۶:۴۳	۸:۱۳	۱:۳۰
۱ جولائی	۳:۳۶	۵:۱۱	۱:۳۵	۶:۵۲	۸:۲۲	۱:۳۰
۱ اگست	۳:۵۶	۵:۲۵	۱:۲۹	۶:۴۳	۸:۰۹	۱:۲۶
۱ ستمبر	۴:۱۶	۵:۳۹	۱:۲۳	۶:۱۷	۸:۳۸	۱:۲۱
۱ اکتوبر	۴:۲۹	۵:۵۰	۱:۲۱	۵:۴۶	۷:۰۱	۱:۱۵
۱ نومبر	۴:۴۲	۶:۰۵	۱:۲۳	۵:۱۸	۶:۳۶	۱:۱۸
۱ دسمبر	۵:۰۰	۶:۲۶	۱:۲۶	۵:۰۷	۶:۴۸	۱:۲۱

(ایک عالمی تاریخ از حضرت مولانا عثمان معرونی: ۱۶۱، ۱۷۱)

## نقشہ برائے جوبانسرگ:

تاریخ	صبح صادق	طلوع آفتاب	درمیان کا وقت	غروب آفتاب	ابتدائے عشا	درمیان کا وقت
مہینے	منٹ - گھنٹہ	منٹ - گھنٹہ	منٹ - گھنٹہ	منٹ - گھنٹہ	منٹ - گھنٹہ	منٹ - گھنٹہ
۱/ جنوری	۳:۵۰	۵:۲۰	۱:۳۰	۷:۰۶	۸:۳۳	۱:۲۷
۱/ فروری	۴:۱۹	۵:۴۳	۱:۴۴	۷:۰۳	۸:۴۴	۱:۲۱
۱/ مارچ	۴:۴۳	۶:۰۲	۱:۱۹	۶:۴۲	۷:۵۷	۱:۱۵
۱/ اپریل	۵:۰۰	۶:۱۷	۱:۱۷	۶:۱۰	۷:۴۳	۱:۱۳
۱/ مئی	۵:۱۳	۶:۳۱	۱:۱۸	۵:۴۲	۶:۵۷	۱:۱۵
۱/ جون	۵:۲۶	۶:۴۷	۱:۲۱	۵:۴۷	۶:۴۶	۱:۱۹
۱/ جولائی	۵:۳۳	۶:۵۶	۱:۲۳	۵:۳۱	۶:۵۰	۱:۱۹
۱/ اگست	۵:۴۷	۶:۴۷	۱:۲۰	۵:۴۵	۷:۰۱	۱:۱۶
۱/ ستمبر	۵:۰۴	۶:۲۱	۱:۱۷	۵:۵۹	۷:۱۳	۱:۱۴
۱/ اکتوبر	۴:۳۱	۵:۴۸	۱:۱۷	۶:۱۱	۷:۲۵	۱:۱۴
۱/ نومبر	۳:۵۷	۵:۱۹	۱:۲۲	۶:۲۸	۷:۴۷	۱:۱۹
۱/ دسمبر	۳:۳۹	۵:۰۸	۱:۲۹	۶:۴۹	۸:۱۵	۱:۲۶

نوٹ: جس ماہ کی جس تاریخ میں غروب آفتاب اور غروب شفق میں جس قدر فاصلہ رہتا ہے، تقریباً اتنا ہی فاصلہ صبح صادق اور طلوع آفتاب میں بھی ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۳۴۳)

امداد الاحکام میں ہے:

صبح صادق طلوع آفتاب سے ۱۸ درجہ پہلے ہوتی ہے۔ (امداد الاحکام: ۴۰/۱، دارالعلوم کراچی) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم  
(فتاویٰ دارالعلوم زکریا: ۵۲۲-۶۰)

## فجر صادق سے متعلق غیر مسلم کی تحقیق کا حکم:

سوال: کیا فجر صادق کے طلوع یا شفق کے بارے میں غیر مسلموں کی تحقیق کا اعتبار ہو سکتا ہے یا نہیں، جبکہ وہ مسلمان بھی نہیں؟

## الجواب

غیر مسلموں کی تحقیق خالص دین کی باتوں میں قبول نہیں، جیسے پانی پاک ہے یا ناپاک ہے، یہ کھانا حلال ہے یا حرام ہے، لیکن اگر وہ کوئی ایسی بات بتلا دیں جس پر دینی بات مرتب ہو تو ان کی وہ بات معتبر ہے بشرطیکہ دل اس کی صداقت کی گواہی دے، مثلاً یہ کہہ دیں کہ میں نے یہ کھانا فلاں مسلمان سے خریدا ہے تو ظاہر بات ہے کہ مسلمان سے خریدنے کے بعد اس پر حلال ہونے کا حکم مرتب ہوگا۔ درمختار میں ہے:

ويقبل قول كافر ولو مجوسياً قال: اشتريت اللحم من كتابي فيحل أوقال: اشتريته من مجوسي فيحرم ولا يرد به بقول الواحد وأصله أن خبر الكافر مقبول بالاجماع في المعاملات لا في الديانات وعليه يحمل قول الكنز: ويقبل قول الكافر في الحل والحرمة يعني الحاصلين في ضمن المعاملات لا مطلق الحل والحرمة. (الدر المختار مع رد المحتار: ۶/۳۴۴، ۳۴۵، كتاب الحظر والاباحة، سعيد)

طحاوی میں ہے:

”وإذا صح قول الواحد في أخبار المعاملات عدلاً كان أو غير عدل فلا بد في ذلك من تغليب رأيه فيه أن خبره صادق فإن غلب على رأيه ذلك عمل عليه وإلا لا“۔ (حاشية الطحاوی علی الدر المختار: ۱۷۴/۴، كتاب الحظر والاباحة، كوئته)

مذکورہ بالا عبارت سے پتہ چلا کہ اگر ان کی تحقیق پر ظن غالب ہو کہ صحیح ہے تو اس پر عمل کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

”ولا يقبل قول الكافر في الديانات إلا إذا كان قبول قول الكافر في المعاملات يتضمن قبوله في الديانات فحينئذ تدخل الديانات في ضمن المعاملات فيقبل قوله فيها ضرورة هكذا في التبيين، من أرسل أجيراً له مجوسياً أو خادماً فاشترى لحماً فقال: اشتريته من يهودي أو نصراني أو مسلم وسعه أكله وإن كان غير ذلك لم يسعه أن ياكل منه معناه إذا كان ذبيحة غير الكتابي و المسلم لأنه لما قبل قوله في الحل أولى أن يقبل في الحرمة كذا في الهداية. (الفتاوى الهندية: ۳۰۸/۵، كتاب الكراهية: الباب الأول في العمل بخير الواحد)

صورت مسئلہ میں بھی غیر مسلم نے صبح صادق اور شفق کے غروب کی بات بتلا دی، جو براہ راست دین کی بات نہیں، بلکہ آسمان کے افق کی تحقیق ہے، پھر اس پر نماز کا وقت ہونا یا نہ ہونا، روزہ کی ابتدا ہونا نہ ہونا مرتب ہوگا، لہذا صبح صادق اور شفق کے بارے میں غیر مسلموں کی تحقیق معتبر ہے، نیز یہ تحقیق صرف غیر مسلموں کی نہیں، بلکہ مسلمان ماہر فلکیات کی تحقیق بھی یہی ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم زکریا: ۶۰۲-۶۱)

## لاہور میں وقت صبح صادق:

سوال: ۱۷ مئی کو لاہور میں صبح صادق کئے بجے ہوگی؟ بینواتو جروا۔

الجواب: \_\_\_\_\_ باسم ملہم الصواب

لاہور میں ۱۷ مئی کو صبح صادق ۳ رنج کر ۴۹ منٹ پر ہوگی۔ اس کا عمل مندرجہ ذیل ہے:

ج = درجات بعد شمس از نصف النہار (۱۰۵) + عرض البلد (۳۴/۳۱) = ۱۳۹/۳۴ میل موافق (۲۴/۱۹) = ۱۱۷/۹  
 ۲ ÷ ۹ = ۳۵/۵۸ = ن، ۱۰۵ - ۳۵/۵۸ = ۴۹ - ۲۵ = لوک جب ن (۹۳/۱۱) + لوک جب ج - ن (۸۵/۹۹) = ۹۱ - ۷۱،  
 جم میل (۷۶/۹۷) + جم عرض (۹۳/۰۶) = ۱۷۰ - ۷۱ = ۹۹ - ۷۱ = ۲۸ = ۲ ÷ ۱۵ = ۱۵ - ۶۱ = ۱۵  
 ق (۲/۱۴) = ۲۸ (ق) = ۸ گھنٹہ ۱۰ منٹ، مقامی نصف النہار (۵۶/۱۱) + فرق طول (۳/۰) = ۵۹/۱۱ = ۱۰۸ - ۵۹ = ۳  
 ۴۹ صبح صادق - فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳ رنج الآخر ۱۳۹۲ھ - (حسن الفتاویٰ: ۱۲۹/۲)

## لاڑکانہ اور مکہ مکرمہ میں وقت صبح صادق:

سوال: لاڑکانہ کا وقت صبح صادق کتنے وقت پر ہوگا؟ نیز مکہ مکرمہ کا بھی؟ بینواتو جروا۔

الجواب: \_\_\_\_\_ باسم ملہم الصواب

لاڑکانہ: (عرض البلد = ۲۷ - ۳۴) مئی کی صبح صادق کا وقت بندہ کی کتاب ”صبح صادق“ کے مطابق یوں نکلے گا،  
 عرض البلد ۴۰ میں وقت صبح = ۴ گھنٹہ ۲۶ منٹ اور عرض البلد ۴۰ میں وقت صبح ۴ گھنٹہ ۲ منٹ، اوسط نکالنے سے عرض ۲۷ -  
 ۳۴ میں ۴ گھنٹہ ۸ منٹ - فرق نصف النہار (۴/۴) = ۴ گھنٹہ ۴ منٹ + فرق طول البلد (۲۷ منٹ) = ۴ گھنٹہ ۳۱ منٹ،  
 مکہ مکرمہ: (عرض البلد = ۲۱ - ۲۱) میں یکم جون کی صبح صادق کا وقت یوں رہے گا، عرض البلد ۴۰ میں وقت صبح = ۴  
 گھنٹہ ۱۵ منٹ اور عرض البلد ۴۰ میں وقت صبح = ۳ گھنٹہ ۴۵ منٹ اوسط نکالنے سے عرض ۲۱ - ۲۱ = ۲۱ میں ۴ گھنٹہ ۱۱ منٹ -  
 فرق نصف النہار (۲/۲) = ۴ گھنٹہ ۹ منٹ + فرق طول البلد (۲۰ منٹ) = ۴ گھنٹہ ۲۹ منٹ - فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۰ رنج الاول ۱۳۹۲ھ - (حسن الفتاویٰ: ۱۲۹/۲)

## شکاگو میں اوقات صبح صادق و مغرب:

سوال: شکاگو (امریکہ) کے لئے رمضان المبارک میں سحر و افطار کا نقشہ مرتب کروا کر ارسال فرمائیں؟

(جزاکم اللہ تعالیٰ)



الجواب ————— باسم ملہم الصواب

نقشہ اوقات برائے شکاگو مٹسی (امریکہ) طول غربی ۸۷°۴۵، عرض شمالی ۴۲°۴۵

تاریخ	صبح صادق	طلوع	غروب	عشا
گھنٹہ منٹ	گھنٹہ منٹ	گھنٹہ منٹ	گھنٹہ منٹ	گھنٹہ منٹ
۲۲ اکتوبر	۵ ۵۴	۷ ۱۳	۵ ۵۷	۷ ۱۶
یکم نومبر	۵ ۶	۶ ۲۵	۴ ۴۵	۶ ۴
۱۱ نومبر	۵ ۱۷	۶ ۳۷	۴ ۳۳	۵ ۵۳

تنبیہ:

(۱) وہاں اپریل کے آخری اتوار سے اکتوبر کے آخری اتوار تک ایک گھنٹہ وقت بڑھا دیا جاتا ہے، نقشہ میں اس کی رعایت رکھی گئی ہے۔

(۲) صبح صادق کے دئے ہوئے وقت سے ۱۶ منٹ قبل صبح کا ذب ظاہر ہوگی جو شرعاً غیر معتبر ہے۔

(۳) وقت مذکور سے سحری سات منٹ پہلے ختم کریں اور افطار پانچ منٹ بعد کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رمضان ۱۴۳۹ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/۱۷۷)

### برطانیہ میں صبح صادق کی تحقیق:

تمہید:

محکمہ موسمیات نے شفق کی تین قسمیں قرار دی ہیں:

۱۔ سیول شفق ۶ درجہ والی شفق، اس کو شفق احمر سے تعبیر کرتے ہیں، اس وقت رات کے آثار کم ہوتے ہیں،

چند بڑے تارے نظر آتے ہیں۔

۲۔ بحری شفق: ۱۲ درجہ والی شفق، یعنی شفق ابیض کا ابتدائی اور متوسط درجہ۔

۳۔ سبت شفق: ۱۸ درجہ والی شفق ابیض کا آخری درجہ جس کے بعد تاریکی چھا جاتی ہے۔

جو ممالک ۵۰ سے ۵۸ عرض البلد سے اوپر واقع ہیں وہاں شفق دیر سے غائب ہوتی ہے اور صبح صادق جلدی ہوتی

ہے، موسم گرما کے بعض مہینوں میں غروب شفق اور صبح میں بہت کم فاصلہ رہتا ہے، بطور مثال ۴۵ عرض البلد کے طلوع

وغروب کا نقشہ یہ ہے:

طلوع آفتاب: ۳۵-۴۰: غروب آفتاب ۴۱: دن کی مقدار ۶-۱۷ اور صبح صادق ۳۵-۱-۲۱ منی سے ۳۱ جولائی تک بحری شفق غائب ہوتے ہی پوری رات شفق پر اجالا رہتا ہے۔

سوال (۱): جو مالک ۵۵ سے ۵۸ عرض البلد پر ہیں وہاں شفق ابیض اور صبح صادق میں بہت کم فاصلہ رہتا ہے جب ان اوقات میں رمضان آتے ہیں تو تراویح و سحری وغیرہ کے مسائل بھی بہت غور طلب ہو جاتے ہیں، یعنی جہاں شفق ابیض اور صبح صادق میں فاصلہ ہی نہیں ہوتا وہاں سحری کب ختم کی جائے؟

سوال (۲): درمختار میں ایک حساب لکھا ہے: صبح صادق کے وقت کے بارے میں کہ جتنے گھنٹہ کی رات ہو اس کا ساتواں حصہ صبح صادق ہوگا، کیا یہ حساب صحیح ہے؟ نیز مولانا تھانویؒ نے ”امداد الفتاویٰ“ میں لکھا ہے کہ ہیئت کے قاعدہ سے طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل تک سحری کھا سکتے ہیں، تو کیا ان اقوال کو مد نظر رکھتے ہوئے جن دنوں شفق ابیض غائب نہیں ہوتی ہے تو صبح صادق میں آفتاب طلوع ہونے کا جو وقت ہے اس سے سوا گھنٹہ پہلے صبح صادق کا تصور کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ نیز جن ایام میں سورج افق سے ۱۸ درجے نیچے ہوتا ہے تو صبح صادق بہت آگے بڑھتی ہے مثلاً اگست کی پہلی تاریخ میں ۳۶-۱ ہے تو دوسری کی ۴۹-۱ ہے اور تیسری کی ۵۹-۱ ہے چوتھی کو ۷۲-۲، اتنی جلدی صبح صادق آگے بڑھتی ہے، اور یہاں علم ہیئت والے کمپیوٹر وقت یہی بتلاتے ہیں، تو کیا اس پر عمل کرنا ضروری ہے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

سوال (۳): مشلین کے بعد غروب تک سردیوں میں صرف پون گھنٹہ کا فرق رہتا ہے، تو کیا حنفی المسلمک مثل ثانی میں نماز عصر ادا کر سکتا ہے؟

الجواب \_\_\_\_\_ وبالله التوفیق

تمہید:

پہلی بات تو یہ سمجھنی چاہئے کہ دین اسلام دین فطرت ہے، کما ورد: ”الدين الفطرة“ (۱) اس کے احکام سادہ

(۱) عن أبي هريرة أنه كان يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مولود إلا يولد على الفطرة فأبواه يهودانه أو ينصرانه أو يمجسانه كمانتج الهيمه بهيمه جمعاء هل تحسون فيهما من جدعاء، ثم يقول أبو هريرة وأقرءوا وإن شئتم فطرة الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله. الآية. (الصحيح لمسلم باب معنى كل مولود يولد على الفطرة... كتاب القدر (ح: ۲۶۵۸) سنن أبي داؤد، باب ذراري المشركين، كتاب السنة (ح: ۷۴۱۴) سنن الترمذی كتاب القدر، باب ماجاء كل مولود يولد على الفطرة (ح: ۲۱۳۸) مسند الامام احمد، مسند أبي هريرة رضي الله عنه (ح: ۷۱۴۱) موطا الإمام مالك، كتاب الجنائز، باب جامع الجنائز (ح: ۵۶۹)

قال العلامة شمس الحق العظيم آبادی: اختلف السلف في المراد بالفطرة على أقوال كثيرة، وأشهر الأقوال أن المراد بالفطرة الاسلام، قال ابن عبد البر: هو المعروف عند عامة السلف. (عون المعبود شرح سنن أبي داؤد، ص: ۳۸۶) (تشریح حدیث: ۷۴۱۴) انیس

اور فطری اصول پر ہوتے ہیں، تاکہ ہر انسان خواہ دیہاتی ہو یا شہری عالم ہو یا جاہل، خواہ سمندری علاقہ کا ہو خواہ پہاڑی علاقہ کا ہو، جو بھی ہو اگر وہ احکام پر عمل کرنا چاہے اور اپنے معبود حقیقی سے رابطہ قائم کرنا چاہے تو فطری اصول اور سادہ انداز سے کر سکے، بقاعدہ: ”الدین یسر“ (۱)

اور بشارہ نصوص:

”وَلِّلْعَالَمِينَ نَذِيرًا“۔ (۲)

”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“۔ (۳)

اور ایک حدیث پاک میں ہے:

”نحن أمة أمية لا نكتب ولا نحسب“۔ (۴)

ان سب آیات و روایات و احادیث سے احکام اسلام فلسفیانہ موشگافیوں اور علوم ہیئت کے دقائق پر دائر نہ ہوں گے اور ان کا مدار یہ چیزیں نہ ہوں گی بلکہ ادلہ اربعہ شرعیہ سے جو حکم نکلے گا وہی شرعاً معتبر ہوگا۔

انہی وجوہ کی بنا پر ثبوت رویت ہلال میں ہوائی جہاز پر اڑ کر دیکھنے کا یا دور بین سے دیکھنے کا اعتبار نہیں ہے، اور نہ اس پر مدار ثبوت ہے خاص کر صیام رمضان کے مسئلہ میں، اس کو احقر اپنے رسالہ ”ریڈیو اور ٹیلیفون وغیرہ کے ذریعہ ثبوت رویت ہلال کا شرعی حکم“ میں بہت واضح طور سے مدلل و مفصل بیان کر چکا ہے، اس کا مطالعہ فرمایا جائے، اس مختصر تمہید کے بعد عرض ہے کہ مسئلہ مجوشہ عنہا کا مدار اشیاء مذکورہ فی السوال پر نہیں بلکہ نص قرآنی:

”وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ“ الخ۔ (۵) پر ہے۔

اس آیت کریمہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ کھاتے پیتے رہو، یہاں تک کہ خیط ابیض، خیط اسود سے متین ہو جائے پھر اس کے بعد رک جاؤ، اور روزہ رات آنے تک پورا کرو محض خیط ابیض کے وجود کو مدار نہیں رکھا گیا بلکہ خیط ابیض کے متین کو مدار رکھا گیا ہے، ظاہر ہے کہ نفس خیط ابیض کا وجود اول وہلہ روشنی میں بھی ہو سکتا ہے، مگر اس کو مدار نہ رکھ کر اس

(۱) عن أبي هريرة. رضى الله عنه. عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ”الدین یسر“. (البخاری مع الفتح: ۹۳/۱)

رواہ البخاری، فی کتاب الإیمان (ح: ۳۹) انیس

(۲) سورة فرقان: ۱۔

(۳) سورة انبیاء: ۱۰۷۔

(۴) صحیح البخاری: ۲۵۶/۱ - (ح: ۱۹۱۳) بلفظ إن أمة أمية... / مسند الإمام أحمد، مسند عبد الله بن عمر بن

الخطاب (ح: ۶۰۴۱) بلفظ نحن أمة أميون... الخ. انیس

(۵) سورة البقرة: ۱۸۷۔

کے تین کو رکھا گیا، دونوں یعنی نفسِ حیض اور اس کے تین کا فرق احادیثِ پاک اور ائمہ ہدیٰ کے کلام سے بھی معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ مسلم شریف اور ترمذی شریف کی حدیث ہے:

”عن سمرة بن جندب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”لا يمنعكم من سحوركم

أذان بلال ولا الفجر المستطيل ولكن الفجر المستطير في الأفق“۔ (۱)

حدیث بالا میں صرف فجر نہیں فرمایا گیا بلکہ مستطیل کی قید بڑھادی گئی ہے جس کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ اولیت حقیقیہ بیاض کی مراد نہیں بلکہ اس کا استطار و انتشار مراد ہے، فقہاء کرام نے اسی کو بیاض مستطیر اور منتشر سے تعبیر کیا ہے اور اسی کا اعتبار کیا ہے، چنانچہ طحاوی علی المراقی میں حضرت امام محمدؒ سے اس کی تصریح موجود ہے کہ محض لمعہ بیاض کی اولیت حقیقیہ مراد نہیں ہے، بلکہ اس کے انتشار کا اعتبار ہے، جب بیاض میں انتشار پیدا ہو جائے تو اس وقت سحری بند کرنا چاہئے۔ (۲) اب معلوم نہیں ماہر فلکیات ۱۸/ ڈگری پر جس بیاض کا ذکر کرتے ہیں اس سے کیا مراد لیتے ہیں، ظاہر یہی ہے کہ اپنے فن کے قاعدہ کے مطابق بیاض کی اولیت حقیقیہ (لمعہ) مراد لیتے ہوں گے اور ایسی مبہم بات بھی مدار حکم نہیں بن سکتی، اس لیے بھی مدار ان چیزوں پر نہیں بلکہ مدار حیض اور بیض کے تین پر ہوگا اور یہ تین تمہید میں ضابطے اور اصول کے مطابق کسی آلہ رصد گاہی وغیرہ سے نہ ہوگا بلکہ عیاناً دیکھنے سے ہوگا۔

(۱) خلاصہ یہ نکلا کہ جن دنوں میں آسمان صاف رہے ان دنوں میں بجلی وغیرہ کے قتموں کی حد سے باہر جا کر خود مشاہدہ کیا جائے اور جس وقت بیاض (حیط ابیض) کا تین و انتشار مشاہدہ ہو جائے اس وقت کو منتہاء کہنا چاہئے اور اسی وقت سے روزہ کی ابتدا کی جائے۔

اگر اپنے یہاں اس مشاہدہ کا موقع نہ آئے تو اطراف کے کسی قریبی مقام سے اس کا مشاہدہ کیا جائے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے۔

(۲) اگر یہ بھی نہ ہو سکے کہ وہاں کا بھی مطلع صاف نہیں رہتا تو پھر میدانی علاقہ کے منتہائے سحر کا اعتبار کیا جائے۔ میدانی علاقوں کے منتہائے سحر کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ احادیث صحیحہ میں آتا ہے کہ سحری کھانے میں تاخیر کرنا افضل ہے:

(۱) سنن الترمذی، کتاب الصوم: ۱۵۰/۱ (الصحيح لمسلم، باب بيان ان الدخول في الصوم يحصل بطلوع

الفجر، کتاب الصوم (ح: ۲۵۴/۱۰۹۴) سنن أبی داود، باب وقت السحور (ح: ۲۳۴۶) سنن الترمذی، باب ما

جاء في بيان الفجر (ح: ۷۰۵) انیس

(۲) وروی عن محمد أنه قال: اللمة غير معتبرة في حق الصوم وحق الصلاة وإنما يعتبر الإشتار في الأفق قاله في

الشرح. (حاشية الطحاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الإيضاح، کتاب الصلاة، مدخل: ۱۷۴/۱. انیس)

”کما فی الصحاح عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قال: ”تسحرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قمنا إلى الصلوة، قال أنس قلت: کم کان قدر ذلک قال: قدر خمسين اية“۔ (۱)

اور انہی احادیثی بنیادوں کی بنا پر فقہ کی معتبر کتابوں مثلاً شامی وغیرہ میں لکھا ہے کہ سدس آخر لیل میں (رات کے آخری چھٹے حصہ میں) سحری کھانا افضل ہے، (۲) اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رات کے آخری چھٹے حصہ تک صبح صادق جو منہٹاے سحر ہے، نہیں ہوتی اس کے بعد ہوتی ہے اور حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے بھی اس کے قریب قریب لکھا ہے کہ کل رات کا ساتواں حصہ فجر کا ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ اس کے قبل کا حصہ رات اور سحری کھانے کا وقت شمار ہوگا، ممکن ہے کہ حضرت تھانویؒ نے اس مذکورہ بنیاد (سدس لیل آخر) سے استدلال کیا ہو، یا اس کے علاوہ کچھ اور بھی مستدل حضرت کا ہو۔ بہر حال میدانی علاقوں کے لیے حضرتؒ نے جو فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور استفتاء ہذا میں اس کا حوالہ بھی صحیح دیا ہے۔ باقی درمختار، شامی میں یہ چیز نہیں ملی، البتہ روایت و درایت سے ایسی بات نکلتی ہے۔

الحاصل انہی اصول ثلاثہ مذکورہ کے مطابق عمل کیا جائے کہ جب اپنے علاقہ میں اور اس کے اطراف کے علاقوں میں اس خط ایض کا تین مشاہدہ اور تحقق نہ ہو تو میدانی علاقہ کے منہٹاے سحر کا اعتبار کیا جائے اور اسی کے اعتبار سے سحری کھانا بند کیا جائے۔

هذا ما عندي من الشرع الشريف فإن كان حقا وصحيحا فمن الله وإلا فمن نفسي وما أبرىئ نفسي من الخطاء.

(۳) اگر صورت مذکورہ میں آفتاب کی ٹکیہ اتنی کمزور اور متغیر ہو جاتی ہے کہ اس پر نگاہ پڑنے سے نگاہ گھبراتی نہیں بلکہ ٹکی رہتی ہے تو ایسی صورت میں مثل اول میں بھی عصر کی نماز ادا کر لینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور۔ (مختصات نظام الفتاویٰ: ۱۹۲/۱-۱۹۵)

### برطانیہ میں عشا اور صبح صادق کی ابتداء کب سے مانی جائے:

سوال: یہاں برطانیہ میں مدت سے یہ بات مشہور ہے کہ شفق اور صبح صادق کا مشاہدہ کرنا مشکل ہے، لہذا کسی نے اس طرف زیادہ توجہ نہیں کی اور اب بھی یہی حال ہے، سردیوں کے موسم میں یعنی نومبر، دسمبر، جنوری میں تو کسی حد تک یہ بات صحیح ہو سکتی ہے مگر اور مہینوں کے لئے یقیناً ایسا نہیں ہے۔ بہر حال مشاہدہ کو بالائے طاق رکھ کر محض محکمہ

(۱) سنن الترمذی، کتاب الصوم: ۱۵۰/۱ (سنن الترمذی، باب ما جاء فی بیان الفجر (ح: ۷۰۳) / رواہ البخاری

(ح: ۵۷۵) / ومسلم (ح: ۱۰۹۷) والنسائی: ۴/۱۴۳. انیس)

(۲) (ويستحب السحور)... وهو السدس الأخير من الليل. (رد المحتار، مطلب فی حديث التوسعة على العيال

والاكتحال يوم عاشوراء: ۴۱۹/۲، دار الفکر. انیس)

موسمیات سے حاصل کردہ اوقات غروب شفق نوٹیکل اور اسٹرانیکل نوائی لائٹ اور طلوع صبح صادق یعنی نوٹیکل اینڈ اسٹرانیکل نوائی لائٹ پر اکتفا کرتے چلے آ رہے ہیں، یعنی محکمہ موسمیات والوں سے غروب آفتاب کے بعد یا طلوع آفتاب سے پہلے سورج کے زیر افق ۱۸ درجہ جانے کے بعد یا طلوع سے ۱۸ درجہ پہلے کے اوقات منگواتے ہیں اور اس کے مطابق عشا اور فجر پر عمل کرتے ہیں برطانیہ میں زیادہ تر مسجدوں میں ۱۲ درجہ کے مطابق ٹومیکل نوائی لائٹ منگوا کر وقت عشا اور فجر کی ابتدا مان کر عمل کیا جاتا ہے مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوگا کہ برطانیہ میں عمومی طور پر مشاہدہ کرنے کے بجائے محکمہ موسمیات کے تخریج کردہ اوقات غروب و طلوع شفق ۱۲ درجہ یا ۱۸ درجہ کے مطابق وقت عشا طلوع فجر کی ابتدا مانتے ہیں۔ دراصل انگلینڈ میں بسنے والے مسلمانوں نے ابتدا میں عشا کی نماز اور صبح صادق کے لئے اپنے اپنے یہاں کے لئے اصول گا ہوں سے وقت منگائے تھے، تو اصول گا ہوں نے ۱۲ درجہ کے مطابق وقت نکال کر بھیجا تھا پھر ایک دوسرے کے نقش قدم پر عمل کرتے ہوئے آہستہ آہستہ بعد میں آنے والے تمام مسلمان عشا کی نماز ادا کرنے میں ۱۲ درجہ والے ٹائم پر مکمل عمل پیرا ہو گئے اور پورے انگلینڈ میں ۱۲ درجہ کا ٹائم رائج ہو گیا، مگر جن مہینوں میں ۱۲ درجہ کے حساب سے بھی سورج غروب ہونے کے بعد بہت ہی دیر سے عشا کا وقت ہوتا تھا اور عشا کی نماز کے لئے بہت ہی انتظار کرنا پڑتا تھا جس میں لوگ بے پناہ حرج میں مبتلا ہو گئے تھے، تو علماء کرام نے مفتیان کرام کی طرف رجوع کیا تو حضرات مفتیان کرام نے دفع حرج کے خاطر شفق احمر غائب ہونے پر ایک گھنٹہ کے بعد عشا کی نماز ادا کرنے کا فتویٰ دیا جس کی وجہ سے ایک یا سوا گھنٹہ سے عشا کی نماز ادا کرتے رہے۔

مگر سن عیسوی ۱۹۸۲ء میں پھر یہ بات چلی کہ عشا کی نماز کے لئے اور صبح صادق کے لئے ۱۲ درجہ کا ٹائم غلط ہے، بلکہ ۱۸ درجہ کا ٹائم صحیح ہے، تو پھر تمام مسلمانوں نے اپنی اپنی جگہوں کے لئے ۱۸ درجہ کا ٹائم منگوا کر اس کے مطابق عشا اور فجر کے لئے عمل شروع کر دیا۔ مگر چونکہ ۱۸ درجہ کے مطابق عشا کی نماز کے لئے حد سے زیادہ انتظار کرنے کی زحمت میں مبتلا ہو گئے اس لئے کہ ۱۸ درجہ کے حساب سے عشا کی نماز کے لئے سورج غروب ہونے کے بعد دو، ڈھائی، تین اور ساڑھے تین گھنٹوں تک کا بھی انتظار کرنا پڑتا تھا اور یہ انتظار عوام کے لئے ناقابل برداشت ہو گیا تھا۔ اس لئے ایک سال عمل کرنے کے بعد پھر سے ۱۲ درجہ پر عمل کرنا شروع کر دیا اس لئے کہ ۱۸ درجہ کے حساب سے پورے سال عشا کی نماز سورج غروب ہونے کے دو ڈھائی گھنٹوں کے بعد پڑھنی پڑتی تھی اور اسی طرح سے ان دنوں میں روزہ کے لئے سورج کے طلوع ہونے سے دو تین گھنٹہ قبل سحری بند کرنا پڑ گئی تھی، بلکہ بعض مہینوں میں تو وقت عشا اور صبح صادق کے درمیان بہت ہی تنگ وقت رہتا ہے، ان تمام دشواریوں کے پیش نظر ۱۸ درجہ پر ایک دو سال عمل کرنے کے بعد اکثریت ۱۲ درجہ پر عمل پیرا ہو گئی۔

- ۱۔ دوسری بات یہ ہے کہ مشاہدہ اور مذکورہ درجوں میں اوقات کے اندر تعارض ہو جائے تو مشاہدین کو صحیح مانا جائے گا، یا محکمہ موسمیات کے تخریج کردہ اوقات کو؟
  - ۲۔ شفق احمر کی غیبت پر وقت عشا کی ابتدا مان کر عمل کیا جائے تو کوئی حرج ہے؟
  - ۳۔ غروب آفتاب کے بعد شفق احمر اور شفق احمر کے بعد شفق ابیض عمومی طور پر کتنے وقفہ سے غائب ہوتی ہے؟ ہر ایک کا فاصلہ الگ الگ تحریر کیا جائے۔
  - ۴۔ اگر کوئی عالم دین یا دیندار شخص اپنے مشاہدے کی شہادت دے تو ان کی شہادت قابل قبول ہے یا نہیں؟
  - ۵۔ بقیہ درجوں کے مطابق یا مشاہدہ کے مطابق عشا کی نماز کا وقت شروع کرنے میں اور اس طرح فجر کی ابتدا ماننے میں حرج درپیش ہو تو پورے سال غروب آفتاب کے سوا گھنٹہ بعد اور طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے عشا اور فجر کی ابتدا مان کر عمل کئے جانے میں شرعی طور پر کوئی ممانعت تو نہیں؟ جب کہ ہمارے ملکوں میں عشا کی ابتدا کے اوقات گھنٹہ سوا گھنٹہ بعد اور فجر کی ابتدا طلوع آفتاب سے سوا گھنٹہ پہلے ہو جاتی ہے نیز ہم نے اپنا مشاہدہ بھی اوپر ذکر کر دیا۔
- حرج کی صورتیں:**

عشا دیر سے پڑھنے میں اور صبح صادق جلدی ماننے سے وقت کی تنگی کے سبب نہ تو پورا سونا ملتا ہے اور نہ آرام ملتا ہے جس کی وجہ سے نیند تو خراب ہوگی صحت پر بھی اثر پڑے گا اور عبادات میں کوتاہی اور کاہلی پیدا ہوگی نیز عشا اور فجر کی قضا کا بھی احتمال ہے۔ جماعت میں لوگ کم آتے ہیں، اسی طرح دنیوی معاملات میں بھی بڑی دقت درپیش ہوتی ہے مثلاً وقت پر کام پر جانے میں حرج اور بھی دیگر باتیں یا تو رزق حلال حاصل کرے یا نمازیں قضا کرے، رہائیند کے لئے فجر کی نماز کے بعد وقت نکالے تو ان لوگوں کے لئے تو مسئلہ کا حل ہوگا جو بے روزگار ہیں، لیکن اکثریت جو کام کرتی ہے ان کے لئے مسئلہ کا حل اس طرح نہیں ہو سکتا لوگ سستی کی وجہ سے بغیر نماز پڑھے ہی سو جائیں گے اور نماز کے لئے اٹھ نہ سکیں گے بلکہ جان بوجھ کر نماز چھوڑ کر سو جانے کا اندیشہ ہے اور یہی ہوتا بھی ہے۔

**عشا و فجر کی ابتدا میں درجات کے اعتبار سے اختلافات:**

اسماء	صبح صادق	صبح کاذب	اسماء	صبح صادق	شفق
شرح چغینی	۱۵	۱۸	ابن شاطر	۱۹	۱۷
ایضاح القول - ۹	۱۸	۱۸	ابوعلی مراکشی	۲۰	۱۶
حل لہند وسین مقاصد المعدۃ	۱۶/۱۷	۱۹	ابو عبد اللہ	۱۹	۱۸

۱۹	۱۹	ابن اقام، متوفی ۶۸۵ھ	۱۸	۱۵	مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی
۱۸	۱۹	قاضی زادہ موسیٰ بن محمد، متوفی ۸۹۹ھ			

مگر چند جگہوں کے مسلمان اب تک ۱۸ درجہ کے مطابق عشا کی نماز ادا کرتے ہیں اور انتظار کی ساری صعوبتیں برداشت کرتے چلے آ رہے ہیں، مگر ان کیلئے سب سے بڑی ناقابل برداشت دشواری یہ کھڑی ہو گئی ہے کہ مساجد کے چند مصلیٰ بارہ درجہ پر عمل کرنے پر مصر ہیں اور یہ ۱۸ درجہ پر عمل کرتے ہیں تو آپس میں تناؤ شروع ہو گیا ہے۔ چونکہ جو لوگ ۱۲ درجہ پر عشا کی نماز ادا کرتے ہیں، وہ بہت جلد عشا کی نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں اور ان کو انتظار میں رہنا پڑتا ہے، یہ ان کے لئے بڑی آزمائش ہے۔ اس لئے آپس میں لڑائیاں جھگڑے فساد ہوتے ہیں، حتیٰ کہ بعض جگہوں پر ایک ہی مسجد میں دو دو جماعتیں شروع ہو گئی ہیں اور یہ بڑا المیہ ہے؛ جس طرح بھمہ لہ چاند کے بارے میں صحیح العقائد مسلمانوں میں باہم اتفاق ہو گیا ہے، اسی طرح عشا کی نماز اور صبح صادق میں بھی باہم اتفاق ہو جائے تو بہت ہی بہتر ہوگا، مگر ہماری یہ تنہا اسی وقت پوری ہو سکتی ہے جبکہ حضرات مفتیان کرام اس معاملے میں جلد از جلد رہنمائی فرمائیں۔

ہمارے ملکوں میں تو ۱۸ درجہ پر عشا اور صبح صادق سوا گھنٹہ پر ہوتی ہے، جبکہ انگلینڈ میں ہمیشہ دو تین بلکہ بعض مہینوں میں غروب کے ساڑھے تین چار گھنٹوں کے بعد عشا کا وقت ہوتا ہے اور طلوع آفتاب سے ساڑھے تین چار گھنٹہ قبل صبح صادق ہوتی ہے۔

(حکمر موسمیات سے ۱۸ ڈگری کے مطابق وقت معلوم کرنے پر) جبکہ بعض مہینوں میں رات بھی مشکل سے ۸؛ ساڑھے آٹھ گھنٹے کی ہوتی ہے، اس طرح عشا کی نماز پڑھنے اور سحری بند کرنے میں بہت ساری دشواریاں درپیش ہیں، البتہ جن راتوں میں شفق بالکل غائب نہیں ہوتی ہے؛ اسے ڈھائی مہینوں میں سوا گھنٹے عمل کرنے کی حضرات مفتیان کرام کی طرف سے سہولت دی گئی ہے۔ مگر ان ڈھائی مہینوں کے علاوہ پورے سال ۱۸ درجہ پر عمل کرنے میں بہت دقت اور پریشانیاں تھیں۔ بنا بریں مسلمانوں نے ۱۸ درجہ پر عمل ترک کر کے ۱۲ درجہ پر پھر اپنا عمل شروع کر دیا۔

تعجب ہے کہ ہمارے ملکوں میں ۱۸ درجہ کے حساب سے سورج کے غروب سے عشا کا وقت سوا گھنٹہ بعد اور صبح صادق کا وقت طلوع آفتاب سے سوا گھنٹہ پہلے سے ہوتا ہے اور یہاں انگلینڈ میں ۱۸ درجہ کے مطابق اتنا زیادہ وقت کیوں؟ یہ بات ہمارے لئے باعث حیرت ہے کہ سورج کو ۳۶۰ درجہ ۲۴ گھنٹوں میں عبور کرنے میں فی درجہ چار منٹ لگتے ہیں، اب عشا کی نماز کے ۱۸ درجہ اور صبح صادق کے ۱۸ درجہ کل ۳۶ درجوں کے لئے ۴/۵/۶/۷/۸ گھنٹہ خرچ ہو جاتے ہیں تو پھر بقیہ ۳۲۴ درجوں کے لئے تو صرف سولہ سے بڑھ کر ۲۰ گھنٹے ہی باقی رہ جاتے ہیں۔



اتنے سارے درجوں کو عبور کرنے کے لئے سورج کو مذکورہ تفصیل کے مطابق تو صرف فی درجہ ۴ منٹ سے بھی کم وقت ملتا ہے تو پھر اتنے کم گھنٹوں میں ۳۲۴ درجہ کس طرح عبور ہوتے ہوں گے؟ یہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

**مشاہدہ:** اس سال ہم نے ستمبر اور اکتوبر کی چند تاریخوں میں مشاہدہ کیا، تو ایک گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ دس منٹ پر غروب آفتاب کے بعد شفق احمر غائب ہوئی اور ایک گھنٹہ بیس منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۲۵ منٹ پر شفق ابیض کے غروب کا مشاہدہ کیا اور جتنا وقت شفق ابیض کے غروب ہونے میں لگا، بعینہ اتنا ہی وقت سورج طلوع ہونے سے قبل صبح صادق ہونے میں لگا، یعنی ایک گھنٹہ ۲۰-۲۵ منٹ، جب ہم نے یہ مشاہدہ کیا تو ان تاریخوں میں محکمہ موسمیات والوں نے ۱۲ درجہ کے وقت سے، جو وقت ۱۲ درجہ کے مطابق، یا ۱۸ درجہ کے وقت سے، دیا تھا، وہ غلط ثابت ہوا، یعنی ۱۸ درجہ کے وقت سے شفق احمر کم سے کم دس منٹ پہلے اور شفق ابیض ۳۱ منٹ سے پہلے غروب ہو چکی اور اسی طرح صبح صادق ۳۰ منٹ بعد طلوع ہوئی۔

اب حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ آیا ۱۲ درجہ کے اختتام پر یا ۱۸ درجہ کے اختتام پر وقت عشا کی ابتدا مانی جائے یا مشاہدہ کو اولیت دی جائے؟ دونوں کا فرق اوپر ظاہر ہوا مشاہدہ ہے۔

علمائے عرب و مراکش وقت صبح صادق ۱۸-۱۹-۲۰ درجہ پر مانتے ہیں۔ مزید تفصیل ملاحظہ ہو (احسن الفتاویٰ: ۱۶۴/۲) سے آگے تک۔

**نوٹ:** جب درجات میں اختلاف ہے تو درجوں کو معیار وقت بنانا صحیح ہے؟

۱۔ ﴿يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا﴾ (۱)

۲۔ ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (۲)

۳۔ ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (۳)

۴۔ ﴿وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا﴾ (۴)

۵۔ ﴿لَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (۵)

۶۔ ”كفاية الاخبار في حل غاية الاختصار“ کی جلد اول ص: ۱۶۰ پر علامہ تقی الدین دمشقی فرماتے ہیں:

”ومتى يخرج وقت المغرب؟ فيه قولان الجديد الأظهر أنه يخرج مقدار طهارة وستر عورة

(۱) سورة النساء: ۲۸. انیس

(۲) سورة البقرة: ۱۸۵. انیس

(۳) سورة الحج: ۷۸. انیس

(۴) سورة الفرقان: ۴۷. انیس

(۵) سورة البقرة: ۲۸۶. انیس

وأذان وإمامة وخمس ركعات ولا اعتبار في ذلك الأوسط المعتدل“.

حضرات مفتیان کرام سے گزارش ہے کہ وہ جواب جلد از جلد مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں کیونکہ اس سلسلے میں یہاں پر برطانیہ میں نومبر ۱۹۸۷ء کے آخر میں علمائے برطانیہ کا اجلاس ہو رہا ہے۔ فقط والسلام  
(یعقوب احمد قاسمی۔ ناظم حزب العلماء، یو کے۔ ۲۸/ صفر ۱۴۰۸ھ بمطابق ۲۱/ اکتوبر ۱۹۸۷ء بروز بدھ)

الجواب ————— حامداً ومصلیاً

- ۱۔ مشاہدہ کو اولیت دی جائے اور اسی کا اعتبار کیا جائے۔ (۱)
- محکمہ موسمیات کے تخریج کردہ اوقات اگر اصول شرعیہ کے مطابق ہوں تو اس کے اعتبار میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اس کو مؤید کے درجہ میں رکھا جاسکتا ہے، بنیاد و اصول کے درجہ میں نہیں۔ یہودیوں نے اپنے خفیہ محنتوں کے ذریعہ آج پوری امت کو شکار کر ہی لیا ہے، رہی سہی عبادات پر بھی وہ ہاتھ صاف کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے امت کے خواص کو چوکنا و ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔
- ۲۔ شفق احمر کی انتہا پر ضرور وقت عشا کی ابتدا ماننے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کما فی کتب الفقہ۔ (۲)
- ۳۔ شفق احمر کے بعد شفق ابیض کے غروب کے سلسلے میں آپ کا مشاہدہ تقریباً درست ہے، اس لئے اس کے اعتبار میں کوئی حرج نہیں۔
- ۴۔ اگر عالم دین و دیندار شخص کی شہادت مقبول نہ ہوگی، تو پھر کس کی مقبول ہوگی؟ کیا محکمہ موسمیات کے

- (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سارے مواقع پر مشاہدہ کو اولیت دیا ہے۔ روزہ کے سلسلہ میں ہے:  
عن عبد اللہ بن عمر أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر رمضان فقال: لا تصوموا حتی تروا الهلال و لا تفطروا حتی تروہ، فان غم علیکم فاقدرو له. (الصحيح للبخاری، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رايتم الهلال فصوموا واذا رايتموه فافطروا (ح: ۱۹۰۶) / الصحيح لمسلم، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال (ح: ۲۴۹۸/۱۰۸۰) انیس)
- (۲) کیوں کہ یہ اختلافی مسئلہ ہے، صاحبین اور امام صاحب کی ایک روایت بھی ہے کہ شفق احمر کے بعد مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور عشا کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

ثم الشفق هو البياض الذي في الافق بعد الحمرة عند ابی حنیفہ وعندهما هو الحمرة، وهو رواية عن ابی حنیفہ وهو قول الشافعی لقوله عليه السلام الشفق الحمرة. (الهداية، كتاب الصلوة، باب المواقيت)  
عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الشفق الحمرة، فاذا غاب الشفق وجبت الصلوة. (سنن الدار قطنی، باب فی صفة المغرب والصبح (ح: ۱۰۴۴) / السنن الكبرى للبيهقي، باب دخول وقت العشاء بغيوبة الشفق (ح: ۱۷۴۴) انیس)

منافق و فجار و کفار کی بات مقبول ہوگی؟ جن حضرات کے نزدیک علماء دیندار کی شہادت غیر معتبر ہے، وہ اپنا احتساب کریں۔ (۱)  
۵۔ ضرورت کے تحت ماننے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ وقت بھی ہو جائے، چاہے صاحبین ہی کے مسلک کے مطابق ہوتا ہو۔

الحاصل شرعی اصول مد نظر رہے، محکمہ موسمیات کوئی قانون شرعی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب  
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ: ۵۸/۳-۶۵)

### صبح صادق اور صبح کاذب کی علامت:

سوال: علامات مشہورہ صبح کاذب و صادق کی یعنی بیاض مستطیل و مستطیل معلوم ہیں دریافت طلب یہ امر ہے کہ موسم موجودہ زمانہ سر میں بیاض مستطیل صبح کاذب کی کس وقت ظاہر ہو کر غائب ہوتی ہے، اور ابتداء بیاض مستطیل صبح صادق کی کتنے بجے پر ظاہر ہوتی ہے، گھڑیاں کے حساب اور انداز سے ارشاد فرمادیں، زید و عمر و علامات مذکورہ کی شناخت سے عاجز ہیں بلکہ اکثر مسلمان اس جانب کی بے علمی کی وجہ سے صبح صادق میں سحری کیا کرتے ہیں آپ ہی کے فیصلہ پر اتفاق چاہتے ہیں۔

الجواب

قال فی شرح الجغمینی:

وقد عرف بالتجربة أن أول الصبح وآخر الشفق إنما يكون إذا كان انحطاط الشمس ثمانية عشر جزءاً، آه. قال المحشي: هذا هو المشهور ووقع في بعض كتب أبي ریحان أنه سبعة عشر جزءاً وقيل أنه تسعة عشر جزءاً وهذا في ابتداء الصبح الكاذب وأما في ابتداء الصبح الصادق فقد قيل أن انحطاط الشمس حينئذ خمسة عشر جزءاً، آه. (ص: ۱۲۷)

وذكر في رد المحتار:

أن التفاوت بين الفجرين وكذا بين الشفقين الأحمر والأبيض إنما هو بثلاث درج. آه. (۲)

(۱) أبو أمامة: ذكر للنبي صلى الله عليه وسلم رجلان، عالم وعابد، فقال: فضل العالم على العابد كفضل علي أدناكم، إن الله وملائكته وأهل السموات والأرض حتى النملة في جحرها والحيتان في البحر يصلون على معلم الناس الخير. (رواه البزار في البحر الزخار: ۳۷۱/۷ (ح: ۲۹۶۹) / المعجم الاوسط للطبراني: ۱۹۶/۴-۱۹۷ (ح: ۳۹۶۰))  
أبو أمامة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاثة لا يستخف بهم إلا منافق: ذو الشبهة في

الإسلام، وذو العلم، وإمام مقسط. (السنن الكبرى للطبراني: ۲۰۲/۸، (ح: ۷۸۱۹) انيس)

(۲) رد المحتار، كتاب الصلوة، مطلب تعبد عليه الصلاة والسلام قبل البعثة: ۳۵۹/۱. دار الفكر بيروت. انيس

وفی إحياء العلوم، باب النوافل: ويعرف (أى الفجر الصادق) بالقمر فى ليلتين من الشهر فإن القمر يطلع مع الفجر فى ليلة ست وعشرين ويطلع الصبح مع غروب القمر ليلة اثني عشر من الشهر هذا هو الغالب ويتطرق عليه تفاوت فى بعض البروج، آء. (۱)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ صبح صادق طلوع آفتاب سے ۱۸ درجہ پہلے ہوتی ہے، جس کی مقدار گھنٹوں کے حساب سے ایک گھنٹہ ۱۵ منٹ ہوتی ہے، اور صبح کاذب و صادق میں تین درجہ کا تفاوت ہے، یعنی صبح کاذب صبح صادق سے ۱۲ منٹ پہلے ہوتی ہے، لیکن احتیاط یہ ہے کہ سحری طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے ترک کر دی جائے، اور صبح صادق کے پہچاننے کی ترکیب یہ ہے کہ ہر مہینہ میں دو رات چاند کے طلوع و غروب کو دیکھ لیا جائے، اور وہ دو راتیں بارہویں اور چھبیسویں راتیں ہیں، بارہویں شب میں چاند کے غروب ہوتے ہی صبح صادق ہو جاتی ہے، اور چھبیسویں شب میں صبح صادق کے ساتھ ساتھ چاند طلوع ہوتا ہے، ان دو راتوں کے تجربہ سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ طلوع فجر اور طلوع شمس میں کتنا فاصلہ ہوتا ہے، لیکن ہمارا عمل اس پر ہے کہ آفتاب کے طلوع ہونے سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے سحری ترک کر دیتے ہیں۔ (۲) واللہ اعلم

یہاں آج کل ریلوے ٹائم سے ۵ بجکر ۵۰ منٹ پر صبح ہو جاتی ہے، لیکن ملک برار کے طلوع و غروب یہاں کے طلوع و غروب سے متفاوت ہے۔ اس لئے وہاں اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ (امداد الاحکام: ۱۵/۲-۱۶)

### صبح صادق اور صبح کاذب میں فرق:

سوال ہمارے علاقہ مرہٹواڑہ انڈیا کی دودینی درسگاہوں نے دائمی اوقات صلاۃ کو ترتیب دے کر منظر عام پر لائے ہیں، مگر دونوں کے اوقات صلاۃ میں کچھ فرق ہے۔ ایک درسگاہ نے حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند اور انس صاحب کی کمپیوٹر کی روشنی میں مدلل تحریر کیا ہے اور دوسری درسگاہ نے صبح صادق اور صبح کاذب کو اپنے عینی مشاہدہ کو بنیاد بنا کر نقشہ ترتیب دیا ہے۔ اول الذکر درسگاہ کی مرتبہ دائمی تقویم کی صحت کی تائید میں ملک کی مشہور جامعات کی تصدیق اور توثیق سامنے آئی ہے۔ ثانی الذکر درسگاہ اپنے عینی مشاہدہ کے لئے دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ بصورت مشورہ حاصل کر کے اول الذکر درسگاہ کو چیلنج کر رہی ہے۔ مگر اول الذکر درسگاہ کا یہ کہنا ہے کہ صبح کاذب اور صبح صادق کے امتیاز اور ان کے آغاز و ختم کا فرق جاننے کے لئے تجرباتی نگاہوں کی ضرورت ہے اور ثانی الذکر درسگاہ نے پورے شہر میں سیاسی انداز اختیار کر کے اپنی تائید میں بات کرنے کا ماحول بنا کر عینی مشاہدہ کے غیر جانبدار

(۱) إحياء علوم الدين للغزالي، القسم الأول مایتکررت بتکرر الأیام: ۱۹۳/۱. انیس

(۲) یعنی تھانہ بھون ضلع مظفر نگر یوپی انڈیا

ہونے کو مشکوک کر دیا ہے۔ ایسی صورت میں سیاسی جیسا ماحول صحیح نتیجہ برآمد نہیں کرے گا۔ اثبات ونفی کا اختلاف برقرار رہے گا۔ آپ سے گزارش ہے کہ رہنمائی فرمائیں کہ عوام کس نقشہ پر عمل کریں۔ ایک نقشہ مدلل اور مبرہن کو ترجیح دی جائے تو از روئے شرع کوئی قباحت تو نہیں؟ یا پہلے سے چلے آ رہے نظام الاوقات پر عمل کیا جائے؟

ہوالمصوب

دریافت کردہ صورت میں جو نقشہ احتیاط پر مبنی ہو اس پر عمل کیا جائے۔ مثلاً ایک نقشہ میں طلوع صبح صادق پانچ بجے ہے اور دوسرے نقشہ میں پانچ بج کر دس منٹ ہے تو سحری کے لئے بہتر یہ ہے کہ پہلے پر عمل کیا جائے۔ اسی طرح افطار میں اگر پہلا نقشہ پانچ بج کر ۴۵ منٹ غروب بتاتا ہے اور دوسرا پانچ بج کر ۳۵ منٹ تو افطار اور اذان میں احتیاط پہلے نقشہ میں ہے۔ واضح رہے کہ تمام تقویمی نقشے خواہ عینی مشاہدہ پر مبنی ہوں یا کمپیوٹر کی مدد سے تیار کیے گئے ہوں علم قطعی کا فائدہ نہیں دیتے ہیں۔ اس لئے احتیاط پر عمل کرنا چاہئے۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۱۱/۱-۳۱۲)

شامی کی عبارت سے طلوع فجر کے بعد سحری کھانے کا شبہ، نیز فجر صادق اور فجر کاذب کا معیار:

سوال: طلوع فجر جہاں سے کھانا پینا روزہ رکھنے والوں کے لیے حرام ہے اور فجر کی نماز پڑھنا جائز ہے، وہ طلوع فجر صادق کے لیے اول سے ہے یا انتشار سے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

نعم فی کون العبرة بأول طلوعه أو استطارته (إلى قوله) إن الأول أحوط والثاني أوسع. (۱)  
اس عبارت میں بظاہر گنجائش معلوم ہوتی ہے کہ طلوع فجر کے بعد بھی سحری وغیرہ کھائی جاسکتی ہے لہذا والثانی أوسع اور عبارت مذکورہ کی مالہ و ماعلیہ کیا ہے، نیز اگر أوسع صحیح و مفتی بہ ہے تو استطار و انتشار کا معیار کیا ہوگا۔ امید ہے کہ مذکورہ سوالات کو حل فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ یہ احقر برائے تشفی اور ازیاد علم کے لیے عرض خدمت ہے۔  
لہذا مدلل جواب مرحمت فرمائیں، اگر حرج نہ ہو ورنہ ان دلائل کی طرف اشارہ کر دیا جائے؟

الجواب \_\_\_\_\_ وباللہ التوفیق

ابتداءً طلوع فجر صادق میں فقہاء کے دو قول ہیں، جیسا کہ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے:

فی مجمع الروایات ذکر الحلوانی فی شرحہ للصوم: أن العبرة لأول الطلوع وبه قال بعضهم فإذا بدت له لمعة أمسك عن المفطرات وقال بعضهم العبرة لاستطارته فی الأفق وهذا القول

أبین وأوسع والأول أحوط. وروی عن محمد أنه قال اللعنة غیر معتبر فی حق الصوم وحق الصلوة وإنما يعتبر الانتشار فی الأفق، قاله فی الشرح. (۱)

مگر اصحاب متون نے عموماً قول ثانی کو لیا ہے، اس لیے کہ اس کی تائید وتقویت مسلم شریف و ترمذی کی روایت (۲) سے معلوم ہوتی ہے، لیکن اس فرق سے یہ بات نہیں نکلتی کہ لمعہ نمودار ہونے کے بعد بھی سحری کھانے کی باقاعدہ اجازت دی جائے۔ اس لیے کہ لمعہ نمودار ہونے کے محض دو تین منٹ میں لمعہ کے دائیں اور بائیں ہر دو طرف چمک دار لہریں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں جیسا کہ انار دانہ یا فوارہ میں دائیں بائیں چھوٹی چھوٹی لہریں، اور انہیں چھوٹی لہروں کا دائیں نمودار ہونا انتظار و انتشار کا معیار ہے۔ پس بہت سے بہت اس فرق سے یہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس وقت محض ایک دو گھونٹ پانی پی لے یا پہلے سے سحری کھا پی رہا ہو اور لمعہ نمودار ہونے پر جلدی ختم کر کے منہ صاف کرے تو اس کے صوم کو غیر صحیح نہیں کہیں گے اور بس۔

اور حدیث پاک میں جو اجازت دی گئی ہے وہ صبح کاذب کے بعد کھانے کی دی گئی ہے نہ کہ ظہور لمعہ کے بعد، طلوع صبح کاذب اور طلوع صبح صادق کے مابین کافی فصل ہوتا ہے۔ کم از کم اتنا فصل ضرور ہوتا ہے کہ ایک شخص اطمینان سے کھا پی لے اور حدیث پاک میں اس کو بیان کیا گیا ہے اور اسی کی اجازت دی گئی ہے۔ فافترقا اور فقہاء کے اختلاف سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ سحری کھانا لمعہ نمودار ہونے سے قبل احتیاطاً بند کر دیا جائے اور انتشار و انتظار نمایاں ہونے سے قبل نماز فجر نہ پڑھی جائے اور بس۔ اب امید کہ اس گفتگو سے انتشار و انتظار اور فجر مستطیل (صبح صادق) اور فجر مستطیل (صبح کاذب) سب کا معیار واضح ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند۔ ۱۸/۴/۱۴۰۷ھ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول: ۱۵-۱۷)

### کیا صبح صادق کی پہچان آسان ہے:

سوال: بعض علما نے لکھا ہے کہ صبح صادق کا پہچانا آسان نہیں ہے، دوسری طرف بعض علما نے ”سبع اللیل ہو الفجر“ (۳) کا قاعدہ پیش کیا ہے۔ اب ہم لوگ صبح صادق کو کس طرح معلوم کریں، اس کا پہچانا ممکن و آسان ہے، یا ناممکن و دشوار؟

(۱) الطحاوی علی المراقی، ص: ۱۳۹. (کتاب الصلاة، مدخل: ۱/۱۷۴. شاملة. انیس)

(۲) لا یمنعنکم من سحورکم أذان بلال ولا الفجر المستطیل ولكن الفجر المستطیل فی الأفق.

(الترمذی، ص: ۸۹) باب ما جاء فی بیان الفجر (ح: ۷۰۵) انیس

(۳) ولا یصح الأذان للصلاة قبل وقتها إلا الصبح فیؤذن له (سبع اللیل) شتاءً (بالتقريب) لا بالتحدید (ونصفه) أي

ومن الناس من لا يعرف الفجر. (۱)  
وقت فجر یا وقت ختم سحر کو ہم لوگ کیسے معلوم کریں؟  
نیز ملاحظہ ہو:

ثم يظهر بياض معترض لا يشعر إدراكه بالعين لظهوره فهذا أول الوقت (۲). (إحياء علوم الدين للغزالي: ۲/ ۲۹۰، دار الكتب العلمية، بيروت)  
(المستفتي: عبد الله عثمن - ۱۲/ صفر ۱۴۲۵ھ)

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصليناً ومسلماً

جس کام کا آدمی عادی ہوتا ہے، وہ اس کے لیے آسان ہوتا ہے، اور جس کی عادت نہیں ہوتی وہ اس کے لیے دشوار اور مشکل ہو جاتا ہے، چاند ہی کو دیکھ لیجیے، جو لوگ ہر مہینہ چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں، ان کے لیے اس کی تلاش آسان ہے اور جو لوگ صرف عید کا چاند ڈھونڈنے کے لیے نکلتے ہیں، ان کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ چاند کو کہاں تلاش کیا جائے۔ یہی حال ہے صبح صادق کی پہچان کا بھی، صبح صادق کی جو علامتیں احادیث اور کتب فقہ میں بتلائی گئی ہیں، ان کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک مدت تک صبح صادق کے کھلی فضا میں مشاہدہ کرنے کا اہتمام کریں گے تو انشاء اللہ آپ کے لیے بھی صبح صادق کی پہچان آسان ہو جائے گی، ورنہ سال کے کسی دن میں صبح صادق تلاش کرنے کی کوشش کریں گے تو ممکن ہے دشواری کا سامنا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: العبد احمد عثمنی عنہ خانپوری - ۴/ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ، الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ۔ (محمود الفتاویٰ: ۱۴/۱ - ۱۳)

= = =  
كما رواه كذلك بدون التقريب سعد القرظي عن فعله - صلى الله عليه وسلم - ولأن الغرض إيقاظ النوم ليأهبوا للصلاة وهو يحصل بذلك وهذا ما صححه الرافي. (الغرر البهية في شرح البهجة الوردية، فصل في بيان أذان والإقامة: ۲۷۱/۱. كذا في حاشيتي قلوبى وعميرة، في فصل الأذان والإقامة: ۱/ ۴۸. انيس)  
(۱) الجوهر النيرة: ص ۱۷۵ -

(۲) (والعبارة بعدها) قال صلى الله عليه وسلم: ليس الصبح هكذا، وجمع بين كفيه وإنما الصبح هكذا ووضع إحدى سبائتيه على الأخرى وفتحهما وأشار به إلى أنه معترض.

وقد يستدل عليه بالمنازل وذلك تقريب لاتحقيق فيه بل الاعتماد على مشاهدة انتشار الالبياض عرضاً لأن قوماً ظنوا أن الصبح تطلع قبل الشمس بأربع منازل وهذا خطأ لأن ذلك هو الفجر الكاذب.

والذى ذكره المحققون أنه يتقدم على الشمس بمنزلتين وهذا تقريب ولكن لا اعتماد فإن بعض المنازل تطلع معترضة منحرفة فيقصر زمان طلوعها وبعضها منتصبه فيطول زمان طلوعها ويختلف ذلك فى البلد اختلافاً يطول ذكره. (إحياء علوم الدين، كتاب آداب السفر: ۲ - ۲۶۶ - ۲۶۷. انيس)

## رسالہ ”صبح صادق“:

(اس رسالہ میں قرآن، حدیث، فقہ اور فلکیات قدیمہ و جدیدہ کے حوالجات اور جماعت علما کے مشاہدات سے ثابت کیا گیا ہے کہ اوقات نماز کے عام نقشوں اور جنتزیوں میں صبح صادق اور عشا کے اوقات غلط ہیں)

## خلاصہ تحقیق:

(۱) اس تحقیق میں مختلف حوالوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ پرانے نقشوں میں دیئے ہوئے صبح صادق کے وقت آفتاب افق سے، ۱۸ درجہ نیچے ہوتا ہے، پھر کئی حوالوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ۱۸ درجہ زیر افق پر صبح کاذب ہوتی ہے، اور صبح صادق ۱۵ درجہ زیر افق پر ہوتی ہے، ان مصنفین نے اس کی بھی تصریح کی ہے کہ انھوں نے یہ اصول بارہا مشاہدات کے بعد متعین کئے ہیں۔

(۲) حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی سرکردگی میں گیارہ علما کے تین روز تک مشاہدات سے متعلق حضرت مفتی صاحب کی خود نوشتہ روئداد اور اس کے نتائج اس قدر واضح اور بدیہی ہیں کہ اس کے بعد شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ فَبَآئِی حَدِیْثٍ بَعْدَهُ یُؤْمِنُوْنَ (۱)

(۳) یہ امر احادیث اور فقہ سے ثابت ہے اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے کہ صبح کاذب کی روشنی افق سے اوپر کو مستطیل ہوتی ہے اور صبح صادق معترض (شمالاً جنوباً پھیلنے والی) ہوتی ہے اور بقول بیرونی نصف دائرہ کی شکل بن جاتی ہے، اس معیار کو مد نظر رکھ کر ہر شخص مشاہدہ کر کے یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ پرانے نقشوں کے وقت پر ظاہر ہونے والی روشنی صبح کاذب ہے، کیونکہ یہ مستطیل ہوگی۔ حضرت مفتی صاحب کی خود نوشتہ روئداد کے مطابق بھی اس وقت ٹنڈو آدم اور کراچی میں طولانی روشنی نظر آئی۔

فلکیات قدیمہ میں بھی اس کی تصریح ہے کہ اس وقت ظاہر ہونے والی روشنی مستطیل ہوتی ہے، انہوں نے یہ فیصلہ رصد گاہ سے مشاہدات کے بعد کیا ہے، جب اس روشنی کے طول سے اس کا عرض زیادہ ہونے لگے گا، تب صبح صادق کی ابتدا ہوگی جس کا وقت میرے نقشے کے مطابق ہوگا، جیسا کہ ٹنڈو آدم کے مشاہدات میں ہوا۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے صبح صادق کی واضح علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ صبح کا سفید تاگہ سیاہ تاگہ سے متمیز ہو جائے، یہ سفید اور سیاہ تاگہ پرانے نقشوں کے وقت پر آپ کو کہیں نظر نہیں آئیں گے، ۱۵ درجہ زیر افق کے وقت صبح کی روشنی اور اس کے نیچے افق کی ظلمت کے مقام اتصال پر شمالاً جنوباً سفید اور سیاہ تاگہ کی صورت نظر آتی ہے، مطلع صاف نہ ہو تو اس کا مشاہدہ ذرا اور بھی دیر سے ہوتا ہے۔



(۵) حدیث، فقہ اور لغت سے ثابت کیا گیا ہے کہ صبح صادق کی ابتدا میں قدرے سرخی کی آمیزش ہوتی ہے، پرانے نقشوں کے وقت پر آپ کو خالص سفیدی نظر آئے گی، سرخی کا احساس ۱۵ درجہ زیر افق سے قبل کسی حالت میں بھی نہیں ہوگا اور مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں ۱۵ درجہ زیر افق سے بھی بعد ہوگا۔

(۶) حدیث، فقہ اور فلکیات کے حوالوں سے لکھا گیا ہے کہ صبح صادق سے کچھ قبل صبح کاذب کی روشنی ظاہر ہوتی ہے، جو صبح صادق تک باقی رہتی ہے، فقہ اور فلکیات میں یہ وضاحت بھی ہے کہ صبح صادق سے صرف تین درجہ پہلے صبح کاذب نظر آتی ہے۔ نیز یہ کہ صبح کاذب ہر موسم میں ہوتی ہے، پرانے نقشوں کے وقت سے قبل متصل آپ کو کوئی روشنی ہرگز نظر نہیں آئے گی، ماہرین فلکیات جدیدہ و قدیمہ سب اس پر متفق ہیں کہ اس وقت سے قبل متصل افق پر کوئی روشنی نہیں ہوتی، ٹنڈو آدم اور کراچی کے مشاہدات سے متعلق حضرت مفتی صاحب کی روئیداد میں بھی اس کی تصریح موجود ہے کہ اس وقت افق پر کسی قسم کی روشنی نہیں تھی، اس سے بھی ثابت ہوا کہ پرانے نقشوں میں صبح کاذب کے اوقات ہیں، اس وقت سے بہت پہلے رات کے مختلف حصوں میں مختلف مقامات پر مختلف زمانوں میں مختلف ناموں کی کئی قسم کی روشنیاں ظاہر ہوتی ہیں اور وقت مذکور سے بہت پہلے ختم بھی ہو جاتی ہیں، لہذا ان میں سے کسی پر بھی صبح کاذب کی مذکور تعریف صادق نہیں آتی، بعض مرتبہ کہکشاں وغیرہ سے اس وقت روشنی کے وجود کا مغالطہ ہو سکتا ہے، اس کی تفصیل عنوان ”غلط فہمی کے اسباب“ کے تحت مذکور ہے۔

(۷) مذکورہ بالا روشنیوں میں سے ایک روشنی ”زوڈیکل لائٹ“ کہلاتی ہے، اس سے متعلق جارج ایبل نے لکھا ہے کہ ”اسے بعض اوقات صبح کاذب بھی کہا جاتا ہے“، مگر بوجہ ذیل اس روشنی کو اصطلاح شرع میں صبح کاذب کہنا صحیح نہیں۔

(۱) یہ صبح صادق تک باقی نہیں رہتی۔

(۲) یہ روشنی صبح صادق سے تین درجہ پہلے ظاہر ہونے کی بجائے بہت پہلے شروع ہوتی ہے، بلکہ تین درجہ سے بہت پہلے ختم بھی ہو جاتی ہے۔

(۳) یہ روشنی سال بھر میں صرف دو ماہ تک نمودار ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں اس سے قطع نظر کہ ”زوڈیکل لائٹ“ کو شرعاً صبح کاذب قرار دینا صحیح ہے یا نہیں، مسئلہ زیر بحث کا صحیح حل اس فیصلہ پر موقوف ہے کہ پرانے نقشوں کے وقت پر ظاہر ہونے والی روشنی پر صبح صادق کی تعریف صادق آتی ہے یا کہ صبح کاذب کی، متقدمین کی تصریحات اور مشاہدات سے متعلق حضرت مفتی صاحب کی روئیداد میں مکمل وضاحت کے علاوہ صبح صادق و کاذب کی مذکورہ بالا واضح علامات کو مد نظر رکھ کر ہر شخص جب چاہے مشاہدہ کر کے یہ قطعی فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ روشنی صبح کاذب ہے، صادق نہیں۔

امور بالا سے ثابت ہوا کہ پرانے نقشے قرآن، حدیث، فقہ، اجماع امت، لغت، فلکیات قدیمہ و جدیدہ اور مشاہدات کے خلاف ہیں۔

**تنبیہ:**

تحقیق مذکور پر یہ اشکال پیش کیا جاتا ہے کہ اس وقت افق اتنا روشن ہو جاتا ہے کہ ہر دیکھنے والا اسے دن سمجھتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسی لئے تو اس کو صبح صادق کہا جاتا ہے جس کو شریعت نے دن کے حکم میں قرار دیا ہے، اور اگر یہ مطلب ہے کہ اس وقت سے قبل ہی روشنی تیز ہو جاتی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ روشنی میں کمی و بیشی امر نسبی ہے، شریعت نے اس کا اعتبار نہیں کیا، خوب سمجھ لیں کہ شرعاً صبح صادق کا مدار روشنی کی زیادتی پر نہیں، بلکہ اس کے طول و عرض پر ہے، روشنی خواہ کتنی ہی زیادہ ہو جائے مگر جب تک اس کے طول سے عرض زیادہ نہ ہوگا، یہ صبح کاذب ہے، اگر صبح کاذب کو دن سمجھنے کی غلطی عام نہ ہوتی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ”تمہیں فجر مستطیل دھوکہ نہ دے“ ارشاد نہ فرماتے۔ رشید احمد عفا اللہ عنہ۔ ۸ ربیع الآخر سنہ ۱۳۹۴ ہجری۔

**مزید:**

(۱) صبح کاذب و صبح صادق کا جو معیار بندہ نے تحریر کیا ہے، بعینہ اس کے مطابق امداد الاحکام ج اول ص ۲۳ میں حضرت حکیم الامت اور مفتی عبدالکریم صاحب گتھلوی رحمہما اللہ تعالیٰ کا فتویٰ اور ص ۳۰۹ میں مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ درج ہے۔ ص: ۳۰۹، میں سہو قلم سے کاذب کی بجائے صادق ہو گیا ہے۔

(۲) علماء عرب و مراکش سے مکاتبت کے بعد سن ۱۲۰۲ ہجری میں معلوم ہوا کہ مراکشی فلکیین کے ہاں بوقت صبح صادق ۱۸، ۱۹، اور ۲۰ زیر افق کے اقوال بھی ہیں، ان کے ابطال کے لئے بندہ کی سابق تحریر ہی کافی ہے، کسی جدید بحث کی حاجت نہیں۔

**بسم اللہ الرحمن الرحیم**

پاکستان اور ہندوستان سے شائع ہونے والی عام جنتریوں اور اوقات نماز کے نقشوں کو گرین وچ کی ”شاہی رصد گاہ“ سے شائع ہونے والی کتاب ”ٹائیکل المینک“ سے مرتب کیا جاتا ہے، ان اوقات میں ایک وقت ”ایسٹرونو میکل ٹوائلاٹ“ کہلاتا ہے۔ اس وقت آفتاب افق سے اٹھارہ درجہ نیچے ہوتا ہے، قدیم و جدید ماہرین فلکیات اس پر متفق ہیں (۱) کہ اس وقت سے قبل مکمل اندھیرا ہوتا ہے جس میں قابل نظر چھوٹے سے چھوٹا ستارہ (پانچ میکینیوڈ) بھی نظر آتا ہے، اس کے بعد متصل صبح کاذب شروع ہوتی ہے، قدیم علمائے بیت کے علاوہ فقہ اور فلکیات دونوں کے ماہر علامہ برجندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی تصریح فرمائی ہے کہ یہ صبح کاذب ہے اور صبح صادق اس سے تین درجات بعد میں ہوتی ہے۔ علامہ شامیؒ نے بھی کتاب الصلاة اور کتاب الصوم میں دو جگہ تحریر فرمایا ہے کہ صبح کاذب اور

(۱) تحقیقات قدیمہ و جدیدہ کی تفصیل آگے عنوان ”حوالجات“ کے تحت آرہی ہے۔

صبح صادق کے درمیان تین درجات کا فرق ہوتا ہے، مگر اوقات نماز مرتب کرنے والے حضرات کو یہ مغالطہ (۱) ہوا کہ انہوں نے ”ایسٹرونومیکل ٹوائلائٹ“ (اٹھارہ درجہ زیر افق) کو صبح صادق سمجھ کر اس کے مطابق فجر اور عشا کے اوقات متعین کر دیئے، حالانکہ درحقیقت یہ وقت صبح کاذب کی ابتدا کا ہے، پوری دنیا کی مسلم اور متفق علیہ مذکورہ بالا حقیقت کا بندہ نے متعدد بار کئی روز تک بہت سے اہل تجربہ و اہل بصیرت حضرات سے مشاہدہ بھی کروایا اور خود بھی متعدد اہل بصیرت حضرات (۲) کو ساتھ لے کر کئی بار مشاہدہ کیا۔ ایک دفعہ بحری جہاز کی دوربین بھی استعمال کی گئی، ہر دفعہ یہی ثابت ہوا کہ جنتریوں میں دیئے ہوئے وقت تک مکمل اندھیرا ہوتا ہے اور اس وقت صبح کاذب شروع ہوتی ہے، غروب شفق کے بکمال احتیاط مشاہدہ سے بھی تحقیق بالا کی تائید ہوئی، یہ مشاہدات کراچی کی پر آشوب فضا سے باہر جا کر کئے گئے ہیں، جس طرح فجر میں بیاض مستطیل معتبر نہیں، اسی طرح عشا (۳) میں بھی شفق ابیض مستطیل کا اعتبار نہیں، بلکہ شفق ابیض مستطیل غروب ہونے پر عشا کا وقت شروع ہو جاتا ہے، غرضیکہ جنتریوں میں صبح صادق کا جو وقت دیا گیا ہے وہ درحقیقت صبح کاذب کا وقت ہے، اور صبح صادق اس سے تین درجہ بعد میں ہوتی ہے، خط استوا کے مقام پر معتدل ایام میں صبح صادق صبح کاذب سے بارہ منٹ بعد میں ہوگی، اور عشا مستطیل سفید روشنی غروب ہونے سے بارہ منٹ قبل ہوگی، دوسرے مقامات میں اور دوسرے ایام میں اس سے بھی زیادہ فرق ہوتا ہے، چنانچہ کراچی میں صبح صادق نقشوں میں دیئے ہوئے اوقات سے مختلف موسموں میں ۱۲ تا ۱۹ منٹ بعد میں ہوتی ہے، دوسرے مقامات میں (جن کا عرض کراچی سے زیادہ ہے) اس سے بھی زیادہ فرق ہوگا، رمضان المبارک میں جنتریوں میں دیئے ہوئے وقت سے صرف دس منٹ کے بعد کراچی کی عام مساجد میں فجر کی جماعت قائم ہو جاتی ہے، یعنی رمضان میں نماز فجر وقت شروع ہونے سے قبل ہی پڑھ لی جاتی ہے، اور اذانیں تو تقریباً ہمیشہ ہی قبل از وقت ہوتی ہیں۔

### اوقات نماز کے نقشے اور جنتریاں شائع کر نیوالے حضرات سے گزارش:

- (۱) آئندہ اشاعت میں عشا اور فجر کے اوقات کی تصحیح کریں۔
- (۲) کئی جنتریوں میں مختلف مقامات کے فرق وقت کی فہرست نظر سے گزری، یہ فرق وقت صرف طول البلد کے حساب سے ہوتا ہے، حالانکہ نصف النہار کے سوا باقی سب اوقات پر عرض البلد کا بھی اثر پڑتا ہے اور ایک عرض
- (۱) متقدمین نے عدا صبح کاذب کے اوقات کی تخریج کا معمول رکھا، تاکہ لوگ صبح صادق کے لئے تیار رہیں، اس کی تفصیل آگے عنوان ”صبح صادق سے متعلق مغالطہ کی وجہ“ کے تحت آرہی ہے۔
- (۲) حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم صدر دارالعلوم کراچی کی سرکردگی میں مشہور علمائے کرام کی ایک بڑی جماعت کے مشاہدات کی روئیداد حضرت مفتی صاحب کے اپنے قلم سے آگے آرہی ہے۔
- (۳) اس کے حوالجات بھی آگے آرہے ہیں۔ منہ

البلد کے اوقات دوسرے عرض البلد سے بہت مختلف ہوتے ہیں۔ لہذا آئندہ یا تو ایسی فہرست شائع ہی نہ کی جائے ورنہ کم از کم یہ تنبیہ ضرور کر دی جائے کہ یہ فرق وقت صرف نصف النہار کا ہے۔ دوسرے اوقات کو اس پر قیاس کرنا صحیح نہیں، دوسرے اوقات کی تخریج کا قاعدہ الگ ہے۔

(۳) ایک جنتری میں ”مظاہر حق“ کے نقشے کو شیخ عبدالحق کی طرف منسوب کر دیا ہے، حالانکہ یہ کتاب نواب قطب الدین کی ہے اور اس میں نقشہ مخم خیر اللہ کا ہے، پھر ناقل نے اس نقشے کے اوقات سمجھنے میں بھی غلطی کی ہے، چوتھی غلطی یہ کہ اس کو کراچی پر چسپاں کر دیا ہے، حالانکہ یہ نقشہ دہلی کے لئے ہے، اسے کراچی یا کسی اور شہر پر چسپاں کرنا ہرگز صحیح نہیں۔

(۴) ہر جنتری پر یہ تنبیہ لکھنا لازم ہے کہ ”سب اوقات میں تین چار منٹ کی احتیاط ضروری ہے“، اس لئے کہ یہ اوقات حسابی طریقے سے مرتب کئے جاتے ہیں، کسی مقام کے طول و عرض میں فرق کی بنا پر ان اوقات میں معمولی فرق پڑ سکتا ہے، علاوہ ازیں ہر سال کے اوقات دوسرے سال کے اوقات سے قدرے مختلف ہوتے ہیں اور پھر ہر چار سال کے بعد وہی پہلے اوقات لوٹ آتے ہیں، ہر سال کے اوقات میں اس معمولی فرق سے صرف نظر کئے بغیر کوئی دائمی نقشہ تیار نہیں کیا جاسکتا۔

رشید احمد عفا اللہ عنہ از دارالافتاء والارشاد ناظم آباد، کراچی ۷/ربیع الاول سنہ ۱۳۸۹ھ۔

بندہ محمد شفیع دارالعلوم کراچی۔ محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ۔ ولی حسن غفرلہ۔

### حوالجات تحقیقات قدیمہ:

(۱) قال فی التصریح: إذ قد علم بالتجربة أن انحطاط الشمس أول الصبح الكاذب واخر الشفق ثمانية عشر درجة. (التصريح، ص: ۶۹)

(۲) وفي حاشية أبي الفضل محمد حفيظ الله رحمه الله على التصريح: واعلم أن المراد من الانحطاط في الجانبين انحطاط مركز الشمس عن الأفق الشرقي أو الغربي وهو قدر ثمانية عشر درجة ويقطعه الفلك الأعظم في ساعة وخمس ساعة وهذه مجموع الصبحين الصادق والكاذب ومن ذلك المجموع خمس ساعة حصة الصبح الكاذب والساعة الواحدة حصة الصبح وأما بيان تفريقها إليهما ففي ذكره إطناب لا يسعه الرسالة. (حاشية التصريح: ۶۹)

(۳) وفي شرح الجغميني: وقد عرف بالتجربة أن أول الصبح واخر الشفق إنما يكون إذا كان انحطاط الشمس ثمانية عشر جزءً ففي بلد يكون عرضه أقل من تمام الميل بثمانية عشر جزءً يتصل الشفق بالصبح الكاذب إذا كانت الشمس في المنقلب الصيفي. (شرح الجغميني، ص: ۱۷۵)

(۴) ونقل العلامة عبد الحليم اللكنوي رحمه الله تعالى في حاشيته على شرح الجغميني عن

العلامة عبد العلى البرجندى رحمه الله تعالى فى شرح (قوله: إذا كان انحطاط الشمس ثمانية عشر جزءاً): هذا هو المشهور ووقع فى بعض كتب أبى ربحان أنه سبعة عشر جزءاً وقيل أنه تسعة عشر جزءاً وهذا فى ابتداء الصبح الكاذب وأما فى ابتداء الصبح الصادق فقد قيل إن انحطاط الشمس حينئذ خمسة عشر جزءاً. والله تعالى أعلم. (الإفادة الخطيرة شرح الملخص فى الهيئة للجعفمى: ۱۷۵)

(۵) قال البيرونى: وذلك هو الفجر وهو ثلاثة أنواع (ثم قال بعد ذكر الأنواع الثلاثة) وبحسب الحاجة إلى الفجر والشفق رصد أصحاب هذه الصناعة أمره فحصلوا من قوانين وقته أن انحطاط الشمس تحت الأفق متى كان ثمانية عشر جزءاً كان ذلك وقت طلوع الفجر فى المشرق ووقت مغيب الشفق فى المغرب ولما لم يكن شيئاً معيناً بالأول مختلطاً اختلف فى هذا القانون فراه بعضهم سبعة عشر جزءاً. (القانون المسعودى لأبى ربحان البيرونى: ۹۴۹/۲)

(۶) قال المحقق الطوسى فى الزبدة فى الباب الرابع والعشرين بعد ذكر الأنواع الثلاثة من الفجر والشفق: وقد علم بالرصد أن أول الفجر وآخر الشفق يكون وقت انحطاط الشمس عن الأفق ثمان عشرة درجة من دائرة ارتفاعها.

وقال فى تبصرته فى الفصل التاسع من الباب الثالث: وقد عرف بالتجربة أن انحطاط الشمس عند طلوع أول الفجر ثمانية عشر جزءاً.

وقال فى بيست باب: نظير درجة آفتاب را بر مقطره تجد، ہم درجه نهم و مرئی را نشان کنم، پس بر افق غربی نهم و مرئی را نشان کنم و میان هر دو نشان بشمرم و بر پانزده قسمت کنم آنچه بیرون آید ساعات مستوی باشد میان طلوع صبح (کاذب، شرح) و طلوع آفتاب (إلى قوله) و اگر نظیر درجه غربی بود بیشتر از ہزده درجه ہنوز صبح بر نیامده باشد و اگر کمتر از ہزده باشد صبح برآمده باشد و اگر ہزده درجه بود اول وقت طلوع صبح ہست۔ (بیست باب، المحقق الطوسى، باب نهم)

(۷) إذا صارت الشمس قريبة من الأفق بقدر ثمانية عشر جزءاً (إلى) يرى البياض الطويل فى جانب المشرق هو يسمى بالصبح الكاذب كأن كون الأفق بعده مظلماً يكذب كونه نور الشمس و المنتشر فى الأفق بعده بزمان يسمى بالصبح الصادق لكونه أصدق ظهوراً من الأول قيل ابتداءه حين انحطاط الشمس خمسة عشر جزءاً. (تحفة أولى الألباب شرح بيست باب للعلامة عبد الباقي الكتوازي)

(۸) اعلم أنه قد علم بالتجربة أن أول الصبح الكاذب إنما يكون إذا كان انحطاط الشمس من الأفق الشرقى ثمانية عشر جزءاً. (شرح لم بر حاشية بيست باب)

(۹) ذكر العلامة المرحوم الشيخ خليل الكاملى فى حاشيته على رسالة الأسطرلاب لشيخ مشايخنا العلامة المحقق على آفندى الداغستانى أن التفاوت بين الفجرين وكذا بين الشفقين الأحمر والأبيض إنما هو بثلاث درج. (رد المحتار: ۳۳۲/۱)

(۱۰) بدانکہ صبح دوباشد کیے کاذب کہ ہنگام انحطاط برہیودہ درجہ از درجات دائرة ارتفاع مارہ بمرکز شمس سپیدی ضعیف و دراز و باریک بر اجزاء کثیفہ سطح مخروط ظل زمین مسمی بلیل نمودار شود و اورا کاذب ازین جہت گویند کہ افق تکذ پیش می کند کہ در اں حال مظلم باشد (الی قولہ) و دوم صبح صادق و آں روشنی نہار در افق شرقی باشد ہنگام انحطاط آفتاب پانزدہ درجہ قالہ البر جندی۔ (حاشیہ ما لا بد منہ، ص: ۲۹) اوپر شرح چغینی کے حاشیہ سے بھی برجندی کی عبارت نقل کی جا چکی ہے، علامہ برجندی رحمہ اللہ تعالیٰ فقہ اور فلکیات دونوں کے مسلم امام ہیں، فلکیات میں آپ کی کئی کتابیں ہیں، مثلاً: شرح مجسطی، شرح رسالۃ أسطرلاب للطوسی، شرح التذکرۃ النصیریۃ، حاشیہ شرح چغینی۔ (۱) فقہ میں آپ کی تصنیف شرح نقایہ بہت مشہور ہے، علامہ شامی، شیخ اسماعیل، نوح، جموی، ابن نجیم اور قتال رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے مشہور فقہاء آپ کی تحقیقات نقل فرماتے ہیں۔

### خلاصہ ترجمہ حوالجات تحقیقات قدیمہ:

(۱) تجربہ سے بلاشبہ ثابت ہوا ہے کہ صبح کاذب کی ابتدا اور شفق کے آخر میں آفتاب افق سے اٹھارہ درجہ نیچے ہوتا ہے۔ (التصریح، ص: ۶۹)

(۲) افق شرقی و غربی سے آفتاب کے مرکز کا انحطاط مراد ہے اور وہ اٹھارہ درجہ ہے، فلک اعظم اسے ایک گھنٹہ ۱۲ منٹ میں طے کرتا ہے اور یہ صبح صادق و کاذب دونوں کا مجموعہ ہے، اس مجموعہ میں سے ۱۲ منٹ صبح کاذب کا حصہ ہے اور ایک گھنٹہ صبح صادق کا حصہ ہے، اس تقسیم کی تفصیل میں تطویل ہے، جس کی اس رسالہ میں گنجائش نہیں۔ (حاشیہ التصریح، ص: ۶۹)

(۳) تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ صبح کی ابتدا اور شفق کی انتہا اس وقت ہوتی ہے آفتاب جب افق سے اٹھارہ درجہ نیچے ہوتا ہے، لہذا جس شہر کا عرض تمام المیل سے اٹھارہ درجہ کم ہوگا، وہاں انقلاب صیفی (۲۲/جون) کے وقت شفق صبح کاذب سے مل جائے گی۔ (شرح چغینی، ص: ۱۷۵)

(۴) یہ (۱۸ درجہ زیر افق) صبح کاذب کی ابتدا ہے اور صبح صادق کی ابتدا کے بارے میں بلاشبہ کہا گیا ہے کہ اس وقت آفتاب پندرہ درجہ نیچے ہوتا ہے۔ (حاشیہ شرح چغینی، ص: ۱۷۵)

(۵) ابوریحان بیرونی فجر کی تین قسمیں بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ آفتاب جب اٹھارہ درجہ زیر افق ہوتا ہے، (۲) اس وقت فجر (کاذب) کی ابتدا اور شفق کی انتہا ہوتی ہے۔ (القانون المسعودی: ۹۴۹/۲)

(۱) الفوائد البھیة فی تراجم الحنفیۃ للعلامة عبدالحی الکنوی، ص: ۱۵، وهدیۃ العارفین لإسماعیل پاشا: ۵۸۶/۱۔  
(۲) بعض کو وہم ہوا ہے کہ بیرونی نے ۱۸/زیر افق کا جو معیار بنایا ہے، وہ فجر صادق سے متعلق ہے، اس کے بطلان پر شواہد ذیل ہیں:  
۱۔ بیرونی نے پہلے فجر کی تعریف کی، پھر اس کی تین انواع بیان کیں، پھر ابتداء فجر کا معیار بتایا، اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ فجر کی نوع اول یعنی فجر کاذب کا وقت ہے، یہ امر سیاق عبارت سے ظاہر ہونے کے علاوہ دوسرے فلکیین کے طرز تحریر۔۔۔  
==

(۶) محقق طوسی نے فجر اور شفق کی تین انواع بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ رصد گاہ سے مشاہدات اور تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ فجر کی ابتدا اور شفق کی انتہا اس وقت ہوتی ہے جب آفتاب افق سے اٹھارہ درجہ نیچے ہوتا ہے۔

(زبدہ، تبصرہ، بیست باب)

(۷) جب آفتاب افق سے ۱۸ درجہ نیچے ہوتا ہے، اس وقت مشرق کی طرف ایک لمبی روشنی نظر آتی ہے، وہ صبح کاذب کہلاتی ہے، اس سے کچھ وقت کے بعد افق میں پھیلنے والی روشنی کو صبح صادق کہا جاتا ہے، کہا جاتا ہے کہ اس کی ابتدا کے وقت آفتاب ۱۵ درجہ زیر افق ہوتا ہے۔ (تحفہ)

(۸) خوب سمجھ لیں کہ بلاشبہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ صبح کاذب کی ابتدا کے وقت آفتاب ۱۸ درجہ نیچے ہوتا ہے۔

(شرح لم بر حاشیۃ بیست باب)

(۹) صبح صادق و کاذب اور شفق احمر و ابیض کے درمیان تین درجہ کافرق ہوتا ہے۔ (رد المحتار: ۳۳۲/۱)

(۱۰) بوقت صبح کاذب آفتاب افق سے ۱۸ درجہ نیچے ہوتا ہے اور بوقت صبح صادق ۱۵ درجہ۔

(حاشیہ مالا بدمنہ: ۲۹۰۔ بحوالہ برجندی)

== --- کے بھی مطابق ہے، کیونکہ وہ ۱۸ ازیر افق کو مطلق فجر سے تعبیر کر کے فجر کاذب مراد لیتے ہیں، فجر صادق کے بیان میں بیرونی کے قول ”وتنعقد به شروط العبادات“ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تینوں انواع کا بیان ختم کرنے کے بعد جو ابتداء فجر کا معیار بیان کیا ہے، وہ فجر صادق کا ہے، اگر شروط العبادات کے پیش نظر معیار کا بیان مقصود ہوتا تو غروب شفق احمر کے درجات بھی بیان کرتے، بالخصوص جب کہ وہ اختلاف الأئمة فی اسم الشفق علی ایہما يقع أو جب أن یتنبہ لہما معاً، سے اس کے علم کی اہمیت بھی بیان کر چکے ہیں۔

(۲) بیرونی نے فجر صادق کی تعریف یوں کی ہے: منبسط فی عرض الأفق مستدیر کنصف دائرة، ۱۸ ازیر افق کے وقت نصف دائرہ کی شکل ہرگز نظر نہیں آسکتی، جب چاہیں جہاں چاہیں مشاہدہ کر کے فیصلہ کریں، تمام فلکیین اس وقت ظاہر ہونے والی روشنی کو مستطیل بتاتے ہیں، اور گیارہ علماء کے تین روز تک مشاہدات میں بھی یہ روشنی مستطیل ہی نظر آئی ہے، جیسا کہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خود نوشتہ روئیداد میں تحریر ہے۔

(۳) بیرونی کی عبارت بحسب الحاجة إلى الفجر والشفق رصد أصحاب هذه الصناعة أمره فحصلوا من قوانین وقته (إلی قوله) اختلف فی هذا القانون فراه بعضهم سبعة عشر جزءاً، سے ثابت ہوا کہ وہ اپنا ذاتی مشاہدہ اور اس کی بنا پر خود کوئی فیصلہ نہیں لکھ رہے ہیں، بلکہ دوسرے فلکیین کے مشاہدات اور ان کے مختلف اقوال نقل کر رہے ہیں، اور یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ دوسرے تمام فلکیین اس کو فجر کاذب قرار دیتے ہیں۔

(۴) علامہ برجندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیرونی سے ۱۷ ازیر افق پر صبح کاذب کا قول نقل فرمایا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ انہوں نے بھی بیرونی کی اس عبارت کو صبح کاذب سے متعلق قرار دیا ہے، برجندی کی پوری عبارت صفحہ ۱۶۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) بیرونی کی عبارت مذکورہ سے ظاہراً اور ان کی کتاب ”تفہیم“ کی عبارت ”ثم یتلوہ (الصبح الکاذب) الفجر الصادق معتزلاً علیہ منبسطاً فی الأفق“ میں ”معتزلاً علیہ“ سے صراحتہ ثابت ہوا کہ بیرونی کے نزدیک بھی صبح صادق سے قبل مصطلحاً صبح کاذب کا وجود ضروری ہے، حالانکہ ۱۸ ازیر افق سے قبل مصطلحاً باجماع فلکیات قدیمہ و جدیدہ کوئی روشنی نہیں ہوتی، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی سرکردگی میں گیارہ علماء کے مشاہدات میں بھی اس سے قبل کوئی روشنی نظر نہیں آئی۔ منہ

تحقیقات جدیدہ:

(۱) ”معیار الاوقات“ اس کتاب کے سرورق پر یہ عبارت تحریر ہے ”مصنفہ مولوی عبدالواسع صاحب پروفیسر دینیات کلیہ جامعہ عثمانیہ، متفقہ مجلس علماء، منعقدہ محکمہ صدارت عالیہ، سرکار عالی منظورہ بارگاہ خسروی جہاں پناہی حیدر آباد دکن“ اس سے ثابت ہوا کہ اس کتاب کی صحت پر علماء کی ایک ایسی مجلس کا اتفاق ہے جسے نواب حیدر آباد دکن نے متعین کیا تھا، پھر نواب صاحب نے اس کتاب کی تحقیقات کو منظور فرمایا، یہ کتاب کتب خانہ خاص ترقی انجمن اردو، اردو کالج کراچی میں موجود ہے، اس کے صفحہ ۱۲، ۱۵، ۲۵، ۲۸ میں یہ وضاحت موجود ہے کہ صبح کاذب کے وقت آفتاب ۱۸ درجہ اور صبح صادق کے وقت ۱۵ درجہ نیچے ہوتا ہے۔

(۲) ایڈمرلٹی مینول آف نیوی گیشن: ۱۳۷/۲۔

(۳) بیسک ایر نیوی گیشن ڈرلز۔

(۴) ایسٹرونومیکل افیمیریز۔

(۵) نائٹل المینک۔

(۶) مراسلہ (۱) ڈائریکٹر ہائیڈروگرافک نیول ہیڈ کوارٹرز حکومت پاکستان، کراچی۔

**HYDROGRAPHIC DIRECTORATE**

NAVAL STAFF BRANCH  
NAVAL HEADQUARTERS  
KARACHI

D.O.NO.HD/0102121

30 October, 1970.

From: Captain S.R. Islam, P.N.  
Director of Hydrography.

Dear sir!

Reference your letter dated 24.6.1970 and Mufti Rashid Ahmad's letter dated 7.10.1970.

The Nautical Almanac is a standard publication of the Royal Navy and 1st contents are extensively used for the computation of the rising and setting phenomena of the heavenly bodies and other astronomical information mainly connected with navigation. The accuracy of tables in the Nautical Almanac meets the problems indicated by you. From the nautical of 1970 the times of sunrise and twilight have been calculated to compare your computations. The results are as under:-

(۱) جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے اطمینان کی خاطر ان محکموں سے تصدیق کروائی گئی، ورنہ مجھے اس کی حاجت نہ تھی۔ رشید احمد



Place	date	Stated time of صبح صادق	calculated time when sun is 15° below horizon
Goth fakir (lat. 25° 46'N) Long .68° 40'E) Karachi	11.6.70	04hrs.19 min. (Zone +5 hours)	04 hrs. 20 min. (zone + 5hours)
(lat. 24° 52.5'N) Long .67° 2.5'E)	20.6.1970. 20.9.1970. 20.12.1970.	04hrs.30 min. 05hrs. 17 min. 06hrs. 03min.	04hrs.29min. 05hrs. 18min. 06hrs. 02min.

2 The calculated time as given above is based upon the following data given in the Nautical Almanac (page 258) and Admiralty manual of Navigation vol.II (page 137) : .

**Extra from Nautical Almanac 1970 (page 258)**

Basis of the tabulations .At sunrise and sunset 16' is allowed for semi\_ diameter and 34' for horizontal refraction so that times given the sun's upper limb is on the visible horizon; all times refer to phenomena as seen from sea level with a clear horizon.

At the times given for the beginning and end of twilight, the sun's zenith distance is 96° for civil and 102 for nautical twilight. The degree of illumination at the times given for civil twilight (in good conditions and in the absence of other illumination) is such that the brightest stars are visible and the horizon is clearly defined. At the times given for nautical twilight the horizon is in general not visible, and it is too dark for observation.

Times corresponding to other depressions of the sun may be obtained by interpolation or, for depressions of more than 12 ° less reliably, by extrapolation; times so obtained will be subject to considerable uncertainty near extreme conditions.

**EXTRACT from Admiralty manual of Navigation Vole .II (Page )137**

Astronomical twilight .this is said to end or begin when the sun's centre is 18° below the horizon, at which moment absolute darkness is assumed to begin or end so far as the sun is concerned.

3. The times of صبح صادق or صبح کاذب and other requirements can be obtained from the above stated arguments according to the definitions of the terms.

4. A comparison of the times given by you for 22<sup>nd</sup> September and 22<sup>nd</sup> December 1970 indicates that they relate to Astronomical twilight (morning) when the sun is 18° below the horizon. For 22<sup>nd</sup> June 1970 the time given is a little earlier.

5. The chart of time supplied by you has also been compared and the times given for صبح صادق as well as sunrise generally tally with other times calculated from the Nautical Almanac for Astronomical twilight and sunrise respectively.

Yours sincerely

(S.R. ISLAM)

Captain Pakistan Navy

Molana Ehtishamul Haq Thanvi.

56, Jacob lines.

Karachi.

Copy to:. Mufti Rashid Ahmad.

Dwruliftae wal Ishad. Nazimabad

Karachi.

(۷) مراسلہ ڈائریکٹر محکمہ موسمیات حکومت پاکستان بنام مولانا احتشام الحق تھانوی

## PAKISTAN METEOROLOGICAL DEPARTMENT

Office of the Deputy Director, climatology, Hydrometeorology

Oceanography, University Road, Karachi.

Karachi

No. c1\_11(7)/ 68

Dated the 18<sup>th</sup> September 1970.

To

Maulana Ehtishamul Haq Thanvi

56, Jacob lines,

Karachi.

Dear Sir!

Kindly refer to your letter dated the 21<sup>st</sup> June, 1970. Replies to the queries at the end of page 4 of the report received along with your letter, are given below seriatim:

1 We have no comments to offer.

2 The time for the beginning of morning astronomical twilight for

12th June is 4h 11m. The beginning of morning astronomical twilight is taken to be the time when the sun is  $18^{\circ}$  below horizon. We have no comments to offer on the timings in the different charts given, the timings of sub\_he\_sadiq for Karachi.

3 When the sun is  $18^{\circ}$  below horizon, all light from the sun is cut off.

4 This department has not undertaken any work on the determination of the timings of sub\_he\_sadiq according to the definition given in the 'note' at the end of page 4 of the Report enclosed with your letter. These timings can, however, be calculated for any location if the phenomena sub\_he\_sadiq is precisely defined with respect to the position of the sun below horizon. Without this, the calculation of the timings will not be possible and as you have yourself noticed, will be subject to the personal error of the observer.

Delay in the reply to your letter is deeply regretted.

Yours faithfully,

(T.H. SIDDIQUI) 18/9/1970

For DIRECTOR

(۸) خط از بندہ رشید احمد بنام ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ موسمیات، حکومت پاکستان کراچی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی جناب ڈپٹی ڈائریکٹر صاحب محکمہ موسمیات، حکومت پاکستان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امور ذیل سے متعلق اپنے محکمہ کی تحقیق تحریر فرمائیں۔

(۱) کراچی کے عام نقشوں میں صبح صادق کے اوقات یہ ہیں ۲۲/ جون ۴/ رنج کرا ۱۱/ منٹ ۲۲/ ستمبر ۵/ رنج

کرا ۳/ منٹ ۲۲/ دسمبر ۵/ رنج کرا ۴۹/ منٹ، اس وقت آفتاب افق سے کتنے درجہ نیچے ہوتا ہے؟

(۲) جب آفتاب افق سے ۱۸/ درجہ نیچے ہوتا ہے، اس وقت افق پر کسی قسم کی روشنی ہوتی ہے یا نہیں؟

(۳) کراچی کے لئے صبح صادق (۱۵/ رزیر افق) کے اوقات تحریر کریں۔ فقط والسلام علیکم

رشید احمد عفا اللہ عنہ

دارالافتاء والارشاد ناظم آباد، کراچی

۳/ رجب ۱۳۹۰ھ - مطابق ۲/ اکتوبر ۱۹۷۰ء

جواب خط از این، اے قریشی ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ موسمیات، حکومت پاکستان، کراچی۔

No. c1-11(17)/68/1667

## PAKISTAN METROLOGICAL DEPARTMENT

OFFICE OF THE DEPUTY DIRECTOR

CLIMATOLOGY HYDROMETEOROLOGY & OCEANOGRAPHY

From: N.A. Qureshi

Deputy Director.

To: Mufti Rashid Ahmad

Daruliftae Wal Irshad

Nazimabad IV. Karachi \_18.

Karachi, the 21<sup>st</sup> October, 1970.

Dear Sir!

Reference your letter dated 2.10.1970.

The replies to your queries are as follows seriatim:

- 1 The sun is approximately 18 degrees below the horizon at the times given on the dates specified.
- 2 When the sun is 18 degrees below the horizon all light from the sun is cut off.
- 3 The times, correct to the nearest half min., calculated for meteorological observatory at Karachi Airport (coordinates 24 ° 54' N & 67° 08'E) when the sun is 15° below the horizon on dates specified are as follows:

22.06.1970:	04 hrs 29½ min.	W. P. S. T.
22.09.1970:	05 hrs 17 min.	W .P.S. T.
22.12.1970:	06hrs 4½ min.	W .P .S .T

Kindly acknowledge receipt.

Yours faithfully.

(N. A. Quresh)

Deputy Director.

Phone: 415549

خلاصہ ترجمہ مراسلہ ڈائرکٹر ہائید رگرافی نیول ہیڈ کوارٹر حکومت پاکستان، کراچی۔

اوقات ۱۵ درجہ زیر افق	اوقات رسالہ صبح صادق	تاریخ	مقام
۴ بج کر ۲۹، ۲۱ منٹ	۴ بج کر ۳۰ منٹ	20.6.70	کراچی
۵ بج کر ۱۸ منٹ	۵ بج کر ۱۷ منٹ	20.9.70	عرض البلد
۶ بج کر ۲ منٹ	۶ بج کر ۳ منٹ	20.12.70	طول البلد

صبح کے وقت جب آفتاب ۱۸ درجہ زیر افق ہوتا ہے، اس وقت مکمل اندھیرے کا اختتام اور شام کے وقت ۱۸ درجہ پر مکمل اندھیرے کی ابتدا ہوتی ہے۔

۲۲ ستمبر اور ۲۲ دسمبر کے دیئے ہوئے وقت میں آفتاب ۱۸ درجہ زیر افق ہوتا ہے اور ۲۲ جون کا وقت اس سے بھی کچھ پہلے ہے۔

آپ کے بھیجے ہوئے (پرانے) نقشے میں صبح صادق کا دیا ہوا وقت ۱۸ درجہ زیر افق کے مطابق ہے۔  
دستخط ایس، آر، اسلام کیپٹن پاکستان نیوی

خط بنام — مولانا احتشام الحق تھانوی ۵۶/جیکب لائنس، کراچی

خط کی نقل بھیجی گئی بنام — مفتی رشید احمد دارالافتاء الارشاد ناظم آباد کراچی

خلاصہ ترجمہ مراسلہ ڈائرکٹر محکمہ موسمیات، حکومت پاکستان کراچی۔

(۱) ۱۲ جون کو ایسٹرن ٹائمز ٹو ایٹلینٹ ۴ بج کر ۱۱ منٹ پر شروع ہوتی ہے (جیسے مروجہ نقشوں میں

ہے) اس وقت آفتاب افق سے ۱۸ درجہ نیچے ہوتا ہے۔

(۲) جب آفتاب ۱۸ درجہ زیر افق ہوتا ہے، اس وقت آفتاب کی ہر قسم کی روشنی افق سے منقطع ہوتی

ہے۔ دستخط ٹی، ایچ، صدیقی برائے ڈائرکٹر۔

خلاصہ ترجمہ مراسلہ ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ موسمیات، حکومت پاکستان، کراچی۔

(۱) آپ نے جن تاریخوں کے جو اوقات لکھے ہیں، اس وقت آفتاب ۱۸ درجہ افق سے نیچے ہوتا ہے۔

(۲) جب آفتاب افق سے ۱۸ درجہ نیچے ہوتا ہے، اس وقت اس کی روشنی بالکل منقطع ہوتی ہے۔

(۳) ۲۲ جون ۱۹۷۰ء ۴ بج کر ۲۹-۲۱ منٹ

۲۲ ستمبر ۱۹۷۰ء ۵ بج کر ۱۷ منٹ

۲۲ دسمبر ۱۹۷۰ء ۶ بج کر ۲-۲۱ منٹ

دستخط این، اے، قریشی ڈپٹی ڈائرکٹر فون نمبر: ۴۱۵۵۴۹

### حوالجات متعلقہ وقت عشا:

قال الإمام الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ: وكان النظر فی ذلك عندنا أنهم قد أجمعوا أن الحمرة التي قبل البياض من وقتها وإنما اختلافهم فی البياض الذي بعده. فقال بعضهم حكمه حكم الحمرة وقال بعضهم حكمه خلاف حكم الحمرة، فنظرنا فی ذلك فرأينا الفجر يكون قبله حمرة ثم يتلوها بياض الفجر فكانت الحمرة والبياض فی ذلك وقتاً لصلوة واحدة وهو الفجر فإذا خرج وقتها فالنظر على ذلك أن يكون البياض والحمرة فی المغرب أيضاً وقتاً لصلوة واحدة وحكمهما حكم واحد إذا خرجا خرج وقت الصلوة للذان هما وقت لها. (شرح معانی الآثار، ص: ۷۶، ج: ۱)

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ جس قسم کی بياض فجر میں معتبر ہے، عشا میں بھی اسی کا اعتبار ہوگا۔ وقال الإمام الكاساني رحمہ اللہ تعالیٰ فی بیان أول وقت العشاء: ولأبي حنيفة رحمہ اللہ تعالیٰ النص والا استدلال. أما النص فقولہ تعالیٰ: ”اقِمِ الصَّلَاةَ لِذُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ“ جعل الغسق غاية لوقت المغرب ولا غسق ما بقي النور المعترض. وروى عن عمرو بن العاص رضي اللہ تعالیٰ عنه أنه قال: آخر وقت المغرب ما لم يسقط نور الشفق وبياضه والمعتراض نوره. وفي حديث أبي هريرة رضي اللہ تعالیٰ عنه: وإن آخر وقت المغرب حين يسود الأفق وإنما يسود بإخفاؤها بالظلام (إلى قوله) وأما الفقهي فهو أن صلاتين يؤديان في أثر الشمس وهو المغرب مع الفجر، الخ. (بدائع الصنائع، ص: ۱۲۴، ج: ۱)

”النور المعترض“ اور ”حين يسود الأفق“ کے الفاظ صریح نص ہیں کہ شفق ابیض سے ابیض معترض مراد ہے، اس کے بعد دلیل فقہی میں بھی مغرب اور فجر دونوں کو اثر شمس میں جمع کرنے سے ثابت ہوا کہ فجر کی طرح مغرب میں بھی بياض مستطیل معتبر نہیں۔

وقال العلامة حسام الدين الحسين بن علي رحمہ اللہ تعالیٰ: إن المغرب بمنزلة الفجر ثم البياض المعترض فی باب الفجر فی حكم الحمرة فليكن كذلك فی مسئلتنا هذه. (النهاية على هامش الهداية، ص: ۸۲، ج: ۱)

وقال الشيخ الأنور رحمہ اللہ تعالیٰ: ولنا ما عند الترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ حتى يسود الأفق و ليس هذا السواد إلا بعد البياض فالتحقيق فيه عندی أن الشفق من الإشفاق والشفقة هي الرقة فهو أمر بين البياض الناصع والحمرة القانية، واعلم أن الوقت فی اليوم الواحد من انبلاج الصبح الصادق إلى طلوع الشمس يكون كما بين غروبها وغروب الشفق الأبيض فی ذلك اليوم كذا حققه الرياضيون. (فيض الباری، ص: ۱۳۱، ج: ۲)

اس عبارت میں تین بار اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے، اولاً حتیٰ یسود الأفق سے بیاض معترض غروب ہوتے ہی افق پر ظلمت چھا جاتی ہے، ثانیاً شفق کی تعریف ”فہو أمر بین البیاض الناصع والحمرة القانیة“ سے، یہ کیفیت بیاض معترض میں ہوتی ہے، بیاض مستطیل ناصع ہوتی ہے۔ مغرب کی طرف بیاض معترض کی طرح مشرق کی طرف صبح صادق کی بیاض میں بھی سرخی کی جھلک ہوتی ہے۔ کما سیأتیٰ إن شاء اللہ تعالیٰ، ثالثاً خرمیں بالکل تصریح فرما رہے ہیں کہ فجر اور مغرب کا وقت برابر ہوتا ہے۔

وفی إعلاء السنن: أن الحمرة والبیاض البادیین فی الأفق بعد غروب الشمس کلاهما نظیر البیاض والحمرة البادیین قبل طلوع الشمس لکون کلہما من اثار أشعتها فمدة ما بین غروب الشمس إلى غیوبة بیاض الشفق ہی المدة ما بین ظهور بیاض الفجر إلى طلوع الشمس سواء بسواء کما صرح به أصحاب الریاضی والهیئة، قال فی حاشیة شرح الجغمینی: الشفق والفجر هما متشابہان شکلاً ومتقابلان وضعاً إذ الفجر یبدو من بیاض ضعیف مستطیل ثم بیاض عریض ثم حمرة والشفق یبدو بعد الغروب من حمرة ثم بیاض عریض ثم بیاض مستطیل، الخ. ولعلک تفتنت من هذا الکلام أن الشفق الأبیض أيضاً مثل الفجر اثنان بیاض مستطیل عریض و بیاض ضعیف مستطیل فکما أن المعتبر فی الفجر هو البیاض العریض كذلك فی الشفق المعتبر هذا لا البیاض المستطیل. (إعلاء السنن، ص: ۹، ج: ۲)

ونقل العلامة العثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ أيضاً عن إعلاء السنن ما قدمنا من عبارته. (فتح الملہم، ص: ۱۹۵، ج: ۲)

**حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی سرکردگی میں علما کی جماعت کے مشاہدات:**

جون ۱۹۷۰ء میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم صدر دارالعلوم کراچی کی سرکردگی میں مشہور علما کی ایک جماعت نے صرف مشاہدات کے لئے ٹنڈو آدم سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر شمال مشرق میں واقع مدرسہ محمدیہ (طول ۲۷°۹۸' عرض ۶۸°۲۶') تک سفر کیا، حضرت مفتی صاحب نے مشاہدات کی روئیداد خود اپنے قلم سے تحریر فرمائی، جس پر دوسرے حضرات نے بھی دستخط کئے۔ ذیل میں اس روئیداد کے ضروری اقتباسات دیئے جاتے ہیں۔

**اسماء شریکاء سفر:**

- (۱) مولانا مفتی رشید احمد صاحب دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی
- (۲) مولانا مفتی محی الدین صاحب مدرسہ اشرف العلوم ڈھاکہ مشرقی پاکستان

- (۳) مولانا مفتی ولی حسن صاحب مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی
- (۴) مولانا عاشق الہی صاحب مدرس دارالعلوم کراچی
- (۵) مولانا محمد رفیع صاحب مدرس دارالعلوم کراچی
- (۶) مولانا محمد تقی صاحب // //
- (۷) مولانا محمد علی صاحب // //
- (۸) جناب کلیم صاحب لیکچرار شعبہ تاریخ اسلام کراچی یونیورسٹی
- (۹) احقر محمد شفیع (صدر دارالعلوم کراچی)
- مقامی علما میں سے مندرجہ ذیل حضرات مشاہدات میں شریک رہے۔
- (۱۰) مولوی محمد صدیق صاحب (فقیر منٹھار) مہتمم مدرسہ محمدیہ نزد ڈنڈاؤ دم
- (۱۱) مولوی عبدالواحد صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ نزد ڈنڈاؤ دم

۱۱ جون:

پھر ایک روشنی عرضاً پھیلنے والی افق کے اوپر شروع ہوئی، روشنی کا پورا تین جس پر سب دیکھنے والوں نے اتفاق کیا وہ تو ۱۹/۴ پر تھا، اس روشنی کے اس سے کچھ پہلے ہونے کا بھی بعض کو شبہ رہا۔

۱۲ جون:

صبح کو تقریباً ۳-۲ بجے میدان میں سب حضرات پہنچ گئے، اس وقت افق مشرق پر کسی قسم کی روشنی نہیں تھی، ٹھیک چار بجے افق پر مخروطی شکل کی طولانی روشنی نمودار ہوئی جس کو سب نے دیکھ کر صبح کا زب قرار دیا اور اس کے سترہ منٹ بعد یعنی ۴/۱۷ صبح صادق واضح طور پر مشاہدہ کی گئی اس پر سب کا اتفاق رہا۔

طلوع آفتاب ۵/۳۲ پر ہوا۔

۱۳ جون:

آج کراچی میں کورنگی سوکواٹر کے قریب مشرقی ساحل سمندر پر جا کر مشاہدہ کی کوشش کی گئی جس میں مفتی رشید احمد صاحب، مولانا محی الدین صاحب، مولانا عاشق الہی صاحب، مولوی محمد علی صاحب، مولانا محمد رفیع صاحب اور احقر محمد شفیع شامل تھے۔

اتناسب نے محسوس کیا کہ ۱۱/۴ جو وقت صبح صادق قدیم نقشوں میں آج کی تاریخ کا لکھا ہوا ہے اس وقت کسی قسم کی روشنی افق پر نہیں تھی۔ اس کے بعد وہ روشنی جس کو صبح کا زب کہا جاسکتا ہے شروع ہوئی۔ پھر اسکے بعد وہ روشنی جس کو صبح



کاذب کہا جاسکتا ہے شروع ہوئی۔ پھر اسکے بعد صبح صادق کی معترضاً پھیلنے والی روشنی سامنے آئی۔  
محمد شفیع ۱۳۹۰/۴/۱۳ھ۔

رشید احمد عفا اللہ عنہ      ولی حسن ٹوکی غفر اللہ لہ      محمد عاشق الہی  
محمد رفیع عثمانی      محمد تقی      عبدہ محی الدین عفا عنہ

نتائج:

کراچی کے مشاہدہ کا نتیجہ ایسا عام فہم ہے کہ اس سے متعلق کچھ سمجھانے کی ضرورت نہیں اور ٹنڈو آدم کے مشاہدہ کے نتائج پر اہل فن غور کریں گے تو ثابت ہوگا کہ وہاں بندہ کی تحقیق کے عین مطابق صبح کاذب ۱۸/۱۸/۱۸ صبح صادق ۱۵/۱۵/۱۵ صبح صادق کے وقت پر ہوئی اور عوام اس کی تصدیق کر سکتے ہیں کہ تاریخوں میں کراچی کے اوقات پرانے نقشوں میں یوں دیئے ہیں۔

طلوع	صبح صادق	
۵ بجکر ۴۱ منٹ	۴ بجکر ۱۲ منٹ	۱۱ جون
۵ بجکر ۴۱ منٹ	۴ بجکر ۱۱ منٹ	۱۲ جون

ٹنڈو آدم میں طلوع، کراچی سے ۹ منٹ قبل ۵ بج کر ۳۲ منٹ پر ہوا تو، صبح صادق اور صبح کاذب بھی تقریباً ۹ منٹ بلکہ بروے حساب ۱۰، ۱۱ منٹ قبل ہونی چاہئے، حالانکہ وہاں صبح صادق کراچی کے وقت سے ۱۲ جون میں ۶ منٹ بعد ۴ بجکر ۱۷ منٹ پر ہوئی اور ۱۱ جون میں ۷ منٹ بعد ۴ بجکر ۱۹ منٹ پر ہوئی۔ البتہ صبح کاذب ۱۱ منٹ پر ہوئی۔ اس سے ہر ادنیٰ فہم رکھنے والا شخص بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ کراچی کے قدیم نقشوں میں صبح کے عنوان کے تحت دیئے ہوئے اوقات درحقیقت صبح صادق کے نہیں بلکہ یہ اوقات صبح کاذب کے ہیں۔

مشاہدات مذکورہ کی بناء پر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم نے ایک سوال کے جواب میں مندرجہ ذیل فتویٰ تحریر فرمایا۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب صدر دارالعلوم کراچی کا فتویٰ ۳۶/۳۶ :

حامداً و مصلیاً

اتنی بات تو یقینی ہوگئی ہے کہ نقشوں اور جنتریوں میں جو وقت صبح صادق کا لکھا ہے وہ صبح صادق کا اصلی وقت نہیں ہے، بلکہ غالباً صبح کاذب کا وقت ہے جو انتہاء سحر کے لئے احتیاطاً لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد بھی کچھ وقت رہتا ہے جس

کی مقدار ہر جگہ ۱۲ منٹ ہی نہیں بلکہ ہر موسم اور ہر علاقہ میں تفاوت کی نوعیت الگ ہے لہذا نقشوں کے مطابق فوراً اذان دیکر مرد یا عورتوں کا نماز پڑھ لینا درست نہیں۔ نقشوں کے وقت سے بیس منٹ بعد فجر کی اذان دینے اور اس کے بعد نماز فجر پڑھنے سے ہر موسم میں بلاشبہ نماز صحیح ہو جائیگی، لہذا اس پر عمل کیا جائے۔

مہر دارالافتاء دارالعلوم کراچی۔ بندہ محمد شفیع عفی عنہ دارالعلوم کراچی ۱۴-۲۸/۱۱/۱۳۹۰ھ

**اقتباسات فیصلہ مجلس تحقیق، منعقدہ دارالعلوم کراچی ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ:**

اس مجلس میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب کے رسالہ صبح صادق کے دلائل پر غور کیا گیا اور متعلقہ کتب کی مراجعت کی گئی نیز مسئلہ کی تحقیق اور مشاہدات کے لئے ٹنڈو آدم کا جو سفر کیا گیا تھا اس کے نتائج زیر غور آئے۔ بحث و تمحیص کے بعد مندرجہ ذیل باتیں پایہ ثبوت کو پہنچ گئیں۔

مسئلہ کے زیر غور آنے کے بعد متفرق ایام میں جتنے مشاہدات کئے گئے ان میں سے کسی میں بھی مروجہ جنتریوں کے مطابق صبح صادق نہیں ہوئی بلکہ اس کے بعد ہوئی۔

ان سب امور سے ثابت ہوتا ہے کہ مروجہ جنتریوں میں صبح صادق کے نام سے جو وقت لکھا گیا ہے وہ درحقیقت صبح کاذب کا ہے۔

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب نے صبح صادق کے جو اوقات نکالے ہیں ان کا مقابلہ ٹنڈو آدم کے مشاہدات سے کیا گیا فرق ایک منٹ کا تھا۔

بہر کیف مذکورہ بالا تحقیق سے ہمیں بھی یہ ظن غالب ہوتا ہے کہ مولانا مفتی رشید احمد صاحب نے حسابی طریقہ سے جو اوقات نکالے ہیں، وہ درست ہیں۔

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔ ۱۴ ذی قعدہ سنہ ۱۳۹۲ ہجری

محمد شفیع رشید احمد عفا اللہ عنہ محمد عاشق الہی محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

**مشاہدہ میں غلط فہمی کے اسباب:**

(۱) وسط اگست تا وسط اکتوبر میں مشرق کی طرف صبح کاذب سے کافی پہلے زوڈیکل لائن ظاہر ہوتی ہے جس کا صبح سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح یہ روشنی مغرب کی طرف وسط فروری تا وسط اپریل میں ظاہر ہوتی ہے۔ جارج ایپل نے اپنی کتاب ”ایکسپلوریشن آف دی یونیورس“ مطبوعہ ۱۹۶۲ء میں زوڈیکل لائن سے متعلق لکھا ہے کہ اسے بعض اوقات صبح کاذب بھی کہا جاتا ہے اس سے یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ اس کے بعد ظاہر ہونے والی ایسٹرونومیکل ٹوائیلاٹ صبح صادق ہوگی، لہذا خوب سمجھ لیں کہ اصطلاح شریعت میں ابتداء صبح میں افق سے کافی بلندی پر نمودار ہونے والی

مستطیل روشنی کو صبح کاذب کہا جاتا ہے۔ پھر یہی روشنی جب نیچے اتر کر عرضاً پھیلتی ہے، اور طول سے عرض زیادہ ہو جاتا ہے اور اس میں کچھ سرخی کی جھلک آ جاتی ہے تو اسے صبح صادق کہا جاتا ہے۔

عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یغرنکم أذان بلال ولا بیاض الأفق المستطیل ہکذا حتی یستطیر ہکذا. (رواہ مسلم) (۱)

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ”لیس أن یقول الفجر أو الصبح وقال بأصابه ورفعها إلى فوق وطأاً إلى أسفل حتی یقول ہکذا وقال زهیر: بسبابتيہ إحدیہما فوق الأخری ثم مدہما عن یمینہ وعن شمالہ. (رواہ البخاری) (۲)

قوله (وطأاً): أي خفض أصبعیه إلى أسفل وهذا هو الإشارة إلى كيفية الصبح الصادق. (عمدة القاری، ص: ۱۳۵، ج: ۵) (۳)

الفجر الصادق یطلع معترضاً ثم یعم الأفق ذاهباً یمیناً وشمالاً بخلاف الفجر الکاذب وهو الذی تسمیہ العرب ذنب السرحان فإنه یظهر فی أعلى السماء ثم ینخفض وإلى ذلک أشار بقوله رفع ووطأاً رأسه. (فتح الباری: ۸۷/۲) (۴)

وفی حدیث طلق بن علی: وکلوا واشربوا حتی یعترض لکم الأحمر، أخرجه ابن أبی شیبہ وأحمد وأبو داؤد والترمذی وحسنه، وأخرج أحمد: لیس الفجر المستطیل فی الأفق ولكنه المعترض الأحمر. (الدر المنثور، ص: ۲۰۰، ج: ۱، ابن کثیر، ص: ۲۲۲، ج: ۱) (۵)

قال الخطابی: معنی الأحمر ہنا أن یستطن البیاض المعترض أوائل حمرة. (فتح الملہم، ص: ۱۱۹، ج: ۳) (۶)

وما روی عن الخلیل: أنه قال: رأیت البیاض بمكة شرفها اللہ تعالیٰ فما ذهب إلا بعد نصف اللیل محمول علی بیاض الجو وذلک یغیب آخر اللیل وأما بیاض الشفق وهو رقیق الحمرة فلا یتأخر عنها إلا قلیلاً قدر ما یتأخر طلوع الحمرة عن البیاض فی الفجر. (زیلعی، ص: ۸۱، ج: ۱)

(۱) الصحيح لمسلم، باب بیان أن الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر، کتاب الصوم (ح: ۱۰۹۴ / ۲۵۴۶) / سنن

أبی داؤد، باب وقت السجود (ح: ۲۳۴۶) / سنن الترمذی، باب ماجاء فی بیان الفجر (ح: ۷۰۵) انیس

(۲) الصحيح للبخاری کتاب الأذان، باب الأذان قبل الفجر (ح: ۵۹۶) انیس

(۳) کتاب الأذان، باب الأذان قبل الفجر (ح: ۵۹۶) انیس

(۴) کتاب الأذان، باب الأذان قبل الفجر (ح: ۵۹۶) انیس

(۵) مسند الإمام أحمد، مسند العشرة المبشرة، مسند المدینین، حدیث طلق بن علی (ح: ۹۵۴۸) انیس

(۶) تحفة الأحوذی شرح سنن الترمذی کتاب الصوم، باب ماجاء فی بیان الفجر (ح: ۷۰۵) انیس

والصبح ما جمع بياضاً و حمرة. (المغنی لابن قدامة، ص: ۳۸۵ ج: ۱)

قال الأزهری: ولون الصبح الصادق يضرب إلى الحمرة قليلاً كأنها لون الشفق الأول في أول الليل. (لسان العرب) (۱)

قال في التصريح: فيرى الضوء مرتفعاً عن الأفق مستطيلاً ويرى ما بينه وبين الأفق مظلماً وهو الصبح الكاذب لكذبه في الإخبار عن قرب الشمس لأن الأفق بعد مظلم.

وفي الحاشية: (قوله لكذبه) واندفع به ما قيل سمي بذلك لأنه يعقبه ظلمة يكذبه فإنه إذا طلع الصبح الثاني انعدم ضوء الصبح الأول وجه الاندفاع أنه لا يعقبه ظلمة بل يخفى عن البصر لضعفه وغلبة الضوء الشديد الطارى عليه كما يخفى ضياء المشاعل والكواكب في ضوء الشمس، اه، مولانا أبو الفضل محمد حفيظ الله. (التصريح، ص: ۶۹)

يسمى بالصبح الكاذب كأن يكون الأفق بعد مظلم يكذب كونه نور الشمس. (شرح الجغميني، ص: ۱۷۵)

والنوع الثاني منبسط في عرض الأفق مستدير كنصف دائرة يضيء به العالم فينشر له الحيوانات والناس للعبادات وتنعقد به شروط العبادات. (القانون المسعودي لأبي ربحان البيروني، ص: ۹۴۹، ج: ۲)

فأما بياض الصبح الصادق فهو بياض مستدير في الأفق. (تفسير كبير، ص: ۲۰۳، ج: ۲)

یہ امر علماء ہیئت کی تصریحات کے علاوہ مشاہدات سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ ۱۸ زیر افق پر مستطیل روشنی ظاہر ہوتی ہے، جس میں سرخی کی ذرا بھی آمیزش نہیں ہوتی۔ عرضاً پھیلنے والی صبح صادق ۱۵ زیر افق پر ہوتی ہے، درحقیقت عرفی دن طلوع شمس سے شروع ہوتا ہے، مگر شریعت نے زمین پر شعاع شمس کے ظہور کو بھی حکماً دن قرار دیا ہے اور ۱۵ زیر افق سے قبل شعاع شمس کا زمین پر قطعاً ظہور نہیں ہوتا، اس لئے یہ صبح کاذب ہے جو عرف کے مطابق شرعاً بھی رات میں داخل ہے، شعاع شمس کے صرف فلک پر ظہور کو شریعت نے دن کا حکم نہیں دیا، ورنہ صبح کاذب بھی دن میں شمار ہوتی۔

غرضیکہ زوڈیکل کا اصطلاح شریعت سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ قوس قزح کی طرح ایک انعکاسی روشنی ہے جو سال بھر میں صرف دو ماہ وسط اگست تا وسط اکتوبر میں بعض مقامات پر نمودار ہوتی ہے اور ایسٹرونومیکل ٹوینیلائٹ سے کافی پہلے بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اردرا، گگن شین لائٹ اور دوسری کئی قسم کی روشنیاں مختلف زمانوں میں مختلف مقامات پر مختلف سمتوں میں رات کے مختلف حصوں میں نمودار ہوتی رہتی ہیں، جن کا صبح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

ملاحظہ ہو! ایکس پلوریشن آف دی یونیورس تصنیف جارج ایبل مطبوع ۱۹۶۲ء ص ۳۱۵ و ۳۳۸، دی پان آف ایسٹرونومی تصنیف جیمس میوریڈن ایف، آر، اے ایس، طبع ۱۹۶۲ء ص ۱۶۹، دی الیمینٹس آف ایسٹرونومی تصنیف ایڈورڈ آرثر فیتھ طبع ۱۹۵۵ء ص ۲۱۲۔

خلیل کی طرح بعض دیگر حضرات کو بھی زوڈیکل لائٹ اور کہکشاں کو صبح کاذب سمجھنے کا مغالطہ لگا ہے جس پر اہل تحقیق نے تردید فرمائی ہے، چنانچہ علامہ خطاب مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قال فی الذخیرۃ: وکثیر من الفقہاء لا یعرف حقیقۃ هذا الفجر ویعتقد أنه عام الوجود فی سائر الأزمنۃ وهو خاص ببعض الشتاء وسبب ذلك أنه المجرة فمتی كان الفجر بالبلدۃ ونحوها طلعت المجرة قبل الفجر وهی بیضاء فیعتقد أنها الفجر فإذا بابت الأفق ظهر من تحتها الظلام ثم یطلع الفجر بعد ذلك وأما فی غیر الشتاء فتطلع المجرة أول الليل أو نصفه فلا یطلع اخر الليل إلا الفجر الحقیقی انتهى ونازعه غیره فی ذلك وقال إنه مستمر فی جميع الأزمنۃ وهو الظاهر. (مواهب الجلیل شرح مختصر خلیل، ص: ۳۹۹، ج: ۱)

وقال العلامة ابن حجر الہیتمی الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فی تحفة المحتاج بشرح المنہاج: ونقل الأصحیح إبراہیم أن بعضهم ذکر أنه یذهب بعد طلوعه ویعود مکانہ لیلاً وأن أبا جعفر البصری بعد أن عرفه بأنه عند بقاء ساعتین یطلع مستطیلاً إلى نحور ربع السماء كأنه عمود و ربما لم یر إذا كان الجو کدرًا صیفًا أعلاه دقیق وأسفله واسع وتحتہ سواد ثم بیاض ثم یتظهر ضوء یغشی ذلك کله ثم یتعرض رده بأنه رصده نحو خمسين سنة فلم یرہ غاب وإنما ینحدر لیتلقى مع المعترض فی السواد ویصیران فجراً واحداً وزعم غیبته ثم عودہ وهم أوراہ یتخلف باختلاف الفصول فظنه یذهب وبعض الموقتین یقول هو المجرة إذا كان الفجر بالسعود ویلزمه أنه لا یوجد إلا نحو شهرین فی السنة، آه.

قال الشیخ عبد الحمید الشروانی فی حاشیئہ علی تحفة المحتاج (قوله بالسعود) منزل للقمر کُرْدِیَّ عبارة القاموس وسعود النجوم عشرة سعد بلع وسعد الأخبیه وسعد الذابح وسعد السعود وهذه الأربعة من منازل القمر ثم قال بعد ذکر البقیة وهذه الستة لیست من المنازل کل منها کو کبان بینهما نحو ذراع، آه. (تحفة المحتاج فی شرح المنہاج، ص: ۴۲۷، ج: ۱)

وعلامہ شیرازی در تحفہ شاہی می آرد وجہ تسمیہ اش صبح صادق آنست کہ روشنی اش از اول صادق ترست نہ ازیں جہت کہ سیاہی طاری بر صبح اول مکذب می شود نہ بر ثانی زیرا کہ صبح آنست کہ روشنی اول معدوم نمی شود بلکہ روشنی ثانی مغلوب و مخفی می گردد مثل روشنی چراغ پیش پر تو آفتاب۔ (حاشیہ مالک بدمنہ: ۲۹)

عبارات بالا سے ثابت ہوا کہ جن حضرات نے صبح کا ذب کے بعد پھر مکمل اندھیرا ہو جانے کا قول کیا ہے انھیں زوڈیکل لائٹ یا کہکشاں سے مغالطہ ہوا ہے، یا ان کا مقصد یہ ہے کہ صبح صادق کی روشنی میں صبح کا ذب غائب ہو جانے کی وجہ سے وہاں اندھیرا نظر آتا ہے۔

و ذکر الإمام الغزالی رحمه الله تعالى في آداب المسافرين من الإحياء مع شرحه "الاتحاف": ويبقى بين الصبحين قدر ثلثي منزلة بالتقريب يشك فيه من وقت الصبح الصادق والكاذب. (معارف السنن، ص: ۲۹، ج: ۲)

اس سے بھی ثابت ہوا کہ صبح صادق و کاذب کے درمیان کوئی فصل نہیں بلکہ دونوں آپ میں متصل ہیں۔

(۲) علامہ خطاب مالکی اور علامہ پیشی شافعی کی تحقیق جو اوپر نقل کی گئی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سردیوں میں تقریباً دو ماہ تک کہکشاں بوقت صبح مشرق کی طرف سے طلوع ہوتی ہے اور اس کے بعد جلد ہی صبح کی روشنی نمودار ہو جانے کی وجہ سے کہکشاں غائب ہو جاتی ہے اور دیکھنے والے کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ یہ روشنی کہکشاں کی تھی بلکہ وہ صبح کی روشنی سمجھ بیٹھتا ہے۔

حساب اور مشاہدات سے ثابت ہوا کہ عرض شمالی میں یہ کیفیت جنوری اور فروری میں ہوتی ہے، اسی طرح جولائی اور اگست میں مغرب کی طرف غروب کہکشاں کی یہی حالت ہونی چاہئے اور عرض جنوبی میں معاملہ برعکس ہوگا۔

(۳) دسمبر ۱۹۷۱ء میں پاک و ہند کی جنگ کے دوران بلیک آؤٹ کی وجہ سے شہر کے اندر رہتے ہوئے مشاہدات کا بہتر موقع مل گیا، مجھے اس سے بہت حیرت ہوئی کہ صبح کا ذب سے بہت پہلے مشرق کی طرف اور عشا کے بہت بعد مغرب کی طرف مستطیل روشنی نظر آ رہی ہے، میں نے اس عقدہ کو حل کرنے کا خاص اہتمام کیا، ۱۹ دسمبر کی شام کو مغرب کے بعد جلد ہی میں نے افق غربی کا مراقبہ شروع کر دیا، میں نے دیکھا کہ مغرب شمس سے قدرے جنوب کی طرف ایک غیر معمولی روشن سیارہ (زہرہ) ٹھیک اسی جگہ پر ہے جہاں پہلے روز عشا کے بعد بھی روشنی نظر آ رہی تھی، یہ سیارہ پونے آٹھ بجے غروب ہو گیا مگر اس کے اوپر مستطیل روشنی تقریباً ساڑھے دس بجے تک واضح طور پر نظر آتی رہی جبکہ اس روز ۵ ازیرافق (وقت عشا مقابل صبح صادق) کا وقت ۶/۵۵ اور ۸ ازیرافق (مقابل صبح کاذب) کا وقت ۷/۹ ہے، اس کے بعد یوں محسوس ہونے لگا کہ اس مقام سے ثریا تک کہکشاں کی طرح مگر اس سے کافی مدھم سفید سڑک ہے، اس پورے مشاہدہ میں میرے ساتھ ایک صاحب اور بھی تھے، ۲۰ تا ۲۲ دسمبر کی وجہ سے صبح کا مشاہدہ نہ ہو سکا، ۲۳ دسمبر کو ساڑھے چار بجے اٹھ کر دیکھا تو مشرق کی طرف مستطیل روشنی موجود تھی، ۲۴ دسمبر کو میں نے رات کے تین بجے سے کام شروع کر دیا، مشاہدہ سے محسوس ہوا کہ مشرق سے کہکشاں کی طرح مگر اس سے کافی مدھم سفیدی اوپر کو جارہی ہے اور ثریا کی سیدھ میں معروف کہکشاں کے ساتھ مل رہی ہے تقریباً ساڑھے چار بجے کے بعد مشرق کی

طرف اس سفیدی میں کچھ اضافہ اور اوپر کی جانب کچھ کمی محسوس ہونے لگی اور وقت صبح کاذب تک یہی کیفیت رہی صبح کاذب کی ابتدا کا کچھ احساس نہ ہو سکا، حسابی رو سے اس روز صبح کاذب کا وقت ۵/۴۹ اور صبح صادق کا وقت ۶/۶ ہے، ساڑھے چار بجے کے بعد روشنی میں اضافہ سے اندازہ ہوا کہ مغرب کی طرح افق شرقی کے نیچے بھی کوئی غیر معمولی روشن ستارہ اس کا باعث بن رہا ہے چنانچہ جنوری میں یہ ستارہ بوقت صبح نظر آنے لگا جو ذنب عقرب کے قریب معروف کہکشاں کے اندر واقع ہے نتیجہ یہ نکلا کہ معروف کہکشاں کے علاوہ ایک اور مدہم کہکشاں بھی ہے جس کے ساتھ بعض غیر معمولی روشن ستاروں کی روشنی بھی شامل ہو جاتی ہے جو مغالطہ کا باعث بنتی ہے۔

### صبح صادق سے متعلق مغالطہ کی وجوہ:

(۱) بعض علما نے منتہائے سحر و طلوع آفتاب کے درمیان کچھ وقت (مثلاً ڈیڑھ گھنٹہ یا کم و بیش) کی تعیین فرمائی ہے، اس سے ان کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہر موسم میں ہر مقام پر طلوع اور صبح صادق کے درمیان اتنا ہی وقفہ ہوتا ہے اسلئے کہ یہ امر تو بدایہ غلط ہے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ یہ وقفہ ہر تاریخ میں اور ہر مقام میں مختلف ہوتا ہے اسکی تصدیق مشاہدہ سے بھی کی جاسکتی ہے اور مختلف مقامات کے اوقات نماز کے پرانے نقشوں سے بھی، لہذا ان حضرات کی تحریر سے ان کا مقصد یہ ہے کہ ان کے ملک میں جس مقام اور جس تاریخ میں زیادہ سے زیادہ وقفہ ہوا سے منتہائے سحر قرار دیا جائے، تو پورے ملک کی حدود کے اندر ہر مقام اور ہر موسم میں روزہ بلاشبہ صبح ہو جائے گا اور غروب سے اتنی ہی دیر بعد نماز عشا بلاشبہ درست ہوگی مثلاً متحدہ ہندوستان کے زمانے میں اگر کسی عالم نے اس وقت کی مقدار متعین کی تو انھوں نے متحدہ ہندوستان (بشمول خیبر مردان، مالاکنڈ، چترال وغیرہ) کی حدود میں سے جس مقام پر اور جس تاریخ میں زیادہ سے زیادہ وقفہ تھا، اسے انتہاء سحر قرار دیا، چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی قدس اللہ سرہ امداد الفتاویٰ جلد دوم ص: ۵۷ میں فرماتے ہیں کہ! ”ہیت کے قاعدہ سے طلوع آفتاب کے وقت سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل تک سحری کھا سکتے ہیں“۔

پھر حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں: ”بعض مواسم میں اس سے بھی زیادہ گنجائش ہے، یہ احتیاطاً لکھ دیا“۔

غرضیکہ اس سے یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہر مقام پر اور ہر تاریخ میں اس وقت صبح صادق ہو جاتی ہے اور فوراً اذان دیکر نماز فجر بھی پڑھ لینا جائز ہے اور نہ ہی یہ مقصد ہے کہ کسی مقام اور کسی موسم میں بھی غروب کے بعد اتنا وقت گزرنے سے پہلے عشا کا وقت نہیں ہوتا، اس سے ثابت ہوا کہ جو حضرات میری تحقیق کو اکابر کے خلاف سمجھ رہے ہیں انھیں اکابر کے کلام میں غور نہ کرنے کی وجہ سے غلط فہمی ہوئی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میری تحقیق کا کوئی جز بھی اکابر کی کسی تحریر کے خلاف نہیں۔

(۲) بعض مصنفین نے صبح صادق کے کل وقت کی پوری رات کے وقت سے کوئی خاص نسبت تحریر فرمائی ہے اس کی حقیقت بھی وہی ہے جو اوپر نمبر: ۱، میں گزری۔

(۳) متقدمین علماء فلکیات کا یہ معمول ہے کہ وہ پہلے مطلقاً صبح کا وقت بتاتے ہیں اور آخر میں اس کی تصریح فرمادیتے ہیں کہ یہ صبح کاذب کا وقت ہے اور صبح صادق اس سے تین درجہ بعد ہوتی ہے جس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگ پہلے سے صبح صادق کے لئے تیار رہیں مگر اوقات نماز کی اشاعت کے شائقین کی کم نظری نے مطلق صبح کو صبح صادق بنا دیا اور اس کے بعد آنے والی تصریح تک رسائی نہ ہوئی۔

(۴) اہل فن علماء دین نے جب اوقات نماز کے نقشے مرتب کئے تو ان میں بھی احتیاط و مصلحت مذکورہ کی بنا پر صبح صادق کی بجائے عدا صبح کاذب کے اوقات لکھے، چنانچہ نقشہ منجم خیر اللہ مندرجہ مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ میں مطلق صبح کے عنوان کے تحت ۸ ازیرافق کے اوقات لکھے ہیں جو بالا جماع صبح کاذب ہے مگر کراچی کی ایک جنتری میں اس نقشہ کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے اور مطلق صبح کو صبح صادق بنا دیا ہے اور دہلی کے نقشہ کو کراچی پر چسپاں کر دیا ہے۔ پھر گھڑی اور پل کے گھٹنے اور منٹ بنانے میں بھی غلطی کی ہے اسی طرح نقشہ مندرجہ معیار الاوقات مطبوع حیدرآباد دکن میں ۸ ازیرافق کے اوقات دیئے ہیں، حالانکہ اس کتاب میں چار مختلف مقامات پر اس کی وضاحت موجود ہے کہ ۸ ازیرافق صبح کاذب کا وقت ہے اور صبح صادق ۵ ازیرافق پر ہوتی ہے، نیز اس کتاب میں صبح کاذب کو کئی جگہ مطلق صبح سے تعبیر کیا ہے، یہ بھی واضح دلیل ہے کہ دوسرے حضرات نے بھی جہاں مطلق صبح لکھا ہے، اس سے صبح کاذب مراد ہے اور سب نے نقشے بھی صبح کاذب کے مرتب کئے ہیں، اور اس کی تصریح کی ہے کہ یہ صبح کاذب کا وقت ہے، اس کتاب کے حوالہ کی تفصیل عنوان ”تحقیقات جدیدہ“ کے تحت گزر چکی ہے۔

(۵) مغربی ممالک کو صبح صادق سے کوئی سروکار نہ تھا لہذا انہوں نے بھی مکمل اندھیرے میں ظاہر ہونے والی روشنی کی پہلی کرن (صبح کاذب) کے نقشے تیار کئے۔

اس کے بعد ناواقف شائقین کا دور آیا اور انہوں نے بحر یہ، فضا یہ یا موسمیات کے کسی ملازم سے نقشہ مرتب کرنے کی فرمائش کی اس نے گرین وچ کی شاہی رصد گاہ سے شائع ہونے والی ناٹیکل المینک اٹھائی اور اس سے نقشہ مرتب کر دیا، نہ فرمائش کرنے والے کو یہ خیال آیا کہ وہ نقشہ مرتب کرنے والے کو صبح کاذب و صادق کا فرق بتائے اور نہ ہی مرتب کو اس کی طرف توجہ ہوئی، یہ امر مسلم ہے کہ پرانے سب نقشے ناٹیکل المینک ہی سے تیار کئے گئے ہیں، جن حضرات میں پرانی محنت اپنی طرف منسوب کرنے کا مرض نہیں وہ کھلے الفاظ میں اس کا اعتراف بھی کر رہے ہیں، چنانچہ حضرت تھانوی قدس سرہ کے امداد الفتاویٰ جلد اول ص ۱۱۴ اور دارالعلوم کورنگی کے کتب خانہ میں موجود بعض قدیم جنتریوں میں اس کی تصریح ہے کہ یہ اوقات ناٹیکل المینک سے لئے گئے ہیں۔



(۶) قال ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ فی نية الصوم تحت (قوله الضحوة الكبرى):

تنبيه: قد علمت أن النهار الشرعي من طلوع الفجر إلى الغروب واعلم أن كل قطر نصف نهاره قبل زواله بنصف حصّة فجره فمتى كان الباقي للزوال أكثر من هذا النصف صبح وإلا فلا، فتصح النية في مصر والشام قبل الزوال بخمس عشرة درجة لوجود النية في أكثر النهار لأن نصف حصّة الفجر لا تزيد على ثلاث عشرة درجة في مصر وأربع عشرة ونصف في الشام فإذا كان الباقي إلى الزوال أكثر من نصف هذه الحصّة ولو بنصف درجة صبح الصوم كذا حرره شيخ مشائخنا السائحان رحمہ اللہ تعالیٰ. (رد المحتار، ص: ۹۳، ج: ۲)

بظاہر اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر میں صبح صادق کا زیادہ سے زیادہ وقت ایک گھنٹہ ۴۲ منٹ اور شام میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۵۶ منٹ ہے، حالانکہ یہ حساب ۵۸ زیر افق کی بجائے ۱۸ زیر افق پر منطبق ہوتا ہے، موجودہ نقشوں میں شام کا منتهی العرض تقریباً ۳۲ درجہ ہے، اس کے مطابق وقت مذکور صحیح ہے، مگر عرض مصر کا منتهی موجودہ نقشوں میں تقریباً ۳۴ ہے اور وقت مذکور ۳۲ عرض البلد کا ہے، ممکن ہے کہ اس زمانہ میں مصر کی وسعت ۳۳ عرض تک ہو یا وقت کی تخریج کرنے والے نے مصر کا منتهی العرض ۳۳ سمجھا ہو، بہر کیف اشکال یہ ہے کہ اس عبارت میں ۱۸ زیر افق کو صبح صادق قرار دیا گیا ہے۔

اس اشکال کا جواب بھی مندرج بالا تفصیل سے حاصل ہو جاتا ہے یعنی ماہرین فلکیات کا دستور یہ رہا ہے کہ صبح کاذب کو مطلق صبح سے تعبیر کرتے ہیں اس سے بعض حضرات کو اشتباہ ہو گیا اور وہ اسے صبح صادق سمجھنے لگے، نیز انتہاء سحر کے باب میں احتیاط کے پیش نظر عمداً بھی صبح کاذب کے اوقات لکھنے کا دستور رہا ہے، ہم گزشتہ مضمون میں اس کی چند مثالیں بھی پیش کر چکے ہیں، بہر کیف مصر و شام کے مذکورہ اوقات صبح صادق کے نہیں بلکہ صبح کاذب کے ہیں، جب علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ خود کتاب الصلوٰۃ میں دو جگہ اس کی تصریح نقل کر چکے ہیں کہ صبح کاذب و صادق میں تین درجات کا فرق ہے تو یہ کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ یہاں اس کے خلاف نقل لا کر وجہ تطبیق یا ترجیح ذکر نہ کریں۔

(۷) ایک صاحب نے یہ اشکال لکھ کر بھیجا ہے کہ حسب تصریح فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ بلغاریہ میں چند ایام عشا کا وقت نہیں آتا حالانکہ موجودہ نقشوں میں بلغاریہ کا عرض ۴۴ ہے جہاں ہر موسم میں ۵۸ زیر افق والی بیاض یقیناً غروب ہو جاتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح صادق اور مغرب کا وقت ۵۸ زیر افق سے زیادہ ہے۔

ان صاحب کو بلغار اور بلغاریہ میں اشتباہ ہوا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ دو الگ الگ مقام ہیں۔ بلغاریہ کا عرض البلد ۴۴ ہے اور بلغار تقریباً ۶۳ عرض البلد پر ہے۔

ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں وقت عشا کی ابتدا غروب شفق احمر سے ہوتی ہے، قولاً واحداً، احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں احمر و ابیض دونوں قول ہیں، مگر رائج اور مفتی بہ قول شفق احمر ہی کا ہے، شفق ابیض کے قول پر ابیض مستطیل مراد ہے، ابیض مستطیل بالاتفاق عشائیں داخل ہے، اس سے متعلق حوالجات اوپر لکھے جا چکے ہیں، اور یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ شفق ابیض مستطیل غروب ہونے کے وقت آفتاب ۱۸ ازیرافق ہوتا ہے اور شفق ابیض مستطیل غروب ہونے کے وقت ۱۵ ازیرافق - غروب شفق احمر کے وقت آفتاب ۱۲ ازیرافق ہوتا ہے۔ اس کی تعیین علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس عبارت سے ہوتی ہے:

ذكر العلامة المرحوم الشيخ الكاملی فی حاشيته علی رسالة الأستطلاب لشيخ مشايخنا العلامة المحقق علی آفندی الداغستاني أن التفاوت بين الفجرين وكذا بين الشفقين الأحمر و الأبيض إنما هو بثلاث درج. (رد المحتار، ص: ۳۳۲، ج: ۱)

علاوہ ازیں تحقیقات جدیدہ اور مشاہدات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

بڑے دنوں میں شفق ابیض مستطیل (۱۸ ازیرافق) کے عدم غروب کا مقام ۵۵ء ۴۸ عرض البلد سے اوپر ہے اور شفق ابیض مستطیل (۱۵ ازیرافق) کے عدم غروب کا ۵۵ء ۵۱ سے اوپر اور شفق احمر (۱۴ ازیرافق) کے عدم غروب کا ۵۵ء ۵۴ سے اوپر ہے، اس سے ثابت ہوا کہ ۵۵ء ۵۱ عرض البلد تک بالاتفاق عشا کا وقت پایا جاتا ہے، بلکہ اس سے بھی آگے ۵۵ء ۵۴ عرض البلد تک بھی فقدان وقت عشا کے قول کی کوئی گنجائش نہیں، اس لئے کہ وہاں تک شفق احمر ہر موسم میں غروب ہوتی ہے اور وقت عشا کے لئے مفتی بہ قول یہی ہے، شفق ابیض کے قائلین بھی ظاہر ہے کہ ایسے موقع پر ترک نماز کی اجازت دینے کی بجائے قول شفق احمر ہی کو واجب العمل قرار دیں گے، بلغاریہ (۴۴ عرض البلد) میں تو شفق ابیض مستطیل (۱۸ ازیرافق) بھی ہر موسم میں غروب ہو جاتی ہے، لہذا اگر کوئی معاند وقت عشا کے لئے غروب شفق ابیض مستطیل ہی پر مصر ہو تو اس کے نظریہ کے مطابق بھی بلغاریہ میں ہر موسم میں وقت عشا پایا جاتا ہے۔

البتہ بلغار کا عرض البلد چونکہ ۵۴ء ۵۵ سے زائد ہے، اس لئے وہاں بڑے دنوں میں شفق احمر بھی غروب نہیں ہوتی اور باتفاق وقت عشا مفقود ہے، بلغار کے محل وقوع سے متعلق چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

قال ياقوت الحموى: بلغار بالضم والغين المعجمة مدينة الصقالية ضاربة في الشمال شديدة البرد لا يكاد الثلج يقلع عن أرضها صيفاً ولا شتاءً وقل ما يرى أهلها أرضاً ناشفة وبنائهم بالخشب وحده وهو أن يركبوا عوداً فوق عود ويسمرونها بأوتاد من خشب أيضاً محكمة والفواكه والخيرات بأرضهم لا تنجب وبين أتل مدينة الخزرو بلغار على طريق المفاوز نحو شهر ويصعد إليها

فی نہر اُتل نحو شہرین وفی الحدور نحو عشرين يوماً ومن بلغار إلى أول حد الروم نحو عشر مراحل ومنہا إلى کویابہ مدینۃ الروس عشرون يوماً ومن بلغار إلى بشجور خمس وعشرون مرحلة (ثم قال) وإذا الشفق الأحمر الذى قبل المغرب لا یغیب بنة. (معجم البلدان: ۱/ ۴۸۷) (باب: بلغار) اس عبارت میں صراحت ہے کہ بلغار میں شفق احمر غروب نہیں ہوتی، جس سے ثابت ہوا کہ بلغار کا عرض البلد ۵۴ سے زیادہ ہے۔

مولانا غیاث الدین رامپوری اقلیم ہفتم کے بیان میں فرماتے ہیں: وبلغار شہر یست دریں اقلیم کہ در اوائل فصل گرما، شفق در آنجا غائب نمیشود کہ سفیدہ صبح ظاہر میگردد، وکوتاہی روز در بلغار پنچہر ساعت و شب برست ساعت و باز برعکس می شود۔ (غیاث اللغات، بیان ہفت اقلیم) اس سے ثابت ہوا کہ بلغار میں سب سے بڑا دن بیس گھنٹے کا ہوتا ہے، بندہ نے اس کا حساب لگایا تو ثابت ہوا کہ اس قدر طول نہار ۶۲۹۹ عرض البلد پر ہوتا ہے۔

وقال الفاضل الرومى: وابتداء (الأقلیم) السابع حيث النهاریه مه أى خمس عشرة ساعة و نصف و ربع و العرض مزيب أى سبع و أربعون درجة و اثنتا عشرة دقيقة و فيه بعض بلاد الصقالیه و الروس و بلغار و غياض و جبال یا وی إليها أتراک کالو حوش و شمال بلاد یا جوج و مأجوج و نہایات مساکن أتراک الشرق (ثم قال) إن فی عرض سح أى ثلاث و ستین درجة جزيرة معمورة تسمى تولى أهلها یسكنون الحمامات لشدة البرد فی أوانه و النهار هناك عشرون ساعة. (شرح الجعمنی، ص: ۹۹)

اس میں بیس گھنٹے کا دن ۶۳۹۹ عرض البلد میں بتایا گیا ہے، مگر یہ قول تقریبی ہے، صحیح حساب کی تخریج سے ثابت ہوا کہ ۶۲۹۹ عرض البلد پر بڑا دن بیس گھنٹے کا ہوتا ہے۔ غرضیکہ ان عبارات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ بلغار اقلیم ہفتم میں ہے اور اس کا عرض البلد تقریباً ۶۳ ہے، جب کہ بلغاریہ اقلیم ششم میں ۴۳ عرض البلد پر ہے۔

مخبر میں بھی بلغار اور بلغاریہ کو الگ لکھا ہے:

بلغار، شعب تكونت منه دولتان فی أوائل القرون الوسطی إحدیهما علی نہر اُتیل و الأخری علی نہر الطونة، بلغاریہ، دولة فی البلقان عاصمتها صوفیا، الخ. (۱)

(۸) معارف السنن، ص: ۲۸، ج: ۲، میں یہ حقیقت تحریر ہے کہ ۱۸ زیرائق کے وقت صبح کاذب اور ۱۵ زیرائق پر صبح صادق ہوتی ہے، دونوں کے درمیان تین درجہ کا فرق ہے جس کو آفتاب ۱۲ منٹ میں طے کرتا ہے۔

(۱) بلغار: مدینۃ تقع ناحیۃ صغیرۃ منہا علی نہر اُتل، سکانہا جمیعاً المسلمون. (حدود العالم من المشرق إلى المغرب: ۲۰۰/۱)

اس کے بعد حضرت مولانا انور شاہ صاحب قدس سرہ کے حوالہ سے تحریر ہے کہ ابن حجر یتیمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحفۃ المحتاج میں اس پر یوں رد فرمایا ہے کہ صبح کبھی جلد ہوتی ہے اور کبھی دیر سے، حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ بھی یوں ہی فرماتے ہیں، ابن حجر یتیمی کا یہ قول علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی روح المعانی میں نقل فرمایا ہے، انتہی۔

معارف السنن کی اس تحریر سے متعلق مندرجہ ذیل گزارشات ہیں۔

(۱) مؤلف نے خود تحریر فرمایا ہے کہ ان کو تلاش کے باوجود روح المعانی میں علامہ یتیمی کا یہ قول نہیں ملا، مزید اطمینان کے لئے بندہ نے بھی روح المعانی میں تلاش کیا مگر ایسا کوئی قول دستیاب نہ ہوا۔

(۲) مؤلف فرماتے ہیں کہ تحفۃ المحتاج ان کے پاس نہیں، اس لئے وہ اس کی طرف مراجعت نہیں کر سکے، بندہ نے تحفۃ المحتاج کو کھنگالا، مگر اس میں بھی یہ جزا صم ہاتھ نہ آیا، البتہ اس میں یہ عبارت ہے:

وهو (الصبح الكاذب) ما يبدو مستطيلاً وأعلاه أضواء من باقيه ثم تعقبه ظلمة (تنبيه) في تحقيق هذا وكونه مستطيلاً كلام طويل لاهل الهيئة مبني على الحدس المبني على قواعد الحكماء الباطلة شرعاً من الخرق والالتزام أو التي لم يشهد بصحتها، على أنه لا يفي ببيان سبب كون أعلاه أضواء مع أنه أبعد من أسفله عن مستمد ه وهو الشمس ولا ببيان سبب انعدامه بالكلية حتى تعقبه ظلمة كما صرح به الأئمة وقدروها بساعة والظاهر أن مرادهم مطلق الزمن لأنها تطول تارة وتقصراً أخرى، الخ. (تحفة المحتاج، ص: ۴۲۶، ج: ۱)

اس میں درجات وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں، بلکہ تین چیزیں مذکور ہیں:

كونه مستطيلاً، أعلاه أضواء، تعقبه ظلمة.

علامہ یتیمی رحمہ اللہ تعالیٰ ان امور ثلاثہ کا انکار نہیں فرما رہے، بلکہ ان کو تسلیم کرنے کے بعد اہل ہیئت جو ان کے اسباب بیان کرتے ہیں ان پر رد فرما رہے ہیں اور عبارت مذکورہ کے بعد ایک حدیث سے امور مذکورہ کے اسباب بیان فرما رہے ہیں۔

(۳) تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ متأخرین کی امالی ناقلین پر اختلاط والتباس غالب ہے، اہل نظر فیض الباری میں محولہ کتب کی مراجعت سے اس کی تصدیق کر چکے ہیں، اب معارف السنن کے حوالہ مذکورہ سے بھی اس کی تصدیق ہو رہی ہے، بایں طور کہ اولاً روح المعانی اور تحفۃ المحتاج کا حوالہ صحیح نہیں، ثانیاً رد المحتار میں منقول ”إن التفاوت بين الفجرین، الخ“ کو شیخ علی داغستانی کی طرف منسوب کر دیا ہے، حالانکہ یہ شیخ خلیل کالمی کا قول ہے۔

حضرت مولانا انور شاہ صاحب قدس سرہ کا مقام اس سے بہت بلند ہے کہ وہ ایسے غلط حوالے اور غلط نسبت بیان فرمائیں، پھر جس بات کا حوالہ دیا جا رہا ہے وہ ایسی بدیہی البطلان اور لچر ہے کہ علامہ یتیمی اور حضرت شاہ صاحب

رحمہما اللہ تعالیٰ کا دامن اس سے یقیناً پاک ہے اور یہ صرف ناقلین امالی کے اختلاط کا کرشمہ ہے۔

(۴) اہل ہیئت کی طرف سے صبح صادق و صبح کاذب کے درجات کی تعیین صبح کے تقدم و تاخر کے منافی نہیں اسلئے کہ ان درجات سے دائرہ الارتفاع کے درجات مراد ہیں، چونکہ مختلف موسموں اور مختلف علاقوں میں آفتاب کی مدار مختلف حالات پر ہوتی ہے اسلئے آفتاب کو دائرہ الارتفاع کے متعین درجات طے کرنے میں مختلف زمانہ درکار ہے، خود معارف السنن میں احیاء العلوم اور اس کی شرح اتحاف کے حوالہ سے اس کی نظیریوں منقول ہے۔

إن بعض المنازل تطلع معترضة منحرفة فيقصر زمان طلوعها وبعضها منتصبه فيطول زمان طلوعها ويختلف ذلك في البلاد باختلاف الأقاليم اختلافاً يطول ذكره. (معارف السنن، ص: ۲۹۰، ج: ۲)

اس کی دوسری نظیر یہ ہے کہ وقت عصر کے لئے مثلیں کی تعیین ہے، مع ہذا اس میں تقدم و تاخر ہوتا ہے۔

کیا علامہ بیہمی اور حضرت شاہ صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ جیسے جبال علم صبح کے لئے اہل ہیئت کی تعیین درجات کا واضح مفہوم سمجھنے سے بھی قاصر تھے، اور کیا اتنی موٹی بات بھی ان کے خیال میں نہ آئی کہ تعیین درجات اور صبح کے تقدم و تاخر میں منافات نہیں؟ اُولَئِكَ مُبَرَّوْنٌ مِّمَّا يَقُولُونَ. (۱)

(۵) اگر یہ عجوبہ بلکہ اضحوکہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ درجات کی تعیین صبح کے تقدم و تاخر کے منافی ہے تو سوال یہ ہے کہ اوقات نماز کے پرانے نقشے بھی متعین درجات ہی کے حساب پر مبنی ہیں وہ کیونکر صحیح تسلیم کئے جاتے ہیں۔

### حضرت مفتی محمد شفیع اور مولانا یوسف بنوری کا رجوع:

بندہ نے مسئلہ کی نزاکت کے پیش نظر اس کی انفرادی اشاعت کی بجائے اس کو دارالعلوم مدرسہ عربیہ نیوٹاون اور دارالافتاء والارشاد کی مشترک مجلس تحقیق میں پیش کیا جو استاذ محترم مفتی محمد شفیع صاحب اور مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہما اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں مسائل حاضرہ کی تنقیح و تحقیق کے لئے قائم کی گئی تھی، مجلس کے سرپرستوں اور ارکان کے متفقہ فیصلے کے بعد یہ مسئلہ عوام کے سامنے لایا گیا اور سب کے دستخطوں سے شائع ہوا، حضرت مفتی صاحب کی سرکردگی میں تین روز تک مشاہدات ہوئے جن کی روئید مفتی صاحب نے خود اپنے قلم سے لکھی جس میں تین باریہ تصریح فرمائی ہے کہ ان مشاہدات پر سب شرکاء کا اتفاق رہا، ان ذاتی مشاہدات کی بنا پر حضرت مفتی صاحب نے اس کی تائید میں بعض فتاویٰ بھی تحریر فرمائے، پھر مجلس تحقیق نے دوبارہ بالاتفاق اپنے سابق فیصلے کی توثیق کی، ان جملہ امور کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے، اس ساری سرگذشت کے بعد حضرت مفتی صاحب اور مولانا بنوری صاحب نے اس تحقیق سے رجوع فرمالیا۔

قلب میں اکابر کی محبت و عظمت اور ان کے علمی و عملی بلند مقام کی وقعت کے باوجود مسائل شرعیہ میں دلائل کے پیش نظر ان سے اختلاف رائے واجب ہے۔

اس لئے ان دونوں بزرگوں کے رجوع سے متعلق چند امور پیش کرنے پر مجبور ہوں۔

(۱) جب اس مسئلہ کو ابتداء میں نے ہی مجلس تحقیق میں پیش کیا تھا اور میری ہی تحریک پر مشاہدات اور مجلس تحقیق کے فیصلے ہوتے رہے تو اس کا مقتضی یہ تھا کہ اگر کوئی نیا انکشاف ہوا تھا تو اس سے مجھے بھی آگاہ کیا جاتا، اور اس پر اجتماعی غور کے لئے مجھے شریک کیا جاتا مگر ایسا نہیں کیا گیا، بلکہ میرے دریافت کرنے پر بھی سابق فیصلوں سے رجوع کی وجہ نہیں بتائی گئی۔

(۲) حقیقت یہ ہے کہ ایک فتنین فطین نے میری ہی تحریر میں ایک انگریزی کتاب کے حوالہ سے زوڈیکل لائٹ کا بیان دیکھا تو یہ کتاب ان اکابر کو دکھا کر یہ باور کرانے میں کامیاب ہو گیا کہ زوڈیکل لائٹ ہی صبح کا ذب ہے، حالانکہ میں بہت پہلے دلائل سے ثابت کر چکا تھا کہ زوڈیکل لائٹ کا صبح کا ذب سے کوئی تعلق نہیں، غالباً میری یہ تحریر ان اکابر کی نظر سے نہیں گذری ہوگی، اس کی مفصل بحث عنوان ”مشاہدہ میں غلط فہمی کے اسباب“ کے نمبر ۱۱، میں گذر چکی ہے۔

(۳) دونوں حضرات کی تحریر بالکل مجمل بلکہ مبہم ہے، ان میں نہ تو میری کسی دلیل کے جواب کی طرف کوئی اشارہ ہے اور نہ ہی اپنی تائید میں کوئی دلیل ہے۔ دونوں بزرگوں کی تحریروں میں جس جدید انکشاف کا ذکر ہے، وہ وہی زوڈیکل لائٹ ہے جس کی حقیقت میں بہت پہلے لکھ چکا تھا۔

(۴) دلائل پڑنی فیصلہ سے تو رجوع ممکن ہے مگر تین روز تک گیارہ علماء کے متفقہ یعنی مشاہدات سے رجوع کے کیا معنی؟

(۵) ان حضرات کے بلا دلیل اختلاف سے اس متفقہ مسئلہ کو مسائل اختلافیہ کی فہرست میں لانے کا کوئی جواز نہیں، اس لئے کہ ۸ اذریافتی پر صبح صادق کا دنیا میں آج تک کوئی ایک فرد بھی قائل نہیں ہوا، ایسی متفق علیہ حقیقت سے انکار کو اختلاف نہیں کہا جاسکتا، بلکہ یہ اختلاف بلا دلیل کہلاتا ہے۔

اب ان حضرات کی تحریروں ملاحظہ فرمائیں۔

**تحریر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ:**

۱۳۶۸ھ اور ۱۹۴۸ء میں جب احقر پاکستان کراچی میں آ کر مقیم ہوا تو یہاں کی عام مساجد وغیرہ میں اوقات کی ایک جنتری طبع کردہ حضرت حاجی وجیہ الدین صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ آویزاں دیکھی اور بہت سے قابل

اعتماد حضرات سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اس جنتری کے طلوع وغروب کو مختلف مقامات پر مختلف زمانوں میں جانچا ہے اور صحیح پایا ہے خود بھی جب کبھی جانچنے کا موقع ملا تو اس کے طلوع وغروب کو صحیح پایا، اس لئے دوسرے اوقات کے معاملہ میں بھی اسی پر اعتماد کیا گیا۔

اب سے چند سال پہلے اپنے احباب میں سے اہل علم نے کچھ نئی تحقیق کر کے یہ قرار دیا کہ اس جنتری میں جو وقت صبح صادق کا دیا گیا ہے درحقیقت وہ صبح کاذب کا ہے، اور اس پر جدید و قدیم کے کچھ اہل فن کے اقوال بھی پیش کئے، چونکہ یہ احتمال غالب تھا کہ نئے اہل فن نے صبح کاذب اور صادق میں فرق نہ کر کے کاذب ہی کو صبح کہ دیا ہو، اس لئے مجھے بھی صبح صادق کے معاملہ میں تردد ہو گیا، اسی بنا پر ہر رمضان میں نقشہ اوقات کے ساتھ یہ نوٹ شائع کرنا شروع کیا کہ سحری کا کھانا تو قدیم جنتری کے وقت پر ختم کر دیا جائے، مگر صبح کی نماز اس کے بعد پندرہ بیس منٹ انتظار کے بعد پڑھی جائے۔

سال رواں میں بعض اہل فن حضرات کے ساتھ بحث و تمحیص اور جدید فلکیات کی بعض کتابوں کی مراجعت سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ جدید ماہرین فلکیات نے خود صبح کاذب کو الگ کر کے بیان کیا ہے، اور وہ درحقیقت رات کا حصہ ہے، اس کے بعد جو صبح صادق ہوتی ہے اسی کو انہوں نے صبح کہا ہے، اس نئی تحقیق اور بحث سے میرا تردد رفع ہو گیا۔ اور میں قدیم جنتری کے اوقات کو حسابی اعتبار سے صحیح سمجھتا ہوں، البتہ یہ حسابات خود یقینی نہیں ہوتے، نماز روزہ کے معاملہ میں احتیاط ہی کا پہلو اختیار کرنا چاہئے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ ۲۴/۲ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ

**تحریر مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ:**

کچھ عرصہ سے کراچی اور چند اور شہروں میں نماز فجر اور سحری کے اوقات کے مختلف نقشے سامنے آئے جس کی وجہ سے عوام خاصے پریشانی میں مبتلا ہو گئے کہ کس پر عمل کریں اور کس کو صحیح سمجھیں، اس وقت چونکہ پوری تحقیق کا موقع نہ مل سکا تھا، اس لئے احتیاطاً یہی فتویٰ دیا گیا کہ نماز کے لئے ان نقشوں پر عمل کیا جائے کہ جن میں صبح صادق کا وقت بعد تک ہے اور انتہاء سحری کا وقت ان سے لیا جائے جن میں وقت پہلے ختم ہوتا ہے۔ لیکن بعد میں بعض مخلصین کی کوشش سے جو معلومات حاصل ہوئیں ان سے یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچی کہ تمام نقشوں میں وہی سابق کراچی کا نقشہ جس کو مرحوم حضرت حاجی وجیہ الدین صاحب خان بہادر نے مرتب کروایا تھا اور چھاپا تھا وہ بالکل صحیح ہے۔ ہاں جس کا جی چاہے نماز دیر سے پڑھے، تا کہ اس کو بھی یقین ہو جائے کہ وقت ہو گیا ہے تو اور اچھا ہے، دین کی بات میں ضد کی حاجت

نہیں، جو بات صحیح ہو اس کو ماننا اور غلط بات سے رجوع کرنا یہ عین دین کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صحیح سمجھ اور صحیح عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد یوسف بنوری - ۲ / رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ -

## قائل اول:

احمد رضا خان صاحب بریلوی اپنے رسالہ ”درء القبح عن درک وقت الصبح“ میں لکھتے ہیں:

”یہ وہ علم ہے جو اکثر ہیئت دانوں پر مخفی رہا، رجماً بالغیب باتیں اڑایا کئے، صبح کاذب کے وقت انحطاطِ شمس میں مختلف ہوئے، کسی نے سترہ درجہ کہا کسی نے انیس بتائے اور مشہور اٹھارہ ہے، اور اس پر شرح چغمینی نے مشی کی، اور صبح صادق کے لئے بعض نے پندرہ درجہ بتائے ہیں، اسے علامہ برجندی نے حاشیہ چغمینی میں بلفظ قد قیل نقل کیا اور مقرر رکھا، اور اسی نے علامہ خلیل کالمی کو دھوکہ دیا کہ دونوں صبحوں میں صرف تین درجہ کا فاصلہ بتایا، جسے ردالمحتار میں نقل کیا اور معتمد رکھا، حالانکہ یہ سب ہوسات بے معنی ہیں“۔ (فتاویٰ رضویہ: ۶۴/۲)

تمام ماہرین فلکیات اور شامی و برجندی جیسے فقہاء کرام کو خطا کا ربلکہ ہوسات بے معنی کے شکار، مسائل شرعیہ کی تحریر میں غفلت شعار اور بدون تحقیق رجماً بالغیب باتیں اڑانے کے مجرم ٹھہرا کر اپنی تحقیق پیش فرماتے ہیں کہ ۸ ازیرانق صبح صادق کا وقت ہے، اس سے ثابت ہوا کہ ان سے پہلے کوئی اس کا قائل نہیں گذرا۔

## اعتراف حقیقت:

احمد رضا خان صاحب کے خصوصی ترجمان امجد علی صاحب رضوی جو اپنے مکتب فکر میں صدر الشریعہ ثانی سے ملقب ہیں، بہار شریعت، ص: ۱۳، حصہ سوم میں یہ حقیقت لکھتے ہیں:

صبح صادق و کاذب کے درمیان کوئی فصل نہیں ہوتا، بلکہ دونوں آپس میں متصل ہوتی ہیں، نیز یہ کہ صبح صادق افتق پر شمالاً جنوباً پھیلتی ہے۔

یہ حقیقت تسلیم کر لینے کے بعد فیصلہ بہت سہل ہے، کوئی شخص بھی جب چاہے جہاں چاہے پرانے نقشوں کے وقت پر مشاہدہ کر کے فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس وقت روشنی افتق پر شمالاً جنوباً پھیلی ہوئی نہیں بلکہ افتق سے اوپر مستطیل ہے۔ نیز اس روشنی سے قبل متصل کسی بھی قسم کی کوئی روشنی ہرگز نظر نہیں آئے گی، جس کو صبح کاذب کہا جاسکے، مسلسل مشاہدات کے علاوہ ماہرین فلکیات قدیمہ و جدیدہ کا اس پر اجماع ہے کہ اس سے قبل متصل کسی قسم کی کوئی روشنی نہیں ہوتی۔



## نقشہ اوقات نماز

تا ۶۰ عرض البلد شمالی و جنوبی

ہدایات:

- (۱) وقت اشراق کے لئے آفتاب کا افق سے ارتفاع ۴۰° لیا گیا ہے اور یہ معیار مشاہدات کے بعد متعین کیا گیا ہے۔
- (۲) نقشہ میں عصر اور عشاء کے دو وقت دیئے گئے ہیں، عصر نمبر ایک سے مثل اول اور عشاء نمبر ایک سے سرخ شفق غروب ہونے کا وقت مراد ہے، مثل اول کے بعد عصر کی نماز اور سرخ شفق غروب ہونے پر عشاء کی نماز پڑھ لینا جائز ہے، مگر احتیاط اس میں ہے کہ عصر کی نماز مثل ثانی کے بعد پڑھی جائے اور عشاء کی سفید شفق مستطیر غروب ہونے کے بعد۔
- (۳) جن مقامات میں شفق ابیض مستطیر غروب نہیں ہوتی یعنی آفتاب افق سے ۱۵ درجے نیچے نہیں جاتا، وہاں نصف شب کے بعد وقت فجر شروع ہو جاتا ہے، اس لئے نقشہ میں ان مقامات پر صفر گھنٹہ صفر منٹ لکھا گیا ہے، وقت نصف النہار میں ۱۲ گھنٹے جمع کرنے سے وقت فجر نکل آئے گا۔

- (۴) ہر تاریخ کے نیچے کوئی عدد مثبت یا منفی تحریر ہے، ان میں سے مثبت عدد کو نقشہ کے وقت میں جمع اور منفی کو تفریق کر لیں، نیز مثبت عدد کو بارہ کے ساتھ جمع اور منفی کو بارہ سے تفریق کرنے سے نصف النہار کا وقت نکل آتا ہے، اس لئے نقشہ میں نصف النہار کا مستقل خانہ نہیں بتایا گیا، نصف النہار سے احتیاط پانچ منٹ قبل اور پانچ منٹ بعد تک نماز نہ پڑھیں۔
- (۵) بعض خانوں میں دو تاریخیں لکھی گئی ہیں، ان کے سامنے لکھا ہوا وقت ان دونوں تاریخوں کے درمیان کا وقت ہے، ہر تاریخ کا صحیح وقت نکالنے کے لئے گزشتہ یا آئندہ تاریخ کے وقت سے فرق کے مطابق حساب لگالیں۔

- (۶) ۴۰ درجہ عرض البلد سے زائد عرض پر اوقات تیزی سے بدلتے ہیں، لہذا ہر تاریخ کے وقت غروب و عشاء میں آئندہ تاریخ تک فرق وقت کے نصف کا حساب لگایا جاتا ہے اور وقت فجر و طلوع میں گزشتہ تاریخ تک فرق وقت کے نصف کا حساب شمار کیا جاتا ہے، مثلاً ۶۰ عرض شمالی پر ۱۶ اگست کی فجر کا وقت نقشہ میں ۱۱ گھنٹہ ۱۱ منٹ دیا ہے اور ۱۳ اگست کا ۱۰ گھنٹہ ۴۰ منٹ، تقریباً دس منٹ روزانہ فرق ہوا اس کا نصف (پانچ منٹ) ۱۱ گھنٹہ ۱۱ منٹ سے کم کریں گے، اسی طرح ۱۶ اگست کی عشاء کا وقت ۱۰ گھنٹہ ۴۹ منٹ لکھا ہے اور ۱۹ اگست کا ۱۰ گھنٹہ ۲۸ منٹ، سات منٹ یومیہ فرق ہوا اس کا نصف (چار منٹ) ۱۰ گھنٹہ ۴۹ منٹ سے کم کریں گے۔

- (۷) مشرقی پاکستان میں ۹۰ درجہ اور مغربی پاکستان میں ۷۵ درجہ طول البلد کا وقت رائج ہے، لہذا جس شہر کا وقت نکالنا چاہیں، اس کے طول البلد کا ۹۰ یا ۷۵ سے فرق نکال کر چار منٹ فی درجہ کا حساب لگالیں، پس اگر اس شہر کا

طول ۹۰ یا ۷۵ سے کم ہو تو وقت مذکور کو نقشہ کے وقت میں جمع کریں اور اگر شہر کا طول زیادہ ہو تو اتنا وقت نقشہ کے وقت سے کم کریں، مثلاً! کراچی کا طول ۶۷ درجہ ہے لہذا  $۷۵ - ۶۷ = ۸ \times ۴ = ۳۲$  منٹ نقشہ کے وقت میں جمع کریں، دوسرے ممالک میں معیاری وقت کتنے طول البلد پر مبنی ہے؟ ☆  
اس کی تفصیل نقشہ کے اختتام پر ملاحظہ ہو۔

## ☆ جدول اوقات اضلاع بہار اور ان کے طول و عرض اور قبلہ

ضلع	وقت	عرض N	طول E	ضلع	وقت	عرض N	طول E
بتیا	+۲	۲۹ ۸۰	۸۴ ۵۰	موتیہاری	+۲	۲۹ ۶۵	۸۴ ۹۱
گوپال گنج	۰۰	۲۹ ۴۷	۸۴ ۴۳	سیوان	+۱	۲۹ ۲۲	۸۴ ۴۶
بکسر	+۵	۲۵ ۵۶	۹۳ ۹۸	سارن	+۱	۲۵ ۹۱	۸۴ ۷۵
بھوجپور	+۴	۲۵ ۵۵	۸۴ ۶۶	روہتاس	+۸	۲۴ ۹۵	۸۴ ۶۱
جہان آباد	+۲	۲۴ ۷۵	۸۵ ۶۰	اورنگ آباد	+۶	۲۴ ۷۵	۸۴ ۴۷
سیتامڑی	-۴	۲۹ ۶۰	۸۵ ۸۴	شیوہر	-۳	۲۹ ۵۱	۸۵ ۴۰
مظفر پور	-۲	۲۹ ۱۲	۸۵ ۴۰	ویشالی	-۱	۲۵ ۶۸	۸۵ ۴۱
حاجی پور	-۱	۲۵ ۶۸	۸۵ ۴۱	نالندہ	-۱	۲۵ ۴۰	۸۵ ۴۵
گیا	+۴	۲۴ ۷۵	۸۵ ۶۰	نوادہ	+۱	۲۴ ۸۸	۸۵ ۵۳
مدھوبنی	-۴	۲۹ ۴۷	۸۹ ۶۸	در بھنگہ	-۵	۲۹ ۱۷	۸۵ ۹۰
سمتی پور	-۳	۲۵ ۸۵	۸۵ ۷۸	بیگوسرائے	-۳	۲۵ ۴۲	۸۹ ۱۳
لکھی سرائے	-۲	۲۵ ۱۷	۸۹ ۶۹	شیخ پورہ	-۱	۲۵ ۱۳	۸۵ ۸۵
جھونسی	-۲	۲۴ ۹۲	۸۹ ۴۲	بازکا	-۴	۲۴ ۸۸	۸۹ ۹۱
مونگیر	-۴	۲۵ ۴۸	۸۹ ۴۶	کھگڑیا	-۵	۲۵ ۵۰	۸۹ ۸۷
سہرسہ	-۶	۲۵ ۸۸	۸۹ ۶۰	سو پول	-۵	۲۵ ۹۳	۸۹ ۴۵
مدھہ پورہ	-۷	۲۵ ۹۱	۸۹ ۷۸	بھاگلپور	-۷	۲۵ ۴۵	۸۷ ۶۰
پورنیہ	-۱۰	۲۵ ۷۸	۸۷ ۴۷	کٹیہار	-۹	۲۵ ۵۳	۸۷ ۴۷
ارریہ	-۱۱	۲۹ ۱۳	۸۷ ۴۷	کشن گنج	-۷	۲۵ ۶۷	۸۹ ۹۴

جنوری	فجر	طلوع آفتاب	ظہر	عصر (مشرقی)	عصر (مشرقی)	مغرب	عشاء
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ
۱	۵	۱۴	۶	۳۵	۱۱	۵۳	۲
۲	۵	۱۴	۶	۳۶	۱۱	۵۴	۲
۳	۵	۱۴	۶	۳۶	۱۱	۵۴	۲
۴	۵	۱۵	۶	۳۷	۱۱	۵۵	۲
۵	۵	۱۵	۶	۳۷	۱۱	۵۵	۲
۶	۵	۱۵	۶	۳۷	۱۱	۵۵	۲
۷	۵	۱۶	۶	۳۷	۱۱	۵۶	۲
۸	۵	۱۶	۶	۳۷	۱۱	۵۶	۲
۹	۵	۱۶	۶	۳۷	۱۱	۵۶	۲
۱۰	۵	۱۶	۶	۳۸	۱۱	۵۷	۲
۱۱	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۸	۲
۱۲	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۸	۲
۱۳	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۸	۲
۱۴	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۱۵	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۱۶	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۱۷	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۱۸	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۱۹	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۲۰	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۲۱	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۲۲	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۲۳	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۲۴	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۲۵	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۲۶	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۲۷	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۲۸	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۲۹	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۳۰	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲
۳۱	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۲

فروری	فجر	طلوع آفتاب	ظہر	عصر مثل	عصر مثلین	مغرب	عشاء
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ
۱	۵	۱۲	۶	۳۲	۱۲	۳	۵۶
۲	۵	۱۲	۶	۳۲	۱۲	۳	۵۷
۳	۵	۱۱	۶	۳۲	۱۲	۳	۵۸
۴	۵	۱۱	۶	۳۲	۱۲	۳	۵۹
۵	۵	۱۱	۶	۳۱	۱۲	۳	۵۸
۶	۵	۱۰	۶	۳۰	۱۲	۳	۵۸
۷	۵	۱۰	۶	۳۰	۱۲	۳	۵۹
۸	۵	۱۰	۶	۲۹	۱۲	۳	۵۹
۹	۵	۹	۶	۲۹	۱۲	۳	۵۵
۱۰	۵	۹	۶	۲۸	۱۲	۳	۵۵
۱۱	۵	۸	۶	۲۷	۱۲	۳	۵۶
۱۲	۵	۸	۶	۲۷	۱۲	۳	۵۶
۱۳	۵	۸	۶	۲۶	۱۲	۳	۵۷
۱۴	۵	۷	۶	۲۵	۱۲	۳	۵۸
۱۵	۵	۷	۶	۲۴	۱۲	۳	۵۸
۱۶	۵	۷	۶	۲۳	۱۲	۳	۵۹
۱۷	۵	۶	۶	۲۲	۱۲	۳	۵۹
۱۸	۵	۶	۶	۲۱	۱۲	۳	۵۹
۱۹	۵	۵	۶	۲۰	۱۲	۳	۵۹
۲۰	۵	۴	۶	۲۰	۱۲	۳	۵۸
۲۱	۵	۳	۶	۱۹	۱۲	۳	۵۸
۲۲	۵	۲	۶	۱۸	۱۲	۳	۵۸
۲۳	۵	۱	۶	۱۷	۱۲	۳	۵۹
۲۴	۵	۱	۶	۱۶	۱۲	۳	۵۹
۲۵	۵	۰۰	۶	۱۵	۱۲	۳	۵۰
۲۶	۴	۵۹	۶	۱۴	۱۲	۳	۵۱
۲۷	۴	۵۸	۶	۱۳	۱۲	۳	۵۱
۲۸	۴	۵۷	۶	۱۳	۱۲	۳	۵۲
۲۹	۴	۵۶	۶	۱۳	۱۲	۳	۵۲

مارچ	فجر	طلوع آفتاب	ظہر	عصر مثل	عصر مثلین	مغرب	عشاء
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ
۱	۴	۵۵	۶	۱۲	۱۲	۵	۷
۲	۴	۵۴	۶	۱۲	۱۲	۵	۷
۳	۴	۵۳	۶	۱۲	۱۲	۵	۷
۴	۴	۵۲	۶	۱۲	۱۳	۵	۷
۵	۴	۵۱	۶	۱۲	۱۳	۵	۷
۶	۴	۵۰	۶	۱۲	۱۴	۵	۷
۷	۴	۵۰	۶	۱۲	۱۴	۵	۷
۸	۴	۴۹	۶	۱۲	۱۴	۵	۷
۹	۴	۴۸	۶	۱۲	۱۵	۵	۷
۱۰	۴	۴۷	۶	۱۲	۱۵	۵	۷
۱۱	۴	۴۵	۶	۱۲	۱۵	۵	۷
۱۲	۴	۴۴	۶	۱۱	۱۵	۵	۷
۱۳	۴	۴۳	۶	۱۱	۱۶	۵	۷
۱۴	۴	۴۲	۵	۱۱	۱۶	۵	۷
۱۵	۴	۴۱	۵	۱۱	۱۶	۵	۷
۱۶	۴	۴۰	۵	۱۱	۱۶	۶	۰۰
۱۷	۴	۳۹	۵	۱۱	۱۷	۶	۰۰
۱۸	۴	۳۸	۵	۱۱	۱۷	۶	۰۱
۱۹	۴	۳۷	۵	۱۱	۱۷	۶	۰۱
۲۰	۴	۳۶	۵	۱۱	۱۷	۶	۰۲
۲۱	۴	۳۵	۵	۱۱	۱۸	۶	۰۲
۲۲	۴	۳۴	۵	۱۱	۱۸	۶	۰۳
۲۳	۴	۳۳	۵	۱۱	۱۸	۶	۰۳
۲۴	۴	۳۲	۵	۱۱	۱۸	۶	۰۳
۲۵	۴	۳۱	۵	۱۱	۱۹	۶	۰۴
۲۶	۴	۳۰	۵	۱۱	۱۹	۶	۰۴
۲۷	۴	۲۹	۵	۱۱	۱۹	۶	۰۵
۲۸	۴	۲۸	۵	۱۱	۱۹	۶	۰۵
۲۹	۴	۲۶	۵	۱۱	۱۹	۶	۰۶
۳۰	۴	۲۵	۵	۱۱	۱۹	۶	۰۶
۳۱	۴	۲۴	۵	۱۱	۲۰	۶	۰۷

اپریل		فجر		طلوع آفتاب		ظہر		عصر مثل		عصر مثلین		مغرب		عشاء	
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ
۱	۴	۲۳	۵	۴۰	۱۱	۵۳	۳	۲۳	۴	۲۲	۶	۰۷	۷	۲۱	
۲	۴	۲۲	۵	۳۹	۱۱	۵۳	۳	۲۳	۴	۲۲	۶	۰۸	۷	۲۲	
۳	۴	۲۱	۵	۳۸	۱۱	۵۳	۳	۲۳	۴	۲۲	۶	۰۸	۷	۲۲	
۴	۴	۲۰	۵	۳۷	۱۱	۵۳	۳	۲۲	۴	۲۲	۶	۰۸	۷	۲۳	
۵	۴	۱۹	۵	۳۶	۱۱	۵۲	۳	۲۲	۴	۲۲	۶	۰۹	۷	۲۳	
۶	۴	۱۸	۵	۳۵	۱۱	۵۲	۳	۲۲	۴	۲۳	۶	۰۹	۷	۲۴	
۷	۴	۱۶	۵	۳۴	۱۱	۵۲	۳	۲۲	۴	۲۳	۶	۱۰	۷	۲۵	
۸	۴	۱۵	۵	۳۳	۱۱	۵۱	۳	۲۲	۴	۲۳	۶	۱۰	۷	۲۵	
۹	۴	۱۴	۵	۳۲	۱۱	۵۱	۳	۲۱	۴	۲۳	۶	۱۱	۷	۲۶	
۱۰	۴	۱۳	۵	۳۱	۱۱	۵۱	۳	۲۱	۴	۲۳	۶	۱۱	۷	۲۶	
۱۱	۴	۱۱	۵	۳۰	۱۱	۵۱	۳	۲۱	۴	۲۳	۶	۱۲	۷	۲۷	
۱۲	۴	۱۰	۵	۲۹	۱۱	۵۰	۳	۲۱	۴	۲۳	۶	۱۲	۷	۲۸	
۱۳	۴	۹	۵	۲۸	۱۱	۵۰	۳	۲۱	۴	۲۳	۶	۱۳	۷	۲۸	
۱۴	۴	۸	۵	۲۷	۱۱	۵۰	۳	۲۰	۴	۲۳	۶	۱۳	۷	۲۹	
۱۵	۴	۷	۵	۲۶	۱۱	۵۰	۳	۲۰	۴	۲۴	۶	۱۴	۷	۲۹	
۱۶	۴	۵	۵	۲۵	۱۱	۴۹	۳	۲۰	۴	۲۴	۶	۱۴	۷	۳۰	
۱۷	۴	۴	۵	۲۴	۱۱	۴۹	۳	۲۰	۴	۲۴	۶	۱۴	۷	۳۱	
۱۸	۴	۳	۵	۲۳	۱۱	۴۹	۳	۱۹	۴	۲۴	۶	۱۵	۷	۳۱	
۱۹	۴	۲	۵	۲۲	۱۱	۴۹	۳	۱۹	۴	۲۴	۶	۱۵	۷	۳۲	
۲۰	۴	۱	۵	۲۱	۱۱	۴۸	۳	۱۹	۴	۲۴	۶	۱۶	۷	۳۳	
۲۱	۳	۵۹	۵	۲۰	۱۱	۴۸	۳	۱۹	۴	۲۴	۶	۱۶	۷	۳۳	
۲۲	۳	۵۸	۵	۱۹	۱۱	۴۸	۳	۱۹	۴	۲۴	۶	۱۷	۷	۳۴	
۲۳	۳	۵۷	۵	۱۸	۱۱	۴۸	۳	۱۸	۴	۲۵	۶	۱۷	۷	۳۵	
۲۴	۳	۵۶	۵	۱۸	۱۱	۴۸	۳	۱۸	۴	۲۵	۶	۱۸	۷	۳۵	
۲۵	۳	۵۵	۵	۱۷	۱۱	۴۸	۳	۱۸	۴	۲۵	۶	۱۸	۷	۳۶	
۲۶	۳	۵۴	۵	۱۶	۱۱	۴۷	۳	۱۸	۴	۲۵	۶	۱۹	۷	۳۷	
۲۷	۳	۵۳	۵	۱۵	۱۱	۴۷	۳	۱۷	۴	۲۵	۶	۱۹	۷	۳۷	
۲۸	۳	۵۲	۵	۱۴	۱۱	۴۷	۳	۱۷	۴	۲۵	۶	۲۰	۷	۳۸	
۲۹	۳	۵۱	۵	۱۴	۱۱	۴۷	۳	۱۷	۴	۲۵	۶	۲۰	۷	۳۹	
۳۰	۳	۵۰	۵	۱۳	۱۱	۴۷	۳	۱۷	۴	۲۵	۶	۲۱	۷	۴۰	

منی تاریخ	فجر	طلوع آفتاب	ظہر	عصر مثل	عصر مثلین	مغرب	عشاء
گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۳	۴۹	۵	۱۲	۳	۲۵	۲۰
۲	۳	۴۸	۵	۱۱	۳	۲۶	۲۱
۳	۳	۴۷	۵	۱۱	۳	۲۶	۲۲
۴	۳	۴۶	۵	۱۱	۳	۲۶	۲۲
۵	۳	۴۵	۵	۱۱	۳	۲۶	۲۳
۶	۳	۴۵	۵	۱۱	۳	۲۶	۲۳
۷	۳	۴۴	۵	۱۱	۳	۲۶	۲۴
۸	۳	۴۳	۵	۱۱	۳	۲۷	۲۵
۹	۳	۴۲	۵	۱۱	۳	۲۷	۲۶
۱۰	۳	۴۲	۵	۱۱	۳	۲۷	۲۷
۱۱	۳	۴۱	۵	۱۱	۳	۲۷	۲۸
۱۲	۳	۴۰	۵	۱۱	۳	۲۷	۲۸
۱۳	۳	۳۹	۵	۱۱	۳	۲۸	۲۹
۱۴	۳	۳۹	۵	۱۱	۳	۲۸	۵۰
۱۵	۳	۳۸	۵	۱۱	۳	۲۸	۵۰
۱۶	۳	۳۷	۵	۱۱	۳	۲۸	۵۱
۱۷	۳	۳۶	۵	۱۱	۳	۲۸	۵۲
۱۸	۳	۳۵	۵	۱۱	۳	۲۸	۵۳
۱۹	۳	۳۵	۵	۱۱	۳	۲۹	۵۳
۲۰	۳	۳۴	۵	۱۱	۳	۲۹	۵۴
۲۱	۳	۳۴	۵	۱۱	۳	۲۹	۵۵
۲۲	۳	۳۳	۵	۱۱	۳	۲۹	۵۶
۲۳	۳	۳۲	۵	۱۱	۳	۲۹	۵۶
۲۴	۳	۳۲	۴	۱۱	۳	۲۹	۵۷
۲۵	۳	۳۱	۴	۱۱	۳	۳۰	۵۸
۲۶	۳	۳۱	۴	۱۱	۳	۳۰	۵۸
۲۷	۳	۳۱	۴	۱۱	۳	۳۰	۵۹
۲۸	۳	۳۰	۴	۱۱	۳	۳۰	۶۰
۲۹	۳	۲۹	۴	۱۱	۳	۳۱	۶۰
۳۰	۳	۲۹	۴	۱۱	۳	۳۱	۶۱
۳۱	۳	۲۸	۴	۱۱	۳	۳۱	۶۲

جون	فجر	طلوع آفتاب	ظہر	عصر مثل	عصر مثلین	مغرب	عشاء
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ
۱	۳	۲۸	۲	۵۸	۱۱	۲۷	۸
۲	۳	۲۸	۲	۵۷	۱۱	۲۸	۸
۳	۳	۲۸	۲	۵۷	۱۱	۲۸	۸
۴	۳	۲۸	۲	۵۷	۱۱	۲۹	۸
۵	۳	۲۷	۲	۵۷	۱۱	۲۹	۸
۶	۳	۲۷	۲	۵۷	۱۱	۳۰	۸
۷	۳	۲۷	۲	۵۷	۱۱	۳۰	۸
۸	۳	۲۷	۲	۵۷	۱۱	۳۰	۸
۹	۳	۲۶	۲	۵۷	۱۱	۳۱	۸
۱۰	۳	۲۶	۲	۵۷	۱۱	۳۱	۸
۱۱	۳	۲۶	۲	۵۷	۱۱	۳۲	۸
۱۲	۳	۲۶	۲	۵۷	۱۱	۳۲	۸
۱۳	۳	۲۶	۲	۵۷	۱۱	۳۲	۸
۱۴	۳	۲۶	۲	۵۷	۱۱	۳۳	۸
۱۵	۳	۲۶	۲	۵۷	۱۱	۳۳	۸
۱۶	۳	۲۶	۲	۵۷	۱۱	۳۵	۸
۱۷	۳	۲۶	۲	۵۸	۱۱	۳۵	۸
۱۸	۳	۲۶	۲	۵۸	۱۱	۳۵	۸
۱۹	۳	۲۶	۲	۵۸	۱۱	۳۵	۸
۲۰	۳	۲۶	۲	۵۸	۱۱	۳۶	۸
۲۱	۳	۲۷	۲	۵۸	۱۱	۳۶	۸
۲۲	۳	۲۷	۲	۵۹	۱۱	۳۵	۸
۲۳	۳	۲۷	۲	۵۹	۱۱	۳۶	۸
۲۴	۳	۲۸	۲	۵۹	۱۱	۳۶	۸
۲۵	۳	۲۸	۲	۵۹	۱۱	۳۷	۸
۲۶	۳	۲۸	۵	۰۰	۱۱	۳۷	۸
۲۷	۳	۲۹	۵	۰۰	۱۱	۳۷	۸
۲۸	۳	۲۹	۵	۰۰	۱۱	۳۶	۸
۲۹	۳	۲۹	۵	۰۱	۱۱	۳۶	۸
۳۰	۳	۳۰	۵	۰۱	۱۱	۳۶	۸



جولائی	فجر		طلوع آفتاب		ظہر		عصر مثل		عصر مثلین		مغرب		عشاء	
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۳	۳۰	۵	۰۱	۱۱	۵۳	۳	۱۸	۲	۳۸	۶	۲۶	۸	۱۲
۲	۳	۳۰	۵	۰۲	۱۱	۵۲	۳	۱۸	۲	۳۸	۶	۲۶	۸	۱۲
۳	۳	۳۱	۵	۰۲	۱۱	۵۲	۳	۱۸	۲	۳۸	۶	۲۶	۸	۱۱
۴	۳	۳۱	۵	۰۲	۱۱	۵۲	۳	۱۹	۲	۳۸	۶	۲۶	۸	۱۱
۵	۳	۳۲	۵	۰۳	۱۱	۵۲	۳	۱۹	۲	۳۸	۶	۲۶	۸	۱۱
۶	۳	۳۲	۵	۰۳	۱۱	۵۲	۳	۱۹	۲	۳۸	۶	۲۶	۸	۱۱
۷	۳	۳۳	۵	۰۴	۱۱	۵۲	۳	۱۹	۲	۳۸	۶	۲۶	۸	۱۱
۸	۳	۳۳	۵	۰۴	۱۱	۵۵	۳	۲۰	۲	۳۹	۶	۲۵	۸	۱۱
۹	۳	۳۴	۵	۰۴	۱۱	۵۵	۳	۲۰	۲	۳۹	۶	۲۵	۸	۱۰
۱۰	۳	۳۴	۵	۰۵	۱۱	۵۵	۳	۲۰	۲	۳۹	۶	۲۵	۸	۱۰
۱۱	۳	۳۵	۵	۰۵	۱۱	۵۵	۳	۲۰	۲	۳۹	۶	۲۵	۸	۱۰
۱۲	۳	۳۵	۵	۰۶	۱۱	۵۵	۳	۲۱	۲	۳۹	۶	۲۵	۸	۰۹
۱۳	۳	۳۶	۵	۰۶	۱۱	۵۵	۳	۲۱	۲	۳۹	۶	۲۵	۸	۰۹
۱۴	۳	۳۷	۵	۰۷	۱۱	۵۵	۳	۲۱	۲	۳۹	۶	۲۴	۸	۰۹
۱۵	۳	۳۸	۵	۰۷	۱۱	۵۵	۳	۲۱	۲	۳۹	۶	۲۴	۸	۰۸
۱۶	۳	۳۹	۵	۰۸	۱۱	۵۶	۳	۲۲	۲	۳۹	۶	۲۴	۸	۰۸
۱۷	۳	۳۹	۵	۰۸	۱۱	۵۶	۳	۲۲	۲	۳۹	۶	۲۴	۸	۰۷
۱۸	۳	۴۰	۵	۰۸	۱۱	۵۶	۳	۲۲	۲	۳۹	۶	۲۴	۸	۰۷
۱۹	۳	۴۱	۵	۰۹	۱۱	۵۶	۳	۲۲	۲	۳۹	۶	۲۴	۸	۰۶
۲۰	۳	۴۲	۵	۰۹	۱۱	۵۶	۳	۲۲	۲	۳۹	۶	۲۲	۸	۰۶
۲۱	۳	۴۲	۵	۱۰	۱۱	۵۶	۳	۲۳	۲	۳۹	۶	۲۲	۸	۰۵
۲۲	۳	۴۳	۵	۱۰	۱۱	۵۶	۳	۲۳	۲	۳۹	۶	۲۲	۸	۰۵
۲۳	۳	۴۳	۵	۱۱	۱۱	۵۶	۳	۲۳	۲	۳۹	۶	۲۱	۸	۰۴
۲۴	۳	۴۴	۵	۱۱	۱۱	۵۶	۳	۲۳	۲	۳۹	۶	۲۱	۸	۰۳
۲۵	۳	۴۵	۵	۱۲	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۲	۳۹	۶	۲۰	۸	۰۳
۲۶	۳	۴۵	۵	۱۲	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۲	۳۹	۶	۲۰	۸	۰۲
۲۷	۳	۴۶	۵	۱۳	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۲	۳۸	۶	۳۹	۸	۰۱
۲۸	۳	۴۷	۵	۱۳	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۲	۳۸	۶	۳۹	۸	۰۱
۲۹	۳	۴۷	۵	۱۴	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۲	۳۸	۶	۳۸	۸	۰۰
۳۰	۳	۴۸	۵	۱۴	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۲	۳۸	۶	۳۸	۷	۵۹
۳۱	۳	۴۹	۵	۱۵	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۲	۳۸	۶	۳۷	۷	۵۸

اگست	فجر	طلوع آفتاب	ظہر	عصر مثل	عصر مثلین	مغرب	عشاء
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ
۱	۳	۴۹	۵	۱۵	۱۱	۵۶	۳
۲	۳	۵۰	۵	۱۶	۱۱	۵۶	۳
۳	۳	۵۱	۵	۱۶	۱۱	۵۶	۳
۴	۳	۵۱	۵	۱۷	۱۱	۵۶	۳
۵	۳	۵۲	۵	۱۷	۱۱	۵۶	۳
۶	۳	۵۳	۵	۱۸	۱۱	۵۵	۳
۷	۳	۵۳	۵	۱۸	۱۱	۵۵	۳
۸	۳	۵۴	۵	۱۹	۱۱	۵۵	۳
۹	۳	۵۵	۵	۱۹	۱۱	۵۵	۳
۱۰	۳	۵۵	۵	۲۰	۱۱	۵۵	۳
۱۱	۳	۵۶	۵	۲۰	۱۱	۵۵	۳
۱۲	۳	۵۷	۵	۲۱	۱۱	۵۵	۳
۱۳	۳	۵۸	۵	۲۱	۱۱	۵۴	۳
۱۴	۳	۵۸	۵	۲۲	۱۱	۵۴	۳
۱۵	۳	۵۹	۵	۲۲	۱۱	۵۴	۳
۱۶	۴	۰	۵	۲۲	۱۱	۵۴	۳
۱۷	۴	۱	۵	۲۳	۱۱	۵۴	۳
۱۸	۴	۱	۵	۲۳	۱۱	۵۳	۳
۱۹	۴	۲	۵	۲۴	۱۱	۵۳	۳
۲۰	۴	۲	۵	۲۴	۱۱	۵۳	۳
۲۱	۴	۳	۵	۲۵	۱۱	۵۳	۳
۲۲	۴	۳	۵	۲۵	۱۱	۵۲	۳
۲۳	۴	۴	۵	۲۵	۱۱	۵۲	۳
۲۴	۴	۴	۵	۲۶	۱۱	۵۲	۳
۲۵	۴	۵	۵	۲۶	۱۱	۵۲	۳
۲۶	۴	۵	۵	۲۷	۱۱	۵۱	۳
۲۷	۴	۶	۵	۲۷	۱۱	۵۱	۳
۲۸	۴	۶	۵	۲۷	۱۱	۵۱	۳
۲۹	۴	۷	۵	۲۸	۱۱	۵۱	۳
۳۰	۴	۷	۵	۲۸	۱۱	۵۰	۳
۳۱	۴	۸	۵	۲۹	۱۱	۵۰	۳

ستمبر	فجر		طلوع آفتاب		ظہر		عصر مثل		عصر مثلین		مغرب		عشاء	
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۴	۹	۵	۲۹	۱۱	۵۰	۳	۲۰	۴	۲۲	۶	۱۰	۷	۲۵
۲	۴	۱۰	۵	۲۹	۱۱	۴۹	۳	۲۰	۴	۲۲	۶	۰۹	۷	۲۴
۳	۴	۱۰	۵	۳۰	۱۱	۴۹	۳	۲۰	۴	۲۱	۶	۰۸	۷	۲۳
۴	۴	۱۱	۵	۳۰	۱۱	۴۹	۳	۱۹	۴	۲۰	۶	۰۷	۷	۲۲
۵	۴	۱۱	۵	۳۱	۱۱	۴۸	۳	۱۸	۴	۲۰	۶	۰۶	۷	۲۱
۶	۴	۱۲	۵	۳۱	۱۱	۴۸	۳	۱۸	۴	۱۹	۶	۰۵	۷	۱۹
۷	۴	۱۲	۵	۳۱	۱۱	۴۸	۳	۱۷	۴	۱۸	۶	۰۴	۷	۱۸
۸	۴	۱۳	۵	۳۲	۱۱	۴۷	۳	۱۷	۴	۱۷	۶	۰۳	۷	۱۷
۹	۴	۱۳	۵	۳۲	۱۱	۴۷	۳	۱۷	۴	۱۶	۶	۰۲	۷	۱۶
۱۰	۴	۱۴	۵	۳۳	۱۱	۴۷	۳	۱۶	۴	۱۶	۶	۰۱	۷	۱۵
۱۱	۴	۱۴	۵	۳۳	۱۱	۴۶	۳	۱۶	۴	۱۵	۵	۵۹	۷	۱۴
۱۲	۴	۱۵	۵	۳۳	۱۱	۴۶	۳	۱۵	۴	۱۴	۵	۵۸	۷	۱۳
۱۳	۴	۱۵	۵	۳۴	۱۱	۴۶	۳	۱۵	۴	۱۳	۵	۵۷	۷	۱۱
۱۴	۴	۱۶	۵	۳۴	۱۱	۴۵	۳	۱۴	۴	۱۲	۵	۵۶	۷	۱۰
۱۵	۴	۱۶	۵	۳۵	۱۱	۴۵	۳	۱۴	۴	۱۲	۵	۵۵	۷	۰۹
۱۶	۴	۱۷	۵	۳۵	۱۱	۴۴	۳	۱۳	۴	۱۱	۵	۵۴	۷	۰۸
۱۷	۴	۱۷	۵	۳۵	۱۱	۴۴	۳	۱۳	۴	۱۰	۵	۵۳	۷	۰۶
۱۸	۴	۱۸	۵	۳۶	۱۱	۴۴	۳	۱۲	۴	۰۹	۵	۵۲	۷	۰۵
۱۹	۴	۱۸	۵	۳۶	۱۱	۴۳	۳	۱۱	۴	۰۸	۵	۵۱	۷	۰۴
۲۰	۴	۱۸	۵	۳۷	۱۱	۴۳	۳	۱۱	۴	۰۷	۵	۵۰	۷	۰۳
۲۱	۴	۱۹	۵	۳۷	۱۱	۴۳	۳	۱۰	۴	۰۶	۵	۴۹	۷	۰۲
۲۲	۴	۱۹	۵	۳۷	۱۱	۴۲	۳	۱۰	۴	۰۶	۵	۴۷	۷	۰۱
۲۳	۴	۲۰	۵	۳۸	۱۱	۴۲	۳	۰۹	۴	۰۵	۵	۴۶	۷	۰۰
۲۴	۴	۲۰	۵	۳۸	۱۱	۴۲	۳	۰۸	۴	۰۴	۵	۴۵	۶	۵۸
۲۵	۴	۲۱	۵	۳۸	۱۱	۴۱	۳	۰۸	۴	۰۳	۵	۴۴	۶	۵۷
۲۶	۴	۲۱	۵	۳۹	۱۱	۴۱	۳	۰۷	۴	۰۲	۵	۴۳	۶	۵۶
۲۷	۴	۲۲	۵	۳۹	۱۱	۴۱	۳	۰۶	۴	۰۱	۵	۴۲	۶	۵۵
۲۸	۴	۲۲	۵	۴۰	۱۱	۴۰	۳	۰۶	۴	۰۰	۵	۴۱	۶	۵۴
۲۹	۴	۲۳	۵	۴۰	۱۱	۴۰	۳	۰۵	۳	۵۹	۵	۴۰	۶	۵۳
۳۰	۴	۲۳	۵	۴۱	۱۱	۴۰	۳	۰۵	۳	۵۸	۵	۳۹	۶	۵۲

اکتوبر	فجر		طلوع آفتاب		ظہر		عصر مثل		عصر مثلین		مغرب		عشاء	
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۴	۲۴	۵	۴۱	۱۱	۳۹	۳	۰۵	۳	۵۸	۵	۳۸	۶	۵۱
۲	۴	۲۴	۵	۴۱	۱۱	۳۹	۳	۰۴	۳	۵۷	۵	۳۷	۶	۵۰
۳	۴	۲۵	۵	۴۲	۱۱	۳۹	۳	۰۳	۳	۵۶	۵	۳۶	۶	۴۹
۴	۴	۲۵	۵	۴۲	۱۱	۳۸	۳	۰۲	۳	۵۵	۵	۳۴	۶	۴۷
۵	۴	۲۵	۵	۴۳	۱۱	۳۸	۳	۰۱	۳	۵۴	۵	۳۳	۶	۴۶
۶	۴	۲۶	۵	۴۳	۱۱	۳۸	۳	۰۱	۳	۵۳	۵	۳۲	۶	۴۵
۷	۴	۲۶	۵	۴۴	۱۱	۳۷	۳	۰۰	۳	۵۲	۵	۳۱	۶	۴۴
۸	۴	۲۷	۵	۴۴	۱۱	۳۷	۲	۵۹	۳	۵۱	۵	۳۰	۶	۴۳
۹	۴	۲۷	۵	۴۴	۱۱	۳۷	۲	۵۹	۳	۵۰	۵	۲۹	۶	۴۲
۱۰	۴	۲۸	۵	۴۵	۱۱	۳۷	۲	۵۸	۳	۴۹	۵	۲۸	۶	۴۱
۱۱	۴	۲۸	۵	۴۵	۱۱	۳۶	۲	۵۷	۳	۴۸	۵	۲۷	۶	۴۰
۱۲	۴	۲۹	۵	۴۶	۱۱	۳۶	۲	۵۷	۳	۴۷	۵	۲۶	۶	۳۹
۱۳	۴	۲۹	۵	۴۶	۱۱	۳۶	۲	۵۶	۳	۴۷	۵	۲۵	۶	۳۸
۱۴	۴	۲۹	۵	۴۷	۱۱	۳۶	۲	۵۶	۳	۴۶	۵	۲۴	۶	۳۷
۱۵	۴	۳۰	۵	۴۷	۱۱	۳۵	۲	۵۵	۳	۴۵	۵	۲۳	۶	۳۶
۱۶	۴	۳۰	۵	۴۸	۱۱	۳۵	۲	۵۵	۳	۴۴	۵	۲۲	۶	۳۵
۱۷	۴	۳۱	۵	۴۸	۱۱	۳۵	۲	۵۴	۳	۴۴	۵	۲۱	۶	۳۴
۱۸	۴	۳۱	۵	۴۹	۱۱	۳۵	۲	۵۳	۳	۴۳	۵	۲۰	۶	۳۳
۱۹	۴	۳۲	۵	۴۹	۱۱	۳۴	۲	۵۲	۳	۴۲	۵	۱۹	۶	۳۲
۲۰	۴	۳۲	۵	۵۰	۱۱	۳۴	۲	۵۲	۳	۴۲	۵	۱۸	۶	۳۱
۲۱	۴	۳۳	۵	۵۰	۱۱	۳۴	۲	۵۱	۳	۴۱	۵	۱۷	۶	۳۰
۲۲	۴	۳۳	۵	۵۱	۱۱	۳۴	۲	۵۱	۳	۴۰	۵	۱۷	۶	۲۹
۲۳	۴	۳۴	۵	۵۲	۱۱	۳۴	۲	۵۰	۳	۳۹	۵	۱۶	۶	۲۸
۲۴	۴	۳۴	۵	۵۲	۱۱	۳۴	۲	۵۰	۳	۳۸	۵	۱۵	۶	۲۷
۲۵	۴	۳۵	۵	۵۳	۱۱	۳۴	۲	۴۹	۳	۳۸	۵	۱۵	۶	۲۶
۲۶	۴	۳۶	۵	۵۳	۱۱	۳۴	۲	۴۸	۳	۳۷	۵	۱۴	۶	۲۵
۲۷	۴	۳۶	۵	۵۴	۱۱	۳۳	۲	۴۸	۳	۳۶	۵	۱۳	۶	۲۴
۲۸	۴	۳۷	۵	۵۴	۱۱	۳۳	۲	۴۷	۳	۳۵	۵	۱۲	۶	۲۳
۲۹	۴	۳۷	۵	۵۵	۱۱	۳۳	۲	۴۶	۳	۳۴	۵	۱۱	۶	۲۲
۳۰	۴	۳۷	۵	۵۶	۱۱	۳۳	۲	۴۶	۳	۳۳	۵	۱۱	۶	۲۱
۳۱	۴	۳۸	۵	۵۶	۱۱	۳۳	۲	۴۶	۳	۳۳	۵	۱۰	۶	۲۰

نومبر	فجر	طلوع آفتاب	ظہر	عصر مثل	عصر مثلین	مغرب	عشاء
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ
۱	۴	۳۹	۵	۵۷	۱۱	۳۳	۲
۲	۴	۳۹	۵	۵۸	۱۱	۳۳	۲
۳	۴	۴۰	۵	۵۸	۱۱	۳۳	۲
۴	۴	۴۰	۵	۵۹	۱۱	۳۳	۲
۵	۴	۴۱	۵	۵۹	۱۱	۳۳	۲
۶	۴	۴۱	۶	۰۰	۱۱	۳۳	۲
۷	۴	۴۱	۶	۰۱	۱۱	۳۳	۲
۸	۴	۴۲	۶	۰۱	۱۱	۳۳	۲
۹	۴	۴۳	۶	۰۲	۱۱	۳۳	۲
۱۰	۴	۴۳	۶	۰۳	۱۱	۳۳	۲
۱۱	۴	۴۴	۶	۰۴	۱۱	۳۴	۲
۱۲	۴	۴۴	۶	۰۴	۱۱	۳۴	۲
۱۳	۴	۴۵	۶	۰۵	۱۱	۳۴	۲
۱۴	۴	۴۶	۶	۰۶	۱۱	۳۴	۲
۱۵	۴	۴۶	۶	۰۶	۱۱	۳۴	۲
۱۶	۴	۴۷	۶	۰۷	۱۱	۳۴	۲
۱۷	۴	۴۷	۶	۰۸	۱۱	۳۵	۲
۱۸	۴	۴۸	۶	۰۹	۱۱	۳۵	۲
۱۹	۴	۴۹	۶	۰۹	۱۱	۳۵	۲
۲۰	۴	۴۹	۶	۱۰	۱۱	۳۵	۲
۲۱	۴	۵۰	۶	۱۱	۱۱	۳۵	۲
۲۲	۴	۵۱	۶	۱۱	۱۱	۳۶	۲
۲۳	۴	۵۱	۶	۱۲	۱۱	۳۶	۲
۲۴	۴	۵۲	۶	۱۳	۱۱	۳۶	۲
۲۵	۴	۵۳	۶	۱۴	۱۱	۳۷	۲
۲۶	۴	۵۳	۶	۱۴	۱۱	۳۷	۲
۲۷	۴	۵۴	۶	۱۵	۱۱	۳۷	۲
۲۸	۴	۵۵	۶	۱۶	۱۱	۳۸	۲
۲۹	۴	۵۵	۶	۱۷	۱۱	۳۸	۲
۳۰	۴	۵۶	۶	۱۷	۱۱	۳۸	۲

دسمبر	فجر	طلوع آفتاب	ظہر	عصر مثل	عصر مثلین	مغرب	عشاء
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ
۱	۴	۵۶	۶	۱۸	۱۱	۳۹	۲
۲	۴	۵۷	۶	۱۸	۱۱	۳۹	۲
۳	۴	۵۷	۶	۱۹	۱۱	۴۰	۲
۴	۴	۵۸	۶	۲۰	۱۱	۴۰	۲
۵	۴	۵۹	۶	۲۱	۱۱	۴۰	۲
۶	۴	۵۹	۶	۲۱	۱۱	۴۱	۲
۷	۵	۰۰	۶	۲۲	۱۱	۴۱	۲
۸	۵	۰۰	۶	۲۳	۱۱	۴۲	۲
۹	۵	۰۱	۶	۲۴	۱۱	۴۲	۲
۱۰	۵	۰۲	۶	۲۴	۱۱	۴۳	۲
۱۱	۵	۰۲	۶	۲۵	۱۱	۴۳	۲
۱۲	۵	۰۳	۶	۲۵	۱۱	۴۴	۲
۱۳	۵	۰۴	۶	۲۶	۱۱	۴۴	۲
۱۴	۵	۰۴	۶	۲۶	۱۱	۴۵	۲
۱۵	۵	۰۵	۶	۲۷	۱۱	۴۵	۲
۱۶	۵	۰۶	۶	۲۸	۱۱	۴۶	۲
۱۷	۵	۰۶	۶	۲۸	۱۱	۴۶	۲
۱۸	۵	۰۷	۶	۲۹	۱۱	۴۷	۲
۱۹	۵	۰۷	۶	۳۰	۱۱	۴۷	۲
۲۰	۵	۰۸	۶	۳۱	۱۱	۴۸	۲
۲۱	۵	۰۸	۶	۳۱	۱۱	۴۸	۲
۲۲	۵	۰۹	۶	۳۲	۱۱	۴۹	۲
۲۳	۵	۰۹	۶	۳۲	۱۱	۴۹	۲
۲۴	۵	۱۰	۶	۳۳	۱۱	۵۰	۲
۲۵	۵	۱۰	۶	۳۳	۱۱	۵۰	۲
۲۶	۵	۱۱	۶	۳۴	۱۱	۵۱	۲
۲۷	۵	۱۱	۶	۳۴	۱۱	۵۱	۲
۲۸	۵	۱۲	۶	۳۵	۱۱	۵۲	۲
۲۹	۵	۱۳	۶	۳۵	۱۱	۵۳	۲
۳۰	۵	۱۳	۶	۳۵	۱۱	۵۳	۲
۳۱	۵	۱۳	۶	۳۵	۱۱	۵۳	۲

(۸) نقشہ میں جو عرض البلد دیئے ہیں، ان کے درمیانی عرض کے اوقات معلوم کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر دو

جدول اوقات نماز مختلف بلاد ہندوستان اور ان کے طول و عرض اور قبلہ

(جھاڑکھنڈ)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
دھنباڈ	-۷	۲۳ ۷۹	۸۹ ۳۳	(N/W) ۹ ۱۹	گڈا	-۹	۲۳ ۸۳	۸۷ ۲۲	(N/W) ۲ ۲۸
جھشیڈپور	-۸	۲۳ ۸۰	۸۹ ۳۰	(N/W) ۷ ۱۹	مہاگما	-۱۰	۲۵ ۳۰	۸۷ ۳۲	(N/W) ۵ ۱۷
راچی	+۶	۲۳ ۳۵	۸۵ ۳۳						

(اتر پردیش)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
گوڈا	+۱۵	۲۷ ۲۵	۸۶ ۶۰	(N/W) ۰ ۲۷	گورکھپور	+۸	۲۹ ۷۵	۸۳ ۳۶	(N/W) ۵ ۱۵
آگرہ	+۳۱	۲۷ ۱۸	۷۸ ۲۰	(S/W) ۱ ۲۰	علی گڑھ	+۳۲	۲۷ ۸۸	۷۸ ۱۰	(S/W) ۴ ۲۰
الہ آباد	+۱۳	۲۵ ۳۵	۸۱ ۸۵	(N/W) ۲ ۵۱	اعظم گڑھ	+۹	۲۹ ۶۰	۸۳ ۱۹	(N/W) ۲ ۲۸
بہرائچ	+۱۷	۲۷ ۵۹	۸۱ ۵۹	(N/W) ۳ ۳۰	بریلی	+۲۷	۲۸ ۳۶	۷۹ ۱۰	(S/W) ۲ ۱۰
جون پور	+۱۰	۲۵ ۷۳	۸۲ ۶۸	(N/W) ۲ ۵۰	کانپور	+۲۱	۲۹ ۵۰	۸۳ ۳۰	(N/W) ۲ ۲۶
لکھنؤ	+۱۹	۲۸ ۸۰	۸۰ ۶۰	(N/W) ۲ ۱۰	منو	+۱۸	۲۵ ۹۴	۸۳ ۵۶	(N/W) ۲ ۱۶
میرٹھ	+۳۵	۲۸ ۹۹	۷۷ ۷۰	(S/W) ۳ ۵۲	مظفرنگر	+۳۶	۲۹ ۷۷	۷۷ ۷۰	(S/W) ۲ ۳۵
نویڈا	+۳۵	۲۸ ۵۷	۷۷ ۳۲	(S/W) ۳ ۳۵	پیلی بھیت	+۲۶	۲۸ ۵۵	۸۰ ۱۰	(S/W) ۲ ۱۳
رام پور	+۲۹	۲۸ ۸۰	۷۶ ۶۰	(S/W) ۲ ۵۴	سہارنپور	+۳۷	۲۹ ۶۶	۷۷ ۵۴	(S/W) ۲ ۲۳
شاہجہاں پور	+۲۴	۲۸ ۶۰	۷۶ ۸۳	(S/W) ۲ ۸۰	بنارس	+۸	۲۵ ۲۸	۸۶ ۶۶	(N/W) ۳ ۲۷

(بنگلہ)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
کولکاتا	-۱۷	۲۴ ۵۶	۸۸ ۳۶	(N/W) ۸ ۷	کھڑگپور	-۱۴	۲۴ ۳۳	۸۷ ۳۲	(N/W) ۸ ۷

عرض البلد کا درمیانی وقت بتیس منٹ یا اس سے کم ہو تو اوسط وقت نکال لیں، چونکہ تیس عرض البلد تک کے درمیانی

(مدھیہ پردیش)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
گوالیار	+۲۹	۲۹ ۴۲	۷۸ ۱۷	(N/W) ۴۱°	آشتا	+۳۰	۲۳ ۴۰	۷۹ ۷۲	(N/W) ۴۰°
بھوپال	+۲۸	۲۳ ۴۵	۷۸ ۲۱	(N/W) ۴۰°	اندور	+۳۴	۲۲ ۷۰	۷۵ ۴۰	(N/W) ۴۲°
جبل پور	+۱۷	۲۳ ۱۶	۷۹ ۴۳	(N/W) ۵۱°					

(گجرات)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
گاندھی نگر	+۴۷	۲۳ ۴۲	۷۸ ۴۶	(N/W) ۴۵°	ہانسوٹ	+۴۴	۲۱ ۵۸	۷۶ ۸۰	(N/W) ۵۱°
احمد آباد	+۴۷	۲۳ ۴۵	۷۸ ۴۶	(N/W) ۴۵°	بھاروچ	+۴۳	۲۱ ۷۰	۷۶ ۴۷	(N/W) ۴۱°
بھونگر	+۴۶	۲۱ ۷۶	۷۸ ۴۶	(N/W) ۴۵°	جمبوسر	+۴۵	۲۲ ۵۰	۷۶ ۸۰	(N/W) ۵۱°
پور بندر	+۵۷	۲۱ ۴۳	۷۹ ۴۰	(N/W) ۵۱°	سورت	+۴۳	۲۱ ۱۷	۷۶ ۸۳	(N/W) ۴۲°
برودڑ	+۴۴	۲۲ ۴۰	۷۸ ۴۶	(N/W) ۴۲°					

(کرناٹک)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
بیدر	+۲۰	۱۷ ۴۰	۷۵ ۵۰	(N/W) ۱۲°	بیجاپور	+۲۶	۱۹ ۸۳	۷۵ ۷۲	(N/W) ۳۳°
چھترادرگا	+۱۹	۱۴ ۴۰	۷۵ ۴۰	(N/W) ۱۲°	دوانگری	+۲۱	۱۴ ۴۶	۷۵ ۴۲	(N/W) ۱۶°
دھاروڈ	+۲۶	۱۵ ۴۵	۷۵ ۴۸	(N/W) ۱۵°	گلبرگہ	+۲۲	۱۲ ۴۳	۷۹ ۸۳	(N/W) ۱۴°
بنگلور	+۱۲	۱۴ ۴۶	۷۵ ۵۶	(N/W) ۱۸°	بھٹکل	+۲۶	۱۳ ۴۶	۷۶ ۴۶	(N/W) ۱۲°
کرور	+۲۹	۱۴ ۸۰	۷۶ ۱۳	(N/W) ۱۹°	منگلور	+۲۳	۱۴ ۸۷	۷۶ ۸۸	(N/W) ۱۹°
میسور	+۱۵	۱۴ ۴۰	۷۶ ۴۰	(N/W) ۱۹°	رائے چور	+۱۸	۱۹ ۴۰	۷۷ ۴۷	(N/W) ۱۴°
رائی پور	+۲۳	۱۴ ۴۱	۷۵ ۴۱	(N/W) ۱۹°	اودھاپی	+۲۴	۱۳ ۴۳	۷۷ ۷۲	(N/W) ۱۸°
ہاویری	+۲۴	۱۴ ۸۰	۷۵ ۴۰	(N/W) ۱۹°	ہبلی	+۲۶	۱۵ ۴۶	۷۵ ۸۰	(N/W) ۱۵°
ہلگام	+۲۹	۱۵ ۸۵	۷۵ ۵۰	(N/W) ۲۱°	بیلاراج	+۱۸	۱۵ ۸۵	۷۶ ۴۱	(N/W) ۱۵°



اوقات میں بتیس منٹ سے زیادہ فرق نہیں ہوتا، اس لئے ان میں اوسط نکال لینا کافی ہے۔

(تابل ناڈو)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
کوئمباٹور	+۱۲	۱۱°	۷۷°	(N/W) ۱۱° ۱۱'	چنئی	+۲	۱۳°	۷۷°	(N/W) ۱۲° ۵۹'
پانڈیچری	+۲	۱۱° ۳۳'	۷۸° ۲۸'	(N/W) ۱۱° ۳۳'	تروچیراپلی	+۵	۱۰° ۱۰'	۷۸° ۲۸'	(N/W) ۱۰° ۵۷'
ترونیلیوی	+۵	۱۱° ۳۳'	۷۸° ۲۸'	(N/W) ۱۱° ۳۳'	کنیا کماری	+۵	۱۱° ۳۳'	۷۸° ۲۸'	(N/W) ۱۱° ۳۳'
مادورائے	+۶	۱۱° ۳۳'	۷۸° ۲۸'	(N/W) ۱۱° ۳۳'					

(کیرل)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
کوزہیکوڈ	+۱۷	۱۱° ۳۳'	۷۷° ۷۷'	(N/W) ۱۱° ۳۳'	تریوندرم	+۸	۱۱° ۳۳'	۷۷° ۷۷'	(N/W) ۱۱° ۳۳'

(راجستھان)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
چتر گڈھ	+۲۲	۱۱° ۳۳'	۷۷° ۷۷'	(N/W) ۱۱° ۳۳'	اجمیر	+۲۲	۱۱° ۳۳'	۷۷° ۷۷'	(S/W) ۱۱° ۳۳'
بھیلوارا	+۲۲	۱۱° ۳۳'	۷۷° ۷۷'	(N/W) ۱۱° ۳۳'	جے پور	+۳۹	۱۱° ۳۳'	۷۷° ۷۷'	(N/W) ۱۱° ۳۳'

(مہاراشٹرا)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
آکولا	+۲۶	۱۱° ۳۳'	۷۷° ۷۷'	(N/W) ۱۱° ۳۳'	اورنگ آباد	+۳۱	۱۱° ۳۳'	۷۷° ۷۷'	(N/W) ۱۱° ۳۳'
جل گاؤں	+۳۲	۱۱° ۳۳'	۷۷° ۷۷'	(N/W) ۱۱° ۳۳'	ممبئی	+۴۰	۱۱° ۳۳'	۷۷° ۷۷'	(N/W) ۱۱° ۳۳'
ناگپور	+۱۸	۱۱° ۳۳'	۷۷° ۷۷'	(N/W) ۱۱° ۳۳'	ناسک	+۳۸	۱۱° ۳۳'	۷۷° ۷۷'	(N/W) ۱۱° ۳۳'
پرہانی	+۲۷	۱۱° ۳۳'	۷۷° ۷۷'	(N/W) ۱۱° ۳۳'	پونے	+۳۶	۱۱° ۳۳'	۷۷° ۷۷'	(N/W) ۱۱° ۳۳'

(دہلی، اینڈمان و نیکوبار)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
نئی دہلی	+۳۶	۱۱° ۳۳'	۷۷° ۷۷'	(S/W) ۱۱° ۳۳'	پورٹ بلائر	+۱۰	۱۱° ۳۳'	۷۷° ۷۷'	(N/W) ۱۱° ۳۳'

### مثال:

کراچی (۲۵ عرض البلد) میں ۲۰ دسمبر کی صبح صادق کا وقت یوں نکلے گا عرض ۲۰ = گھنٹہ ۲۷ منٹ، عرض ۳۰ = ۵ گھنٹہ ۴۳ منٹ (اوسط = ۵ گھنٹہ ۳۵ منٹ) - (فرق نصف النہار = ۲ منٹ) + (فرق طول البلد = ۳۲ منٹ) =

#### (پنجاب و ہریانہ)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
چنڈی گڑھ	+۴۰	۲۵ ۳۰	۷۹ ۷۸	(S/W) ۹۵۱	گرگاؤں	+۳۷	۲۸ ۲۷	۷۷ ۷۷	(S/W) ۹۴۰
امرتسر	+۵۰	۳۱ ۴۴	۷۶ ۷۶	(S/W) ۹۴۸					

#### (آسام، میگھالیہ)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
گواہاٹی	-۲۵	۱۸ ۲۶	۹۲ ۹۳	(N/W) ۵۴۰	شیلوگ	-۳۳	۵۶ ۲۵	۸۸ ۹۱	(N/W) ۹۱۷

#### (اڑیسہ)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
ہلدیہ	-۱۰	۳۴ ۳۴	۹۱ ۸۸	(N/W) ۸۱۸	بدرک	-۱۱	۶ ۲۱	۵۰ ۸۹	(N/W) ۹۱۶
بھونیشور	-۱۱	۲۷ ۲۷	۸۳ ۸۵	(N/W) ۸۱۲					

#### (آندھرا پردیش (دکن))

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
کرنول	+۱۵	۱۵ ۸۳	۷۸ ۷۸	(N/W) ۱۴۴	مچیلی پٹنم	+۳	۱۷ ۱۷	۱۰ ۸۱	(N/W) ۱۴۱۸
مینگلگری	+۶	۳۳ ۱۹	۵۵ ۸۰	(N/W) ۱۴۵۷	وجے وارا	+۶	۵۰ ۱۹	۴۴ ۸۰	(N/W) ۱۴۵۰
حیدرآباد	+۱۵	۲۷ ۱۲	۸۸ ۷۸	(N/W) ۱۴۴۴					

#### (چھتیس گڑھ، اتر اگھنڈ)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
ہلدوانی	+۲۸	۲۹ ۲۲	۷۲ ۷۲	(S/W) ۹۱۰	بھیلانے	+۹	۲۱ ۲۱	۸۱ ۸۱	(N/W) ۸۱۵
جدلپور	+۴	۷ ۱۹	۸۲ ۸۲	(N/W) ۸۱۹	رائے پور	+۸	۱۴ ۲۱	۸۱ ۸۱	(N/W) ۸۱۷

۶ گھنٹہ ۵ منٹ صحیح وقت ۶ گھنٹہ ۴ منٹ ہے اوسط لینے سے صرف ایک منٹ فرق آیا جو معمولی ہے، بتیس منٹ سے زیادہ فرق ہو تو مندرجہ ذیل جدول سے کام لیں۔

فرق عرض البلد      فرق وقت

منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	°	°
۸۰	۷۵	۷۰	۶۵	۶۰	۵۵	۵۰	۴۵	۴۰	۳۵	۲۰	۵۰
۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۱	۶-۰	۱۵-۰
۵	۵	۵	۵	۵	۴	۴	۴	۳	۳	۱۲-۰	۳۰-۰
۷	۷	۷	۷	۷	۷	۶	۵	۵	۴	۱۸-۰	۴۵-۰
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۹	۸	۷	۷	۶	۲۴-۰	۰۰-۱
۱۳	۱۲	۱۳	۱۲	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۹	۸	۳۰-۰	۱۵-۱
۱۶	۱۶	۱۵	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۳۶-۰	۳۰-۱
۱۹	۱۹	۱۸	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۴۲-۰	۴۵-۱
۲۲	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۵	۱۴	۱۳	۴۸-۰	۰۰-۲
۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۱۹	۱۸	۱۷	۱۵	۵۴-۰	۱۵-۲
۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۲	۲۰	۱۸	۱۶	۰۰-۰	۳۰-۲
۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۴	۲۲	۲۰	۶-۱	۴۵-۲
۳۶	۳۴	۳۳	۳۲	۳۱	۲۹	۲۷	۲۶	۲۴	۲۲	۱۲-۱	۰۰-۳
۴۰	۳۸	۳۷	۳۶	۳۴	۳۱	۲۹	۲۷	۲۶	۲۴	۱۸-۱	۱۵-۳
۴۴	۴۲	۴۱	۳۹	۳۷	۳۴	۳۱	۲۹	۲۷	۲۴	۲۴-۱	۳۰-۳
۴۸	۴۶	۴۴	۴۳	۴۰	۳۷	۳۴	۳۱	۲۸	۲۵	۳۰-۱	۴۵-۳
۵۳	۵۱	۴۸	۴۷	۴۴	۴۱	۳۷	۳۴	۳۰	۲۷	۳۶-۱	۰۰-۴
۵۸	۵۶	۵۳	۵۱	۴۸	۴۴	۴۰	۳۶	۳۳	۲۹	۴۲-۱	۱۵-۴
۶۴	۶۱	۵۸	۵۵	۵۲	۴۷	۴۳	۳۹	۳۵	۳۱	۴۸-۱	۳۰-۴
۷۲	۶۸	۶۴	۶۰	۵۶	۵۱	۴۷	۴۲	۳۸	۳۳	۵۴-۱	۴۵-۴
۸۰	۷۵	۷۰	۶۵	۶۰	۵۵	۵۰	۴۵	۴۰	۳۵	۰۰-۲	۰۰-۵

(ہیما چل پرولیش)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
رشی کیش	+۳۴	۱۰ ۳۰	۶۹ ۷۸	۷۵ (S/W)	رورکی	+۳۵	۷۷ ۶۹	۷۸ ۷۷	۷۵ (N/W)

**نوٹ:** اوقات نماز کے مختلف جدول ”مؤذن الاوقات، اسلامک اکیڈمی پاکستان، اسلامک سائنس اکیڈمی

پاکستان، جدول اوقات امارت شرعیہ، انٹرنیٹ کے مختلف سائڈس“ سے ماخوذ ہے۔ (انہیں)

توضیح:

وہ عرض البلد جو آئندہ نقشہ میں پانچ درجہ کے فرق سے لکھے گئے ہیں یعنی ۳۰ تا ۵۰، ان میں سے دو کے اوقات میں ۳۵ منٹ کا فرق ہو تو درمیانی عرض میں سے ۱۵ دقیقہ پر ایک منٹ فرق آئے گا، اور جو عرض البلد دو درجہ کے فرق سے لکھے گئے ہیں یعنی ۵۰ تا ۶۰ ان میں سے دو کے اوقات میں ۳۵ منٹ کا تفاوت ہو تو درمیانی عرض میں چھ دقیقہ پر ایک منٹ فرق نکلے گا۔

تنبیہ:

اوقات میں دو تین منٹ کی احتیاط لازم ہے، خصوصاً ۴۵ عرض البلد سے زائد عرض پر زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔







[illegible]







عرض شمالی	درجہ	وقت	نمبر، جنوری	عرض جنوبی	مئی، جولائی
۲۰	۲۳	فجر	۱۲-۱۱	۱۹	۲۲
۱۰	۱۰	طلوع	۱۱	۱۸	۱۸
۰	۵	اشراق	۱۰	۱۷	۱۷
	۵	عصر (۱)	۹	۱۶	۱۶
	۵	عصر (۲)	۸	۱۵	۱۵
	۵	غروب	۷	۱۴	۱۴
	۵	عشاء (۱)	۶	۱۳	۱۳
	۵	عشاء (۲)	۵	۱۲	۱۲
	۵	فجر	۴	۱۱	۱۱
	۵	طلوع	۳	۱۰	۱۰
	۵	اشراق	۲	۹	۹
	۵	عصر (۱)	۱	۸	۸
	۵	عصر (۲)	۰	۷	۷
	۵	غروب	۲۹	۶	۶
	۵	عشاء (۱)	۲۸	۵	۵
	۵	عشاء (۲)	۲۷	۴	۴
	۵	فجر	۲۶	۳	۳
	۵	طلوع	۲۵	۲	۲
	۵	اشراق	۲۴	۱	۱
	۵	عصر (۱)	۲۳	۰	۰
	۵	عصر (۲)	۲۲	۲۹	۲۹
	۵	غروب	۲۱	۲۸	۲۸
	۵	عشاء (۱)	۲۰	۲۷	۲۷
	۵	عشاء (۲)	۱۹	۲۶	۲۶
	۵	فجر	۱۸	۲۵	۲۵
	۵	طلوع	۱۷	۲۴	۲۴
	۵	اشراق	۱۶	۲۳	۲۳
	۵	عصر (۱)	۱۵	۲۲	۲۲
	۵	عصر (۲)	۱۴	۲۱	۲۱
	۵	غروب	۱۳	۲۰	۲۰
	۵	عشاء (۱)	۱۲	۱۹	۱۹
	۵	عشاء (۲)	۱۱	۱۸	۱۸
	۵	فجر	۱۰	۱۷	۱۷
	۵	طلوع	۹	۱۶	۱۶
	۵	اشراق	۸	۱۵	۱۵
	۵	عصر (۱)	۷	۱۴	۱۴
	۵	عصر (۲)	۶	۱۳	۱۳
	۵	غروب	۵	۱۲	۱۲
	۵	عشاء (۱)	۴	۱۱	۱۱
	۵	عشاء (۲)	۳	۱۰	۱۰
	۵	فجر	۲	۹	۹
	۵	طلوع	۱	۸	۸
	۵	اشراق	۰	۷	۷
	۵	عصر (۱)	۲۹	۶	۶
	۵	عصر (۲)	۲۸	۵	۵
	۵	غروب	۲۷	۴	۴
	۵	عشاء (۱)	۲۶	۳	۳
	۵	عشاء (۲)	۲۵	۲	۲
	۵	فجر	۲۴	۱	۱
	۵	طلوع	۲۳	۰	۰
	۵	اشراق	۲۲	۲۹	۲۹
	۵	عصر (۱)	۲۱	۲۸	۲۸
	۵	عصر (۲)	۲۰	۲۷	۲۷
	۵	غروب	۱۹	۲۶	۲۶
	۵	عشاء (۱)	۱۸	۲۵	۲۵
	۵	عشاء (۲)	۱۷	۲۴	۲۴
	۵	فجر	۱۶	۲۳	۲۳
	۵	طلوع	۱۵	۲۲	۲۲
	۵	اشراق	۱۴	۲۱	۲۱
	۵	عصر (۱)	۱۳	۲۰	۲۰
	۵	عصر (۲)	۱۲	۱۹	۱۹
	۵	غروب	۱۱	۱۸	۱۸
	۵	عشاء (۱)	۱۰	۱۷	۱۷
	۵	عشاء (۲)	۹	۱۶	۱۶
	۵	فجر	۸	۱۵	۱۵
	۵	طلوع	۷	۱۴	۱۴
	۵	اشراق	۶	۱۳	۱۳
	۵	عصر (۱)	۵	۱۲	۱۲
	۵	عصر (۲)	۴	۱۱	۱۱
	۵	غروب	۳	۱۰	۱۰
	۵	عشاء (۱)	۲	۹	۹
	۵	عشاء (۲)	۱	۸	۸
	۵	فجر	۰	۷	۷
	۵	طلوع	۲۹	۶	۶
	۵	اشراق	۲۸	۵	۵
	۵	عصر (۱)	۲۷	۴	۴
	۵	عصر (۲)	۲۶	۳	۳
	۵	غروب	۲۵	۲	۲
	۵	عشاء (۱)	۲۴	۱	۱
	۵	عشاء (۲)	۲۳	۰	۰
	۵	فجر	۲۲	۲۹	۲۹
	۵	طلوع	۲۱	۲۸	۲۸
	۵	اشراق	۲۰	۲۷	۲۷
	۵	عصر (۱)	۱۹	۲۶	۲۶
	۵	عصر (۲)	۱۸	۲۵	۲۵
	۵	غروب	۱۷	۲۴	۲۴
	۵	عشاء (۱)	۱۶	۲۳	۲۳
	۵	عشاء (۲)	۱۵	۲۲	۲۲
	۵	فجر	۱۴	۲۱	۲۱
	۵	طلوع	۱۳	۲۰	۲۰
	۵	اشراق	۱۲	۱۹	۱۹
	۵	عصر (۱)	۱۱	۱۸	۱۸
	۵	عصر (۲)	۱۰	۱۷	۱۷
	۵	غروب	۹	۱۶	۱۶
	۵	عشاء (۱)	۸	۱۵	۱۵
	۵	عشاء (۲)	۷	۱۴	۱۴
	۵	فجر	۶	۱۳	۱۳
	۵	طلوع	۵	۱۲	۱۲
	۵	اشراق	۴	۱۱	۱۱
	۵	عصر (۱)	۳	۱۰	۱۰
	۵	عصر (۲)	۲	۹	۹
	۵	غروب	۱	۸	۸
	۵	عشاء (۱)	۰	۷	۷
	۵	عشاء (۲)	۲۹	۶	۶
	۵	فجر	۲۸	۵	۵
	۵	طلوع	۲۷	۴	۴
	۵	اشراق	۲۶	۳	۳
	۵	عصر (۱)	۲۵	۲	۲
	۵	عصر (۲)	۲۴	۱	۱
	۵	غروب	۲۳	۰	۰
	۵	عشاء (۱)	۲۲	۲۹	۲۹
	۵	عشاء (۲)	۲۱	۲۸	۲۸
	۵	فجر	۲۰	۲۷	۲۷
	۵	طلوع	۱۹	۲۶	۲۶
	۵	اشراق	۱۸	۲۵	۲۵
	۵	عصر (۱)	۱۷	۲۴	۲۴
	۵	عصر (۲)	۱۶	۲۳	۲۳
	۵	غروب	۱۵	۲۲	۲۲
	۵	عشاء (۱)	۱۴	۲۱	۲۱
	۵	عشاء (۲)	۱۳	۲۰	۲۰
	۵	فجر	۱۲	۱۹	۱۹
	۵	طلوع	۱۱	۱۸	۱۸
	۵	اشراق	۱۰	۱۷	۱۷
	۵	عصر (۱)	۹	۱۶	۱۶
	۵	عصر (۲)	۸	۱۵	۱۵
	۵	غروب	۷	۱۴	۱۴
	۵	عشاء (۱)	۶	۱۳	۱۳
	۵	عشاء (۲)	۵	۱۲	۱۲
	۵	فجر	۴	۱۱	۱۱
	۵	طلوع	۳	۱۰	۱۰
	۵	اشراق	۲	۹	۹
	۵	عصر (۱)	۱	۸	۸
	۵	عصر (۲)	۰	۷	۷
	۵	غروب	۲۹	۶	۶
	۵	عشاء (۱)	۲۸	۵	۵
	۵	عشاء (۲)	۲۷	۴	۴
	۵	فجر	۲۶	۳	۳
	۵	طلوع	۲۵	۲	۲
	۵	اشراق	۲۴	۱	۱
	۵	عصر (۱)	۲۳	۰	۰
	۵	عصر (۲)	۲۲	۲۹	۲۹
	۵	غروب	۲۱	۲۸	۲۸
	۵	عشاء (۱)	۲۰	۲۷	۲۷
	۵	عشاء (۲)	۱۹	۲۶	۲۶
	۵	فجر	۱۸	۲۵	۲۵
	۵	طلوع	۱۷	۲۴	۲۴
	۵	اشراق	۱۶	۲۳	۲۳
	۵	عصر (۱)	۱۵	۲۲	۲۲
	۵	عصر (۲)	۱۴	۲۱	۲۱
	۵	غروب	۱۳	۲۰	۲۰
	۵	عشاء (۱)	۱۲	۱۹	۱۹
	۵	عشاء (۲)	۱۱	۱۸	۱۸
	۵	فجر	۱۰	۱۷	۱۷
	۵	طلوع	۹	۱۶	۱۶
	۵	اشراق	۸	۱۵	۱۵
	۵	عصر (۱)	۷	۱۴	۱۴
	۵	عصر (۲)	۶	۱۳	۱۳
	۵	غروب	۵	۱۲	۱۲
	۵	عشاء (۱)	۴	۱۱	۱۱
	۵	عشاء (۲)	۳	۱۰	۱۰
	۵	فجر	۲	۹	۹
	۵	طلوع	۱	۸	۸
	۵	اشراق	۰	۷	۷
	۵	عصر (۱)	۲۹	۶	۶
	۵	عصر (۲)	۲۸	۵	۵
	۵	غروب	۲۷	۴	۴
	۵	عشاء (۱)	۲۶	۳	۳
	۵	عشاء (۲)	۲۵	۲	۲
	۵	فجر	۲۴	۱	۱
	۵	طلوع	۲۳	۰	۰
	۵	اشراق	۲۲	۲۹	۲۹
	۵	عصر (۱)	۲۱	۲۸	۲۸
	۵	عصر (۲)	۲۰	۲۷	۲۷
	۵	غروب	۱۹	۲۶	۲۶
	۵	عشاء (۱)	۱۸	۲۵	۲۵
	۵	عشاء (۲)	۱۷	۲۴	۲۴
	۵	فجر	۱۶	۲۳	۲۳
	۵	طلوع	۱۵	۲۲	۲۲
	۵	اشراق	۱۴	۲۱	۲۱
	۵	عصر (۱)	۱۳	۲۰	۲۰
	۵	عصر (۲)	۱۲	۱۹	۱۹
	۵	غروب	۱۱	۱۸	۱۸
	۵	عشاء (۱)	۱۰	۱۷	۱۷
	۵	عشاء (۲)	۹	۱۶	۱۶
	۵	فجر	۸	۱۵	۱۵
	۵	طلوع	۷	۱۴	۱۴
	۵	اشراق	۶	۱۳	۱۳
	۵	عصر (۱)	۵	۱۲	۱۲
	۵	عصر (۲)	۴	۱۱	۱۱
	۵	غروب	۳	۱۰	۱۰
	۵	عشاء (۱)	۲	۹	۹
	۵	عشاء (۲)	۱	۸	۸
	۵	فجر	۰	۷	۷
	۵	طلوع	۲۹	۶	۶
	۵	اشراق	۲۸	۵	۵
	۵	عصر (۱)	۲۷	۴	۴
	۵	عصر (۲)	۲۶	۳	۳
	۵	غروب	۲۵	۲	۲
	۵	عشاء (۱)	۲۴	۱	۱
	۵	عشاء (۲)	۲۳	۰	۰
	۵	فجر	۲۲	۲۹	۲۹
	۵	طلوع	۲۱	۲۸	۲۸
	۵	اشراق	۲۰	۲۷	۲۷
	۵	عصر (۱)	۱۹	۲۶	۲۶
	۵	عصر (۲)	۱۸	۲۵	۲۵
	۵	غروب	۱۷	۲۴	۲۴
	۵	عشاء (۱)	۱۶	۲۳	۲۳
	۵	عشاء (۲)	۱۵	۲۲	۲۲
	۵	فجر	۱۴	۲۱	۲۱
	۵	طلوع	۱۳	۲۰	۲۰
	۵	اشراق	۱۲	۱۹	۱۹
	۵	عصر (۱)	۱۱	۱۸	۱۸
	۵	عصر (۲)	۱۰	۱۷	۱۷
	۵	غروب	۹	۱۶	۱۶
	۵	عشاء (۱)	۸	۱۵	۱۵
	۵	عشاء (۲)	۷	۱۴	۱۴
	۵	فجر	۶	۱۳	۱۳
	۵	طلوع	۵	۱۲	۱۲
	۵	اشراق	۴	۱۱	۱۱
	۵	عصر (۱)	۳	۱۰	۱۰
	۵	عصر (۲)	۲	۹	۹
	۵	غروب	۱	۸	۸
	۵	عشاء (۱)	۰	۷	۷
	۵	عشاء (۲)	۲۹	۶	۶
	۵	فجر	۲۸	۵	۵
	۵	طلوع	۲۷	۴	۴
	۵	اشراق	۲۶	۳	۳
	۵	عصر (۱)	۲۵	۲	۲
	۵	عصر (۲)	۲۴	۱	۱
	۵	غروب	۲۳	۰	۰
	۵	عشاء (۱)	۲۲	۲۹	۲۹
	۵	عشاء (۲)	۲۱	۲۸	۲۸
	۵	فجر	۲۰	۲۷	۲۷
	۵	طلوع	۱۹	۲۶	۲۶
	۵	اشراق	۱۸	۲۵	۲۵
	۵	عصر (۱)	۱۷	۲۴	۲۴
	۵	عصر (۲)	۱۶	۲۳	۲۳
	۵	غروب	۱۵	۲۲	۲۲
	۵	عشاء (۱)	۱۴	۲۱	۲۱
	۵	عشاء (۲)	۱۳	۲۰	۲۰
	۵	فجر	۱۲	۱۹	

[illegible]



عرض شمالی	نمبر، فروری	درجہ	وقت	گھنٹہ	منٹ	فجر	طلوع	عشاء (۱)	عشاء (۲)	عصر (۱)	عصر (۲)	اشراق	عشاء (۱)	عشاء (۲)	نمبر، فروری
عرض جنوبی	۶۰	۵۸	۵۶	۵۴	۵۲	۵۰	۴۵	۴۰	۳۵	۳۰	۲۵	۲۰	۱۰	۰	اکتوبرہ، فروری
اپریل اگست	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	
۱۲	۳۰	۲۴	۲۲	۲۰	۱۸	۱۶	۱۴	۱۲	۱۰	۸	۶	۴	۲	۰	۹ ۲ ۱۱-۱۲
+۵ -۳	۲۴	۵	۴۱	۵	۴۰	۳۹	۳۸	۳۷	۳۶	۳۵	۳۴	۳۳	۳۲	۳۱	
	۲۴	۷	۳۳	۷	۳۶	۳۶	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	
	۲	۵۳	۷	۴۲	۷	۴۰	۱۹	۲	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	
	۴۸	۱	۵۶	۱	۴۱	۴۹	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	
	۴۱	۲	۳۱	۲	۴۱	۴۹	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	
	۱۸	۲	۲۷	۲	۳۲	۴۰	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	
	۱۸	۵	۵۶	۵	۵۸	۰	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	
	۱۸	۲	۱۹	۲	۴۰	۴۱	۲۲	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	
	۱۵	۲۷	۵	۳۵	۵	۳۴	۳۳	۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	
+۲ -۲	۳۲	۵	۳۵	۵	۴۰	۴۲	۳۳	۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	
	۳۲	۷	۲۶	۷	۴۰	۴۲	۳۳	۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	
	۱۸	۲	۲۵	۲	۴۷	۴۵	۳۹	۳۸	۳۷	۳۶	۳۵	۳۴	۳۳	۳۲	
	۲۸	۲	۳۸	۲	۴۷	۴۵	۳۹	۳۸	۳۷	۳۶	۳۵	۳۴	۳۳	۳۲	
	۲۶	۲	۳۲	۲	۴۰	۴۲	۳۳	۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	
	۲۶	۲	۳۲	۲	۴۰	۴۲	۳۳	۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	
	۲۶	۲	۳۲	۲	۴۰	۴۲	۳۳	۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	
	۲۶	۲	۳۲	۲	۴۰	۴۲	۳۳	۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	
	۲۶	۲	۳۲	۲	۴۰	۴۲	۳۳	۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	
۲۶	۲	۳۲	۲	۴۰	۴۲	۳۳	۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶		



عرض شمالی	درجہ	وقت	فجر	طلوع	غروب	عشاء	اکتوبر فروری																
۱۵ - ۲۱	۲۱	۵	۲	۵۹	۵۷	۵۵	۲۱																
								۲	۵۷	۵۵	۲۱												
												۲	۵۷	۵۵	۲۱								
																۲	۵۷	۵۵	۲۱				
																				۲	۵۷	۵۵	۲۱
	۱۲ +	۵	۲	۵۹	۵۷	۵۵	۲۱																
								۲	۵۷	۵۵	۲۱												
												۲	۵۷	۵۵	۲۱								
																۲	۵۷	۵۵	۲۱				
																				۲	۵۷	۵۵	۲۱
۱۵ - ۱۲	۲۱	۵	۲	۵۹	۵۷	۵۵	۲۱																
								۲	۵۷	۵۵	۲۱												
												۲	۵۷	۵۵	۲۱								
																۲	۵۷	۵۵	۲۱				
																				۲	۵۷	۵۵	۲۱
	۱۳ +	۵	۲	۵۹	۵۷	۵۵	۲۱																
								۲	۵۷	۵۵	۲۱												
												۲	۵۷	۵۵	۲۱								
																۲	۵۷	۵۵	۲۱				
																				۲	۵۷	۵۵	۲۱

[illegible]



عرض شمالی	درجہ	وقت	گھنٹہ	۰	۱۰	منٹ	گھنٹہ	۲۰	عرض جنوبی		
اکتوبر، مارچ	۹ ۳ -۱۳	فجر	۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵۸ ۵۶ ۵۴ ۵۲ ۵۰ ۴۸ ۴۶ ۴۴ ۴۲ ۴۰ ۳۸ ۳۶ ۳۴ ۳۲ ۳۰ ۲۸ ۲۶ ۲۴ ۲۲ ۲۰ ۱۸ ۱۶ ۱۴ ۱۲ ۱۰ ۸ ۶ ۴ ۲ ۰ ۲۰ ۲۲ ۲۴ ۲۶ ۲۸ ۳۰ ۳۲ ۳۴ ۳۶ ۳۸ ۴۰ ۴۲ ۴۴ ۴۶ ۴۸ ۵۰ ۵۲ ۵۴ ۵۶ ۵۸ ۶۰ ۶۲ ۶۴ ۶۶ ۶۸ ۷۰ ۷۲ ۷۴ ۷۶ ۷۸ ۸۰ ۸۲ ۸۴ ۸۶ ۸۸ ۹۰ ۹۲ ۹۴ ۹۶ ۹۸ ۱۰۰		
			۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵	۵
			۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵	۵
		اشراق	۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵	۵
			۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵	۵
			۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵	۵
	۱۲ +۱۲	عصر (۱)	۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵۴ ۵۲ ۵۰ ۴۸ ۴۶ ۴۴ ۴۲ ۴۰ ۳۸ ۳۶ ۳۴ ۳۲ ۳۰ ۲۸ ۲۶ ۲۴ ۲۲ ۲۰ ۱۸ ۱۶ ۱۴ ۱۲ ۱۰ ۸ ۶ ۴ ۲ ۰ ۲۰ ۲۲ ۲۴ ۲۶ ۲۸ ۳۰ ۳۲ ۳۴ ۳۶ ۳۸ ۴۰ ۴۲ ۴۴ ۴۶ ۴۸ ۵۰ ۵۲ ۵۴ ۵۶ ۵۸ ۶۰ ۶۲ ۶۴ ۶۶ ۶۸ ۷۰ ۷۲ ۷۴ ۷۶ ۷۸ ۸۰ ۸۲ ۸۴ ۸۶ ۸۸ ۹۰ ۹۲ ۹۴ ۹۶ ۹۸ ۱۰۰	
			۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵
			۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵
		عصر (۲)	۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵
			۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵
			۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵
نوفمبر، دسمبر	۱۲ -۱۲	غروب (۱)	۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵۴ ۵۲ ۵۰ ۴۸ ۴۶ ۴۴ ۴۲ ۴۰ ۳۸ ۳۶ ۳۴ ۳۲ ۳۰ ۲۸ ۲۶ ۲۴ ۲۲ ۲۰ ۱۸ ۱۶ ۱۴ ۱۲ ۱۰ ۸ ۶ ۴ ۲ ۰ ۲۰ ۲۲ ۲۴ ۲۶ ۲۸ ۳۰ ۳۲ ۳۴ ۳۶ ۳۸ ۴۰ ۴۲ ۴۴ ۴۶ ۴۸ ۵۰ ۵۲ ۵۴ ۵۶ ۵۸ ۶۰ ۶۲ ۶۴ ۶۶ ۶۸ ۷۰ ۷۲ ۷۴ ۷۶ ۷۸ ۸۰ ۸۲ ۸۴ ۸۶ ۸۸ ۹۰ ۹۲ ۹۴ ۹۶ ۹۸ ۱۰۰		
			۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵	۵
			۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵	۵
		غروب (۲)	۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵	۵
			۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵	۵
			۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵	۵
	۱۵ +۱۵	عصر (۱)	۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵۴ ۵۲ ۵۰ ۴۸ ۴۶ ۴۴ ۴۲ ۴۰ ۳۸ ۳۶ ۳۴ ۳۲ ۳۰ ۲۸ ۲۶ ۲۴ ۲۲ ۲۰ ۱۸ ۱۶ ۱۴ ۱۲ ۱۰ ۸ ۶ ۴ ۲ ۰ ۲۰ ۲۲ ۲۴ ۲۶ ۲۸ ۳۰ ۳۲ ۳۴ ۳۶ ۳۸ ۴۰ ۴۲ ۴۴ ۴۶ ۴۸ ۵۰ ۵۲ ۵۴ ۵۶ ۵۸ ۶۰ ۶۲ ۶۴ ۶۶ ۶۸ ۷۰ ۷۲ ۷۴ ۷۶ ۷۸ ۸۰ ۸۲ ۸۴ ۸۶ ۸۸ ۹۰ ۹۲ ۹۴ ۹۶ ۹۸ ۱۰۰	
			۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵
			۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵
		عصر (۲)	۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵
			۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵
			۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵		۵



عرض شمالی	درجہ	وقت	مختبر، مارچ	عرض جنوبی	مارچ، مختبر
۱۵ ۲۷	۱۲ -۹	فجر طلوع اشراق عصر (۱) عصر (۲) غروب عشاء (۱) عشاء (۲)	منٹ	۵	۲۵
				۵	۲۲
				۵	۱۸
				۵	۱۴
				۵	۱۰
				۵	۰۶
				۵	۰۲
				۵	۲۲
				۵	۱۸
				۵	۱۴
				۵	۱۰
				۵	۰۶
۱۸ ۲۲	۱۹ -۸	فجر طلوع اشراق عصر (۱) عصر (۲) غروب عشاء (۱) عشاء (۲)	منٹ	۵	۲۱
				۵	۱۸
				۵	۱۴
				۵	۱۰
				۵	۰۶
				۵	۰۲
				۵	۲۱
				۵	۱۸
				۵	۱۴
				۵	۱۰
				۵	۰۶
				۵	۰۲
۱۸ ۲۲	۱۹ -۸	فجر طلوع اشراق عصر (۱) عصر (۲) غروب عشاء (۱) عشاء (۲)	منٹ	۵	۲۱
				۵	۱۸
				۵	۱۴
				۵	۱۰
				۵	۰۶
				۵	۰۲
				۵	۲۱
				۵	۱۸
				۵	۱۴
				۵	۱۰
				۵	۰۶
				۵	۰۲

[illegible]

عرض شمالی	درجہ	وقت	مختبر، مارچ													
عرض جنوبی	۶۰	۵۸	۵۶	۵۴	۵۲	۵۰	۴۵	۴۰	۳۵	۳۰	۲۰	۱۰	۰	درجہ	عرض شمالی	
مارچ، مختبر	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	گھنٹہ	وقت	مختبر، مارچ	
منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	وقت	مختبر، مارچ	
۳۰	۱۳	۳۱	۳	۴۱	۳	۵۰	۳	۵۷	۳	۲	۱۰	۲۱	۲	۳۰	۲۷	۱۵
۱۰	۹	۳۲	۵	۳۶	۵	۳۷	۵	۳۸	۵	۳۹	۵	۴۱	۵	۴۳	۴۸	۵
۲۰	۱۹	۵۱	۵	۵۲	۵	۵۳	۵	۵۴	۵	۵۵	۵	۵۶	۵	۵۷	۵۸	۵۹
۳۰	۲۹	۵۲	۵	۵۳	۵	۵۴	۵	۵۵	۵	۵۶	۵	۵۷	۵	۵۸	۵۹	۶۰
۴۰	۳۹	۵۳	۵	۵۴	۵	۵۵	۵	۵۶	۵	۵۷	۵	۵۸	۵	۵۹	۶۰	۶۱
۵۰	۴۹	۵۴	۵	۵۵	۵	۵۶	۵	۵۷	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۶۰	۶۱	۶۲
۶۰	۵۹	۵۵	۵	۵۶	۵	۵۷	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۶۰	۵	۶۱	۶۲	۶۳
۷۰	۶۹	۵۶	۵	۵۷	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۶۰	۵	۶۱	۵	۶۲	۶۳	۶۴
۸۰	۷۹	۵۷	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۶۰	۵	۶۱	۵	۶۲	۵	۶۳	۶۴	۶۵
۹۰	۸۹	۵۸	۵	۵۹	۵	۶۰	۵	۶۱	۵	۶۲	۵	۶۳	۵	۶۴	۶۵	۶۶
۱۰۰	۹۹	۵۹	۵	۶۰	۵	۶۱	۵	۶۲	۵	۶۳	۵	۶۴	۵	۶۵	۶۶	۶۷
۱۱۰	۱۰۹	۶۰	۵	۶۱	۵	۶۲	۵	۶۳	۵	۶۴	۵	۶۵	۵	۶۶	۶۷	۶۸
۱۲۰	۱۱۹	۶۱	۵	۶۲	۵	۶۳	۵	۶۴	۵	۶۵	۵	۶۶	۵	۶۷	۶۸	۶۹
۱۳۰	۱۲۹	۶۲	۵	۶۳	۵	۶۴	۵	۶۵	۵	۶۶	۵	۶۷	۵	۶۸	۶۹	۷۰
۱۴۰	۱۳۹	۶۳	۵	۶۴	۵	۶۵	۵	۶۶	۵	۶۷	۵	۶۸	۵	۶۹	۷۰	۷۱
۱۵۰	۱۴۹	۶۴	۵	۶۵	۵	۶۶	۵	۶۷	۵	۶۸	۵	۶۹	۵	۷۰	۷۱	۷۲
۱۶۰	۱۵۹	۶۵	۵	۶۶	۵	۶۷	۵	۶۸	۵	۶۹	۵	۷۰	۵	۷۱	۷۲	۷۳
۱۷۰	۱۶۹	۶۶	۵	۶۷	۵	۶۸	۵	۶۹	۵	۷۰	۵	۷۱	۵	۷۲	۷۳	۷۴
۱۸۰	۱۷۹	۶۷	۵	۶۸	۵	۶۹	۵	۷۰	۵	۷۱	۵	۷۲	۵	۷۳	۷۴	۷۵
۱۹۰	۱۸۹	۶۸	۵	۶۹	۵	۷۰	۵	۷۱	۵	۷۲	۵	۷۳	۵	۷۴	۷۵	۷۶
۲۰۰	۱۹۹	۶۹	۵	۷۰	۵	۷۱	۵	۷۲	۵	۷۳	۵	۷۴	۵	۷۵	۷۶	۷۷
۲۱۰	۲۰۹	۷۰	۵	۷۱	۵	۷۲	۵	۷۳	۵	۷۴	۵	۷۵	۵	۷۶	۷۷	۷۸
۲۲۰	۲۱۹	۷۱	۵	۷۲	۵	۷۳	۵	۷۴	۵	۷۵	۵	۷۶	۵	۷۷	۷۸	۷۹
۲۳۰	۲۲۹	۷۲	۵	۷۳	۵	۷۴	۵	۷۵	۵	۷۶	۵	۷۷	۵	۷۸	۷۹	۸۰
۲۴۰	۲۳۹	۷۳														

[illegible]



[illegible]



عرض شمالی	درجہ	وقت	گھنٹہ	منٹ	۰	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	عرض جنوبی	
اگست، اپریل	۲۲ ۲۰	فجر	۲	۵۹	۲	۲	۲۸	۵۷	۲۹	۵۹	۲۹	۱۹	۲	۵۰	۱۹	
			۵	۵۷	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹
			۶	۵۷	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹
			۳	۵۷	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹
مئی، اگست	۲۲ ۲۰	غروب	۲	۵۹	۲	۲	۲۸	۵۷	۲۹	۵۹	۲۹	۱۹	۲	۵۰	۱۹	
			۵	۵۷	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹
			۶	۵۷	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹
			۳	۵۷	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹
مئی، اگست	۲۲ ۲۰	طلوع	۲	۵۹	۲	۲	۲۸	۵۷	۲۹	۵۹	۲۹	۱۹	۲	۵۰	۱۹	
			۵	۵۷	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹
			۶	۵۷	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹
			۳	۵۷	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹
مئی، اگست	۲۲ ۲۰	اشرق	۲	۵۹	۲	۲	۲۸	۵۷	۲۹	۵۹	۲۹	۱۹	۲	۵۰	۱۹	
			۵	۵۷	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹
			۶	۵۷	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹
			۳	۵۷	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹
مئی، اگست	۲۲ ۲۰	عصر (۱)	۲	۵۹	۲	۲	۲۸	۵۷	۲۹	۵۹	۲۹	۱۹	۲	۵۰	۱۹	
			۵	۵۷	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹
			۶	۵۷	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹
			۳	۵۷	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹
مئی، اگست	۲۲ ۲۰	عصر (۲)	۲	۵۹	۲	۲	۲۸	۵۷	۲۹	۵۹	۲۹	۱۹	۲	۵۰	۱۹	
			۵	۵۷	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹
			۶	۵۷	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹
			۳	۵۷	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹
مئی، اگست	۲۲ ۲۰	غروب	۲	۵۹	۲	۲	۲۸	۵۷	۲۹	۵۹	۲۹	۱۹	۲	۵۰	۱۹	
			۵	۵۷	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹
			۶	۵۷	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹
			۳	۵۷	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹
مئی، اگست	۲۲ ۲۰	عشاء (۱)	۲	۵۹	۲	۲	۲۸	۵۷	۲۹	۵۹	۲۹	۱۹	۲	۵۰	۱۹	
			۵	۵۷	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹
			۶	۵۷	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹
			۳	۵۷	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹
مئی، اگست	۲۲ ۲۰	عشاء (۲)	۲	۵۹	۲	۲	۲۸	۵۷	۲۹	۵۹	۲۹	۱۹	۲	۵۰	۱۹	
			۵	۵۷	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۹
			۶	۵۷	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹	۶	۵۸	۶	۵۹
			۳	۵۷	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹	۳	۵۸	۳	۵۹



عرض شمالی	درجہ	وقت	فروری نومبر	عرض جنوبی
۱۰ ۲ +۵	۰	گھنٹہ	منٹ	۶۰
			۵۸	۵۸
			۵۷	۵۶
			۵۶	۵۵
			۵۵	۵۴
			۵۴	۵۳
			۵۳	۵۲
			۵۲	۵۱
			۵۱	۵۰
			۵۰	۴۹
			۴۹	۴۸
			۴۸	۴۷
۳ ۲ +۵	۰	گھنٹہ	منٹ	۶۰
			۵۸	۵۸
			۵۷	۵۶
			۵۶	۵۵
			۵۵	۵۴
			۵۴	۵۳
			۵۳	۵۲
			۵۲	۵۱
			۵۱	۵۰
			۵۰	۴۹
			۴۹	۴۸
			۴۸	۴۷
۵ ۳ +۶	۰	گھنٹہ	منٹ	۶۰
			۵۸	۵۸
			۵۷	۵۶
			۵۶	۵۵
			۵۵	۵۴
			۵۴	۵۳
			۵۳	۵۲
			۵۲	۵۱
			۵۱	۵۰
			۵۰	۴۹
			۴۹	۴۸
			۴۸	۴۷

عرض شمال	درجہ	وقت	فجر	طلوع	عصر (۱)	عصر (۲)	غروب	عشاء (۱)	عشاء (۲)
عرض جنوبی	فروزی نومبر	منٹ	۹	۲	۱۰	۱	۱۲	۱۱	۱۲
۲۰	گھنٹہ	۰	۳۳	۳	۲	۲	۲	۲	۲
۵۸	گھنٹہ	۰	۵۲	۱۲	۲	۱۵	۲۲	۲	۲
۵۶	گھنٹہ	۱۸	۲	۲	۳۳	۳۳	۲	۲	۲
۵۴	گھنٹہ	۵۱	۱	۳۳	۱۰	۱۸	۲	۲	۲
۵۲	گھنٹہ	۱	۳۳	۲	۲	۲	۲	۲	۲
۵۰	گھنٹہ	۳۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
۴۵	گھنٹہ	۵	۲۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
۴۰	گھنٹہ	۲۹	۳	۲	۲	۲	۲	۲	۲
۳۵	گھنٹہ	۲۷	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
۳۰	گھنٹہ	۲	۱۵	۲	۲	۲	۲	۲	۲
۲۰	گھنٹہ	۲	۱۹	۲	۲	۲	۲	۲	۲
۱۰	گھنٹہ	۲	۳۳	۲	۲	۲	۲	۲	۲
۰	گھنٹہ	۵	۵۷	۲	۲	۲	۲	۲	۲
درجہ	وقت	۸	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
اگست، مئی	۸	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲

عرض شمالی	درجہ	وقت	گھنٹہ	منٹ	عرض جنوبی	گھنٹہ	منٹ
۲۹ ۴۹ ۱۲ -۲ +۱	۰	طلوع فجر	۵۷	۲	۱۵ ۲۷ ۱۱ -۱۵ +۱۳	۰	۰
			۵۶	۱		۰	۰
			۵۵	۱		۰	۰
			۵۴	۲		۰	۰
			۵۳	۳		۰	۰
			۵۲	۴		۰	۰
			۵۱	۵		۰	۰
			۵۰	۶		۰	۰
			۴۹	۷		۰	۰
			۴۸	۸		۰	۰
			۴۷	۹		۰	۰
			۴۶	۱۰		۰	۰
			۴۵	۱۱		۰	۰
			۴۴	۱۲		۰	۰
			۴۳	۱۳		۰	۰
			۴۲	۱۴		۰	۰
			۴۱	۱۵		۰	۰
			۴۰	۱۶		۰	۰
			۳۹	۱۷		۰	۰
			۳۸	۱۸		۰	۰
۲۱ ۲۲ ۱۸ -۲ +۱	۱۰	طلوع فجر	۵۷	۲	۱۸ ۲۲ ۱۸ -۱۵ +۱۳	۰	۰
			۵۶	۱		۰	۰
			۵۵	۱		۰	۰
			۵۴	۲		۰	۰
			۵۳	۳		۰	۰
			۵۲	۴		۰	۰
			۵۱	۵		۰	۰
			۵۰	۶		۰	۰
			۴۹	۷		۰	۰
			۴۸	۸		۰	۰
			۴۷	۹		۰	۰
			۴۶	۱۰		۰	۰
			۴۵	۱۱		۰	۰
			۴۴	۱۲		۰	۰
			۴۳	۱۳		۰	۰
			۴۲	۱۴		۰	۰
			۴۱	۱۵		۰	۰
			۴۰	۱۶		۰	۰
			۳۹	۱۷		۰	۰
			۳۸	۱۸		۰	۰
۲۱ ۲۲ ۱۸ -۲ +۱	۲۰	طلوع فجر	۵۷	۲	۱۸ ۲۲ ۱۸ -۱۵ +۱۳	۰	۰
			۵۶	۱		۰	۰
			۵۵	۱		۰	۰
			۵۴	۲		۰	۰
			۵۳	۳		۰	۰
			۵۲	۴		۰	۰
			۵۱	۵		۰	۰
			۵۰	۶		۰	۰
			۴۹	۷		۰	۰
			۴۸	۸		۰	۰
			۴۷	۹		۰	۰
			۴۶	۱۰		۰	۰
			۴۵	۱۱		۰	۰
			۴۴	۱۲		۰	۰
			۴۳	۱۳		۰	۰
			۴۲	۱۴		۰	۰
			۴۱	۱۵		۰	۰
			۴۰	۱۶		۰	۰
			۳۹	۱۷		۰	۰
			۳۸	۱۸		۰	۰
۲۱ ۲۲ ۱۸ -۲ +۱	۲۰	طلوع فجر	۵۷	۲	۱۸ ۲۲ ۱۸ -۱۵ +۱۳	۰	۰
			۵۶	۱		۰	۰
			۵۵	۱		۰	۰
			۵۴	۲		۰	۰
			۵۳	۳		۰	۰
			۵۲	۴		۰	۰
			۵۱	۵		۰	۰
			۵۰	۶		۰	۰
			۴۹	۷		۰	۰
			۴۸	۸		۰	۰
			۴۷	۹		۰	۰
			۴۶	۱۰		۰	۰
			۴۵	۱۱		۰	۰
			۴۴	۱۲		۰	۰
			۴۳	۱۳		۰	۰
			۴۲	۱۴		۰	۰
			۴۱	۱۵		۰	۰
			۴۰	۱۶		۰	۰
			۳۹	۱۷		۰	۰
			۳۸	۱۸		۰	۰
۲۱ ۲۲ ۱۸ -۲ +۱	۲۰	طلوع فجر	۵۷	۲	۱۸ ۲۲ ۱۸ -۱۵ +۱۳	۰	۰
			۵۶	۱		۰	۰
			۵۵	۱		۰	۰
			۵۴	۲		۰	۰
			۵۳	۳		۰	۰
			۵۲	۴		۰	۰
			۵۱	۵		۰	۰
			۵۰	۶		۰	۰
			۴۹	۷		۰	۰
			۴۸	۸		۰	۰
			۴۷	۹		۰	۰
			۴۶	۱۰		۰	۰
			۴۵	۱۱		۰	۰
			۴۴	۱۲		۰	۰
			۴۳	۱۳		۰	۰
			۴۲	۱۴		۰	۰
			۴۱	۱۵		۰	۰
			۴۰	۱۶		۰	۰
			۳۹	۱۷		۰	۰
			۳۸	۱۸		۰	۰
۲۱ ۲۲ ۱۸ -۲ +۱	۲۰	طلوع فجر	۵۷	۲	۱۸ ۲۲ ۱۸ -۱۵ +۱۳	۰	۰
			۵۶	۱		۰	۰
			۵۵	۱		۰	۰
			۵۴	۲		۰	۰
			۵۳	۳		۰	۰
			۵۲	۴		۰	۰
			۵۱	۵		۰	۰
			۵۰	۶		۰	۰
			۴۹	۷		۰	۰
			۴۸	۸		۰	۰
			۴۷	۹		۰	۰
			۴۶	۱۰		۰	۰
			۴۵	۱۱		۰	۰
			۴۴	۱۲		۰	۰
			۴۳	۱۳		۰	۰
			۴۲	۱۴		۰	۰
			۴۱	۱۵		۰	۰
			۴۰	۱۶		۰	۰
			۳۹	۱۷		۰	۰
			۳۸	۱۸		۰	۰
۲۱ ۲۲ ۱۸ -۲ +۱	۲۰	طلوع فجر	۵۷	۲	۱۸ ۲۲ ۱۸ -۱۵ +۱۳	۰	۰
			۵۶	۱		۰	۰
			۵۵	۱		۰	۰
			۵۴	۲		۰	۰
			۵۳	۳		۰	۰
			۵۲	۴		۰	۰
			۵۱	۵		۰	۰
			۵۰	۶		۰	۰
			۴۹	۷		۰	۰
			۴۸	۸		۰	۰
			۴۷	۹		۰	۰
			۴۶	۱۰		۰	۰
			۴۵	۱۱		۰	۰
			۴۴	۱۲		۰	۰
			۴۳	۱۳		۰	۰
			۴۲	۱۴		۰	۰
			۴۱	۱۵		۰	۰
			۴۰	۱۶		۰	۰
			۳۹	۱۷		۰	۰
			۳۸	۱۸		۰	۰
۲۱ ۲۲ ۱۸ -۲ +۱	۲۰	طلوع فجر	۵۷	۲	۱۸ ۲۲ ۱۸ -۱۵ +۱۳	۰	۰
			۵۶	۱		۰	۰
			۵۵	۱		۰	۰
			۵۴	۲		۰	۰
			۵۳	۳		۰	۰
			۵۲	۴		۰	۰
			۵۱	۵		۰	۰
			۵۰	۶		۰	۰
			۴۹	۷		۰	۰
			۴۸	۸		۰	۰
			۴۷	۹		۰	۰
			۴۶	۱۰		۰	۰
			۴۵	۱۱		۰	۰
			۴۴	۱۲		۰	۰
			۴۳	۱۳		۰	۰
			۴۲	۱۴		۰	۰
			۴۱	۱۵		۰	۰
			۴۰	۱۶		۰	۰
			۳۹	۱۷		۰	۰
			۳۸	۱۸		۰	۰
۲۱ ۲۲ ۱۸ -۲ +۱	۲۰	طلوع فجر	۵۷	۲	۱۸ ۲۲ ۱۸ -۱۵ +۱۳	۰	۰
			۵۶	۱		۰	۰
			۵۵	۱		۰	۰
			۵۴	۲		۰	۰



عرض شمالی	درجہ	وقت	نمبر	عرض جنوبی	جنوری نومبر
۷	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۱	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۳	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۴	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۵	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۷	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۸	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۹	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۱۰	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۱۱	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۱۲	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۱۳	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۱۴	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۱۵	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۱۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۱۷	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۱۸	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۱۹	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۰	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۱	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۲	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۳	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۴	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۵	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۷	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۸	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۹	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۳۰	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۳۱	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۳۲	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۳۳	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۳۴	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۳۵	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۳۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۳۷	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۳۸	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۳۹	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۴۰	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۴۱	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۴۲	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۴۳	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۴۴	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۴۵	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۴۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۴۷	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۴۸	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۴۹	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۵۰	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۵۱	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۵۲	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۵۳	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۵۴	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۵۵	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۵۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۵۷	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۵۸	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۵۹	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۶۰	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۶۱	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۶۲	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۶۳	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۶۴	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۶۵	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۶۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۶۷	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۶۸	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۶۹	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۷۰	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۷۱	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۷۲	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۷۳	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۷۴	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۷۵	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۷۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۷۷	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۷۸	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۷۹	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۸۰	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۸۱	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۸۲	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۸۳	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۸۴	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۸۵	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۸۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۸۷	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۸۸	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۸۹	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۹۰	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۹۱	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۹۲	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۹۳	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۹۴	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۹۵	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۹۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۹۷	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۹۸	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۹۹	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۱۰۰	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶

عرض شمالی	درجہ	وقت	عرض جنوبی
جوالاں، جون	۰	گھنٹہ	جنوری دسمبر
	۱۰	گھنٹہ	منٹ
	۲۰	گھنٹہ	منٹ
	۳۰	گھنٹہ	منٹ
	۴۰	گھنٹہ	منٹ
	۵۰	گھنٹہ	منٹ
	۶۰	گھنٹہ	منٹ
	۷۰	گھنٹہ	منٹ
	۸۰	گھنٹہ	منٹ
	۹۰	گھنٹہ	منٹ
	۱۰۰	گھنٹہ	منٹ
	۱۱۰	گھنٹہ	منٹ
۱۰-۲	۲	فجر	۱۰
	۵	طلوع	۱۰
	۶	اشراق	۱۸
	۷	عصر (۱)	۳۶
	۸	عصر (۲)	۵۳
	۹	غروب	۸
	۱۰	عشاء (۱)	۹
	۱۱	عشاء (۲)	۱۸
	۱۲	عشاء (۳)	۳۶
	۱۳	عشاء (۴)	۵۳
	۱۴	عشاء (۵)	۸
	۱۵	عشاء (۶)	۹
۲-۵	۲	فجر	۲
	۵	طلوع	۲
	۶	اشراق	۲
	۷	عصر (۱)	۲
	۸	عصر (۲)	۲
	۹	غروب	۲
	۱۰	عشاء (۱)	۲
	۱۱	عشاء (۲)	۲
	۱۲	عشاء (۳)	۲
	۱۳	عشاء (۴)	۲
	۱۴	عشاء (۵)	۲
	۱۵	عشاء (۶)	۲



عرض شمالی	درجہ	وقت	گھنٹہ	۰	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۵۸	۶۰	عرض جنوبی
۵ - ۲	فجر طلوع اشراق عصر (۱) عصر (۲) غروب عشاء (۱) عشاء (۲)	منٹ	۲	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۷ ۵ ۲ - ۵
			۲	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	
			۲	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	
			۲	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	
			۲	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	
			۲	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	
			۲	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	
			۲	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	
			۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	
			۲	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	
			۲	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	
			۲	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	
۵ - ۲	فجر طلوع اشراق عصر (۱) عصر (۲) غروب عشاء (۱) عشاء (۲)	منٹ	۲	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷ ۵ ۲ - ۵
			۲	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	
			۲	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	
			۲	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	
			۲	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	
			۲	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	
			۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	
			۲	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	
			۲	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	
			۲	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	
			۲	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	
			۲	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	
۵ - ۲	فجر طلوع اشراق عصر (۱) عصر (۲) غروب عشاء (۱) عشاء (۲)	منٹ	۲	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۷ ۵ ۲ - ۵
			۲	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	
			۲	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	
			۲	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	
			۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	
			۲	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	
			۲	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	
			۲	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	
			۲	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	
			۲	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	
			۲	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	
			۲	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	
۵ - ۲	فجر طلوع اشراق عصر (۱) عصر (۲) غروب عشاء (۱) عشاء (۲)	منٹ	۲	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۷ ۵ ۲ - ۵
			۲	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	
			۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰	
			۲	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰	۱۰۱	
			۲	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲	
			۲	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	
			۲	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	
			۲	۹۸	۹۹	۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵	
			۲	۹۹	۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵	۱۰۶	
			۲	۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵	۱۰۶	۱۰۷	
			۲	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵	۱۰۶	۱۰۷	۱۰۸	
			۲	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵	۱۰۶	۱۰۷	۱۰۸	۱۰۹	

میل ۲-۱۰

میل ۲-۱۰





مختلف ممالک میں معیاری وقت مندرجہ ذیل طول البلد کے مطابق ہے

### طول شرقی

105	مدورا، ساٹرا	67½	افغانستان
	بورنیور، سلپس، فلورس،	150	جزائر ایڈ میرٹی
120	لومبوک، سمبا، سماوا، تیمور	15	اسٹین
	اریو، کیئی، مولوکاس، ٹانمبر،	15	اسپینی گینیا
135	مغربی آئرین	15	البانیہ
15	اسپٹز برجن	60	جزائر میرانٹی
30	اردن	82½	جزائر انڈمان
60	ایران	15	آنگولا (پرتگالی مغربی افریقہ)
30	اسرائیل	15	جمہوریہ وسطی افریقہ
60	اومن (مسیرہ، مسقط، سلالا)	30	جمہوریات جنوبی افریقہ
15	اٹلی	15	جزائر انوبون
180	جزائر ایلس	142½	جنوبی آسٹریلیا
60	بحرین	120	مغربی آسٹریلیا
15	بلجیم	150	علاقہ دارالخلافہ آسٹریلیا
15	جزائر بیلیرک	142½	شمالی آسٹریلیا
30	بوٹسوانہ	165	جزیرہ اوئن
150	برٹش نیوگنی	15	آسٹریا
30	بلغاریہ	135	اوکینا وہ
97½	برما	45	ایسٹونیا
75	پاکستان مغربی		جمہوریہ انڈونیشیا
90	پاکستان مشرقی	105	بالی، بنگاکا، بلی ٹانگ، جاوا

191 1/4	جزائر چٹم	150	پوا
120	چین	120	جزائر پيسکا ڈورس
45	حبش	15	پولینڈ
15	جمہوریہ داہوے	15	پرتگال
15	ڈنمارک	15	پرتگالی مغربی افریقہ (انگولا)
60	ری یونین	30	پرتگالی مشرقی افریقہ (مضہیق)
30	روڈیشیا	30	ترکی
30	رومانیہ	120	تائیوان (فارموسا)
135	جزائر رائیو کیو	45	تنزانیہ
	روس	150	تسمانیہ
45	طول 40 تک	105	تھائی لینڈ (سیام)
60	40 تا 52½	120	تیور
75	52 سے اوپر	195	جزائر ٹونگا
30	زمبیا	30	ٹریپولی ٹانیہ
82½	سیلون	60	ٹروشیل، عمان (شام)
30	سائپرس	165	ٹرک
30	سیرینائیگا	15	ٹونیسیہ
	سکھالن	15	جرمنی
135	عرض ۵۰ سے جنوب	15	جبرالٹر (جبل الطارق)
150	عرض ۵۰ سے شمال	35	جاپان
165	جزائر سنفا کروز	35	جزائر جاپان
15	سروینیا	15	چیکوسلواکیہ
45	سعودیہ عربیہ	15	چڈ
135	جزائر پچوٹن	75	چیکوس آرچی پیلاگو

180	بجی	60	سچلیز
120	جمہوریہ فلپائن	105	سیام (تھائی لینڈ)
30	فن لینڈ		سائبیریا
120	فارموسا (تائیوان)	75	طول 67 ½ تک
15	فرانس	90	67½ تا 82½
45	فرنچ سومالی لینڈ	105	82 ½ تا 97 ½
195	جزائر فرینڈلی	120	97 ½ تا 112½
60	قطر	135	112 ½ تا 127 ½
105	کمبوڈیا	150	127 ½ تا 142 ½
150	کوننس لینڈ	165	142 ½ تا 157 ½
15	جمہوریہ کیمرون	180	157 ½ تا 172 ½
	جزائر کیرولین	195	172 ½ سے اوپر
105	طول ۱۶۰ تک	15	سلسلی
180	۱۶۰ سے اوپر	112½	سنگاپور
165	ٹرک، پونپ	45	سقو طرہ
105	جزائر کرسمس، بحر ہند	165	جزائر سلیمان
97½	جزائر کوکوس، کیلنگ	45	جمہوریہ سومالی
45	جزائر کومورو	30	جمہوریہ سوڈان
15	جمہوریہ کانگو	30	سوازی لینڈ
15	جمہوریہ کانگو مغربی	15	سوئیڈن
30	جمہوریہ کانگو مشرقی	15	سوئٹزر لینڈ
15	کورسیکا	30	شام
30	کریٹی	45	عدن
180	جزیرہ نما کام چٹکا	45	عراق
45	کینیا	15	فرینڈ وپو

75	جمہوریہ مالدیپ	135	کوریہ
15	مالٹا	165	جزائر کورل
135	منچوریا	45	کویت
150	جزائر مریانہ	15	گابون
180	جزائر مارشل	180	جزائر کلبرٹ، ایلس
60	موریش	150	گوام
15	مونا کو	75	گواڈر
30	مضہیق (پرتگالی مشرقی افریقہ)	82½	جزیرہ کادیب
45	مقلا (ہائیڈراماؤٹ)	150	جزائر لیڈرون
135	نانیو گنٹو	105	لاؤس
172½	نارو	45	لاٹویا
15	نیدرلینڈ	30	لبنان
165	نیو کیلیڈونیا	30	لیسوتھو
150	نیوگنی، برٹش	30	لیبیا
165	نیو ہیبرائیڈس	15	لیچینسٹین
15	نیوسائڈ تھو ویلس	157½	جزیرہ لارڈ ہو
180	نیوزی لینڈ	45	لتھوانیا
82½	جزائر نکوبار	15	لکسمبرگ
15	جمہوریہ نانچیریا	30	مصر
172½	جزیرہ نارفوک	120	مکاؤ
15	ناروے	45	جمہوریہ میلانگاسی
75	نواویا زیمبیا	30	ملادی
150	وکٹوریہ آسٹریلیا	112½	وفاق ملایا
105	ویتنام شمالی	120	ملیشیا (سباہ سروک)

82½	ہندوستان	120	ویتنام جنوبی
15	یوگوسلاویہ	195	جزیرہ وارنگل
45	یوگنڈا	15	ہالینڈ
30	یونان	120	ہانگ کانگ
		15	ہنگری

## طول غربی

75	ایکویڈر	90	الاباما، یو، ایس، اے (۱)
15	آئیس لینڈ		الاسکا، یو، ایس، اے
105	اڈاہو، یو، ایس، اے (۴)		جنوب مشرقی ساحل مع کراس ساؤنڈ
90	الینوائس، یو، ایس، اے (۵)		ڈگلز، جونیو، کمشمن، کوو،
90	انڈیانا، یو، ایس، اے (۶)	120	پیٹرس برگ
90	آیووا، یو، ایس، اے (۷)		کراس ساؤنڈ کی شمالی جانب کا
75	اوہیو، یو، ایس، اے (۸)	135	ساحل طول ۱۴۱ تک
90	اوکلاہوما، یو، ایس، اے (۹)		طول ۱۴۱ تا ۱۶۲ مع اینکرج
	اونٹاریو	150	فیربنکس، سیوارڈ، ویلڈز
75	طول ۹۰ تک		ویسٹ کوسٹ (نوم)
90	طول ۹۰ سے اوپر	165	جزائر ایلوشین
120	اوریگون، یو، ایس، اے (۱۰)	105	البرٹا
30	اسکوریسیائی ساؤنڈ گرین لینڈ	60	ارجنٹائن
75	بہاماس	105	ایریزونا، یو، ایس، اے (۲)
60	بربادوس	90	ارکنساس، یو، ایس، اے (۳)
60	برمودا	150	جزائر آسٹریل
60	بولیویا	15	آزورس

(۱۰-۱) اس مقام کا وقت اپریل کی آخری اتوار سے اکتوبر کی آخری اتوار تک ایک گھنٹہ بڑھا دیا جاتا ہے۔



30	جنوبی جارجیہ		برازیل
75	جیمیکا	45	مشرقی
15	جزیرہ جانمائن	75	علاقہ اکرے
165	جزیرہ جانسٹن	60	مغربی
60	جزیرہ جان فرنیڈیز	120	برٹش کولمبیا
60	چائل	90	برٹش ہونڈرس
75	ڈیلاوارے یو، ایس، اے (۳)	60	پرٹوریکو
75	جمہوریہ ڈومینکن	75	پنامانہر کا علاقہ
52½	ڈچ گائنا (سرینام)	75	جمہوریہ پناما
	جنوبی ڈکوٹا، یو، ایس، اے	60	پیراگوئے
90	مشرقی (۴)	75	پینسلوانیا، یو، ایس، اے (۱)
105	مغربی (۵)	75	پیرو
90	شمالی ڈکوٹا، یو، ایس، اے (۶)	15	پرتگالی گائنا
157½	ریوٹونگا	60	جزیرہ پرنس ایڈورڈ
75	جزیرہ روڈ، یو، ایس، اے (۷)	90	ٹینیسی، یو، ایس، اے
52½	سرینام (ڈچ گائنا)	90	ٹیکساس، یو، ایس، اے
45	ایس ٹی، پیری، میکولین	60	ٹوباگو
90	سلواڈور، ال	30	جزائر ٹیرنڈاڈی، جنوبی اٹلانٹک
165	سموآ	60	ٹرینیڈاڈ
105	سکیچون	150	ٹاموٹو آرچی پیلاگو
150	جزیرہ سوسائٹی	150	جزائر ٹوبوائی
	شمالی مغربی علاقے	75	جزائر کاکس، ٹرکس
60	طول 68 تک	75	جارجیہ لو، ایس، اے (۲)

105	کولوراڈو، یو، ایس، اے (۶)	75	85 تا 68
75	کونیکٹیکٹ، یو، ایس، اے (۷)	90	102 تا 85
157½	جزیرہ کک (باستثناء نائیو)	105	120 تا 102
90	کوشاریکا	120	120 سے اوپر
75	کیوبا	60	جزائر فاکلینڈ
60	جزیرہ کیورا کاؤ	45	انٹارکٹک میں جزیرہ نما ڈے
75	جزائر گلاپاگوس	150	جزائر فریننگ
30	گرینلینڈ، اسکورسبائی ساؤنڈ	30	فرینڈ و نورنہا
45	اینگمگسلاک، ویسٹ کورس	75	فلوریڈا، یو، ایس، اے (۱)
60	تھلے ایریا	60	فرانس گائنا
60	گریناڈا	120	کیلیفورنیا، یو، ایس، اے (۲)
60	گواڈے لوپ	135 تا 52½	کینیڈا (صوبہ جات دیکھئے)
90	گوئیٹے مالا	30	جزیرہ کیپ ورڈ
52½	گائناڈج	90	کنساس، یو، ایس، اے (۳)
60	گائنا فرانس	90	کینیڈا کی یو، ایس، اے
56¼	گیانا	75	شمالی کیرولینا، یو، ایس، اے (۴)
52½	لیبراڈور	75	جنوبی کیرولینا، یو، ایس، اے (۵)
60	جزائر لی ورڈ		کیوبک
111/8	لائبیریا	60	طول ۶۸ تک
90	لونیڈا، یو، ایس، اے (۸)	75	۶۸ سے اوپر
150	لوآرچی پیلاگو	75	جزائر کیمین
105	مشرقی جزیرہ (آئی - ڈی پسکوا)	135	جزائر کرسمس، بحر الکاہل
		75	کولمبیا

75	نیویارک یو، ایس، اے (۱۴)	75	مینی یو، ایس، اے (۱)
90	نکاراگوا	90	مانیٹوبا
165	جزیرہ نیو	142½	جزائر مارکویس
60	نواوا اسکوشیا	60	مارٹیکوئی
60	وینیزولا	75	میری لینڈ، یو، ایس، اے (۲)
75	ورمونٹ یو، ایس، اے (۱۵)	75	امساجسٹس یو، ایس، اے (۳)
60	جزائر ورجن	90	میکسیکو
75	ورجینیا، یو، ایس، اے (۱۶)	75	چیگن یو، ایس، اے (۴)
75	مغربی ورجینیا، یو، ایس، اے (۱۷)	165	جزائر ٹوے
75	واشنگٹن ڈی، سی، یو، ایس، اے (۱۸)	90	مینیسوٹا، یو، ایس، اے (۵)
120	واشنگٹن یو، ایس، اے (۱۹)	45	مکیلین
60	جزائر وندورڈ	90	مسچی یو، ایس، اے (۶)
90	وسکونسن یو، ایس، اے (۲۰)	90	مسوری یو، ایس، اے (۷)
105	وائیومنگ یو، ایس، اے (۲۱)	105	مونٹالیا، ایس، اے (۸)
75	ہیٹی	90	نبراسکا یو، ایس، اے (۹)
150	ہوائی یو، ایس، اے	120	نیواڈا یو، ایس، اے (۱۰)
90	ہونڈورس	60	نیو برنسوک
90	ہونڈورس برٹش	52½	نیوفاؤنڈ لینڈ
52½	یوراگوئے	75	نیوہمپشائر، یو، ایس، اے (۱۱)
105	یوٹاہ یو، ایس، اے (۲۲)	75	نیوجرسی یو، ایس، اے (۱۲)
135	یوکون	105	نیو میکسیکو یو، ایس، اے (۱۳)

## مختلف شہروں کے اوقات نماز کا نقشہ

### ہدایات

- (۱) آئندہ صفحات پر دئے ہوئے نقشے میں جہاں علامت جمع (+) ہے، وہاں کراچی کے وقت پر اتنے منٹ کا اضافہ کیا جائے اور جہاں علامت نفی (-) ہے، وہاں کراچی کے وقت سے اتنے منٹ کم کئے جائیں۔
- (۲) موسم کی تبدیلی کا فرق نصف النہار پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس لئے ہر شہر کے ساتھ لکھا ہوا فرق نصف النہار پورا سال یکساں رہے گا۔
- (۳) دوسرے اوقات کا فرق مختلف تاریخوں میں مختلف ہوتا ہے اس لئے ہر ماہ کی پہلی اور سولہویں تاریخ کا فرق لکھ دیا گیا ہے دو میانی تاریخوں کی خانہ پُری کے لئے حساب لگائیں۔
- (۴) ہر ضلع کے صفر مقام کا وقت لکھا گیا ہے، ضلع مضافات میں جو مقامات شمال یا جنوب، میں واقع ہیں ان میں بھی تقریباً یہی اوقات رہیں گے البتہ شرقی جانب میں سترہ میل ہر ایک منٹ کم کریں اور غربی جانب میں سترہ میل پر ایک منٹ کا اضافہ کریں۔
- (۵) جو شہر تقریباً ایک عرض البلد پر واقع ہیں ان میں سے ایک شہر کے اوقات نقشے میں لکھے گئے ہیں اور دوسرے شہروں کا اس سے فرق وقت نقشے کے آخر میں دیا گیا ہے۔
- (۶) بندہ کے رسالہ ارشاد العابد میں مندرجہ نقشہ سمت قبلہ میں ان سب شہروں کے طول البلد و عرض البلد موجود ہیں بوقت ضرورت وہاں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔
- (۷) سب اوقات میں تین چار منٹ کی احتیاط ضروری ہے

### بلندی کی وجہ سے طلوع و غروب میں فرق وقت کا نقشہ

بلندی (وقت)	۵۰۰	۱۰۰۰	۲۰۰۰	۳۰۰۰	۴۰۰۰	۵۰۰۰	۱۰۰۰۰
فرق وقت (منٹ)	۲	۳	۴	۵	۵	۶	۸
(فٹ) ۱۵ ہزار	۲۰	۲۵	۳۰	۳۵	۴۰	۴۵	۵۵
(منٹ) ۱۰	۱۱	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۹

بلندی کی وجہ سے صبح صادق، عشا اور عصر کے وقت میں کوئی معتد بہ فرق نہیں پڑتا۔  
**فائدہ:** نوکریا رہ ۱۵ سے ۱۹ اور بونگ ۲۹ سے ۳۵ ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کرتا ہے۔

مغربی پاکستان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]





[illegible]

[illegible]

ذمیرہ	نومبر		اکتوبر		ستمبر		اگست		جولائی		جون		مئی		اپریل		مارچ		فروری		جنوری		
	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	
۱۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	
۱۱	۵	۶	۱۰	۱۱	۱۴	۱۵	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	۴	
۱۰	۴	۵	۹	۱۰	۱۳	۱۴	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	
۹	۳	۴	۸	۹	۱۲	۱۳	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	
۸	۲	۳	۷	۸	۱۱	۱۲	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	
۷	۱	۲	۶	۷	۱۰	۱۱	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	
۶	۱۰	۱۱	۵	۶	۹	۱۰	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	
۵	۹	۱۰	۴	۵	۸	۹	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	
۴	۸	۹	۳	۴	۷	۸	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	
۳	۷	۸	۲	۳	۶	۷	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	
۲	۶	۷	۱	۲	۵	۶	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	
۱	۵	۶	۱۱	۱۲	۱۵	۱۶	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	۴	۵	
۲۰	۱۱	۱۲	۱۶	۱۷	۲۰	۲۱	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	
۱۹	۱۰	۱۱	۱۵	۱۶	۱۹	۲۰	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	
۱۸	۹	۱۰	۱۴	۱۵	۱۸	۱۹	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	۴	۵	۶	
۱۷	۸	۹	۱۳	۱۴	۱۷	۱۸	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	۴	۵	
۱۶	۷	۸	۱۲	۱۳	۱۶	۱۷	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	۴	
۱۵	۶	۷	۱۱	۱۲	۱۵	۱۶	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	
۱۴	۵	۶	۱۰	۱۱	۱۴	۱۵	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	
۱۳	۴	۵	۹	۱۰	۱۳	۱۴	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	
۱۲	۳	۴	۸	۹	۱۲	۱۳	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	
۱۱	۲	۳	۷	۸	۱۱	۱۲	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	
۱۰	۱	۲	۶	۷	۱۰	۱۱	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	
۹	۱۰	۱۱	۵	۶	۹	۱۰	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	
۸	۹	۱۰	۴	۵	۸	۹	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	
۷	۸	۹	۳	۴	۷	۸	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	
۶	۷	۸	۲	۳	۶	۷	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	
۵	۶	۷	۱	۲	۵	۶	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	
۴	۵	۶	۱۱	۱۲	۱۵	۱۶	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	۴	۵	
۳	۴	۵	۱۰	۱۱	۱۴	۱۵	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	
۲	۳	۴	۹	۱۰	۱۳	۱۴	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	
۱	۲	۳	۶	۷	۱۰	۱۱	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	
۲۰	۱	۲	۵	۶	۹	۱۰	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	
۱۹	۱۰	۱۱	۴	۵	۸	۹	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	
۱۸	۹	۱۰	۳	۴	۷	۸	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	
۱۷	۸	۹	۲	۳	۶	۷	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	
۱۶	۷	۸	۱	۲	۵	۶	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	
۱۵	۶	۷	۱۱	۱۲	۱۵	۱۶	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	۴	۵	
۱۴	۵	۶	۱۰	۱۱	۱۴	۱۵	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	
۱۳	۴	۵	۹	۱۰	۱۳	۱۴	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	
۱۲	۳	۴	۸	۹	۱۲	۱۳	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	
۱۱	۲	۳	۷	۸	۱۱	۱۲	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	
۱۰	۱	۲	۶	۷	۱۰	۱۱	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	
۹	۱۰	۱۱	۵	۶	۹	۱۰	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	
۸	۹	۱۰	۴	۵	۸	۹	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	
۷	۸	۹	۳	۴	۷	۸	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	
۶	۷	۸	۲	۳	۶	۷	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	
۵	۶	۷	۱	۲	۵	۶	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	
۴	۵	۶	۱۱	۱۲	۱۵	۱۶	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	۴	۵	
۳	۴	۵	۱۰	۱۱	۱۴	۱۵	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	
۲	۳	۴	۹	۱۰	۱۳	۱۴	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	
۱	۲	۳	۶	۷	۱۰	۱۱	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	
۲۰	۱	۲	۵	۶	۹	۱۰	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	
۱۹	۱۰	۱۱	۴	۵	۸	۹	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	
۱۸	۹	۱۰	۳	۴	۷	۸	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	
۱۷	۸	۹	۲	۳	۶	۷	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	
۱۶	۷	۸	۱	۲	۵	۶	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	
۱۵	۶	۷	۱۱	۱۲	۱۵	۱۶	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	۳	۴	۵	
۱۴	۵	۶	۱۰	۱۱	۱۴	۱۵	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	۲	
۱۳	۴	۵	۹	۱۰	۱۳	۱۴	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۱	
۱۲	۳	۴	۸	۹	۱۲	۱۳	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲							

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]



[illegible]

دسمبر	نومبر	اکتوبر	ستمبر	اگست	جولائی	جون	مئی	اپریل	مارچ	فروری	جنوری	
۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	
۱۹	۱۵	۱۶	۱۲	۱۵	۱۱	۱۴	۱۱	۱۴	۱۱	۱۴	۱۱	نجر
۲۰	۱۶	۱۷	۱۳	۱۶	۱۲	۱۵	۱۲	۱۵	۱۲	۱۵	۱۲	طلوع
۲۱	۱۷	۱۸	۱۴	۱۷	۱۳	۱۶	۱۳	۱۶	۱۳	۱۶	۱۳	اشراق
۲۲	۱۸	۱۹	۱۵	۱۸	۱۴	۱۷	۱۴	۱۷	۱۴	۱۷	۱۴	عصر (۱)
۲۳	۱۹	۲۰	۱۶	۱۹	۱۵	۱۸	۱۵	۱۸	۱۵	۱۸	۱۵	عصر (۲)
۲۴	۲۰	۲۱	۱۷	۲۰	۱۶	۱۹	۱۶	۱۹	۱۶	۱۹	۱۶	غروب
۲۵	۲۱	۲۲	۱۸	۲۱	۱۷	۲۰	۱۷	۲۰	۱۷	۲۰	۱۷	عشاء (۱)
۲۶	۲۲	۲۳	۱۹	۲۲	۱۸	۲۱	۱۸	۲۱	۱۸	۲۱	۱۸	عشاء (۲)
۲۷	۲۳	۲۴	۲۰	۲۳	۱۹	۲۲	۱۹	۲۲	۱۹	۲۲	۱۹	
۲۸	۲۴	۲۵	۲۱	۲۴	۲۰	۲۳	۲۰	۲۳	۲۰	۲۳	۲۰	
۲۹	۲۵	۲۶	۲۲	۲۵	۲۱	۲۴	۲۱	۲۴	۲۱	۲۴	۲۱	
۳۰	۲۶	۲۷	۲۳	۲۶	۲۲	۲۵	۲۲	۲۵	۲۲	۲۵	۲۲	
۳۱	۲۷	۲۸	۲۴	۲۷	۲۳	۲۶	۲۳	۲۶	۲۳	۲۶	۲۳	
۳۲	۲۸	۲۹	۲۵	۲۸	۲۴	۲۷	۲۴	۲۷	۲۴	۲۷	۲۴	
۳۳	۲۹	۳۰	۲۶	۲۹	۲۵	۲۸	۲۵	۲۸	۲۵	۲۸	۲۵	
۳۴	۳۰	۳۱	۲۷	۳۰	۲۶	۲۹	۲۶	۲۹	۲۶	۲۹	۲۶	
۳۵	۳۱	۱	۲۸	۳۱	۲۷	۳۰	۲۷	۳۰	۲۷	۳۰	۲۷	
۳۶	۱	۲	۲۹	۱	۲۸	۳۱	۲۸	۱	۲۹	۱	۲۸	
۳۷	۲	۳	۳۰	۲	۲۹	۱	۲۹	۲	۳۰	۲	۲۹	
۳۸	۳	۴	۳۱	۳	۳۰	۲	۳۰	۳	۳۱	۳	۳۰	
۳۹	۴	۵	۱	۴	۳۱	۳	۳۱	۴	۱	۴	۳۱	
۴۰	۵	۶	۲	۵	۱	۴	۱	۵	۲	۵	۴	
۴۱	۶	۷	۳	۶	۲	۵	۲	۶	۳	۶	۵	
۴۲	۷	۸	۴	۷	۳	۶	۳	۷	۴	۷	۶	
۴۳	۸	۹	۵	۸	۴	۷	۴	۸	۵	۸	۷	
۴۴	۹	۱۰	۶	۹	۵	۸	۵	۹	۶	۹	۸	
۴۵	۱۰	۱۱	۷	۱۰	۶	۹	۶	۱۰	۷	۱۰	۹	
۴۶	۱۱	۱۲	۸	۱۱	۷	۱۰	۷	۱۱	۸	۱۱	۱۰	
۴۷	۱۲	۱۳	۹	۱۲	۸	۱۱	۸	۱۲	۹	۱۲	۱۱	
۴۸	۱۳	۱۴	۱۰	۱۳	۹	۱۲	۹	۱۳	۱۰	۱۳	۱۲	
۴۹	۱۴	۱۵	۱۱	۱۴	۱۰	۱۳	۱۰	۱۴	۱۱	۱۳	۱۳	
۵۰	۱۵	۱۶	۱۲	۱۵	۱۱	۱۴	۱۱	۱۵	۱۲	۱۴	۱۴	
۵۱	۱۶	۱۷	۱۳	۱۶	۱۲	۱۵	۱۲	۱۶	۱۳	۱۵	۱۵	
لاہور فرق نصف النہار-۲۹												
لورالائی فرق نصف النہار-۶												

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ذیل کے جدول میں بائیں جانب کے شہروں کے اوقات گزشتہ نقشہ میں درج ہیں یہاں ان سے دائیں جانب کے شہروں کا فرق وقت لکھا جاتا ہے۔

۳+	اسلام آباد	انک
۷-	پشاور	ایبٹ آباد
۱۲+	جہلم	بنوں
۸+	نواب شاہ	بیلا
۲۰+	حیدر آباد	پسنی
۱۵+	دادو	پنجگور
۲۴+	سانگھڑ	تربت
۴-	کراچی	ٹھٹھہ
۲۸+	بہاولپور	چاغی
۹+	سکھر	خضدار
۲+	مظفر گڑھ	ڈیرہ غازی خان
۰	اسلام آباد	راولپنڈی
۱۱+	جھنگ	ژہوب
۶+	گجرانوالہ	سرگودھا
۵+	لاہور	فیصل آباد
۱۷+	ملتان	کوئٹہ
۱۰-	چترال	گلگت
۱۹+	کراچی	گوادر
۲+	خیرپور	لاڑکانہ
۶-	مردان	مظفر آباد
۱۰+	گجرات	میانوالی
۲۶+	نواب شاہ	مند
۸+	سبی	نوشکی
۱۵+	قلاں	نوکندی

مشرقی پاکستان معیاری وقت = طول ۹۰

[illegible]

دسمبر		نومبر		اکتوبر		ستمبر		اگست		جولائی		جون		مئی		اپریل		مارچ		فروری		جنوری			
۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱	
۱۷	۲	۱۷	۲	۱۷	۲	۱۷	۲	۱۷	۲	۱۷	۲	۱۷	۲	۱۷	۲	۱۷	۲	۱۷	۲	۱۷	۲	۱۷	۲	۱۷	طرخ
۱۸	۳	۱۸	۳	۱۸	۳	۱۸	۳	۱۸	۳	۱۸	۳	۱۸	۳	۱۸	۳	۱۸	۳	۱۸	۳	۱۸	۳	۱۸	۳	۱۸	طرخ
۱۹	۴	۱۹	۴	۱۹	۴	۱۹	۴	۱۹	۴	۱۹	۴	۱۹	۴	۱۹	۴	۱۹	۴	۱۹	۴	۱۹	۴	۱۹	۴	۱۹	طرخ
۲۰	۵	۲۰	۵	۲۰	۵	۲۰	۵	۲۰	۵	۲۰	۵	۲۰	۵	۲۰	۵	۲۰	۵	۲۰	۵	۲۰	۵	۲۰	۵	۲۰	طرخ
۲۱	۶	۲۱	۶	۲۱	۶	۲۱	۶	۲۱	۶	۲۱	۶	۲۱	۶	۲۱	۶	۲۱	۶	۲۱	۶	۲۱	۶	۲۱	۶	۲۱	طرخ
۲۲	۷	۲۲	۷	۲۲	۷	۲۲	۷	۲۲	۷	۲۲	۷	۲۲	۷	۲۲	۷	۲۲	۷	۲۲	۷	۲۲	۷	۲۲	۷	۲۲	طرخ
۲۳	۸	۲۳	۸	۲۳	۸	۲۳	۸	۲۳	۸	۲۳	۸	۲۳	۸	۲۳	۸	۲۳	۸	۲۳	۸	۲۳	۸	۲۳	۸	۲۳	طرخ
۲۴	۹	۲۴	۹	۲۴	۹	۲۴	۹	۲۴	۹	۲۴	۹	۲۴	۹	۲۴	۹	۲۴	۹	۲۴	۹	۲۴	۹	۲۴	۹	۲۴	طرخ
۲۵	۱۰	۲۵	۱۰	۲۵	۱۰	۲۵	۱۰	۲۵	۱۰	۲۵	۱۰	۲۵	۱۰	۲۵	۱۰	۲۵	۱۰	۲۵	۱۰	۲۵	۱۰	۲۵	۱۰	۲۵	طرخ
۲۶	۱۱	۲۶	۱۱	۲۶	۱۱	۲۶	۱۱	۲۶	۱۱	۲۶	۱۱	۲۶	۱۱	۲۶	۱۱	۲۶	۱۱	۲۶	۱۱	۲۶	۱۱	۲۶	۱۱	۲۶	طرخ
۲۷	۱۲	۲۷	۱۲	۲۷	۱۲	۲۷	۱۲	۲۷	۱۲	۲۷	۱۲	۲۷	۱۲	۲۷	۱۲	۲۷	۱۲	۲۷	۱۲	۲۷	۱۲	۲۷	۱۲	۲۷	طرخ
۲۸	۱۳	۲۸	۱۳	۲۸	۱۳	۲۸	۱۳	۲۸	۱۳	۲۸	۱۳	۲۸	۱۳	۲۸	۱۳	۲۸	۱۳	۲۸	۱۳	۲۸	۱۳	۲۸	۱۳	۲۸	طرخ
۲۹	۱۴	۲۹	۱۴	۲۹	۱۴	۲۹	۱۴	۲۹	۱۴	۲۹	۱۴	۲۹	۱۴	۲۹	۱۴	۲۹	۱۴	۲۹	۱۴	۲۹	۱۴	۲۹	۱۴	۲۹	طرخ
۳۰	۱۵	۳۰	۱۵	۳۰	۱۵	۳۰	۱۵	۳۰	۱۵	۳۰	۱۵	۳۰	۱۵	۳۰	۱۵	۳۰	۱۵	۳۰	۱۵	۳۰	۱۵	۳۰	۱۵	۳۰	طرخ
۳۱	۱۶	۳۱	۱۶	۳۱	۱۶	۳۱	۱۶	۳۱	۱۶	۳۱	۱۶	۳۱	۱۶	۳۱	۱۶	۳۱	۱۶	۳۱	۱۶	۳۱	۱۶	۳۱	۱۶	۳۱	طرخ
راجشاہی فرق نصف النهار-۲۶																									
فرید پور فرق نصف النهار-۳۱																									



دسمبر	نومبر	اکتوبر	ستمبر	اگست	جولائی	جون	مئی	اپریل	مارچ	فروری	جنوری		
۱۲	۱	۱	۱۲	۱	۱	۱۲	۱	۱۲	۱	۱۲	۱	۱۲	
۱۹-۵	۲۹-۵	۲۸-۵	۲۶-۵	۲۲-۵	۲۰-۵	۲۱-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۸-۵	۲۸-۵	۲۹-۵	نہر
۲۰-۵	۲۰-۵	۲۸-۵	۲۶-۵	۲۲-۵	۲۰-۵	۲۱-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۸-۵	۲۸-۵	۲۹-۵	طلوع
۲۱-۵	۲۱-۵	۲۸-۵	۲۶-۵	۲۲-۵	۲۰-۵	۲۱-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۸-۵	۲۸-۵	۲۹-۵	اشراق
۲۲-۵	۲۱-۵	۲۸-۵	۲۶-۵	۲۲-۵	۲۰-۵	۲۱-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۸-۵	۲۸-۵	۲۹-۵	(۱) عصر
۲۳-۵	۲۲-۵	۲۸-۵	۲۶-۵	۲۲-۵	۲۰-۵	۲۱-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۸-۵	۲۸-۵	۲۹-۵	(۲) عصر
۲۴-۵	۲۳-۵	۲۸-۵	۲۶-۵	۲۲-۵	۲۰-۵	۲۱-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۸-۵	۲۸-۵	۲۹-۵	غروب
۲۵-۵	۲۴-۵	۲۸-۵	۲۶-۵	۲۲-۵	۲۰-۵	۲۱-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۸-۵	۲۸-۵	۲۹-۵	عشاء (۱)
۲۶-۵	۲۵-۵	۲۸-۵	۲۶-۵	۲۲-۵	۲۰-۵	۲۱-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۸-۵	۲۸-۵	۲۹-۵	عشاء (۲)
۲۷-۵	۲۶-۵	۲۸-۵	۲۶-۵	۲۲-۵	۲۰-۵	۲۱-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۸-۵	۲۸-۵	۲۹-۵	عشاء (۳)
۲۸-۵	۲۷-۵	۲۸-۵	۲۶-۵	۲۲-۵	۲۰-۵	۲۱-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۸-۵	۲۸-۵	۲۹-۵	عشاء (۴)
۲۹-۵	۲۸-۵	۲۸-۵	۲۶-۵	۲۲-۵	۲۰-۵	۲۱-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۸-۵	۲۸-۵	۲۹-۵	عشاء (۵)
۳۰-۵	۲۹-۵	۲۸-۵	۲۶-۵	۲۲-۵	۲۰-۵	۲۱-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۲-۵	۲۸-۵	۲۸-۵	۲۹-۵	عشاء (۶)

سعودیہ معیاری وقت = طول ۵۴

دسمبر	نمبر	اکتوبر	ستمبر	اگست	جولائی	جون	مئی	اپریل	مارچ	فروری	جنوری	
۱	۱۲	۱	۱	۱	۱۲	۱	۱۲	۱	۱	۱۲	۱	۱
۲	۱۳	۲	۲	۲	۱۳	۲	۱۳	۲	۲	۱۳	۲	۲
۳	۱۴	۳	۳	۳	۱۴	۳	۱۴	۳	۳	۱۴	۳	۳
۴	۱۵	۴	۴	۴	۱۵	۴	۱۵	۴	۴	۱۵	۴	۴
۵	۱۶	۵	۵	۵	۱۶	۵	۱۶	۵	۵	۱۶	۵	۵
۶	۱۷	۶	۶	۶	۱۷	۶	۱۷	۶	۶	۱۷	۶	۶
۷	۱۸	۷	۷	۷	۱۸	۷	۱۸	۷	۷	۱۸	۷	۷
۸	۱۹	۸	۸	۸	۱۹	۸	۱۹	۸	۸	۱۹	۸	۸
۹	۲۰	۹	۹	۹	۲۰	۹	۲۰	۹	۹	۲۰	۹	۹
۱۰	۲۱	۱۰	۱۰	۱۰	۲۱	۱۰	۲۱	۱۰	۱۰	۲۱	۱۰	۱۰
۱۱	۲۲	۱۱	۱۱	۱۱	۲۲	۱۱	۲۲	۱۱	۱۱	۲۲	۱۱	۱۱
۱۲	۲۳	۱۲	۱۲	۱۲	۲۳	۱۲	۲۳	۱۲	۱۲	۲۳	۱۲	۱۲
۱۳	۲۴	۱۳	۱۳	۱۳	۲۴	۱۳	۲۴	۱۳	۱۳	۲۴	۱۳	۱۳
۱۴	۲۵	۱۴	۱۴	۱۴	۲۵	۱۴	۲۵	۱۴	۱۴	۲۵	۱۴	۱۴
۱۵	۲۶	۱۵	۱۵	۱۵	۲۶	۱۵	۲۶	۱۵	۱۵	۲۶	۱۵	۱۵
۱۶	۲۷	۱۶	۱۶	۱۶	۲۷	۱۶	۲۷	۱۶	۱۶	۲۷	۱۶	۱۶
۱۷	۲۸	۱۷	۱۷	۱۷	۲۸	۱۷	۲۸	۱۷	۱۷	۲۸	۱۷	۱۷
۱۸	۲۹	۱۸	۱۸	۱۸	۲۹	۱۸	۲۹	۱۸	۱۸	۲۹	۱۸	۱۸
۱۹	۳۰	۱۹	۱۹	۱۹	۳۰	۱۹	۳۰	۱۹	۱۹	۳۰	۱۹	۱۹
۲۰	۳۱	۲۰	۲۰	۲۰	۳۱	۲۰	۳۱	۲۰	۲۰	۳۱	۲۰	۲۰
۲۱	۱	۲۱	۲۱	۲۱	۱	۲۱	۱	۲۱	۱	۲۱	۲۱	۲۱
۲۲	۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲	۲۲	۲	۲۲	۲	۲۲	۲۲	۲۲
۲۳	۳	۲۳	۲۳	۲۳	۳	۲۳	۳	۲۳	۳	۲۳	۲۳	۲۳
۲۴	۴	۲۴	۲۴	۲۴	۴	۲۴	۴	۲۴	۴	۲۴	۲۴	۲۴
۲۵	۵	۲۵	۲۵	۲۵	۵	۲۵	۵	۲۵	۵	۲۵	۲۵	۲۵
۲۶	۶	۲۶	۲۶	۲۶	۶	۲۶	۶	۲۶	۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۷	۷	۲۷	۲۷	۲۷	۷	۲۷	۷	۲۷	۷	۲۷	۲۷	۲۷
۲۸	۸	۲۸	۲۸	۲۸	۸	۲۸	۸	۲۸	۸	۲۸	۲۸	۲۸
۲۹	۹	۲۹	۲۹	۲۹	۹	۲۹	۹	۲۹	۹	۲۹	۲۹	۲۹
۳۰	۱۰	۳۰	۳۰	۳۰	۱۰	۳۰	۱۰	۳۰	۱۰	۳۰	۳۰	۳۰
۳۱	۱۱	۳۱	۳۱	۳۱	۱۱	۳۱	۱۱	۳۱	۱۱	۳۱	۳۱	۳۱
۳۲	۱۲	۱	۱	۱	۱۲	۱	۱	۱	۱	۱۲	۱	۱
۳۳	۱۳	۲	۲	۲	۱۳	۲	۲	۲	۲	۱۳	۲	۲
۳۴	۱۴	۳	۳	۳	۱۴	۳	۳	۳	۳	۱۴	۳	۳
۳۵	۱۵	۴	۴	۴	۱۵	۴	۴	۴	۴	۱۵	۴	۴
۳۶	۱۶	۵	۵	۵	۱۶	۵	۵	۵	۵	۱۶	۵	۵
۳۷	۱۷	۶	۶	۶	۱۷	۶	۶	۶	۶	۱۷	۶	۶
۳۸	۱۸	۷	۷	۷	۱۸	۷	۷	۷	۷	۱۸	۷	۷
۳۹	۱۹	۸	۸	۸	۱۹	۸	۸	۸	۸	۱۹	۸	۸
۴۰	۲۰	۹	۹	۹	۲۰	۹	۹	۹	۹	۲۰	۹	۹
۴۱	۲۱	۱۰	۱۰	۱۰	۲۱	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۲۱	۱۰	۱۰
۴۲	۲۲	۱۱	۱۱	۱۱	۲۲	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۲۲	۱۱	۱۱
۴۳	۲۳	۱۲	۱۲	۱۲	۲۳	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۲۳	۱۲	۱۲
۴۴	۲۴	۱۳	۱۳	۱۳	۲۴	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۲۴	۱۳	۱۳
۴۵	۲۵	۱۴	۱۴	۱۴	۲۵	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۲۵	۱۴	۱۴
۴۶	۲۶	۱۵	۱۵	۱۵	۲۶	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۲۶	۱۵	۱۵
۴۷	۲۷	۱۶	۱۶	۱۶	۲۷	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۲۷	۱۶	۱۶
۴۸	۲۸	۱۷	۱۷	۱۷	۲۸	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۲۸	۱۷	۱۷
۴۹	۲۹	۱۸	۱۸	۱۸	۲۹	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۲۹	۱۸	۱۸
۵۰	۳۰	۱۹	۱۹	۱۹	۳۰	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۳۰	۱۹	۱۹
۵۱	۳۱	۲۰	۲۰	۲۰	۳۱	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۳۱	۲۰	۲۰
۵۲	۱	۲۱	۲۱	۲۱	۱	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱	۱	۲۱	۲۱
۵۳	۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲	۲۲	۲۲
۵۴	۳	۲۳	۲۳	۲۳	۳	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	۳	۲۳	۲۳
۵۵	۴	۲۴	۲۴	۲۴	۴	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴	۴	۲۴	۲۴
۵۶	۵	۲۵	۲۵	۲۵	۵	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵	۵	۲۵	۲۵
۵۷	۶	۲۶	۲۶	۲۶	۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۶	۲۶	۲۶
۵۸	۷	۲۷	۲۷	۲۷	۷	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷	۷	۲۷	۲۷
۵۹	۸	۲۸	۲۸	۲۸	۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۸	۲۸	۲۸
۶۰	۹	۲۹	۲۹	۲۹	۹	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹	۹	۲۹	۲۹
۶۱	۱۰	۳۰	۳۰	۳۰	۱۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۱۰	۳۰	۳۰
۶۲	۱۱	۳۱	۳۱	۳۱	۱۱	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱	۱۱	۳۱	۳۱
۶۳	۱۲	۱	۱	۱	۱۲	۱	۱	۱	۱	۱۲	۱	۱
۶۴	۱۳	۲	۲	۲	۱۳	۲	۲	۲	۲	۱۳	۲	۲
۶۵	۱۴	۳	۳	۳	۱۴	۳	۳	۳	۳	۱۴	۳	۳
۶۶	۱۵	۴	۴	۴	۱۵	۴	۴	۴	۴	۱۵	۴	۴
۶۷	۱۶	۵	۵	۵	۱۶	۵	۵	۵	۵	۱۶	۵	۵
۶۸	۱۷	۶	۶	۶	۱۷	۶	۶	۶	۶	۱۷	۶	۶
۶۹	۱۸	۷	۷	۷	۱۸	۷	۷	۷	۷	۱۸	۷	۷
۷۰	۱۹	۸	۸	۸	۱۹	۸	۸	۸	۸	۱۹	۸	۸
۷۱	۲۰	۹	۹	۹	۲۰	۹	۹	۹	۹	۲۰	۹	۹
۷۲	۲۱	۱۰	۱۰	۱۰	۲۱	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۲۱	۱۰	۱۰
۷۳	۲۲	۱۱	۱۱	۱۱	۲۲	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۲۲	۱۱	۱۱
۷۴	۲۳	۱۲	۱۲	۱۲	۲۳	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۲۳	۱۲	۱۲
۷۵	۲۴	۱۳	۱۳	۱۳	۲۴	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۲۴	۱۳	۱۳
۷۶	۲۵	۱۴	۱۴	۱۴	۲۵	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۲۵	۱۴	۱۴
۷۷	۲۶	۱۵	۱۵	۱۵	۲۶	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۲۶	۱۵	۱۵
۷۸	۲۷	۱۶	۱۶	۱۶	۲۷	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۲۷	۱۶	۱۶
۷۹	۲۸	۱۷	۱۷	۱۷	۲۸	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۲۸	۱۷	۱۷
۸۰	۲۹	۱۸	۱۸	۱۸	۲۹	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۲۹	۱۸	۱۸
۸۱	۳۰	۱۹	۱۹	۱۹	۳۰	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۳۰	۱۹	۱۹
۸۲	۳۱	۲۰	۲۰	۲۰	۳۱	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۳۱	۲۰	۲۰
۸۳	۱	۲۱	۲۱	۲۱	۱	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱	۱	۲۱	۲۱
۸۴	۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲	۲۲	۲۲
۸۵	۳	۲۳	۲۳	۲۳	۳	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	۳	۲۳	۲۳
۸۶	۴	۲۴	۲۴	۲۴	۴	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴	۴	۲۴	۲۴
۸۷	۵	۲۵	۲۵	۲۵	۵	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵	۵	۲۵	۲۵
۸۸	۶	۲۶	۲۶	۲۶	۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۶	۲۶	۲۶
۸۹	۷	۲۷	۲۷	۲۷	۷	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷	۷	۲۷	۲۷
۹۰	۸	۲۸	۲۸	۲۸	۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۸	۲۸	۲۸
۹۱	۹	۲۹	۲۹	۲۹	۹	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹	۹	۲۹	۲۹
۹۲	۱۰	۳۰	۳۰	۳۰	۱۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۱۰	۳۰	۳۰
۹۳	۱۱	۳۱	۳۱	۳۱	۱۱	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱	۱۱	۳۱	۳۱
۹۴	۱۲	۱	۱	۱	۱۲	۱	۱	۱	۱	۱۲	۱	۱
۹۵	۱۳	۲	۲	۲	۱۳	۲	۲	۲	۲	۱۳	۲	۲
۹۶	۱۴	۳	۳	۳	۱۴	۳	۳	۳	۳	۱۴	۳	۳
۹۷	۱۵	۴	۴	۴	۱۵	۴	۴	۴	۴	۱۵	۴	۴
۹۸	۱۶	۵	۵	۵	۱۶	۵	۵	۵	۵	۱۶	۵	۵
۹۹	۱۷	۶	۶	۶	۱۷	۶	۶	۶	۶	۱۷	۶	۶
۱۰۰	۱۸	۷	۷	۷	۱۸	۷	۷	۷	۷	۱۸	۷	۷
۱۰۱	۱۹	۸	۸	۸	۱۹	۸	۸	۸	۸	۱۹	۸	۸
۱۰۲	۲۰	۹	۹	۹	۲۰	۹	۹	۹	۹	۲۰	۹	۹
۱۰۳	۲۱	۱۰	۱۰	۱۰	۲۱	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۲۱	۱۰	۱۰
۱۰۴	۲۲	۱۱	۱۱	۱۱	۲۲	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۲۲	۱۱	۱۱
۱۰۵	۲۳	۱۲	۱۲	۱۲	۲۳	۱۲	۱۲	۱۲	۱			

مدیر مقررہ کے سبب اوقات کراچی کے اوقات سے ۱۲ منٹ کم ہیں ☆ جدہ کے سبب اوقات مکہ مکرمہ کے اوقات سے ۳۳ منٹ زیادہ ہیں

دسمبر	نومبر	اکتوبر	ستمبر	اگست	جولائی	جون	مئی	اپریل	مارچ	فروری	جنوری					
۱۲	۱	۱۲	۱	۱۲	۱	۱۲	۱	۱۲	۱	۱۲	۱	۱۲	۱	۱	۱	۱
۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵
۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴
۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳
۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲
۶	۵	۴	۳	۲	۱	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱
۵	۴	۳	۲	۱	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰
۴	۳	۲	۱	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹
۳	۲	۱	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸
۲	۱	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷
۱	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶
۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵
۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴
۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳
۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲
۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱
۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰
۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹
۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸
۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷
۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶
۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵
۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴
۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳
۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲
۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱										

## ہندوستان معیار کی وقت = ۸۲۵

[illegible]

[illegible]

دائیں جانب کے شہروں کا بائیں جانب کے شہروں سے  
سب اوقات میں حسب ذیل فرق ہے

[illegible]

۲۷-	دادو	فیض آباد	۲-	دادو	جے پور
۱۳-	خیر پور	فرخ آباد	۲۹+	مکہ مکرمہ	جونانگڈھ
۱۷+	سانگھڑ	فتح پور ہسوا	۱۲+	نواب شاہ	جودھ پور
۱۸-	نواب شاہ	کانپور	۱۸+	دادو	جیسلمیر
۶-	سبی	کرنال	۱۷+	جھنگ	جالندھر
۲۵+	گوجرانوالہ	گورداس پور	۲۶+	گجرات	جموں
۹-	خیر پور	جھانسی	۲۵-	میر پور خاص	جون پور
۳۲+	دادو	گورکھ پور	۷-	قلات	حصار
۱۶-	خاران	گورگانوہ	۱۲+	بھاو لنگر	دیوبند
۲۷-	دادو	گونڈا	۱۷-	خاران	دہلی
۱۹+	ساہیوال	لدھیانہ	۴+	ملتان	دہرہ دون
۲۳-	دادو	لکھنؤ	۱۰-	قلات	رہتک
۱۸+	سکھر	لکھیم پور کھیری	۱۷-	نواب شاہ	رائے بریلی
۱۴-	قلات	میرٹھ	۲۳+	بھاو لنگر	سہارنپور
۹-	سبی	مظفرنگر	۱۵+	پشاور	سرینگر
۱۹-	قلات	مراد آباد	۲۵-	نواب شاہ	سلطان پور
۶-	خیر پور	متھرا	۱۸-	خیر پور	سیتاپور
۲۹-	حیدر آباد	مغل سرائے	۱۷+	ساہیوال	سرہند
۱۷+	ساہیوال	ناتھ	۱۹+	مکہ مکرمہ	سورت
۲۳+	لاہور	ہشیار پور	۱۱+	جھنگ	شملہ
۱۰+	بھاو لنگر	ہردوار	۱۴-	سکھر	شاہ جہاں پور
۱۶-	خیر پور	ہردوئی	۷-	سکھر	علی گڈھ
۲+	کلکتہ	ہوڑہ	۲۴+	ساہیوال	فیروز پور

## نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

جنوری	فجر	طلوع	اشراق	نصف النہار	عصر (۱)	عصر (۲)	غروب	عشاء (۱)	عشاء (۲)
گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۶	۹	۷	۱۲	۳۵	۳	۱۹	۴۷	۱
۲	۶	۹	۷	۱۲	۳۶	۳	۱۹	۴۸	۲
۳	۶	۹	۷	۱۲	۳۶	۳	۱۹	۴۸	۳
۴	۶	۱۰	۷	۱۲	۳۷	۳	۲۰	۴۹	۴
۵	۶	۱۰	۷	۱۲	۳۷	۳	۲۱	۵۰	۵
۶	۶	۱۰	۷	۱۲	۳۸	۳	۲۱	۵۱	۶
۷	۶	۱۱	۷	۱۲	۳۸	۳	۲۲	۵۱	۷
۸	۶	۱۱	۷	۱۲	۳۸	۳	۲۲	۵۱	۸
۹	۶	۱۱	۷	۱۲	۳۹	۳	۲۳	۵۲	۹
۱۰	۶	۱۱	۷	۱۲	۳۹	۳	۲۳	۵۳	۱۰
۱۱	۶	۱۲	۷	۱۲	۴۰	۳	۲۵	۵۴	۱۱
۱۲	۶	۱۲	۷	۱۲	۴۰	۳	۲۶	۵۴	۱۲
۱۳	۶	۱۲	۷	۱۲	۴۰	۳	۲۷	۵۵	۱۳
۱۴	۶	۱۲	۷	۱۲	۴۱	۳	۲۸	۵۶	۱۴
۱۵	۶	۱۲	۷	۱۲	۴۱	۳	۲۸	۵۷	۱۵
۱۶	۶	۱۲	۷	۱۲	۴۲	۳	۲۹	۵۸	۱۶
۱۷	۶	۱۲	۷	۱۲	۴۲	۳	۳۰	۵۸	۱۷
۱۸	۶	۱۲	۷	۱۲	۴۲	۳	۳۱	۵۸	۱۸
۱۹	۶	۱۲	۷	۱۲	۴۳	۳	۳۲	۵۹	۱۹
۲۰	۶	۱۲	۷	۱۲	۴۳	۳	۳۳	۰	۲۰
۲۱	۶	۱۲	۷	۱۲	۴۳	۳	۳۳	۰	۲۱
۲۲	۶	۱۱	۷	۱۲	۴۳	۳	۳۴	۱	۲۲
۲۳	۶	۱۱	۷	۱۲	۴۴	۳	۳۵	۲	۲۳
۲۴	۶	۱۱	۷	۱۲	۴۴	۳	۳۵	۲	۲۴
۲۵	۶	۱۱	۷	۱۲	۴۴	۳	۳۶	۳	۲۵
۲۶	۶	۱۱	۷	۱۲	۴۴	۳	۳۶	۴	۲۶
۲۷	۶	۱۱	۷	۱۲	۴۵	۳	۳۷	۵	۲۷
۲۸	۶	۱۱	۷	۱۲	۴۵	۳	۳۷	۵	۲۸
۲۹	۶	۱۱	۷	۱۲	۴۵	۳	۳۸	۶	۲۹
۳۰	۶	۱۰	۷	۱۲	۴۵	۳	۳۹	۶	۳۰
۳۱	۶	۱۰	۷	۱۲	۴۵	۳	۴۰	۶	۳۱



## نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

فروری	فجر	طلوع	اشراق	نصف النہار	عصر (۱)	عصر (۲)	غروب	عشاء (۱)	عشاء (۲)
گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۶	۱۰	۷	۱۵	۷	۱۲	۶	۷	۲۱
۲	۶	۹	۷	۱۵	۷	۱۲	۶	۸	۲۲
۳	۶	۹	۷	۱۴	۷	۱۲	۶	۹	۲۳
۴	۶	۹	۷	۱۴	۷	۱۲	۶	۹	۲۳
۵	۶	۸	۷	۱۴	۷	۱۲	۶	۱۰	۲۴
۶	۶	۸	۷	۱۳	۷	۱۲	۶	۱۱	۲۴
۷	۶	۸	۷	۱۲	۷	۱۲	۶	۱۱	۲۴
۸	۶	۷	۷	۱۲	۷	۱۲	۶	۱۲	۲۵
۹	۶	۶	۷	۱۱	۷	۱۲	۶	۱۲	۲۶
۱۰	۶	۶	۷	۱۰	۷	۱۲	۶	۱۳	۲۶
۱۱	۶	۵	۷	۱۰	۷	۱۲	۶	۱۳	۲۷
۱۲	۶	۴	۷	۹	۷	۱۲	۶	۱۴	۲۸
۱۳	۶	۴	۷	۸	۷	۱۲	۶	۱۴	۲۸
۱۴	۶	۳	۷	۸	۴	۱۱	۶	۱۵	۲۹
۱۵	۶	۳	۷	۷	۴	۱۱	۶	۱۶	۲۹
۱۶	۶	۲	۷	۶	۴	۱۲	۵	۱۶	۳۰
۱۷	۶	۱	۷	۵	۴	۱۲	۵	۱۷	۳۱
۱۸	۶	۱	۷	۵	۴	۱۲	۵	۱۷	۳۱
۱۹	۶	۰	۷	۴	۴	۱۲	۵	۱۸	۳۲
۲۰	۵	۵۹	۷	۳	۴	۱۲	۵	۱۹	۳۳
۲۱	۵	۵۹	۷	۲	۴	۱۲	۵	۱۹	۳۳
۲۲	۵	۵۸	۷	۱	۴	۱۲	۵	۲۰	۳۴
۲۳	۵	۵۷	۷	۰	۴	۱۲	۵	۲۱	۳۴
۲۴	۵	۵۶	۶	۵۹	۴	۱۲	۵	۲۱	۳۴
۲۵	۵	۵۵	۶	۵۹	۴	۱۲	۵	۲۱	۳۵
۲۶	۵	۵۵	۶	۵۸	۴	۱۲	۵	۲۱	۳۶
۲۷	۵	۵۴	۶	۵۷	۴	۱۲	۵	۲۲	۳۶
۲۸	۵	۵۳	۶	۵۶	۴	۱۲	۵	۲۳	۳۷
۲۹	۵	۵۲	۶	۵۶	۴	۱۲	۵	۲۴	۳۷

## نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

مارچ	فجر	طلوع	اشراق	نصف النہار	عصر (۱)	عصر (۲)	غروب	عشاء (۱)	عشاء (۲)
گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۵۱	۵۵	۵۷	۱۲	۴۴	۴	۵۷	۳۴	۳۷
۲	۵۱	۵۴	۵۷	۱۲	۴۴	۴	۵۷	۳۴	۳۸
۳	۵۰	۵۳	۵۷	۱۲	۴۴	۴	۵۷	۳۴	۳۹
۴	۴۹	۵۲	۵۷	۱۲	۴۴	۴	۵۸	۳۶	۳۹
۵	۴۸	۵۱	۵۷	۱۲	۴۴	۴	۵۸	۳۶	۴۰
۶	۴۷	۵۰	۵۷	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۳۶	۴۰
۷	۴۶	۴۹	۵۹	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۳۶	۴۱
۸	۴۵	۴۸	۵۸	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۳۸	۴۱
۹	۴۴	۴۷	۵۷	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۳۸	۴۱
۱۰	۴۳	۴۶	۵۶	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۳۹	۴۱
۱۱	۴۳	۴۵	۵۵	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۳۹	۴۱
۱۲	۴۱	۴۴	۵۴	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۰	۴۲
۱۳	۴۰	۴۳	۵۳	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۰	۴۲
۱۴	۳۹	۴۲	۵۲	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۰	۴۳
۱۵	۳۸	۴۱	۵۱	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۱	۴۴
۱۶	۳۷	۴۰	۵۰	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۱	۴۵
۱۷	۳۶	۳۹	۴۹	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۲	۴۵
۱۸	۳۵	۳۸	۴۸	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۲	۴۵
۱۹	۳۴	۳۷	۴۷	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۳	۴۶
۲۰	۳۳	۳۶	۴۶	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۳	۴۶
۲۱	۳۲	۳۵	۴۵	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۳	۴۷
۲۲	۳۱	۳۴	۴۴	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۴	۴۷
۲۳	۳۰	۳۳	۴۳	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۴	۴۸
۲۴	۲۹	۳۲	۴۲	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۵	۴۸
۲۵	۲۸	۳۱	۴۱	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۵	۴۸
۲۶	۲۷	۳۰	۴۰	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۶	۴۹
۲۷	۲۶	۲۹	۳۹	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۶	۴۹
۲۸	۲۴	۲۸	۳۸	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۶	۵۰
۲۹	۲۳	۲۷	۳۷	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۷	۵۰
۳۰	۲۲	۲۶	۳۶	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۸	۵۱
۳۱	۲۱	۲۵	۳۵	۱۲	۴۴	۴	۵۹	۴۸	۵۱

## نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

اپریل	فجر	طلوع	اشراق	نصف النہار	عصر (۱)	عصر (۲)	غروب	عشاء (۱)	عشاء (۲)
گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۵	۲۰	۶	۲۲	۱۲	۳۶	۱۲	۳۶	۱۲
۲	۵	۱۹	۶	۲۳	۱۲	۳۶	۱۲	۳۶	۱۲
۳	۵	۱۸	۶	۲۲	۱۲	۳۵	۱۲	۳۵	۱۲
۴	۵	۱۷	۶	۲۱	۱۲	۳۵	۱۲	۳۵	۱۲
۵	۵	۱۶	۶	۲۰	۱۲	۳۵	۱۲	۳۵	۱۲
۶	۵	۱۵	۶	۱۹	۱۲	۳۴	۱۲	۳۴	۱۲
۷	۵	۱۴	۶	۱۸	۱۲	۳۴	۱۲	۳۴	۱۲
۸	۵	۱۳	۶	۱۷	۱۲	۳۴	۱۲	۳۴	۱۲
۹	۵	۱۲	۶	۱۶	۱۲	۳۴	۱۲	۳۴	۱۲
۱۰	۵	۱۰	۶	۱۵	۱۲	۳۳	۱۲	۳۳	۱۲
۱۱	۵	۹	۶	۱۴	۱۲	۳۳	۱۲	۳۳	۱۲
۱۲	۵	۸	۶	۱۳	۱۲	۳۳	۱۲	۳۳	۱۲
۱۳	۵	۷	۶	۱۱	۱۲	۳۲	۱۲	۳۲	۱۲
۱۴	۵	۶	۶	۱۱	۱۲	۳۲	۱۲	۳۲	۱۲
۱۵	۵	۵	۶	۱۰	۱۲	۳۲	۱۲	۳۲	۱۲
۱۶	۵	۴	۶	۹	۱۲	۳۲	۱۲	۳۲	۱۲
۱۷	۵	۳	۶	۸	۱۲	۳۲	۱۲	۳۲	۱۲
۱۸	۵	۲	۶	۷	۱۲	۳۱	۱۲	۳۱	۱۲
۱۹	۵	۱	۶	۶	۱۲	۳۱	۱۲	۳۱	۱۲
۲۰	۵	۰	۶	۵	۱۲	۳۱	۱۲	۳۱	۱۲
۲۱	۴	۵۹	۶	۴	۱۲	۳۱	۱۲	۳۱	۱۲
۲۲	۴	۵۷	۶	۳	۱۲	۳۰	۱۲	۳۰	۱۲
۲۳	۴	۵۷	۶	۳	۱۲	۳۰	۱۲	۳۰	۱۲
۲۴	۴	۵۶	۶	۲	۱۲	۳۰	۱۲	۳۰	۱۲
۲۵	۴	۵۵	۶	۱	۱۲	۳۰	۱۲	۳۰	۱۲
۲۶	۴	۵۴	۶	۱	۱۲	۳۰	۱۲	۳۰	۱۲
۲۷	۴	۵۳	۶	۰	۱۲	۳۰	۱۲	۳۰	۱۲
۲۸	۴	۵۱	۵	۵۹	۱۲	۲۹	۱۲	۲۹	۱۲
۲۹	۴	۵۱	۵	۵۸	۱۲	۲۹	۱۲	۲۹	۱۲
۳۰	۴	۵۰	۵	۵۷	۱۲	۲۹	۱۲	۲۹	۱۲

## نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

منی	فجر	طلوع	اشراق	نصف النہار	عصر (۱)	عصر (۲)	غروب	عشاء (۱)	عشاء (۲)
منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ
۱	۴	۴۹	۵	۵۶	۶	۶	۶	۵۴	۸
۲	۴	۴۹	۵	۵۶	۶	۶	۶	۵۵	۸
۳	۴	۴۸	۵	۵۵	۶	۵	۳	۵۶	۸
۴	۴	۴۷	۵	۵۴	۶	۴	۲	۵۶	۸
۵	۴	۴۶	۵	۵۳	۶	۴	۲	۵۷	۸
۶	۴	۴۵	۵	۵۳	۶	۳	۵	۵۸	۸
۷	۴	۴۴	۵	۵۲	۶	۳	۵	۵۸	۸
۸	۴	۴۳	۵	۵۲	۶	۳	۵	۵۸	۸
۹	۴	۴۲	۵	۵۱	۶	۳	۵	۵۹	۸
۱۰	۴	۴۱	۵	۵۰	۶	۳	۵	۵۹	۸
۱۱	۴	۴۱	۵	۵۰	۶	۳	۵	۰	۸
۱۲	۴	۴۰	۵	۵۰	۶	۳	۵	۱	۸
۱۳	۴	۳۹	۵	۴۹	۵	۳	۵	۱	۸
۱۴	۴	۳۹	۵	۴۹	۵	۳	۵	۲	۸
۱۵	۴	۳۸	۵	۴۸	۵	۳	۵	۳	۸
۱۶	۴	۳۷	۵	۴۷	۵	۳	۵	۳	۸
۱۷	۴	۳۷	۵	۴۷	۵	۳	۵	۴	۸
۱۸	۴	۳۷	۵	۴۶	۵	۳	۵	۴	۸
۱۹	۴	۳۶	۵	۴۵	۵	۳	۵	۵	۸
۲۰	۴	۳۵	۵	۴۵	۵	۳	۵	۶	۸
۲۱	۴	۳۵	۵	۴۵	۵	۳	۵	۷	۸
۲۲	۴	۳۴	۵	۴۵	۵	۳	۵	۸	۸
۲۳	۴	۳۴	۵	۴۴	۵	۳	۵	۸	۸
۲۴	۴	۳۳	۵	۴۴	۵	۳	۵	۹	۸
۲۵	۴	۳۳	۵	۴۴	۵	۳	۵	۹	۸
۲۶	۴	۳۳	۵	۴۳	۵	۳	۵	۱۰	۸
۲۷	۴	۳۳	۵	۴۳	۵	۳	۵	۱۰	۸
۲۸	۴	۳۲	۵	۴۲	۵	۳	۵	۱۱	۸
۲۹	۴	۳۲	۵	۴۲	۵	۳	۵	۱۱	۸
۳۰	۴	۳۱	۵	۴۲	۵	۳	۵	۱۲	۸
۳۱	۴	۳۱	۵	۴۲	۵	۳	۵	۱۳	۸

## نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

جون	فجر	طلوع	اشراق	نصف النہار	عصر (۱)	عصر (۲)	غروب	عشاء (۱)	عشاء (۲)
گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۴	۳۱	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۵۳	۲۹
۲	۴	۳۰	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۵۳	۲۹
۳	۴	۳۰	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۵۳	۳۰
۴	۴	۳۰	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۵۳	۳۰
۵	۴	۳۰	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۵۳	۳۱
۶	۴	۳۰	۵	۴۱	۵	۵۳	۱۲	۵۲	۳۱
۷	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۳	۱۲	۵۲	۳۲
۸	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۳	۱۲	۵۲	۳۲
۹	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۳	۱۲	۵۲	۳۳
۱۰	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۳	۱۲	۵۲	۳۳
۱۱	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۵۲	۳۴
۱۲	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۵۲	۳۴
۱۳	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۵۲	۳۵
۱۴	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۵۲	۳۵
۱۵	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۵۲	۳۵
۱۶	۴	۳۰	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۵۲	۳۶
۱۷	۴	۳۰	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۵۲	۳۶
۱۸	۴	۳۰	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۵۳	۳۶
۱۹	۴	۳۰	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۵۳	۳۶
۲۰	۴	۳۰	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۵۳	۳۶
۲۱	۴	۳۰	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۵۳	۳۷
۲۲	۴	۳۱	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۵۳	۳۷
۲۳	۴	۳۱	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۵۳	۳۷
۲۴	۴	۳۱	۵	۴۳	۵	۵۴	۱۲	۵۴	۳۷
۲۵	۴	۳۱	۵	۴۳	۵	۵۴	۱۲	۵۴	۳۸
۲۶	۴	۳۲	۵	۴۳	۵	۵۴	۱۲	۵۴	۳۸
۲۷	۴	۳۲	۵	۴۳	۵	۵۴	۱۲	۵۴	۳۸
۲۸	۴	۳۲	۵	۴۳	۵	۵۴	۱۲	۵۴	۳۸
۲۹	۴	۳۲	۵	۴۳	۵	۵۴	۱۲	۵۴	۳۸
۳۰	۴	۳۲	۵	۴۵	۵	۵۶	۱۲	۵۶	۳۹

## نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

جولائی	فجر	طلوع	اشراق	نصف النہار	عصر (۱)	عصر (۲)	غروب	عشاء (۱)	عشاء (۲)
گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۴	۳۳	۵	۱۲	۳۶	۵۸	۵	۱۸	۲۶
۲	۴	۳۴	۵	۱۲	۳۶	۵۸	۵	۱۸	۲۶
۳	۴	۳۴	۵	۱۲	۳۶	۵۸	۵	۱۸	۲۶
۴	۴	۳۴	۵	۱۲	۳۶	۵۸	۵	۱۸	۲۶
۵	۴	۳۵	۵	۱۲	۳۶	۵۸	۵	۱۹	۲۶
۶	۴	۳۵	۵	۱۲	۳۷	۵۹	۵	۱۹	۲۶
۷	۴	۳۶	۵	۱۲	۳۷	۵۹	۵	۱۹	۲۶
۸	۴	۳۷	۵	۱۲	۳۷	۰	۵	۱۹	۲۵
۹	۴	۳۷	۵	۱۲	۳۷	۰	۵	۱۹	۲۵
۱۰	۴	۳۷	۵	۱۲	۳۷	۰	۵	۱۹	۲۵
۱۱	۴	۳۸	۵	۱۲	۳۷	۰	۵	۱۹	۲۵
۱۲	۴	۳۸	۵	۱۲	۳۸	۱	۵	۲۰	۲۵
۱۳	۴	۳۹	۵	۱۲	۳۸	۱	۵	۲۰	۲۵
۱۴	۴	۴۰	۵	۱۲	۳۸	۱	۵	۲۰	۲۵
۱۵	۴	۴۰	۵	۱۲	۳۸	۲	۵	۲۰	۲۵
۱۶	۴	۴۱	۵	۱۲	۳۸	۲	۵	۲۰	۲۴
۱۷	۴	۴۲	۵	۱۲	۳۸	۲	۵	۲۰	۲۴
۱۸	۴	۴۲	۵	۱۲	۳۸	۲	۵	۲۰	۲۴
۱۹	۴	۴۲	۵	۱۲	۳۸	۲	۵	۲۰	۲۳
۲۰	۴	۴۳	۵	۱۲	۳۸	۲	۵	۲۰	۲۳
۲۱	۴	۴۳	۵	۱۲	۳۸	۲	۵	۱۹	۲۲
۲۲	۴	۴۴	۵	۱۲	۳۸	۳	۵	۱۹	۲۲
۲۳	۴	۴۵	۵	۱۲	۳۸	۳	۵	۱۹	۲۲
۲۴	۴	۴۵	۵	۱۲	۳۸	۳	۵	۱۹	۲۱
۲۵	۴	۴۶	۵	۱۲	۳۸	۳	۵	۱۹	۲۱
۲۶	۴	۴۷	۵	۱۲	۳۸	۳	۵	۱۹	۲۱
۲۷	۴	۴۸	۵	۱۲	۳۸	۴	۵	۱۸	۲۰
۲۸	۴	۴۸	۵	۱۲	۳۸	۴	۵	۱۸	۱۹
۲۹	۴	۴۹	۵	۱۲	۳۸	۴	۵	۱۸	۱۹
۳۰	۴	۴۹	۵	۱۲	۳۸	۴	۵	۱۸	۱۸
۳۱	۴	۵۰	۵	۱۲	۳۸	۴	۵	۱۸	۱۸

## نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

اگست	فجر	طلوع	اشراق	نصف النہار	عصر (۱)	عصر (۲)	غروب	عشاء (۱)	عشاء (۲)
گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۴	۵۱	۵	۵۹	۶	۱۰	۱۲	۸	۲۵
۲	۴	۵۱	۵	۵۹	۶	۱۰	۱۲	۸	۲۴
۳	۴	۵۲	۶	۰	۶	۱۱	۱۲	۸	۲۳
۴	۴	۵۳	۶	۰	۶	۱۱	۱۲	۸	۲۳
۵	۴	۵۳	۶	۱	۶	۱۲	۱۲	۸	۲۳
۶	۴	۵۴	۶	۱	۶	۱۲	۱۲	۸	۲۲
۷	۴	۵۵	۶	۲	۶	۱۳	۱۲	۸	۲۱
۸	۴	۵۵	۶	۲	۶	۱۳	۱۳	۸	۲۰
۹	۴	۵۶	۶	۳	۶	۱۴	۱۲	۸	۱۹
۱۰	۴	۵۶	۶	۳	۶	۱۴	۱۲	۸	۱۸
۱۱	۴	۵۷	۶	۴	۶	۱۵	۱۲	۸	۱۷
۱۲	۴	۵۸	۶	۴	۶	۱۵	۱۲	۸	۱۶
۱۳	۴	۵۹	۶	۵	۶	۱۶	۱۲	۸	۱۵
۱۴	۴	۵۹	۶	۵	۶	۱۶	۱۲	۸	۱۴
۱۵	۴	۵۹	۶	۶	۶	۱۷	۱۲	۵۹	۱۳
۱۶	۵	۰	۶	۶	۶	۱۷	۱۲	۵۸	۱۲
۱۷	۵	۰	۶	۶	۶	۱۷	۱۲	۵۷	۱۱
۱۸	۵	۱	۶	۷	۷	۱۸	۱۲	۵۶	۱۰
۱۹	۵	۲	۶	۷	۷	۱۸	۱۲	۵۵	۱۰
۲۰	۵	۲	۶	۷	۷	۱۹	۱۲	۵۳	۸
۲۱	۵	۳	۶	۸	۸	۲۰	۱۲	۵۳	۷
۲۲	۵	۴	۶	۹	۹	۲۱	۱۲	۵۲	۶
۲۳	۵	۴	۶	۹	۹	۲۱	۱۲	۵۱	۵
۲۴	۵	۴	۶	۹	۹	۲۱	۱۲	۵۰	۴
۲۵	۵	۵	۶	۱۰	۱۰	۲۲	۱۲	۴۹	۳
۲۶	۵	۵	۶	۱۰	۱۰	۲۲	۱۲	۴۸	۲
۲۷	۵	۵	۶	۱۰	۱۰	۲۲	۱۲	۴۷	۱
۲۸	۵	۶	۶	۱۱	۱۱	۲۳	۱۲	۴۶	۰
۲۹	۵	۷	۶	۱۱	۱۱	۲۳	۱۲	۴۵	۵۹
۳۰	۵	۷	۶	۱۲	۱۲	۲۳	۱۲	۴۴	۵۸
۳۱	۵	۸	۶	۱۲	۱۲	۲۳	۱۲	۴۲	۵۶

## نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

ستمبر	فجر	طلوع	اشراق	نصف النہار	عصر (۱)	عصر (۲)	غروب	عشاء (۱)	عشاء (۲)
گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۵	۹	۶	۱۲	۲۳	۱۲	۳۲	۲	۵۵
۲	۵	۹	۶	۱۳	۲۳	۱۲	۳۲	۲	۵۴
۳	۵	۹	۶	۱۳	۲۳	۱۲	۳۱	۲	۵۳
۴	۵	۱۰	۶	۱۴	۲۳	۱۲	۳۱	۲	۵۲
۵	۵	۱۰	۶	۱۴	۲۵	۱۲	۳۱	۲	۵۱
۶	۵	۱۱	۶	۱۵	۲۶	۱۲	۳۰	۲	۴۹
۷	۵	۱۱	۶	۱۵	۲۶	۱۲	۳۰	۲	۴۸
۸	۵	۱۱	۶	۱۵	۲۶	۱۲	۳۰	۲	۴۸
۹	۵	۱۲	۶	۱۶	۲۶	۱۲	۲۹	۲	۴۶
۱۰	۵	۱۲	۶	۱۶	۲۶	۱۲	۲۹	۲	۴۵
۱۱	۵	۱۳	۶	۱۶	۲۶	۱۲	۲۹	۲	۴۴
۱۲	۵	۱۳	۶	۱۷	۲۶	۱۲	۲۸	۲	۴۳
۱۳	۵	۱۴	۶	۱۷	۲۶	۱۲	۲۸	۲	۴۲
۱۴	۵	۱۴	۶	۱۷	۲۶	۱۲	۲۸	۲	۴۰
۱۵	۵	۱۵	۶	۱۸	۲۸	۱۲	۲۷	۲	۳۹
۱۶	۵	۱۵	۶	۱۸	۲۸	۱۲	۲۷	۲	۳۸
۱۷	۵	۱۵	۶	۱۸	۲۸	۱۲	۲۶	۲	۳۷
۱۸	۵	۱۶	۶	۱۹	۲۹	۱۲	۲۶	۲	۳۶
۱۹	۵	۱۶	۶	۱۹	۲۹	۱۲	۲۶	۲	۳۵
۲۰	۵	۱۷	۶	۱۹	۲۹	۱۲	۲۵	۲	۳۴
۲۱	۵	۱۷	۶	۲۰	۳۰	۱۲	۲۵	۲	۳۳
۲۲	۵	۱۸	۶	۲۰	۳۰	۱۲	۲۵	۲	۳۲
۲۳	۵	۱۸	۶	۲۰	۳۰	۱۲	۲۴	۲	۳۱
۲۴	۵	۱۸	۶	۲۱	۳۱	۱۲	۲۴	۲	۳۰
۲۵	۵	۱۹	۶	۲۱	۳۱	۱۲	۲۴	۲	۲۹
۲۶	۵	۱۹	۶	۲۱	۳۱	۱۲	۲۳	۲	۲۸
۲۷	۵	۲۰	۶	۲۲	۳۲	۱۲	۲۳	۲	۲۶
۲۸	۵	۲۰	۶	۲۲	۳۳	۱۲	۲۳	۲	۲۵
۲۹	۵	۲۱	۶	۲۳	۳۳	۱۲	۲۲	۲	۲۴
۳۰	۵	۲۱	۶	۲۳	۳۳	۱۲	۲۲	۲	۲۳



## نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

اکتوبر	فجر	طلوع	اشراق	نصف النہار	عصر (۱)	عصر (۲)	غروب	عشاء (۱)	عشاء (۲)
گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۵	۲۱	۶	۲۴	۱۲	۳۴	۶	۲۰	۷
۲	۵	۲۲	۶	۲۴	۱۲	۳۴	۶	۱۹	۸
۳	۵	۲۲	۶	۲۵	۱۲	۳۵	۶	۱۸	۷
۴	۵	۲۲	۶	۲۵	۱۲	۳۵	۶	۱۷	۶
۵	۵	۲۲	۶	۲۵	۱۲	۳۵	۶	۱۶	۵
۶	۵	۲۳	۶	۲۶	۱۲	۳۶	۶	۱۵	۴
۷	۵	۲۳	۶	۲۶	۱۲	۳۶	۶	۱۴	۳
۸	۵	۲۳	۶	۲۷	۱۲	۳۷	۶	۱۳	۲
۹	۵	۲۴	۶	۲۷	۱۲	۳۷	۶	۱۲	۱
۱۰	۵	۲۵	۶	۲۷	۱۲	۳۷	۶	۱۱	۰
۱۱	۵	۲۵	۶	۲۸	۱۲	۳۸	۶	۱۰	۵۹
۱۲	۵	۲۵	۶	۲۸	۱۲	۳۸	۶	۹	۵۸
۱۳	۵	۲۶	۶	۲۹	۱۲	۳۹	۶	۸	۵۷
۱۴	۵	۲۷	۶	۲۹	۱۲	۳۹	۶	۷	۵۶
۱۵	۵	۲۷	۶	۲۹	۱۲	۳۹	۶	۶	۵۵
۱۶	۵	۲۷	۶	۳۰	۱۲	۴۰	۶	۵	۵۴
۱۷	۵	۲۸	۶	۳۱	۱۲	۴۱	۶	۴	۵۳
۱۸	۵	۲۸	۶	۳۱	۱۲	۴۱	۶	۳	۵۲
۱۹	۵	۲۹	۶	۳۲	۱۲	۴۲	۶	۲	۵۱
۲۰	۵	۳۰	۶	۳۲	۱۲	۴۲	۶	۱	۵۰
۲۱	۵	۳۰	۶	۳۳	۱۲	۴۳	۶	۰	۴۹
۲۲	۵	۳۱	۶	۳۳	۱۲	۴۳	۶	۵۹	۴۸
۲۳	۵	۳۱	۶	۳۴	۱۲	۴۴	۶	۵۸	۴۷
۲۴	۵	۳۱	۶	۳۴	۱۲	۴۴	۶	۵۷	۴۶
۲۵	۵	۳۱	۶	۳۵	۱۲	۴۵	۶	۵۶	۴۵
۲۶	۵	۳۲	۶	۳۶	۱۲	۴۶	۶	۵۵	۴۴
۲۷	۵	۳۳	۶	۳۶	۱۲	۴۶	۶	۵۴	۴۳
۲۸	۵	۳۳	۶	۳۷	۱۲	۴۷	۶	۵۳	۴۲
۲۹	۵	۳۳	۶	۳۷	۱۲	۴۷	۶	۵۲	۴۱
۳۰	۵	۳۴	۶	۳۸	۱۲	۴۸	۶	۵۱	۴۰
۳۱	۵	۳۴	۶	۳۸	۱۲	۴۸	۶	۵۰	۳۹

## نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

نومبر	فجر	طلوع	اشراق	نصف النہار	عصر (۱)	عصر (۲)	غروب	عشاء (۱)	عشاء (۲)
منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ
۱	۵	۳۵	۶	۳۹	۶	۱۲	۱۲	۲۹	۶
۲	۵	۳۶	۶	۴۰	۶	۱۲	۱۲	۵۰	۶
۳	۵	۳۶	۶	۴۰	۶	۱۲	۱۲	۵۱	۶
۴	۵	۳۷	۶	۴۱	۶	۱۲	۱۲	۵۲	۶
۵	۵	۳۸	۶	۴۱	۶	۱۲	۱۲	۵۲	۶
۶	۵	۳۸	۶	۴۲	۶	۱۲	۱۲	۵۳	۶
۷	۵	۳۸	۶	۴۳	۶	۱۲	۱۲	۵۴	۶
۸	۵	۳۹	۶	۴۴	۶	۱۲	۱۲	۵۵	۶
۹	۵	۳۹	۶	۴۴	۶	۱۲	۱۲	۵۵	۶
۱۰	۵	۴۰	۶	۴۵	۶	۱۲	۱۲	۵۶	۶
۱۱	۵	۴۰	۶	۴۵	۶	۱۲	۱۲	۵۶	۶
۱۲	۵	۴۱	۶	۴۶	۶	۱۲	۱۲	۵۷	۶
۱۳	۵	۴۱	۶	۴۷	۶	۱۲	۱۲	۵۸	۶
۱۴	۵	۴۲	۶	۴۸	۶	۱۲	۱۲	۵۹	۶
۱۵	۵	۴۳	۶	۴۹	۶	۱۲	۱۲	۰	۷
۱۶	۵	۴۳	۶	۴۹	۶	۱۲	۱۲	۰	۷
۱۷	۵	۴۴	۶	۵۰	۶	۱۲	۱۲	۱	۷
۱۸	۵	۴۴	۶	۵۰	۶	۱۲	۱۲	۱	۷
۱۹	۵	۴۵	۶	۵۱	۶	۱۲	۱۲	۲	۷
۲۰	۵	۴۶	۶	۵۲	۶	۱۲	۱۲	۳	۷
۲۱	۵	۴۶	۶	۵۳	۶	۱۲	۱۲	۴	۷
۲۲	۵	۴۷	۶	۵۳	۶	۱۲	۱۲	۵	۷
۲۳	۵	۴۷	۶	۵۴	۶	۱۲	۱۲	۶	۷
۲۴	۵	۴۸	۶	۵۵	۶	۱۲	۱۲	۷	۷
۲۵	۵	۴۹	۶	۵۶	۶	۱۲	۱۲	۸	۷
۲۶	۵	۴۹	۶	۵۶	۶	۱۲	۱۲	۹	۷
۲۷	۵	۵۰	۶	۵۷	۶	۱۲	۱۲	۱۰	۷
۲۸	۵	۵۰	۶	۵۷	۶	۱۲	۱۲	۱۱	۷
۲۹	۵	۵۱	۶	۵۸	۶	۱۲	۱۲	۱۲	۷
۳۰	۵	۵۲	۶	۵۹	۶	۱۲	۱۲	۱۳	۷

## نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

دسمبر	فجر	طلوع	اشراق	نصف النہار	عصر (۱)	عصر (۲)	غروب	عشاء (۱)	عشاء (۲)
گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۵	۵۳	۷	۱۱	۱۲	۲۱	۳	۲۲	۲
۲	۵	۵۴	۷	۱۲	۱۲	۲۲	۳	۲۲	۲
۳	۵	۵۴	۷	۱۲	۱۲	۲۲	۳	۲۲	۲
۴	۵	۵۵	۷	۱۳	۱۲	۲۲	۳	۲۲	۲
۵	۵	۵۶	۷	۱۴	۱۲	۲۳	۳	۲۳	۲
۶	۵	۵۶	۷	۱۴	۱۲	۲۳	۳	۲۳	۲
۷	۵	۵۷	۷	۱۵	۱۲	۲۳	۳	۲۳	۲
۸	۵	۵۷	۷	۱۶	۱۲	۲۳	۳	۲۳	۲
۹	۵	۵۸	۷	۱۶	۱۲	۲۳	۳	۲۳	۲
۱۰	۵	۵۹	۷	۱۷	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۱۱	۵	۵۹	۷	۱۸	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۱۲	۵	۵۹	۷	۱۸	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۱۳	۶	۰	۸	۱۹	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۱۴	۶	۱	۸	۱۹	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۱۵	۶	۱	۹	۲۰	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۱۶	۶	۱	۱۰	۲۱	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۱۷	۶	۲	۱۰	۲۱	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۱۸	۶	۲	۱۱	۲۲	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۱۹	۶	۳	۱۱	۲۲	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۲۰	۶	۳	۱۲	۲۳	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۲۱	۶	۴	۱۳	۲۴	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۲۲	۶	۴	۱۳	۲۴	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۲۳	۶	۵	۱۳	۲۴	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۲۴	۶	۶	۱۴	۲۵	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۲۵	۶	۶	۱۴	۲۵	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۲۶	۶	۷	۱۵	۲۶	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۲۷	۶	۷	۱۵	۲۶	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۲۸	۶	۷	۱۶	۲۷	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۲۹	۶	۸	۱۶	۲۷	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۳۰	۶	۸	۱۶	۲۷	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲
۳۱	۶	۹	۱۷	۲۸	۱۲	۲۴	۳	۲۴	۲

## صبح صادق کے وقت پر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ سے اختلاف کی تحقیق:

سوال: قال مولانا مفتی رشید أحمد أدام الله حياته في أحسن الفتاوى:

إن الجداول لأوقات الصلوات في عامة المساجد ليست بصحيحة ونقل جهده وجهد علماء عصره بهذا الصدد و ذكر اسمك بين هذه العلماء ونقل موافقتكم معه في رأيه وذكر في الآخر رجوعكم عن موافقة المذكورة وأسف على هذا شديداً وقال رجعوا بغير دليل واستدلال وبغير قيل وقال (۱).

الجواب

قد وقع تحقيق مسألة وقت الصبح الصادق في زمن والدي الشيخ المفتي محمد شفيع و العلامة الشيخ البنوري رحمهما الله تعالى، وكانا في أول الأمر قد مالا إلى رأي شيخنا المفتي رشيد أحمد حفظه الله تعالى ولكن بعد المشاهدات المتوالية ومراجعة كتب الفقه والحساب عدلا عن رأيه.

المشاهدة التي ذكرها شيخنا المفتي رشيد أحمد حفظه الله تعالى فهي مشاهدة ”نُذُو آدَم“ وكانت إحدى المشاهدات ما بين عدة مشاهدات وكان مطلع الشرق إذ ذاك مغبراً ولم يكن أحد يرى أن هذه المشاهدة كافية للوصول إلى نتيجة حاسمة فلا ينبغي التعويل عليها. والله سبحانه أعلم (۲)

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔ (۱۴۰۵ھ)۔ (فتاویٰ عثمانی: ۱/۳۹۵)

(۱) خلاصہ سوال: مولانا مفتی رشید احمد ادام اللہ حیاتہ نے احسن الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ عموماً مساجد میں جو نقشے اوقات صلوٰۃ کے ہیں، وہ صحیح نہیں ہیں۔ اور اس سلسلہ میں اپنی مختلف علما کی کوششوں کا تذکرہ کیا ہے اور اسی ضمن میں آنجناب کا نام بھی شمار کیا ہے، اور آپ کی موافقت اپنے ساتھ اپنی رائے میں نقل کی ہے اور آخر میں اس موافقت سے آپ کے رجوع کرنے کا تذکرہ کرتے ہوئے بہت افسوس کا اظہار کیا ہے کہ انہوں نے بغیر کسی دلیل و استدلال اور بغیر کسی قیل و قال کے رجوع کر لیا ہے۔ انیس

(۲) خلاصہ جواب: وقت صبح صادق کے مسئلے کی تحقیق میرے والد المحترم مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ اور علامہ شیخ بنوری رحمہ اللہ کے زمانہ میں ہوئی تھی، یہ دونوں حضرات شروع میں شیخ مفتی رشید احمد حفظہ اللہ کی رائے سے متفق تھے، لیکن بعد کے لگا تار مشاہدات اور کتب فقہ و حساب کی طرف مراجعت کے بعد انہوں نے ان کی رائے سے عدول کر لی اور ہمارے شیخ مفتی رشید احمد حفظہ اللہ نے جس مشاہدہ کا تذکرہ کیا ہے وہ ”نُذُو آدَم“ کا مشاہدہ ہے اور یہ چند مشاہدات میں سے ایک ہے اور اس وقت سورج نکلنے کی جگہ ابراً لودھی، اور کوئی بھی شخص یہ نہیں سمجھتا کہ یہ مشاہدہ حتمی نتیجہ تک پہنچنے کے لئے کافی ہے، لہذا اس پر اعتماد مناسب نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم۔ انیس

## فجر کی اذان بعد صبح صادق متصلاً:

سوال: ہمارے یہاں فجر کی اذان صبح صادق کے پانچ منٹ بعد ہوتی ہے جبکہ بعض لوگ صبح صادق سے دس منٹ بعد بھی اذان دینے میں کراہت سمجھتے ہیں، لہذا صبح صادق کے بعد اذان دینا کیسا ہے، اس کا جواب عنایت فرمائیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب

جنتری اور گھڑی کے وقت میں فرق ہو سکتا ہے، لہذا احتیاط کیا جائے، دس منٹ نہ سہی، تو سات منٹ کے وقفہ سے اذان دینا اچھا ہے۔ ششی تقویم میں حسب ذیل ہدایت لکھی ہے۔

یاد رہے کہ یہ ٹائم ٹیبل (جنتری) حساب سے تیار شدہ ہے، اس پر ایسا اعتماد کرنا کہ ایک منٹ کا بھی فرق نہ ہو مناسب نہیں، اس کا مدار صرف حساب پر ہونے کی وجہ سے غلطی کا امکان ہے۔

ایسے ہی گھڑی کے وقت میں بسا اوقات تقدیم و تاخیر کے سبب نماز و روزہ کی ادائیگی میں حسب ذیل احتیاط ضروری ہے

- (۱) صبح صادق کے تحریر کردہ وقت سے دس منٹ قبل ہی سحری کا آخری وقت سمجھا جائے۔
- (۲) صبح صادق کے ذکر کردہ وقت سے پانچ (بلکہ دس) منٹ بعد ہی فجر کی اذان دی جائے۔
- (۳) طلوع آفتاب کے بتائے ہوئے وقت سے پانچ منٹ قبل ہی فجر کی نماز سے فارغ ہو جائے۔

## صبح صادق جاننے کا طریقہ:

صبح صادق ہونے سے پہلے پورب جانب آسمان کے بالکل کنارے میں روشنی کی کرن لکیر کی طرح نکلتی ہے، اس کرن کا ایک کنارہ پورب آسمان کے کنارہ میں رہتا ہے، اور دوسرا پہچم جانب اوپر آسمان میں آتا ہے پھر آہستہ آہستہ یہ روشنی غائب ہو جاتی ہے اور تاریکی چھا جاتی ہے یہ صبح کا ذب ہے، اس وقت فجر کا وقت شروع نہیں ہوتا ہے اس کے کچھ دیر (تقریباً ۱۲ منٹ) بعد پھر آسمان کے بالکل پورب کنارے میں ایک روشنی ظاہر ہوتی ہے جو چوڑائی میں یعنی اتر دھن میں پھیل کر نکلتی ہے اور آہستہ آہستہ اوپر آسمان پر بڑھتی ہے، یہی روشنی ظاہر ہونے کا وقت صبح صادق ہے اور اس روشنی کے نکلنے ہی فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

لیکن احتیاط یہ ہے کہ صبح صادق کی روشنی جیسے ظاہر ہو اس وقت یہ سمجھنا چاہئے کہ عشا اور سحری کا وقت ختم ہو گیا اور روشنی کچھ پھیل جائے تو فجر ہونے کا یقین کرنا چاہئے۔ (عالمگیری: ۵۱/۱)

آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے ذرا پہلے ہی وقت فجر ختم ہو جاتا ہے، اگر کوئی فجر کی نماز شروع کرے اور سلام کرنے سے پہلے آفتاب کا کنارہ ظاہر ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی، مگر وہ وقت نکلنے کے بعد اس کی قضا پڑھے۔ (شامی: ۳۵۹/۱)

عورتوں کے لئے پورے سال ہر جگہ اندھیرے (غلس) میں پڑھنا مستحب ہے۔ (در مختار مع شامی: ۳۶۶/۱) فجر کے علاوہ باقی اوقات میں عورتوں کے لئے مستحب یہ ہے کہ ان اوقات کی جماعت ختم ہونے کے بعد فرض نماز پڑھیں۔ (در مختار مع شامی: ۳۶۶/۱) (طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل، صفحہ: ۱۶۹-۱۷۰) انیس

(۴) عصر کا ابتدائی وقت لکھا ہے اس کے پانچ منٹ بعد اذان دی جائے۔

(۵) غروب کے ذکر کردہ وقت کے پانچ منٹ بعد ہی اذان دی جائے۔

(۶) عشا کا ابتدائی وقت لکھا ہے اس سے پانچ (بلکہ دس) منٹ بعد اذان کہے۔ (سشی تقویم)

صبح صادق ہوتے ہی اذان کہنا درست ہے، مگر صبح صادق کی پہچان مشکل ہے اور ٹائم ٹیبل (جنتری کے حساب) میں بھی غلطی کا امکان ہے، گھڑیوں کے وقت میں بھی فرق ہوتا ہے، لہذا صبح صادق کے لکھے ہوئے وقت سے دس منٹ پہلے سحری کھانا بند کر دے اور دس منٹ کے بعد فجر کی اذان کہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحمیہ: ۱۳۹۸، ۱۳۹۰)

### صبح صادق کے بعد پانچ سات منٹ کی تاخیر:

سوال: سحری کے اختتام کے کتنی دیر بعد اذان فجر ہونی چاہئے، اگر کچھ دیر بعد اذان ہونی چاہئے تو اس کی دلیل یا ثبوت پیش فرمائیں؟

الجواب

اذان کا وقت صبح صادق کے ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے، پانچ سات منٹ کی تاخیر اس لئے کی جاتی ہے تاکہ فجر خوب واضح ہو جائے۔

کما قال علیہ السلام: "لا تؤذن حتی یتبین لک الفجر". (الحديث) (۱) فقط واللہ اعلم  
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، ۱۳/۱۰/۱۴۰۸ھ۔ الجواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲۱۶/۲)

### اذان و جماعت فجر:

سوال: فجر کی نماز جماعت طلوع آفتاب سے کتنی پیشتر ہونی چاہئے؟ اور دیگر یہ کہ اذان فجر جماعت سے کتنی پہلے ہونی چاہیے؟

الجواب

شامی میں ہے:

قال أبو حنيفة: يؤذن للفجر بعد طلوعه. (۲)

(۱) سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی الأذان قبل دخول الوقت (ح: ۵۳۴) انیس

(۲) رد المحتار، باب الأذان: ۳۵۷/۱، ظفیر

عن علی بن ربیعۃ قال: سمعت علیاً یقول لمؤذنه: أسفر أسفر یعنی صلاة الصبح. (المصنف لعبد الرزاق، باب وقت الصبح: ۵۶۹/۱ (ح: ۲۱۶۶-۲۱۶۵) / شرح معانی الآثار، باب الوقت الذی یصلی فیہ الفجر أى وقت هو؟ (ح: ۱۰۷۴) / ۱۸۰/۱ / المعجم الأوسط: ۳۷۸/۲ (ح: ۱۰۵۹) انیس)

یعنی صبح صادق ہونے کے بعد فوراً کہنا بہتر ہے، اگر فوراً نہ ہو تو بعد میں کہے۔ الغرض تمام وقت نماز کا، اذان کا بھی وقت ہے، کما فی الشامی: ولعل المراد بیان الاستحباب والإ فوقت الجواز جمیع الوقت. (۱)  
اور جماعت فجر کی اسفار کے وقت ہونی چاہیے، یعنی جس وقت خوب روشنی ہو جاوے۔ (۲) اس کی مقدار درمختار میں یہ لکھی ہے کہ آفتاب کے نکلنے سے اتنی پہلے نماز شروع کریں کہ چالیس آیتیں ترتیل سے پڑھ سکیں اور پھر اعادہ کی ضرورت ہو تو اعادہ کر لیں۔ (۳)

غرض تقریباً آدھ گھنٹہ پہلے آفتاب نکلنے سے جماعت کریں۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۲۹۶-۳۰۰)

### وقت نماز فجر بعد طلوع صبح صادق:

سوال: اگر صبح صادق چار بجے ہو تو جماعت صبح کا وقت اصلی کونسا ہوگا؟

الجواب

اگر صبح صادق ۴ بجے مثلاً ہوتی ہے تو نماز فجر پانچ سو پانچ بجے تک بلکہ اس کے بھی بعد تک پڑھ سکتے ہیں۔ غرض یہ کہ طلوع آفتاب سے دس پندرہ منٹ پہلے فارغ ہو جانا چاہئے۔ (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۳۷۷-۳۸۰)

(۱) رد المحتار، باب الأذان، ج: ۱، ص: ۳۵۷. ظفیر  
(۲) عن رافع بن خدیج قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر. (سنن الترمذی، باب ما جاء في الإسفار بالفجر (ح: ۱۵۴) / سنن أبي داود، باب وقت الصبح (ح: ۴۲۴) / سنن النسائی: ۲۷۲/۱ (ح: ۵۴۸) / مسند أبي حنيفة رواية أبي نعيم: ۴۱۱ / مسند الشافعی ترتيب سنجر، باب الإسفار بالصبح (ح: ۱۳۲) / المصنف لابن أبي شيبة، مارواه رافع بن خديج (ح: ۶۴-۳۲۴۲) / مسند الإمام أحمد، حديث رافع بن خديج (ح: ۱۷۲۸۶-۲۳۶۳۵) / مسند البزار، ومماروى جابر عن أبي بكر عن بلال (ح: ۱۳۵۷) / المسند للشاشی، ماروى بلال بن رباح مؤذن رسول الله صلى الله عليه وسلم (ح: ۹۴۲) / الصحيح لابن حبان، ذكر لفظة تعلق بهامن جهل صناعة الحديث (ح: ۱۴۹۰) / المعجم الأوسط للطبرانی، ذكر من اسمه: هاشم (ح: ۹۲۸۹) / وقال الترمذی حديث حسن صحيح. انیس)

فی سنن الدارمی، باب الإسفار بالفجر (ح: ۱۲۵۴) / عن رافع بن خديج قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نوروا بصلاة الفجر فإنه أعظم للأجر.

وفی شرح معانی الآثار، باب الوقت الذي يصلى فيه الفجر أى وقت هو؟ (ح: ۱۰۶۸)، والمعجم الأوسط للطبرانی، من اسمه ثابت (ح: ۳۳۱۹)

(۳) (والمستحب) للرجل (الابتداء) في الفجر (بإسفار والختم به) هو المختار بحيث يرتل أربعين آية ثم يعيده بطهارة لوفسد. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلوة، ج: ۱، ص: ۳۳۹. ظفیر مفتاحی)

(۴) (وقت) صلوة (الفجر) ... الخ، (من أول طلوع الفجر الثاني) ... الخ، (إلى) قبيل (طلوع ذكاء) الخ، (والمستحب) للرجل (الابتداء) في الفجر (بإسفار والختم به) هو المختار بحيث يرتل أربعين آية ثم يعيده بطهارة لوفسد. (الدر المختار على هامش رد المحتار: كتاب الصلوة: ۱/۳۳۱. ظفیر)

## نماز فجر کا مستحب وقت:

سوال: فجر کی نماز میں چند مسلمانوں کے درمیان اختلاف پڑا ہوا ہے۔ اوقات طلوع شمس حیدر آباد دکن ۵ بجکر ۴۵ لفظ پر اور غروب ۶ بجکر ۵۶ منٹ پر ہوتا ہے، اس لئے یہاں دن رات کا شمار تقسیم بالمناصفہ سے کیا جاتا ہے، لیکن یہاں کے اکثر حضرات اختلاف کی وجہ سے غلّس میں نماز پڑھتے ہیں۔ ساڑھے چار بجے فجر پڑھ لیتے ہیں اور بعض لوگ اسفار میں ۵ بجے کے بعد پڑھتے ہیں۔ لہذا حنفی مذہب میں جو اصح اور متفق علیہ ہو وہ تحریر فرماویں؟

الجواب

نماز فجر میں عند الحنفیہ اسفار مستحب ہے، مستحب کہنے سے معلوم ہوا کہ غلّس میں درست ہے، مگر بہتر اسفار ہے اور اسفار کے معنی ظہور نور اور انکشاف ظلمت کے ہیں۔ پس جبکہ طلوع آفتاب ۵ بجکر ۴۵ منٹ پر ہو تو ۵ بجے کے بعد عمدہ وقت اسفار کا ہے۔ (۱) اور ساڑھے چار بجے پڑھنے والے بھی لائق ملامت کے نہیں ہیں، کیونکہ غلّس میں پڑھنا بھی احادیث سے ثابت ہے۔ (۲) اختلاف صرف افضلیت و عدم افضلیت میں ہے، جواز میں اختلاف نہیں ہے۔ (۳)

والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر یا سفار والختم به هو المختار۔ (الدر المختار) وفی الشامی:

(قوله یا سفار) أى فی وقت ظهور النور وانکشاف الظلمة، الخ۔ (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۱۴-۳۲)

(۱) عن رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر۔ (رواه الترمذی وأبو داؤد والدارمی۔ مشکوٰۃ، باب تعجیل الصلوٰۃ، ص: ۶۱، ظفیر) (سنن الترمذی، باب ما جاء فی الإسفار بالفجر (ح: ۱۵۴) / سنن أبی داؤد، باب وقت الصبح (ح: ۴۲۴) / وفی سنن الدارمی، باب الإسفار بالفجر (ح: ۱۲۵۴) بلفظ: نوروا۔ انیس)

(۲) وعن عائشة قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیصلی الصبح فتتصرف النساء متلفعات بمروطهن ما یعرفن من الغلّس، متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ، باب تعجیل الصلوٰۃ، ص: ۶۰، ظفیر) (عائشة قالت کن نساء المؤمنات یشھدن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الفجر متلفعات بمروطهن ثم ینقلبن إلی بیوتهن حین یقضین الصلوٰۃ لا یعرفهن أحد من الغلّس۔ (الصحيح للبخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت الفجر (ح: ۵۷۸) / الصحيح لمسلم، باب استحباب التکبیر بالصبح (ح: ۶۴۵-۱۴۵۸) / مستخرج أبی عوانة، باب صفة وقت الفجر وآخروقتها وصفة الفجر (ح: ۱۰۹۱) انیس)

(۳) قوله صلی اللہ علیہ وسلم: أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر۔ أقول: هذا الخطاب لقوم خشوا تقلیل الجماعة جداً أن ینتظروا إلی الإسفار أو لأهل المساجد الكبيرة التي تجمع الضعفاء والصبيان وغيرهم لقوله صلی اللہ علیہ وسلم: أیکم صلی بالناس فلیخفف فإنه فیهم الضعیف، الحديث۔ أو معناه طولوا الصلاة حتی یقع آخرها فی وقت الإسفار لحديث برزة کان ینقل فی صلاة الغداة حین یعرف الرجل جلیسه۔ (حجة اللہ البالغة، اوقات الصلاة: ۳۲۰/۱) والحديث الأول رواه الإمام مالک، باب العمل فی صلاة الجماعة (ح: ۱۳) ت: عبد الباقي / والثاني البخاری فی صحیحہ، باب وقت العصر (ح: ۵۴۷) انیس)

(۴) رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، الجزء الأول، ص: ۳۳۹، ظفیر



## صبح کی نماز کب پڑھی جائے:

سوال: صبح کی نماز کے بعد کتنا وقت رہنا چاہئے؟

الجواب

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔ (۱) یعنی تاخیر کرنی چاہئے اس قدر کہ نماز فرض ادا کرنے کے بعد اتنا وقت طلوع آفتاب تک باقی رہے اگر امام وغیرہ کا بے وضو ہونا ظاہر ہو یا کسی وجہ سے نماز کے اعادہ کی ضرورت ہو تو آفتاب کے طلوع سے پہلے پہلے پھر نماز کا اعادہ ہو سکے۔ پس پندرہ بیس منٹ باقی رہنا طلوع آفتاب میں بعد نماز کے کافی ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد دوم صفحہ ۴۳ و ۴۴)

## فجر کی نماز کب پڑھی جائے:

سوال (۱) فجر کا وقت ختم ہونے سے کتنی دیر پہلے نماز جماعت ہو جانا چاہئے؟

(۲) نماز فجر کے لئے اس وقت کھڑا ہونا کیسا ہے، جب کہ ایک رکعت کے بعد یا سلام پھیرنے سے پہلے

وقت قضا ہو جاتا ہے؟

الجواب ————— حامداً ومصلیاً

(۱) اتنی دیر پہلے کہ اگر نماز ختم ہو جانے پر معلوم ہو کہ دوبارہ پڑھنے کی ضرورت ہے، کسی وجہ سے نماز خراب ہو گئی ہے، تو سنت کے موافق دوبارہ سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جاسکے۔ (۲)

(۲) اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (۳) اتنی دیر تک مؤخر کرنا جائز نہیں گناہ ہے۔ (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۲/۱۳۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۳۲/۵)

(۱) والمستحب للرجل الابتداء في الفجر بإسفار والختم به هو المختار بحيث يرتل أربعين آية ثم يعيده بظهور

لوفسد. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلوة، ج: ۱، ص: ۳۳۹، ظفیر)

(۲) ”يستحب تأخير الفجر، ولا يؤخرها بحيث يقع الشك في طلوع الشمس، بل يسفر بها بحيث لو ظهر فساد صلاته، يمكنه أن يعيدها في الوقت بقراءة مستحبة“. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلوة، الباب الأول في المواقيت وما يتصل بها: ۵۱۱، ۵۲، شديدة)

(۳) ”بخلاف الفجر الخ: أي فإنه لا يؤدي فجر يومه وقت الطلوع، لأن وقت الفجر كله كامل فوجبت

كاملة، فتبطل بطرّ الطلوع الذي هو وقت الفساد“ (رد المحتار، كتاب الصلوة: ۳۷۳/۱، سعيد)

”ولو طلعت الشمس وهو في خلال الفجر، فسدت صلاته عندنا“ (المبسوط، باب مواقيت الصلوة: ۳۰، المكتبة الغفرية، كوئٹہ)

(۴) ”قال عطاء بن دينار: ”الحمد لله الذي قال: ”عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ“ ولم يقل: ”فِي صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ“، =

## نماز فجر میں تاخیر:

سوال: یہاں کے امام نمازوں میں تاخیر کرتے ہیں کہ زردی صبح کی ظاہر ہو جاتی ہے اور ظہر کی نماز میں دو چند سایہ تک دیر کرتے ہیں اور عصر کی نماز گھڑی بھرنے پر ہٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر نماز میں تاخیر لازم ہے۔ حالانکہ قرآن شریف میں اول اوقات کی تاکید وارد ہے۔

الجواب

آپ کے امام صاحب جن اوقات میں صبح اور ظہر اور عصر کی نماز پڑھتے ہیں یہ حنفیہ کے مذہب اور کتب فقہ کے موافق ہے۔ صبح میں خوب اسفار کرنا اور عصر میں تاخیر کرنا اس قدر کہ گھنٹہ پون گھنٹہ دن رہ جاوے مستحب ہے اور موسم گرما کے ظہر میں ابراد اور تاخیر کرنا مستحب ہے مگر دو مثل سایہ سے پہلے پہلے پڑھ لی جاوے۔ (۱)

احادیث میں صبح میں اسفار کی فضیلت اور عصر کی تاخیر وارد ہوئی ہے۔ اور ظہر میں ابراد کا حکم وارد ہوا ہے۔ باقی اوقات نماز کے ابتدا و انتہا معروف و مشہور ہیں، افضل یہ ہے جو مذکور ہوا۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸۷/۳۹)

== إِمَّا عَنْ وَقْتِهَا الْأَوَّلِ فَيُخْرَوْنَهَا إِلَى آخِرِهِ دَائِمًا أَوْ غَالِبًا ... وَمَنْ اتَّصَفَ بِجَمِيعِ ذَلِكَ فَقَدْ تَمَّ لَهُ نَصِيْبُهُ مِنْهَا، وَكَمَلَّ لَهُ النِّسَاقُ الْعَمَلِيُّ، كَمَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ: ”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”تِلْكَ صَلَوةُ الْمُنَافِقِ، تِلْكَ صَلَوةُ الْمُنَافِقِ، يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قُرْنِي الشَّيْطَانِ، قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهُ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا“۔ (تفسير ابن كثير: ۷/۱۸۴، مكتبة دار الفحاء، دمشق)

”قال الله تعالى: ”قَوِيلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ“..... وقال ابن عباس رضى الله تعالى عنهما وجماعة: تأخيرها عن وقتها“۔ (روح المعاني: ۲۴۲/۳۰، دار إحياء التراث العربى، بيروت)

(۱) ويستحب في صلاة الفجر الإسفار بها بأن تصلى في وقت ظهور النور وانكشاف الظلمة والغسل الخ لقوله عليه السلام: أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر، رواه الترمذی. وقال حديث حسن الخ ثم استحباب الإسفار عندنا عام في الأزمنة كلها إلا في صلاة الفجر يوم النحر بمزدلفة فإن المستحب فيها التغليس إجماعاً، الخ، ويستحب أيضاً عندنا الإبراد بالظهور في الصيف لما تقدم من الحديث ”إذا اشتد الحر فأبردوا بالصلاة الخ وهو عام في جميع البلاد بجميع الناس لإطلاق الحديث، ويستحب أيضاً عندنا تأخير العصر في كل الأزمنة إلا يوم الغيم مالم يتغير الشمس، الخ، كما ورد عنه عليه السلام في حديث بريرة: أنه صلى الله عليه وسلم صلى العصر والشمس مرتفعة بيضاء نقية. (غنية المستملی: ۲۳۰، ظفیر)

(۲) (والمستحب) للرجل (الابتداء) في الفجر (بإسفار والختم به) الخ، (وتأخير ظهر الصيف) ... (مطلقاً) الخ، (و) تأخير (عصر) صيفاً وشتاءً توسعة للنوافل (مالم يتغير ذكاء) الخ، (و) تأخير (عشاء إلى ثلث الليل) الخ. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۳۹/۱، ظفیر)

عن رافع بن خديج قال سمعت رسول الله يقول: أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر. (سنن الترمذی، باب ما جاء في الإسفار بالفجر (ح: ۱۵۴) / سنن أبي داود، باب وقت الصبح (ح: ۴۲۴) انیس)

==

## نماز فجر میں تاخیر کا حکم اور اس میں آیات کی مستحب مقدار:

سوال: براہ کرم اس مسئلے میں مطلع کریں کہ نماز فجر کے وقت تاخیر کرنا درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب: ————— وباللہ التوفیق

نماز فجر میں اتنی تاخیر کرنا جس سے نماز میں ہی سورج نکل آنے کا خطرہ ہو جائے درست نہیں ہے۔ نماز فجر آفتاب نکلنے سے ۲۵/۳۰ منٹ پہلے شروع کریں۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمیٰ عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۱۱/۱۳۸۸ھ  
الجواب صحیح محمود عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند۔ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول: ۱۹)

## نماز فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں:

سوال: رمضان شریف میں فجر کی نماز سحری کے بعد ذرا سویرے پڑھ لی جاوے، تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب: —————

کچھ حرج نہیں ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۵/۲)

## رمضان المبارک میں فجر کی نماز معمول سے پہلے پڑھنا:

سوال: اگر رمضان کے مہینہ میں فجر کی نماز مقررہ اوقات سے پہلے پڑھ لی جائے اور سحری اور نماز میں زیادہ

== عن عبد اللہ بن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أنه قال: إذا اشتد الحر فابدؤوا بالصلاة فإن شدة الحر من فيح جهنم (الصحيح للبخاري، باب الإبراد بالظھر فی شدة الحر (ح: ۵۳۳) / سنن الترمذی، باب ماجاء فی تأخير الظھر فی شدة الحر (ح: ۱۰۷) انیس)

(۱) (والمستحب) للرجل (الابتداء) فی الفجر (بإسفار والختم به) هو المختار بحيث يرتل أربعين آية ثم يعيده بطهارة لو فسد. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الصلوة: ۳۳۹، انیس)

(۲) وقت صلوة الفجر ... الخ ... من أول طلوع الفجر الثاني، الخ، إلى قبيل طلوع ذكاء. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الصلوة: ۳۳۱-۳۳۲)

وعن قتادة عن أنس أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم وزید بن ثابت تسحرا فلما فرغا من سحورهما قام نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الى الصلوة فصلى قلنا لأنس: کم كان بین فراغهما من سحورهما ودخولهما فی الصلوة قال: قدر ما یقرأ الرجل خمسين آية. (الصحيح للبخاري، کتاب مواقيت الصلاة، باب وقت الفجر (ح: ۵۷۶-۱۱۳۴) / مسند الإمام أحمد، مسند أنس بن مالک رضی اللہ عنہ (ح: ۱۲۷۳۹) / السنن الكبرى للبيهقي، باب تعجيل صلاة الصبح (ح: ۲۱۴۱) انیس)

وقفہ نہ رکھا جائے، کیوں کہ بعض لوگ سحری کے بعد آرام کی غرض سے لیٹ جاتے ہیں تو جماعت کے چھوٹ جانے کا خدشہ رہتا ہے، کیا ایسا کیا جاسکتا ہے؟ (عظیم اللہ خاں، عمیر کھیڑ)

الجواب

صبح صادق ہونے کے بعد فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اگر رمضان المبارک میں اول وقت میں نماز ادا کر لی جائے تاکہ لوگوں کو سہولت ہو اور زیادہ سے زیادہ لوگ جماعت میں شریک ہوں، تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیوں کہ یہ واقعہ ہے کہ فجر کی جماعت دیر سے رکھی جائے تو بہت سے لوگ سحری کھا کر سو جاتے ہیں اور نماز کے لیے اٹھ نہیں پاتے، احناف کے یہاں جو فجر میں تاخیر افضل ہے، وہ اسی لیے کہ اس میں زیادہ لوگوں کے جماعت میں شریک ہونے کی امید ہوتی ہے، اب اگر یہ مقصد اول وقت میں نماز پڑھنے سے حاصل ہوتا ہو، تو اسی وقت میں نماز ادا کرنا بہتر ہوگا۔ (۱)

(کتاب الفتاویٰ: ۱۲۲/۲-۱۲۳)

### رمضان میں نماز فجر اول وقت میں پڑھنا:

سوال (۱) کیا صرف رمضان المبارک میں بعد اذان فوری جماعت بہتر ہے، یا بعد اذان گیارہ ماہ کی طرح، وقت حنفی پر جماعت کے درمیان وقت کے انتظار میں حسب عادت ذکر اللہ کرنا بہتر ہے، جب کہ بارہ ماہ ظہر، عشا، فجر کی اذان اور جماعت میں نصف گھنٹہ اور ایک گھنٹہ تک درمیانی وقت ہو جاتا ہے؟

(۲) کیا حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل تمام ماہ رمضان المبارک میں یہی معمول رہا کہ اذان کے فوری بعد نماز باجماعت ادا کی ہو، یا کیا حضرت امام ابوحنیفہؒ نے ماہ رمضان المبارک میں اس بات کی اجازت دی ہے کہ ایسا کر لیا جائے؟

(۳) جو متولی جماعت کا پابند نہ ہو، بارہ ماہ نماز ظہر، عصر و مغرب گھر پر پڑھتا ہو اور عشا اور فجر صرف مسجد میں، یا کوئی متولی مسجد میں بالکل کسی وقت نہ جائے، اس کو متولی ہونے کی حیثیت سے یہ حکم صادر کرنا کہ جماعت فجر رمضان میں فوری بعد اذان فجر کی جائے، یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۱) ”يستحب الإسفار وهو التأخير للإضاءة بالفجر... لأن في الإسفار تكثير الجماعة وفي التغليس تقليلها وما تؤدى إلى الكثير أفضّل“. (مراقي الفلاح مع الطحطاوى: ۱۲۱. محشى)

والمستحب في صلاة الفجر عند مالك والشافعي التغليس وعند أبي حنيفة وأصحابه الإسفار بها وقال بعض المتأخرين يجمع بين التغليس والإسفار وعن أبي عبد الله إذا لم يكن عذر من انتظاره القوم وغيره فالتعجيل أفضل وإن عذر فالإسفار أفضل. (النتف في الفتاوى للسعدى،، كتاب المواقيت، أوجه الوقت: ۵۴/۱، انيس)

- (۴) جس مسجد میں اکثریت ۲۵ یا ۳۰ نمازیوں کی ماہ رمضان میں حسب معمول گیارہ ماہ کی طرح جماعت کیلئے رضامند ہوں اور ۸ یا ۱۰ آدمی متولی مسجد کے حکم سے بعد اذان فجر فوراً جماعت کریں، دوسری جماعت پھر اکثریت کی تعداد کے ساتھ کی جائے تو اس میں کوئی جماعت کے افراد حق پر ہیں؟
- (۵) متولی امام کو مسجد وقف سے بارہ روپے ماہانہ دیتا ہے، نیز روپیہ محلہ کے نمازی بصورت چندہ دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں متولی امام کو حکم دے کہ تم کو ہماری جماعت کی نماز پڑھانی ہے۔ کیا یہ حکم متولی کا دینا اور امام کے لئے اس کی تعمیل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً

- (۱) حدیث پاک میں فجر کو اندھیرے میں پڑھنے کے بجائے روشنی پھیل جانے پر پڑھنے کا حکم ہے:
- ”أسفروا بالفجر، فإنه أعظم للأجر“۔ (الحديث) (۱)
- فقہائے احناف نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ (۲)

- (۱) جامع الترمذی، أبواب الصلوة، باب ماجاء فی الإسفار بالفجر: ۴۰/۱، سعید
- (۲) ”یستحب تأخیر الفجر، ولا یؤخرها بحیث یقع الشک فی طلوع الشمس، بل یسفر بها بحیث لو ظهر فساد صلاته، یمکنه أن یعیدها فی الوقت بقراءة مستحبة“، کذا فی التبین، وهذا فی الأزمنة کلها إلا صبیحة یوم النحر للحاج بالمزدلفة، فإن هناك التغلیس أفضل، هكذا فی المحيط“۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلوة، الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات: ۵۲/۱-۵۳، رشیدیہ)
- ”عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”أمنی جبریل وصلی بی الفجر حین حرم الطعام والشراب علی الصائم“۔ (سنن أبی داؤد، کتاب الصلوة، باب مواقیث الصلوة: ۶۲/۱، إمدادیہ، ملتان)
- ”عن قتادة عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدثه: ”أنهم تسحروا مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ثم قاموا إلى الصلوة، قلت: کم بینہما؟ قال: قدر خمسين أو ستين یعنی آية“۔ (صحیح البخاری، کتاب مواقیث الصلوة، باب وقت الفجر: ۸۱/۱، قدیمی)
- ”قال الشعرانی فی المیزان: ”وفی رواية أخرى لأحمد رحمه الله تعالى: ”الأعتبار بحال المصلين، فإن شق علیہم التغلیس كان الإسفار أفضل، وإن اجتمعوا كان التغلیس أفضل“۔
- وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى في رد المحتار: ”نعم ذكر شراح الهداية وغيرهم في باب التيمم: ”أن أداء الصلوة في أول الوقت أفضل إلا إذا تضمن التأخير فضيلة لا تحصل بدونه كتكثير الجماعة“۔ (فتح الملهم، کتاب المساجد، باب استحباب التكبیر بالصبح فی أول وقتها وهو التغلیس و بیان قدر القراءة فیها: ۲/۲۱۲، المكتبة الرشیدیہ، کراچی)

گو صبح صادق ہوتے ہی پڑھ لینے سے بھی نماز بلا کراہت ادا ہو جائے گی۔ (۱) مگر عامۃً نمازی اس وقت پر حاضر نہیں ہو پاتے، جماعت کی شرکت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

ویسے ہی اذان و جماعت میں اتنے فصل کا حکم ہے کہ نماز کی تیاری کر سکے، (۲) (مغرب میں یہ بات نہیں)۔ فیض الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ رمضان المبارک میں سحری کے بعد عامۃً لوگ سو جاتے ہیں، دیر میں اٹھتے ہیں، نماز قضا ہو جاتی ہے، اس لئے صبح صادق کے بعد اول وقت میں فجر کی نماز پڑھ لی جائے، تو سب کو جماعت مل جاتی ہے، نمازیوں کے جمع ہونے کی سہولت کی خاطر اور ان کی نماز کو فوت ہونے سے بچانے کے لئے اس پر عمل کر لیا جائے، لیکن اگر نمازی گیارہ ماہ کے وقت پر حاضر ہو کر شرکت جماعت کریں اور اسی کو پسند کریں، تو یہ بھی درست ہے، بلکہ اصل مذہب ہے۔ (۳) اب نمازیوں کو ایک دوسرے پر طعن کرنا اور جائز و ناجائز کی بحث کرنا اس مسئلہ میں ٹھیک نہیں۔ (۴) جب نماز دونوں طرح بلا کراہت ادا ہو جاتی ہے تو نزاع ختم کیا جائے، پابند نمازیوں کی اکثریت کو ترجیح دی جائے۔ (۵)

(۱) ولأن فی الإسفار تکثیر الجماعة، وفي التغليس تقييلها، وما يؤدى إلى تكثير الجماعة فهو أفضل. (المبسوط، باب مواقيت الصلوة: ۲۹۵/۱، المكتبة الغفارية، کوئٹہ)

(۲) ”ينبغي أن يؤذن في أول الوقت، ويقيم في وسطه حتى يفرغ المتوضى من وضوئه، والمصلي من صلاته، والمعتصر من قضاء حاجته“ (الفتاوى الهندية، كتاب الصلوة، باب الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة: ۵۷/۱، رشيدية)

(۳) والذي يظهر أن العمل في عهد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم مع أن الزمان إذ ذاك كان زمان الشدة في العمل، والناس كانوا يتقيدون بصلاة الليل، فلم تكن الجماعة تختل بالتغليس، ثم إذا نشأ الإسلام وكثر المسلمون وعلم أن فيهم ضعفاً، عمل بالإسفار في زمن الصحابة رضي الله عنهم لتلا يقضى إلى تقييل الجماعة، وقد علمت فيما سبق أن بطأ الناس وتعجيلهم مما قد راعاه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أيضاً، فلما اجتمع الناس اليوم أيضاً في التغليس لقلنا به أيضاً، كما في مبسوط السرخسي، في باب التيمم: أنه يستحب التغليس في الفجر والتعجيل في الظهر إذا اجتمع الناس... ثم قال رحمه الله تعالى بعد أسطر: ... ولعل هذا التغليس في رمضان خاصة، وهكذا ينبغي عندنا إذا اجتمع الناس وعليه العمل في دار العلوم بديوبند من عهد الأكابر“ (فيض الباري على صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلوة، باب وقت الفجر: ۱۳۵/۲-۱۳۸، خضر راه بك ڈپو، ديوبند، الهند)

(۴) عن علي بن الحسين رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”إن من حسن إسلام المرأة تركه ما لا يعنيه“ (جامع الترمذی، أبواب الزهد، باب: ۵۸/۲، سعید)

(۵) ”أو الخيار إلى القوم، فإن اختلفوا، اعتبر أكثرهم“ (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۵۵۸/۱، سعید) ”وإن اختار بعض القوم لهذا والبعض لهذا، فالعبرة لاجتماع الأكثر“ (فتاوى قاضي خان، باب افتتاح الصلوة، فصل فيمن يصح الاقتداء به وفيمن لا يصح: ۵۲/۱، رشيدية)

امام اگرچہ تنخواہ دار ہو، مگر اس کے ساتھ معاملہ ماتحت نوکر اور خادم جیسا نہ کیا جائے، اس کا منصب قابل احترام ہے۔ تنخواہ دینے والوں کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم خادم ہیں امام مخدوم۔ (۱)

امام کو بھی مقتدیوں کی رعایت لازم ہے۔ (۲)

احکام شرع کی رعایت رکھتے ہوئے مقتدیوں کا لحاظ کیا جائے، متولی کو بھی سب نمازیوں کا لحاظ لازم ہے، ضد سے سب کو باز آنا چاہئے۔ (۳) فقط واللہ موفق

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۹/۹/۱۳۸۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۲۵-۳۲۹)

### رمضان میں فجر کی نماز ابتداء وقت میں ادا کرنا:

سوال: رمضان المبارک میں کثرت سے یہ معمول ہو گیا ہے کہ وقتِ سحر ختم ہوتے ہی فوراً اذان کہی جاتی ہے اور دو سنتیں پڑھ کر فوراً نماز فجر ادا کر لی جاتی ہے، مغرب کے علاوہ دیگر نمازوں میں نماز اور اذان میں کس قدر وقفہ ہونا چاہئے؟ ”أسفروا بالفجر“ والی حدیث سے رمضان مستثنیٰ ہے؟ معمول مذکور غلط ہے یا صحیح؟ غلص میں نماز پڑھنا بہتر ہے یا اسفار میں؟

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً

حنفیہ کا اصل مسلک تو یہی ہے۔ ”أسفروا بالفجر“۔ (۴)

(۱) وقوله تعالى: ”أَنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا“ (سورة البقرة: ۲۲۱)

”فإن الإمام من يؤتم به في أمور الدين من طريق النبوة، وكذلك سائر الأنبياء أئمة (عليهم السلام) لما أُلزم الله تعالى الناس من اتباعهم والائتمام بهم في أمور دينهم، فالخلفاء أئمة، لأنهم رتبوا في المحل الذي يلزم الناس اتباعهم وقبول قولهم وأحكامهم، والقضاة والفقهاء أئمة أيضاً، ولهذا المعنى الذي يصلح بالناس يسمى إماماً، لأن من دخل في صلاته لزمه الاتباع له والائتمام به“.

”وإذا ثبت أن اسم الإمامة يتناول ما ذكر، فالأنبياء عليهم الصلوة والسلام في أعلى رتبة الإمامة، ثم الخلفاء الراشدون من بعد ذلك، ثم العلماء والقضاة العدول ومن أُلزم الله تعالى الاقتداء بهم، ثم الإمامة في الصلوة ونحوها“۔ (أحكام القرآن للخصاص: ۹۷/۱-۹۸۔ قديمی)

(۲) ”ينبغي أن يؤذن في أول الوقت، ويقم في وسطه حتى يفرغ المتوضى من وضوئه، والمصلی من صلاته، والمعتصر من قضاء حاجته“۔ (الفتاوى العالمگیریة، كتاب الصلوة، باب الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة: ۵۷/۱۔ رشیدیة)

(۳) ”وإن اختار بعض القوم لهذا والبعض لهذا، فالعبرة لاجتماع الأكثر“۔ (فتاوى قاضی خان، باب افتتاح الصلوة، فصل فيمن يصح الاقتداء به وفيمن لا يصح: ۵۲/۱۔ رشیدیة)

(۴) ”أسفروا بالفجر، فإنه أعظم للأجر“۔ (جامع الترمذی، باب ماجاء في الإسفار بالفجر: ۴۰/۱۔ سعید) ==

لیکن اس کی وجہ تکثیر جماعت ہے، (۱) رمضان المبارک میں اگر غلّس میں جماعت میں حاضرین حاضر ہوں تو اسفار میں تقلیل ہو جائے، لوگ سو جائیں، باجماعت نماز فوت ہو جائے تو پھر غلّس کو اختیار کیا جائے گا۔ جیسا کہ فیض الباری میں بحوالہ مبسوط نقل کیا ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمد وغفرلہ، دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۲۹/۵-۳۳۰)

### رمضان میں نماز فجر غلّس میں:

سوال: رمضان شریف کے دنوں میں سحری کھانے کے بعد، اگر احتمال ہو کہ فجر کے وقت آنکھ نہ کھلے گی، تو اوّل وقت میں نماز پڑھ لینا کیسا ہے، اور اسی وقت اذان کہہ کر جماعت کر لینا، اس وجہ سے کہ لوگوں کی اکثر و بیشتر نماز چھوٹ جاتی ہے اور بسا اوقات نماز قضا ہو جاتی ہے بہتر ہے، یا ہر حال میں مسنون وقت میں نماز پڑھی جائے؟

الجواب: \_\_\_\_\_ حامداً و مصلیاً

رمضان المبارک میں سحری کے بعد، اوّل وقت، فجر کی نماز کے لئے اگر نمازی جمع ہو جائیں، اور روزانہ کے وقت معمول تک تاخیر ہونے سے جماعت چھوٹنے یا قضا ہو جانے کا اندیشہ ہے، تو اوّل وقت جماعت کر لینا بہتر ہے۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۳۳۰/۵)

== ”یستحب تأخیر الفجر، ولا یؤخرها بحیث یقع الشک فی طلوع الشمس، بل یسفر بها بحیث لو ظهر فساد صلاته، یمکنه أن یعیدها فی الوقت بقراءة مستحبة“، کذا فی التبیین، وهذا فی الأزمنة کلها إلا صبیحة یوم النحر للحاج بالمزدلفة، فإن هناک التغلیس أفضل، هكذا فی المحيط“۔ (الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الصلوة، الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات: ۵۲/۱-۵۳۔ رشیدیة)

(۱) ”ولأن فی الإسفار تکثیر الجماعة، وفی التغلیس تقلیلها، وما یردّی إلی تکثیر الجماعة فهو أفضل“۔ (المبسوط، باب مواقیب الصلوة: ۱/۲۹۵، المکتبة الغفاریة، کوئٹہ)

(۲) ”فلو اجتمع الناس الیوم أیضاً فی التغلیس، لقلنا به أیضاً، کما فی مبسوط السرخسی فی باب التیمم: أنه یمکن التغلیس فی الفجر والتعجیل فی الظهر إذا اجتمع الناس، قال رحمه الله تعالیٰ بعد أسطر: ..... ولعل هذا التغلیس فی رمضان خاصة، وهكذا ینبغی عندنا إذا اجتمع الناس“۔ (فیض الباری علی صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلوة، باب وقت الفجر: ۱۳۵/۲، ۱۳۶)

(۳) ”عن قتادة عن أنس رضي الله تعالى عنه أن زيد بن ثابت رضي الله تعالى عنه حدثه: ”أنهم تسحروا مع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ثم قاموا إلى الصلوة، قلت: کم بینهما؟ قال: قدر خمسين أو ستين یعنی آية“۔ (صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلوة، باب وقت الفجر: ۸۱/۱۔ قديمی)



## رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں:

سوال: ہماری مسجد کے امام عرصہ چھ برس سے رمضان المبارک میں ایک مہینہ تک صبح کی نماز اس وقت پڑھاتے ہیں کہ جب سحری کے آخری گولے چھوٹ جاتے ہیں تو فوراً اذان دلاتے ہیں، اذان کے دس منٹ کے بعد فوراً نماز پڑھانے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اکثر مقتدیوں نے دریافت کیا تو یہ حدیث انہوں نے سنائی کہ (والفجر حین حرم الطعام والشراب علی الصائم) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز پڑھائی جبرئیل نے مجھے صبح کی اس وقت جب کہ حرام ہوا کھانا پینا روزہ دار پر، (رواہ ابوداؤد وغیرہ) (۱) اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے، لہذا اگر ارش ہے کہ یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں، یہ بھی واضح رہے کہ اس نماز میں کم از کم دو سو آدمی جمع ہو جاتے ہیں، تمام مقتدی امام صاحب کے موافق ہیں؟ (المستفتی نمبر: ۱۹۷۹، محمد نذیر، لال کنواں، دہلی، ۲۶/شوال ۱۳۵۶ھ - ۳/نومبر ۱۹۳۷ء)

الجواب

جبرئیل کی نماز اوقات کی ابتدا اور انتہا معین کرنے کی نیت سے تھی۔ (۲) پس اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز فجر

== ”قال الشعرانی فی المیزان: ”وفی رواية أخرى لأحمد رحمه الله تعالى: ”لا اعتبار بحال المصلين، فإن شق عليهم التغليس كان الإسفار أفضل“، وإن اجتمعوا كان التغليس أفضل.

وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى في رد المحتار: ”نعم ذكر شراح الهداية وغيرهم في باب التيمم: ”أن أداء الصلوة في أول الوقت أفضل إلا إذا تضمن التأخير فضيلة لا تحصل بدونه كتكثير الجماعة“ (فتح الملهم، كتاب المساجد، باب استحباب التكبير بالصبح في أول وقتها وهو التغليس وبيان قدر القراءة فيها: ۲/۲۱۲، المكتبة الرشيدية، كراچی)

”فلو اجتمع الناس اليوم أيضاً في التغليس، قلنا به أيضاً، كما في مبسوط السرخسي في باب التيمم: أنه يستحب التغليس في الفجر والتعجيل في الظهر إذا اجتمع الناس.

قال رحمه الله تعالى بعد أسطر: ... ولعل هذا التغليس في رمضان خاصة، وهكذا ينبغي عندنا إذا اجتمع

الناس“. (فيض الباری علی صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوة، باب وقت الفجر: ۲/۱۳۵، ۱۳۶)

- (۱) سنن أبی داؤد: باب فی مواقیت: ۱/۲۶، ط مکتبۃ إمدادیۃ، ملتان/المستدرک للحاکم (ح: ۶۹۳) انیس
- (۲) عن ابن عباس أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: أمني جبرئیل عند البيت مرتين فصلى الظهر في الأولى منهما حين كان الفیء مثل الشراك ثم صلى العصر حين كان كل شيء مثل ظله ثم صلى المغرب حين وجبت الشمس وأفطر الصائم ثم صلى العشاء حين غاب الشفق ثم صلى الفجر حين برق الفجر وحرم الطعام على الصائم وصلى المرة الثانية الظهر حين كان ظل كل شيء مثله لوقت العصر بالأمس ثم صلى العصر حين كان ظل كل شيء مثله ثم صلى المغرب لوقته الأول ثم صلى العشاء الآخرة حين ذهب ثلث الليل ثم صلى الصبح حين أسفرت الأرض ثم التفت إلى جبرئیل فقال يا محمد هذا وقت الأنبياء من قبلك والوقت فيما بين هذين الوقتين. (سنن الترمذی، باب ماجاء مواقیت الصلوة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، أبواب الصلوة (ح: ۱۴۹)/سنن أبی داؤد، باب مواقیت (ح: ۳۹۳) انیس)

کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے کہ صائم پر کھانا پینا حرام ہو جائے، یعنی صبح صادق طلوع ہو جائے، حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رمضان شریف میں صبح کی نماز باقی سال کی صبح کی نماز سے کچھ مختلف ہے، یہ نماز اگر صبح صادق ہونے کے بعد ہوتی ہے تو نماز صحیح ہو جاتی ہے اور رمضان المبارک میں مصلحہ جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں ہے۔ (۱) فقط

(کفایت المفتی: ۶۶/۳-۶۷)

### رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھنا جائز ہے:

سوال: زید کہتا ہے کہ چونکہ صبح صادق ۵ بج کر ۴۵ منٹ پر ہو رہی ہے اس لئے نماز فجر چھ بجے کے بعد ہونی چاہیے، عمر کہتا ہے کہ صحابہ نے اندھیرے میں نماز فجر ادا کی ہے، اگر ہم کسی صحابی کی اقتدا کر لیں اور رمضان المبارک میں لوگوں کی سستی کی وجہ سے ذرا پہلے کھڑے ہو جائیں تو کیا حرج ہے؟

(المستفتی: خادم العلماء محمد سلطان زبیری)

الجواب

بعض احادیث سے رمضان المبارک میں فجر کی نماز ہمیشہ کے معمول سے کسی قدر پہلے پڑھنا مفہوم ہوتا ہے اس لئے اس کی گنجائش ہے کہ رمضان المبارک میں نماز فجر ذرا جلدی پڑھ لی جائے لیکن طلوع صبح صادق سے پہلے نماز جائز نہیں۔ صبح صادق پونے چھ بجے کے بھی کچھ بعد (آجکل یعنی دسمبر کے دوسرے عشرہ میں) ہوتی ہے۔ اس لئے نماز چھ بجے شروع کر دی جائے تو مضائقہ نہیں۔ اس سے پہلے نہیں ہونی چاہئے۔ (۲) فقط (کفایت المفتی: ۶۹/۳)

### رمضان میں صبح کی نماز تاریکی میں پڑھنا:

سوال: ہمارے علاقوں میں رمضان کے مہینے میں صبح کی نماز عموماً غلس (تاریکی) میں پڑھی جاتی ہے جس سے جماعت میں کثرت رہتی ہے، کیا فقہ حنفی کی رو سے یہ درست ہے؟

(۱) عن قتادة عن أنس بن زيد بن ثابت حدثه أنهم تسحروا مع النبي صلى الله عليه وسلم ثم قاموا إلى الصلاة، فقلت: "كم بينهم؟" قال: قدر خمسين أو ستين، يعني آية. (الصحيح للبخاري، باب وقت الفجر: ۸۱/۱، ط: قديمي كتب خانہ، کراچی)

ووقت صلوة الفجر من أول طلوع الفجر الثاني، وهو البياض المنتشر المستطير لا المستطيل إلى قبيل طلوع ذكاء، الخ. (الدر المختار على رد المحتار، كتاب الصلوة: ۳۵۹/۱، ط: سعيد کمپنی)

(۲) عن قتادة عن أنس بن زيد بن ثابت حدثه أنهم تسحروا... الخ. (الصحيح للبخاري، باب وقت الفجر: ۸۱/۱)

قال الشعراني في الميزان: وفي رواية لأحمد أن الاعتبار بحال المصلين، فإن شق عليهم التغليس كان الإسفار أفضل وإن اجتمعوا كان التغليس أفضل. (فتح الملهم: كتاب الصلوة: ۲۱۲/۲، ط: دار القرآن کراچی)

الجواب

جواز سے کسی کو انکار نہیں، لیکن فقہ حنفی میں اسفار کے استحباب میں رمضان کا استثنا کہیں نہیں لکھا ہے، اس لئے شاید وقتی مصلحت کی رو سے بہتر ہو، لیکن یقینی اعتبار سے اسفار مستحب ہے۔ (۱)

لما قال شيخ الإسلام أبو بكر بن علي اليمنى: ويستحب الإسفار بالفجر..... قيل هو أن يصلى في وقت لو صلى بقراءة مسنونة مرة فإذا فرغ ظهر له فساد في طهارته أمكنه الوضوء والإعادة قبل طلوع الشمس وهذا كله في السفر والحضر في الأزمنة كلها إلا يوم النحر بالمزدلفة للحاج. (الجوهرة النيرة، كتاب الصلوة: ۵۰/۱) (۲) (فتاویٰ حقانیہ: ۳۴/۳)

### رمضان کے مہینے میں غلَس میں صلوٰۃ فجر ادا کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ رمضان المبارک میں صبح کی نماز کو اذان کے پندرہ منٹ بعد ادا کرنا کیسا ہے جب کہ اس میں یہ فائدہ بھی ہے کہ اکثر لوگ جماعت میں شریک ہوتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ بینوا تو جروا۔

(المستفتی: حافظ محمد زبیر عثمانی حضروائک..... ۲۲ رمضان ۱۴۰۲ھ)

الجواب

روایات حدیثیہ اور فقہیہ کی بنا پر نماز فجر میں اسفار افضل ہے، (۳) إلا لحاج بمزدلفة. (۴)

(۱) فلو اجتمع الناس اليوم أيضاً في التغليس، لقنا به أيضاً، كما في مبسوط السرخسي في باب التيمم: أنه يستحب التغليس في الفجر والتعجيل في الظهر إذا اجتمع الناس... ولعل هذا التغليس في رمضان خاصة، وهكذا ينبغي عندنا إذا اجتمع الناس. (فيض الباري على صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلوة، باب وقت الفجر: ۱۳۵/۲-۱۳۶) انیس)

(۲) وفي الهندية: وقت الفجر من الصبح الصادق وهو البياض المنتشر في الأفق إلى طلوع الشمس ولا عبرة بالكاذب وهو البياض الذي يبدو طولا ثم يعقبه الظلام فيالكاذب لا يدخل وقت الصلاة ولا يحرم الاكل على الصائم هكذا في الكافي. (الفتاوى الهندية: ۵۱/۱، الباب الأول في المواقيت)

(۳) عن رافع بن خديج قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر. (سنن الترمذی، باب ما جاء في الإسفار بالفجر (ح: ۱۵۴) / سنن أبي داؤد، باب وقت الصبح (ح: ۴۲۴) انیس)

(۴) قال الحصكفي: و (المستحب) للرجل (الابتداء) في الفجر (بإسفار) والختم به (هو المختار) بحيث يرتل أربعين آية ثم يعيده بطهارة لو فسد وقيل يؤخر جداً لأن الفساد موهوم (إلا لحاج بمزدلفة). (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلاة: ۲۶۹/۱)

اور تغلیس جائز ہے، مگر افضل نہیں ہے، کما صرحوا بہ (۱) جواز اس صورت میں ہے جب کہ اذان طلوع شمس سے سوا گھنٹہ قبل دی گئی ہو اور اگر ڈیڑھ یا پونے دو گھنٹہ قبل دی گئی ہو تو اس اذان سے پندرہ منٹ بعد بھی صبح صادق (جو کہ محسوسات سے ہے) کا نام و نشان نہیں ہوتا ہے۔ وھو الموفق (فتاویٰ فریدیہ جلد دوم ص ۱۵۳)۔

### رمضان میں عشا اور صبح صادق کا وقت:

سوال: رمضان المبارک میں عشا کی نماز کا ابتدائی وقت (یعنی اذان کا وقت) کتنے بجے شروع ہوتا ہے؟ اور صبح صادق کا وقت کب تک رہتا ہے؟ اس مسئلہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ کئی مساجد میں اوقات نماز کے دو مختلف نقشے آویزاں ہیں ان میں تقریباً اوقات صبح صادق اور وقت عشا میں ۲۵/۲۰ منٹ کا فرق ہے اور نقشے کے نیچے یہ درج ہے کہ اس میں اوقات صبح صادق و عشا کی تصحیح کی گئی ہے اس میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کا بھی نام ہے، جبکہ عمل عموماً اس کے خلاف ہے۔ اب ہم کس نقشے کے مطابق اذانوں کا وقت متعین کریں، اور سحری کا وقت کس نقشے کے مطابق ہو؟ مفتی صاحب کا جس نقشہ میں نام ہے اس میں اختتام سحری ۴ بجکر انسٹھ منٹ لکھا ہے دوسرے نقشہ میں وقت سحری چار بجکر بیالیس منٹ لکھا ہے؟

الجواب

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کو شروع میں اوقات فجر و عشا کے بارے میں کچھ تردد ہو گیا تھا، لیکن آخر

(۱) و فی منهاج السنن: اعلم أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثبت عنه التغلیس بالفجر کما مر فی الباب السابق والإسفار بہ کما روى الطحاوی عن أبي طریف وکان شاعداً مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حصن الطائف فكان یصلی بنا صلاة الفجر حتی لو أن إنساناً رمی نبلة أبصر مواقع نبلة وروی عن جابر یقول کان النبی علیہ السلام یؤخر الفجر وروی الشیخان عن أبي برزة الأسلمی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال کان یتنفل عن صلاة الفجر حین يعرف الرجل جلسہ، قلت وهذا الحدیث يدل على الإسفار به نهاية وبداية وروی الشیخان عن ابن مسعود قال: مارأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی صلاة إلا لمیقاتها إلا صلاتین صلاة المغرب والعشاء بجمع و صلی الفجر یومئذ قبل میقاتها، وفي لفظ مسلم قبل میقاتها بغلس، قلت أفاد هذا الحدیث أن المعتاد کان غیر التغلیس وکان علیہ السلام یفعل الأفضل وقد یفعل غیر الأفضل توسعة علی الأمة ولم یعلم من هذه الروایات أن أيهما أفضل الإسفار أو التغلیس؟ فان قيل حدیث ابن مسعود یعلم منه أن الإسفار أفضل لكونه معتاداً، قلنا یعارضه حدیث الباب السابق فإنه يدل على كون التغلیس معتاداً فالظاهر أن تعامله صلی اللہ علیہ وسلم مختلف بین الإسفار مرة و بین التغلیس مرة أخرى ولكن للحنفية تشريع قولی عام فی حدیث الباب و ليس للمخالفين تشريع قولی عام لعدم ورود "غلسوا بالفجر". ومن الأصول تقديم مثل التشريع القولی العام علی الفعل والوقائع الجزئية علی أن فی الإسفار تكثیر الجماعة. (منهاج السنن شرح جامع السنن باب ماجاء فی الإسفار بالفجر: ۱۸۰/۱۷/۲)

میں ان کا فتویٰ یہی تھا کہ قدیم نقشے درست ہیں، چنانچہ گزشتہ رمضان میں خود انہوں نے جو نقشہ شائع کروایا وہ قدیم نقشوں کے مطابق تھا، اب آپ کو دیکھنا ہو تو دارالعلوم نانک واڑہ سے نقشہ حاصل کر لیجئے۔ (۱) واللہ سبحانہ اعلم  
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔ ۱۳۹۷/۱۲/۹ھ (فتویٰ نمبر ۹۴۳/۲۸ ج) (فتاویٰ عثمانی: ۳۹۴/۱)

### وقت نماز صبح اور اس میں قراءت کی مقدار:

سوال (۱): ایک شخص صبح کی نماز صبح صادق سے طلوع آفتاب تک جو وقت ہے اس کا نصف گزرنے پر نماز پڑھتا ہے اور نماز میں کم سے کم چالیس آیات یا اس سے زیادہ پڑھتا ہے۔ ایک دوسرا شخص با وضو سنت پڑھ کر بیٹھا رہتا ہے اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا، جب یہ سلام پھیرتا ہے وہ دوسری جماعت کرتا ہے۔ آیا ان دونوں میں کس کا عمل امام اعظمؒ کے موافق ہے؟

### شافعی کی اقتدا میں اول وقت میں صبح کی نماز پڑھے یا نہیں:

(۲) اگر کوئی شافعی مذہب اذان ہوتے ہی اول وقت جماعت کے لئے کھڑا ہو جائے تو حنفی کو اس جماعت میں شرکت لازم ہے یا نہیں؟

(۳) جو شخص نفسانی خواہش سے آخر وقت دوسری جماعت کرے آیا وہ آیات ذیل کے تحت میں آتا ہے:

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ (الآیة) (۲) ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ﴾ (الآیة) (۳)

(۴) یہ بات صحیح ہے یا نہیں کہ ہر موسم میں رات کا ساتواں حصہ شروع ہونے پر صبح صادق ہو جاتی ہے؟

الجواب

امام اعظمؒ کے مذہب میں صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔ حدیث شریف میں بھی اس کی تاکید اور حکم فرمایا ہے:

”أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر“۔ (۴)

(۱) اب اوقات نماز کا ایک نقشہ خود حضرت والا دامت برکاتہم اور دیگر اکابر دارالعلوم کی زیر نگرانی بھی تیار کیا گیا ہے، جسے مکتبہ نعمانیہ کراچی نے شائع کیا ہے، بوقت ضرورت اس کی طرف مراجعت بھی مناسب ہے۔ مرتب

(۲) سورة الأحزاب: ۳۶۔ انیس

(۳) سورة المائدة: ۴۷۔ انیس

(۴) مشکوٰۃ، باب تعجیل الصلوٰۃ، ص: ۶۱۔ ظفیر

والحدیث رواہ الترمذی، باب ما جاء فی الإسفار بالفجر (ح: ۱۵۴) عن رافع بن خدیج، وقال: حدیث حسن

صحیح/سنن أبی داؤد، باب وقت الصبح (ح: ۴۲۴) انیس

اس کے موافق آفتاب طلوع ہونے سے آدھ گھنٹہ پیشتر صبح کی جماعت شروع کرنا بھی کافی ہے، جلدی کرنا صبح کی نماز میں اول تو خلاف ہے امام اعظمؒ کے مذہب کے، دوم جبکہ اس کی وجہ سے باہم نمازیوں میں تفرقہ ہوتا ہو کہ دوسرے مسلمان عدم شرکت جماعت اولیٰ و جماعت ثانیہ کرنے کی وجہ سے کراہت کے مرتکب ہوں۔ پس ایسا امر کیوں کیا جاوے جو خلاف مذہب بھی ہو اور اس کی وجہ سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو اور جس مسجد کے نمازی حنفی ہوں تو کیا ضروری ہے کہ وہاں شافعی مذہب یا غیر مقلد کو امام بنایا جاوے جو خلاف مذہب حنفیہ عمل کرتا ہو۔ جماعت ثانی عند الحنفیہ بالضرور مکروہ ہے، لیکن اگر اہل محلہ اور نمازی اس مسجد کے حنفی ہیں تو ان کے خلاف شافعی یا غیر مقلد کو جلدی نہ کرنی چاہئے اور یہ آیات جو سائل نے سوال ۳۷ میں درج کی ہیں کفار و معاندین اسلام کے بارے میں ہیں، مسلمانوں کو ان آیات کا مصداق بتانا اور سمجھنا خود گمراہی ہے۔

ہر موسم میں رات کا ساتواں حصہ مقدار مابین صبح صادق و طلوع آفتاب سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ جاڑوں کی راتوں میں جب کہ رات قریب چودہ گھنٹہ کے ہوتی ہے صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ایک گھنٹہ بائیس منٹ کی مقدار ہوتی ہے، اگر ساتواں حصہ شب کا ہمیشہ ہو تو مقدار مذکور دو گھنٹہ ہونی چاہئے حالانکہ تجربہ اہل تجربہ و مشاہدہ عامہ و قواعد حسابیہ اس کے خلاف پر شاہد ہیں۔

اسی طرح امام اعظمؒ کا یہ مذہب سمجھنا کہ جو مقدار صبح سے طلوع تک ہے، اس کے نصف گزرنے پر جماعت صبح کی کھڑی ہونی چاہئے غلط ہے، یہ ہرگز امام اعظمؒ کا مذہب نہیں ہے اور محققین حنفیہ کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔ درمختار میں ہے:

(والمستحب) للرجل (الإبتداء) فی الفجر (بإسفار و الختم به) هو المختار بحیث یرتل أربعین آية ثم یعیده بطهارة لو فسد وقیل یؤخر جدًا لأن الفساد موہوم۔  
قوله: (قیل یؤخر جدًا) قال فی البحر و هو ظاهر إطلاق الکتاب أی الكنز لکن لا یؤخرها بحیث یقع الشک فی طلوع الشمس۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۲۴-۶۳)

اندھیرے میں فجر کی نماز بہتر ہے یا اسفار میں:

سوال: ایک شخص نے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھائی، ایک مولوی نے کہا کہ نماز چاندنی میں پڑھنا اچھا ہے اور دلیل میں یہ آیت بیان کی ”فَسَبِّحْهُ وَادْبَارَ النُّجُومِ“ (۲) اس آیت سے کیا مراد ہے؟

(۱) دیکھئے: ردالمحتار، کتاب الصلوة: ۱/۳۳۹۔ بعد مطلب طلوع الشمس من مغربها۔ ظفیر

(۲) سورة النجم: ۴۹۔ انیس

الجواب

حدیث شریف میں آیا ہے:

”أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر“ الحدیث (۱)

یعنی صبح کی نماز روشنی کر کے پڑھو کہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے کہ صبح کی نماز چاندنی میں پڑھنا افضل ہے۔

اور آیت ”فَسَبِّحْهُ وَادْبَارَ النُّجُومِ“ میں بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ صبح کی سنتیں مراد ہیں اور ضحاک کہتے ہیں کہ صبح کے فرض مراد ہیں۔ (معالم التنزیل) (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۵/۲)

غروب آفتاب سے طلوع تک کا ساتواں حصہ وقت نماز فجر والا قاعدہ تخمینہ ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسائل میں!

کیا یہ صحیح ہے کہ غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک جتنا وقت ہے اس کا ساتواں حصہ وقت نماز فجر ہے؟ اس صورت میں موسم گرما میں جب کہ راتیں قصیر ہوتی ہیں، وقت فجر بھی قصیر ہوگا، اور موسم سرما میں جب کہ راتیں طویل ہوتی ہیں، وقت نماز فجر بھی طویل ہوگا؛ حالانکہ موجودہ مروجہ نقشہ جات جن میں معمول بہ دارالعلوم دیوبند و مظاہر علوم سہارنپور و مصدقہ حضرت تھانویؒ برائے تھانہ بھون وغیرہ شامل ہیں، ان میں موسم گرما میں وقت فجر طویل اور موسم سرما میں وقت فجر قصیر ہے۔

حضرت تھانویؒ کا فتویٰ امداد الفتاویٰ میں تحریر ہے: ”اور فقہائے کرام نے احتیاط کی ہے کہ غروب سے طلوع تک کا وقت جتنا ہے اس کو سات پر تقسیم کریں۔ چھ حصے میں سحر کھا سکتے ہیں، یہ قاعدہ حتمی، یقینی و قطعی ہے یا انداز و تخمین و احتیاط پر مبنی ہے۔“ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۳/۲، بھی ملاحظہ ہو۔)

(۱) سنن الترمذی، عن رافع بن خدیج، باب ماجاء فی الإسفار بالفجر (ح: ۱۵۴) وقال الترمذی: هذا حدیث

حسن صحیح/سنن أبی داؤد، باب وقت الصبح (ح: ۴۲۴) انیس

(۲) تفسیر کی دوسری کتابوں میں ہے کہ آیت مذکور سے مراد فجر کی سنتیں ہیں اور یہ اکثر مفسرین کی رائے ہے، اور یہی حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت جابرؓ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ (تفسیر عبدالرزاق (ح: ۱۰۵۰) ۱۳۴/۲، تفسیر البغوی، سورة الطور، ومن الليل فسبحه وادبار النجوم: ۳۹۶/۴ الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، سورة الطور: ۷۵/۱۷)

آخر ج ابن مردويه عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم في قوله: ومن الليل فسبحه، قال: الركعتان

قبل صلوة الصبح. (فتح القدير الجامع بين فني الرواية والدراية: ۱/۴۱۶)

وعن الضحاك وابن زيد: ﴿وادبار النجوم﴾ يريد به صلاة الصبح. (تفسير القرطبي، الطور: ۸۰/۱۷. انیس)

نیز یہ کہ! قال فی خزائن الروایات عن جواهر الفتاویٰ إنّ ذلک أی وقت الصبح الصادق سبع اللیل، نیز حاشیہ نمبر ۱ مفتی سعد اللہ رامپوری بر مالا بدمنہ، ص: ۲۹۔

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً ومسلماً

یہ قاعدہ بطور احتیاط اور انداز و تخمین پر مبنی ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے بعض حضرات نے ڈیڑھ گھنٹہ یا کم و بیش کی تعیین فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی احسن الفتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

”بعض علماء نے منہائے سحر و طلوع آفتاب کے درمیان کچھ وقت (مثلاً ڈیڑھ گھنٹہ یا کم و بیش) کی تعیین فرمائی ہے۔ اس سے ان کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہر موسم میں ہر مقام پر طلوع اور صبح صادق کے درمیان اتنا ہی وقفہ ہوتا ہے۔ اس لئے یہ امر تو بدایہ غلط ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ یہ وقفہ ہر تاریخ میں اور ہر مقام میں مختلف ہوتا ہے۔ اس کی تصدیق مشاہدہ سے بھی کی جاسکتی ہے، اور مختلف مقامات کے اوقات نماز کے پرانے نقشوں سے بھی۔ لہذا ان حضرات کی تحریر سے انکا مقصد یہ ہے کہ ان کے ملک میں جس مقام اور جس تاریخ میں زیادہ سے زیادہ وقفہ ہو اسے منہائے سحر قرار دے دیا جائے تو پورے ملک کی حدود کے اندر ہر مقام اور ہر موسم میں روزہ بلاشبہ صحیح ہو جائے گا، اور غروب سے اتنی ہی دیر بعد نماز عشاء بلاشبہ درست ہوگی، مثلاً: متحدہ ہندوستان کے زمانہ میں اگر کسی عالم نے اس وقت کی مقدار متعین کی تو انہوں نے متحدہ ہندوستان (بشمول خیبر، مردان، مالاکنڈ، چترال وغیرہ) کی حدود میں سے جس مقام پر اور جس تاریخ میں زیادہ سے زیادہ وقفہ تھا، اسے انتہائے سحر قرار دے دیا، چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی قدس اللہ سرہ امداد الفتاویٰ جلد دوم، ص: ۵۷ میں فرماتے ہیں کہ ہیئت کے قاعدہ سے طلوع آفتاب کے وقت سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل تک سحری کھا سکتے ہیں۔

پھر حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں: ”بعض مواسم میں اس سے بھی زیادہ گنجائش ہے یہ احتیاطاً لکھ دیا۔“

غرضیکہ اس سے یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہر مقام پر اور ہر تاریخ میں اس وقت صبح صادق ہو جاتی ہے، اور فوراً اذان دے کر نماز فجر بھی پڑھ لینا جائز ہے، اور نہ ہی یہ مقصد ہے کہ کسی مقام اور کسی موسم میں بھی غروب کے بعد اتنا وقت گزرنے سے پہلے عشاء کا وقت نہیں ہوتا۔

آگے تحریر فرماتے ہیں:

”بعض مصنفین نے صبح صادق کے کل وقت کی پوری رات کے وقت سے کوئی خاص نسبت تحریر فرمائی ہے، (۱) اس کی حقیقت بھی وہی ہے جو اوپر گزری۔“ (احسن الفتاویٰ: ۱۸۳/۲-۱۸۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموع الفتاویٰ: ۴۱۰/۱-۴۱۲)



## فجر کی نماز میں اسفار کی حد بندی:

السلام علیکم

محترم و مکرم جناب مفتی صاحب مدظلہ العالی

سوال: ہمارے یہاں بعض مسجدوں میں خود امام صاحب محترم اور مصلیان کی رعایت کرتے ہوئے طلوع آفتاب سے بیس بائیس منٹ پہلے فجر کی جماعت کا وقت مقرر کیا جاتا ہے، کیا شرعاً اس کی گنجائش ہے؟ اگر مسنون اور حد جواز والے وقت کی نشاندہی فرمادیں، تو بہتر ہے۔ (مستفتی: محمد عبداللطیف علیانی)

الجواب: \_\_\_\_\_ حامداً و مصلیاً و مسلماً

عمدة الفقہ میں ہے:

”فجر کی نماز میں تاخیر مستحب ہے، لیکن اتنی تاخیر نہ کرے کہ سورج نکلنے کا شک ہو جائے، بلکہ جب اسفار یعنی اجالا ہو جائے اور اتنا وقت ہو کہ سنت کے موافق اچھی طرح نماز ادا کی جائے اور قراءت مستحبہ یعنی چالیس سے ساٹھ تک آیتیں ترتیل کے ساتھ (ٹھہر ٹھہر کے) دونوں رکعتوں میں پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد اتنا وقت باقی رہے کہ اگر شاید کسی وجہ سے یہ نماز درست نہ ہوئی ہو خواہ طہارت میں خلل واقع ہو یا نماز میں تو طہارت کر کے دوبارہ قراءت مستحبہ مذکورہ کے ساتھ سنت کے موافق سورج نکلنے سے پہلے نماز پڑھی جاسکتی ہو ایسے وقت نماز پڑھنا افضل ہے اور یہ حکم ہر زمانہ میں ہے لیکن نحر (قربانی) کے روز حج کرنے والوں کیلئے مزدلفہ میں اس کے خلاف ہے اور وہاں اندھیرے میں یعنی نہایت اول وقت فجر کی نماز پڑھنا افضل ہے۔ عورتوں کے لیے ہمیشہ فجر کی نماز اول وقت (اندھیرے) میں مستحب ہے۔“ (عمدة الفقہ: ۱۸/۲)

امداد الاحکام میں ہے:

”نماز فجر میں اسفار مستحب ہے، یعنی روشنی پھیلنے سے پہلے شروع نہ کی جاوے۔“

وهو المختار كما في رد المحتار، (۱) وهو ظاهر الرواية كما في البحر عن العناية خلافاً للطحاولي فإنه قال إن كان من عزمه تطويل القراءة فالأفضل أن يبدأ بالتغليس ويختم بالإسفار وإن لم يكن من عزمه تطويل القراءة فالإسفار (أي الابتداء في الإسفار) أفضل من التغليس، وجه المختار أن فيه تكثير الجماعة كما قاله شمس الأئمة في المبسوط. (۲)

(۱) کتاب الصلوة بعد مطلب فی طلوع الشمس من مغربها: ۳۶۶/۱، دار الفکر بیروت. انیس

(۲) البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الصلوة، اوقات الصلوة: ۲۶۰/۱، دار الکتاب الإسلامی، القاهرة.

وکذا فی مبسوط السرخسی، کتاب الصلوة، باب مواقیات الصلوة: ۱۴۵/۱، دار المعرفة. انیس

اور روشنی پھیلنے کا وقت احقر نے جو تجربہ کیا تو طلوع شمس کے نصف پر ہے، اور طلوعین میں کم از کم فاصلہ ایک گھنٹہ بیس منٹ ہوتا ہے، اور زائد سے زائد ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ، پس اسفار کا وقت بعض ایام میں طلوع شمس سے ۴۰ منٹ پیشتر ہوگا، اور بعض ایام میں تقریباً ۵۰ منٹ، جیسا کہ اسلامی جنتری سہارنپور سے واضح ہے، یہ تو نماز فجر کے وقت مستحب کی ابتدا ہے، اور انتہا کے متعلق شامی میں ہے:

(أى بحیث یرتل أربعین آية إلى ستین)... والحاصل أن حد الإسفار أن یمکنه إعادة الطهارة ولومن

حدث أكبر، کما فی النہر والقہستانی و إعادة الصلوة علی الحالة الأولى قبل طلوع الشمس. (۱)

اور اس کا تخمینہ آدھا گھنٹہ کیا گیا ہے۔ پس وقت مستحب کا انتہائی حصہ یہ ہے کہ جب نماز شروع کی جاوے اس وقت کم از کم نصف گھنٹہ طلوع آفتاب میں باقی ہو۔

اس تفصیل سے معلوم ہو گیا، کہ وقت مستحب کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے کوئی ایسا وقت معین نہیں ہے جس میں ذرا سی کمی بیشی سے یہ فضیلت فوت ہو جاوے؛ بلکہ بعض ایام میں طلوع آفتاب سے ۴۰ منٹ پہلے شروع کرنا بھی وقت مستحب کی حد میں داخل ہے، اور بعض میں ۵۰ منٹ قبل طلوع بھی، اور علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ وقت فجر کا کوئی حصہ مکروہ نہیں، پس اگر کوئی اسفار سے قبل نماز پڑھے یا زیادہ تاخیر کر دے تو اس پر ملامت نہیں۔

(امداد الاحکام: ۳۱۸/۱-۳۱۹)

**نوٹ از احقر:** مندرجہ بالا جواب میں حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانویؒ نے طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان کے فاصلہ کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مقدار جو تحریر فرمائی ہے وہ سہارنپور کی جنتری کے اعتبار سے ہے، گویا سہارنپور اور اطراف کا یہ حکم ہے، ہر جگہ یہ فاصلہ اتنا ہی نہیں ہوتا جو جواب میں مذکور ہے؛ بلکہ اس جگہ کے عرض البلد اور طول البلد کے مختلف ہونے سے اس فاصلہ میں بھی فرق ہوتا رہتا ہے، آپ اپنے یہاں کی جنتری دیکھ کر اس کی تعیین کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاء: العبد احمد خانپوری، ۱۶ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ۔ الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ۔ (مجموع الفتاویٰ: ۴۱۴/۱ تا ۴۲۱)

### نماز فجر سرخی کے وقت پڑھنا:

سوال: نماز فجر اخیر وقت میں جب کہ اچھی طرح روشنی ہونے لگے کہ مشرق کی طرف سرخی نظر آئے، پڑھنا اور پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

فجر کی نماز سورج نکلنے سے پہلے بلا کراہت جائز ہے، مگر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز فجر ایسے وقت پڑھنا افضل ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے ایک جماعت سنت کے مطابق اور کرائی جاسکے۔ (۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۰۰:۳)

نماز فجر ابتداء طلوع تک پڑھی جاسکتی ہے:

سوال: فجر کی نماز اگر جماعت سے نہ پڑھی ہو اور ایسے وقت مسجد میں پہنچے کہ سورج نکلنے والا ہے تو گھڑی کے اعتبار سے سورج نکلنے سے کتنی دیر پہلے چھوڑ دی جائے؟ بیذواتو جروا۔

الجواب \_\_\_\_\_ باسم ملهم الصواب

اگر نقشہ کسی مستند شخص کا تیار کیا ہوا ہو تو اس میں دیئے ہوئے وقت طلوع سے دو تین منٹ قبل ہی نماز فجر سے فارغ ہو جانے کی کوشش کرنا چاہئے۔ اگر ٹھیک اس وقت تک فارغ ہوا تو بھی نماز صحیح ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
۱۳ / رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ۔ (حسن الفتاویٰ: ۱۳۱/۲)

ابر محیط میں اوقاتِ صلوٰۃ کا اندازہ:

سوال: موسم برسات میں اکثر دیہاتوں میں ایسا واقعہ پیش آیا کرتا ہے کہ کئی کئی دن آفتاب نہیں نکلتا اور نہ کوئی گھڑی گھنٹہ ہوتا ہے جس سے نماز کے وقتوں کی شناخت ہو۔ ایسی حالت میں گاؤں والوں کو ظہر و عصر کا وقت معلوم کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ پس شرعاً جب ابر محیط ہو تو کس طرح یہ دونوں نمازیں پڑھی جاویں اور مثلاً کوئی نماز ادا کی گئی اور بعد کو آفتاب نکل آیا جس سے معلوم ہوا کہ نماز جو تحری سے پڑھی گئی تھی بے وقت تھی، اس کا لوٹانا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب

ایسی حالت میں اندازہ اور تخمینہ کیا جاوے اور اسی کے موافق نماز پڑھی جاوے، اگر خطا ظاہر نہ ہوئی تو وہی نمازیں ہو گئیں اور اگر خطا ظاہر ہوئی تو اعادہ کر لینا چاہئے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۱۸/۲-۴۲)

- (۱) (والمستحب) للرجل (الابتداء) فی الفجر (یا سفار والختم به) هو المختار بحیث یرتل أربعین آية ثم یعیده بطهارة لو فسد. (الدرا المختار) وفي الشامية تحت قوله یا سفار: .. و الحاصل أن هذا الإسفار أن یمکنه إعادة الطهارة ولو من حدث أكبر كما فی النهرو والقهستانی وإعادة الصلاة علی الحالة الأولى قبل الشمس. (الدرا المختار مع رد المحتار: ۳۶۶/۱، دار الفکر بیروت) (النهر الفائق، شرح كنز الدقائق، كتاب الصلاة: ۱/۶۲۱ جامع الرموز، كتاب الصلاة: ۶۴. انیس)
- (۲) وإذا كان اليوم يوم غيم فالمستحب فی الفجر والظهر والمغرب تأخيرها... ==

## ایام بارش میں مستحب اوقات نماز:

سوال: نماز پجگانہ فرض کا وقت مستحب ایام بارش میں گھڑی کے حساب سے کتنے بجے ہو جاتا ہے؟

الجواب

اوقات نماز میں شرعاً وسعت بہت ہے، (۱) اس لئے گھنٹہ و گھڑی سے کوئی خاص وقت معین کرنا ضروری نہیں ہے اور نہ شرعاً کوئی خاص وقت مقرر ہے کہ اس قدر گھنٹہ اور منٹ ہونے پر فلاں نماز پڑھی جاوے۔ شرعاً یہ حکم ہے کہ اس قدر تاخیر نہ ہو کہ وقت مکروہ آ جاوے اور وقت مستحب کا خیال رکھا جاوے۔ مثلاً ظہر کی نماز ایک بجے سے تین بجے تک جس وقت اجتماع نماز یاں ہو جاوے پڑھ سکتے ہیں، لیکن بہتر تاخیر ہے۔ مثلاً آج کل موسم برسات میں دوڑھائی بجے یا کچھ بعد پڑھ لی جاوے تو بہتر ہے اور عصر کی نماز ۵ بجے سے ۶ بجے تک کے درمیان میں پڑھیں اور صبح کی نماز سواپانچ بجے یا ساڑھے پانچ بجے تک پڑھیں تو کچھ حرج نہیں ہے، کیونکہ طلوع آفتاب آج کل چھ بجے کے قریب ہے۔ ساڑھے پانچ بجے بھی آدھ گھنٹہ باقی رہتا ہے پڑھ سکتے ہیں اور ضرورت ہو تو اعادہ بھی کر سکتے ہیں۔ (۲) الغرض جس قدر صبح کی نماز میں اسفار ہو بہتر ہے۔

قال عليه الصلوة والسلام: "أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر". (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۴۲)

== یعنی بالتأخير عدم التعجيل في أول الوقت لا التأخير الشديد الذي يشك بسببه في بقاء الوقت وذلك لأن التعجيل في الفجر يؤدي إلى تقليل الجماعة بسبب الظلمة ورماتقع قبل الوقت وكذا في الظهر والمغرب لا يؤمن بالتعجيل من وقوعهما قبل الزوال والغروب قال في المحيط: المراد من تأخير المغرب قدر ما يحصل التيقن بالغروب، الخ. (غنية المستملی: الشرط الخامس، ص: ۲۳۴، ظفیر)

(۱) یہ حدیث وسعت وقت پر دل ہے۔ عن ابن عباس أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: أمني جبرئیل عند البيت مرتين فصلى الظهر في الأولى منهما حين كان الفیء مثل الشراك ثم صلى العصر حين كان كل شيء مثل ظله ثم صلى المغرب حين وجبت الشمس وأفطر الصائم ثم صلى العشاء حين غاب الشفق ثم صلى الفجر حين برق الفجر وحرم الطعام على الصائم وصلى المرة الثانية الظهر حين كان ظل كل شيء مثله لوقت العصر بالأمس ثم صلى العصر حين كان ظل كل شيء مثليه ثم صلى المغرب لوقته الأول ثم صلى العشاء الآخرة حين ذهب ثلث الليل ثم صلى الصبح حين أسفرت الأرض ثم التفت إلى جبرئیل فقال يا محمد: هذا وقت الأنبياء من قبلك والوقت فيما بين هذين الوقتين. (سنن الترمذی، باب ماجاء مواقيت الصلوة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، أبواب الصلوة (ح: ۱۴۹) / سنن أبي داؤد، باب المواقيت (ح: ۳۹۳) انیس)

(۲) یہ اوقات دیوبند کے ہیں یہاں سے دو دراز مقامات میں کافی فرق ہوتا ہے، اس کا لحاظ بہر حال ضروری ہے۔

(۳) سنن الترمذی، باب ما جاء في الإسفار بالفجر (ح: ۱۵۴) / سنن أبي داؤد، باب وقت الصبح

==

(ح: ۴۲۴) / مسند الإمام أحمد، حدیث رافع بن خدیج (ح: ۱۶۹۵۰) انیس

## کسی کے انتظار میں وقت مستحب ضائع نہ کیا جائے:

سوال: ایک شخص کے مکان کے متصل ایک مسجد ہے، محلہ میں اور بھی بہت سے مسلمان ہیں مگر وہ شخص کہتا ہے کہ امام مسجد نماز کا جماعت اس وقت تک نہ پڑھاوے جب تک ہم نہ آویں۔ اکثر ہوا ہے کہ اس کے انتظار میں وقت مکروہ میں جماعت ہوئی ہے۔ اب امام اپنے وقت معینہ پر جماعت پڑھا دیا کرتا ہے یعنی ہر نماز کی اذان کے آدھا گھنٹہ پون گھنٹہ بعد اور نمازی قریب قریب بیس بیس آدمی حاضر ہو جاتے ہیں۔ اب وقت کی پابندی امام کو لازم ہے یا اس شخص کا انتظار۔

الجواب

وقت مستحب پر نماز پڑھنی چاہئے، شخص مذکور کا انتظار نہ کیا جاوے، لیکن اگر اندیشہ فساد ہو تو فقہانے اس کے انتظار کی اجازت دیدی ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۵۲-۳۶)

## وقت فجر کا اختتام کب ہوتا ہے:

سوال: چاند کی روشنی ختم ہو جانے کے بعد، سورج نکلنے تک جو وقت تقریباً ۱۰-۱۵ منٹ کا رہ جاتا ہے، کیا وہ وقت بھی فجر کا وقت شمار کر سکتے ہیں؟

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً و مصلیاً

سورج کا کنارہ ظاہر ہونے پر وقت فجر ختم ہو جاتا ہے، اس سے پہلے باقی رہتا ہے۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم  
حررہ العبد محمد وغفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۲/۹۱ھ  
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۳۳/۵)

== عن رافع بن خدیج قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نوروا بالفجر فإنه أعظم للأجر. (معجم الطبرانی الكبير، باب الرءاء، من اسمه رافع (ح: ۴۱۶۷) انیس)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: أصبحوا بصلوة الصبح فمأصبحتم بها فهو أعظم للأجر. (شرح معاني الآثار، كتاب الصلوة، باب الوقت الذي يصلی فيه الفجر (ح: ۶۳۹) انیس)

(۱) رئیس المحلہ لا ینتظر ما لم یکن شریراً والوقت متسع. (الدر المختار، باب الأذان، ج: ۱، ص: ۳۷۲. ظفیر)

(۲) ”عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ... ”وقت الفجر

ما لم تطلع الشمس“. (الصحيح لمسلم: ۲۲۳/۱، كتاب المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، قديمي)

”وقت صلاة الفجر... (من أول طلوع الفجر الثاني) وهو البياض المنتشر المستطير لا المستطيل (إلى)

قبيل طلوع ذكاء) بالضم، غير منصرف، اسم الشمس“. (الدر المختار: ۳۵۷/۱، ۳۵۹، كتاب الصلوة، سعيد)

چاند کی روشنی کا ختم ہونا، وقت فجر کے ختم ہونے کی علامت نہیں:

سوال: چاند کی روشنی کا ختم ہو جانا، فجر کا وقت ختم ہو جانے کی علامت ہے یا نہیں؟

الجواب: \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً

یہ وقت فجر ختم ہونے کی علامت نہیں ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمد وغفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۲/۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، ۲۲/۲/۱۳۹۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ، جلد پنجم، صفحہ ۳۳۱)

صبح اور عصر کا وقت کیا ہے اور حضرت گنگوہیؒ کا کیا عمل تھا:

سوال: حضرت مولاناؒ کے اوقات نماز یعنی قبل طلوع آفتاب صبح کس وقت اور عصر کس قدر قبل غروب پڑھتے

تھے، گھنٹے اور منٹ کے حساب سے تحریر فرمائیے؟

اگر نماز صبح بانتظار جماعت نصف گھنٹہ قبل طلوع پڑھی جائے تو افضل ہے یا تنہا اول وقت پڑھ کر پھر شریک جماعت ہو۔

”مشارق الانوار“ میں حدیث ہے، جس کا مضمون یہ ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ دیر میں نماز پڑھا کریں

گے، اس وقت تم لوگ اپنی نماز ادا کر کے جماعت میں شریک ہو جانا۔

یہ وہی زمانہ ہے یا نہیں اور حدیث قابل عمل ہے یا نہیں؟

الجواب:

اوقات نماز کے لئے گھنٹہ اور منٹ کی تحدید نہیں ہے، عصر اور صبح کی نماز میں حنفیہ کے نزدیک تاخیر اولیٰ ہے۔ عصر

میں اس قدر تاخیر ہو کہ حد کراہت میں نہ داخل ہو، یعنی وقت مکروہ نہ آ جاوے۔ مثلاً غروب سے ایک گھنٹہ یا پون گھنٹہ

قبل عصر پڑھی جاوے تو بہتر ہے۔ (۲)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”إن للصلوة أولاً وآخرًا... وإن

أول وقت الفجر حين يطلع الفجر، وإن آخر وقتها حين تطلع الشمس. (جامع الترمذی: ۳۹/۱، أبواب الصلوة، سعید)

”و الدلیل علی أن آخر الوقت حين تطلع الشمس، قوله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”من أدرك ركعة من

الفجر قبل طلوع الشمس فقد أدرك“، وفي حديث جرير بن عبد الله رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى

الله تعالى عليه وسلم: ”إنكم سترون ربكم يوم القيامة كما ترون القمر ليلة البدر، لا تضامون في رؤيته، فإن استطعتم

أن لا تغلبوا على صلاة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها، فافعلوا، ثم تلا قوله تعالى: ”فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ

الشمسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ“. (سورة ق: ۳۹) (المبسوط، باب مواقيت الصلوة: ۲۸۹/۱، المكتبة الغفارية، كوئٹہ)

(۲) وتأخير عصر صيفاً وشتاءً توسعة للنوافل مالم يتغير ذكاء بأن لاتحار العين فيها في الأصح. (الدر المختار على

هامش رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۴۱/۱)

اور صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے اور حدیث شریف میں بھی ایسا حکم آیا ہے۔ پس صبح کی نماز کو آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ پہلے طلوع آفتاب سے پڑھے تو یہ اچھا ہے اور ثواب کا وقت ہے۔ خصوصاً انتظار جماعت کی وجہ سے اس قدر تاخیر ہو کہ آدھ گھنٹہ طلوع آفتاب میں باقی رہے تو یہ بہت اچھا ہے۔ (۱) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

اور حدیث جو ”مشارك الانوار“ سے تم نے لکھی ہے، (۲) اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسفار صبح و تاخیر عصر رالی الوقت المستحب ممنوع ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت لوگ نماز میں اتنی تاخیر کریں کہ وقت مکروہ آجاوے، اس وقت یہ حکم ہے کہ علاحدہ پڑھو۔ آدھ گھنٹہ پہلے نماز پڑھنے میں یہ حکم نہیں ہے، یہ تو عین عمل بالحدیث ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲-۶۴-۶۵)

### نماز کے بعد معلوم ہوا کہ وقت نکل چکا تھا:

سوال: بکرنے فجر کی نماز ادا کی نیت سے ادا کی، حالانکہ اس وقت سورج نکل چکا تھا، لیکن ابر کی وجہ سے بکر کو معلوم نہیں تھا، ایسی حالت میں نماز ہو گئی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: باسم ملہم الصواب

اگر مکروہ وقت ختم ہونے سے قبل نماز شروع کی گئی تو صحیح نہیں ہوئی اور اگر اس کے بعد شروع کی ہو تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وقتی فجر کی نیت کی تھی تو نماز نہیں ہوئی اور اگر آج کی فجر کی نیت تھی تو صحیح ہو گئی۔ (۳)

قال فی التنویر: ولونوی ظہر الوقت فلو مع بقائه جازو لومع عدمه وهو لا یعلمه لا. وفي الشرح: فالأولی نية ظہر اليوم لجوازه مطلقاً. وفي الحاشية: (قوله وهو لا یعلمه) أى لا یعلم خروجه ومفهوماً أنه لو علمه یصح كما قد مناه عن الشر نبلا لية. (ردالمحتار، بحث النية: ۱/۹۲۴) فقط واللہ تعالیٰ أعلم

۱۶/رجب ۱۳۹۰ھ۔ (حسن الفتاویٰ: ۲/۱۳۹)

- (۱) والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر بالإسفار والختم به هو المختار بحيث یرتل أربعین آية ثم یعیده بطهارة لو فسد (درمختار) قوله فی الفجر أى صلاة الغرض، قوله بإسفار أى فی وقت ظهور النور وانکشاف الظلمة الخ لقوله علیه السلام: أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر، رواه الترمذی وحسنه. (ردالمحتار، ج: ۱، ص: ۳۳۹، ظفیر)
- (۲) عن أبی ذر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضرب فخذی: کیف أنت إذا بقیت فی قوم یؤخرون الصلاة عن وقتها قال: قال: ماتاً أمراً؟ قال: صل الصلاة لو قتها ثم اذهب لحاجتك فإن أقيمت الصلاة وأنت فی المسجد فصل. (الصحيح لمسلم، باب کراهية تأخیر الصلاة عن وقتها: ۶۴۸) / مشارق الأنوار علی صحاح الآثار، ص ۲۴۲/۱. انیس)
- (۳) عن أبی هريرة أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من أدرك من الصبح ركعة قبل أن تطلع الشمس فقد أدرك الصبح ومن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرك العصر. (الصحيح للبخاری، باب من أدرك من الفجر ركعة: ۵۷۹) / سنن الترمذی، باب ماجاء فیمن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس (ح: ۱۸۶) انیس)

## توجیہ عجیب احادیث متعلقہ اتمام یا فساد صلوٰۃ فجر بطول و شمس:

(اقتباس از تقریر صحیح بخاری) (۱)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”إذا أدرك أحدكم سجدة من صلوٰۃ العصر قبل أن تغرب الشمس فليتم صلوٰۃ، إلى آخر الحديث. (ص: ۷۹) (۲)

عند الجھور عصر اور فجر دونوں کا ایک حکم ہے کہ جب نماز شروع کر چکا ہو اور درمیان میں غروب یا طلوع ہو جائے تو نماز پوری کر لے۔ یہ حدیث باب جہور کی مستدل ہے۔ اور عند الطرفین رحمہما اللہ تعالیٰ عصر اور فجر میں فرق ہے کہ عصر الیوم پڑھتے ہوئے اگر غروب ہو گیا تو تکمیل کر لے اور اگر فجر میں طلوع ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے بعد میں قضا کرے امام ابو یوسفؒ سے سرخسی نے روایت نقل کی ہے کہ نماز فجر پڑھتے ہوئے اگر طلوع ہو جائے تو اسی حالت میں امساک کرے حتیٰ کہ وقت مکروہ گزر جائے اس کے بعد اتمام کرے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق یہ ہے کہ! عصر کی نماز بھی صحیح نہیں ہوتی، ان کے ہاں فجر اور عصر دونوں طلوع وغروب سے فاسد ہو جاتی ہے۔

امام طحاوی اعلم بمذہب ابی حنیفہ ہیں، مگر اس کے باوجود جہاں جہور حنفیہ کے خلاف جاتے ہیں، وہاں ان کا قول نہیں لیا جاتا۔

یہ روایت صحیح بخاری کے سوا دوسری کتابوں میں بلکہ خود صحیح بخاری میں بھی باب زیر بحث کے سوا دوسرے مواضع میں اس طرح سے ہے:

”من أدرك ركعة قبل أن تغرب الشمس فقد أدرك“.

اسی قسم کے الفاظ فجر کے بارے میں آئے ہیں، احناف نے انہی الفاظ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس حدیث کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ اس روایت کے حقیقی معنی تو یہ ہیں کہ جس نے طلوع یا غروب سے پہلے ایک رکعت پالی اس نے پوری نماز پالی، جس کا ظاہر یہ ہے کہ ایک رکعت پڑھنے سے ہی اس کی نماز مکمل ہو گئی آگے پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مگر اس ظاہری مفہوم کا کوئی بھی قائل نہیں، لہذا بالاتفاق یہاں کچھ محذوف ماننا پڑے گا۔

جہور اس کی تقدیر یوں کرتے ہیں:

”فقد أدرك وقت الصلوٰۃ“.

یعنی ایک رکعت پڑھ لی تو اسے نماز کا وقت مل گیا اس لئے نماز پوری کر لے۔

(۱) رسالة شرح الصدر فی الفرق بین صلوٰۃ الفجر والعصر

(۲) الصحيح للبخاری، کتاب مواقیات الصلاة، باب من أدرك ركعة من العصر قبل الغروب (ح: ۵۳۱) انیس



احناف کی طرف سے امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ہم وقت الصلوٰۃ مقدر نہیں مانتے بلکہ حکم الصلوٰۃ نکالتے ہیں یعنی صبی بالغ ہو یا حائضہ پاک ہو یا کوئی کافر اسلام لائے ایسے وقت میں کہ ایک رکعت طلوع یا غروب سے پہلے پڑھ سکتا ہے تو اس نے حکم صلوٰۃ یعنی وجوب الصلوٰۃ کو پالیا، اس پر نماز فرض ہو جائے گی، جسے بعد میں قضا کرنا ضروری ہوگا۔

اشکال: اس میں فجر اور عصر کی کیا تخصیص ہے؟ یہ قاعدہ تو ہر نماز کے بارے میں ہے کہ وقت ختم ہونے سے پہلے اتنا وقت پالیا کہ اس میں ایک رکعت ادا کی جاسکتی ہو تو نماز فرض ہو جائے گی۔

جواب: عصر اور صبح کا ذکر تخصیص کے لئے نہیں، بلکہ ان دونوں وقتوں کا اختتام چونکہ مشاہدہ سے بسہولت معلوم ہو جاتا ہے، اس لئے ان کو ذکر کر دیا ورنہ حکم سب نمازوں کے لئے عام ہے۔

ابن الملک شارح مشارق الانوار نے اس روایت کا یہ جواب دیا ہے کہ ہم نہ وقت الصلوٰۃ مقدر مانتے ہیں اور نہ حکم الصلوٰۃ بلکہ ثواب الصلوٰۃ مقدر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی شخص نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ وہ طلوع یا غروب سے پہلے نماز پڑھے مگر اس کی کوشش کے باوجود نماز کے درمیان میں طلوع یا غروب ہو گیا تو اسے ثواب مل جائے گا، اس لئے کہ اس نے اپنی جانب سے پوری کوشش کی ہے۔ کوشش پر ثواب مل جانا، ”وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ“ (۱) سے ثابت ہے۔

نیز حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کوئی وادی یا جنگل قطع نہیں کرتے مگر وہ لوگ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کون لوگ؟ تو آپ نے فرمایا کہ معذورین، اسکی مزید تفصیل اور اس پر روایات ارشاد القاری میں ”انما الأعمال بالنیات“ کے تحت درج ہیں۔

ابن الملک کی یہ توجیہ بڑی لطیف ہے، مگر امام طحاوی اور ابن الملک دونوں کی تقریر صحیح بخاری کی زیر بحث حدیث پر نہیں چل سکتی، اس لئے کہ اس حدیث میں ”فلیتم صلوٰۃ“ کے الفاظ ہیں، جس میں اتمام صلوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے، ابن الملک نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اتمام دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱) شروع کرنے کے بعد تکمیل کرنا۔

(۲) ابتدا سے ہی اچھے طریقہ سے ادا کرنا، جیسے کہ ”وَاتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ“ (۲) سے شوافع استدلال کرتے ہیں کہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے، تو ثابت ہوا کہ عمرہ واجب ہے۔ احناف اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس

(۱) سورة النساء: ۱۰۰ - انیس

(۲) سورة البقرة: ۱۹۶ - انیس

آیت سے نفس عمرہ کا وجوب ثابت نہیں ہوتا بلکہ اتمام عمرہ کا حکم ہے یعنی عمرہ شروع کرنے کے بعد اس کا اتمام واجب ہے۔ شوافع اس کا جواب یہی دیتے ہیں کہ یہاں اتمام تکمیل بعد الشروع کے معنی میں نہیں ہے، بلکہ ادا بطریق کامل کے معنی میں ہے۔ اسی طرح ابن الملک ”فلیتم صلوٰۃ“ میں بھی اتمام سے ادا بطریق کامل مراد لیتے ہیں یعنی ”أداء کما وجب“ عصر کی نماز ناقصاً واجب ہوتی ہے، لہذا حالت غروب میں اس کا ادا کرنا صحیح ہے۔ اور فجر کی نماز کاملاً واجب ہوتی ہے اس لئے حالت طلوع میں اس کی ادا صحیح نہ ہوگی۔

مگر ابن الملک کی یہ تقریر بھی تشفی بخش نہیں، اس لئے کہ اتمام کے یہ معنی خلاف متبادر ہیں۔ اسی لئے ”اتَّمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ“ میں جب شوافع یہی مراد لیتے ہیں تو ہم اسے قبول نہیں کرتے تو یہ خلاف انصاف ہے کہ شوافع یہی معنی بتائیں تو ہم قبول نہ کریں اور اس حدیث میں اپنے مذہب کی حفاظت کے لئے وہی معنی خود بیان کرنے لگیں۔

نیز ”فلیتم صلوٰۃ“ کے الفاظ میں تو آپ نے کچھ نہ کچھ تاویل کر دی مگر تاکہ؟ سنن کبریٰ للبیہقی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

من صلی رکعة من العصر قبل أن تغرب الشمس ثم صلی ما بقی بعد غروب الشمس فلم تفتہ العصر وقال مثل ذلک فی الصبح. (۱)

اور دارقطنی کی روایت اس سے بھی زیادہ صریح ہے، فرماتے ہیں:

إذا صلی أحدکم رکعة من صلوٰۃ الصبح ثم طلعت الشمس فلیصل إليها أخرى. (۲)  
ان روایات میں تاویلات مذکورہ میں سے کسی کی گنجائش نہیں۔

حضرت مولانا نور شاہ صاحب رحمہ اللہ ”فقد أدرك“ والی روایت کو مسبوق پر محمول فرمایا کرتے تھے، یعنی جس شخص نے امام کے ساتھ ایک رکعت کو پالیا، اس نے جماعت کا ثواب پالیا، (۳) مگر یہ توجیہ بھی دل کو نہیں لگتی، اس

(۱) یہ حدیث بیہقی کے حوالہ سے شرح الزرقانی علی موطا الإمام مالک، باب وقوت الصلوٰۃ میں ہے۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، باب الدلیل علی أنها لا تبطل بطلوع الشمس (ح: ۱۷۷۴) میں یہ حدیث ان الفاظ میں ہے: ”إذا أدرك أول سجدة من صلاة العصر قبل أن تغرب الشمس فلیتم صلاته وإذا أدرك أول سجدة من صلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس فلیتم صلاته۔ انیس

(۲) سنن الدارقطنی، باب قضاء الفوائت بعد وقتها ومن دخل فی صلاة (ح: ۱۴۳۲) السنن الکبریٰ للبیہقی، جماع أبواب المواقیت، باب الدلیل علی أنها لا تبطل بطلوع الشمس فیها (ح: ۱۷۰۵) انیس

(۳) إن الحديث فی حق الجماعة لا فی حق الأوقات فیکون المعنی: من أدرك رکعة مع الإمام فلیضف إليها رکعة أخرى ولتکن الركعتان قبل الطلوع والغروب. (العرف الشذی شرح سنن الترمذی، باب ماجاء فیمن أدرك رکعة من العصر قبل أن تغرب الشمس: ۲۰۳/۱ - انیس)

لئے کہ اگر یہ مطلب لیا جائے تو ”قبل أن تطلع الشمس“ اور ”قبل أن تغرب الشمس“ کے الفاظ بے معنی ہو جاتے ہیں۔ شاہ صاحب نے اس کا جواب دینے کی بھی کوشش کی ہے، مگر صحیح بات یہ ہے کہ جواب بنتا نہیں۔  
نیز سنن کبریٰ اور دارقطنی اور صحیح بخاری کی زیر بحث حدیث کا کیا جواب ہوگا۔ بیہقی کی روایت کو شاہ صاحب نے معلول ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، مگر انصاف سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ شاہ صاحب کی پوری تقریر سے اطمینان نہیں ہوتا۔

ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے احناف کا مذہب ثابت کرنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ان روایات میں طلوع اور غروب کے وقت میں اتمام صلوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے اور دوسری احادیث میں ان اوقات میں نماز پڑھنے سے نہی وارد ہوئی ہے، پس تعارض کی وجہ سے احادیث میں تساقط ہوگا اور ہم رجوع الی القیاس کریں گے۔ پس قیاس کا متقاضی یہ ہے کہ عصر کی نماز صحیح ہو جائے اور فجر کی نہ ہو، جس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔ (۱)

ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس تحقیق کو بہت پسند کیا گیا ہے، چنانچہ احناف نے اس تحقیق کے بعد یہ سمجھا کہ ہم اپنا مذہب ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ معاملہ اب بھی ویسے ہی ہے، اس لئے کہ تعارض فی الروایات کے وقت سب سے پہلے تطبیق کی صورت تلاش کرنا ضروری ہوتا ہے، اگر کوئی صورت ممکن نہ ہو تو وجہ ترجیح تلاش کی جاتی ہے۔ وہ بھی نہ ہو تو تیسرے درجہ پر تساقط کا قاعدہ چلتا ہے۔ اس مسئلہ میں جتنی روایات متعارضہ ہیں ان میں صورت تطبیق بھی موجود ہے اور وجہ ترجیح بھی۔ ایسی حالت میں روایات کو چھوڑ کر قیاس کی طرف جانا کیسے جائز ہوگا؟

صورت ترجیح تو خود امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ روایات اتمام خبر واحد ہیں اور روایات نبی حد تو اتر کو پہنچ چکی ہیں، لہذا وہ راجح ہوں گی۔ نیز محرم اور میح کے تعارض کے وقت محرم کو ترجیح ہوا کرتی ہے۔ ثالثاً یہ کہ اباحت اصل یہ ہے اور نہی شرعی ہوتی ہے، اس لئے جہاں میح اور محرم کی تاریخیں معلوم نہ ہو سکیں وہاں میح کو مقدم اور محرم کو مؤخر سمجھا جاتا ہے، اور محرم کو میح کے لئے ناسخ قرار دیا جاتا ہے۔ اس لئے امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نہ فجر کی نماز ہوگی اور نہ عصر کی۔ (۲)

ابن قیم اور شوافع تطبیق کی صورت اختیار کرتے ہیں، شوافع یوں فرماتے ہیں کہ احادیث نبی سے احادیث باب

(۱) قلنا: لما وقع التعارض بين هذا الحديث وبين النهي الوارد عن الصلاة في الأوقات الثلاثة رجعنا إلى القياس كما هو حكم التعارض والقياس رجح هذا الحديث في صلاة العصر وحديث النهي في صلاة الفجر. (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، الأوقات التي يكره فيها الصلاة: ۸۵/۱ - البحر الرائق، الأوقات التي يكره فيها الصلاة: ۲۶۴/۱ - حاشية الطحطاوى على مراقي الفلاح، فصل في الأوقات المكروهة: ۱۸۷/۱ - رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۷۳/۱ - انيس)

(۲) شرح معاني الآثار، كتاب مواقيت الصلاة: ۵۱/۱ - ۵۳. انيس

مخصوص اور مستثنیٰ ہیں اور ابن قیم اعلام الموقعین میں فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ کسی چیز کی ابتدا ناجائز ہوتی ہے مگر اس کا ابقاء اور مداومت جائز ہوتی ہے۔ جیسے کہ حالت احرام میں ابتداء خوشبو لگانا اور نکاح کرنا ناجائز ہے، مگر خوشبو لگا کر احرام باندھا تو اس خوشبو کا ابقاء جائز ہے، اسی طرح نکاح کرنے کے بعد احرام باندھا تو وہ بقاء نکاح کے منافی نہیں۔ ایسے ہی کسی نے قسم اٹھائی کہ نکاح نہیں کرے گا تو ابتداء نکاح سے حائث ہوگا اور پہلے سے کئے ہوئے نکاح کے ابقاء سے حائث نہیں ہوگا، اسی طرح ان روایات میں فرماتے ہیں کہ روایات نہی کا مطلب یہ ہے کہ ان اوقات میں نماز کی ابتداء کرنا جائز نہیں اور احادیث باب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر پہلے سے ابتدا کر چکا ہو، تو درمیان میں طلوع یا غروب ہو گیا تو اس نماز کو باقی رکھے اور تمام کرے۔ پس دونوں قسم کی روایات میں کوئی منافاة نہیں۔

یہ صورت تطبیق بعض مواقع پر خود احناف نے بھی اختیار کی ہے۔ چنانچہ کتب فقہ، شامیہ وغیرہ میں یہ تحقیق مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے اوقات مکروہہ میں نوافل شروع کر دئے تو ان کا اتمام کرے۔ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ روایات متعارض ہیں اور قرآن کریم میں وارد ہے۔ ”لَا تَبْطُلُوا أَعْمَالَكُمْ“ اس لئے نوافل کو چھوڑنا باطل عمل ہونے کی وجہ سے جائز نہیں، لہذا اتمام ضروری ہے۔ (۱) تعجب ہے کہ نوافل کے اتمام کا حکم دیتے ہیں، مگر فرائض کو توڑ دینے کا حکم دے رہے ہیں۔ غرضیکہ اصول کا تقاضا یہ ہے کہ صورت تطبیق اختیار کی جائے، اس لئے فجر اور عصر دونوں نمازیں صحیح ہونی چاہئیں، جیسے کہ جمہور کا مسلک ہے۔ دوسرے درجہ پر صورت ترجیح اختیار کرنا چاہئے تھی جو کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک ہے، مگر تعجب ہے کہ احناف کا مشہور مسلک نہ ادھر ملتا ہے، نہ ادھر ملتا ہے۔

البتہ راوی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ نماز کے بارے میں احناف کے مطابق ہے۔ کنز العمال میں اس کی تصریح ہے۔ (۲)

غرضیکہ یہ مسئلہ اب تک تشنہ تحقیق ہے۔ مع ہذا ہمارا فتویٰ اور عمل قول امام رحمہ اللہ کے مطابق ہی رہے گا، اس لئے کہ ہم امام رحمہ اللہ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لئے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ اولیٰ اربعہ، کہ ان سے استدلال وظیفہ

(۱) وقال: حتى لو صلى النفل في الأوقات المكروهة جاز ويكره. (العناية شرح الهداية، فصل في الأوقات التي يكره فيها الصلاة: ۲۳۲/۱. انیس)

(قوله قصداً) احتريزه عما لو صلى تطوعاً في آخر الليل فلما صلى ركعة طلع الفجر فإن الأفضل إتمامها، لأن وقوعه في التطوع بعد الفجر لا عن قصد. (رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۷۴/۱. انیس)

(۲) عن أبي هريرة: من صلى الصبح قبل أن تطلع الشمس فليمض في صلاته. (كنز العمال، الفصل الأول في أحكام الصلاة الخارجة: ح: ۱۹۳۵۰)

عن أبي هريرة: من صلى ركعة من الصبح فليصل الصبح. (كنز العمال، الفصل الثالث في مفسدات الصلاة ومحظوراتها: ح: ۱۹۹۱۹. انیس)

مجتہد ہے۔ اس بارے میں عرصہ دراز تک متحیر رہنے کے بعد حضرت تھانوی قدس سرہ کی عجیب و غریب تقریر بواہر النوادر میں نظر سے گزری، جس سے کامل تشفی ہو گئی۔

فالحمد لله على ذلك. والله در حكيم الأمة قدس سره. وهما هوذا:

اعلم أن العلماء اختلفوا في ما إذا طلعت الشمس في صلاة الفجر أو غربت في صلاة العصر هل تصح الصلوة أو تفسد فقال الشافعي ومن وافقه تصح فيهما وقال الطحاوي تفسد فيهما وقال إمامنا أبو حنيفة رحمه الله تعالى تفسد في الفجر وتصح في العصر ومبنى هذا الاختلاف اختلافهم في توجيه الروايات التي وردت في هذا الباب ولنسرد أولاً تلك الروايات ثم نذكر التوجيهات.

فروى الشيخان من حديث أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أدرك من الصبح ركعة قبل أن تطلع الشمس فقد أدرك الصبح ومن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرك العصر، (۱) وفي لفظ للبخاري إذا أدرك أحدكم سجدة من صلوة العصر قبل أن تغرب الشمس فليتم صلوته وإذا أدرك سجدة من صلوة الصبح قبل أن تطلع الشمس فليتم صلوته. (زيلعي، ص: ۱۱۹، ج: ۱، باب المواقيت) (۲)

وروى نحو ذلك في فتح الباري، ج: ۲، وفي كنز العمال، ج: ۴.

فعمل الشافعي ومن معه بظاهر أحاديث الإتمام وحمل أحاديث النهي على تأييم متحرر هذه الأوقات مع القول بصحة الصلوة.

والطحاوي قال بالفساد فيهما حملاً لظاهر أحاديث النهي على الإبطال وأول حديث الإدراك إيجاب الصلوة على من أسلم في آخر الوقت أو بلغ الحلم فيه أو امرأة طهرت من الحيض فيه وأول ما في أحاديث الإتمام بكونها منسوخة بأحاديث النهي.

وأما نحن معاصر الحنفية فتوجيهنا الذي أدى إليه نظري وإن كان مأخوذاً من كلام من تقدمنا أن يقال إن روايات الإتمام والإدراك تقتضي صحة الصلوة فيهما وأحاديث النهي يحتمل أمرين إما تأييم المصلي فيهما مع صحة الصلوة وإما بطلان الصلوة فيهما، كما قال به الطحاوي فإن النهي الشرعي يستعمل في كلا المعنيين مثال الأول النهي عن الصلوة مقعياً أو متخصراً ومثال الثاني النهي عن الصلوة بغير طهور.

(۱) الصحيح للبخاري، باب من أدرك من الفجر ركعة (ح: ۵۷۹) / الصحيح لمسلم، كتاب المساجد ومواضع

الصلوة، باب متى يقوم الإمام للصلوة (ح: ۹۵۶-۶۰۸) / موطأ الإمام مالك، باب وقوت الصلوة (ح: ۵) / مسند الإمام

الشافعي، الباب الأول في مواقيت الصلاة (ح: ۱۶۱) انيس

(۲) الصحيح للبخاري كتاب مواقيت الصلوة، باب من أدرك ركعة من العصر قبل الغروب (ح: ۵۳۱) انيس

وإن خالفك قول الأصوليين أن النهي عن الأفعال الشرعية يقتضي مشروعية الأصل مع فساد الوصف فهو أكثرى لا كلى وإلا لانتقض بكثير من المسائل.

وإن رابك أن النهي في الصلوة بغير طهور قد وقع بصيغة النفي، فاقترضى البطلان بخلاف النهي عن الصلوة في الأوقات المكروهة فلم يوجد ما يقتضي البطلان فازحه بورود هذا النهي أيضاً بصيغة النفي في بعض الروايات، كما روى الشيخان عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا صلوة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس ولا صلوة بعد العصر حتى تغيب الشمس. (مشکوٰۃ، ص: ۸۶) (۱)

وروى مسلم عن عبد الله الصنا بحی رحمہ اللہ تعالیٰ فی صلوة العصر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا صلوة بعدها حتی یطلع الشاہد. (مشکوٰۃ، ص: ۸۷) (۲)

فلما احتمل النهي الأمرين ينظر أن الاحتياط في أي الأمرين والصلوة محل احتياط بليغ فظاهر أن الاحتياط في الحمل على البطلان لأن القضاء إذاً يكون فرضاً بخلاف احتمال الكراهة فحملنا على البطلان أي بطلان الفريضة لا بطلان نفس الصلوة لأن المقتضى للبطلان كان الاحتياط. والاحتياط محفوظ مع القول بصحة النفل فبهذا الوجه قد جاء التعارض بين أحاديث النهي وينبغي أن يكون هذا هو التفسير لقول علماءنا بوقوع التعارض بين قسمي الروايات فلما وقع التعارض رجعنا إلى القياس كما هو حكم التعارض وليس معنى هذا الرجوع ترك الأحاديث والعمل بالقياس بل معناه ترجيح بعض احتمالات الأحاديث بالقياس ثم العمل به من حيث أنه حكم الحديث لا من حيث أنه حكم القياس فافهم. فلما رجعنا إلى القياس حكم القياس بترجيح توجيه يقتضي البطلان في أحاديث الفجر وبترجيح توجيه يقتضي الصحة في أحاديث العصر فعملنا في الفجر بأحاديث البطلان وإولنا أحاديث الإتمام وعملنا في العصر بالعكس فحكمنا ببطلان الصلوة في الفجر وبصحتها في العصر فلم يفت منا عمل بشئ من الأحاديث بالظاهر في بعضها وبالمؤول في بعضها.

## والآن بقي أمران:

الأول: ما وجه القياس في الصلاتين؟

الثاني: ما التأويل في الأحاديث؟

(۱) الصحيح للبخاري، كتاب مواقيت الصلوة، باب لا تتحرى الصلوة قبل غروب الشمس (ح: ۵۶۱) انيس

(۲) الصحيح لمسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الأوقات التي نهى عن الصلوة فيها (ح: ۸۳۰) سنن

النسائي، كتاب المواقيت، باب تأخير المغرب (ح: ۵۲۱) انيس

بیان الأول: إن الفجر وقت الشروع قبل طلوع الشمس وجب كاملاً لكمال السبب وهو الوقت وبالطلوع صار الوقت ناقصاً وصارت الصلوة ناقصة فلا يتأدى الكامل بالناقص ففسدت والعصر وقت الشروع قبل المغرب وجب ناقصاً لنقصان الوقت فأداه كما وجب فلم تفسد هذا.

بیان الثانی: إن معنى قوله عليه السلام فقد أدرك ما قاله الطحاوى رحمه الله تعالى ومعنى فليتم أنه لا يبطل التحريم بل يمضى فى الصلوة لأنه إن لم يتأد فرضاً فقد صحت نقلاً كما فى الدر المختار، كما هو الحكم فى الحج الفاسد ومعنى فلم يفت صلوته لم يفت وقت صلوته بل كان مدرکاً للوقت فيكون حاصل معناه هو معنى فقد أدرك .

تفصيل المقام: إن تأخيرہ صلى الله عليه وسلم قضاء الصلوة إلى ارتفاع الشمس مع قوله عليه السلام: من نسي صلوة أو نام عنها فكفارته أن يصلّيها إذا ذكرها، رواه مسلم، وفى رواية لا كفارة لها إلا ذلك. (ص: ۲۴۱، ج: ۱) الدال على وجوب التعجيل فى القضاء إذا لم يكن عذر قوى وهو المذهب أيضاً كما فى الدر المختار (ص: ۷۵۵، ج: ۱) ونصه: التأخير بلا عذر كبيرة لا تزول بالقضاء بل بالتوبة إذا قضاها وإثم التأخير باق بجر، آه. وفى الدر أيضاً: ويجوز تأخير الفوائت وإن وجبت على الفور لعذر السعى على العيال وفى الحوائج على الأصح، آه، قال الشامى تحت قوله: ويجوز تاخير الفوائت أى الكثيرة (۱) المسقطة للترتيب، آه. (ص: ۶۸، ج: ۱) فيه دليل على أن ما بين طلوع الشمس وارتفاعها وقت ناقص لا يصلح للفرائض ولو فائتة وإلا لما أخرها فلما ثبت كونه غير صالح للفرض وإذا طلعت الشمس فى أثناءه يقع بعض الفرض فى هذا الوقت فيحكم بفساده .

لا يقال كان ههنا عذران:

أحدهما: التحرز عن الكراهة الزمانية المفهومة من قوله صلى الله عليه وسلم فى حديث عمر و بن عنبسة: وإذا طلعت فلا تصل حتى ترفع فإنها تطلع بين قرنى شيطان .

ثانيهما: التحرز عن الكراهة المكانية كما يشعره قوله صلى الله عليه وسلم فى حديث أبى هريرة رضى الله عنه فإن هذا منزل حضر فيه الشيطان فأين فيه الدلالة على كون التأخير للكراهة الزمانية وإنها مفسدة للفرض .

(۱) قلت وهذا القيد يدل باعتبار مفهوم المخالفة وهو معتبر فى كتب القوم وإن لم يكن معتبراً عندنا فى الكتاب والسنة على أن الفوائت لو كانت أقل من هذا الحد لا يجوز تأخير أدائها، قاله الشيخ. (منه)

لأننا نقول: حضور الشيطان لا يصلح مانعاً إذ قد عرض للنبي صلى الله عليه وسلم في صلواته فلم يخرج منها حتى أتمها وقال لو لدعوة أخينا سليمان عليه السلام لأصبح موثقاً يلعب به ولدان المدينة والحديث مشهور في الصحاح، فاستحال أن يكون التأخير لذلك سيما وفي حديث أبي قتادة رضي الله عنه أنه أخر الصلوة إلى أن ارتفعت الشمس ثم صلاها (وفي حديث عمران بن حصين برواية الحسن ثم انتظر حتى استعنت الشمس وفي حديث نافع بن جبير عن أبيه: ثم قعد واهنيه كما مر في المتن) ففيه أن تأخيرها إنما كان ليحل وقت الصلوة لالما سواه كذا في المعتصر من المختصر. (ص: ٤٥، ج: ١)

وقد صرح بذلك ابن عباس رضي الله تعالى عنهما كما سيأتي وقال فلم يصل حتى ارتفعت وكان سبب التأخير عنده التحرز عن كراهة الوقت فقط والصحابي أعرف بعله فعل الرسول صلى الله عليه وسلم من غير ذلك وبالجملية فإن الكراهة المكانية لا تصلح سبباً للتأخير وإنما يستحب التحول لأجلها إلى مكان آخر إذا وجد مسوغ للتأخير مستقل وليس هو هناك إلا الكراهة الزمانية فحسب فتم ما قلنا أن تأخيرها صلى الله عليه وسلم قضاء الصلوة إلى ارتفاع الشمس مع وجوبه على الفور دليل على كون الوقت غير صالح للفرص.

فإن قيل: سلمنا أن سبب التأخير هو الكراهة الزمانية ولكن فيه احتمالان.

الأول: ما قلتم أي الكراهية الشديدة التي لا تجتمع مع الصحة.

والثاني: الكراهية الخفيفة وهي ليست كذلك كما لا يخفى.

قلنا: من ابتلى ببليتين يختار أهونهما وقد اختار النبي صلى الله عليه وسلم تأخير الصلاة إلى ارتفاع الشمس فثبت أن الكراهة في قضائها عند طلوع الشمس أشد وأيضاً فالصلوة محل الاحتياط وهو فيما قلنا إذا حكمنا بالفساد يكون قضاء تلك الصلوة فرضاً وإذا حكمنا بالكراهة الخفيفة لا يكون القضاء فرضاً فقلنا بالكراهة الشديدة التي لا تجتمع مع الصحة ويؤيدنا منع بعض الصحابة عن قضاء الفجر في هذا الوقت قبل الارتفاع كما سيأتي.

فإن قيل: ورد النهي بعد صلوة الصبح إلى أن تطلع الشمس وبعد صلوة العصر حتى تغرب وخص بالتطوع اتفاقاً وصح قضاء الفائتات فيهما فليكن النهي في هذه الأوقات كذلك.

قلنا: النهي فيهما لمعنى في الصلوة بدليل أن من صلى الصبح أو العصر ليس له أن يصلي فيهما التطوع ومن لم يكن صلاهما له أن يصلي فيهما (أي ركعتين تطوعاً قبل صلوة الصبح وما شاء من النوافل قبل العصر) والوقت بالنسبة إليهما واحد وفي الأوقات الثلاثة النهي لمعنى في الوقت لقوله تطلع بين قرني الشيطان ونحوه فافتراقاً، فلا يجوز قياس أحدهما على الآخر و



إذا كان النهي لمعنى في الوقت لا يجوز فيه صلوة أصلاً سواء كانت فرضاً أو نفلاً أو فائتة لأنها تستدعى وقتاً صالحاً وهذه الاوقات لا تصلح لها للعلة التي ذكرها النبي صلى الله عليه وسلم و هي عامة لا تختص بصلوة دون صلوة إلا أن النفل يصح فيها مع الكراهة لما ثبت في الأصول أن النهي عن الأفعال الشرعية تستدعى مشروعية في الجملة وإلا لم يكن للنهي معنى وأما الفرض فلا يصح فيها بصفة الفرضية بل ينقلب نفلاً لأن النهي عن الصلوة في هذه الأوقات إنما تستدعى المشروعية في الجملة لا على صفة الكمال ويكفي لها الصحة نفلاً كما لا يخفى لأنه من أدنى مراتب الصحة والضروري إنما يتقدر بقدر الضرورة وقد صرح فقهاءنا رحمهم الله تعالى بانقلاب فرض الفجر نفلاً بطلوع الشمس من غير فساد، كما في الدر المختار آخر باب الاستخلاف. (ص: ۶۳۷، ج: ۱)

وأورد الحافظ في الفتح علينا فقال وفيه، أى في قوله فإن هذا منزل حضر فيه الشيطان رد على من زعم أن العلة فيه كون ذلك وقت الكراهة بل في حديث الباب أنهم لم يستيقظوا حتى وجدوا حر الشمس ولمسلم من حديث أبي هريرة رضى الله عنه حتى ضربتهم الشمس وذلك لا يكون إلا بعد أن يذهب وقت الكراهة، آه. (ص: ۳۸۰، ج: ۱)

قلنا: لا دليل فيه على الارتفاع قبل الاستيقاظ إذ يحتمل أن تكون طلعت بحرارتها كما هو موجود بالحجاز في حرها إلى الآن كذا في المعتمر من المختصر، ص: ۴۵.

ولا بد من هذا التأويل فقد روى عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما ما يدل على استيقاظه قبل الارتفاع، أخرج النسائي بسند حسن وسكت عنه، قال: أدلج رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم عرس فلم يستيقظ حتى طلعت الشمس أو ببعضها فلم يصل حتى ارتفعت الشمس فصلى، الحديث. (ص: ۱۰۲، ج: ۱) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

سنہ ۱۳۸۲ھ - (حسن الفتاویٰ: ۱۴۷/۲ - ۱۵۶)

سورج طلوع ہونے میں کتنی دیر لگتی ہے اور وقت اشراق کیا ہے:

سوال: جب سورج نکلنا شروع ہوتا ہے، تو کتنے منٹ میں پورا نکل آتا ہے؟

اور اشراق کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟

الجواب: \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً

سورج جب نکلنا شروع ہوتا ہے تو دو منٹ چوبیس سکند میں پورا نکل آتا ہے، پھر جب اس کی طرف نظر نہ کی جاسکے

اور بالکل سفید ہو جائے، تب اشراق کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ عامۃً بیس منٹ کے بعد بالکل سفید ہو جاتا ہے۔ (۱)  
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۳۴/۵)

### صبح صادق اور طلوع شمس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے:

سوال: صبح صادق کے وقت میں علماء کرام کا اختلاف معلوم ہوتا ہے، ہیئت کے قاعدے سے تو صبح صادق کا وقت ڈیڑھ گھنٹہ مقرر ہے۔ موسم گرما ہو خواہ موسم سرما، دن رات لمبے ہوں یا چھوٹے۔ علامہ ابن حزم اور مولوی احمد رضا خان بریلوی کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح صادق کا وقت موسم گرما میں زیادہ سے زیادہ ہوتا ہے اور موسم سرما میں صبح صادق کا وقت کم سے کم ہوتا ہے اور مولانا اشرف علی التھانویؒ وغیرہ نے فقہاء کرام کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے رات کا ساتواں حصہ صبح صادق کا وقت مقرر کیا ہے۔ تو ان حسابات فقہاء کرام سے جو ساتواں حصہ رات صبح صادق کا وقت مقرر کیا ہے موسم سرما میں صبح صادق کا وقت زیادہ سے زیادہ، موسم گرما میں کم سے کم صبح صادق کا وقت ہوگا اور یہ قول علامہ ابن حزم اور بریلوی کے برخلاف ہے اب یہاں ان علماء کرام کی عبارت نقل کرتا ہوں۔

علامہ ابن حزم ظاہری کتاب المحلی جلد: ۳، صفحہ: ۱۹۱، میں فرماتے ہیں:

”وقت صلوة الصبح مساو لوقت صلوة المغرب أبداً في كل زمان ومكان لأن الذي من طلوع الفجر الثاني إلى طلوع الشمس كالذي من آخر غروب الشمس إلى غروب الشفق — الذي هو الحمرة أبداً — في كل وقت ومكان، يتسع في الصيف ويضيق في الشتاء لكبر القوس وصغره، ووقت هاتين الصلاتين أبداً، هو أقل من وقت الظهر. (مسألة في بيان الشفق والفجر وتعرفهما. انيس)

مولوی احمد رضا خان بریلوی کتاب العطایا النبویہ فی فتاویٰ الرضویہ، جلد: ۴، ص: ۴۲۶، میں فرماتے ہیں:

”تاریخ ۲۲ جون کو بریلی میں صبح صادق کا وقت زیادہ سے زیادہ یعنی ایک گھنٹہ انتالیس منٹ اور آخری دسمبر میں وقت صبح صادق کم سے کم شتویٰ ایک گھنٹہ بائیس منٹ ہوتا ہے۔

(۱) ”(و کرہ) تحریماً... (مع شروق). (قوله: مع شروق): ومادامت العین لاتحارفیہا فہی فی حکم الشروق، كما تقدم فی الغروب أن الأضح كما فی البحر:

أقول: ينبغي تصحيح ما نقلوه عن الأصل للإمام محمد من أنه ما لم ترتفع الشمس قدر مرح، فہی فی حکم الطلوع، لأن أصحاب المتون مشوا عليه فی صلاة العید حیث جعلوا أول وقتها من الارتفاع، ولذا جزم به هنا فی الفیض ونور الإيضاح“. (رد المحتار، کتاب الصلوة: ۳۷۱/۱، سعید)

اور مولانا اشرف علی تھانویؒ؛ امداد الفتاویٰ جلد اول ص: ۱۷۴، میں فرماتے ہیں:

(سوال) ماہ رمضان المبارک کی رات میں کس قدر حصہ رات کا باقی رہتا ہے کہ اس وقت سحری کھانا

درست ہے۔

(الجواب) ہیئت کے قاعدے سے طلوع آفتاب کے وقت سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل تک سحری کھا سکتے ہیں، اور حاشیہ میں لکھا ہے کہ بعض مواسم میں اس سے زیادہ گنجائش ہے یہ احتیاطاً لکھ دیا۔ (منہ رحمہ اللہ) اور بعض فقہانے احتیاط کی ہے کہ غروب سے طلوع تک کل وقت جتنا ہے، اس کو سات پر تقسیم کر دیں، چھ حصہ میں سحری کھا سکتے ہیں۔ اور مولوی محمد عثمان نے تفسیر تنویر الایمان میں جو سندھی زبان میں ہے، پارہ ۲، ص: ۴۰، میں لکھا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ!

در مختار میں ایک حساب صبح صادق کے وقت کے بابت لکھا ہے، جو میرے تجربہ میں ہمیشہ برابر نکلتا ہے کہ جتنے گھنٹہ رات ہو، اس کا ساتواں حصہ صبح صادق ہوگا۔ انتہی مختصراً۔

الجواب

سوال میں بحوالہ قاعدہ ہیئت ہر موسم اور ہر جگہ میں صبح کا وقت جو ڈیڑھ گھنٹہ بتلایا گیا ہے، یہ علی الاطلاق صحیح نہیں ہے، بلکہ صرف متوسط ایام میں صحیح ہے، دن اور رات کے بڑھنے اور گھٹنے سے اس میں فرق آنا حسب قواعد ہیئت ضروری ہے، کمی اور فروری میں دس منٹ تک اور زیادتی ماہ جون میں سات منٹ تک ہوگی، جس کسی نے ڈیڑھ گھنٹہ کہا ہے وہ محض تقریبی ہے، تحقیقی نہیں۔ کتب ہیئت شرح چغمیننی وغیرہ سے اس کی تحقیق ہو سکتی ہے اور از روئے قواعد حسب صبح صادق کے وقت صحیح اور محقق وہی ہے، جس کو سوال میں بحوالہ محلی ابن حزم اور فتاویٰ رضویہ نقل کیا گیا ہے کہ وقت فجر گرما میں زیادہ سے زیادہ اور سرما میں کم سے کم ہوتا ہے۔

سیدی حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے بھی اپنے آخری رسالہ میں جو اس موضوع پر لکھا گیا ہے، اس کی تصریح فرمادی ہے اور وہ رسالہ ”الساعات للطاعات“ ہے۔ اس میں حضرت موصوف کی تحریر یہ ہے:

صبح صادق اور طلوع شمس میں فرق کم سے کم بماء فروری و مارچ و ستمبر و اکتوبر ایک گھنٹہ بیس منٹ اور زیادہ سے زیادہ بماء جون و شروع جولائی ایک گھنٹہ سینتیس منٹ (۱) تک ہوتا ہے۔

امداد الفتاویٰ جلد اول ص: ۱۷۴، میں جو حضرت ممدوح نے مطلقاً رات کا ساتواں حصہ وقت فجر قرار دیا ہے۔ یہ

(۱) فتاویٰ رضویہ میں جو ایک گھنٹہ انتالیس منٹ بتلائے ہیں۔ یہ دو منٹ کا تفاوت غالباً بریلی اور تھانہ بھون کے عرض بلد کے اختلاف پر مبنی ہے۔ منہ

تحقیقی قول نہیں۔ بلکہ عوام کی سہولت کے لئے تقریبی قول ہے۔ جیسے بعض اہل ہیئت تقریبی طور پر ڈیڑھ گھنٹہ کہہ دیتے ہیں اور غالباً اسی بنا پر اس تقریبی قول میں غلطی کا احتمال ہے۔

”الساعات للطاعات“ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عوام کے لئے ایک دوسرا تقریبی قول اختیار فرمایا ہے۔ وہ حضرت کے الفاظ میں اس طرح ہے:

اگر کسی کو طلوع صبح صادق وغروب شفق ابیض نقشہ سے یاد نہ رہے وہ ہر موسم میں طلوع شمس سے پونے دو گھنٹہ قبل سحری چھوڑ دے اور غروب شفق سے پونے دو گھنٹہ بعد عشا کی اذان و نماز پڑھے، کبھی غلطی نہ ہوگی۔

اس عبارت کے الفاظ سے خود بھی یہ امر واضح ہو گیا کہ اس قسم کے تعینات حسابی اور تحقیقی نہیں بلکہ تقریبی اور انتظامی ہیں۔ الحاصل قواعد ہیئت اور قول محلی و فتاویٰ رضویہ و فتاویٰ امدادیہ میں کوئی تعارض و اختلاف نہیں، سب اقوال متوافق و متناسب ہیں۔

(تنبیہ) سوال میں جو عبارت محلی کی نقل کی گئی ہے وقت فجر کے بارے میں، ان کی یہ تحقیق تو صحیح ہے کہ ہر موسم اور ہر جگہ میں وقت صبح و وقت مغرب کے مساوی ہوتا ہے، لیکن یہ مساوات اسی وقت درست ہو سکتی ہے، جب کہ وقت مغرب میں امام ابو حنیفہؒ کے قول کو اختیار کر کے منتہاء وقت مغرب کے شفق ابیض کے غروب کو قرار دیں، شفق احمر کے غروب تک کا وقت صبح کے وقت کے مساوی کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ اس لئے محلی میں اس مقام پر شفق کی تفسیر حمرة سے کرنا بلاشبہ غلطی ہے، خواہ یہ غلطی خود مصنف سے ہوئی ہو یا ناقل سے۔ (۱) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (اضافہ)

(امداد المقتنین: ۲/۲۶۶-۲۶۸)

### حد اسفار سے متعلق حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا ارشاد گرامی:

حد اسفار خوب صبح کا روشن ہو جانا ہے (۲) کہ بعد طلوع صبح کے تقریباً ایک گھڑی میں ہو جاتا ہے، باقی سب غلو

(۱) ”الذی هو الحمرة أبدأ“ کے بین القوسین ہونے کی وجہ سے زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ یہ غلطی ناقل سے ہوئی ہوگی، واللہ اعلم۔ انیس

(۲) (والمستحب) للرجل (الابتداء) فی الفجر (بإسفار) أى فی وقت ظهور النور وانکشاف الظلمة. (الدر المختار

علی صدر رد المحتار، کتاب الصلوة، بعد مطلب فی طلوع الشمس من مغربها: ۱/۶۶۶، دار الفکر، بیروت. انیس)

وقال الحلواني: يبدأ بالإسفار ويختم به وهو الظاهر، وقيل حد الإسفار أن يصلي في النصف الثاني وقيل هو

أن يصلي في وقت لو صلى بقراءة مسنونة مرتلة فإذا فرغ لو ظهر فساد في طهارته أمكنه الوضوء والإعادة قبل طلوع

الشمس وهذا كله في السفر والحضر في الأزمنة كلها إلا يوم النحر بالمزدلفة للحاج. (الجوهرة النيرة على

مختصر القدوري، باب الأذان: ۴۳/۱. كذا في البحر الرائق، شرح كنز الدقائق، وقت صلاة العشاء: ۱/۲۶۰، وكذا في

درر الحکام شرح غرر الحکام، وقت التراویح: ۵۲/۱. انیس)

ہے، فقط عصر کو قبل تغیر آفتاب مستحب لکھا ہے۔ (۱) مگر عمل در آمد صحابہ یہ ہے کہ اول وقت پڑھے۔ (۲) پس نصف وقت تک پڑھ لیں۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۸)

### صبح صادق سے طلوع آفتاب تک گھڑی سے وقت کا تعین:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک کتنا وقفہ بنتا ہے جبکہ اکابر علماء دیوبند ڈیڑھ گھنٹہ بتلاتے ہیں لیکن مفتی رشید احمد صاحب کراچی اس سے اٹھارہ منٹ کم بتلاتے ہیں جو نقشہ انہوں نے ہمارے سرگودھا کے لئے دیا ہے اس کے متعلق حکم کی وضاحت فرمائیے۔؟ بیٹو اتو جروا۔ (المستفتی: قاری عبد الحمید چنات آکل ملزمت آباد سرگودھا..... ۵/ جولائی ۱۹۸۶ء)

الجواب

اصولی طور سے، مفتی رشید احمد صاحب کا اندازہ درست ہے، البتہ ہمارے بلاد میں مشاہدہ کی بنا پر سوا گھنٹہ وقت بنتا ہے۔ (۴) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۱۵۴/۲)

(۱) و يستحب... تاخير العصر مالم تتغير الشمس في الصيف والشتاء. (الهداية، فصل في الأوقات المستحبة) (و) يستحب (تأخير العصر) مطلقاً، توسعة للنوافل (مالم تتغير الشمس) بذهاب ضوئها فلا يتحير فيها البصر وهو الصحيح. هداية. (الباب في شرح الكتاب، باب الأذان: ۵۸/۱. انيس)

(۲) عن عائشة: ما صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاةً لوقتها الاخر مرتين حتى قبضه الله تعالى. (سنن الترمذی، باب ما جاء في الوقت الأول من الفضل (ح: ۱۷۴) وقال هذا حديث حسن غريب، وليس إسناده بمتصل، قال الشافعي والوقت الأول من الصلاة أفضل ومما يدل على فضل أول الوقت على آخره اختيار النبي صلى الله عليه وسلم وأبى بكر وعمر فلم يكونوا يختارون إلا ما هو أفضل ولم يكونوا يدعون الفضل وكانوا يصلون في أول الوقت / كذا في مسند الإمام أحمد، مسند عائشة الصديقة (ح: ۲۴۶۱۴) / المستدرک للحاکم، باب في مواقيت الصلاة (ح: ۶۸۲) وقال الحاکم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين. انيس)

(۳) پس جمہور فقہاء محدثین کے پاس نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے، ان کے اول اوقات میں، اور تجیل کا مطلب یہ ہے کہ اول وقت سے نماز کی تیاری شروع کر دے اور تیاری کے بعد نصف اول میں نماز ادا کر دے۔

(۴) وفي منهاج السنن: قلتُ وصرح المشائخ بتفاوت الوقت بين طلوع الفجر الصادق وطلوع الشمس وكذا بين غروب الشمس وغيوب البياض بتفاوت المواسم والبلاد، والمشاهد في ديارنا قدر ساعة وربع ساعة. (منهاج السنن شرح جامع السنن، باب مواقيت الصلاة: ۱۰/۲)

وقال العلامة ابن عابدين: ووجه ما قلناه أن الشارع لم يعتمد الحساب بل ألغاه بالكلية بقوله نحن أمة أمية لانكتب ولا نحسب الشهر هكذا وهكذا وقال ابن دقيق العيد الحساب لا يجوز الاعتماد عليه في الصلاة، انتهى. (رد المحتار، مطلب ماقاله السبكي من الاعتماد على قول الحساب مردود، كتاب الصوم: ۳۸۷/۲، دار الفكر بيروت. انيس)

## زوال آفتاب کا مطلب اور اس کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں! بروز جمعہ زوال ہوتی ہے یا کہ نہیں؟ اور ہمارے یہاں جمعہ بھی ہوتا ہے اور زوال کتنی دیر رہتی ہے یعنی زوال کے وقت کتنی دیر انتظار کرنا چاہیے؟

الجواب ————— وباللہ التوفیق

زوال نام ہے آفتاب ڈھلنے کا، یعنی جب آفتاب خط نصف النہار سے ذرا کچھ کم کو چلنا شروع ہوتا ہے، تو زوال شروع ہو جاتا ہے، (۱) اور اس وقت سے نماز جمعہ کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور زوال ایک آنی چیز ہے مگر فوراً محسوس نہیں ہوتا ہے اور زوال سے ذرا پہلے ٹھیک نصف النہار ہے جس کو ظہیرہ بھی کہتے ہیں نماز پڑھنی مکروہ ہے، اس لیے علمائے یہ لکھا ہے کہ زوال سے آدھ گھنٹہ یا ۲۰ منٹ پہلے سے زوال تک نماز پڑھنا روک دے، اور اسی کو زوال کہنے لگے الغرض جمعہ کے دن بھی زوال ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمیٰ عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۵/۱۳۸۷ھ  
الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول: ۲۵)

## زوال سے کتنی دیر پہلے نماز موقوف کرنا چاہیے:

سوال: ہمارے گاؤں کے قریب ایک گاؤں ہے وہاں مسجد میں بورڈ پر لکھا ہوا رہتا ہے کہ نصف النہار سے زوال تک یعنی زوال سے قبل چالیس منٹ تک کوئی نماز نہیں پڑھ سکتے، چالیس منٹ والی بات کہاں تک صحیح ہے؟ اسی طرح جمعہ کے دن بھی نصف النہار سے زوال تک کوئی نماز نہیں پڑھ سکتے، آپ اس کی وضاحت فرمادیں کہ کتنے منٹ تک نماز پڑھنا درست نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب —————

قلم یا لکڑی کھڑی کر کے زوال کا وقت دیکھا جاسکتا ہے، (۲) زوال کے وقت سے آٹھ دس منٹ پہلے سے نماز

- (۱) فمادام الظل ينقص من الخط فهو قبل الزوال وإذا وقف لايزداد ولاينقص فهو ساعة الزوال وإذا أخذ الظل في الزيادة فقد علم أن الشمس قد زالت. (المبسوط للسرخسي، باب مواقيت الصلاة: ۱۴۲/۱. انیس)
- (۲) ومعرفة الزوال أن يغرز خشبة مستوية ويجعل عند منتهى ظلها علامة فمادام الظل ينقص عن العلامة فالشمس لم يزل ومتى وقف فهو وقت الاستواء وقيام الظهيرة فحينئذ يجعل على رأس الظل خطاً علامة لذلك فما يكون من ذلك الخط إلى أصل العود فهو المسمى في الزوال وإذا لم يجد ما يغرز به يعتبر بقامته وقامة كل إنسان سبعة أقدام أو ستة أقدام ونصف قدمه والأول قول العامة. (حاشية الطحطاوى على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، مدخل: ۱۷۵/۱. انیس)

موقوف کر دے اور آٹھ دس منٹ بعد تک موقوف رکھے، بادلوں کے زمانہ میں زوال کا وقت معلوم کرنا دشوار ہے، اس لئے تقویم کے حساب سے دس بارہ منٹ پہلے سے نماز پڑھنے سے رک جائے اور دس بارہ منٹ بعد تک رکا رہے، اس میں احتیاط ہے اور یہ جو قول ہے کہ نصف نہار شرعی سے زوال تک نماز نہ پڑھی جائے، یہ مزید احتیاط پڑی ہے۔  
شامی میں ہے:

وفی شرح النقایۃ للبرجندی: قد وقع فی عبارات الفقہاء أن الوقت المکروه هو عند انتصاف النهار إلى أن تزول الشمس ولا یخفی أن زوال الشمس إنما هو عقیب انتصاف النهار بلا فصل و فی هذا القدر من الزمان لا یمکن أداء صلاة فیہ فعل المراد أنه لا تجوز الصلوة بحیث یقع جزء منها فی هذا الزمان. أو المراد بالنهار هو النهار الشرعی وهو من أول طلوع الصبح إلى غروب الشمس وعلى هذا یمکن نصف النهار قبل الزوال بزمان یعتقد به، اهـ. (رد المحتار: ۱/۳۴۴، ۳۴۵)

والثانی (عند استوائها) فی بطن السماء (إلى أن تزول) أى تمیل إلى جهة المغرب. (مراقی الفلاح) (قولہ والثانی عند استوائها) وعلامته أن یمتنع الظل عن القصر ولا یأخذ فی الطول وإذا صادف أنه شرع فی ذلك الوقت بفرض قضاء أو قبله وقارن هذا الجزء اللطیف شیئاً من الصلوة قبل القعود قدر التشهد فسدت. (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص: ۱۰۷) فقط واللہ أعلم بالصواب

۵/زی قعدہ ۱۴۰۱ھ - (فتاویٰ رحیمیہ: ۲۸۴، ۲۸۵)

### انتهاء زوال اور ابتداء ظہر میں فاصلہ کی مقدار:

- سوال (۱) انتهاء زوال اور ابتداء ظہر میں کتنا فصل ہوتا ہے؟
- (۲) زوال کی مدت کتنے منٹ ہوتی ہے؟

الجواب

(۲۱) زوال ایک آنی چیز ہے، جو ایک منٹ سے بھی بہت کم وقت میں پورا ہو جاتا ہے اور اس کے فوراً بعد ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ (۱)

### (۱) ظہر کا وقت:

آفتاب جیسے ہی بیچ آسمان سے پچھم جانب ڈھلے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور ہر چیز کا سایہ جب اس کے اصلی سایہ کے علاوہ دو مثل (دو گنا) ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ (در مختار بر شامی: ۲۳۰/۱)

موسم بدلنے کے اعتبار سے آفتاب ڈھلنے کا وقت بدلتا ہے، اس لئے آفتاب ڈھلنے کا کوئی متعین وقت سال بھر کے لئے نہیں ہوتا۔

آفتاب ڈھلنے اور ہر چیز کا اصلی اور دو مثل (دو گنا) سایہ جانے کا طریقہ۔

==

لہذا استواء شمس کے فوراً بعد نماز ظہر کا وقت آجاتا ہے، دونوں میں کوئی معتد بہ فاصلہ نہیں ہے، البتہ زوال کے اطمینان کیلئے پانچ منٹ کا احتیاطاً انتظار کر لینا چاہئے۔

وقد وقع فی عبارات الفقهاء أن الوقت المكروه هو عند انتصاف النهار إلى أن تزول الشمس ولا يخفى أن زوال الشمس إنما هو عقيب انتصاف النهار بلا فصل. (رد المحتار: ۱/۲۴۸) (۱) واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ ۲/۱۸/۱۳۹۷ھ (فتویٰ: ۲۶۰/۲۸-الف) (فتاویٰ عثمانی: ۳۸۸/۱-۳۸۹)

== (الف) برابر زمین پر ایک سیدھی لکڑی گاڑیں، اس لکڑی کا سایہ جب تک گھٹے کا آفتاب بلند ہوتا رہے گا اور جب سایہ گھٹنا بند ہو جائے آفتاب آسمان کے بیچ میں آجائے گا، یہی استواء شمس کا مکروہ وقت ہے اور اس وقت زمین کے اوپر جو سایہ ہوگا وہی زمین سے اوپر کی لکڑی کا سایہ اصلی ہوگا، اور جس جگہ سایہ رکھنا آسان ہوگا اس جگہ نشان لگا دیں، اس کے بعد سایہ جیسے بڑھے آفتاب ڈھل گیا اور ظہر کا وقت شروع ہو گیا، اور یہ بڑھنے والا سایہ بڑھ کر جب زمین سے اوپر کی لکڑی کا دو گنا ہو جائے تو سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل ہو گیا اور ظہر کا وقت ختم ہو گیا۔

مثلاً ایک لکڑی زمین میں گاڑی اور دو فٹ زمین سے اوپر رہی اور سایہ رکنے کے وقت اس کا سایہ ۱۳/۳ ہو گیا تو ۱۳/۳ پانچ سایہ اس کا اصلی ہوا اس کے بعد اس سایہ کے علاوہ اس کا سایہ بڑھ کر چار فٹ ہو گیا تو سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل سایہ ہوگا اور ظہر کا وقت ختم ہو گیا۔

(ب) گھڑی سے یہ جاننا بالکل آسان ہو گیا ہے، وہ اس طرح کہ طلوع آفتاب سے غروب تک کے وقت کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کو طلوع آفتاب کے وقت میں جوڑ دیں، حاصل جمع استوا کا مکروہ وقت ہے، اس کے بعد ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، مثلاً یکم اکتوبر کو درجہ تکہ میں ۵ بجکر ۳۹ منٹ پر آفتاب طلوع ہوا اور ۵ بجکر ۳۳ منٹ پر غروب ہو تو طلوع و غروب کے درمیان کا وقت ۱۱ گھنٹے ۵۴ منٹ ہوا اس کا نصف (آدھا) ۵ گھنٹے ۵۷ منٹ ہوا، اس کو طلوع کے وقت میں جوڑنے سے حاصل جمع ۱۱ گھنٹے ۳۶ منٹ ہوا، یہی ۱۱ بجکر ۳۶ منٹ درجہ تکہ میں اس دن استواء (دوپہر) کا مکروہ وقت ہے، احتیاط کے طور پر اس سے پانچ منٹ پہلے اور پانچ منٹ بعد تک کوئی نماز نہ پڑھے، اس کے بعد ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

یہ حکم ہر دن اور جگہ کے لئے ہے، جمعہ کا دن ہو یا مکہ مکرمہ سب کے لئے یہی ضابطہ شرعی ہے۔ (شامی: ۲۴۹/۱)

احتیاط یہ ہے کہ سایہ اصلی کے علاوہ ایک مثل (ایک گنا) سایہ بڑھ جانے سے پہلے ظہر کی نماز پڑھ لے اور دو مثل کے بعد عصر کی نماز پڑھے۔ (عالمگیری: ۵۱/۱) جو شخص ایک مثل سے پہلے نماز ظہر نہ پڑھے سکے لیکن دو مثل سے پہلے پڑھے تو بھی ظہر کی نماز ہو گئی قضا نہ ہوئی، بلا عذر جان بوجھ کر ایک مثل کے بعد ظہر پڑھنا مکروہ ہے۔ (شامی: ۳۳۳/۱، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۰۶/۲) خزاں اور گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ تاخیر اتنی ہو کہ سایہ ایک مثل ہونے سے پہلے نماز اداء ہو جائے، تنہا پڑھے یا جماعت سے سخت گرمی ہو یا نہ ہو سب کا یہی مسئلہ ہے۔ (در مختار مع شامی: ۲۴۵/۱) جمعہ کی نماز ہمیشہ جلدی پڑھنا مستحب ہے (شامی: ۱۳۴/۱، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۵/۲) جاڑے اور بہار کے موسم میں جمعہ وظہر دونوں جلدی پڑھنا مستحب ہے۔ (عالمگیری و در مختار و غیرہ) بادل کے دنوں میں ظہر اتنی تاخیر سے پڑھے کہ وقت ہونے کا یقین ہو جائے۔ (شامی: ۲۴۷/۱) (طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل: ۱۷۱-۱۷۳-۱۷۴-انیس)

(۱) (رد المحتار: ۳۷۱/۱) (طبع سعید)

وفی فتح الملہم، ج: ۵، ص: ۳۱۵ (مکتبہ دارالعلوم، کراچی): عن عقبہ بن عامر الجہنی یقول: ثلث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینہان أن نصلی فیہن أو أن نقبر فیہن موتانا حین تطلع الشمس بازغة حتی ترتفع و حین یقوم قائم الظہیرۃ حتی تمیل الشمس و حین تضيف الشمس للغروب حتی تغرب. (رواہ مسلم) ==



### ظہر کے وقت کا دار و مدار زوال پر ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ موسم گرما اور موسم سرما کے آغاز وقت ظہر میں فرق ہے یا نہیں؟ میں نے سنا ہے کہ زوال یعنی وقت نماز ظہر ساڑھے بارہ بجے سے شروع ہوتا ہے تو اگر ایک مسافر یا مقیم گرما اور سرما میں پونے ایک بجے نماز ظہر ادا کرے تو صحیح ہوگا یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

(المستفتی: عبد الحمید..... ۲۳/۴/۱۹۷۷ء)

#### الجواب

دار و مدار زوال پر ہے، پونے ایک بجے ہر موسم میں زوال ہو جاتا ہے۔ (۱) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۱۶۹/۲ - ۱۷۰)

### ساڑھے بارہ بجے ظہر پڑھنے کا حکم:

سوال: کیا آج کل ساڑھے بارہ بجے ظہر پڑھی جاسکتی ہے کیوں کہ ہم کو چھٹی دو بج کر پچیس منٹ پر ملتی ہے اور اس وقت جماعت نہیں ملتی؟ بینواتو جروا۔

(رانا محمد عارف، لاہور ہائی کورٹ، لاہور)

#### الجواب

ظہر کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے اور آج کل راولپنڈی میں زوال بارہ بج کر ۱۴ منٹ پر ہوتا ہے اور آئندہ گھٹ جائے گا، حاصل یہ ہے کہ آپ ہر موسم میں ساڑھے بارہ بجے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن ایک خیال ضرور رہے کہ اذان وقت کے اندر دیں، یعنی زوال کے بعد اذان ہو، پہلے نہ ہو۔ (۲) فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان۔ الجواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ۔ (خیر الفتاویٰ: ۱۸۴۲)

== وفي فتح الملهم: (قوله وحين يقوم قائم الظهيرة الخ): هي شدة الحر في نصف النهار، قال السندی قال النووي: الظهيرة حال استواء الشمس ومعناه حين لا يبقى للقائم في الظهيرة ظل في المشرق ولا في المغرب وفي المجموع هو من قامت به دابته ووقفت يعني أن الشمس إذا بلغت وسط السماء أبطأت حركته إلى أن يزول فيحسب أنها قد وقفت وهي سائرة لكن يظهر أثر ظهوره قبل الزوال وبعده انتهى

(۱) عن أبي بردة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم... ويصلي الظهر إذا زالت الشمس. (الصحيح للبخاري، كتاب مواقيت الصلوة، باب وقت الظهر عند الزوال (ح: ۵۱۶) انيس)

(۲) ہندوپاک میں پونے ایک بجے تک زوال ہوئی جاتا ہے۔ انیس

قال العلامة الحصكفي: ووقت الظهر من زواله أي ميل ذكاء عن كبد السماء إلى بلوغ الظل مثليه، قال ابن عابدين: من زواله الأولى من زوالها عن كبد السماء أي وسطها بحسب ما يظهر لنا. (الدر المختار مع رد المحتار، قبيل مطلب لوردت الشمس بعد غروبها: ۳۵۹/۱)

## جنبلی مسلک میں زوال سے پہلے جمعہ کا وقت اور اس کی بنا پر حنفی مقتدی کیلئے حکم:

سوال: کویت میں نماز کے اوقات کا ایک کتابچہ جس کا نام ”نتیجۃ تقویم الہجری“ ہے، یہ کتابچہ حکومت کی طرف سے مفت مہیا کیا جاتا ہے، اوقات کے روزانہ تغیر کے ساتھ ساتھ نماز کے اوقات بھی بدلے جاتے ہیں، دو سال قبل جمعہ کی پہلی اذان ابتداء ظہر پر کہی جاتی تھی اور دو رکعت ادا کرنے کے بعد امام ممبر پر تشریف لاتا اور خطبہ کی آذان کہی جاتی، اس مختصر وقفہ میں ہم پاکستانی چار رکعت نماز ادا کر لیتے، لیکن دو سال سے حکم جاری ہے، جس کی بنا پر جمعہ کی پہلی اذان ظہر سے آدھا گھنٹہ پہلے ہوتی ہے اور ابتداء ظہر پر خطبہ کی اذان کہی جاتی ہے، کبھی خطیب دو منٹ پہلے ہی ممبر پر تشریف لے آتے ہیں اور آذان بھی اسی وقت ہو جاتی ہے، ان حالات میں چار رکعت قبل جمعہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب

وہ لوگ جنبلی مسلک کے ہوں گے، ان کے مسلک میں جمعہ کا وقت زوال سے پہلے ہو جاتا ہے۔ (۱) بہر حال اس صورت میں حنفی حضرات کو چاہئے کہ وہ خطیب صاحب سے اپنی مشکل بیان کر کے انہیں اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ زوال کے بعد چار رکعت کا وقت دیا کریں، امید ہے کہ وہ اسے قبول کر لیں گے اور اگر بالفرض وہ قبول نہ کریں تو سنئیں جماعت کے بعد ادا کر لی جائیں۔ (۲) واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔ ۱۸/۲/۱۳۹۷ھ (فتویٰ ۲۶۰/۲۸- الف) (فتاویٰ عثمانی: ۳۸۹/۱)

(۱) (ویشترط لصحة الجمعة أربعة شروط، الأول الوقت، وأوله، أول وقت صلاة العيد) هذا هو المذهب، وعليه أكثر الأصحاب، ونص عليه، قال في الفروع: اختاره الأكثر، قال الزركشي: اختاره عامة الأصحاب، قلت: منهم القاضي وأصحابه... الخ. (الإنصاف في معرفة راجح من الخلاف للمرداوي: ۳۷۵/۲، كتاب الصلوة، باب صلاة الجمعة/ وكذا في المبدع في شرح المقنع، الشرط الأول الوقت: ۱۵۰/۲. انیس)

مسألة: قال: (وإن صلوا الجمعة قبل الزوال في الساعة السادسة أجزأتهم) وفي بعض النسخ في الساعة الخامسة والصحيح في الساعة السادسة وظاهر كلام الخرقى أنه لا يجوز صلاتها فيما قبل السادسة وروى عن ابن مسعود وجابر وسعيد ومعاوية أنهم صلوا قبل الزوال وقال القاضي وأصحابه يجوز فعلها في وقت صلاة العيد. (المغنى لابن قدامة، مسألة صلوا الجمعة قبل الزوال في الساعة السادسة: ۲۶۴/۲. انیس)

(۲) (قوله: حكم الأربع قبل الجمعة، الخ) أقول: قال شيخنا محمد السراجي الحانوتي وأما كونها لا تقضى أولاً، فعلى ما قالوه في المتون وغيرها من أن سنة الظهر تقضى، يقتضى أن تقضى سنة الجمعة إذ لا فرق لكن في روضة العلماء في باب فضل من سمع الأذان وإذا جاء الرجل إلى الجمعة في وقت الإمامة هل يصلي أربع ركعات التي يصليها قبل الجمعة أم لا، قال: لا يصلي، بل يسكت، ثم يدخل مع الإمام في صلاته وسقطت عنه هذه الأربع لما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: إذا خرج الإمام فلا صلاة إلا المكتوبة، الخ.

## زوال سے پہلے خطبہ جمعہ:

سوال (۱) خطبہ جمعہ اگر اتفاقاً زوال سے پہلے ہو جائے تو اداء شرط جمعہ کے لئے کافی ہے یا نہیں کہ اعادہ کی ضرورت ہوگی اگر ایسا کیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟

(۲) نماز جمعہ کی اذان اول اگر دائماً اصرار کے ساتھ زوال سے قبل دی جائے تو یہ جائز ہے یا نہیں اور مساجد میں قبل الزوال ہی اذان اول کا وقت ہمیشہ کے لئے مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اذان اول قبل الزوال اگر اتفاقاً یا دائماً دے دی جاوے اور اس کا اعادہ نہ کیا جاوے (لیکن اذان ثانی عند المنبر وقت کے اندر دی جاوے) تو کیا ترک سنت مؤکدہ کا گناہ ہوگا یا نہیں؟

(۴) جمعہ کی دونوں اذانوں کا مرتبہ شریعت میں کیا ہے، دونوں سنت مؤکدہ ہیں یا اول مؤکدہ اور ثانی غیر مؤکدہ یا علی العکس جواب باصواب بحوالہ کتب تحریر فرما کر اجر دارین حاصل فرمائیں؟

الجواب

(۱) وقت ظہر خطبہ جمعہ کے لئے شرط ہے اور خطبہ جمعہ جواز جمعہ کے لئے۔ اس لئے اگر خطبہ وقت ظہر یعنی زوال سے پہلے پہلے ختم ہو گیا تو نماز جمعہ ادا نہیں ہوگی۔ کما صرح به فی الدر المختار و حواشی رد المحتار من کون الخطبة فی الوقت شرطاً. (۱)

(۲، ۳، ۴) عامہ متون و شروح اور فتاویٰ میں دونوں اذان کو سنن کے ذیل میں ذکر کیا ہے، مگر اس کی تصریح کہیں اس وقت نہیں ملی کہ دونوں اذانیں ایک درجہ کی ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے۔ بہر حال جس درجہ کی سنت ہو، اس پر اتفاق ہے کہ وہ زوال کے بعد ہونا چاہئے۔ زوال سے پہلے جو اذان کہی جاوے، وہ اذان نہیں۔

== ذکرہ فی فتاواہ التی وقعت له واللہ أعلم. خیر الدین الرملى، أقول: وفي هذا الاستدلال نظر فإنه إنما يدل على أنها لاتصلى بعد خروجه لاعلى أنها تسقط بالكلية حتى أنها لا تقضى بعد فراغه من المكتوبة وإلا لزم أن لاتقضى سنة الظهر أيضاً إذا جاء ووجد الإمام شارعاً فى الظهر مع أنه ورد النهى عند الإقامة كما فى حديث الصحيحين وغيرها: إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة، نعم قد يقال إن الأصل عدم قضائها إذا فاتت عن محلها وأما سنة الظهر فإنما قالوا بقضائها لحديث عائشة أنه صلى الله عليه وسلم كان إذا فاتته الأربع قبل الظهر قضاهن بعده فتكون سنة الظهر خارجة عن القياس للحديث المذكور فلا تقاس عليها سنة الجمعة، فتأمل. (البحر الرائق، قضاء السنة التى قبل الظهر فى وقته: ۸۱/۲. انیس)

حكم الأربع قبل الجمعة كالتى قبل الظهر ولما منع عن التى قبل العشاء من قضائها بعده. (فتاوى العتابة على هامش مراقى الفلاح شرح نور الإيضاح: ۱۷۶/۱. انیس)

(۱) رد المحتار، كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة: ۴۰۱/۱. انیس

مراقی الفلاح میں ہے:

و یجب ترک البیع بالأذان الأول الواقع بعد الزوال. (۱)

اور البحر الرائق میں اسی بحث میں مذکور ہے:

ومعلوم أنه بعد الزوال إذ الأذان قبله ليس بأذان وهذا هو القول الصحيح في المذهب، آه. (۲)

اس سے سب سوالوں کا جواب معلوم ہو گیا۔ واللہ اعلم (اضافہ) (امداد الحفین: ۲/۲۶۸)

### نماز جمعہ کا گھنٹوں سے وقت:

سوال: جمعہ کی نماز کا وقت امام اعظم صاحبؒ کے نزدیک گئے بجے مستحب ہے گھنٹوں سے فرمائیے؟

الجواب

گرمی میں تاخیر کرنا اور جاڑے میں جلدی کرنا ظہر و جمعہ میں برابر ہے، (۳) گھنٹوں کا حساب کوئی ضروری نہیں، جیسا مناسب حال ہو کرے، اس میں کوئی توقیت نہیں ہو سکتی۔ (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۷)

### نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے:

سوال: نماز جمعہ کا صحیح وقت از روئے حدیث و قرآن کیا ہے اور مذہب حنفیہ میں کس وقت نماز جمعہ جائز ہے؟

(۱) مراقی الفلاح شرح نور الإيضاح ونجاة الأرواح، باب صلاة الجمعة، الخطبة وسننها: ۱۹۷/۱. انیس

(۲) (البحر الرائق، ص: ۱۵۶، ج: ۱) کتاب الصلوة، باب صلاة الجمعة، السعی و ترک البیع بالأذان الأول

للجمعة: ۱۶۸/۲، دار الكتاب الإسلامي. انیس

(۳) عن أبي ذر قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فأراد المؤذن أن يؤذن للظهر فقال النبي

صلى الله عليه وسلم ابرد، ثم أراد أن يؤذن فقال له ابرد، حتى رأينا فيء التلؤلؤ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: إن

شدة الحر من فيح جهنم فإذا اشتد الحر فأبردوا بالصلوة. (الصحيح للبخاري، باب الابراد بالظهر في السفر

(ح: ۵۳۹) سنن أبي داود، باب وقت صلاة الظهر (ح: ۴۰۱) انیس

سمعت أنس بن مالك يقول: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا اشتد البرد، بكر بالصلوة وإذا اشتد الحر

أبرد بالصلوة، يعني الجمعة. (الصحيح للبخاري، باب إذا اشتد الحر يوم الجمعة، كتاب الجمعة (ح: ۹۰۶) انیس)

(۴) (ولا عبرة بقول الموقتين) ... ووجه ما قلناه أن الشارع لم يعتمد الحساب بل ألغاه بالكلية بقوله نحن أمة

أمية لانكتب ولا نحسب، الشهر هكذا وهكذا، وقال ابن دقيق العيد الحساب لا يجوز الاعتماد عليه في الصلاة،

انتهى. (رد المحتار، كتاب الصوم، مطلب ما قاله السبكي من الاعتماد على قول الحساب مردود: ۳۸۷/۲،

دار الفكر بيروت. انیس)

کیونکہ یہاں کے مفتی صاحبان کہتے ہیں کہ دوپہر کے وقت بعد زوال سایہ کو دس قدم و آٹھ قدم وساڑھے چھ قدم ناپو۔ حدیث و قرآن میں اس کی کچھ اصلیت ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۵۲۷، عبدالقدوس صاحب، اسلام آباد، کشمیر - ۱۸ صفر ۱۳۵۸ھ - ۱۷ اپریل ۱۹۳۹ء)

الجواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز زوال کے بعد متصل پڑھتے تھے، یعنی زیادہ تاخیر نہیں فرماتے تھے، (۱) سردی کے موسم میں زوال کے بعد متصل نماز پڑھنا اولیٰ اور افضل ہے اور گرمی کے موسم میں زوال کے بعد ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ کی تاخیر کرنے کا مضائقہ نہیں، (۲) مگر پونے چار بجے جمعہ کی نماز پڑھنا کسی طرح ثابت نہیں۔ (۳) فقط (کفایت المفتی: ۶۷/۳)

جمعہ کے دن زوال ہے یا نہیں اور ۱۲ بجے جمعہ کی اذان دینا درست ہے یا نہیں:

سوال: ہمارے محلے کی مسجد میں پونے بارہ بجے یا بارہ بجے جمعہ کی اذان دی جاتی ہے اور ساڑھے بارہ نہیں ہو پاتا کہ خطبہ شروع ہو جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن زوال نہیں ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ جمعہ کی اذان اور نماز کے اوقات کیا ہونے چاہئے؟

- (۱) عن أم فروة قالت: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم أى الأعمال أفضل؟ قال: الصلوة فى أول وقتها. (سنن أبى داؤد، باب المحافظة على الصلوات (ح: ۴۲۶) / سنن الترمذی، باب ما جاء فى الوقت الاول من الفضل (ح: ۱۷۰) انیس)
- عن أنس بن مالك يقول: كنا نصلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الجمعة إذا مالت الشمس. (المصنف لابن أبى شيبة، من كان يقول وقتها زوال الشمس وقت الظهر (ح: ۵۱۳۶) / سنن أبى داؤد، باب فى وقت الجمعة (ح: ۱۰۸۴) / مسند أبى يعلى الموصلى، سعيد بن سنان عن أنس بن مالك (ح: ۴۳۲۹) انیس)
- (۲) سمعت أنس بن مالك يقول كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا اشتد البرد بكر بالصلوة وإذا اشتد الحر أبرد بالصلوة، يعنى الجمعة. (الصحيح للبخارى، باب إذا اشتد الحر يوم الجمعة، كتاب الجمعة (ح: ۹۰۶) انیس)
- (۳) (وجمعة كظهر أصلاً واستحباً) فى الزمانين، لأنها خلفه. (الدر المختار)

وفى الشامية: (قوله أصلاً): أى من جهة أصل وقت الجواز... (قوله واستحباً فى الزمانين) أى فى الشتاء والصيف، ح، لكن جزم فى الأشباه من الأحكام أنه لا يسن لها الإبراد وفى جامع الفتاوى لقارىء الهداية: قيل إنه مشروع؛ لأنها تؤدى فى وقت الظهر وتقوم مقامه وقال الجمهور ليس بمشروع لأنها تقام بجمع عظيم فتأخيرها مفض إلى حرج ولا كذلك للظهر وموافقة الخلف لأصله من كل وجه ليس بشرط. (الدر المختار مع رد المحتار، مطلب فى طلوع الشمس من مغربها: ۳۶۷/۱، دار الفكر بيروت. انیس)

(ولا يسن الإبراد بها.) (أقول: هذا مخالف لما فى شرح الكنز للمصنف أن الجمعة كالظهر تقديمها وتأخيرها فى

بيان الأوقات. (غمز عيون البصائر شرح الأشباه والنظائر لابن نجيم، القول فى أحكام يوم الجمعة: ۶۹/۴. انیس)

الجواب \_\_\_\_\_ وبالله التوفیق

حنفیہ کے نزدیک زوال جمعہ کے روز بھی اسی طرح ہوتا ہے، جس طرح دوسرے دنوں میں ہوتا ہے۔ زوال کے پہلے اذان دینا درست نہیں ہے۔ (۱) اگر خطبہ بھی زوال کے پہلے شروع کر دیا جائے تو پھر نماز جمعہ بھی نہیں ہوگی۔ بعض موسم میں زوال بارہ بجے کے بعد ہوتا ہے اور بعض موسم میں بارہ بجے سے پہلے بھی ہوتا ہے۔ اس لئے ہر موسم میں بارہ بجے کے پہلے اذان دینا صحیح نہیں ہے، اذان وقت پر ہونی چاہئے۔ اگر اذان سوا بارہ میں اور خطبہ ساڑھے بارہ بجے شروع کیا جائے تو درست ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی - ۲۳/۲/۱۴۳۷ھ - (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۱۵/۲)

### جمعہ کی نماز اول وقت میں:

سوال: تقریباً چالیس برس سے ہماری مسجد میں اذان جمعہ کا وقت ایک بجے اور خطبہ پونے دو بجے ہے، یہ مسجد شہر کے وسط میں ہے، حنفیہ مذہب کی مرکزی جامع مسجد تصور ہوتی ہے، کیونکہ پرانی جامع مسجد اہل حدیث حضرات کے انتظام میں ہے، اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ خطبہ ڈیڑھ بجے ہو، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ پونے دو بجے ہو، دو فریق بن گئے ہیں، وقت کی تبدیلی ہمیشہ سے امام صاحب کے ذمہ تھی، اب وہ کس کی بات مانیں اور کس کی نہ مانیں۔ سوال یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کا افضل وقت کیا ہے؟ تاخیر مناسب ہے یا عجلت بہتر ہے؟

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً

جمعہ کی نماز کو اول وقت میں پڑھنا افضل ہے، نمازیوں کی سہولت کے لئے اگر کچھ تاخیر ہو جائے، تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۶/۱۳۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غنی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۶/۱۳۹۰ھ - (فتاویٰ محمودیہ: ۳۵۲/۵)

(۱) وإنما اعتبر الأذان الأول لحصول الإعلام به ومعلوم أنه بعد الزوال إذ الأذان قبله ليس بأذان وهذا هو القول الصحيح في المذهب. (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب صلاة الجمعة، السعي وترك البيع بالأذان الأول للجمعة: ۶۸/۲، دار الكتاب الإسلامي. انیس)

(۲) ”ففي هذه الأوقات الثلاثة يكره كل تطوع في جميع الأزمان، يوم الجمعة وغيره وفي جميع الأماكن بمكة وغيرها وسواء كان تطوعاً مبتدأ لا سبب له أو تطوعاً له سبب كركعتي الطواف وركعتي تحية المسجد ونحوهما“... وما روى من النهي إلا بمكة شاذ لا يقبل في معارضة المشهور وكذا رواية استثناء يوم الجمعة غريبة فلا يجوز تخصيص المشهور بها“۔ (بدائع الصنائع، باب ما يكره من التطوع: ۷۴۳/۲، ۷۴۳)

(۳) ”عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ... ==

## جمعہ کا وقت - خطبہ طویل نہیں مختصر ہو:

سوال: نماز جمعہ و خطبہ کا کیا وقت ہے، کتنی دیر میں شروع ہو کر ختم ہونا چاہئے؟

الجواب \_\_\_\_\_ وباللہ التوفیق

جس وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے اور جس وقت ختم ہوتا ہے، وہی وقت جمعہ کا ہے۔ (۱) اسی درمیان میں نماز و خطبہ دونوں ختم ہونا چاہئے، خطبہ میں وقت کم لینا چاہئے اور نماز میں زیادہ، یہی مسنون طریقہ ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
محمد عثمان غنی - ۱۴/۷/۱۳۵۱ھ - (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۳۶/۲)

## جمعہ کا اول وقت اور جمعہ بستی میں ایک جگہ ہونا، بہتر ہے:

سوال: ایک قصبہ میں سابق [میں] تین جگہ جمعہ ہوتا تھا، مصلحت سمجھ کر قدیم جامع مسجد کا جمعہ چھوڑ کر ایک مسجد میں مقرر کیا تھا، اب صاحبان اس طرف کے قریب ایک بجے کے یا پیشتر جمعہ پڑھ لیتے ہیں، اس صورت میں اکثر نمازی محروم رہ جاتے ہیں، اگر مسجد قدیم میں اہل محلہ جمعہ ادا کریں تو جائز ہے، یا نہیں؟ جواب ارقام فرما دیں اور جمعہ کا وقت کب تک ہے؟ بینوا تو جروا۔

== کان یصلی الجمعة حين تميل الشمس“. (صحيح البخاری، کتاب الجمعة، باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس: ۱/۲۳، قديمی (ح: ۹۰۴)

”(و الجمعة كظهر أصلاً واستحباً) في الزمانين؛ لأنها خلفه“. (الدر المختار) وقال ابن عابدين: ”قوله واستحباً في الزمانين“ أي الشتاء والصيف، لكن جزم في الأشباه من فن الأحكام أنه لا يسن لها الإبراد ..... وقال الجمهور: ليس بمشروع؛ لأنها تقام بجمع عظيم، فتأخيرها مقض إلى الحرج ولا كذلك الظهر، وموافقة الخلف لأصله من كل وجه ليس بشرط“. (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها: ۱/۳۶۷، سعيد)

(۱) (و الثالث: وقت الظهر فتبطل الجمعة بخروجه). (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الجمعة: ۱۸/۳)  
(۲) عن عبد الله بن عمر قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يخطب خطبتين يقعد بينهما. (الصحيح للبخاری، باب القعدة بين الخطبتين يوم الجمعة (ح: ۹۲۸) / الصحيح لمسلم، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة، كتاب الجمعة (ح: ۱۹۹۴/۸۶۱) انیس)

عن ابن عمر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يخطب قائمًا ثم يقعد ثم يقوم كما يفعلون الآن. (الصحيح للبخاری، باب الخطبة قائما (ح: ۹۲۰) / سنن أبي داود، باب الخطبة قائما (ح: ۱۰۹۴)

عن جابر بن سمرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يخطب قائما ثم يجلس ثم يقوم فيخطب قائما من حدثك أنه كان يخطب جالسا فقد كذب، والله صليت معه أكثر من ألفي صلاة. (سنن أبي داود، باب الخطبة قائما (ح: ۱۰۹۳) / الصحيح لمسلم، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة (ح: ۱۹۹۶/۸۶۲) انیس)  
(ويسن خطبتان) خفيفتان وتكره زيادتهما على قدر سورة من طوال المفصل. (الدر المختار، باب الجمعة: ۲۰/۳)

## الجواب

جمعہ کا وقت عصر تک رہتا ہے، ظہر کا وقت اور جمعہ کا ایک ہی ہے، (۱) پس اس عذر سے کہ وہ ایک بجے جمعہ سے فارغ ہو جاتے ہیں، دوسری جگہ جمعہ قائم کرنا اچھا نہیں۔ جمعہ ایک جگہ ہونا اولیٰ ہے، (۲) اور جمعہ کا اول وقت ہونا مستحب ہے، (۳) پس اس عذر سے تفرقہ مناسب نہیں۔ مع ہذا! اگر دوسری جگہ کریویں گے تو جمعہ ادا ہو جائے گا، گو تفرقہ غیر مناسب ہے۔ (۴) کذا فی کتب الفقه واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (مجموعہ کلاں ص ۱۶۰) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۸۴)

## زوال کا صحیح وقت گھنٹوں سے:

سوال: زوال کی کیا علامت ہے؟ چار نفل جو پڑھتے ہیں قبل زوال چاہے یا بعد زوال، زوال کی علامت گھنٹوں پر زیب قلم فرمانا چاہئے؟

## الجواب

زوال دن ڈھلنے کو کہتے ہیں، جب سایہ شرق کی طرف میل کرے، یہی علامت ہے۔ (۵) فقط (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۷)

(۱) (و وقتها وقت الظهر) لحديث أنس: كنا نصلی الجمعة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا مالت الشمس، ولأنها خلف عن الظهر فتكون في وقتها. (الاختیار لتعلیل المختار، باب صلاة الجمعة: ۸۲/۱. انیس)

(فتبطل بخروجه) أى تبطل صلاة الجمعة بخروج وقت الظهر. (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، باب صلاة

الجمعة: ۲۱۹/۱. انیس)

(۲) الجمعة مبنية على معنى الاجتماع لما ذكر أن الجمعة مشتقة من الجماعة. (العناية شرح الهداية، باب صلاة الجمعة: ۶۰/۲. انیس)

(۳) وفي جامع الفتاوى لقارىء الهداية: قيل إنه مشروع؛ لأنها تؤدى في وقت الظهر وتقوم مقامه وقال الجمهور ليس بمشروع لأنها تقام بجمع عظيم فتأخيرها مفضل إلى حرج ولا كذلك الظهر وموافقة الخلف لأصله من كل وجه ليس بشرط. (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها: ۳۶۷/۱، دار الفكر بيروت. انیس)

(۴) والجماعة شرط بالإجماع فلا يتأدى بالمتخلف، قال محمد: لا بأس في المصرف في موضعين وثلاثة ولا يجوز أكثر من ذلك؛ لأن المصريف إذا بعدت أطرافه شق على أهله المشي من طرف إلى طرف فيجوز دفعه للحرج وأنه يندفع بالثلاث فلا حرج بعدها. (الاختیار لتعلیل المختار، باب صلاة الجمعة: ۸۳/۱. انیس)

(۵) معرفة الزوال أن يغرز خشبة مستوية ويجعل عند منتهى ظلها علامة فما دام الظل ينقص عن العلامة فالشمس لم يزل ومتى وقف فهو وقت الاستواء وقيام الظهيرة فحينئذ يجعل على رأس الظل خطا علامة لذلك فما يكون من ذلك الخط إلى أصل العود فهو المسمى في الزوال وإذا لم يجد ما يغرز به اعتبر بقامته وقامة كل إنسان سبعة أقدام أو ستة أقدام ونصف قدمه والأول قول العامة. (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح شرح نور الإيضاح، مدخل: ۱۷۵/۱. انیس)



## مقیاس الظل:

سوال: دائرہ ہندیہ میں مقیاس کا ظل سر سے ناپنا چاہئے یا جڑ سے اور سایہ اصلی صحیح کس صورت میں ہوگا؟

الجواب

مقیاس کا ظل جو بوقت زوال شمس ہو وہ سایہ اصلی کہلاتا ہے، اس کو خواہ سر سے جڑ کی طرف ناپا جاوے، یا جڑ سے سر کی طرف کو، ہر دو صورت میں مآل واحد معلوم ہوتا ہے۔ باقی دائرہ ہندیہ اور فی الزوال اور مثل و مثیلین کی تشریح جو کچھ شرح وقایہ میں مذکور ہے، وہ سہل ہے اور اقرب الی الصواب ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۲/۲)

## مسئلہ فی الزوال:

سوال: بعض غیر مقلد کہتے ہیں کہ مسئلہ فی الزوال کی کوئی اصل نہیں، کیونکہ مدینہ شریف میں فی الزوال نہیں تھا۔

الجواب

مثل یا مثیلین علاوہ فی الزوال کے لینا متفق علیہ مسئلہ ہے اور تحقیق اس کی کتب فقہ میں موجود ہے۔ من شاء

فلیراجع إلیہا۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۷/۲)

(۱) دیکھئے! شرح الوقایۃ کتاب الصلوۃ، ج: ۱، ص: ۱۴۴-۱۴۵، ظفیر

لابد ہنہنا من معرفۃ وقت الزوال و فی الزوال و طریقہ أن تسوی الأرض بحیث لا یكون بعض جوانہا مرتفعاً و بعضہا منخفضاً، إِمَّا یصب الماء أو یبعض موازین المقنین ترسم علیہا دائرۃ و تسمی 'الدائرۃ الہندیۃ' و ینصب فی مرکزہا مقیاس قائم بأن یكون بُعد رأسہ عن ثلث نقط من محیط الدائرۃ متساویاً و لتکن قائمتہ بمقدار ربع قطر الدائرۃ فرأس ظلہ فی أول النهار خارج الدائرۃ لکن الظل ینقص إلی أن یدخل فی الدائرۃ فتضع علامۃ علی مدخل الظل من محیط الدائرۃ و لا شک أن الظل ینقص إلی حدّ مآثم یزید إلی أن ینتہی إلی محیط الدائرۃ ثم ینخرج منها و ذلک بعد نصف النهار فتضع علامۃ علی مخرج الظل فتتصف القوس الّتی ہی مابین مدخل الظل و مخرجہ و ترسم خطاً مستقیماً من منتصف القوس إلی مرکز الدائرۃ مخرجاً إلی الطرف الآخر من المحيط فہذا الخط ہو خط نصف النهار فإذا کان ظل المقیاس علی هذا الخط فہو نصف النهار و الظل الذی فی هذا الوقت ہو فی الزوال فإذا زال الظل من هذا الخط فہو وقت الزوال فذلک أول وقت الظہر و آخرہ إذا صار ظل المقیاس مثلی المقیاس سوی فی الزوال مثلاً إذا کان فی الزوال مقدار ربع المقیاس فأخروقت الظہر أن یصیر ظلہ مثلی المقیاس و ربعہ هذا فی روایۃ عن أبی حنیفۃ و فی روایۃ أخرى عنہ و هو قول أبی یوسف و محمد و الشافعی إذا صار ظل کل شیء مثله سوی فی الزوال. (شرح الوقایۃ، کتاب الصلاۃ، المواقی: ۱۲۰/۱-۱۲۲، المطبع البیوسفی لکناؤ. انیس)

(۲) (ووقت الظہر من زوالہ) الخ (إلی بلوغ الظل مثلیہ) الخ (سوی فی) یكون للأشیاء قبیل (الزوال) و یختلف باختلاف

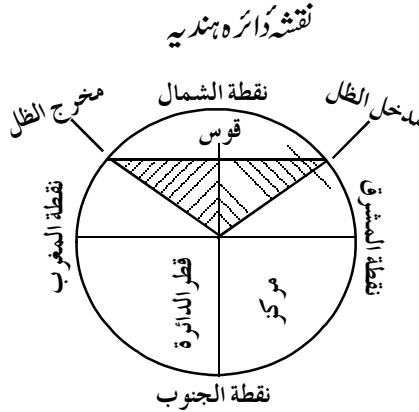
الزمان و المكان، الخ. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الصلوۃ: ۳۳۳/۱، ظفیر)

## زوال اور فنی الزوال معلوم کرنے کے لئے دائرہ ہندیہ کا استعمال:

سوال: دائرہ ہندیہ کیا چیز ہے اور کیا کام آتا ہے؟

الجواب:

دائرہ ہندیہ مندرجہ ذیل نقشہ میں ملاحظہ ہو:



یہ دائرہ ہندیہ کا نقشہ ہے، جو زوال اور فنی الزوال معلوم کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے استعمال کا طریقہ شرح و قایہ میں مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو:

وللظہر من زوالها إلى بلوغ ظل كل شيء مثليه سوى فيء الزوال، لا بد ههنا من معرفة وقت الزوال، وطريقه أن تسوى الأرض بحيث لا يكون بعض جوانبها مرتفعاً وبعضها منخفضاً إما بصب الماء أو ببعض موازين المقنين وترسم عليها دائرة وتسمى الدائرة الهندية، وينصب في مركزها مقياس قائم بأن يكون بعد رأسه عن ثلث نقط من محيط الدائرة متساوياً ولتكن قائمته بمقدار ربع قطر الدائرة فرأس ظله في أوائل النهار خارج الدائرة لكن الظل ينقص إلى أن يدخل في الدائرة فتضع علامة على مدخل الظل من محيط الدائرة، ولا شك أن الظل ينقص إلى حد ما ثم يزيد إلى أن ينتهي إلى محيط الدائرة ثم يخرج منها، وذلك بعد نصف النهار فتضع علامة على مخرج الظل فتتصف القوس التي هي مابين مدخل الظل ومخرجه وترسم خطاً مستقيماً من منتصف القوس إلى مركز الدائرة مخرجاً إلى الطرف الآخر من المحيط، فهذا الخط هو خط نصف النهار، فإذا كان ظل المقياس على هذا الخط فهو نصف النهار، والظل الذي في هذا الوقت هو فيء الزوال، فإذا زال الظل من هذا الخط فهو وقت الزوال، فذلك أول وقت

## الظہر . (۱)

ترجمہ: اور وقت ظہر کی ابتدا زوال سے ہر چیز کا سایہ اس کے دوشل ہونے تک سایہ اصلی کو چھوڑ کر، یہاں وقت زوال کو بھی جاننا ضروری ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ زمین ہموار کر دی جائے اس طور پر کہ زمین کا بعض حصہ دوسرے بعض حصہ سے اونچا نیچا نہ رہے خواہ پانی بہا کر ٹھیک کر دی جائے یا سائنس دانوں کے اوزار کے ذریعہ سے، پھر اس ہموار زمین پر ایک دائرہ یعنی گول حلقہ بنا لے، اور اس دائرہ کو دائرہ ہندیہ سے موسوم کیا جاتا ہے، پھر مرکز دائرہ میں مقیاس (لکڑی یا تار) عموداً اس طور پر گاڑ دیں کہ اس کے سرے کی دوری ہر طرف سے برابر ہو (یعنی مقیاس اور زمین کے درمیان چاروں طرف زاویہ قائمہ پیدا ہو جائے۔ اگر مقیاس ترچھا ہو تو یہ عمل صحیح نہیں، پیمانہ پیمائش یا دھاگے کے ذریعہ یہ معلوم کر لیں کہ مقیاس کا سر شمالاً و جنوباً شرفاً و غرباً دائرے سے برابر فاصلہ پر ہے یا نہیں، اگر ہے تو یہ عموداً کھڑا ہے، ورنہ ترچھا ہے) نیز مقیاس دائرے کے چوتھائی حصہ کے برابر ہو (یعنی اگر پورا دائرہ چار ہاتھ ہو تو مقیاس ایک ہاتھ کے بقدر ہو) پس اس مقیاس کے سایہ کا سر اذن کے ابتدائی حصہ میں دائرہ ہندیہ سے خارج ہوگا، لیکن سایہ کم ہوتا چلا جائے گا، یہاں تک کہ مقیاس کا سایہ مغرب کی جانب سے دائرہ میں داخل ہو جائے گا پس اس جگہ ایک علامت لگا دی جائے (یہ نصف النہار سے پہلے ہوگا) اور اس میں کوئی شک نہیں کہ سایہ برابر کم ہوگا ایک حد تک، پھر جانب مشرق میں بڑھنا شروع ہوگا یہاں تک کہ محیط دائرہ تک پہنچ کر دائرہ سے باہر نکل جائے گا، اور یہ نصف النہار کے بعد ہوگا، پس نکلنے کی جگہ پر بھی علامت لگا دی جائے، پھر مدخل الظل اور مخرج الظل کے درمیان قوس کے دو حصے کر دیئے جائیں اور نصف قوس سے ایک سیدھا خط کھینچا جائے، یہ خط مرکز سے گذرتا ہوا محیط دائرہ پر منتہی ہوگا، پس یہ خط خط نصف النہار کہلاتا ہے اور جب مقیاس کا سایہ خط نصف النہار پر ہوگا وہ نصف النہار ہے (یعنی استوائی شمس) اور جو سایہ اس وقت ہوگا وہ سایہ اصلی ہے، اور جیسے ہی سایہ اس خط نصف النہار سے جانب مشرق میں رخ کرے گا وہ زوال کہلائے گا، پس اسی سے وقت ظہر کی ابتدا ہوگی۔ (عملی طریقہ نقشہ میں ملاحظہ فرمائیں)

قواعد الفقہ میں ہے:

الدائرة الهندية لمعرفة في الزوال في كل بلدة صفتها في شرح الوقاية، فليراجع. (قواعد

الفقه: ۲۸۷) واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم زکریا: ۶۳۲-۶۵)

### سایہ اصلی معلوم کرنے کا طریقہ:

سوال: مثل اول و دوم نکالنے کے لئے جو سایہ اصلی شمار کیا جاتا ہے (”بہشتی زیور“ حصہ دوم، ص: ۹) کے مطابق اگر ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ ٹھیک دو پہر کو چار انگل تھا، تو جب تک دو ہاتھ اور چار انگل نہ ہو تب تک ظہر کا وقت ہے اور جب دو ہاتھ چار انگل ہو گیا تو عصر کا وقت آ گیا، اس حساب سے ہمارے بزرگ میاں منظور محمد صاحب سابق ہیڈ

ماسٹر ایم بی ہائی اسکول گوجرہ نے عرصہ سے گوجرہ کے لئے ایک نقشہ بنایا ہوا ہے، لیکن جامع مسجد مرکزیہ کے خطیب قدوری شریف کا حوالہ دیتے ہوئے مثل اول و دوم نکالنے کا یہ طریقہ غلط ثابت کرتے ہیں اور حساب ہذا کے مطابق بنے ہوئے وقت سے پہلے ہی اذان عصر دے دیتے ہیں، آپ سایہ اصلی کی تعریف فرمائیں؟

الجواب

زمین بالکل ہموار کر لی جائے کہ قطعاً اونچ نیچ نہ رہے، پھر اس پر ایک دائرہ کھینچ لیا جائے اور اس کے مرکز میں لوہے کی لمبی کیل مخروطی شکل کی کھڑی کر دی جائے یہ کیل قطر دائرہ کی ایک چوتھائی کے برابر ہونی چاہئے۔ صبح کے وقت سایہ دائرہ سے باہر ہوگا، اور آہستہ آہستہ کم ہوتے ہوتے دائرہ کے اندر داخل ہو جائے گا، جس نقطہ سے سایہ داخل ہوگا دائرہ کے اس نقطہ پر نشان لگایا جائے، سایہ کم ہو چکنے کے بعد اب بڑھنا شروع ہوگا اور بڑھتے بڑھتے دائرہ سے باہر نکل جائے گا، محیط دائرہ کے اس نقطہ پر بھی نشان لگادیا جائے، اب اس نقطہ اور پہلے نقطہ کو جہاں سے سایہ دائرہ میں داخل ہوا تھا، ایک خط مستقیم کے ذریعہ ملا دیا جائے، تو ایک قوس بن جائے گی، اس کے عین نصف سے ایک خط کھینچ کر مرکز دائرہ سے ملا دیا جائے، یہ خط نصف النہار ہے، کیل کا سایہ جب اس خط پر پہنچے گا، اس وقت کیل کا جتنا سایہ ہوگا، اس کو سایہ اصلی کہتے ہیں۔ (۱) فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان۔

الجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ رئیس الجامعہ۔ (خیر الفتاویٰ: ۱۸۲۳-۱۸۳)

سایہ اصلی کے متعلق فتویٰ کس پر ہے:

سوال: سایہ اصلی کے متعلق فتویٰ کس پر ہے، جواب بدلیل تحریر فرماویں؟

الجواب

فتویٰ اس پر ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل سے پہلے پڑھے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھے۔ (۲)

(۱) دیکھئے! شرح الوقایہ، کتاب الصلاة، المواقیب: ۱۲۰/۱-۱۲۲، المطبع الیوسفی، لکناؤ۔ انیس

(۲) والأحسن ما فی السراج عن شیخ الإسلام أن الاحتیاط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل وأن لا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیكون مؤدیا للصلاَتین فی وقتہما بالإجماع۔ (رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، مطلب فی تعبدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قبل البعثة: ۳۵۹/۱، دار الفکر بیروت۔ انیس)

قال مشایخنا: المستحب للإنسان أن لا يؤخر الظهر حتی یصیر ظل کل شیء مثله، ولا یصلی العصر حتی یصیر ظل کل شیء مثلیہ، حتی یصیر مؤدیا کل صلاة فی وقتہا بالإجماع۔ (المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، کتاب الصلاة، الفصل الثالث فی بیان الأوقات التي تکرہ: ۲۷۶/۱۔ انیس)

حررہ الاحقر ظفر احمد عفا عنہ بامر سیدی حکیم الامت دام مجدہم۔ ۷/ شعبان ۱۳۲۱ھ۔ (امداد الاحکام: ۱۹/۲)

## قاسمی جنتری میں دیئے گئے سایہ اصلی، کے عنوان پر گفتگو:

مخدومنا المحترم زیدت معالیہم السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قاسمی دوا می جنتری ملاحظہ سے گذری واقعی بڑی کدوکاوش اور جانفشانی سے مرتب کی گئی ہے، حضرات مرتبین کی مساعی لائق تحسین ہیں، لیکن اس کی صحت و سقم پر فیصلہ کن کلام کوئی ماہر فلکیات ہی کر سکتا ہے بالخصوص جب سابق جنتریوں سے کچھ مختلف بھی ہو، ہاں اگر تجربہ کر لیا گیا ہو اور مشاہدہ میں بھی اوقات مطابق آچکے ہوں تو پھر مزید کسی کاوش کی ضرورت نہیں مستقلاً معمول بہا بنائی جاسکتی ہے، البتہ ص: ۲۰ پر ہر ماہ کا سایہ اصلی کے عنوان کے تحت جو نقشے گھنٹہ منٹ سکنڈ کے اعتبار سے درج ہیں اس کا مفہوم واضح نہیں ہو رہا ہے اس لیے کہ سایہ اصلی عمود کے اس سایہ کا نام ہے جو ٹھیک نصف النہار کے وقت ہوتا ہے نہ کہ گھنٹہ منٹ سکنڈ اور اگر یہ مفہوم ہے کہ طلوع آفتاب کے اتنے وقفہ (مثلاً ۲۰/ جنوری کو ۵/ گھنٹہ ۱۳/ منٹ ۳۶/ سکنڈ) کے بعد جو سایہ ہوتا ہے وہ سایہ مراد ہے تو اس کے لیے یہ عنوان کافی نہیں معلوم ہوتا ہے نیز اس عنوان سے زیادہ واضح تعین نصف النہار کا درج شدہ وقت کر رہا ہے پھر اس عنوان کی کیا ضرورت ہاں اگر اس عنوان (ہر ماہ کا سایہ اصلی) کے تحت مندرج تاریخ کے سایہ اصلی کی مقدار مثلاً: ۸/۱، حصہ: ۶/۱، یا ۴/۱ حصہ ہر شئی کا لکھ دیا جائے تو زیادہ واضح ہو جاوے۔ تعمیلاً لار شاد عرض ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۶/۱۳۸۷ھ۔

الجواب صحیح: مجموعہ عفی عنہ، ۲۰/۶/۱۳۸۷ھ، الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، ۲۰/۶/۱۳۸۷ھ۔ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول: ۲۵-۲۶)

## سایہ اصلی کی تحقیق نیز ظہر اور عصر کا وقت مسنون:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ حدیث ”ظل الرجل كطولہ“ (۱) کا یہ مطلب ہے کہ مرد کا سایہ ”بعد دلوک الشمس“ مشرق کی طرف شمار کرنا چاہئے، فی زوال کا قرآن وحدیث میں کہیں ذکر نہیں ہے، پھر اپنے اس قول کی تشریح بیان کرتا ہے۔ تشریح یہ ہے۔ زید کہتا ہے کہ ”بعد دلوک الشمس“ سوائے فی زوال کے، ایک مثل مشرق کی جانب یعنی پورب کی طرف ناپنا چاہئے، مثلاً ایک لکڑی سیدھی کھڑی کی جاوے، مثلاً: ..... یہ لکڑی ہے، اس کا سایہ دوپہر کے وقت آج کل شمال کو ہوتا ہے، اس سایہ کو کچھ شمار نہ کرنا چاہئے،

(۱) عن عبد اللہ بن عمرو أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: وقت الظہر إذا زالت الشمس وكان ظل الرجل كطولہ مالم يحضر العصر. (الصحيح لمسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب أوقات الصلوة الخمس (ح: ۶۱۲) انیس)

جبکہ اب جو سایہ مابین پورب و شمال کی طرف بڑھتا جائے، اس کو اس لکڑی کی جڑ سے لکڑی کے برابر ہونا چاہئے، تو ظہر کا وقت ختم ہو کر عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ یعنی جو سایہ بڑھتا جاوے گا، اس کے سر سے سیدھی لکڑی جنوب کی طرف کھینچتے رہیں گے، جب اس لکڑی کی جڑ سے سرے تک، برابر اس کے مقدار کے پورب کی طرف ہو جاوے گا، تو ایک مثل ہوگا، یہ مطلب حدیث ”ظل الرجل كطولہ“ کا ہے، اور جو سایہ مابین مشرق و شمال کی طرف بڑھتا جائے گا، اُس کا شمار نہ ہوگا فقط۔

عمر و کہتا ہے کہ مطلب حدیث ”ظل الرجل كطولہ“ کا یہ ہے کہ جس طرف بغیر قید جہت کے، کسی شے لکڑی وغیرہ کا سایہ پڑے ”بعد دلوک الشمس“، اس کو برابر یعنی ایک مثل لینا چاہئے، سوائے فئے زوال یعنی اصلی سایہ چھوڑ کر، وہ وقت عصر کا ہے۔ یہی مطلب بیان کیا ہے نواب صدیق حسن خان صاحب نے مسک الختام میں زیر حدیث مذکور (وگردد سایہ شخص مقدار درازی وے ورائے فی زوال) (۱) اور اسی کتاب کے ص ۱۲۹ میں ہے:

شاہ ولی اللہ در مصفی گفتہ کہ باشد سایہ ہر چیز مانند قامت آں چیز سوائے فئے زوال۔ (۲)

اور امام شوکانی نے نیل، ص: ۲۹۰ میں

بمصیر ظل الشئ مثله غیر الظل الذی یکون عند الزوال دخل وقت العصر. (۳)

اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے مالا بد میں، سایہ ہر چیز ہر چند او شود سوائے سایہ اصلی (۴) اور وقت ظہر ”بعد دلوک الشمس“ ہوگا، کہ وہ اندازہ ساڑھے بارہ بجے ہے۔ اس سے پیشتر نماز ظہر درست نہ ہوگی، کیوں کہ نقشہ تصدیق کردہ شاہ ولی اللہ صاحب میں ماہ، حال یعنی شروع پھاگن میں، وقت درمیان طلوع آفتاب و زوال چودہ گھڑی ہے، اس وقت سورج سات بجنے کے قریب نکلتا ہے، تو حساب سے چودہ گھڑی ساڑھے بارہ بجے ہی ہے، اور اپنا تجربہ بھی یہی ہے اور وقت عصر، اب نصف پھاگن میں، اندازہ پونے چار بجے کے بعد ہوتا ہے، جو اس سے پیشتر نماز پڑھے گا، اس کی نماز عصر صحیح نہیں ہوگی۔ کیونکہ نصف پھاگن میں سات انگل کی لکڑی کا اصلی سایہ پانچ انگل ہے اور ایک مثل کے سات انگل، تو اس کا مجموعہ بارہ انگل پونے چار بجے کے بعد پورا ہوتا ہے اور وقت سے پہلے نماز درست نہیں۔ اب

(۱) مسک الختام فی شرح بلوغ المرام۔ نواب صدیق حسن خاں۔ ص: ۱۲۷۔ جلد اول، آغاز، باب المواقیت (مطبع نظامی کان پور: محرم ۱۲۹۰ھ) [نور]

(۲) مصفی شرح مؤطا حضرت شاہ ولی اللہ باب الأوقات التی يستحب فیہا أداء الصلوات الخمس، ص: ۷۷، جلد اول۔ (طبع اول، مطبع فاروقی دہلی: ۱۲۹۳ھ) [نور]

(۳) نیل الأوطار، علامہ شوکانی، ج: ۱، ص: ۳۲۴، رقم الحدیث: ۴۱۹ (دار الکتب العلمیہ، بیروت: ۱۴۱۵ھ) [نور]

(۴) مالا بد منہ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، ص: ۲۹ (مجتبائی، دہلی: ۱۳۴۶ھ) [نور]

علمائے ربانی سے استفسار ہے کہ موافق مذہب اہل حدیث، کس کا مطلب و پیمائش درست ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: \_\_\_\_\_ اول

از مولانا عبد الجبار غزنوی:

زید کا قول صحیح نہیں، عمر کا قول مطابق حدیث و علمائے مذاہب اربعہ و مشاہدہ کے ہے، ابو داؤد میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے:

كانت قدر صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم في الصيف ثلاثة أقدام إلى خمسة أقدام و في الشتاء خمسة أقدام إلى سبعة أقدام. (۱)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ فنی زوال کو اعتبار ہے، والا یہ فرق کیوں ہوتا۔ اس حدیث میں اگرچہ قدرے ضعف ہے، مگر تعامل اہل علم کا اس حدیث کے ضعف کو رفع کرتا ہے، جیسا کہ اصول حدیث میں ہے کہ تعامل اہل علم سے حدیث کا ضعف رفع ہوتا ہے۔ امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

متى خرج وقت الظهر بمصير ظل الشيء مثله، غير الظل الذي يكون عند الزوال دخل وقت العصر. (۲)

جب ہر ایک چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا، ظہر کا وقت ختم ہو گیا (یہ سایہ) اس سایہ کے علاوہ ہے جو زوال کے وقت موجود تھا، تو عصر کا وقت داخل ہو گیا۔

اور زرقانی علی الموطا میں ہے:

صل الظهر إذا كان ظلك مثلك، أي مثل ظلك بغير ظل الزوال. (۳)  
ظہر کی نماز پڑھو، جب تمہارا سایہ تمہارے برابر ہو جائے۔ یعنی اس سایہ کے بغیر جو زوال کے وقت ہو۔  
شرح مختصر حنابلہ میں ہے:

وقت العصر المختار من غير فصل بينهما ويستمر إلى مصير الفیء مثليه بعد فی الزوال أي بعد

(۱) عن عبد الله بن مسعود... باب وقت صلاة الظهر... الخ. (سنن أبي داؤد، ج: ۱/ص: ۵۸) (نقل اصح المطابع مطبوعه مکتبه)

ب: سنن ابی داؤد: ت: شیخ محمد عوامہ کتاب الصلوۃ: باب المواقیت، باب وقت صلاة الظهر، رقم

الحديث: ۴۰۳: ۱۱: ۳۴ [دار القیلة للثقافة الاسلامیة بیروت: ۱۴۲۵ھ]

(۲) شرح النووي علی مسلم (باب اوقات الصلوۃ الخمس) ص: ۲۲۲ ج: اول [مطبع مجتہائی دہلی: ۱۳۱۹ھ] [نور]

(۳) شرح الزرقانی علی الموطأ، کتاب الصلوۃ، ص: ۳۷ [دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۱ھ] [نور]

(۴) الروض المربع شرح زاد المستقنع للعلامة منصور بن یونس، البهوتی المصری مع حاشیته عبد اللہ بن عبد

العزیز العنقری: ۱۳۵/۱ [مکتبة الرياض الحديثة. ریاض: ۱۴۰۸ھ]

الظل الذی زالت علیہ الشمس. (۴)

عصر کا پسندیدہ وقت ان دونوں کے بیچ میں، بغیر کسی فاصلہ کے ہے، اور یہ ہمیشہ سایہٴ مثل کی طرف لوٹتا ہے، جو زوال کے بعد ہوا، یعنی اس سایہ کے بعد جس پر سورج کو زوال ہوا۔ (۱)

امام نووی منہاج میں جو فقہ شافعیہ میں نہایت معتبر کتاب ہے۔ لکھتے ہیں:

آخرہ (أی وقت الظهر) مصیر ظل الشیء مثله سوی ظل استواء الشمس. (۲)

اس (ظہر) کا آخر وہ ہے جب ہر ایک چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے، نصف النہار (وقت) زوال کے سایہ کے علاوہ۔

ابن ابی زید مالکی اپنے رسالہ میں جو فقہ مالکی میں معتبر کتاب ہے۔ لکھتے ہیں:

آخر وقت الظهر أن یصیر ظل کل شیء مثلیہ بعد ظل نصف النهار. (۳)

زوال کے وقت جو سایہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ جب ہر چیز کا سایہ دو گنا ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

اور فقہائے حنفیہ کی کتابوں میں تو یہ بات مشہور و معروف ہے:

وقالا إذا صار ظل کل شیء مثله سوی فی الزوال وهو رواية عن أبي حنيفة (فی الزوال) هو

الفیء الذی یکون للأشیاء وقت الزوال. (۴)

اور دونوں (حضرات صاحبین) نے کہا ہے کہ جب کسی بھی چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے، زوال کے سایہ کے علاوہ اور

یہی حضرت امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہے (زوال کے بارے میں) یہ وہ سایہ ہے جو زوال کے وقت ہوتا ہے۔

اسی طرح شوکانی نیل الاوطار میں اور دُرُ البھیة میں فرماتے ہیں:

وآخره مصیر ظل الشیء مثله، سوی فی الزوال. (۵)

اس (ظہر) کا آخر وہ ہے جب ہر ایک چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے، نصف النہار (وقت زوال) کے سایہ کے علاوہ۔

(۱) مناسب ترجمہ یہ ہے: عصر کا پسندیدہ وقت بغیر کسی فصل کے ان دونوں کے بیچ میں ہے، اور یہ وقت سایہٴ اصلی کے علاوہ سایہ کے دو مثل ہونے تک رہتا ہے۔ انیس

(۲) منہاج الطالبین و عمدة المفتین ص: ۷، مطبع میمنیہ، مصر ۱۳۰۶ھ [نور]

(۳) رسالة ابن أبی زید القيروانی، باب فی أوقات الصلاة وأسمائها: ۲۴۱/۱. انیس

(۴) یہ الفاظ کہاں سے لئے گئے ہیں، خاصی تلاشی کے باوجود راقم کو نہیں ملے۔ (نور)

ہدایہ میں ہے: وقالوا إذا صار الظل مثله وهو رواية عن أبي حنيفة وفي الزوال هو الفیء الذی یکون للأشیاء وقت الزوال. (الهدایة مع العناية، کتاب الصلاة، باب المواقی: ۲۱۹/۱. انیس)

(۵) نیل الاوطار، أبواب المواقی، باب وقت الظهر: ص: ۳۲۳-۳۲۴ ج: ۱ رقم الحدیث: ۴۱۹. ضبطہ وصحہ محمد سالم ہاشم (دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۵ھ) نیز الدرر البھیة مع اردو ترجمہ از نواب صدیق حسن خاں، ص: ۷ [مطب فاروقی، دہلی: ۱۲۸۹ھ] [نور]

(۶) حضرت شاہ صاحب نے لکھا ہے: ”ابتداءً وقت ظہر زوال شمس است از وسط آسمان، و آخر وقت او اینست کہ باشد سایہ ہر چیزے مانند قامت آن چیز، (مصنفی معہ مسوئی، ص: ۷، طبع اول، فاروقی، دہلی: ۱۲۹۳ھ)



اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی مصنفی (۶) میں اور نواب صاحب نے اپنی تصانیف میں، اس کے ساتھ تصریح کی ہے۔ غرض فئے زوال کے سوا ایک مثل یا مثیلین تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور من بعد عصر کا وقت ہونا، مسئلہ متفق علیہا ہے۔ یہ امر بدیہی ہے کہ اس ملک میں پوس ماگھ کے مہینوں میں سارے دن میں کوئی ایسا وقت نہیں آتا، کہ سایہ ہر شئی کا اس سے زیادہ نہ ہو، تو وقت ظہر کونسا ہوا، لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ سوائے فئے الزوال کے، جب ایک مثل ہو جائے تو وقت عصر داخل ہوتا ہے۔

رہی یہ بات کہ فئے زوال کس طرح نکالنا چاہئے، علماء نے اس کا یہ طریقہ لکھا ہے کہ زمین ہموار میں ایک لکڑی کو سیدھا کھڑا کر کے دیکھے، کہ عین استوائے شمس میں سایہ اس لکڑی کا کس قدر ہے، لکڑی کے مثل یا کم و بیش، جس قدر سایہ ہو، اُسی قدر سایہ چھوڑ کر، اُس پر زائد جو ایک مثل ہو جاوے عصر کا وقت داخل ہوتا ہے، لکڑی کی جڑ سے ایک مثل پورا کرنے سے وقت عصر کا داخل نہیں ہوتا۔ امام ابوالحسن مالکی، شرح رسالہ ابن ابی زید میں لکھتے ہیں:

و يعرف الزوال قال بأن يقام عود مستقيم إذا تناهى الظل في النقصان و أخذ في الزيادة فهو وقت الزوال، ولا اعتداد بالظل الذي زالت عليه الشمس في القامة بل يعتبر ظله مفرداً عن الزيادة. (۱)

اور زوال کو پہچاننا (اس طرح سے) کہا کہ ایک لکڑی سیدھی کھڑی کیجئے، جب اس کے سایہ کی کمی ختم ہو جائے اور وہ بڑھنا شروع ہو جائے، وہ زوال کا وقت ہے۔ اس سایہ کا حساب نہیں ہے، جو سورج کے زوال سے پہلے کے وقت تھا، بلکہ اعتبار اس سایہ کا ہے جو زوال کے سایہ کے علاوہ ہو۔

اور طحاوی میں ہے:

واستثنى في الزوال، لأنه قد يكون مثلاً في بعض المواضع في الشتاء، وقد يكون مثليين، فلو اعتبر المثل من عند ذی الظل لما وجد وقت الظهر عندهما ولا عنده. (۲)

اور فئے زوال کو متشکی کیا ہے، کیوں کہ کبھی کبھی جاڑے میں بعض مقامات پر ایک مثل سایہ ہوتا ہے اور کبھی دو مثل ہوتا ہے۔

== اور مسوئی میں فرماتے ہیں: آخر وقت الظهر أن يكون ظل كل شيء مثله، ص: ۱۱۱، ج: ۱، رقم الحديث: ۱۲۸ [دار الكتب العلمية، بيروت ۱۴۰۱ھ] (نور) وحجة الله البالغة (حجة الله البالغة، باب أوقات الصلوة (۱۱/۲) ت: البالن بوری [دیوبند ۱۳۲۶ھ/۲۰۰۷ء] [نور]

(۱) الثمر الدانی شرح شرح رسالة ابن أبي زيد القيرواني، باب في أوقات الصلاة وأسمائها: ۸۹/۱ / كذا في

الفواكه الدواني شرح رسالة ابن أبي زيد القيرواني، باب في أوقات الصلاة وأسمائها: ۱۶۶/۱. انيس

(۲) الطحطاوى على الدر المختار، كتاب الصلوة: ص: ۱۷۳-۱۷۴، ج: ۱، عكس طبع قديم (دار المعرفة،

پس اگر مثل یا مثلیں کا زوال کے وقت سایہ کے ساتھ حساب کیا جائے، تو ظہر کا وقت نہ مثل اول پر ملے گا، نہ مثلیں پر۔ اور شامی میں ہے:

(قوله: ولولم يجد ما يغرز) أشار إلى أنه إن وجد خشبةً يغرزها في الأرض قبل الزوال، وينتظر الظل مادام متراجعاً إلى الخشبة، فإذا أخذ في الزيادة حفظ الظل الذي قبلها فهو ظل الزوال فإذا بلغ الظل طول القامة مرتين أو مرة سوى ظل الزوال، فقد خرج وقت الظهر، ودخل وقت العصر. (۱)

اگر ایک لکڑی مل جائے اس کو زمین میں زوال سے پہلے گاڑ دو، اور زوال کے وقت کا انتظار کرو، جب لکڑی کا سایہ اس لکڑی کی طرف واپس آنے لگے، تو جب سایہ بڑھنے لگے، اس کو پہلے سایہ سے الگ یاد رکھیں، جو سایہ اس سے پہلے کا ہے وہ زوال کا سایہ ہے، جب سایہ اصل چیز کی لمبائی سے دوگنا ہو جائے، زوال کے سایہ کے علاوہ، تو ظہر کا وقت ختم ہوا اور عصر کا وقت داخل ہو گیا۔ اور شرح وقایہ میں ہے:

مثلاً إذا كان في الزوال مقدار ربع المقياس، فأخّر وقت الظهر أن يصير ظله مثلي المقياس وربعه، وهذا في رواية عن أبي حنيفة، وفي رواية أخرى عنه وهو قول أبي يوسف ومحمد و الشافعي: إذا صار ظل كل شيء مثله سوى في الزوال. (۲)

مثلاً جب فی زوال پیمائش کی لکڑی کی چوتھائی کے برابر ہو جائے، ظہر کا آخری وقت وہ ہے جب اس لکڑی کا سایہ دوگنے سے سوا ہو جائے۔ یہ امام ابو حنیفہ کی ایک روایت ہے، امام صاحب کی دوسری روایت میں اور یہی امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی کا قول ہے، کہ جب ہر ایک چیز کا سایہ زوال کے سایہ کے علاوہ، اس لکڑی کے برابر ہو جائے۔ اور کفایہ میں ہے:

و طريق معرفة الزوال، أن ينصب عوداً مستوياً في أرض مستوية، فما دام ظل العود في النقصان، علم أن الشمس في الارتفاع لم يزل بعد، وإن استوى الظل علم أنه حال الزوال، فإذا أخذ الظل في الزيادة علم أنها زالت. فيخط على رأس الزيادة فيكون من رأس الخط إلى العود في الزوال، فإذا صار ظل العود مثليه من رأس الخط لامن العود، خرج وقت الظهر عنده. (۳)

(۱) شامی (۲۳۰/۱) مجتبائی دہلی: ۱۲۸۷ھ۔ نیز شامی ج: ۱ ص: ۳۶۰۔ [دار الفکر بیروت: ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء] (نور)

(۲) شرح الوقایہ معہ حاشیہ عمدۃ الرعاۃ، ص: ۱۴۷، ج: ۱۔ (مجتبائی، دہلی: ۱۳۲۷ھ) (نور)

(۳) الکفایۃ شرح الہدایۃ، کتاب الصلوۃ، باب المواقیت، ص: ۱۷۰ جلد اول۔ [مطبوعہ، مولوی عبد المجید کلکتہ: ۱۸۳۱ء] (نور) نیز الکفایۃ شرح الہدایۃ باب المواقیت ص: ۲۸ ج: ۱ [مطبع احمدی امواجان دہلی]

اور زوال کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ ہموار زمین میں ایک لکڑی سیدھی گاڑ دی جائے، تو جب سورج کا سایہ اس لکڑی سے کم رہے، تو سمجھ لو کہ سورج چڑھ رہا ہے، جب سایہ اس لکڑی کے برابر ہو جائے، تو معلوم ہوا کہ زوال کا وقت ہے اور جب سایہ بڑھنے لگے تو معلوم ہوگا، کہ زوال ختم ہوا۔ اس زائد سایہ پر نشان لگا دیں، اس نشان کو لکڑی تک فی زوال ہے، اور جب فی زوال کا سایہ اس نشان سے بڑھ کر ایک مثل ہو جائے، (اس کا خیال رہے کہ یہ سایہ لکڑی کی جڑ سے شمار نہ ہوگا) تو ظہر کا وقت نکل جائے گا۔

اور شرح مختصر وقایہ میں ہے:

ثم يعلم على رأس الظل علامة عند الخرافة، فإذا صار الظل من تلك العلامة لا من العود مثلي العود، خرج وقت الظهر عند أبي حنيفة. (۱)

پھر جانو کہ سایہ کے آغاز پر اہل فن کے یہاں ایک نشان ہوتا ہے، پس جب سایہ اس نشان سے بڑھ کر اصل لکڑی کے برابر ہو جائے، نہ کہ لکڑی سے اس تک، تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک ظہر کا وقت ختم ہو گیا۔

شاید زید یہ دو قول متاخرین حنفیہ کے دیکھ کر، اس سے اپنا مطلب نکالتا ہے، مگر درحقیقت یہ اس کی سمجھ کا فرق ہے، ان دونوں قولوں کا بھی وہی مطلب ہے جو شامی اور صاحب شرح وقایہ نے بیان کیا ہے۔ مطلب اس علامت اور خط سے بھی یہی ہے کہ فی الزوال کا قدر معلوم کرنا ضروری ہے۔ اس علامت اور خط کے اندازہ پر سایہ جس طرف ہو جاوے، اُسی قدر بوقت عصر چھوڑ کر، زائد ازاں یک مثل پورا کرنا ضروری ہے۔ غرض کہ زید کی تشریح و بیان کی سند میں میری نظر سے نہ کسی محدث کا قول گذرا ہے اور نہ کسی فقیہ کا۔ یہ فقط اُس کا عندیہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

عبد الجبار ابن عبد اللہ الغزنوی

الجواب

از مولانا رشید احمد گنگوہی:

بے شک فیصلہ مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی بہت درست ہے، اور پیمائش ان کی موافق حدیث جابرؓ جو ذیل میں درج ہے، بہت ٹھیک ہے، کہ جس طرف سایہ بعد زوال پڑے، لکڑی کی جڑ سے بقدر سایہ اصلی یعنی فی زوال اور ایک مثل کے ہو جانے سے، وقت عصر کا ہو جاوے گا۔ حدیث یہ ہے:

عن بشير بن سلام قال: دخلت أنا ومحمد بن علي، علي جابر بن عبد الله الأنصاري فقلنا له: أخبرنا عن صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم، وذاك زمن الحجاج بن يوسف. قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى الظهر حين زالت الشمس وكان الفيء قدر الشراك،

(۱) شرح الوقاية، كتاب الصلوة، بيان الاوقات للصلوات الخمس، ص: ۱۷۰، حاشیہ: ۳، جلد اول [مطبوعہ تہذیبی دہلی: ۱۳۲۷ھ]

(۲) سنن النسائي مع حاشية السندهي، كتاب المواقيت، باب آخر وقت المغرب جلد اول (مطبوعہ تہذیبی دہلی: ۱۳۱۵ھ) [نور] نیز سنن نسائی مع حاشیہ مذکور ص: ۱۳۷۔ حدیث: ۵۲۰، تحقیق صدق جمیل العطار، ۲۰۰۵ء [دار الفکر بیروت: ۱۴۲۵ھ/۱۴۲۶ھ]

ثم صلى العصر حين كان الفئ قدر الشراك وظل الرجل، الخ. (۲)

بشیر بن سلام سے روایت ہے کہ میں اور محمد بن علی، حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق بتائیے اور یہ حجاج بن یوسف کا دور تھا، انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور ظہر کی نماز پڑھی جب سورج ڈھل گیا اور اس وقت سایہ جوتے کے تسمہ کے برابر تھا، پھر عصر کی نماز پڑھی جب سایہ جوتے کے تسمے اور آدمی کے سایہ کے برابر تھا۔

یہ حدیث نسائی میں صحیح سند سے مروی ہے اور سندھی محدث نے اس پر یہ حاشیہ لکھا ہے:

قدر الشراك بكسر الشين أحد سيور النعل التي تكون على وجهها، وظاهر هذه الرواية أن

المراد الفئ الأصلي لا الزائد بعد الزوال، ولذلك استثنى في وقت العصر. (۱)

شراک، شین کے زیر سے ہے، جوتے کا تسمہ جو جوتے کے اوپر ہوتا ہے۔ حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اصل سایہ مراد ہے، وہ زائد سایہ نہیں جو زوال کے بعد ہوتا ہے، اسی لئے اس سے وقت عصر کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

اور مجمع البحار میں لفظ شراک کے تحت میں، اس حدیث شراک کی شرح یوں کی ہے:

صلى الظهر حين كان الفئ بقدر الشراك، هو أحد سيور النعل تكون على وجهها، وقدره هنا

ليس على وجه التحديد لكن زوال الشمس لا يبين إلا بأقل ما يرى من الظل وكان حينئذ بمكة

هذا القدر، والظل يختلف باختلاف الأزمنة والأمكنة، الخ. (۲)

ظہر کی نماز پڑھیں جب کہ فئے زوال اور (زائد) سایہ اس طرح برابر ہو جائیں، جیسے ایک جوتے کا تلہ دوسرے تلے کے برابر ہوتا ہے۔ اس کی یہ مقدار یہاں تحدید کے لئے نہیں، کیوں کہ سورج کے زوال کا وقت صحیح طور سے محقق نہیں ہوتا، جب تک کہ وہ سایہ ذرا سا بڑھ نہ جائے، اور مکہ مکرمہ میں یہی پہچان تھی اور سایہ وقت اور علاقوں کے اعتبار سے کم زیادہ ہوتا رہتا ہے۔

یہ پیمائش موافق حدیث ایک مثل کے ہے، یہی مذہب رائج ہے اور مذہب ثانی جو رائج نہیں، لیکن بالکل بے اصل بھی نہیں، جیسا کہ حدیث ابو ہریرہ کا مضمون ہے:

(۱) سنن نسائی مع حاشیہ سندھی، کتاب المواقیت، باب آخر وقت المغرب جلد اول (مطبوعہ مجتہائی، دہلی: ۱۳۱۵ھ) [نور] نیز

سنن نسائی مع حاشیہ مذکور ص: ۱۳۷۔ حدیث: ۵۲۰، تحقیق صدق جیل العطار ۲۰۰۵ء [دار الفکر بیروت: ۱۴۲۵ھ/۱۴۲۶ھ]

(۲) مجمع البحار، علامہ محمد طاہر پٹنی، ص: ۲۱۲، ج: ۳ (تحت الشراك) (دائرة المعارف، حیدرآباد، ۱۳۹۱ھ) [نور]

(۳) مؤطا، امام مالک، ص: ۳ (وقت الصلوة) (مجتہائی، دہلی: ۱۳۲۰ھ) نیز ص: ۵ [نور محمد، ص: ۱۴۰۲] نیز مؤطا امام مالک

باب مذکور، ج: ۱، ص: ۱۳، رقم الحدیث: ۹، تحقیق: دکتور محمود احمد القیسیہ [موسسة النداء ابو ظبی. ۱۴۲۴ھ/

۴۲۰۰] (نور)

صَلِّ الظَّهْرَ إِذَا كَانَ ظَلُكَ مَثْلِكٌ، وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظَلُكَ مَثْلِكًا. (رواہ فی الموطأ) (۳)  
ظہر کی نماز پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے برابر ہو جائے اور عصر پڑھو جب تمہارا سایہ دو گنا ہو جائے۔ (اس کو موطا میں روایت کیا ہے۔)

اسی واسطے مولوی عبد الجبار صاحب نے مذہب ثانی کی پیالیش بھی درج کر دی، ورنہ ان کے نزدیک روایت معمول بہا ایک ہی مثل ہے۔ اور زید کی پیالیش پر جو قول کسی فقیہ یا محدث کا نہ ملا تو بیان کر دیا کہ یہ اس کا عندیہ ہے، پھر پیالیش زید مخالف ہے حدیث کے بھی، حدیث کہتی ہے فی یعنی سایہ پیالیش کیا جاوے اور زید کی پیالیش میں دھوپ چلتی ہے اور دوسرے مخالف ہے حدیث قیراط سے بھی، جو بخاری در باب وقت عصر من أدرك ركعة قبل الغروب لایا ہے، جس سے عصر کا وقت بہ نسبت ظہر کم معلوم ہوتا ہے، نہ برابر نہ زیادہ۔ فتح الباری میں اس حدیث کے تحت میں لکھا ہے، اگر وقت عصر کے ایک مثل پر تفریع کی جاوے، جیسا کہ مذہب جمہور کا ہے:

وأجیب بمنع المساواة وذلك معروف عند أهل العلم بهذا الفن، وهو أن المدة التي بين الظهر والعصر أطول من المدة التي بين العصر والمغرب. (۱)

منع مساوات سے (اعتراضات کا) جواب دیا گیا ہے اور یہ اس فن کے ماہرین میں مشہور ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو وقت ظہر اور عصر کے بیچ میں ہوتا ہے، وہ اس وقت سے زائد ہوتا ہے، جو عصر اور مغرب کے بیچ میں ہوتا ہے۔ زید کی پیالیش میں برخلاف اس کے، زید کا مقولہ درست نہیں ہے، ورنہ لازم آوے گا کہ جن ایام میں سایہ اصلی ایک مثل یا اس سے زائد ہو، تو نماز ظہر کا کوئی وقت نہ رہے گا، اس لئے کہ بغور ڈھلنے کے ایک مثل سایہ ہو جانے کے، سبب اس تقدیر پر عصر کا وقت ہو جاوے گا۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) فتح الباری. کتاب مواقیات الصلوة و فضلها باب من أدرك ركعة من العصر قبل الغروب. (حدیث نمبر ۵۵۸) ص ۲۰ ج ۲ - [دار الفیحاء، دمشق:]

(۲) اس فتویٰ کے ضمن میں مولانا عبد الرحمن مبارک پوریؒ نے حضرت مولانا گنگوہیؒ کی تحقیق سے کچھ اختلاف بھی کیا ہے، مناسب ہے کہ اس کو بھی یہاں نقل کر دیا جائے۔ دونوں مجیب نے جو کچھ لکھا ہے، بہت صحیح و درست لکھا ہے مگر مجیب ثانی نے جو یہ فرمایا کہ ”مذہب ثانی (یعنی وقت ظہر کا مثلیں تک باقی رہنا) جو رائج نہیں لیکن بالکل بے اصل بھی نہیں، جیسا کہ حدیث ابو ہریرہؓ کا مضمون ہے:

”صل الظہر إذا كان ظلک مثلیک والعصر إذا كان ظلک مثلیک“۔ (رواہ فی الموطأ. ج: ۱/ ص: ۱۳ رقم

الحديث: ۹. تحقیق: الدكتور محمود احمد [موسسة النداء ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۴ء]

سو یہ ٹھیک نہیں ہے، کیونکہ ابو ہریرہؓ کی اس حدیث کے مضمون سے مذہب ثانی کا بااصل ہونا ثابت نہیں ہوتا، اس واسطے کہ اس حدیث میں ظہر و عصر کے اول وقت کا بیان نہیں ہے، بلکہ آخر وقت کا بیان ہے اور مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ ظہر کا وقت زوال آفتاب سے ایک مثل تک ہے اور عصر کا وقت ایک مثل سے مثلیں تک، پس اس حدیث کے مضمون سے مذہب ثانی کا بااصل ہونا نہیں ثابت ہوتا ہے، بلکہ معاملہ برعکس ہے۔ ==

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ، باب: ۳ ص ۱۴۳-۱۵۱)

## مثل ثانی ظہر میں داخل ہے یا نہیں:

سوال: مثل ثانی بقول معتمد علیہ در ظہر داخل است یا نہ؟ و آں کہ بعضے دریں باب حتی یساوی ظلہ... حجت می آورند، نزد آں صاحب قابل حجت است یا نہ؟ اگر ہست وجہ استدلال بیان نمائید، والا محض جواب کافی است۔

ترجمہ: مثل ثانی معتمد علیہ قول کے مطابق، ظہر میں داخل ہے یا نہیں، اور وہ بعض اصحاب جو اس بحث میں ”حتی یساوی ظلہ“ کو دلیل میں لاتے ہیں، آنجناب کے نزدیک لائق استدلال ہے، یا نہیں۔ اگر ہے تو استدلال کی وجہ بیان کیجئے، ورنہ صرف جواب کافی ہے۔

الجواب

در مثل ثانی علماء حنفیہ اختلاف کردہ اند، مشہور روایت ہموں است کہ مثل ثانی در ظہر است، مگر بعض معتمدین بر مذہب صاحبین فتویٰ دادہ اند۔ واحوط ہم ہمیں است کہ ظہر در مثل وعصر بعد مثلیں خوانند، و چونکہ از اہل ترجیح ایں ناکارہ نیست، در وجہ ترجیح کلام نمی تواند کرد۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ترجمہ: مثل ثانی میں علمائے احناف نے اختلاف کیا ہے، مشہور وہی روایت ہے کہ مثل ثانی ظہر میں ہے، مگر بعض معتمدین صاحبین کے مذہب پر فتویٰ دیتے ہیں اور زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ ظہر مثل اول میں اور عصر مثلیں کے بعد پڑھیں، چوں کہ یہ ناکارہ اہل ترجیح میں سے نہیں ہے، وجہ ترجیح میں گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔

== قال فی التعليق الممجد:

و اقتصر فیہ علی ذکر أواخر الأوقات المستحبة دون أوائلها، فكأنه قال الظهر من الزوال إلى أن يكون ظلك مثلك والعصر من ذلك الوقت إلى أن يكون ظلك مثليک، انتهى. (التعليق الممجد على موطأ الإمام محمد. للعلامة اللكنوي كتاب الصلوة، باب وقوت الصلاة. ص: ۴۱. حاشیہ: ۹، محمدیوسف. لکھنؤ مطبع بلاسنہ. نیز التعليق الممجد على المؤطا باب مذکور: ۱/۱۵۱-۱۵۲، تحقیق: الدكتور تقی الدین الندوی، ناشر: ۱۳۹۹ھ/۱۹۹۹ء) واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم. کتبہ محمد عبدالرحمن المبارکفوری عفا اللہ عنہ۔ فتاویٰ نذیریہ، ص: ۱۸، ج اول [نور] (فتاویٰ نذیریہ ضمیمہ جلد دوم ص ۱۳ تا ۱۸) (طبع اول، دہلی پرنٹنگ ورکس دہلی: ۱۳۳۳ھ)

(۱) ووقت الظہر من زوالہ إلى بلوغ الظل مثلیہ - وعنه مثله وهو قولهما وزوال الأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوی: وبه نأخذ، وفي غرر الأذکار: وهو المأخوذه، وفي البرهان: وهو الأظهر لبيان جبرئيل، وهو نص في الباب وفي الفيض وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتى... والأحسن ما في السراج عن شيخ الإسلام أن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل، وأن لا يصلي العصر حتى يبلغ المثليين. (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلوة، مطلب في تعبدہ علیہ الصلاۃ والسلام قبل البعثة: ۳۵۹/۱. انیس)

رشید احمد گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۱۷۷-۱۷۸) (باقات فتاویٰ رشیدیہ، باب: ۳ ص ۱۵۱-۱۵۲)

ظہر کا وقت کب تک رہتا ہے:

سوال: فقہ کی کتابوں میں مرقوم ہے کہ ظہر کا وقت بعض علما کے نزدیک اس وقت تک رہتا ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے سایہ اصلی کے سوا دوشل ہو جائے۔ یعنی دو چند ہو جائے، اور بعض علماء کرام کے نزدیک ظہر کا وقت صرف اس وقت تک رہتا ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے سایہ اصلی کے سوا ایک مثل ہو جائے۔ یعنی اس کے برابر ہو جائے، تو اس اختلاف کا منشا کیا ہے؟ معلوم نہیں کہ بعض مجتہدینؒ نے دوشل کہاں سے ثابت کیا ہے اور بعض مجتہدینؒ نے ایک مثل کہاں سے ثابت کیا ہے؟ اس کا جواب ارشاد فرمائیں۔

## الجواب

مدایہ میں لکھا ہے:

وأول وقت الظهر إذا زالت الشمس لإمامة جبرئيل عليه السلام في اليوم الأول حين زالت الشمس واخروقتها عند أبي حنيفة إذا صار ظل كل شيء مثليه سوى في الزوال، وقالوا: إذا صار الظل مثله وهو رواية عن أبي حنيفة وفي الزوال يكون للأشياء وقت الزوال لهما إمامة جبرئيل عليه السلام في اليوم الأول في العصر في هذا الوقت وله قوله عليه السلام: أبردوا بالظهر فإن شدة الحر من فيح جهنم وأشد الحر في ديارهم في هذا الوقت وإذا تعارضت الآثار فلا ينقضى الوقت بالشك، انتهى (١)

یعنی ظہر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب آفتاب ڈھل جائے، اس واسطے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئے تاکہ ظہر کے وقت سے آگاہ کر دیں، پہلے دن جب آئے تو ظہر کی نماز میں اس وقت امامت کی جب زوال کا وقت ہوا۔ یعنی آفتاب ڈھل گیا اور ظہر کا آخر وقت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس وقت ہوتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے سایہ اصلی کے سوا دُشَل ہو جاتا ہے، یعنی دو چند ہو جاتا ہے۔ (صاحبینؒ) (یعنی امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ) نے کہا ہے کہ ظہر کا آخر وقت یعنی انتہی وقت اس وقت ہو جاتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے سایہ اصلی کے سوا ایک مثل ہو جائے۔ یعنی اس کے برابر ہو جائے اور یہی حکم ہونا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بھی ایک روایت میں آیا ہے۔ زوال کے وقت ہر چیز کا جس قدر سایہ ہوتا ہے اسی کو سایہ اصلی کہتے ہیں۔ صاحبینؒ کی دلیل یہ ہے کہ پہلے دن جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے حضور میں آئے تاکہ عصر کے اول وقت سے آگاہ کر دیں تو اسی وقت عصر کی نماز میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے امامت کی۔ امام اعظمؒ کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز پڑھو۔ اس واسطے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے اور ان کے ملک میں گرمی کی شدت اسی وقت ہوتی ہے، جب آثار میں تعارض ہے تو شک کی حالت میں حکم نہ ہوگا کہ وقت تمام ہو گیا۔ (یہ ترجمہ ہدایہ کی عبارت مذکور کا ہے۔)

البحر الرائق میں لکھا ہے:

والظھر من الزوال إلى بلوغ كل شيء مثله سوى فيء الزوال أي وقت الظھر أما أوله فمجمع عليه لقوله تعالى: 'اقم الصلوة لذلّوك الشمس أي لزوالها وأما آخره ففيه روايتان عن أبي حنيفة روى محمد عنه مافي الكتاب والثانية رواية الحسن إذا صار ظل كل شيء مثله سوى فيء الزوال وهو قولهما لهما إمامة جبرئيل في اليوم الأول في هذا الوقت وله قوله عليه السلام: "أبردوا بالظھر فإن شدة الحر من فيح جهنم" وأشد الحر في ديارهم كان في هذا الوقت وإذا تعارضت الآثار لا ينقضى الوقت بالشك وذكر شيخ الإسلام أن الاحتياط أن لا يؤخر الظھر إلى المثل وأن لا يصلى العصر حتى يبلغ المثليين ليكون مؤدياً للصلايتين في وقتيهما بالإجماع، كذا في السراج، انتهى مختصراً. (۱)

یعنی ظہر کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے سایہ اصلی کے سوا ایک مثل ہو جائے، یعنی اس کے برابر ہو جائے، ظہر کا اول وقت تو متفق علیہ ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سورج ڈھل جائے تو نماز ادا کرو، البتہ اس کے آخر وقت کی تعیین میں امام ابوحنیفہؒ سے دو روایات ہیں۔ جو روایت اس کتاب میں مندرج ہے وہ امام محمدؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے۔ دوسری روایت وہ ہے کہ حسن نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ ظہر کا آخری وقت یعنی منتهی وقت اس وقت ہو جاتا ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے سایہ اصلی کے سوا ایک مثل ہو جائے۔ یعنی اس کے برابر ہو جائے۔ یہی صاحبین کا قول ہے، صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پہلے دن اسی وقت عصر کی نماز میں امامت کی۔ امام ابوحنیفہؒ کی دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز پڑھو۔ اس واسطے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے اور ان کے ملک میں گرمی کی شدت اسی وقت ہوتی ہے، اور جب آثار میں تعارض ہوا تو شک کی حالت میں حکم نہ ہوگا کہ وقت گزر گیا، اور شیخ الاسلامؒ نے ذکر کیا کہ احتیاط اس میں ہے کہ ظہر میں ایک مثل سے زیادہ دیر نہ کرے اور عصر دو مثل کے بعد پڑھے۔ تاکہ دونوں نمازیں اپنے وقت میں بالاتفاق ادا ہوں۔ ایسا ہی سراج



میں لکھا ہے۔ (یہ البحر الرائق کی عبارت کا ترجمہ ہے۔)  
مشکوٰۃ شریف میں ہے:

عن عبد اللہ بن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”وقت الظهر إذا زالت الشمس وكان ظل الرجل كطوله ما لم يحضر العصر“۔ (الحديث) (۱)

ترجمہ: یعنی روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے: کہا انہوں نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ظہر کا وقت وہ وقت ہے کہ آفتاب ڈھل جائے اور ہر شخص کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے جب تک عصر کا وقت نہ آئے۔

ترجمہ مشکوٰۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اس حدیث کے بیان میں لکھا ہے کہ جاننا چاہئے کہ! امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور امام زفر رحمہم اللہ اور بعض دیگر علماء کرام کا مذہب یہ ہے کہ آخر وقت ظہر کا اس وقت تک رہتا ہے کہ ہر شخص کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے اور اس کے بعد عصر کا وقت آ جاتا ہے۔ یہی حدیث ان ائمہ کی دلیل ہے اور یہی حکم امام ابو حنیفہؒ سے بھی ایک روایت میں آیا ہے، بعض علماء کرام نے کہا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ ظہر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے کہ سایہ اصلی کے سوا ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو جائے یعنی دو چاند ہو جائے۔

اور امام ابو حنیفہؒ کی دلیل ہدایہ میں ہے کہ حدیث شریف میں ہے:

أبردوا بالظهر۔ (۲) یعنی ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز پڑھو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹھنڈے وقت یعنی جب گرمی کی شدت کم ہو جائے تو اس وقت ظہر کی نماز پڑھنا چاہئے اور گرمی کی شدت ان کے ملک میں اس وقت ہوتی ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جاتا ہے۔ اور دونوں حدیث میں تعارض ہے اور احتیاط اس میں ہے، کیونکہ اس میں شک ہے کہ ایک مثل کے بعد وقت ظہر کا

(۱) مشکاة المصابیح، الفصل الثالث من باب المواقيت (ح: ۵۸۱)

آخر جہ مسلم فی الصحيح فی باب أوقات الصلوات الخمس (ح: ۶۱۲) / وأبو داؤد الطيالسی فی مسنده ، أبوایوب الأزدی عن عبد اللہ بن عمرو (ح: ۲۳۶۳) / والإمام أحمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص (ح: ۶۹۶۶) / وابن حبان فی الصحيح ، ذکر الأخبار عن أوائل الأوقات وأواخرها (ح: ۱۴۷۳) انیس

(۲) صحيح البخاری، باب الإبراد بالظهر فی شدة الحر (ح: ۵۳۳) / سنن النسائی، الإبراد بالظهر إذا اشتد الحر (ح: ۵۰۱) / مسند أبي يعلى الموصلي، من مسند أبي سعيد الخدري (ح: ۱۳۰۹) ومن مسند عائشة (ح: ۴۶۵۶ ، و ح: ۴۹۴۹) انیس

عن عمر بن الخطاب أنه قال: أبردوا بالظهر عن فيح جهنم. (الآثار لمحمد بن الحسن الشيباني، باب مواقيت

الصلاة (ح: ۶۶) انیس

گزر جاتا ہے تو شک کی بناء پر نہ کہنا چاہئے کہ سایہ اصلی کے سواء جب ایک مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت گزر جائے گا۔ دوسری دلیل بھی شرح میں مذکور ہیں، بعض علماء کرام نے کہا ہے کہ مختاریہ ہے کہ ظہر ایک مثل کے قبل پڑھ لینا چاہئے اور عصر دو مثل کے بعد پڑھنا چاہئے۔ واللہ اعلم یہ مضمون شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی عبارت کا ہے، جس حدیث کا حوالہ ترجمہ میں دیا گیا ہے، وہ حدیث یہ ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا اشتد الحر فأبردوا بالصلاة". (۱)

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب گرمی کی شدت ہو تو نماز ٹھنڈے وقت میں ادا کرو۔

یعنی ظہر کی نماز اول وقت سے کچھ دیر کر کے پڑھو۔ تاکہ گرمی کی شدت کم ہو جائے۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام ظہر کی نماز پڑھنے میں اس وقت تک تاخیر کرتے تھے کہ ٹیلہ کا سایہ زمین پر پڑ جاتا تھا اور ٹیلہ منبسط ہوتا ہے یعنی پھیلا رہتا ہے۔ (۲) اس وجہ سے اس کا سایہ زوال کے بعد دیر میں پڑتا ہے بخلاف دراز چیزوں کے جیسے منارہ وغیرہ کہ اس کا سایہ جلد ظاہر ہو جاتا ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب پانچ قدم سایہ آجائے تو اس وقت ظہر پڑھنا چاہئے۔ (۳)

بعض روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس وقت ظہر کی نماز پڑھی جاتی تھی، صحابہ

(۱) صحیح البخاری، باب الإبراد بالظہر فی شدة الحر (ح: ۵۳۳) / سنن ابی داؤد، باب وقت صلاة الظہر (ح: ۴۰۲) / الصحیح لمسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوة، باب استحباب الظہر فی شدة الحر، الخ (ح: ۶۱۵) / مسند الدارمی، باب الإبراد بالظہر (ح: ۱۲۴۳) / مسند الحمیدی، أحادیث أبی ہریرۃ (ح: ۹۷۱) / مسند الشافعی، باب الإبراد بالظہر (ح: ۱۳۳) انیس

(۲) عن أبی ذر الغفاری قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فأراد المؤذن أن یؤذن للظہر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: أبرد ثم أراد أن یؤذن فقال له أبرد حتی رأینا فیء التلول فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: إن شدة الحر من فیح جہنم فإذا اشتد الحر فأبردوا بالصلوة، وقال ابن عباس تنقیاً تتمیل. (الصحیح للبخاری کتاب مواقیات الصلوة، باب الإبراد بالظہر فی السفر (ح: ۵۱۴) انیس)

(۳) عبد اللہ بن مسعود قال: كانت قدر صلاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصیف ثلاثة أقدام إلى خمسة أقدام وفی الشتاء خمسة أقدام إلى سبعة أقدام. (سنن أبی داؤد، باب فی وقت صلاة الظہر (ح: ۴۰۰) / المصنف لابن

أبی شیبۃ، من قال کم یصلی الظہر قد ما ووقت فی ذلک (ح: ۳۲۸۹) / سنن النسائی، آخر وقت الظہر (ح: ۵۰۳) انیس (۴) عن زبیر بن العوام قال: کنا نصلی الجمعة مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبتدر الفیء فما یکون إلا قدر قدم أو قدمین. (الصحیح لابن خزيمة، باب التبرید فی صلاة الجمعة (ح: ۱۸۴۰) انیس)

کرام دیوار کے سایہ میں نماز کے لیے جایا کرتے تھے، اس زمانہ میں دیوار سات گز بلند ہوا کرتی تھی۔ (۴)

اس لئے بعض علما نے کہا کہ اوسط وقت ظہر کی نماز پڑھنا چاہئے۔ بعض شافعیہ نے کہا کہ حدیث میں جو مذکور ہے کہ ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز پڑھنا چاہئے۔ تو اس سے مطلب یہ ہے کہ زوال کے وقت پڑھنا چاہئے۔ اس واسطے کہ بہ نسبت وقت استواء کے زوال کے وقت ٹھنڈا وقت آ جاتا ہے۔ تو بعض شافعیہ کا یہ قول قیاس سے بعید ہے اور تجربہ کے خلاف ہے کہ بہ نسبت وقت استواء کے زوال کے وقت گرمی کم ہو جاتی ہے۔ اس واسطے کہ سبب کی قوت کا جس قدر اثر ہوتا ہے، اس سے سبب کے دوام کا زیادہ اثر ہوتا ہے، چنانچہ آدھی رات میں جس قدر سردی ہوتی ہے، اس سے زیادہ سردی صبح کو ہوتی ہے۔ حالانکہ صبح کو آفتاب نزدیک ہو جاتا ہے۔

ہدایہ میں لکھا ہے کہ گرمی کی شدت اس ملک میں اس وقت ہوتی ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوتا ہے، تو ٹھنڈک اس کے بعد ہوگی۔

حاصل کلام یہ کہ صحیح احادیث سے اس امر میں مبالغہ کرنے کا حکم ثابت ہے کہ ٹھنڈے وقت میں ظہر کی نماز پڑھنا چاہئے اور یہ جو احادیث میں آیا ہے کہ صحابہؓ نے کہا کہ ہم لوگوں نے دو پہر کی گرمی کی شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو قبول نہ فرمایا۔ (۱)

ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کیا تھا کہ ظہر کے آخر وقت سے بھی ظہر کی نماز میں دیر کی جائے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمایا۔ واللہ اعلم

امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ ضرورت کی حالت میں اجازت ہے کہ ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز پڑھی جائے اور یہی ان لوگوں کے لئے حکم ہے کہ جماعت کی تلاش میں مسجدوں میں جاتے ہیں، یعنی اس تلاش میں دوڑتے ہیں کہ کس مسجد میں جماعت ملے گی اور تکلیف اٹھاتے ہیں۔ جو شخص تنہا نماز پڑھتا ہے یا اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھتا ہے تو بہتر ہے کہ وہ اول وقت سے تاخیر نہ کرے، اس واسطے کہ تاخیر کرنا ظاہر حدیث کے خلاف ہے۔

ترمذی کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں بھی حکم فرماتے تھے کہ ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز پڑھی جائے۔ حالانکہ وہاں سب لوگ ایک جگہ جمع رہتے تھے۔ ترمذیؒ نے کہا ہے کہ یہ جو قول ہے کہ گرمی کی شدت میں ظہر میں تاخیر کرنا چاہئے۔ تو یہ قول زیادہ بہتر ہے اور بہت مناسب ہے، اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ

- (۱) عن خیاب قال: أتینار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشکونا إلیہ حر الرضاء فلم یشکنا، قال زہیر: قلت لأبی إسحق: أفی الظہر؟ قال: نعم، قلت: أفی تعجیلہا؟ قال: نعم. (الصحيح لمسلم كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب تقديم الظہر فی أول الوقت فی غیر شدۃ الحر) (ح: ۶۱۹) / سنن النسائی كتاب المواقيت، أول وقت الظہر (ح: ۹۴۷) (انیس)
- (۲) عن أبی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إذا اشتد الحر فأبردوا بالصلاة... ==

علیہ وسلم کے حکم کی زیادہ اتباع ہوتی ہے۔ (۲) یہ ترجمہ سے لکھا گیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعیؒ کی دلیل وہ حدیث ہے کہ اس میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی امامت کرنے کا ذکر ہے کہ ہر چیز کا سایہ جب سایہ اصلی کے سوا ایک مثل ہو گیا تو اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پہلے دن عصر کی نماز پڑھائی (۱) اور امام ابو حنیفہؒ کی دلیل وہ حدیث ہے کہ اسمیں حکم ہے کہ ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز پڑھنا چاہئے اور اس کی دلیل اوپر گزری ہے۔ واللہ أعلم بالصواب وإلیہ المرجع والمآب (فتاویٰ عزیزی اردو: ۴۶۳-۴۶۸)

### ظہر کا وقت:

سوال: کیا ظہر کی نماز ایک بجکر ۵ منٹ پر ادا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ ہماری فیکٹری میں مستقل اسی وقت ظہر کی جماعت ادا کی جاتی ہے؟

الجواب

== فإن شدة الحر من فيح جهنم... قال أبو عيسى حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح وقد اختار قوم من أهل العلم تأخير صلوة الظهر في شدة الحر وهو قول ابن المبارك وأحمد وإسحق، قال الشافعي: إنما الإبراد بصلوة الظهر إذا كان مسجداً ينتاب أهله من البعد فأما المصلي وحده والذي يصلي في مسجد قومه فالذي أحب له أن لا يؤخر الصلوة في شدة الحر، قال أبو عيسى: ومن ذهب إلى تأخير الظهر في شدة الحر أولى وأشبه بالاتباع وأما ما ذهب إليه الشافعي أن الرخصة لمن ينتاب من البعد والمشقة على الناس فإن في حديث أبي ذر ما يدل على خلاف ما قال الشافعي قال أبو ذر كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر فأذن بلال بصلوة الظهر فقال النبي صلى الله عليه وسلم يا بلال أبرد ثم أبرد، فلو كان الأمر على ما ذهب إليه الشافعي لم يكن للإبراد في ذلك الوقت معنى لاجتماعهم في السفر وكانوا لا يحتاجون أن ينتابوا من البعد. (سنن الترمذی، کتاب الصلوة، باب مواقيت الصلوة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في تأخير الظهر في شدة الحر (ح: ۱۵۷) انیس)

(۱) عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أمني جبرئيل عند البيت مرتين فصلي الظهر في الأولى منهما حين كان الفیء مثل الشراك ثم صلى العصر حين كان كل شيء مثل ظله ثم صلى المغرب حين وجبت الشمس وافتطر الصائم ثم صلى العشاء حين غاب الشفق ثم صلى الفجر حين برق الفجر وحرم الطعام على الصائم وصلى المرة الثانية الظهر حين كان ظل كل شيء مثله لوقت العصر بالأمس ثم صلى العصر حين كان ظل كل شيء مثليه ثم صلى المغرب لوقته الأول ثم صلى العشاء الآخرة حين ذهب ثلث الليل ثم صلى الصبح حين أسفرت الأرض ثم التفت إلى جبرئيل فقال يا محمد هذا وقت الأنبياء من قبلك والوقت فيما بين هذين الوقتين. (سنن الترمذی، باب ما جاء في مواقيت الصلوة عن النبي صلى الله عليه وسلم، أبواب الصلوة (ح: ۱۴۹) / سنن أبي داؤد، باب المواقيت (ح: ۳۹۳) انیس)

(۲) عن أبي بردة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم... ويصلي الظهر إذا زالت الشمس. (الصحيح للبخاری، کتاب مواقيت الصلوة، باب وقت الظهر عند الزوال (ح: ۵۱۶))

أول وقت الظهر إذا زالت الشمس. (الهداية، كتاب الصلوة، باب المواقيت، انیس)

ظہر کا وقت زوال آفتاب کے فوراً بعد ہو جاتا ہے۔ (۲) اور زوال آفتاب کا وقت موسموں کے اختلاف سے بدلتا رہتا ہے۔ اس کے لئے اوقات کے مفصل نقشے چھپے ہوئے عام ملتے ہیں، ان کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں، چونکہ اکثر موسموں میں ایک بجے سے پہلے ہی ظہر کا وقت ہو جاتا ہے۔ اس لئے آپ ایک بجے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ والسلام  
احقر محمد تقی عثمانی ۱۳-۱-۱۳۹۹ھ (فتویٰ نمبر ۱۱۷-۱۳۰-الف) (فتاویٰ عثمانی: ۳۸۹/۱-۳۹۰)

### وقت ظہر اور امام صاحب:

سوال: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا رجوع وقت ظہر مثلین سے اور ”الشفق ہو البیاض“ سے اور جائز ہونا مسح کا اوپر جو رب کے یہ منعل یا مجلد ہو ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب

رجوع امام صاحب کا مثلین سے وقت ظہر میں اور وقت مغرب میں شفق ابیض سے ثابت نہیں اور قول امام اصح و احوط ہے۔ کما حققه العلامة الشامی (۱)۔  
اور جو رب منعل و مجلد پر مسح کا جواز مسلم ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۲۲)

### انتہائی وقت ظہر عند الحنفیہ:

سوال: حنفیہ کے نزدیک انتہائی وقت ظہر کہاں تک ہے۔ ایک مثل تک یا دو مثل تک یعنی نماز ظہر کب سے قضا پڑھنی چاہئے اور نماز عصر کب پڑھنی چاہئے؟

الجواب

قال فی الدر المختار: ”ووقت الظهر من زواله ... إلى بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما

(۱) الشفق هو الحمرة عندهما وبه قالت الثلاثة وإليه رجع الإمام كما في شروح المجمع وغيرها فكان هو المذهب. (الدر المختار)

قوله وإليه رجع الإمام أى إلى قولهما الذى هو رواية عنه، الخ.

ورده المحقق فى الفتح بأنه لا يساعده رواية ولا دراية، وقال تلميذه العلامة قاسم فى تصحيح القدورى: إن رجوعه لم يثبت، الخ، فثبت أن قول الإمام هو الأصح، الخ. (رد المحتار، كتاب الصلوة، ج: ۱، ص: ۳۳۴-۳۳۵، ظفیر)  
قلت: ما ذكر من الرجوع فشاذاً لم يثبت، لما نقله الكافة عن الكافة من لدن الأئمة الثلاثة وإلى الآن من حكاية القولين ودعوى حمل عامة الصحابة خلاف المنقول. (كتاب التصحيح والترجيح على مختصر القدورى: ۱/۱۵۵، دار الكتب العلمية، انیس)

(۲) أو جوريه من غزل أو شعر الثخينين، الخ، والمنعيلن ما جعل على أسفله جلدة والمجلدين. (الدر المختار) ما ذكره المصنف من جوازه على المجلد والمنعل متفق عليه عندنا. (رد المحتار: باب المسح على الخفين، ج: ۱، ص: ۲۴۹، ظفیر)

و زفرو الأئمة الثلاثة قال الإمام الطحاوی وبه نأخذ وفي غرر الأذکار هو المأخوذ به وفي البرهان وهو الأظهر "الخ، وفي الشامی: قوله إلى بلوغ الظل مثليه، هذا ظاهر الرواية عن الإمام (نهایة) وهو الصحيح. (بدایع، ومحیط، وینابیع) وهو المختار (غیاثیة) واختاره الإمام المحبوبي وعول عليه النسفی وصدر الشریعة تصحيح قاسم. واختاره أصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوی: وبقولهما نأخذ لا يدل على أنه المذهب، الخ، ثم قال وقد قال في البحر لا يعدل عن قول الإمام إلى قولهما، الخ". (۱)

پس معلوم ہوا کہ! رائج عند الحنفیہ قول امام اعظم ہے اور وقت ظہر دو مثل تک رہتا ہے، سوائے فنی الزوال کے اور وقت عصر کا بعد مثلین کے ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۳/۳۲)

### وقت الظهر إلى المثلین (ظہر کا وقت دو مثل تک ہونا)

سوال: ما قولکم فی وقت الظهر عند الحنفیة هل هو باقٍ إلى المثلین أو خرج مع ظل واحد، إمامنا أبو حنيفة هل رجع إلى قول صاحبيه یعنی إلى المثل وإلى هذا القول مال وأفتی مولانا الفاضل عبد الحی اللکھنوی رحمہ اللہ فی مجموع فتاویٰ، فإن رجع، بأی قول يعمل، وما حکم قوم أحناف یصلون عند ختم المثل هل يجوز فإن جاز فلا کراهة أو معها، وما حکم اقتداء غیر المقلد هل يجوز ترجمة الخطبة بغير العربي، وبجوازه أفتی بعض علماء مدراس، هل هو بلا کراهة أو معها؟ (۲)

الجواب

قال فی الدر المختار: ووقت الظهر من زواله إلى بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما، الخ. وفي رد المحتار: (قوله إلى بلوغ الظل مثليه) هذا ظاهر الرواية عن الإمام (نهایة) وهو الصحيح. (بدایع، ومحیط، وینابیع) وهو المختار (غیاثیة) واختاره الإمام المحبوبي وعول عليه

(۱) رد المحتار، کتاب الصلوة، ج: ۱، ص: ۳۳۲، ظفیر

(۲) ترجمہ سوال: ظہر کے انتہائی وقت میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے، حنفیہ کے نزدیک ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے یا ایک ہی مثل پر ختم ہو جاتا ہے، امام ابوحنیفہؒ نے صاحبین کے قول یعنی ایک مثل کی طرف رجوع کیا ہے یا نہیں، اور اسی ایک مثل والے قول کی طرف میلان ہے اور فتویٰ دیا ہے مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے اپنی کتاب مجموعہ فتاویٰ میں، پس اگر امام صاحبؒ کا رجوع ثابت ہو تو کس قول پر عمل کیا جائے، اور ان حنفی لوگوں کا کیا حکم ہے جو ایک مثل کے ختم پر نماز ظہر پڑھتے ہیں، کیا جائز ہے، اگر جائز ہے تو کراہت کے ساتھ یا بلا کراہت، اور غیر مقلدین کی اقتداء کا کیا حکم ہے، کیا غیر عربی میں خطبہ کا ترجمہ کرنا جائز ہے، مدراس کے بعض علما نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے تو کیا وہ بغیر کراہت ہے یا کراہت کے ساتھ ہے؟ انیس

النفسی و صدر الشریعة، تصحیح قاسم. واختاره أصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوی: وبقولهما نأخذ لا يدل على أنه المذهب وما في الفيض: من أنه يفتى بقولهما في العصر والعشاء مسلم في العشاء فقط على ما فيه وتماه في البحر، الخ، وفيه أيضاً: قال في البحر لا يعدل عن قول الإمام إلى قولهما أو قول أحدهما إلا للضرورة من ضعف دليل أو تعامل بخلافه، الخ، وقد قال قبيله: إن الأدلة تكافئت ولم يظهر ضعف دليل الإمام بل أدلته قوية أيضاً، الخ. (۱)

فالحاصل أن وقت الظهر يبقى إلى المثليين والإمام أبو حنيفة مارجع في هذا إلى قول صاحبين بل يروى عنه كقولهما ولكن ظاهر الرواية خلافه فمأذون بعد المثل فهو أداء والأحسن الأحوط ما في السراج عن شيخ الإسلام: أن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل وأن لا يصلي العصر حتى يبلغ المثليين ليكون مؤدياً للصلوتين في وقتها بالإجماع، الخ. (رد المحتار) (۲)

وفي اقتداء غير المقلد قيل، وقال، تفصيل، وإجمال، فلا حوط تركه إلا للضرورة داعية، و ترجمة الخطبة بغير العربي مكروهة على التحقيق صرح به في المسوى والمصنف شرح الموطأ وجوازه بغير العربي مختلف فيه فالحذر كل الحذر من الاختلاف فإنه خلاف الاحتياط. فقط (۳)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۲-۳۷۷)

## ظہر کی نماز دو مثل پر:

سوال: جو نماز ظہر صاحبین کے مفتی بہ مذہب کے خلاف دو مثل پر پڑھی جائے کیا اس نماز کا اعادہ ضروری ہے؟

الجواب

احتیاطاً پہلی مثل میں نماز ظہر ادا کرنی چاہیے اور جو نمازیں دوسری مثل میں ادا ہوئی ہیں ان کے قضا کرنے کی

ضرورت نہیں۔ (۴)

(۱) رد المحتار، کتاب الصلوة، ج: ۱، ص: ۳۳۲-۳۳۳، ظفیر

(۲) رد المحتار، کتاب الصلوة، ج: ۱، ص: ۳۳۳، ظفیر

(۳) ترجمہ جواب: ظہر کا وقت دو مثل تک باقی رہتا ہے جیسا کہ در مختار و شامی کی مندرجہ بالا روایتوں سے معلوم ہوتا ہے، اور امام ابو حنیفہ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع نہیں کیا ہے بلکہ ان سے اسی طرح کی ایک روایت ہے جو ظاہر الروایت کے خلاف ہے، لہذا جو نماز ایک مثل کے بعد ادا کی جائے وہ بھی ادا ہے، اور بہتر اور احتیاط وہ طریقہ ہے جو شیخ الاسلام سے سراج میں منقول ہے کہ: ظہر کو ایک مثل تک مؤخر نہ کرے اور عصر کو دو مثل سے پہلے نہ پڑھے تاکہ دونوں نمازوں کی ادا ہو جائے ان کے وقت میں ہو، اور غیر مقلد کی اقتداء میں قبل قال اور کچھ تفصیل و اجمال ہے، پس احتیاطاً اقتداء نہ کرنا ہے، البتہ اگر کوئی ضرورت اور پیش ہو تو گنجائش ہے، اور غیر عربی میں خطبہ کا ترجمہ تحقیق طور پر مکروہ ہے، اس کی صراحت موطا کی شرح مسویٰ اور مصنفی میں کی ہے اور غیر عربی میں اس کا جائز ہونا مختلف فیہ ہے، پس اختلاف سے بچنا ضروری ہے کیونکہ وہ احتیاط کے خلاف ہے۔ انیس

(۴) والأحسن ما في السراج عن شيخ الإسلام أن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل. (رد المحتار: ۳۵۹/۱)

وفي الكنز: والظهر من الزوال إلى بلوغ الظل مثليه سوى الفیء. (کنز الدقائق مع البحر الرائق: ۲۴۵/۱)

مکتوبات: ج ۴، ص: ۲۱۷۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام: ۳۷)

### سایہ اصلی اور مثلین کا بیان:

سوال: عصر کے وقت اکثر کتابوں میں یہی دیکھا گیا ہے کہ سوائے سایہ اصلی کے دو مثل سایہ ہو جاوے، تب عصر کا وقت ہوتا ہے، تو ٹھیک اول وقت کو معلوم کرنے کے لئے آسان طریقہ کیا ہے؟ کیونکہ سایہ اصلی ہمیشہ کم زیادہ ہوا کرتا ہے، اور روزانہ اصلی سایہ اور عصر کے وقت کا ناپنا بہت ہی دقت پریشانی ہے، اس لئے دریافت طلب ہے کہ لکڑی سے سایہ ناپنا ہو جاوے، اور ٹھیک اول وقت بھی معلوم ہو جاوے، جس طرح سے دو پہر کو آفتاب ڈھل گیا، ظہر کا وقت ہوا آفتاب غروب ہوا، مغرب کا وقت ہوا، اسی طرح کوئی آسان طریقہ بتلا دیں، کیونکہ کئی مرتبہ تجربہ کیا گیا ہے تو اذان بے وقت ہوتی ہے، کبھی جماعت بھی ہوتی ہے، آزمائش سے ٹھیک وقت نہیں ہوتا۔

(۱) سوائے اصلی سایہ کے دو سایہ کا ہونا، یہ قید کا ہونا بارہ ماہ کے لئے ہے یا صرف ایام دھوپ کے لئے ہے بدلیل تحریر فرمادیں؟

(۲) اگر یہ قید بارہ ماہ کے لئے ہے تو ایام بارش میں کس طرح سے معلوم کیا جاوے اور گھڑی کا شریعت میں اعتبار نہیں کیا گیا ہے؟

(۳) ابر کے دنوں میں سوائے اصلی سایہ کے دو سایہ کا ہونا اعتبار نہیں کیا گیا ہے، تو وہ دلیل کس کتاب میں ہے تحریر فرمادیں؟

(۴) ابر میں عصر کی نماز دیر کر کے پڑھنے کا حکم ہے تو کیا حد ہے جو اس حد سے ہم دیر کر کے نماز پڑھیں، حد معلوم کرنے کی پہچان خوب خلاصہ تحریر فرمادیں مع دلیل کے۔

الجواب

سایہ اصلی اور دو مثل کی پہچان کا طریقہ کسی عالم کی زبانی سمجھ لیں، تحریر سے سمجھ میں نہ آئے گا، آسان بات یہ ہے کہ جب دن بہت چھوٹا ہو، اس وقت عصر کی نماز غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ پہلے پڑھ لیا کریں اور جب دن بہت بڑا ہو تو غروب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے عصر پڑھا کریں اور درمیانی دنوں میں ایک گھنٹہ پہلے غروب سے پڑھا کریں، اس طریقہ پر عصر ہمیشہ دو مثل کے بعد ہوا کرے گی، دو مثل کے بعد عصر پڑھنے کا حکم ہر زمانہ میں ہے خواہ ابر ہو یا نہ ہو۔

(امداد الاحکام: ۱۸/۲۰)

ظہر و جمعہ کا وقت:



سوال: ظہر و جمعہ کی اذان ہمیشہ سوا بارہ بجے اور جماعت ساڑھے بارہ بجے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

مختلف موسموں میں حکم مختلف ہوتا رہتا ہے۔ زوال سے پہلے ظہر اور جمعہ کا وقت نہیں ہوتا اور گرمیوں میں ظہر میں تاخیر مستحب ہے، (۱) اور جمعہ میں ہمیشہ تعجیل مستحب ہے، لیکن اس کا خیال رکھا جاوے کہ وقت ہو جاوے۔ ساڑھے بارہ بجے سے پہلے جمعہ کی اذان نہ کہی جاوے اور ایک بجے جمعہ پڑھا جاوے اور ظہر میں موسم گرما میں تاخیر چاہئے۔ (۲) اذان دو ڈیڑھ بجے اور نماز سوا دو یاڑھائی بجے پڑھنی چاہئے اور جاڑوں میں ایک ڈیڑھ بجے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۴۲-۳۵)

### ظہر اور جمعہ کا وقت:

سوال: ظہر و عصر حضرت امام اعظمؒ کے مذہب مختار کی بموجب کس وقت ادا کرنی چاہئے؟ اول وقت کب ہوتا ہے اور آخر وقت کب ہے؟ اور جمعہ کا وقت کس وقت سے ہوتا ہے اور کب تک ہے؟

الجواب

ظہر کا وقت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دو مثل تک رہتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے، پس ظہر کی نماز دو مثل سے پہلے پہلے پڑھنی چاہئے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد مگر بہتر یہ ہے کہ وقت شروع ہو جانے کے بعد زیادہ تاخیر نہ کریں۔ ایک مثل تک ظہر کی نماز پڑھ لیں اور دو مثل کے کچھ دیر بعد عصر کی نماز پڑھ لیں۔ جمعہ کا وقت ظہر کی طرح

(۱) عن أبي سهيل بن مالك عن أبيه أنه قال كنت أرى طنفسة لعقيل بن أبي طالب يوم الجمعة تطرح إلى جدار المسجد الغربي فإذا غشي الطنفسة كلها ظل الجدار، خرج عمر بن الخطاب وصلى الجمعة. (موطأ الإمام مالك باب وقت الجمعة، كتاب وقوت الصلاة: ح: ۱۷) انیس

عن أبي ذر قال: أذن مؤذن رسول الله صلى الله عليه وسلم بالظهر فقال النبي صلى الله عليه وسلم أبرد أبرد، أو انتظر انتظر، وقال إن شدة الحر من فيح جهنم فإذا اشتد الحر فأبردوا بالصلاة، قال أبو ذر: حتى رأينا فيء التلول. (الصحيح لمسلم كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر لمن يمشي إلى جماعة وبناله الحر في طريقه: ح: ۶۱۶) انیس

(۲) (والمستحب) للرجل (الابتداء) في الفجر (بإسفار) الخ، (وتأخير ظهر الصيف) بحيث يمشي في الظل (مطلقاً) الخ، (وجمعة كظهر أصلاً واستحباً) في الزمانين لأنها خلفه. (الدر المختار)

لكن جزم في الأشباه من فن الأحكام أنه لا يسن لها الإبراد. (رد المحتار، كتاب الصلاة، ج: ۱، ص: ۳۴۰، ظفیر)

==

(۳) (وقت الظهر من زواله) أي ميل ذكاء عن كبد السماء (إلى بلوغ الظل مثليه) الخ، ...

زوال شمس کے بعد شروع ہوتا ہے اور جس وقت تک ظہر کا وقت ہے اسی وقت تک جمعہ کا وقت ہے۔ (۳) فقط  
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۷/۲)

### نماز جمعہ و ظہر میں وقت کا تفاوت ہے یا نہیں:

سوال: جمعہ کی نماز کا وقت کب سے ہو جاتا ہے، مدراس کے ٹائم کے حساب سے کتنے بجے جمعہ کا وقت ہو جاتا ہے اور زوال کا وقت آج کل کب سے کب تک ہے؟ کیا نماز جمعہ زوال سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں اور ظہر اور جمعہ کا ایک ہی وقت ہے یا کچھ فرق ہے؟

الجواب

ظہر کی نماز کا اور جمعہ کا ایک ہی وقت ہے۔ زوال شمس کے بعد وقت شروع ہوتا ہے اس سے پہلے جمعہ درست نہیں ہے جیسا کہ ظہر بھی درست نہیں ہے۔ (۱) یہاں تقریباً مدراس کے ٹائم سے ساڑھے بارہ بجے زوال ہوتا ہے، وہاں کے زوال کا وقت دیکھ لیں، غالباً وہاں بھی اسی کے قریب قریب ہوگا۔ اس کے بعد جمعہ پڑھنا چاہئے۔ فقط  
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۰/۲)

### جمعہ اور ظہر کی نماز کے اوقات میں فرق:

سوال: جمعہ کی نماز اور ظہر کی نماز کا وقت ایک ہی ہے یا نہیں اور جمعہ کی نماز ظہر کے وقت سے کچھ پہلے پڑھنا سنت ہے یا دونوں مساوی وقت ہیں۔ مثلاً جو شخص ظہر کی نماز دو بجے پڑھتا ہے اس کو جمعہ کی نماز ایک بجے پڑھنا مستحب ہوگی یا دو ہی بجے؟

الجواب

- == (سوی فیء الزوال) - (إلى أن قال) - (ووقت العصر منه) إلى قبيل (الغروب). (الدر المختار)  
قال في رد المحتار: أي بلوغ الظل مثليه على رواية المتن.  
وأيضاً قال: والأحسن ما في السراج: عن شيخ الإسلام: أن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل وأن لا يصلّي العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤدياً للصلايتين في وقتيهما بالإجماع. (رد المحتار، كتاب الصلوة، ج: ۱، ص: ۳۳۲-۳۳۳، مصری)  
وأيضاً قال في الدر المختار: وجمعة كظهر أصلاً واستحباً في الزمانين.  
وقال في رد المحتار: أي الشتاء والصيف. (ج: ۱، ص: ۳۴۰، سعيد)  
(۱) (وجمعة كظهر أصلاً واستحباً) في الزمانين لأنها خلفه. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلوة، ج: ۱، ص: ۳۴۰، ظفیر)  
== (۲) (وجمعة كظهر أصلاً واستحباً) في الزمانين لأنها خلفه. (الدر المختار)

جمعہ و ظہر کا وقت ایک ہے مگر جمعہ کو ذرا پہلے پڑھنا کہ لوگ سویرے سے آئے ہیں، ان کو جلد فراغت ہو جائے تو بہتر ہے۔ (۲) فقط (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۳) ☆

جمعہ کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے:

سوال: جمعہ کی نماز کا وقت کتنے بجے شروع ہوتا ہے اور کتنے بجے تک رہتا ہے، جمعہ کی نماز کس وقت تک ادا کی جاسکتی ہے شریعت محمدیہ کے احکام سے روشناس کریں؟

الجواب \_\_\_\_\_ وبالله التوفيق

جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے، یعنی اس کی ابتدا زوال کے بعد سے ہوتی ہے اور آخر وقت امام اعظم کے

== ... لكن جزم في الأشباه من فن الأحكام أنه لايسن لها الإبراد. (ردالمحتار، كتاب الصلاة بعدمطلب في طلوع الشمس من مغربها: ١/٣٦٧، دار الفكر بيروت)

☆ ملفوظ متعلق اوقات صلاة:

نماز پڑھنے میں گھنٹہ کا اعتبار نہیں۔ (عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنه قال: إن أمة أمة لا تكتب ولا تحسب، الشهر هكذا وهكذا یعنی مرة تسعة وعشرين ومرة ثلاثين). (الصحيح للبخاری (ج: ۱۳۱۹) / الصحيح لمسلم، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال (ح: ۱۰۸۰)

... فإنه يدل على أن معرفة الشهر ليست إلى الكتاب والحساب كما يزمع أهل النجوم وللإجماع على عدم الاعتداد بقول المنجمين. (مرقاۃ المفاتیح، باب رؤية الهلال: ۱۳۷۲/۴)

قال فى التوضيح: وروى ابن نافع عن مالك فى الإمام الذى يعتمد الحساب أنه لا يقتدى به ولا يتبع. (مواهب الجليل فى مختصر خليل. باب ما يثبت به رمضان ٣٨٧/٢. انيس)

بعد زوال شمس سایہ اصلی چھوڑ کر ایک مثل کے اندر جمعہ یا ظہر پڑھ لینی چاہیے اور سوائے سایہ اصلی کے ایک مثل کے بعد بروایت مفتی بہ وقت نماز عصر ہو جاتا ہے اور رجوع امام صاحب کا حال پھر پوچھنا عصر کی نماز بعد ایک مثل کے ہو جاتی ہے، اعادہ کی حاجت نہیں۔ ہم نے استادوں سے یہی سنا ہے کہ ہزار روزہ کی کچھ اصل نہیں اور سب نفل روزوں کے برابر ہے۔ فقط اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد عبد الرحمن، بقلم عبد السلام غفر له

شعبان ۱۳۱۳ھ، یوم شنبہ۔ ازبانی پت۔ عبدالسلام عفی عنہ کا سلام مسنون۔ (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۸)

(١) (و) الثالث (وقت الظهر فبطل) الجمعة (بخروجه) مطلقاً. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب

الجمعة، باب الجمعة: ١٨/٣)

(ووقت الظهر من زواله) ... (إلى بلوغ الظل مثليه). (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب

الصلاة: ١٤/٢)

نزدیک اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو جائے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
عبدالصمد رحمائی۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۳۰۰/۲)

### ڈھائی بجے دن تک جمعہ کا وقت رہتا ہے یا نہیں:

سوال: جمعہ کا وقت اڑھائی بجے رہتا ہے یا نہیں، پنجاب کے اکثر مسلمان معترض ہیں کہ اڑھائی بجے کا وقت صحیح نہیں۔

الجواب

جمعہ کا وقت مثل ظہر کے ہے، زوال آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے اور ایک مثل یا دو مثل تک علی اختلاف القولین باقی رہتا ہے۔ لیکن جمعہ میں تعجیل یعنی جلدی پڑھنا مستحب اور بہتر ہے، مثل ریلوے ٹائم سے ساڑھے بارہ بجے زوال آفتاب ہوتا ہے تو ایک بجے یا ڈیڑھ بجے تک یا کچھ کم و بیش نماز جمعہ ادا کر لینی چاہئے، لیکن اڑھائی بجے تک بھی وقت رہتا ہے۔ البتہ قصداً اس قدر تاخیر پسندیدہ اور مشروع نہیں ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۰۶/۲-۴۱)

### نماز ظہر ڈیڑھ بجے پڑھنی چاہیے یا دو، اڑھائی بجے:

سوال: جو شخص جماعت کی نماز چھوڑ دے اور کہے کہ یہ اولیٰ وقت میں ہے اور دیر سے نماز پڑھے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ہماری مسجد میں ظہر ڈیڑھ بجے ہوتی ہے، سارے مقتدی اسی وقت نماز ادا کرتے ہیں، جب کہ ایک صاحب دو یا ڈھائی بجے آکر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اولیٰ وقت یہی ہے۔ اس بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟

الجواب

(۱) (و جمعة كظہر أصلاً واستحباً) فی الزمانین لأنها خلفه. (الدر المختار، كتاب الصلاة)

قولہ: أصلاً أى من جهة أصل وقت الجواز وواقع في آخره من الخلاف، قوله: (استحباً في الزمانين) أى الشتاء والصيف لكن جزم في الأشباه في فن الأحكام: أنه لايسن لها الايراد، الخ وقال الجمهور: ليس بمشروع لأنها تقام بجمع عظيم فتأخيرها مفض إلى الحرج ولا كذلك الظہر. (ردالمحتار: كتاب الصلاة، كتاب الصلوة، بعد مطلب في طلوع الشمس من مغربها: ۳۴۰/۱)

(۲) عن أبى هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا اشتد الحر فأبردوا عن الصلوة، فإن شدة الحر من فيح جهنم. (سنن الترمذی: ۲۳/۱، باب ما جاء في تأخير الظہر في شدة الحر، طبع دہلی)

### ☆ ظہر کا وقت ایک بیس ہی پر کیوں:

سوال: ہمارے محلے میں ایک مسجد ہے، جس میں ظہر کی نماز گزشتہ دس سال سے ایک بج کر بیس منٹ پر ہوتی ہے، کیا یہ ظہر کا وقت ٹھیک ہے یا اس میں رد و بدل کرنا چاہیے؟

==

نماز صحیح وقت پر پڑھنی چاہیے، عام طور پر ڈیڑھ بجے ظہر پڑھی جاتی ہے، گرمیوں کے موسم میں کچھ تاخیر کر کے پڑھ لینا چاہیے۔ (۲) واللہ اعلم (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۱۰/۳) ☆

## نمازِ ظہر دوسرے مثل میں:

سوال: دیدہ و دانستہ نمازِ ظہر دوسرے مثل میں ہمیشہ ادا کرنا کیسا ہے؟

الجواب

فی الشامی عن الطحطاوی عن الحموی عن الخزانة: ”الوقت المکروه فی الظہر أن یدخل فی حد الاختلاف وإذا أخره حتی صار ظل کل شیء مثله فقد دخل فی حد الاختلاف“۔ (۳) پس معلوم ہوا کہ ظہر میں اس قدر تاخیر کرنا کہ حد اختلاف میں داخل ہو جاوے یعنی سایہ ایک مثل ہو جاوے تو یہ مکروہ ہے۔ وفيه قبيله:

الجواب

==

زوال کے بعد ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ (عن أبی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن للصلاة أولاً وآخرًا... وإن أول وقت صلاة الظہر حين تزول الشمس، وآخر وقتها حين یدخل وقت العصر۔) (جامع الترمذی، أبواب الصلاة: ۳۹/۱ طبع سعید)

ایضاً: ووقت الظہر من زواله: أي میل ذکاء عن کبد السماء إلى بلوغ الظل مثليه وعنه مثله... سوی فیء الزوال۔ (الدرا المختار، کتاب الصلاة: ۴۲۵/۱، طبع رشیدیہ)

سردیوں کے موسم میں ظہر جلدی پڑھنا اور گرمیوں میں ذراتاخیر سے پڑھنا افضل ہے۔ (وطریق معرفۃ زوال الشمس وفي الزوال أن تغرز خشبة مستوية فی أرض مستوية فما دام الظل فی الانتقاص فالشمس فی حد الارتفاع وإذا أخذ الظل فی الإزدیاد علم أن الشمس قد زالت فاجعل علی رأس الظل علامة فمن موضع العلامة إلى الخشبة يكون فی الزوال فإذا ازداد علی ذلك وصارت الزيادة مثلی ظل أصل العود سوی فی الزوال... الخ۔) (الفتاویٰ الهندیہ: ۵۱/۱، کتاب الصلاة، الباب الأول فی المواقیت وما يتصل بها)

اگر آپ کی مسجد میں نمازیوں کی مصلحت سے نماز ایک بیس پر ہوتی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر گرمیوں کے موسم میں اس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے تو تاخیر سے پڑھنی چاہئے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۰۹/۳)

(۳) ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، ج: ۱، ص: ۳۴۰، ظفیر

(کذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح، مدخل: ۱۸۲/۱۔ انیس)

(۴) ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ: ۳۳۳/۱، ظفیر

(کذا فی الجوهرۃ النیرۃ، کتاب الصلاة: ۴۱/۱، البحر الرائق، وقت صلاة الظہر: ۲۵۸/۱، انیس)

والأحسن مافى السراج عن شيخ الإسلام: أن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل وأن لا يصلى العصر حتى يبلغ المثلين. الخ. (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۹/۲-۵۰)

### نماز ظہر کا وقت عند الاحناف کیا ہے:

سوال: امام ابوحنیفہؒ است کہ زدوے وقت ظہر بحر فی اصلی دوشل است ثبوت ایں با حادیث صحیحہ ارقام فرماید؟ (۱)

الجواب

علامہ شامی گفتہ:

إن الأدلة تكافئت ولم يظهر ضعف دليل الإمام بل أدلته قوية أيضاً كما يعلم من مراجعة المطولات وشرح المنية، الخ. (۲)

أقول: وقد استدل شارح المنية لقول الإمام بحديثين صحيحين حيث قال: وله حديث أبي هريرة<sup>رض</sup> عنه عليه الصلوة والسلام: إذا اشتد الحر فأبرد بالصلوة فإن شدة الحر من فيح جهنم. (رواه الستة) وعن أبي ذر<sup>رض</sup> قال: كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر فأراد المؤذن أن يؤذن فقال له: أبرد، ثم أراد أن يؤذن فقال له: أبرد، حتى ساوى الظل التلول، فقال النبي صلى الله عليه

(۱) خلاصہ سوال: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظہر کا وقت سایہ اصلی کے علاوہ دوشل تک ہے، اس کا ثبوت احادیث صحیحہ سے کیا ہے، واضح فرمائیں؟ انیس

(۲) رد المحتار، کتاب الصلوة، ج: ۱، ص: ۳۳۳، ظفیر

(۳) غنیۃ المستملی، ص: ۲۲۶، ظفیر

والحديث في صحيح البخاري، باب الإبراد بالظهر في السفر (ح: ۵۳۹) انیس

(۴) شارح منیہ لکھتے ہیں:

وجه الاستدلال بالحديث الأول: أن شدة الحر في ديارهم اذا كان ظل الشيء مثله والثاني بأنه صرح بأن الظل قد ساوى التلول ولا قدر يدرك لفي الزوال ذلك الزمان في ديارهم فثبت أنه عليه الصلوة والسلام صلى الظهر حين صار ظل الشيء مثله. (غنية المستملی، ص: ۲۲۶، ظفیر)

خلاصہ جواب: علامہ شامی فرماتے ہیں کہ دوشل تک ظہر کا وقت رہنے پر دلائل بہت ہیں، اور امام صاحب کی دلیل کا ضعف ظاہر نہیں ہے بلکہ ان کے دلائل بھی قوی ہیں جیسا کہ شرح منیہ وغیرہ بڑی کتابوں کی مراجعت سے معلوم ہوتا ہے، اور شارح منیہ نے امام صاحب کے قول کے لئے دو صحیح حدیثوں سے استدلال کیا ہے، جس میں ایک حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے ”إذا اشتد الحر الخ“ جو صحاح ستہ میں ہے، اور دوسری حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے ”قال كنا مع النبي صلى الله عليه، الخ“ جو بخاری میں ہے، پھر شارح منیہ نے دونوں حدیثوں سے استدلال کی وجہ کو بیان کیا ہے۔ انیس

وسلم: إن شدة الحر من فيح جهنم. (رواہ البخاری) (۳)

ثم بین وجه الاستدلال بالحديثین فراجعہ. (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۵۸/۲-۵۶)

### وقت ظہر کی تحقیق:

سوال: جناب کا جواب ملفوف آیا، مگر جواب کافی نہ ہونے سے خلجان قائم رہا، بندہ نے دریافت کیا تھا کہ حدیث ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ مرویہ موطا امام محمد<sup>(۱)</sup> ”صل الظهر إذا كان ظلك مثلك بصراحة النص مثبت إلى المثلين“ وقت ظہر ہے یا نہیں؟ آپ نے ایضاً الادلہ کے حوالہ پر موقوف کر دیا۔ لہذا ایضاً الادلہ میں دیکھا تو حدیث مذکور کی دلالت مفہوم نص یعنی دلالت النص بقاء وقت ظہر بعد مثل پر بتائی گئی ہے، چنانچہ عبارت بجسہ یہ ہے، (ص: ۱۳۳): ”صل الظهر إذا كان ظلك مثلك“ جس سے بشرط انصاف یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ بعد مثل بھی وقت ظہر باقی رہتا ہے۔ انتہی (صفحہ: ۱۳۴) مگر تحدید وقت ظہر مثلین تک حدیث مذکور سے نہیں نکلتی۔ (صفحہ: ۱۳۸)

صلوۃ ظہر اس کا وقت یقینی گواہ ایک مثل تک ہے لیکن اگر کسی ضرورت یا غفلت کی وجہ سے کسی کو صلوۃ مذکور کا وقت یقینی میں ادا کرنے کا اتفاق نہ ہوا تو اب یہی چاہئے کہ ما بین مثلین اسکو ادا کرے، کیونکہ یہ وقت گو وقت محتمل ہے تاہم اور اوقات سے تو عمدہ ہے۔ (صفحہ: ۱۴۶) یہ مطلب نہیں کہ وقت مذکور بالیقین وقت ظہر میں داخل ہے۔ اور جیسا بقاء وقت ظہر مثل تک یقینی ہے بعینہ ایسا ہی مثلین تک وقت ظہر باقی رہتا ہے بلکہ وقت ظہر یقینی تو مثل تک ہے۔ (صفحہ: ۱۴۷) ہم نہیں کہتے کہ یہ مذہب ٹھیک نہیں، ہم تو خود اس قول کی صحت کے مقرر ہیں۔ (صفحہ: ۱۴۷) روایت حضرت ابو ہریرۃ وابوذر رضی اللہ عنہما وغیرہما احادیث متعددہ سے یہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ وقت ظہر میں زیادتی کی گئی اور نیز مولانا مدظلہ درس تقریر ترمذی منقولہ مولوی اصغر حسین میں فرماتے ہیں ان احادیث سے صراحت نہیں نکلتی بخلاف حدیث جبرئیل کے کہ وہ مصرح ہے۔ لہذا عمدہ یہ ہے کہ وقت ایک ہی مثل تک ہے اور نیز مولانا تھانوی الاقتصاد، صفحہ: ۱۷۱، میں فرماتے ہیں: حدیث ابوذرؓ اس سے ثابت ہوا کہ ایک مثل کے بعد وقت باقی رہتا ہے اور حضرت گنگوہی قدس سرہ مکاتیب رشیدیہ، صفحہ: ۲۲، میں بنام مولوی صدیق احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں: مثل بندہ کے نزدیک زیادہ قوی ہے۔ روایت حدیث سے ثبوت مثل کا ہوتا ہے، دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں۔

اور فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۱۴، میں الجواب اس عبارت بستان المحدثین اور تفسیر مظہری سے قطعاً اور نفی صراحۃً مثلین ہوتی ہے۔

لہذا مذہبِ مثلیں مرجوح ہے اور ایک قوی اور معمول بہ اکثر فقہا ہے اور نیز نواب قطب الدین خان صاحب مرحوم تنویر الحق میں تحت حدیث ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا وقتِ ظہر کا دو مثل تک، دلالتاً۔ انتہی اور مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری انتصار الحق میں فرماتے ہیں اور اس کلام حضرت ثناء اللہ پانی پتی ”وَأَمَّا آخِرُ وَاقْتِ الظَّهْرِ فَلَمْ يَوْجَدْ فِي حَدِيثٍ صَحِيحٍ وَلَا ضَعِيفٍ أَنَّهُ لَا يَبْقَىٰ بَعْدَ ظِلِّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلُهُ وَلِهَذَا خَالَفَ أَبَا حَنِيفَةَ فِي هَذِهِ الْمَسْئَلَةِ صَاحِبَاهُ وَوَأَفْقَهُمَا الْجُمْهُورُ“ کے اگر یہ معنی ہیں صراحۃً یہ لفظ کسی حدیث میں مذکور نہیں کہ بعد ایک مثل کے وقتِ ظہر باقی رہتا ہے تو مسلم ہے اور ہم کو مضرت نہیں۔ اس لئے صراحۃً مذکور نہ ہونا واسطہ ثبوت کے نہ ضروری ہے، نہ ہمارا مدعا ہے۔

اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم ”التعلیق الممجد علی مؤطا امام محمدؒ“ میں فرماتے ہیں:

”وَالْإِنْصَافُ فِي هَذَا الْمَقَامِ أَنَّ أَحَادِيثَ الْمَثَلِ صَرِيحَةٌ صَحِيحَةٌ وَأَخْبَارُ الْمَثَلِينَ لَيْسَتْ صَرِيحَةً فِي أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ إِلَى الْمَثَلِينَ. انتہی (۱)

حاصل یہ کہ حضرات اکابر کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث مذکورہ و نیز کوئی حدیث دربارہ مثلیں وقتِ ظہر میں بصراحۃ النص نہیں ہے۔ اگرچہ طرق ثلاثہ اشارۃ النص، دلالت النص، اقتضاء النص سے حضرات فقہاء نے استشہاد و استنباط فرمایا ہے اور یہی توجیہ کلام حضرت مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ منقولہ مکاتیب رشیدیہ صفحہ ۲۲ کہ دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں اور منقولہ فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۹۴ قطعیت اور نفی صراحۃً مثلیں ہوتی ہے۔ لہذا قول زید کا کہ حدیث مذکورہ دربارہ توقیت ظہر الی المثلیں بصراحۃ النص ہے، آپ کے نزدیک و نیز حضرت مولانا محمود حسن صاحب مدظلہ العالی کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۶۴/ سوالات عشرہ کے جوابات: ۹/ میں یہ تحقیق فرمائی ہے کہ مسئلہ: ۹/ بخاری نے روایت کی ہے:

”عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤْذِنَ فَقَالَ لَهُ: أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤْذِنَ فَقَالَ لَهُ: أَبْرِدْ حَتَّى سَاوَى الظِّلَّ التَّلَوَّلَ“۔ (۲)

سنو کہ ٹیلوں کا سایہ جب مساوی ٹیلوں کے ہوتا ہے کہ ایک مثل سے بہت زیادہ ہو جاوے، جس کا دل چاہے

(۱) التعلیق الممجد علی مؤطا امام محمد بن الحسن الشیبانی، باب وقوت الصلاة: ۱۶۵/۱. انیس

(۲) الصحيح للبخاری کتاب مواقیات الصلاة، باب الإبراد بالظہر فی السفر (ح: ۵۱۴) انیس



مشاہدہ کر لیوے۔ تو اگر بعد ایک مثل کے وقت باقی تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت میں نماز پڑھی، یعنی ظہر کا وقت باقی تھا تو آپ نے بعد ایک مثل کے نماز پڑھی۔

بعد اس روایت صحیح کے طعن کرنا جہالت ہے، حضرت مولانا گنگوہیؒ کی اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت باقی رہتا ہے تو پھر دیگر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ وقت عصر کے داخل ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور درمیان میں کوئی حد فاصل نہیں ہے۔ لہذا دو مثل تک ظہر کا وقت باقی رہنا محقق اور بعد اس کے کہ حدیث بخاری سے ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد رہنا معلوم ہوا۔ یہ سوال کرنا کہ یہ ثبوت صراحۃً ہے یا دلالتاً یا اشارۃً، لا طائل ہے کیونکہ مفید و جوب سب ہیں، دلالتاً اور اشارۃً جو امر کسی نص سے ثابت ہوتا ہے وہ بھی ویسا ہی ہے جیسا صراحۃً ثابت ہو۔ دیکھئے ضرب و شتم والدین کی جو آیت ”وَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٌ“ (۱) سے دلالت ثابت ہے، حرمت ویسی ہے جیسے اف کہنا یا اس سے بھی زیادہ۔ پس یہ تحقیق کرنا کہ یہ ثبوت صراحۃً ہے یا دلالتاً الخ، لا طائل ہوا۔ باقی سب اقوال و عبارات و روایات اس مسئلہ کے متعلق آپ کے پیش نظر ہی ہیں۔ بار بار اس کے چھیڑنے کی کیا حاجت ہے۔ اس قدر سمجھ لیجئے کہ یہ مسئلہ ثابت ہے اور طعن اس پر جہالت ہے۔ کما قال المحقق الغنغوی قدس سرہ العزیز فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۵۷-۶۰)

### ظہر کا صحیح وقت:

سوال: وقت ظہر مثلین تک رہتا ہے یا نہیں؟ مذہب مفتی بہ میں اگر نہیں رہتا تو جو ظہر مثلین میں پڑھے تو قضا پڑھے یا اور بعد مثل کے عصر اگر پڑھے تو ہوگی یا نہیں اور سایہ اصلی کی پہچان خلاصہ طور پر ایسے قاعدہ کلیہ سے کہ ہر جگہ وہ قاعدہ دل نشیں ہو ارقام فرمائیں۔

الجواب

(۱) سورة الإسراء: ۲۳

(۲) (وَأَوَّلَ وَقْتُ الظَّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَآخِرُ وَقْتِهَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ إِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلِيهِ سَوَىٰ فِيءِ الزَّوَالِ) قال في المنابع: وهذه رواية محمد، وهو الصحيح عند أبي حنيفة واختاره برهان الشريعة المحجوبی، وعول إليه النسفی، ووافق صدر الشريعة، ورجح دليله وفي الغائية: وَأَوَّلَ وَقْتُ الْعَصْرِ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلِيهِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ. الخ. (كتاب التصحيح والترجيح على كتاب مختصر القندوری، أول كتاب الصلاة: ۱/۵۳، دار الكتب العلمية. انیس)

كذا في رد المحتار كتاب الصلوة: ۱/۳۶۹، دار الفكر بيروت. انیس

(۳) فيء الزوال: الظل الذي يكون بعد منتصف النهار جهة الغرب. / الفیء: ما بعد الزوال من الظل. (معجم دیوان

ظہر میں دونوں قولوں پر فتویٰ دیا گیا ہے، جس پر عمل کر لے گا درست ہے، (۲) اور سایہ اصلی (۳) کا ایسا قاعدہ جو ہر جگہ موافق و مطابق ہو مجھے معلوم نہیں۔ فقط (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۳-۲۵۴) ☆

### ظہر کا وقت گرمیوں میں کیا ہے:

سوال: آج کل گرمیوں میں ظہر کا وقت کتنے بجے ہوتا ہے، ہماری مسجد میں سوادو بجے ظہر کی نماز ہوتی ہے، جیٹھ، اساڑھ میں ظہر کی جماعت کتنے بجے ہونی چاہئے؟

== الفیء لا یسمى فیئاً إلا بعد الزوال إذافاء ت الشمس، أى إذار جعت إلى الجانب الغربی فمافاء ت منه الشمس وبقی ظلاً فهو فیء و الفیء شرقی الظل غربی وإنما یدعی الظل من أول النهار إلى الزوال ثم یدعی فیئاً بعد الزوال إلى اللیل. (تہذیب اللغة، باب الظاء واللام: ۴/۲۵۶) انیس)

### ☆ ملفوظ متعلق وقت ظہر:

مثلاً اول اور سایہ اصلی متفق علیہ ہے، اور سارا وقت کامل ہے۔ کچھ نقصان اس میں نہیں تو سارے وقت میں نماز ظہر بلا کراہت تنزیہ ادا ہوتی ہے، لازم ہے کہ اس وقت میں فارغ ہو لیوے۔ (والثانی وقت الظہر وأول وقته بعد الزوال بلا خلاف، و آخر وقته إلى أن یصیر ظل کل شیء مثله فی قول أبی یوسف ومحمد وأبی عبد اللہ، وفی قول أبی حنیفة أن یصیر ظل کل شیء مثلیہ. (النتف فی الفتاوی، کتاب الصلاة: ۳۸، دار الکتب العلمیہ. انیس)

(و أول وقت الظہر إذا زالت الشمس و آخر وقتہا عند أبی حنیفة إذا صار ظل کل شیء مثلیہ سوی فیء الزوال) قال فی البنایع: وهذه رواية محمد، وهو الصحيح عند أبی حنیفة واختاره برهان الشریعة المحبوی، وعول إليه النسفی، ووافقه صدر الشریعة، ورجح دلیله فی الغیائیة: وأول وقت العصر کل شیء مثلیہ وهو المختار. الخ. (کتاب التصحیح والترجیح علی کتاب مختصر القدوری، أول کتاب الصلاة: ۱۵۳/۱، دار الکتب العلمیہ. انیس)

مثلاً اول کا نصف ثانی مکروہ ہونا کسی نے نہیں لکھا اور جب سایہ اصلی اور مثل اول نکل گیا تو وقت مختلف فیہ آگیا، ایسے میں نماز ہرگز نہ ادا کرے۔ پس بہتر یہ ہے کہ اول مثل میں فارغ ہو جاوے۔ (والأحسن مافی السراج عن شیخ الإسلام أن الاحتیاط أن لا یؤخر الظہر إلى المثل وأن لا یصلی العصر حتی یبلغ المثلیں لیكون مؤدیا للصلاحتین فی وقتہما بالإجماع. ۵۱. (اللباب فی شرح الکتاب، کتاب الصلاة: ۵۶۱. انیس)

ابراد کے واسطے قدر ایک نصف مثل اول کے کافی ہے۔ باقی قید گھنٹہ کی اول تو گھنٹہ ہر موسم کا مختلف ہے۔ دوسرے بندہ نے اس کا حساب بھی نہیں کیا۔ اپنا عمل درآمد یہ ہے کہ جاڑے میں ایک بجے کے قریب فارغ ہوتے ہیں اور اس موسم میں دو بجے دن کے فارغ ہوتے ہیں۔ پس ایسا ہی آپ مقرر کردیویں اور غوغائے عوام پر خیال نہ فرماویں کہ ان کی اطاعت میں ہرگز انتظام نماز جماعت کا نہ ہووے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

برادر عزیز مولوی محمد صدیق صاحب مد فیوضہم السلام علیکم! وقت مثل بندہ کے نزدیک زیادہ قوی ہے۔ روایات حدیث سے ثبوت مثل کا ہوتا ہے۔ دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں، بناء علیہ ایک مثل پر عصر ہو جاتی ہے گو احتیاط دوسری روایت میں ہے۔ فقط والسلام (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۹)

## الجواب

جاڑوں اور گرمیوں میں ہر ایک موسم میں ظہر کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہو کر دو مثل تک رہتا ہے، (۱) اور زوال آفتاب قریب ساڑھے بارہ بجے کے ہوتا ہے۔ پس ظہر کا وقت ساڑھے بارہ سے تین بجے کے بعد تک رہتا ہے، جیٹھ اور ساڑھے (مئی و جون) میں اور بھی دیر تک رہے گا۔

الحاصل ظہر کا وقت تو ایک بجے سے بھی کچھ پہلے ہی سے ہو جاتا ہے، مگر گرمیوں میں حکم دیر میں پڑھنے کا ہے، یعنی تاخیر کرنا ظہر کا مستحب ہے۔ (۱) دو بجے سے تین بجے تک آج کل ظہر کا اچھا وقت ہے۔ اڑھائی بجے یا پونے تین بجے یا تین بجے تک ریلوے ٹائم سے ظہر پڑھیں تو یہ اچھا وقت ہے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور سوادو بجے اور اڑھائی بجے بھی اچھا وقت ہے۔ الغرض دو بجے سے تین بجے تک سب اچھا وقت ہے، جس وقت چاہیں نماز پڑھیں، جھگڑا کرنے کی کچھ بات نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۶۵-۶۶)

## موسم گرما میں نماز ظہر کا وقت:

سوال: گرمیوں کے موسم میں ظہر کی نماز کا مستحب وقت کونسا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسم گرما میں کس وقت ظہر کی نماز پڑھی ہے۔ بینوا تو جروا۔

## الجواب

واضح ہو کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں ایسے وقت پڑھنا مستحب ہے کہ گرمی کی شدت کم ہو جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ظہر کو گرمی میں مؤخر کر کے پڑھتے تھے اور آپ نے مؤخر کرنے کا حکم بھی فرمایا۔ بخاری میں ابو ہریرہ و ابن عمرؓ سے روایت ہے:

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أنه قال: إذا اشتد الحر فأبردوا بالصلاة فإن شدة الحر من فيح جهنم. (بخاری شریف جلد: ۱) (۲)

(۱) رد المحتار کتاب الصلوة: ۱/۳۶۶، دار الفکر بیروت

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا اشتد الحر فأبردوا بالصلاة فإن شدة الحر من فيح جهنم. (سنن الدارمی، باب الإبراد بالظہر (ح: ۱۳۴۱) / موطأ الإمام مالک، باب النهی عن الصلاة بالهجرة، عن عطابن يسار (ح: ۲۷) / وعن أبي هريرة (ح: ۲۸) والبخاری فی الصحيح عن أبي هريرة وعبد الله بن عمر، بالإبراد بالظہر فی شدة الحر (ح: ۵۳۳) وعن أبي ذر (ح: ۵۳۵) / ومسلم فی صحيحه، باب استحباب الإبراد بالظہر فی شدة الحر (ح: ۶۱۵) انیس

(۲) الصحيح للبخاری کتاب مواقيت الصلوة، باب الإبراد بالظہر فی شدة الحر (ح: ۵۱۰) انیس

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سخت گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈی کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ ہے (یعنی اس لپٹ سے بچنا چاہیے)۔

وعن أبي سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أبردوا بالظهر فإن شدة الحر من فيح جهنم“۔ (رواه البخاری، ج: (۱) (۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ ہے۔  
وعن أبي ذر قال: أذن مؤذن النبي صلى الله عليه وسلم الظهر فقال: أبرد أبرد أوقال انتظر انتظر، وقال: شدة الحر من فيح جهنم فإذا اشتد الحر فأبردوا عن الصلوة حتى رأينا فيء التلول“۔ (رواه البخاری، ج: (۱) (۲)

ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے ظہر کی اذان کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا کر ٹھنڈا کر، یا فرمایا، انتظار کر، انتظار کر اور فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ ہے، تو جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کیا کرو، ابو ذر فرماتے ہیں کہ اسی طرح آپ نے اتنی تاخیر فرمائی کہ ہم نے ریگ کے تو دوں کا سایہ دیکھ لیا۔

قسطانی شرح بخاری میں ہے کہ تلول اس کو کہتے ہیں کہ زمین پر ریگ، مٹی وغیرہ جمع ہو جاوے اور بچھی ہوئی سی ہوتی ہے، اکثر بلند نہیں ہوتی اور اس کا سایہ تا وقتیکہ ظہر کے وقت کا اکثر حصہ نہ گزر جائے، نہیں ظاہر ہوتا۔ (۳)

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ظہر کی نماز شدت گرما کے زمانے میں مؤخر کر کے پڑھنا مستحب ہے، امام بخاریؒ نے بھی اسی لئے باب اس طرح منعقد کیا ہے: ”باب الإبراد بالظهر في شدة الحر“ اور پھر ان حدیثوں کو لا کر گویا ترجمہ کو اچھی طرح ثابت کر دیا۔ اسی واسطے ہمارے فقہاء حنفیہ نے گرمی میں تاخیر ظہر کو مستحب کہا ہے۔  
مرآۃ الفلاح میں ہے:

ويستحب الإبراد بالظهر في الصيف. (۴)

- (۱) کتاب مواقیت الصلوة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر (ح: ۵۳۸) انیس
  - (۲) کتاب مواقیت الصلوة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر (ح: ۵۱۱) انیس
  - (۳) والتلول جمع تل بفتح المثناة وتشديد اللام: كل ما اجتمع على الأرض من تراب أو رمل أو نحو ذلك، وهى فى الغالب منبسطة غير شاخصة فلا يظهر لها ظل إلا إذا ذهب أكثر وقت الظهر. (فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في السفر (ح: ۵۱۴) انیس)
  - (۴) مرآۃ الفلاح شرح نور الإيضاح، کتاب الصلوة: ۲۰۹/۱، انیس
  - (۵) الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۳۶۶/۱، دار الفکر بیروت، انیس
- (و) يستحب (تأخیر ظہر الصيف للإبراد). (درر الحکام شرح غرر الحکام، وقت التراویح: ۵۲/۱، انیس)

درمختار میں ہے:

والمستحب تأخير ظهر الصيف. (۵)

اسی طرح اور بھی کتب فقہ میں ہے اور تاخیر کی حد یہ ہے کہ ایک مثل سایہ ہونے سے پہلے پڑھ لی جائے، جب تک ایک مثل سایہ نہ ہوتا خیر کا اختیار ہے اور بخاری کی روایت فی التلوی اس کی مؤید ہے۔

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح: خادم حسن عفی عنہ، مدرس مدرسہ عبد الرب۔

محمد وصیت علی، مدرس مدرسہ عبد الرب دہلی۔ بندہ ضیاء الحق عفی عنہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔

محمد ابراہیم دہلوی (واعظ) (کفایت الحقی: ۳۶۳-۳۷۷) ☆

ظہر کا وقت ایک مثل تک رہنے سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے رجوع کیا یا نہیں:

سوال: رجوع امام صاحبؒ بمذہب ائمہ ثلاثہ و صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ ایک مثل ظہر ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب

رجوع امام صاحب رحمہ اللہ کا بندہ کو معلوم نہیں، بلکہ خود امام صاحب رحمہ اللہ کی روایت اس باب میں موجود ہے اور یہی مذہب صاحبین کا ہے۔ لہذا یہ مذہب قوی ہے، مگر رجوع کی روایت بندہ کو معلوم نہیں۔ (۱)

☆ موسم گرما میں ظہر کا آخری وقت:

سوال: موسم گرما مثلاً آج کل کی گرمی میں ظہر کی نماز کی ادائیگی کا وقت آخر کیا ہے؟

الجواب

ظہر کا وقت صاحبینؒ کے نزدیک ایک مثل کے ختم ہونے تک ہے اور امام صاحبؒ کی ظاہر روایت میں دو مثل کے ختم ہونے تک، یہ وقت چونکہ بدلتا رہتا ہے اس لیے مساجد میں جو نقشہ اوقات لگا رہتا ہے اس میں ہر دن کا وقت دیکھا جاسکتا ہے۔ (وقفت الظہر من زوالہ) ... (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله وهو قولهما. (الدر المختار)

(قوله: إلى بلوغ الظل مثليه): هذا ظاهر الرواية عن الإمام نهاية، وهو الصحيح. بدائع. (رد المحتار: ۳۵۹/۱، مطلب فی تعبده علیہ الصلاة والسلام قبل البعثة) كذا فی بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، فصل شرائط أركان الصلاة: ۱۲۲/۱. انیس) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۰۹/۳-۲۱۰)

(۱) (والظہر من الزوال إلى بلوغ الظل مثليه سوى الفی) أي وقت الظہر ... وأما آخره ففيه روايتان عن أبي حنيفة: الأولى رواها محمد عنه ما في الكتاب، والثانية رواية الحسن: إذا صار ظل كل شيء مثله سوى الفی وهو قولهما. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الصلوة: ۲۴۵/۱. انیس)

وروی الحسن عن أبي حنيفة أن آخر وقتها إذا صار ظل كل شيء مثله سوى في الزوال وهو قول أبي يوسف ومحمد وزفر والحسن والشافعي. (بدائع الصنائع، فصل شرائط أركان الصلاة: ۱۲۲/۱. انیس)

لہذا اگر حنفی ایک مثل پر عمل کرے تو حرج نہیں، اگرچہ احوط عصر کا بعد دو مثل کے اور ظہر کا قبل ایک مثل کے پڑھنا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۴)

### ظہر کی نماز مثل ثانی میں پڑھنا خلاف استحباب اور خلاف احتیاط ہے:

سوال: ایک مسئلہ ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ شدید سردیوں میں مثل ثانی سوا دو بجے شروع ہو جاتی ہے اور اس پر کچھ حوالہ جات بھی درج ہیں، نیز سائل نے مثل ثانی میں نماز پڑھنے کو خلاف استحباب ثابت کیا ہے۔ جناب حضرت مفتی صاحب نے یوں جواب تحریر فرمایا ہے، آپ صاحبان اپنی رائے سے تشفی فرمائیں؟ بینوا تو جروا۔ (السائل: شیر محمد..... ۱۲/۱۰/۱۹۷۷ء)

الجواب

یہ عبارات محولہ درست ہیں ان عبارات کی بنا پر مثل ثانی میں نماز پڑھنا خلاف استحباب اور خلاف احتیاط ہے، البتہ ڈھائی بجے مثل ثانی کا داخل ہونا قابل غور ہے، نیز گرمی اور سردی کے موسموں میں فرق فی الزوال میں ہوتا ہے نہ کہ سایہ زائدہ میں۔ (۱) فافہم (فتاویٰ فریدیہ: ۱۶۴)

### مثل ثانی تک تاخیر ظہر میں کراہت کی تحقیق:

سوال: ہمارے فوجی ملازمین کو سردیوں میں دو بجے چھٹی ہوتی ہے، مثل اول میں جماعت کے لئے پہنچنا دشوار ہے، امام صاحب غیر ڈیوٹی والے نمازیوں کے ساتھ مثل اول میں نماز پڑھ لیتے ہیں، امام صاحب کہتے ہیں کہ ظہر کا وقت اگرچہ مثلین تک بروایت مشہور رہتا ہے، لیکن مثل اول میں نماز پڑھنا بوجہ مندرجہ ذیل ضروری ہے۔

(۱) سردیوں میں تعجیل مستحب ہے جو کہ مثل اول کا نصف اول ہے۔ (اشعة الممعات ص: ۱۵۱، وکفایہ شرح ہدایہ ص ۴۵)

(۲) مثل ثانی وقت مختلف فیہ ہے حتیٰ کہ امام ابو حنیفہ کی ایک روایت کے مطابق یہ وقت مہمل ہے۔ (کبیری،

ص: ۲۲۵، ج ۱۔ شامی ص ۲۵۱، کفایہ ص ۴۵، وغیرہ)

(۱) قال العلامة ابن نجيم: (والظہر من الزوال إلى بلوغ الظل مثليه سوى الفئ) أي وقت الظہر أما أوله فمجمع عليه لقوله تعالى: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لَدُلُوكِ الشَّمْسِ﴾ أي لزوالها وقيل لغروبها واللام للتأقیت ذكره البيضاوی، وأما آخره ففيه روايتان عن أبي حنيفة، الأولى رواها محمد عنه ما في الكتاب، والثانية رواية الحسن، إذا صار ظل كل شيء مثله سوى الفئ وهو قولهما والأولى قول أبي حنيفة. قال في البدائع: انها المذكورة في الأصل وهو الصحيح وفي النهاية أنها ظاهر الرواية عن أبي حنيفة وفي غاية البيان وبها أخذ أبو حنيفة وهو المشهور عنه وفي المحيط والصحيح قول أبي حنيفة وفي البنايع وهو الصحيح عن أبي حنيفة وفي تصحيح القدوري للعلامة قاسم أن برهان الشريعة المحبوبي اختاره وعول عليه النسفي وواقفه صدر الشريعة ورجح دليله. (البحر الرائق، كتاب الصلاة: ۲۴۵/۱)

نیز رجوع الی المثل ثابت ہے۔ جیسا کہ مجموعہ فتاویٰ عبدالحی، ص: ۲۳۹، ج: ۱، میں ہے:

نعم هو ثابت بتصريح جمع من الفقهاء، الخ.

اور فیض الباری شرح بخاری، ص: ۹۴، ج: ۲، میں ہے:

رجوع الإمام إلى هذه الرواية، الخ.

اور موطا امام محمد میں بین السطور، ص: ۴۵، میں ہے:

قد ذكر جمع من الفقهاء رجوعه منه إلى المثل.

(۳) کتب ظاہر الروایۃ میں ظہر کے آخر وقت کی روایت نہیں ملتی۔

وفی البدائع، ص: ۱۲۲، ج: ۱: إن آخر الوقت لم يذكر في ظاهر الرواية فإذا خلت هذه الكتب

الستة عن ذكر آخر الوقت، علم أنه لم يجيء في ظاهر الرواية، الخ. (فيض الباری، ص: ۱۲۲، ج: ۶)

(۴) نور الایضاح میں ہے:

مع مراعاة الوقت المستحب، الخ. وفي الحاشية: أفاد أنه لا يجوز التأخير عن الوقت

المستحب إلى المكروه مطلقاً، آه. (۱)

وفی الطحطاوی، ص: ۱۱۷. وفي الدر المختار مراعيًا لوقت الندب.

وفی کتاب الفقہ علی المذاهب الأربعة مع المحافظة علی قدر الفضيلة.

(۵) وفي ط عن الحموی عن الخزاعة: الوقت المكروه في الظهر أن يدخل في حد

الاختلاف وإذا أخره حتى صار ظل كل شيء مثله فقد دخل في حد الاختلاف. (رد المحتار، ص: ۲۵۳،

وطحطاوی ص ۱۰۷، وغاية الاوطار، ص: ۱۷۶)

بوجہ مندرجہ بالا وغیرہا علماء احناف نے فیصلہ یہ فرمایا ہے کہ نماز ظہر مثل اول سے مؤخر نہ کی جائے اور عصر مثل ثانی

کے بعد پڑھی جائے۔

قال المشائخ: ينبغي أن لا يصلي العصر حتى يبلغ المثليين ولا يؤخر الظهر إلى أن يبلغ المثل

ليخرج من الخلاف فيها. آه. (كبرى، ص: ۲۲۵، ومعناه في رد المحتار، ص: ۲۵۱، ج: ۱، ومراقی

الفلاح، ص: ۱۰۴، والتنقيح الضروري شرح القدوري، ص: ۲۰، وغیرہا)

کیا مع مذکورۃ الصدر مجبوری کے اور امام صاحب کے بیان کے دوسرے مثل میں جماعت کا اہتمام کر سکتے ہیں

اگر کر سکتے ہیں تو بالذلل بیان فرمائیں؟ نیز ہر نمبر کی توثیق یا تردید واضح الفاظ میں تحریر فرمائیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب \_\_\_\_\_ باسم ملهم الصواب

تحقیق مذکور میں دو امور کی وضاحت ضروری ہے۔

(۱) حضرت امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا رجوع الی قول المثل اگرچہ منقول عن البعض ہے، مگر اس کا ظن غالب نہیں، اگر یہ امر غلبہ ظن کے درجہ میں ثابت ہوتا تو مشائخ اس میں اختلاف نہ فرماتے، حالانکہ دونوں اقوال کی مساوی طور پر تصحیح و ترجیح مشائخ سے منقول ہے۔

إن الأدلة تكافأت ولم يظهر ضعف دليل الإمام بل أدلته قوية أيضاً كما يعلم من مراجعة المطولات وشرح المنية. (۱)

وقد قال في البحر: لا يعدل عن قول الإمام إلى قولهما أو قول أحدهما إلا لضرورة من ضعف دليل أو تعامل بخلافه كالمزارعة وإن صرح المشائخ بأن الفتوى على قولهما كما هنا ... وقال أيضاً: وانظر هل إذا لزم من تأخير العصر إلى المثليين فوت الجماعة يكون الأولى التأخير أم لا، والظاهر الأول بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الإمام، تأمل. (رد المحتار، أول كتاب الصلاة: ۳۳۳/۱) شفق احمر و ابیض کی بحث کے تحت فتح الملہم میں ہے:

وما في الدر المختار أن الإمام رجع إلى قول صاحبيه فقال العلامة قاسم في تصحيح

(۱) لهما إمامة جبرئيل عليه السلام في اليوم الأول حيث صلى العصر حين صار ظل كل شيء مثله، وله حديث أبي هريرة عنه عليه السلام إذا اشتد الحر فأبردوا بالصلاة فإن شدة الحر من فيح جهنم، رواه الستة، وعن أبي ذر قال: كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر فأراد المؤذن أن يؤذن فقال له أبردتم أراد أن يؤذن فقال له أبردتم أراد أن يؤذن فقال له أبردتم حتى ساوى الظل التلول فقال النبي صلى الله عليه وسلم إن شدة الحر من فيح جهنم رواه البخاري في باب الأذان للمسافرين، وجه الاستدلال بالحديث الأول أن شدة الحر في ديارهم إذا كان ظل الشيء مثله وبالثاني بأنه صرح بأن الظل قد ساوى التلول ولا قدر يدرك لقيء الزوال ذلك الزمان في ديارهم فثبت أنه عليه السلام صلى الظهر حين صار كل الشيء مثله ولا يظن به أنه صلاها في وقت العصر فكان حجة على أبي يوسف ومحمد وإن لم يكن حجة على من يجوز الجمع في السفر على أن إمامة جبرئيل في اليوم الثاني حجة على الكل حيث صلى فيه الظهر حين صار الظل مثله بقي أن يقال هذا إنما يفيد عدم خروج وقت الظهر ودخول وقت العصر بصيرورة الظل مثلاً ولا يقضى ما بين المثل والمثليين وقت للظهر دون العصر وهو المدعى والجواب أنه قد ثبت بقاء وقت الظهر عند صيرورة الظل مثلاً نسخاً لإمامة جبرئيل فيه في العصر إذ كل حديث روى مخالفاً للحديث إمامة جبرئيل ناسخ لما خالفه فيه لتحقيق تقدمه على كل حديث روى في الأوقات لأنه أول ما علمه إياها وإمامته في اليوم الثاني في العصر عند صيرورته مثليه تفيد أنه وقتها ولم ينسخ فيستمر ما علم ثبوته مع بقاء وقت الظهر إلى أن يدخل هذا المعلوم كونه وقتاً للعصر. (الحلبی الكبير شرح منية المصلي: ۲۲۷، دار سعادت باب عالي سنده مطبعة كتيخانه جهان نومرو. انيس)

(۲) كتاب التصحيح والترجيح على مختصر القدوري، أول كتاب الصلاة: ۱۵۳/۱، دار الكتب العلمية. انيس



القدوری: إن رجوعه لم يثبت لمناقله الكافة من لدن الأئمة الثلاثة إلى اليوم من حكاية القولين ودعوى عمل عامة الصحابة بخلافه خلاف المنقول. (فتح الملهم، ص: ۱۹۵، ج: ۲) (۲)

(۲) مثل ثانی میں نماز ظہر کی کراہت کے قول میں متبادر کراہت تنزیہیہ ہے، اگرچہ مطلق کراہت سے کراہت تحریمیہ ہی مراد ہوتی ہے، مگر یہاں مثل ثانی کے قول کی چونکہ بہت سے مشائخ نے تصحیح فرمائی ہے۔ اس لئے کراہت تنزیہیہ متبادر ہے۔ بہر کیف امام کے لئے افضل یہی ہے کہ مثل ثانی شروع ہونے سے قبل ہی نماز پڑھا جائے، حکومت پر لازم ہے کہ ملازمین کو مثل اول کے اندر نماز پڑھنے کی اجازت دے۔

ہدایت: راولپنڈی میں یکم جنوری میں مثل اول دو بجکر اکاون منٹ پر ختم ہوتا ہے اور مثل ثانی تین بجکر اکتیس منٹ پر، دوسرے موسم میں اس سے بھی زیادہ دیر تک وقت رہتا ہے۔

لہذا سرکاری دفاتر سے دو بجے چھٹی ہونے کے بعد بھی ہر موسم میں نماز ظہر مثل اول میں جماعت کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۵ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/۱۳۳-۱۳۵)

### عصر و ظہر کے اوقات کے صحیح حدود:

سوال: شیخ الشیوخ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مصنفی شرح موطا میں درتحدید صلوٰۃ ظہر وعصر فرماتے ہیں:

مترجم گوید ابتدائے وقت ظہر زوال شمس است از وسطہ آسمان و آخر وقت او انیست کہ باشد سایہ ہر چیزے مانند

(۱) المصنفی شرح الموطا للإمام مالک (باللغة الفارسية): ۷۷، مطبع فاروقی دہلی. انیس

☆ عصر کا وقت:

اس وقت کی بڑی فضیلت ہے، اہم ترین نماز صلاۃ وسطیٰ صحیح قول کے مطابق عصر ہی کی نماز ہے۔ (درمختار: ۲۴۱/۱) جب ہر چیز کا سایہ اس کے سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل ہو جائے تو عصر کا وقت شروع ہوتا ہے اور آفتاب غروب ہونے کے پہلے تک رہتا ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

جس جگہ مثل دوم سے پہلے جماعت ہو جائے وہاں بھی مثل دوم گزرنے کے بعد ہی عصر پڑھے۔ (شامی واحسن الفتاویٰ) آفتاب غروب ہونے کے بعد پھر واپس آجائے تو عصر کا وقت لوٹ آئے گا، اور جب تک دوبارہ غروب نہ ہو عصر کا وقت رہے گا۔ (درمختار برشامی: ۲۴۱/۱)

عصر کی نماز جاڑے، گرمی اور ہر موسم میں اتنا تاخیر کر کے پڑھنا مستحب ہے کہ آفتاب میں تبدیلی آنے سے پہلے نماز ادا ہو جائے اور کسی کی رکعت چھوٹ جائے تو وہ بھی اس تبدیلی سے پہلے ادا ہو جائے۔ (درمختار مع شامی: ۲۴۶/۱)

آسمان میں بادل ہو تو عصر کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے، تاکہ مکروہ وقت نہ داخل ہو جائے۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ: ۱۸۶/۱) ==

قامت آں چیزے سوائے فی زوال برہمیں منطبق است ابراودلفظشی وز آنجا وقت عصر داخل می شود، الخ۔ (۱) ☆  
(مترجم کہتا ہے کہ وقت ظہر کی ابتدا آفتاب کے وسط آسمان سے زوال سے ہوتی ہے اور اس کا آخر وقت وہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے مطابق ہو جائے سوائے سایہ اصلی کے اور اسی پر منطبق ہوتا ہے، لفظ ٹھنڈا کرنے کا اور لفظ شی کا اور وہیں سے عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے) اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ بستان المحدثین میں فرماتے ہیں:

آنچه از بعضی فقہا منقول است کہ بایں حدیث تمسک کردہ اندر آنکہ وقت عصر از مابعد المثلین شروع میشود و قبل از آں وقت ظہر است پس دلالت حدیث بر آں ممنوع است آری اگر لفظ مابین وقت العصر الی المغرب می بود گنجائش ایں استدلال می شد لفظ حدیث مابین صلوٰۃ العصر الی مغرب الشمس است کہ صلوٰۃ العصر در اول وقت متحقق نمی شود تا مدعا حاصل گردد و مدار تشبیہ در مقالہ مابین نماز عصر ست برفیق آنچه معمول آں جناب بود تا وقت غروب وان کمتر از مابین ظہر و عصر می باشد گویا از ابتداء وقت عصر تا غروب مساوی آں باشد و اگر کسے بخاطر است کہ تشبیہ برائے تفہیم ست و دریں صورت تخیل لازم آید زیرا کہ صلوٰۃ عصر را تعین نیست ہر کسے در وقتے از اوقات متعہ می خواند بخلاف وقت عصر کہ فی نفسہ متعین ست گویم تشبیہ برائے تفہیم مخاطبین ست و مخاطبین وقت متعارف نماز آں جناب رami شناختند پس نسبت بایشان بوجہ احسن تفہیم متحقق شد و دیگر انرا بسماع از ایشان ایں معنی واضح شد نظیرش آنکہ حضرت عائشہ در میان وقت معمول نماز عصر آں جناب فرمودہ است:

كان يصلي العصر والشمس في حجرتها لم يظهر الفیء بعد. (۱)

== آفتاب میں تبدیلی آنے کا مطلب یہ ہے کہ آفتاب کو دیکھنے سے آنکھ کو جیرانی نہ ہو۔ (در مختار) یعنی اس کی تیزی کم ہو جائے، اور یہ وقت آفتاب غروب ہونے سے تقریباً ۲۰ منٹ پہلے شروع ہوتا ہے۔

جب تک یہ تبدیلی آفتاب میں نہ آئے عصر کی ادا اور قضا سب نمازیں اس وقت پڑھ سکتے ہیں بلکہ دوسری قضا نمازیں بھی پڑھنا جائز ہے۔ اس تبدیلی کے بعد سے غروب آفتاب تک کوئی قضا نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اگر اس دن عصر نہ پڑھی ہو تو صرف اس کو ضرور پڑھ لے یہ نماز ہو جائے گی۔ (در مختار بر شامی: ۲۳۹/۱)

چھوڑنا سخت گناہ ہے، گرچہ اس وقت پڑھنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ: ۱۸۶/۱)  
لیکن چھوڑنا اس سے بڑا گناہ ہے۔ کسی نے عصر کی نماز مستحب وقت میں شروع کی اور مکروہ وقت میں پوری ہوئی تو نماز مکروہ نہ ہوگی۔ (در مختار وغیرہ)

عصر کی نماز پڑھنے کے درمیان آفتاب غروب ہو جائے پھر بھی نماز پوری کر لے نماز ہو جائے گی۔ (شامی)  
آفتاب کا کچھ حصہ غروب ہوا اور کچھ حصہ باقی ہوا اور عصر کی نماز نہیں پڑھی ہے تو اس وقت بھی پڑھ لینا چاہئے مگر قصد اس قدر تاخیر نہ کرنی چاہئے کیونکہ یہ بڑے گناہ کی بات ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۴۲/۲) (طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل: ۳: ۵۱۷-۱۷-۱۸)

(۱) الصحيح للبخاری کتاب مواقیب الصلوٰۃ، باب وقت العصر (ح: ۵۲۱) ولفظہ: عن عروۃ عن عائشۃ قالت: كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلاۃ العصر والشمس طالعت فی حجرتها لم یظهر الفیء بعد. (انیس)

(۲) الموطأ للإمام مالک بروایۃ محمد بن الحسن الشیبانی، باب التفسیر (ح: ۱۰۰۸) انیس

و معلوم است کہ ایں بیان و تفسیر غیر از کسانے را کہ آں حجرہ مبارک را دیدہ باشند و بودن آفتاب را در آں حجرہ و ظہور سایہ را در آن مقایسہ کردہ باشند فائدہ نمی کند کذا ہذا و نیز باید دانست کہ آنچہ در کلام امام واقع شدہ کہ **ومن عجل العصر کان مابین الظہر الی العصر اقل مما بین العصر الی المغرب**، (۲) بظاہر مخدوش ست زیرا کہ موافق قواعد ظلال انقضاء مثل وقتی می شود کہ ربع النہار باقی می ماند در اکثر بلدان پس وقتی مسامی باشند نہ زیادہ و کم و میتوان توجیہ کرد کہ مراد از مابین الظہر مابین وقت المتعارف للصلوۃ ست یعنی از ابتدائے وقت متاخر خصوصاً در ایام صیف کہ ابرار آں مستحب ست۔ واللہ اعلم

(اور جو کچھ بعض فقہاء سے منقول ہے وہ اس حدیث سے تمسک کئے ہیں اس مسئلہ میں کہ عصر کا وقت مثلیں کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور اس کے پہلے ظہر کا وقت ہوتا ہے تو حدیث کی دلالت اس پر ممنوع ہے، ہاں اگر یہ لفظ ہوتا کہ ”عصر سے مغرب وقت تک“ تو اس استدلال کی گنجائش ہوتی۔ حدیث کے الفاظ ”عصر سے شروع غروب آفتاب تک“ کے ہیں کہ عصر کی نماز اول وقت میں تحقیق نہیں ہوتی ہے کہ مدعا حاصل ہوا اور تشبیہ کا مدار ہماری تقریر میں مابین نماز عصر ہے جس میں موافقت اس معمول کی ہے جو آنجناب کا تھا وقت غروب آفتاب تک اور وہ ظہر و عصر کے مابین سے کم ہوتا ہے گو کہ ابتداء وقت عصر سے غروب تک اس کے مساوی ہوتا ہے اور اگر کسی کے دل میں یہ ہے تو تشبیہ سمجھانے کے لئے ہے تو ایسی صورت میں تحقیق لازم آتی ہے، اس لئے کہ نماز عصر کا تعین نہیں ہے۔ ہر شخص کسی ایک وقت میں اوقات وسیعہ سے پڑھ لیتا ہے۔ بخلاف وقت عصر کے کہ فی نفسہ متعین ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تشبیہ مخاطبین کو سمجھانے کے لئے ہے اور مخاطبین آنجناب نماز کے وقت معروف کو جانتے تھے۔ بس ان کی نسبت کرتے ہوئے عمدہ طریقہ پر سمجھانا ہوا اور دوسروں کو اس کے سننے سے معنی معلوم ہو گئے۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا آں جناب صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عصر کے معمول کے متعلق فرماتی ہیں کہ آپ عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے جبکہ آفتاب آپ کے کمرہ میں ہوتا تھا اور ابھی وہ سایہ کہ ظاہر نہیں ہوا تھا اور معلوم ہے کہ یہ بیان اور تفسیر ان لوگوں کے سوال و جواب کو جو حجرہ مبارک دیکھتے ہوں اور آفتاب کے اس حجرہ میں ہونے کو اور اس کے سایہ کو قیاس میں لائے ہوں فائدہ نہیں کرے گا۔ اسی طرح یہ ہے اور جاننا چاہئے کہ جو کچھ امام کے کلام میں واقع ہوا ہے کہ ”اور جس نے عصر کی جلدی کی تو وہ ظہر سے عصر تک کم وقت رکھے گا اس وقت سے جو عصر سے مغرب تک ہو۔“ بظاہر مخدوش ہے، اس لئے کہ سایہ کے قاعدوں کے مطابق ایک مثل کا انتضاء اس وقت ہوتا ہے کہ دن کا چوتھائی حصہ باقی رہتا ہے، اکثر شہروں میں پس دونوں وقت مساوی ہوتے ہیں نہ زیادہ و کم اور اس کی وجہ بیان کر سکتے ہیں کہ مراد مابین الظہر سے نماز کے اوقات معروفہ کے مابین ہے۔ یعنی ابتداء وقت آخر سے خصوصاً گرمی کے دنوں میں کہ اس کا ٹھنڈا کرنا مستحب ہے۔)

اور مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں:

”وَأَمَّا آخِرُ وَقْتُ الظَّهْرِ فَلَمْ يُوْجَدْ فِي حَدِيثٍ صَحِيحٍ وَلَا ضَعِيفٍ أَنَّهُ لَا يَبْقَىٰ بَعْدَ مُصِيرِ ظِلِّ كُلِّ

شیء مثله ولہذا خالف أبا حنیفة فی هذه المسئلة صاحبہ وواقفا الجمہور“۔ (۱)  
اب گزارش ہے کہ مذہب ایک مثل ظہر میں اور بعد مثل عصر میں مفتی بہ اور محقق و معمول بہ از روئے روایات صحیحہ  
حسب ارشادات اکابرین محققین رحمہم اللہ تعالیٰ آپ کے نزدیک ہے یا نہیں؟

الجواب

وقت ظہر میں ایسا کرنا احتیاط ہے کہ ظہر بعد مثل کے نہ پڑھیں اور عصر قبل مثلیں کے نہ پڑھیں اور امام صاحب کی  
ایک روایت سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے اور بایں ہمہ مذہب مثلیں پر اعتراض نہیں ہو سکتا اور اس عبارت بستان محدثین  
اور تفسیر مظہری سے قطعیت اور نفی صراحتہ مثلیں معلوم ہوتی ہے۔ لہذا مذہب مثلیں مرجوح ہے اور ایک مثل قوی اور معمول  
بہ اکثر فقہا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۴-۲۵۶)

### طریق معرفت وقت ظہر وعصر ومغرب:

سوال: یہاں ظہر، عصر کے درمیان اور مغرب اور عشا کے درمیان وقت تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ اس وقت  
ہے جبکہ سورج کی بلندی اور مغرب کے بعد روشنی کا خیال کیا جائے ورنہ گھڑی کی اتباع سے تو کوئی مشکل نہیں، مثلاً  
دوپہر کے وقت سورج کی اونچائی افق سے ایک نیزہ برابر ہوتی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دن غروب ہونے میں ایک  
گھنٹہ بھر رہ گیا ہے۔ آج کل پونے چار بجے سورج غروب ہوتا ہے ایک دو بجے کے وقت جس کو ظہر کا وقت سمجھنا چاہئے  
سورج اتنا نیچا معلوم ہوتا ہے جیسے عصر کا آخر وقت ہو تو ایسی حالت میں اگر ظہر اور عصر میں فاصلہ کرنا ضروری ہے تو ظہر  
کس وقت پڑھی جائے اور عصر کتنی دیر اس کے بعد؟

الجواب

اس کے لئے ایک دن یا دو دن تھوڑا وقت صرف کرنا پڑے گا، گھڑی بھی اسی کے بعد رہبری کے لئے کافی ہو سکتی  
ہے، وہ کام یہ ہے کہ کسی دن جب فرصت ہو اور دھوپ ہو دو پہر سے پہلے بالشت دو بالشت کی برابر زمین کی سطح ہموار  
کر کے اس پر ایک خط مستقیم جنوباً، شمالاً کھینچ دیا جاوے قطب نما جو کہ شمالی سمت کو بتلاتا ہے، یہ اس کے لئے کافی  
ہو جاوے گا۔ اس کے بعد اس خط کے جنوبی نقطہ پر ایک باریک اور سیدھی لکڑی یا سینک یا لوہے کا تار سیدھا کھڑا کر دیا  
جاوے چونکہ دو پہر سے پہلے کا وقت ہوگا سایہ اس لکڑی کا عین خط پر نہ ہوگا بلکہ اس خط سے مغرب کی طرف قدرے  
مائل ہوگا۔ پھر وقتاً فوقتاً خط کی طرف آنا شروع ہوگا۔ حتیٰ کہ بالکل اس خط پر منطبق ہو جاوے گا۔ اس وقت اس سایہ کے  
منتہا پر ایک نشان بنا کر اس سایہ کو کسی اور لکڑی وغیرہ سے ناپ لیا جاوے اور اس پیمانے کو محفوظ رکھا جاوے یہ وقت عین

دوپہر کا ہے۔ اس کے بعد وہ سایہ مشرق کی طرف مائل ہونے لگے گا یہ ظہر کا اول وقت ہے۔ پھر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس لکڑی کو جس کا سایہ ناپا تھا اس سطح پر سیدھا کھڑا کر کے دیکھتے رہیں اور جتنا سایہ عین دوپہر کے وقت تھا جس کا پیمانہ آپ کے پاس محفوظ ہے، اس پیمانہ کی برابر سایہ چھوڑ کر بقیہ سایہ کو دیکھئے خود اس سایہ دار لکڑی کی برابر ہو گیا یا نہیں؟ اگر نہ ہوا ہو پھر تھوڑی دیر میں دیکھئے جب برابر ہو جاوے یہ عصر کا اول وقت ہے، امام شافعیؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک، اور جب اس پیمانہ کے برابر سایہ چھوڑ کر اس سایہ دار لکڑی سے دو گنا سایہ ہو جاوے، وہ اول وقت عصر کا ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک۔

اور آپ کو گنجائش ہے، خواہ امام شافعیؒ کے وقت میں عصر پڑھ لیں، خواہ امام ابوحنیفہؒ کے وقت میں، جس وقت فرصت اور موقع ملے اور ان اوقات مذکورہ میں اپنی گھڑی میں وقت دیکھتے رہئے۔ پھر اسی کے مطابق گھڑی دیکھ کر نمازیں ادا کرتے رہئے۔ پھر ایک مہینے کے بعد اسی طرح سایہ دیکھ لیا جاوے کچھ تفاوت ہو جاوے گا۔ اس کو بقیہ ماہ شمسی ضبط کرتے رہئے۔ آپ کے پاس ایک مفید اور کارآمد جنتری ہو جاوے گی۔ یہ عصر کے وقت کی شناخت اور ضبط کا طریقہ ہے۔ (۱)

(تمتہ خامسہ صفحہ ۴۱۹) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱۵۲۱-۱۵۳)

## ظہر اور عصر کے وقت کی تحقیق:

سوال: حنفیہ کے نزدیک انتہائے وقت ظہر کہاں تک ہے، ایک مثل تک یا دو مثل تک، یعنی نماز ظہر کب سے قضا پڑھنی چاہئے اور نماز عصر کس وقت پڑھنی چاہئے؟

الجواب

امام ابوحنیفہؒ سے ظاہر روایت جو اکثر متون میں منقول ہے وہ یہی ہے کہ ظہر کا وقت زوال سے شروع ہو کر دو مثل سایہ ہونے تک باقی رہتا ہے۔

اور اس روایت کو بدائع ومحیط وینایع میں صحیح اور غیاثیہ میں مختار بتایا ہے اور اسی کو امام محبوبی نے اختیار کیا ہے اور امام تقی اور امام صدر الشریعہ نے اس پر اعتماد کیا ہے، لیکن خود امام صاحبؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک مثل تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور دوسرے مثل سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور یہ مذہب امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر

(۱) شرح الوقایہ، کتاب الصلاة، المواقیط: ۱۲۰/۱-۱۲۲، المطبع البیوسفی لکناؤ/ الدر المختار مع رد المحتار،

مطلب فی تعبده علیہ الصلوٰۃ والسلام قبل البعثۃ: ۳۸۹/۱، دار الفکر، انیس

اور ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی، امام احمد) کا ہے اور امام طحاوی نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور غرر الاذکار میں اسے ماخوذ بہ اور برہان میں اسے اظہر کہا ہے اور فیض میں لکھا ہے کہ اسی پر لوگوں کا عمل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، انتہی۔ یہ تمام مضمون در مختار اور رد المحتار میں موجود ہے۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں مشائخ مذہب کا اختلاف ہے اور تصحیح اور فتویٰ بھی مختلف ہے۔ بعضوں نے دو مثل کے قول کو ترجیح دی اور بعضوں نے ایک مثل کی روایت کو مختار اور مفتی بہ بتایا، ان دو قولوں اور دو روایتوں کے علاوہ امام صاحب سے ایک تیسری روایت اور بھی ہے، وہ یہ ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر پڑھ لی جائے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے اور اس روایت کو شیخ الاسلام نے بہ نظر احتیاط پسند کیا ہے کہ اس میں دونوں نمازیں باتفاق ائمہ اپنے اپنے وقت میں بے تردد صحیح ہو جائیں گی۔ (۱) فقط واللہ اعلم (کفایت المفتی: ۳/۶۳)

### ابتداء وقت عصر عند الامام:

سوال: امام اعظمؒ کے نزدیک ایک مثل پر عصر کا وقت ہو جانے کی روایت معتبر اور مفتی بہ ہے یا دو مثل کی یادوں

== المحيط البرہانی فی الفقہ النعمانی، الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات: ۲۷۴/۱، الفتاویٰ الغیائیة، کتاب الصلاة من الفتاویٰ، فصل: ۲۱، المطبعة الأميرية بولاق، مختصر الوقایة، أول کتاب الصلاة: ۱۱، المطبوع فی الهند/ شرح الوقایة معہ عمدة الرعاية، أول کتاب الصلاة: ۱۲۰، المطبع الیوسفی لکناؤ/ الدر المختار مع رد المحتار مطلب فی تعبدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قبل البعثة: ۳۸۹/۱، دار الفکر، انیس

(۱) (وقت الظہر من زوالہ) (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوی: وبہ نأخذ، وفي غرر الاذکار: وهو المأخوذ به، وفي البرهان: وهو الأظهر،... وفي الفيض: وعليه عمل الناس اليوم، وبه يفتي. (الدر المختار)

وفي الشامية: (قوله إلى بلوغ الظل مثليه) هذا ظاهر الرواية عن الإمام "نهایة" وهو الصحيح "بدائع"، ومحیط وينابيع، وهو المختار "غیائیة" واختاره الإمام المحبوبي، الخ. وفي رواية عنه أيضاً: أنه بالمثل يخرج وقت الظهر ولا يدخل وقت العصر إلا بالمثلين، ذكرها الزيلعي وغيره، الخ.

والأحسن ما في السراج عن شيخ الإسلام: أن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل، وأن لا يصلي العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤدياً للصلايتين في وقتها بالإجماع. (رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۵۹/۱، ط: سعيد كمپنی)

(۲) (وقت الظهر من زوالہ) (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله وهو قولهما، الخ، وبه يفتي. (الدر المختار)

(قوله إلى بلوغ الظل مثليه) هذا ظاهر الرواية عن الإمام، نهایة، وهو الصحيح. (بدائع، ومحیط، وينابيع) وهو المختار (غیائیة) واختاره الإمام المحبوبي الخ وفي رواية عنه أيضاً أنه بالمثل يخرج وقت الظهر ولا يدخل وقت العصر إلا بالمثلين ذكرها الزيلعي وغيره الخ. (رد المحتار: أول كتاب الصلوٰۃ: ۳۳۲/۱، ظفیر)

(۳) الباب فی شرح الكتاب، كتاب الصلاة: ۵۶/۱، انیس

فتوے دینے اور عمل کرنے میں ایک درجہ کی معتبر اور صحیح ہیں؟

الجواب

حنفیہ کا فتویٰ ہر دو قول پر ہے۔ (۲) لیکن احوط دو مثل پر عصر کو پڑھنا ہے اور اسی پر ہمارے مشائخ کا عمل ہے۔ (۳) فقط  
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۳/۲)

### وقت عصر اور مثل و مثلیں کی بحث:

سوال: یہاں ایک مسجد کے امام جو حنفی ہونے کے مدعی ہیں نماز عصر دو گنے سایہ کے بعد ادا کرتے ہیں، چونکہ مقتدی اکثر شوافع ہیں وہ چاہتے ہیں کہ عصر کی نماز ایک مثل پر ہو۔ چنانچہ پیش امام سے درخواست کرتے ہوئے ان کی توجہ صاحبین کے قول کی طرف مبذول کرائی گئی مگر آپ نہیں مانتے۔ آیا مذہب امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ میں عصر کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے اور عند الحنفیہ ایک مثل پر عصر کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب

صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ عصر کا وقت ایک مثل پر شروع ہو جاتا ہے اور ایک روایت امام ابوحنیفہؒ سے بھی یہی ہے اور ائمہ ثلاثہ کا یہی مذہب ہے اور درمختار میں کہا کہ یہی ماخوذ بہ ہے اور اسی پر عمل ہے اور مفتی بہ ہے۔ (۱)  
لیکن علامہ شامی نے ردالمحتار میں نقل فرمایا ہے کہ ظاہر الروایۃ امام صاحب سے یہ ہے کہ عصر کا وقت دو مثل پر شروع ہوتا ہے اور بدائع وغیرہ میں ہے کہ یہی صحیح ہے۔

”قولہ: (أى بلوغ الظل مثليه) الخ، هذا ظاهر الرواية عن الإمام، نهاية، وهو الصحيح، بدائع، ومحيط، ونبائع) وهو المختار، غياثية، واختاره الإمام المحبوبي وعول عليه النسفي وصدر الشريعة، الخ“۔ (۲)

الغرض اس میں شک نہیں ہے کہ احوط امام صاحب کا مذہب ہے اور ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھنے میں شبہ قبل از وقت نماز ہونے کا ہے اور دو مثل پر باتفاق ائمہ نماز صحیح ہے، اور شوافع کے مذہب میں بھی اس میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ لہذا شوافع کو امام حنفی کو مجبور نہ کرنا چاہئے کہ ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھے کیونکہ دو مثل تک تاخیر میں شوافع کے نزدیک بھی کراہت نہیں آتی اور باتفاق نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ بخلاف ایک مثل پر پڑھنے کے کہ اس میں موافق ظاہر

(۱) (وقت الظهر من زواله) الخ (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة قال الإمام الطحاوی: وبه نأخذ وفي غرر الأذکار: وهو المأخوذ به وفي البرهان: وهو الأظهر لبيان جبرئيل وهو نص في الباب وفي الفيض: وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتي. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلوة: ۳۳۲-۳۳۳، ظفیر) (هدية الصلوك شرح تحفة الملوک، كتاب الصلاة في بحث الأوقات. انیس)  
(۲-۳) رد المحتار، كتاب الصلوة، مطلب في تعبدہ عليه الصلاة والسلام قبل البعثة: ۳۳۲-۳۳۳، ظفیر المفتاحی

الروایۃ کے عند الامام الاعظم نماز نہ ہوگی۔

قال فی الشامی: ”والأحسن ما فی السراج عن شیخ الإسلام: أن الاحتیاط أن لا یؤخر الظهر إلى المثل وأن لا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیكون مؤدیاً للصلاَتین فی وقتہما بالإجماع، الخ“۔ (ردالمحتار: ۴۰۱/۴) (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۲۲-۵۳)

### نماز عصر ایک مثل پر پڑھی جائے یا دو مثل پر:

سوال: نماز عصر کا وقت بقول صاحبینؒ و امام زفرؒ و امام طحاویؒ وغیرہم و بقول ائمہ ثلاثہ بعد از مثل شروع ہو جاتا ہے اور ”صاحب کشف الاستار“ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ صاحبین کے قول کی طرف امام اعظمؒ کا رجوع ثابت ہے و نیز احادیث میں اول وقت پر نماز پڑھنے کی تاکید شدید آئی ہے تو ایسی صورت میں نماز عصر قبل از دو مثل پڑھنا افضل ہے یا بعد از دو مثل، براہ کرم اس کا جواب بحوالہ کتب عبرتیں تحریر فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں؟

الجواب

قال فی ردالمحتار: (قوله إلى بلوغ الظل مثليه) هذا ظاهر الرواية عن الإمام (نهایة) وهو الصحيح (بدایع ومحیط وینایع) وهو المختار (غیاثیة) واختاره الإمام المحبوبی و عول علیه النسفی و صدر الشریعة و تصحیح قاسم و اختاره أصحاب المتون و ارتضاه الشارحون، فقول الطحاوی: ”وبقولهما نأخذ“، لا یدل علی أنه المذهب، وما فی الفیض من أنه یفتی بقولهما فی العصر والعشاء مسلم فی العشاء فقط علی مافیہ و تمامہ فی البحر۔ (ثم قال) وقد قال فی البحر: لا یعدل عن قول الإمام إلى قولهما أو قول أحدهما إلا لضرورة من ضعف دلیل أو تعامل بخلافه كالمنزاعة وإن صرح المشائخ بأن الفتوى علی قولهما، آه۔ (ردالمحتار: ۳۳۳/۱) (۱)

عبارت مرقومہ سے معلوم ہوا کہ اگرچہ امام اعظم ابو حنیفہؒ سے ایک روایت وہ بھی ہے جو سوال میں درج ہے یعنی موافق قوم صاحبینؒ کے، لیکن ظاہر الروایۃ اس کے خلاف ہے، جس کو تمام متون اور شروح نے لیا ہے اور محققین حنفیہ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ اور مقتضی قواعد کا یہی ہے کہ وقت ظہر زوال سے شروع ہو کر دو مثل تک رہتا ہے، دو مثل کے

(۱) ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، مطلب فی تعبدہ علیہ الصلاۃ والسلام قبل البعۃ: ۱۵۰، ۱۴۲/۱، دار الفکر بیروت/ و کذا

فی البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الصلاۃ، اوقات الصلاۃ، وقت الظهر: ۲۵۸/۱-۲۵۹، دار الکتاب الإسلامی، انیس

(۲) (والظہر من زوالها) أى یدخل وقت الظهر من زوال الشمس عن کبد السماء (حتى یصیر ظل الشیء مثلیہ

سوی فیء الزوال) عند أبی حنیفۃ لإمامۃ جبرئیل علیہ السلام للعصر فی الیوم الثانی حین صار ظل کل شیء

مثلیہ۔ (منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک، فصل فی بیان شروط الصلاۃ وأرکانها: ۱۰۵، وزارة الأوقاف

والشؤون الإسلامیة، دولة قطر۔ انیس)



بعد عصر شروع ہوتا ہے۔ (۲)

رہا یہ امر کہ امام صاحبؒ نے صاحبینؒ کے قول کی طرف رجوع کیا ہے یہ کسی معتبر کتاب اور معتبر سند سے ثابت نہیں ہے اور صرف کشف الاستار کا لکھنا بمقابلہ تمام معتبرات کے معتبر نہیں ہے۔ (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم) (اضافہ)  
(امداد المقتنین: ۲۶۵/۲-۲۶۶)

## ایک مثل پر عصر کی نماز:

سوال: زید نے سایہ اصلی کے علاوہ ایک مثل ہونے پر عصر کی نماز پڑھی، زید امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقلد ہے۔ اس کی نماز ہوگئی یا اعادہ واجب ہے؟ اگر نماز ہوگئی، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ عصر کا وقت ہے اور ظہر کا وقت نکل گیا، اب اگر عمر اپنی بیوی سے یہ کہے کہ، اگر میں آج کی ظہر کی ادا پڑھوں، تو تین طلاق ہے، اور ایک مثل کے بعد دو مثل پورے ہونے سے پہلے ظہر پڑھی، تو عمر کی بیوی کا کیا حکم ہے؟ مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً

حنفیہ کو صاحبین کے قول کے موافق اس نماز کا اعادہ لازم نہیں، نماز صحیح ہوگئی۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے:

”وبقولہما نأخذ“۔ (۱)

(۱) ”قال العلامة الطحطاوی: ”وقول الطحاوی: ”وبقولہما نأخذ“ يدل على أنه المذهب“۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوۃ: ۱۷۶/۱، قدیمی)

(۲) ”(ووقت الظهر من زواله) أي ميل ذكاء عن كبد السماء (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله ... سوى فيء الزوال“۔ (الدر المختار علی صدر رد المحتار، کتاب الصلوۃ: ۳۵۹/۱، سعید)

(۳) ”وروی الحسن عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى أن آخر وقتها إذا صار ظل كل شيء مثله سوى فيء الزوال، وهو قول أبي يوسف ومحمد وزفر والحسن والشافعي“۔ (بدائع الصنائع، کتاب الصلوۃ، فصل فی بیان شرائط الأركان: ۵۶۱/۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(۴) ”وقت الظهر من زواله: أي ميل ذكاء عن كبد السماء إلى بلوغ الظل مثليه، وعنه مثله، وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة: قال الإمام الطحاوی: ”وبه نأخذ“ وفي غرر الأذکار: وهو المأخوذ به، وفي البرهان: وهو الأظهر، لبيان جبريل، وهونص في الباب، وفي الفيض: وعليه عمل الناس اليوم، وبه يفتي“۔ (الدر المختار) قال ابن عابدين: ”(قوله: إلى بلوغ الظل مثليه) هذا ظاهر الرواية عن الإمام، نهائية، وهو الصحيح، بدائع، ومحيط، وينابيع، وهو المختار، غياثية، واختاره الإمام المحبوبي ... وفي رواية عنه أيضاً أنه بالمثل يخرج وقت الظهر، ولا يدخل وقت العصر إلا بالمثلين، ذكرها الزيلعي وغيره“۔ (رد المحتار، کتاب الصلوۃ: ۳۵۹/۱، سعید)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظہر کا وقت سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل ہونے تک رہتا ہے، اس لحاظ سے شخص مذکور کی ظہر کی نماز ادا ہوئی۔ (۲)

صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مثل تک رہتا ہے، اس اعتبار سے اس کی یہ ظہر کی نماز قضا ہوئی۔ (۳)  
دونوں قولوں کو مختلف حضرات فقہانے اختیار کیا ہے۔ (۴)

عمر کو ملک بضع بذریعہ نکاح متعین طریق پر حاصل ہے، اس کے خروج کے لئے بھی غیر مشکوک متعین درجہ درکار ہے۔  
”إذا لقاء منة الآثار لا ينقض الوقت بالشك“۔ (بحر) (۱)

وقت کے اندر پڑھنا ادا ہے۔ یہاں تعارض آثار کی وجہ سے وقت کے منقضي ہو جانے میں شک ہے، اور شک سے وقت پر خارج ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

اسی شک پر طلاق کے وقوع کا بھی حکم نہیں ہوگا۔

”علم أنه حلف ولم يدر الطلاق أو غيره، لغا كما لو شك أطلق أم لا؟“۔ (الدر المختار) (۲)

طلاق ابغض المباحات بھی ہے، اس لئے اس سے بھی ممکن اجتناب چاہئے۔ (۳)

وقت مذکور میں عصر کو غیر صحیح قرار دینے سے فریضہ ذمہ میں باقی رہتا ہے، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کو گناہ سے بچانے کیلئے اس کی نماز کو صحیح کیا جائے۔ (۴) فقط واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۱۱/۱۳۹۳ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۳۶/۵-۳۳۸)

## مثل اول پر عصر کی نماز:

سوال: زید مسجد اہل حدیث میں امام ہے، حالانکہ زید خفی ہے، مگر مسجد اہل حدیث میں امام ہونے کی وجہ سے نماز عصر وقت عصر شافعی میں پڑھاتا ہے، جو وقت خفی سے پہلے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اب اگر زید نماز پڑھا دینے کے بعد

(۱) ”إذا تعارضت الآثار لا ينقض الوقت بالشك“۔ (البحر الرائق، كتاب الصلوة: ۱/۴۲۵، رشیدیہ)

(۲) الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الصريح: ۲۸۳/۱، سعید

(۳) ”عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ”أبغض الحلال إلى الله عز وجل الطلاق“۔ (سنن أبي داود، كتاب الطلاق، باب في كراهية الطلاق: ۲۹۶/۱، دار الحديث، ملتان)

(۴) ”فعندهما إذا صار ظل كل شيء مثله، خرج وقت الظهر ودخل وقت العصر، وهو رواية محمد عن أبي حنيفة رحمه الله، وإن لم يذكره في الكتاب نصاً في خروج وقت الظهر“۔ (المبسوط للسرخسي، باب مواقيت الصلوة: ۲۹۰/۱، المكتبة الغفارية، کوئٹہ)

(۵) ”قوله: إلى بلوغ الظل مثليه) هذا ظاهر الرواية عن الإمام، نهاية، وهو الصحيح، بدائع، ومحيط، وینابيع، وهو المختار، غیاثیہ، واختاره الإمام المحبوبي“۔ (رد المختار، كتاب الصلوة: ۳۵۹/۱، سعید)

وقت حنفی میں نماز عصر کا پھر تنہا اعادہ کرے، تو زید کی نماز اور اہل حدیث حضرات کی نماز کا کیا حکم ہوگا؟ زید نماز کا اعادہ کرے یا نہیں؟ دیگر اوقات گو کہ اول وقت میں پڑھاتا ہے، مگر یہ اوقات حنفیہ کے نزدیک بھی مسلم ہیں۔

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً

قول مختار اور مفتی بہ تو یہی ہے کہ وقت عصر مثلیں سے شروع ہوتا ہے۔ (۵) مگر دوسرا قول یہ بھی ہے کہ مثل واحد کے بعد ہی شروع ہو جاتا ہے، اور اس وقت پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ لازم نہیں ہوتا۔ یہ طریقہ صحیح نہیں کہ اہل حدیث کو نماز پڑھادے اور پھر اپنی نماز کا اعادہ کر لیا کرے، اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جو نماز ان کو پڑھائی ہے، وہ زید کے نزدیک صحیح نہیں ہوئی۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۴/۱۳۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۴/۹۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۳۸)

### مثل اول پر عصر پڑھنے کی تفصیل:

سوال: اس ادارہ میں کوکن کے اور کچھ دوسرے علاقہ کے حنفی طلبا بھی تعلیم پاتے ہیں اور چند مدرسین بھی حنفی المسلمک ہیں۔

سوال درپیش یہ ہے کہ چونکہ ہم شوافع کے نزدیک عصر کا وقت ایک مثل کے بعد ہوتا ہے اور احناف کا مسلک دو مثل کا ہے۔ لہذا یہ طلبا و مدرسین شوافع کے ساتھ عصر کی نماز ادا کریں، تو درست ہوگی یا نہیں؟ اس سلسلہ میں چند امور ضرور ملحوظ خاطر رہیں:

۱۔ صاحبین ایک مثل کے قائل ہیں۔

۲۔ علاقہ شافعی ہے۔

لہذا یہاں ایک مثل پر نماز ہوتی ہے، اگر دو مثل پر پڑھیں تو انتشار بلکہ فتنہ کا اندیشہ ہے، یہ معاملہ گاہے گاہے کا نہ ہوگا، بلکہ روزانہ کا ہوگا۔ اگر ایک مثل پر روزانہ نماز ادا کرنا درست نہ ہو تو کیا حنفی المسلمک طلبا و اساتذہ کے لئے دوبارہ

(۱) ”(ووقت الظهر من زواله) ... (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله، وهو قولهما وزفرو الأئمة الثلاثة، قال الإمام

الطحاوی: ”وبه نأخذ“۔ (الدر المختار علی صدر رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ: ۳۵۹/۱، سعید)

(۲) ”اعلم أن الروایات عن أبي حنیفة رحمه الله تعالیٰ اختلفت فی آخر وقت الظهر، روی محمد عنه: ”إذا

صار ظل كل شيء مثليه سوى في الزوال، خرج وقت الظهر ودخل وقت العصر، وهو الذي عليه أبو حنیفة رحمه الله تعالیٰ“۔ (العناية شرح الهدایة علی هامش فتح القدير، باب المواقيت: ۲۱۹/۱، مصطفى البابی الحلبي بمصر)

اذان دینا ہوگی، یا ایک مثل کی اذان کافی ہوگی؟ نیز یہ دوسری جماعت مسجد میں قائم کی جاسکتی ہے، یا جماعتِ ثانیہ میں شمار ہو کر مسجد کے علاوہ کہیں اور قائم کرنا ہوگا؟

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً

مستقلاً ہمیشہ مثل واحد پر نماز عصر ادا کرنا گویا امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کو ترک کرنا ہے، (۲) اس لئے ایسا نہ کیا جائے، کبھی اتفاقاً ایسی نوبت آجائے تو امرِ آخر ہے، اگر مثلیں پر نماز ادا کی جائے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ و امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کے نزدیک بالاتفاق نماز ہو جائے گی۔ (۱) اگر مصالح سمجھ کر یہ صورت اختیار کر لی جائے کہ مثلیں پر سب آمادہ ہو جائیں، تو اعلیٰ بات ہے، (۲) لیکن اس کی خاطر مجبور نہ کیا جائے نہ خلفشار۔ اگر یہ صورت نہ ہو سکے، تو حنفی حضرات دوسری مسجد میں جا کر مثلیں پر جماعت کر لیا کریں، یہ بھی نہ ہو سکے، تو مدرسہ کے ایک کمرہ میں مثلیں پر جماعت کر لیا کریں، اذان زیادہ بلند آواز سے کہنے کی ضرورت نہیں، اتنی آواز کافی ہے کہ مدرسہ کے مدرسین و طلباسن لیں، جن کو نماز مثلیں پر پڑھنی ہے۔

جہاں تک ہو سکے خلفشار اور فتنہ سے پورا پرہیز کیا جائے۔ حق تعالیٰ شانہ مدرسہ کو ترقی دے اور علم و عمل کی صحیح اشاعت کا ذریعہ بنائے۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمد وغفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۶/۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۳۹/۵-۳۴۰)

- (۱) ”والأحسن ما فى السراج عن شيخ الإسلام: أن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل، وأن لا يصلى العصر حتى يبلغ المثليين ليكون مؤدياً للصلايتين فى وقتيهما بالإجماع“۔ (رد المحتار، كتاب الصلوة: ۳۵۹/۱، سعيد)
- (۲) ”قال المشائخ: ”ينبغي أن لا يصلى العصر حتى يبلغ المثليين، ولا يؤخر الظهر إلى أن يبلغ المثل ليخرج من الخلاف فيها“۔ (الحلبى الكبير، كتاب الصلوة، بحث: فروع فى شرح الطحاوى، ص: ۲۲۷، سهيل اكيڊمى، لاهور)
- (۳) ”والفقير أقول مثل قوله فيما يتعلق باقتداء الحنفى بالشافعى، والفقير المنصف يسلم ذلك: وأنا رملى فقه الحنفى وأما بعد اتفاق العالمين، ملخصاً۔

أى لاجدال بعد اتفاق عالمى المذهبين: وهما رملى الحنفية يعنى به نفسه ورملى الشافعية رحمهما الله تعالى، فتحصل أن الاقتداء بالمخالف المراعى فى الفرائض أفضل من الانفراد إذا لم يجد غيره، وإلا فالأقتداء بالموافق أفضل، آه۔ (رد المحتار، مطلب فى القتداء بشافعى، الخ: ۵۶۳/۱)

والذى يميل إليه القلب عدم كراهة الاقتداء بالمخالف ما لم يكن غير مراعى فى الفرائض، لأن كثيراً من الصحابة والتابعين كانوا أئمة مجتهدين وهم يصلون خلف إمام واحد تبين مذاهبيهم، وإنه لو انتظر إمام مذهب بعيداً من الصفوف لم يكن إعراضاً عن الجماعة للعلم بأنه يريد جماعة أكمل من هذه الجماعة“۔ (رد المحتار، كتاب الصلوة: ۵۶۳/۱-۵۶۴، سعيد)

## مثل اول کے بعد نماز عصر کا حکم:

سوال: یہاں از روئے مذہب شافعی نماز عصر سایہ اصلی کے سوا ایک سایہ پر ادا کی جاتی ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ آیا احناف مقتدیوں کی اقتداء شافعی المذہب امام کے ساتھ درست ہوگی یا نہیں؟  
(المستفتی نمبر: ۱۳۱، منشی ناظم حسین صاحب، کلیان، ۴/ شعبان ۱۳۵۲ھ / ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء)

الجواب

ایک مثل سایہ ہو جانے پر عصر کا وقت ہو جانے کا بہت سے مشائخ حنفیہ نے بھی فتویٰ دیا ہے، اس لئے ایک مثل ہو جانے کے بعد شافعی جماعت میں حنفی شریک ہو کر نماز عصر ادا کر سکتے ہیں۔ (ایک مثل سے مراد سایہ اصلی کے سوا مثل ہے) وعنه مثله وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوی: وبه نأخذ، وفي غرر الأذکار: وهو المأخوذ به، وفي البرهان: وهو الأظهر لبيان جبريل وهونص في الباب، في الفيض: وعليه عمل الناس، وبه يفتي. (الدرا المختار على صدر رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۵۹/۱) (۱) (كفايت المفتي: ۳/۲۳-۲۴)

## شافعی امام کے پیچھے ایک مثل پر عصر پڑھنا کیسا ہے:

سوال: مؤذن حنفی ہے، شافعی لوگ نماز عصر ساڑھے تین بجے پڑھا کرتے ہیں، امام شافعی ہونے کی صورت

- (۱) وقد حدثني ابن أبي عمران عن ابن الثلجي عن الحسن بن زياد عن أبي حنيفة رحمه الله أنه قال: في آخر وقتها إذا صار الظل مثله وهو قول أبي يوسف ومحمد، وبه نأخذ. (شرح معاني الآثار، باب مواقيت الصلاة (ح: ۹۶۱) انيس)
- (۲) الدرا المختار مع رد المحتار مطلب في تعبد عليه الصلوة والسلام قبل البعثة: ۳۸۹/۱، دار الفكر، انيس
- (۳) ”وأما الأقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي، فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلوة على اعتقاد المقتدى، عليه الإجماع، إنما اختلف في الكراهة، اه، فقيد بالمفسد دون غيره كماترى، وفي رسالة الاهتداء في الاقتداء لمن لا على القارى: ذهب عامة مشائخنا إلى الجواز إذا كان يحتاط في موضع الخلاف، وإلا فلا،... فتحصل أن الاقتداء بالمخالف المراعى في الفرائض أفضل من الانفراد إذا لم يجد غيره، وإلا فلا اقتداء بالموافق أفضل.“ (رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الامامة، مطلب في الاقتداء بشافعي ونحوه هل يكره أم لا؟: ۵۶۳/۱، دار الفكر بيروت. انيس)
- قال البدر العيني: يجوز الاقتداء بالمخالف وكل برو فاجر مالم يكن مبتدعاً بدعة يكفر بها ومالم يتحقق من إمامه مفسداً لصلاته في اعتقاده، اه. وإذا لم يجد غير المخالف فلا كراهة في الاقتداء به والاقتداء به أولى من الانفراد على أن الكراهة لا تنافي الثواب أفاده العلامة نوح. (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، فصل في بيان الأحق بالإمامة: ۳۰۴/۱. انيس)

(ونرى الصلوة خلف كل برو فاجر من أهل القبلة) أى من المسلمين، والبر: الصالح التقى، والفاجر: الفاسق الذى ظهر فسقه وفجوره بما ارتكب من ذنوب (ونصلى من مات منهم). (شرح العقيدة الطحاوية للبراك، مذهب أهل السنة في الصلاة خلف المسلمين: ۲۶۱/۱. انيس)

میں مؤذن و دیگر حنفیوں کی نماز صحیح ہے یا نہیں؟ اور امام حنفی ہونے کی صورت میں امام و دیگر حنفیوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب \_\_\_\_\_ وبالله التوفيق حامداً ومصلياً

حفیوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ دو مثل کے بعد عصر پڑھا کریں، (۲) لیکن اگر اسی وقت میں شافعی امام کے پیچھے ایک مثل کے بعد بھی عصر پڑھ لی گئی تو صحیح طور پر ادا ہوگئی۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم وأحکم

(مرغوب الفتاوى: ۲/ ۱۱۸)

بعد از مثل عصر کی اذان کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہاں سعودی عرب میں بعد از مثل عصر کی اذان دی جاتی ہے، جب کہ احناف کا قول بعد مثلین ہے تو اگر ہم ان کی اقتدا میں اس وقت نماز پڑھ لیں تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ بنو اتو جروا۔

(المستفتی: منیر احمد، شارع الشفاء سعودیہ عربیہ..... ۲۶/ اکتوبر ۱۹۸۳ء)

## الجواب

اس امام کے پیچھے اقتدا کیا کریں اور اگر ہو سکے تو احتیاطاً عادیہ کیا کریں۔ (۱) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۱۵۷/۲)

مثل یراذان اور مثلین یرنماز:

سوال: ختم ظہر مثل میں اذان کہے اور مثلیں میں نماز پڑھے تو درست ہے؟

هو المصوب

(١) قال العلامة ابن عابدين: (قوله: وعليه عمل الناس اليوم) ... وانظر هل إذا لزم من تأخيرهِ العصر إلى المثلين ففوت الجماعة يكون الأولى التأخير أم لا ... والظاهر الأول بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الإمام، تأمل، ثم رأيت في آخر شرح المنية ناقلاً عن بعض الفتاوى أنه لو كان إمام محلته يصلى العشاء قبل غياب الشفق الأبيض فالأفضل أن يصليها وحده بعد البياض. (رد المحتار هامش الدر المختار، قبيل مطلب لوردت الشمس بعد غروبها، أوقات الصلاة: ٢٦٤/١، دار الفكر بيروت)

(٢) الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، ١٤/٢ -

(٣) الفتاوى الهندية: ٥١/١. الفصل الثاني في بيان فضيلة الأوقات

والأحسن ما في السراج عن شيخ الإسلام أن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل وأن لا يصلي العصر

حتى يبلغ المثلين ليكون مؤديا للصلوتين في وقتيهما بالإجماع (رد المحتار، كتاب الصلاة: ١٥/٢)

صورت مسئلہ میں ایسا کرنے سے نماز درست ہو جائے گی۔

(وقت الظهر من زواله) ... (إلى بلوغ الظل مثليه) ... (سوی فیء) ... (الزوال)۔ (۲)  
لیکن احتیاط کے خلاف ہے۔

قالوا: الاحتیاط أن یصلی الظهر قبل صیرورة الظل مثله ویصلی العصر حين یصیر مثليه. (۳)

تحریر: مسعود حسن حسنی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوة العلماء: ۳۱۶/۱-۳۱۷)

دو مثل سایہ ہونے سے کچھ قبل اذان عصر کہہ کر دو مثل سایہ ہوتے ہی نماز عصر پڑھنا جائز ہے،  
مگر مصلحت کے خلاف ہے:

سوال: حنفی مذہب کے مطابق اذان عصر دو مثل سایہ سے دس پندرہ منٹ پیشتر کہہ کر دو مثل سایہ ہوتے ہی نماز عصر پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ نیز گھروں میں نماز ظہر و عصر وغیرہ کی اذان سننے پر مستورات عمل کرتی ہوں، تو ایسی حالت میں دو مثل سایہ ہونے سے قبل اذان عصر کہہ لینا مناسب ہے؟ وقت عصر اول یعنی شافعیہ میں نماز عصر بلا تردد پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ وقت مفتی بہ کونسا ہے؟

الجواب ————— هو المصوب

جائز ہے، لیکن گھروں میں مستورات اذان کی آواز سنتے ہی نماز پڑھ لیتی ہیں، اس خوف سے برابر دو مثل سایہ ہونے پر اذان عصر کہہ کر تبھی نماز عصر پڑھنے میں مصلحت ہے، اگرچہ صاحبین کے قول پر ان کی نماز بھی جائز ہو جاتی ہے، مشہور اور مفتی بہ مذہب حنفیہ میں دو مثل سایہ کے بعد وقت عصر ہوتا ہے اور اسی میں احتیاط ہے، کیونکہ امام صاحب کے نزدیک ایک روایت کی رو سے ایک مثل سایہ کے بعد وقت ظہر نکل جاتا ہے اور دو مثل سایہ کے بعد وقت عصر آتا ہے، پس وہ درمیان کا وقت ظہر و عصر سے خالی ہوگا۔ (۱) (فتاویٰ باقیات صالحات: ۵-۶)

(۱) (وقت الظهر من زواله) أي میل ذكاء عن كبد السماء (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوی: وبه نأخذ، وفي غرر الأذکار: وهو المأخوذ به وفي البرهان: وهو الأظهر لبيان جبرئيل. عليه السلام. وهو نص في الباب، وفي الفيض: وعليه عمل الناس اليوم (وبه يفتي) (سوی فیء) يكون للأشياء قبيل (الزوال). (الدر المختار على صدر رد المحتار، كتاب الصلوة: ۳۵۹/۱، سعيد كمپنی لاہور)

وروی الحسن عن أبي حنيفة رحمهما الله تعالى: أنه إذا صار الظل قامة يخرج وقت الظهر ولا يدخل وقت العصر حتى يصير الظل قامة بينهما وقت مهمل. (المبسوط للسرخسي: ۱۴۳/۱، كتاب الصلوة، باب المواقيت، دار المعرفة، انيس)

سایہ اصلی کا خیال نہ رکھتے ہوئے مثل اول پر نماز پڑھنے والوں کی نماز کا حکم:

سوال: لکڑی کا سایہ دو گنا ہونے پر اہل حدیث لوگ عصر کی نماز پڑھتے ہیں، وہ سایہ اصلی کا خیال نہیں رکھتے ہیں، ان کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب ————— حامداً ومصلیاً

اہل حدیث کے نزدیک ایک مثل سایہ پر سوائے سایہ اصلی کے عصر کا وقت ہو جاتا ہے، امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک جب ہر شی کا سایہ دو مثل ہو جائے، سوائے سایہ اصلی کے، تب عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ حنفی کو اہل حدیث کے پیچھے ایسی نماز ان کے مذہب کے مطابق نہیں پڑھنی چاہئے۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم  
حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۳۶۷/۵)

مجبوری کے وقت ایک مثل سایہ کے بعد عصر کی نماز پڑھنا:

سوال: بس کا وقت ایسا ہے کہ اگر مذہب حنفی کے موافق عصر کی نماز پڑھی جائے، تو بس چھوٹ جاتی ہے اور اگر نہ پڑھی جائے، تو درمیان میں اتنا وقت نہیں ملتا کہ نماز پڑھی جاسکے، ایسی پریشانی کے وقت امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک کے مطابق ایک مثل سایہ ہو جانے کے بعد عصر کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

بس سے سفر کرنے میں مذکورہ پریشانی ہو، تو ریل سے سفر کیا جائے اور اگر ریل سے بھی سفر کرنے میں یہ پریشانی اور الجھن پیش آتی ہو، تو مجبوری کی وجہ سے ایک مثل سایہ کے بعد نماز پڑھ سکتا ہے اور یہ صاحبین رحمہم اللہ کا قول بھی  
== إن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل وأن لا يصلي العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤدياً للصلوتين في وقتيهما بالإجماع. (البحر الرائق، كتاب الصلاة: ۵۲۴/۱، انیس)

(۱) ”وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي، فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلوة على اعتقاد المقتدى، عليه الإجماع ... ذهب عامة مشائخنا إلى الجواز إذا كان يحتاط في مواضع الخلاف، وإلا فلا ... فتحصل أن الاقتداء بالمخالف المراعى في الفرائض أفضل من الانفراد إذا لم يجد غيره، وإلا فالاعتداء بالموافق أفضل.“ (رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الامامة، مطلب في الاقتداء بشافعي ونحوه هل يكره أم لا؟ ۶۳/۱، سعيد)  
”ولا خصوصية للشافعية، بل الصلاة خلف كل مخالف للمذهب كذلك لا يصح.“ (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الامامة: ۶۱۳/۱، رشیدیہ)

(۲) (والظهر من زوالها) أى يدخل وقت الظهر من زوال الشمس عن كبد السماء حتى يصير ظل كل شيء مثليه سوى في الزوال عند أبي حنيفة رضي الله عنه، لإمامة جبرئيل عليه السلام للعصر في اليوم الثاني حين صار ظل كل شيء مثليه وعندهما: حتى يصير ظل كل شيء مثله، لإمامته عليه السلام للعصر في اليوم الأول حين صار ظل كل شيء مثله وهو قول زفر والشافعي. (منحة السلوك في شرح تحفة الملوك، كتاب الصلاة: ۱۰۵/۱، انیس)



ہے۔ (۲) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحمیہ: ۱۲۵-۱۳)

### سفر کی وجہ سے عصر کو مثل ثانی میں پڑھنا:

سوال: (۱) ایک آدمی سفر پر جانے کا ارادہ رکھتا ہے اور ظہر کی نماز کے بعد تیاری وغیرہ میں اسے اتنی دیر ہوگئی کہ مثل ثانی شروع ہوگئی اور اس نے عصر کی نماز اس خیال سے ادا کر لی کہ راستہ میں شاید نہ پڑھ سکوں اور قضا ہو جائے گی۔ تو کیا اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

(۲) سفر پر جانے والا عصر کی نماز سفر میں اس وقت ادا کرتا ہے، جب کہ سورج غروب ہونے والا ہے یا کچھ غروب ہو گیا ہے اور کچھ نظر آ رہا ہے، یعنی آدھا سورج نظر سے اوجھل ہے۔ کیا اس صورت میں اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟  
(محمد لطف اللہ خالد لاہوری)

الجواب

(۲-۱) دونوں صورتوں میں نماز ادا ہو جائے گی۔

وفی العالمگیریۃ، ج: ۱، ص: ۵۲، وفتاویٰ رحمیۃ، ج: ۵، ص: ۱۲:

وعند احمرارها إلى أن تغيب إلا عصر يومه ذلك فإنه يجوز أداءه عند الغروب، هكذا في فتاویٰ قاضی خان. فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ، جامعہ خیر المدارس، ملتان

الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء۔ (خیر الفتاویٰ: ۱۸۹/۲-۱۹۰)

### تین بجے عصر کی اذان دینا صحیح نہیں:

(۱) عبد اللہ بن رافع مولیٰ أم سلمة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنه سأل أباه ريرة عن وقت الصلوة فقال أبو هريرة أنا أخبرك: صلى الظهر إذا كان ظلك مثلك، والعصر إذا كان ظلك مثليک، والمغرب إذا غربت الشمس والعشاء ما بينك وبين ثلث الليل صل الصبح بغيب يعني الغلس. (موطأ الإمام مالک، وقت الصلوة، باب وقوت الصلاة (ح: ۹) قال عبد القادر الأرنؤوط: روى موقوفاً ومرفوعاً وهو حديث حسن، أقول: روى عنه في المعروف موقوفاً كما عند مالک في موطاه إلا أنه روى عنه مرفوعاً أيضاً، كما ذكره ابن عبد البر في التمهيد. (التعليق الممجد شرح الموطأ: ۱۵۱/۱-انیس)

(۲) والأحسن ما في السراج عن شيخ الإسلام أن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل وأن لا يصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤدياً للصلاتين في وقتيهما بالإجماع، وانظر هل إذا لزم من تأخير العصر إلى المثلين فوت الجماعة يكون الأولى التأخير أم لا؟ والظاهر الأول بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الإمام. (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في تعبد عليه الصلاة والسلام قبل البعثة: ۲۴۰/۱، نعمانيه، ديوبند)

سوال: ایک صاحب عصر کی اذان تین بجے دیتے ہیں اور دلیل دیتے ہیں حدیث جبریل سے، کیا تین بجے عصر کی اذان کا وقت ہو جاتا ہے؟ اگر نہیں ہوتا تو اذان صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔

الجواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً

بعض احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مثل اول پر عصر کا وقت نہیں ہوتا، بلکہ مثلین پر ہوتا ہے، (۱) یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے، اس کے مطابق تین بجے عصر کا وقت نہیں ہوتا، جو صاحب تین بجے عصر کی اذان دیتے ہیں، اگر وہ حنفی ہیں تو ان پر امام صاحب کی پیروی ضروری ہے، اور احتیاط بھی اسی میں ہے۔ (۲)

کیوں کہ مثلین پر عصر کی نماز پڑھنے میں نہ کسی حدیث کی مخالفت لازم آتی ہے، نہ کسی امام کا مذہب ترک ہوتا ہے، اور اس سے پہلے مثلاً تین بجے اذان دینے اور نماز پڑھنے پر بعض احادیث کے مطابق اور امام صاحب کے مذہب کے موافق اذان و نماز صحیح نہ ہوگی، اور فریضہ باقی رہ جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبد اللہ غفرلہ۔ الجواب صحیح: محمد حنیف غفرلہ۔ (فتاویٰ ریاض العلوم: ۲۸۱/۲)

### حرمین شریفین میں مثلین سے قبل نماز عصر پڑھنے کا حکم:

سوال: لوگ جب حج یا عمرہ کے لئے حرمین شریفین جاتے ہیں تو وہاں عصر کی نماز مثلین سے قبل ہوتی ہے، تو کیا ہم لوگ جماعت میں شامل ہو کر عصر کی نماز ادا کر سکتے ہیں یا مثلین تک تاخیر کریں؟

الجواب:

عصر کی نماز مثلین کے بعد پڑھنا افضل ہے، اگرچہ اس میں جماعت فوت ہو جانے کا خدشہ ہو، مگر یہ حکم دیگر عام مقامات کے لئے ہے، حرمین شریفین کی حرمت اور فضیلت کی وجہ سے جماعت میں شریک ہو جانا چاہئے اور مثلین تک تاخیر کرنا ضروری نہیں، بلکہ حرمین شریفین میں باجماعت نماز پڑھنا افضل ہے۔ (۱)

قال العلامة ابن عابدین: (وعليه عمل الناس اليوم) وانظر هل إذا لزم من تأخير العصر إلى المشلين فوت الجماعة يكون الأولى التأخير أم لا؟ والظاهر الأول، بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الإمام. (رد المحتار، كتاب الصلوة، أوقات الصلوة: ۳۵۹/۱، دار الفكر، بيروت) (فتاویٰ حقانیہ: ۴۲-۴۱/۳)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: إن النبي صلى الله عليه وسلم قال: صلاة في مسجدى هذا خير من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام. (الصحيح للبخارى كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة (ح: ۱۱۳۳) انيس)

## جماعت عصر مثلین سے قبل ہو تو کیا کرے:

سوال: حریم شریفین میں نماز عصر کی جماعت مثلین سے قبل ہوتی ہے، آیا جماعت ترک کر کے مثلین کے بعد نماز اکیلے پڑھی جائے یا جماعت کے ساتھ؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: \_\_\_\_\_ باسم ملہم الصواب

قال فی الشامیة: وانظر هل إذا لزم من تأخيره العصر إلى المثليين فوت الجماعة يكون الأولى التأخير أم لا، والظاهر الأول بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الإمام، تأمل. (رد المحتار: ۳۳۳/۱)

اس سے ثابت ہوا کہ مثلین کے بعد نماز عصر پڑھنا افضل ہے، اگرچہ جماعت فوت ہو جائے، مگر یہ حکم عام مقامات کے لئے ہے، حریم شریفین کی فضیلت (۱) کے پیش نظر وہاں جماعت ترک نہ کی جائے، بلکہ مثل ثانی کے اندر جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۵ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۱۳۵/۲)

## مثلین سے پہلے عصر کی نماز:

سوال (۱) آج کل ہمارے یہاں ساڑھے چھ بجے غروب آفتاب ہے، اب اگر مسجد میں ساڑھے چار بجے اذان عصر اور جماعت پونے پانچ بجے ہو، توفیقہ خنی کی رو سے یہ اذان اور جماعت عصر دونوں قبل از وقت سمجھی جائیں گی، اور دونوں واجب الاعداد ہوں گی، یا صرف اذان قبل از وقت سمجھی جائیگی اور عصر کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

## عصر اور مغرب کے درمیان فاصلہ کتنا ہے:

(۲) سایہ اصلی چھوڑ کر ابتدائے مثلین سے غروب آفتاب تک دو گھنٹہ کا فاصلہ ہوتا ہے، یا پونے دو گھنٹہ کا اور

(۱) عن ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت: من صلى في مسجد رسول الله، فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الصلوة: "فيه أفضل من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الكعبة". (سنن النسائي، كتاب المساجد، باب فضل الصلاة في المسجد الحرام (ح: ۶۹۱) انيس)

(۲) "اعلم أن الروايات عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى اختلفت في آخر وقت الظهر، روى محمد عنه: "إذا صار ظل كل شيء مثليه سوى في الزوال، خرج وقت الظهر ودخل وقت العصر، وهو الذي عليه أبو حنيفة رحمه الله تعالى". (العناية شرح الهداية على هامش فتح القدير، باب المواقيت: ۲۱۹/۱، مصطفى البابي الحلبي بمصر)

(۳) وروى الحسن عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى أن آخر وقتها إذا صار ظل كل شيء مثله سوى في الزوال، وهو قول أبي يوسف ومحمد وزفر والحسن والشافعي. (بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل في بيان شرائط الأركان: ۵۶۱/۱، دار الكتب العلمية، بيروت. انيس)

کس موسم میں یہ فاصلہ دو گھنٹہ کا ہوتا ہے؟

(۳) ابتدائے مثلین سے غروب آفتاب تک کا درمیانی فاصلہ گرمی سردی وغیرہ اختلافِ موسم کی بنا پر بدلتا رہتا ہے یا ہمیشہ یکساں ہی رہتا ہے؟ اگر درمیانی فاصلہ بدلتا ہے، تو کس موسم میں کس جگہ، تقریباً کتنے منٹ کا فرق رہتا ہے؟

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً

(۱) اگر مثلین پر جماعت عصر ہوئی تو بالاتفاق اس کا اعادہ نہیں، (۲) اذان کچھ پہلے ہوئی ہو، تو اس کی وجہ سے جماعت کا اعادہ لازم نہیں ہوتا۔ مثلین سے کچھ پہلے مثل واحد کے بعد جو جماعت ہو جائے، اس کا بھی ایک قول پر اعادہ نہیں۔ (۳)

علمائے احناف حرین شریفین میں پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ نہیں کرتے، جو کہ بالیقین مثلین سے پہلے ہوتی ہے۔

(۲) یہ سب جگہ اور ہمیشہ یکساں نہیں۔ (۱)

(۳) بدلتا رہتا ہے، سردی میں کم ہوتا ہے، مقامات کے لحاظ سے تفاوت بھی مختلف ہوتا ہے۔ (۲) فقط واللہ

سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۱/۹۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۴۷۵-۳۴۸۲)

### عصر کا وقت:

سوال: کچھ لوگ یہاں پر نماز عصر ایک مثل پر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اول وقت یہی ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور بیٹھے رہتے ہیں اور دیر کر کے علیحدہ جماعت کرتے ہیں۔ اس صورت میں صحیح

(۱) ”ویختلف باختلاف الزمان والمكان“۔ (الدر المختار) وقال ابن عابدين: ”قوله: ویختلف باختلاف الزمان والمكان: أى طولاً وقصرًا أو انعدامًا بالكلية، كما أوضحه ح“۔ (رد المحتار، كتاب الصلوة، مطلب في تعبدہ علیہ الصلاة والسلام قبل البعثة: ۳۶۰/۱، سعید)

(۲) ”ولكننا نستدل بقوله تعالى: ”لَذُلُّوكَ الشَّمْسُ“ (سورة الإسراء: ۷۸): أى لزوالها، والمراد من الفیء مثل الشراك الفیء الأصلي الذى يكون للأشیاء وقت الزوال، وذلك یختلف باختلاف الأمكنة والأوقات، فاتفق ذلك القدر فی ذلك الوقت“۔ (المبسوط، كتاب الصلوة، باب مواقيت الصلوة: ۲۸۹/۱، المكتبة الغفریة، کوئٹہ)

(۳) عن عبد اللہ بن رافع مولى أم سلمة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنه سأل أباهريرة عن وقت الصلوة؟ فقال أبوهريرة: أنا أخبرك: صلى الظهر إذا كان ظلك مثلك، والعصر إذا كان ظلك مثليک، والمغرب إذا غربت الشمس والعشاء ما بینك وبين ثلث الليل صل الصبح بغیس یعنی الغلس۔ (موطأ الإمام مالک، باب وقوت الصلاة (ح: ۹) انیس)

(۴) رد المحتار، كتاب الصلوة، مطلب في تعبدہ علیہ الصلاة والسلام قبل البعثة: ۳۳۳/۱، ظفیر

کیا بات ہے؟

الجواب

احتیاط اس میں ہے کہ نماز عصر دو مثل سے پہلے نہ پڑھیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ شرح منیہ میں احادیث صحیحہ امام صاحب کے مذہب کی دلیل میں نقل فرمائی ہیں۔ (۳) شامی میں ہے:

”إن الأدلة تكافأت ولم يظهر ضعف دليل الإمام بل أدلته قوية أيضاً كما يعلم من مراجعة المطولات وشرح المنية، الخ. (۴)

پس اچھا وہی لوگ کرتے ہیں جو ایک مثل پر عصر نہیں پڑھتے بلکہ دو مثل کا انتظار کرتے ہیں، کیونکہ عبادات میں احتیاط لازم ہے۔ ایک مثل پر پڑھنے میں شبہ وقت سے پہلے پڑھنے کا ہے اور دو مثل پر پڑھنے میں بے شبہ نماز وقت میں ہوتی ہے۔ پس شبہ میں پڑنا احتیاط کے خلاف ہے۔ (۱) خصوصاً امر عبادات میں اور تاخیر عصر میں متعدد احادیث وارد ہیں، ایک مثل پر پڑھنے میں یہ فضیلت بھی ترک ہوتی ہے۔ لہذا جو لوگ ایک مثل پر جماعت کرتے ہیں ان کو فہمائش کرنی چاہئے کہ بعد دو مثل کے نماز پڑھا کریں تاکہ اس وقت سب شریک ہو جائیں۔ (۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۶۲-۵۷)

### وقتِ عصر:

سوال: کس قدر حصہ دن کا گزرنے سے وقت نماز عصر شروع ہوتا ہے؟

الجواب

عصر کے متعلق کسی خاص حصہ دن کی نہ مجھ کو تحقیق ہے نہ تجربہ ہے، اتنی پہچان معلوم ہے کہ ٹھیک دوپہر کے وقت ایک لکڑی ہموار زمین میں کھڑی کر کے اس کا سایہ ناپ لیں وہ مقدار سایہ کی اور اس لکڑی سے دو حصہ اور سایہ جب

(۱) وأبو حنيفة رحمه الله تعالى يقول: الأخذ بالا حياط في العبادات أصل. (المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة، اقتداء المسافر بالمقيم: ۲۴۶/۱، دار المعرفة بيروت. انیس)

الأخذ بالا حياط في باب العبادات واجب. (المبسوط للسرخسي، دار المعرفة: ۱۱۲/۳)

وترك ما يشك فيه أصل عظيم في الورع. (فتح الباری لابن حجر، قوله: باب ما ينتز: ۲۹۳/۴. انیس)

(۲) قال المشائخ: ينبغي أن لا يصلى العصر حتى يبلغ المثليين ولا يؤخر الظهر إلى أن يبلغ المثل ليخرج من الخلاف فيهما، الخ. (غنية المستملی، ص: ۲۲۵، ظفیر)

(۳) اس قاعدہ کلیہ کی تفصیل امداد الفتاویٰ سوال نمبر: ۱۵۲، ص: ۱۵۲، کے جواب میں ملاحظہ فرمائی جائے۔ سعید پالنپوری (جو فتاویٰ علماء ہند جلد چہارم میں گذشتہ صفحات میں بعنوان ”طریق معرفت وقت ظہر و عصر وغروب“ بحوالہ امداد الفتاویٰ درج ہے۔ انیس)

ہو جاوے عصر کا وقت آ گیا۔ ہر موسم میں یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ (۳) واللہ اعلم

۱۳ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ (امداد: ۶۴/۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱۵۹/۱-۱۵۰)

### عصر کا وقت:

سوال: مثلیں کے بعد جو نماز عصر بمذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ادا کرتے ہیں از روئے روایات اور فقہ کے یہ قوی قول ہے یا ایک مثل کی روایت، اور جو امام ایک مثل پر نماز عصر ادا کرتا ہے اور اس کے پیچھے بعضے مقتدی اس کے ہم خیال ہیں کہ وہ ایک مثل پر نماز عصر کو جائز سمجھتے ہیں اور بعضے مقتدی کا عقیدہ اور تحقیق مثلیں کی ہے اور وہ اس کے پیچھے بوجہ نادانستگی وقت یا بوجہ فساد نہ ہونے کے پڑھتے ہیں، ان کی نماز عصر ادا ہوگی یا اعادہ فرض ہوگا اور یہ نفل ہوگی اور ایسا امام ایسے دو قسم کے لوگوں کی مسجد میں امامت کرنے سے گنہگار تو نہیں ہوگا یا مقتدی اس کو امامت سے علیحدہ کر کے دوسرا امام کہ جو مثلیں کے بعد نماز عصر پڑھایا کرے مقرر کریں تاکہ یقیناً سب کی نماز ہو جاوے یہ کرنا ان کے یا متولی مسجد کے ذمہ ضروری ہوگا اور ایسا انتظام نہ کرنے سے گنہگار ہوگا یا نہیں بدلائل و بحوالہ کتب معتبرہ حدیث و فقہ ارقام فرمائیں؟

### الجواب

متون کی روایت مثلیں کی ہے، (۱) اور اصل مذہب متون ہی میں ہوتا ہے، کما هو مقرر و مصرح، اور گو بعض نے مثل در مختار وغیرہ کے، ایک مثل کو ترجیح دی ہے۔ مگر محققین نے اس ترجیح کو نہیں مانا، چنانچہ علامہ شامی نے رد المحتار میں اس پر کلام مبسوط کیا ہے۔ (ج: ۱، ص: ۳۷۱، میں)

اور نیز براءۃ ذمہ یقینی بھی اسی میں ہے، پس یہی احوط بھی ہوا، اور عصر ایک مثل پر پڑھنے سے اس کی صحت اختلافی ہوگی، اس لئے فساد یا وجوب اعادہ کا یقینی حکم تو نہیں کر سکتے۔

اسی طرح اس امام پر حکم عاصی ہونے کا یقیناً نہیں لگا سکتے، اسی طرح اس کے وجوب عزل کا بذمہ متولی یا جماعت کے یقینی حکم نہیں کر سکتے کہ اختلافات میں، پھر خصوص جبکہ ایک ہی مذہب کے اقوال مختلفہ ہوں اور دونوں جانب میں اکابر ہوں، ایسے احکام کا قطع مشکل ہے۔ البتہ ایسی عصر کے اعادہ کا اولیٰ ہونا اسی طرح ایسے امام کے لئے تاخیر کا امر کرنا اور در صورت عدم امتثال دوسرے امام کا معین کر دینا، یہ سب احکام درجہ احوط و افضل میں ضرور ہیں۔ چنانچہ رد المحتار کی یہ روایت اس کی مؤید صریح ہے:

(۱) الہدایۃ شرح بدایۃ المبتدی، کتاب الصلوٰۃ، باب مواقیت الصلاۃ / کذا فی الإختیار لتعلیل المختار، کتاب

وانظر هل إذا لزم من تأخيره العصر إلى المثلين فوت الجماعة يكون الأولى التأخير أم لا والظاهر الأول بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الإمام، تأمل، ثم رأيت في آخر شرح المنية ناقلاً عن بعض الفتاوى أنه لو كان إمام محلته يصلي العشاء قبل غياب الشفق الأبيض فالأفضل أن يصليها وحده بعد البياض. (مطلب في تعبد عليه الصلاة والسلام قبل البعثة: ۱/۳۷۲) واللّٰهُ أعلم (امداد الفتاویٰ جدید: ۱۵۰/۱۵۱)

### عصر کی نماز کا وقت:

سوال: حنفیہ کے نزدیک، نماز عصر کا ابتدائی وقت، انگریزی مہینوں کے حساب سے، یعنی جنوری میں جو وقت ہے، کب تک رہے گا؟

الجواب ————— حامداً ومصليناً

یہ وقت بلکہ کوئی وقت ایسا نہیں جو گھڑی کے اعتبار سے یکساں ہو، بلکہ طلوع وغروب کے اعتبار سے مختلف شہروں کا وقت متفاوت ہے۔ (۱)

اس لئے آپ اپنے شہر کے طلوع وغروب کا سالانہ نقشہ کسی کتب خانہ سے لے کر رکھ لیں، عامۃً تا جبر لوگ دیگر کتب کی طرح یہ نقشہ بھی برائے فروخت رکھتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب  
حررہ العبد محمد وغفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۳۵/۵)

### عصر کے وقت ابتدا کی تحقیق:

سوال: امر ضروری یہ ہے کہ عصر کے وقت شروع ہونے کے متعلق علماء دین و شرع متین کیا فرماتے ہیں، آیا امام صاحبؒ کے قول کی بناء پر وقت مثلیں سایہ کے بعد سے شروع ہوتا ہے، یا بر بناء قول صاحبینؒ کے مثل سایہ پر، ان دونوں اقوال میں حنفیوں کا فتویٰ جس پر ہو تحریر فرمایا جاوے، اگر احناف کا عمل امام صاحب کے قول مثلیں پر ہے تو حنفی جناب حضرت جبریل علیہ السلام کی مثل والی حدیث کا کیا جواب دیتے ہیں، کارڈ میں جگہ ہونے کی صورت میں اگر مسئلہ مذکورہ کی قدرے دلیل بھی ارقام فرمادیں تو نہایت ممنون احسان ہوں گا اور تا بعد ار کی تشفی خاطر کا باعث۔

جناب مولانا سخاوت علی صاحب مہاجر مدنی جو پوری مرحوم مغفور اپنے رسالہ مسمی بعرف الاوقات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حنفیوں کا عمل درآمد صاحبین کے قول مثل سایہ پر ہونا چاہئے، اس لئے کہ امام صاحب آخر زمانہ میں اس قول کی

(۱) ”تنبیہ: قال فی فیض: ”ومن كان علی مکان مرتفع كمنارة إسكندرية، لا يفطر ما لم تغرب الشمس عنده، ولأهل البلدة الفطر إن غربت عندهم قبله، وكذا العبرة في الطلوع في حق صلاة الفجر أو السجود“۔ (رد المحتار، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده: ۲/۴۲۰، سعید)

طرف رجوع ہوئے ہیں، آخر یہ کہاں تک صحیح ہے، واقع میں یہ صحیح ہے کہ امام صاحب آخر وقت میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع ہو گئے تھے یا نہیں؟ مولانا موصوف کی تحریر تا بعد ار کے لئے کافی طور پر تسلی بخش اس لئے نہیں ہوئی کہ مولانا کے عقائد اور میرے عقائد میں فرق ہے، یعنی بندہ تقلید کا قائل ہے اور مولانا اس کے خلاف تھے، محض خادم کو اس مسئلہ کے متعلق حنفیوں کے یہاں کی تحقیق مقصود ہے۔

الجواب

قال في مراقي الفلاح: ووقت الظهر من زوال الشمس إلى وقت العصر، وفيه روايتان عن الإمام في رواية إلى قبيل أن يصير ظل كل شيء مثليه سوى في الزوال لتعارض الآثار وهو الصحيح وعليه جل المشائخ والمتون، آه.

قال المحشى الطحطاوى: قوله لتعارض الآثار بيانه أن قوله صلى الله عليه وسلم في الحديث المتفق عليه "أبردوا بالظهر فإن شدة الحر من فيح جهنم" يقتضى تأخير الظهر عن المثل لأن أشد الحر في ديارهم وقت المثل وحديث إمامة جبريل في اليوم الأول يقتضى انتهاء وقت الظهر بخروج المثل لأنه صلى به صلى الله عليه وسلم العصر في أول المثل الثاني فحصل التعارض بينهما فلا يخرج وقت الظهر بالشك وتمامه في المطولات، آه. (ص: ۱۱۹)

قلت: وفي حديث إمامة جبريل اضطراب أيضا كما بينته في الجزء الثاني من إحياء السنن. قال: وقوله وهو الصحيح صححه جمهور أهل المذهب وقول الطحطاوى: وبقولهما نأخذ يدل على أنه المذهب وفي البرهان قولهما هو الأظهر فقد اختلف الترجيح، آه.

قال في مراقي الفلاح: والرواية الثانية أشار إليها بقوله أو مثله مرة واحدة سوى ظل الاستواء... واختار الثاني الطحطاوى وهو قول صاحبين أبي يوسف ومحمد لإمامة جبريل العصر فيه ولكن علمت أن أكثر المشائخ على اشتراط بلوغ الظل مثليه والأخذ به أحوط لبراءة الذمة بيقين إذ تقديم الصلوة عن وقتها لا يصح وتصح إذا خرج وقتها فكيف والوقت باق اتفاقاً. (۱)

ان عبارات سے چند امور مستفاد ہوئے:

- (۱) امام صاحب سے بھی ایک روایت مثل واحد کی ہے۔
- (۲) حنفیہ نے دونوں روایتوں کی تصحیح کی ہے، ترخ میں اختلاف ہے۔



(۳) لیکن احتیاطاً جمہور مشائخ حنفیہ کا عمل مثلیں کی روایت پر ہے۔ (بلکہ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ اگر کسی مسجد میں عصر کی نماز مثل واحد پر ہوتی ہے، اور مثلیں کے انتظار سے فوت جماعت لازم آتا ہو تو افضل بلکہ لازم یہ ہے کہ مثلیں کا انتظار کرے اور تنہا نماز پڑھے۔

وهذا نصه، قوله: وعليه عمل الناس اليوم) أى فى كثير من البلاد والأحسن ما فى السراج عن شيخ الإسلام أن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل وأن لا يصلى العصر حتى يبلغ المثليين ليكون مؤدياً للصلوتين فى وقتهما بالإجماع.

وانظر هل إذا لزم من تأخير العصر إلى المثليين فوت الجماعة يكون الأولى التأخير أم لا والظاهر الأول بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الإمام تأمل، ثم رأيت فى آخر شرح المنية ناقلاً عن بعض الفتاوى أنه لو كان إمام محلته يصلى العشاء قبل غياب الشفق الأبيض فالأفضل أن يصليها وحده بعد البياض، ۵هـ. (مطلب فى تعبدہ علیہ الصلاة والسلام: ۱/۳۷۲)

ان عبارات میں حدیث جبریل کا جواب بھی مذکور ہے اور ہم کو امام صاحب کا آخر عمر میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرنا ثابت نہیں ہوا، مولانا سخاوت علی صاحب نے کسی کتاب کا حوالہ لکھا ہو تو بتلایا جاوے، ورنہ محض ان کا لکھ دینا کافی نہیں۔ شامی نے شفق احمر کے مسئلہ میں لکھا ہے کہ امامؑ نے صاحبینؒ کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا، پھر بعد میں اس کو بھی رد کر دیا ہے۔ (ص: ۳۷۳ ج: ۱) مثلیں کے مسئلہ میں امام کا رجوع ثابت نہیں۔ (۱)

۳ شوال ۱۳۴۰ھ۔ (امداد الاحکام: ۱۶/۱۸)

## عصر کے وقت کی تحقیق:

سوال: اذان عصر کے متعلق صحیح قول حضرت امام ابو حنیفہؒ کا کیا ہے؟ آیا سایہ اصلی چھوڑ کر ایک سایہ یادو؟ اور دو

(۱) بلکہ حسن بن زیاد کی امام صاحب رحمہ اللہ سے ایک روایت ہے۔ جیسا کہ بدائع الصنائع، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی بیان شرائط الأركان: ۱/۵۶۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، و دیگر کتب فقہ میں مذکور ہے۔ انیس

(۲) عن أبی بردة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم... ويصلى الظهر إذا زالت الشمس. (الصحيح للبخاري، كتاب مواقيت الصلوٰۃ، باب وقت الظهر عند الزوال (ح: ۵۱۶) انیس)

(۳) عن أبی ذر قال: أذن مؤذن رسول الله صلى الله عليه وسلم بالظهر فقال النبي صلى الله عليه وسلم أبرد أبرد، أو انتظر انتظر، وقال إن شدة الحر من فيح جهنم فإذا اشتد الحر فأبردوا بالصلوٰۃ، قال أبو ذر: حتى رأينا فيء التلول. (الصحيح لمسلم كتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، باب استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر لمن يمضى إلى جماعة ويناله الحر في طريقه (ح: ۶۱۶) انیس)

(۴) أخبرني ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أمني جبرئيل عند البيت مرتين فصلى الظهر... ==

سایہ کا قول صحیح ہے، تو جو لوگ ایک سایہ پر اذان دیتے ہیں، ان کی اذان صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ مع حوالہ کتب جواب تحریر فرمائیں؟

الجواب ————— وباللہ التوفیق حامداً ومصلیاً

ظہر کے اول وقت میں جمہور علماء امت کا اتفاق ہے کہ زوال کے بعد سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، (۲) لیکن آخری وقت میں علماء مختلف ہیں، حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک موافق دلیل ایک حدیث (۳) کے ظہر کا آخری وقت سایہ اصلی کے سوا دوشل تک رہتا ہے اور صاحبینؒ و امام زفرؒ وائمہ ثلاثہؒ و امام طحاویؒ وغیرہ اماموں کا یہ مذہب ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک رہتا ہے، اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ (۴)

اور ایک مثل کی روایت خود حضرت امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے اور احادیث نبویہ پر غائر نظر ڈالتے ہوئے یہی مذہب قوی معلوم ہوتا ہے، (۱) اس لئے اکثر علما نے ایک مثل کے مذہب کو قوی ٹھہرا کر فتویٰ دیا ہے کہ ایک مثل کے بعد عصر اگر پڑھ لی جائے، تو یقیناً ادا ہو جائے گی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، لیکن علماء محققین نے لکھا ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ زوال کے بعد سایہ اصلی چھوڑ کر ایک مثل کے اندر جمعہ و ظہر پڑھ لینی چاہئے، اور عصر دوشل کے بعد پڑھی جائے تاکہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے، (۲) لیکن سایہ اصلی کے بعد ایک مثل پر مفتی بہ روایت کے موافق عصر کا وقت ہو جاتا ہے اور خود ایک مثل کی روایت صاحب مذہب حضرت امام ابو حنیفہؒ سے بھی موجود ہے، (۳) اور صاحبینؒ و دیگر ائمہ احناف کا صحیح و قوی مسلک یہی ہے، تو اگر کوئی حنفی ایک مثل پر عمل کرے تو ہرگز ہرگز قابل اعتراض نہیں،

== فی الأولیٰ منہما حین کان الفیء مثل الشراک ثم صلی العصر حین کان کل شیء مثل ظله ثم صلی المغرب حین وجبت الشمس وأفطر الصائم ثم صلی العشاء حین غاب الشفق ثم صلی الفجر حین برق الفجر وحرم الطعام علی الصائم و صلی المرة الثانية الظهر حین کان ظل کل شیء مثله لوقت العصر بالأمس ثم صلی العصر حین کان ظل کل شیء مثلیہ ثم صلی المغرب لوقته الأول ثم صلی العشاء الآخرة حین ذهب ثلث الليل ثم صلی الصبح حین أسفرت الأرض ثم التفتت إلی جبرئیل فقال یا محمد هذا وقت الأنبياء من قبلک والوقت فیما بین ہذین الوقتین. (سنن الترمذی، باب ماجاء فی مواقیات الصلوۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابواب الصلوۃ (ح: ۱۴۹) / سنن أبی داؤد، باب المواقیات (ح: ۳۹۳) انیس)

- (۱) بدائع الصنائع، کتاب الصلوۃ، فصل فی بیان شرائط الأركان: ۵۶۱/۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت. انیس
- (۲) قال المشایخ: ینبغی أن لا یصلی العصر حتی یتبلغ طولی الشیء ولا یؤخر الظہر إلی أن یتصیر طولہ لیخرج من الخلاف فیہما. (فتح القدیر، کتاب الصلوۃ، باب مواقیات الصلاة: ۲۰۰/۱. انیس)
- (۳) الهدایۃ شرح بدایۃ المبتدی، کتاب الصلوۃ، باب مواقیات الصلاة. انیس
- (۴) الدر المختار علی صدد رد المحتار، أول کتاب الصلاة، مطلب فی تعبدہ علیہ الصلاة والسلام قبل البعثة: ۱۴/۲.

اگرچہ احوط ظہر کا ایک مثل کے قبل اور عصر کا دو مثل کے بعد پڑھنا ہے۔

”(ووقت الظهر من زواله) ... (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله، وهو قولهما وزفرو الأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوی: وبه نأخذ، وفي غرر الأذکار: وهو المأخوذ به، وفي البرهان: وهو الأظهر، لبيان جبرئيل، وهو نص في الباب، وفي الفيض: وعليه عمل الناس اليوم، وبه يفتي. (الدر المختار) (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم وأحكم (مرغوب الفتاویٰ: ۱۱۶/۲-۱۱۷)

### عصر کے مستحب وقت کی تحقیق:

سوال: یہاں ایک مولوی صاحب عصر کی نماز بہت دیر سے پڑھاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عند الاحناف تاخیر ”مالم تتغير الشمس بأن لا تحارفيها الأعين“ مستحب ہے۔ حوالہ میں فرماتے ہیں کہ ہدایہ میں اس قسم کی حدیث ہے۔ کیا مولوی صاحب کا یہ خیال درست ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: \_\_\_\_\_ ومنه الصدق والصواب

ہدایہ میں وقت ظہر سے متعلق تو حدیث ہے، عصر کے بارے میں کوئی حدیث نہیں، بلکہ خود ہدایہ کی عبارت ہے۔ عصر کے وقت میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جمہور کے خلاف ہیں، ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ بلکہ خود صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مثل اول کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور امام صاحب سے بھی ایک روایت اسی طرح ہے۔ مگر امام صاحب کے قول مشہور مثل ثانی کے بعد وقت عصر شروع ہوتا ہے۔ (۱)

قال الحافظ العيني رحمه الله تعالى: وعند أبي يوسف ومحمد إذا صار ظل كل شيء مثله يخرج وقت الظهر ويدخل وقت العصر وهي رواية الحسن بن زياد عنه وبه قال مالك والشافعي وأحمد والثوري واسحق رحمهم الله تعالى (إلى أن قال) قال القرطبي: خالف الناس كلهم أبا حنيفة فيما قاله حتى أصحابه، الخ. (عمدة القاري، ج: ۲) (۲)

(۱) وأول وقت الظهر إذا زالت الشمس لإمامة جبريل في اليوم الأول حين زالت الشمس وأخروقتها عند أبي حنيفة إذا صار ظل كل شيء مثليه سوى في الزوال وقالوا إذا صار الظل مثله وهو رواية عن أبي حنيفة وفي الزوال هو الفئ الذي يكون للأشياء وقت الزوال، لهما إمامة جبريل في اليوم الأول للعصر في هذا الوقت ولأبي حنيفة قوله: أبردوا بالظهر فإن شدة الحر من فيح جهنم وأشد الحر في ديارهم في هذا الوقت، وإذا تعارضت الآثار لا ينقضى الوقت بالشك وأول وقت العصر إذا خرج وقت الظهر على القولين وأخروقتها ما لم تغرب الشمس لقوله عليه السلام: من أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدركها. (الهداية، كتاب الصلوة باب المواقيت. انيس)

(۲) كتاب الصلاة، باب وقت العصر: ۳۳/۵. دار الكتب العلمية، انيس

پس تاخیر عصر کے قول میں چند وجوہ کا احتمال ہے۔

(۱) کتب فقہ میں تاخیر عصر کے بیان سے مقصد یہ ہے کہ مثل ثانی کے بعد پڑھی جائے، جس سے مقصود صاحبین اورائمہ ثلاثہ کے خلاف امام صاحب کے قول کو ترجیح دینا ہے۔ غرضیکہ تعیل عصر سے مراد مثل اول کے بعد اور تاخیر سے مراد مثل ثانی کے بعد پڑھنا ہے۔

قال العلامة العینی رحمہ اللہ تعالیٰ ویؤید ما قالہ أبو حنیفۃ حدیث علی بن شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قدمنا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فکان یؤخر العصر مادامت الشمس بیضاء نقیۃ، رواہ أبو داؤد وابن ماجہ. وهذا يدل علی أنه کان یصلی العصر عند صیرورة ظل کل شیء مثلیہ وهو حجة علی خصمہ، وحديث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العصر حين صار ظل کل شیء مثلیہ قدر ما یصیر الراكب الی ذی الحلیفۃ العنق، رواہ ابن أبی شیبۃ بسند لا بأس بہ. (عمدة القاری، ج: ۲) (۱)

علامہ بدرالدین کا اس بیان سے مقصد یہ ہے کہ امام صاحب کے مذہب میں مثل ثانی کے اختتام تک تاخیر کرنا چاہئے۔  
(۲) کتب فقہ میں جہاں تاخیر عصر کا ذکر ہے، وہاں اس کی علت بھی مذکور ہے۔

قال فی الہدایۃ: لما فیہ من تکثیر النوافل لکراہتہا بعدہ. (۲)  
وفی العناية: وتکثیر النوافل أفضل من المبادرة إلی الأداء فی أول الوقت. (۳)  
وفی شرح التنویر: توسعة للنوافل. (۴)

وفی الشامیۃ: أی لکراہتہا بعد صلاة العصر. (۵)

سو جب عصر سے پہلے نوافل پڑھنے والے لوگ موجود ہی نہ ہوں، تو عصر میں تاخیر بھی افضل نہ ہوگی۔

(۳) تکثیر نوافل کی غرض سے بھی اتنی تاخیر کرنا چاہئے کہ عصر کی نماز کے بعد پیدل چلنے والا شخص غروب آفتاب سے پہلے چھ میل کی مسافت طے کر سکے یعنی غروب آفتاب سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ قبل نماز پڑھ لینا چاہئے۔  
روی الإمام الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرح معانی الآثار عن أبی أروی قال: کنت أصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم العصر بالمدينة ثم أتى الشجرة ذالحلیفۃ قبل أن تغرب الشمس وہی علی رأس فرسخین۔

(۱) کتاب الصلاة، باب وقت العصر: ۳۳/۵. دار الکتب العلمیۃ، انیس

(۲) الہدایۃ شرح بدایۃ المبتدی، کتاب الصلاة، مواقیب الصلاة: ۴۱/۱. انیس

(۳) العناية شرح الہدایۃ، کتاب الصلاة، فصل يستحب الإسفار بالفجر: ۲۲۷/۱. انیس

(۴-۵) الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة: ۳۶۷/۱، دار الفکر. انیس

ففى هذا الحديث إنه كان يسير بعد العصر فرسخين قبل أن تغيب الشمس .  
 فقد يجوز أن يكون سيراً على الأقدام وقد يجوز أن يكون سيراً على الإبل والدواب .  
 فنظرنا فى ذلك (إلى قوله) قال: كنت أصلى العصر مع النبى صلى الله عليه وسلم ثم أمشى  
 إلى ذى الحليفة فآتيهم قبل أن تغيب الشمس . ففى هذا الحديث إنه كان يأتيها ماشياً .  
 وأيضاً فيه: عن أبى مسعود رضى الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى  
 صلوٰة العصر والشمس بيضاء مرتفعة يسير الرجل حين ينصرف منها إلى ذى الحليفة ستة  
 أميال قبل غروب الشمس .

وأيضاً فيه: عن أبى الأبيض عن أنس رضى الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 يصلى صلوٰة العصر والشمس بيضاء محلقة . (إلى قوله) فذلك دليل على أنه قد كان يؤخرها ثم  
 يكون بين الوقت الذى كان يصلّيها فيه وبين غروبها مقدار ما كان يسير الرجل إلى ذى  
 الحليفة، الخ .

وأيضاً فيه والأولى بنا فى هذه الآثار لما جاءت هذا المجئى أن نحملها ونخرج وجوها  
 على الاتفاق لا على الخلاف والتضاد فنجعل التأخير المكروه فيها هو ما بينه العلماء، عن  
 أنس، ويجعل الوقت المستحب من وقتها أن يصلى فيه هو ما بينه أبو الأبيض عن أنس رضى الله  
 تعالى عنه ووافق على ذلك أبو مسعود رضى الله تعالى عنه . (شرح معانى الآثار، ج: ۱) (۱)

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فقہ حنفی کے بلند پایہ امام اور علم مذہب ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں، بڑے درجے کے فقیہ  
 اور محدث ہیں، ان کی مندرج بالا تحقیق وضاحت کر رہی ہے کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب میں تاخیر عصر اس وقت تک  
 مستحب ہے کہ نماز کے بعد چھ میل کا سفر غروب سے پہلے پیدل کیا جاسکے، اسی کے مطابق علامہ عینی کی تحقیق بھی اوپر  
 گزر چکی ہے۔ رد المحتار جسے مذہب حنفی میں جملہ کتب فتاویٰ سے فائق سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ فتاویٰ کا معیار و مدار ہے، اس  
 میں بھی تاخیر عصر سے متعلق امام طحاوی کی تحقیق کو اختیار کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

قال الإمام الطحاوی بعد ذکرہ ماروی فی التأخیر والتعجيل: لم نجد فی هذه الآثار مما  
 صححت إلا ما يدل على تأخير العصر ولم نجد ما يدل منها على التعجيل إلا ما عارضه غيره  
 فاستحببنا التأخير ولو خلى لنا النظر لكان تعجيل الصلوات كلها أفضل ولكن اتباع ماروی عن

(۱) شرح معانى الآثار: ۱/۱۹۱-۱۹۲، كتاب الصلوة، باب وقت العصر، ط: عالم الكتب، انيس

(۲) رد المحتار، كتاب الصلاة: ۱/۳۶۷، دار الفكر، انيس

(۳) تبیین الحقائق شرح كنز الدقائق، الأوقات التي يستحب فيها الصلاة: ۱/۸۳، انيس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما تواترت به الأخبار أولی وقد روى عن أصحابه ما يدل عليه ثم ساق ذلك وتماه في الحلیة. (رد المحتار، ج: ۱) (۲)

مذکورہ عبارت میں امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ جس تاخیر کا بڑے پر زور الفاظ سے دعویٰ فرما رہے ہیں، یہ وہی تاخیر ہے جس کے بعد چھ میل پیدل سفر کیا جاسکے، کماہو مفصل فی شرح معانی الآثار.

نیز امام طحاوی کے قول ”ولو خلینا النظر، الخ“ سے معلوم ہوا کہ تاخیر عصر خلاف قیاس ہے۔ لہذا اپنے مورد ہی پر منحصر رہے گی۔ طحاوی کی ثابت کردہ تاخیر سے زیادہ تاخیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں بھی ثابت نہیں، لہذا بمقتضائے قیاس اس سے زیادہ تاخیر کرنا خلاف استحباب ہوگا۔

کتب فقہ میں جو لکھا ہے: ”ما لم تتغير الشمس بأن لا تحارفیہا الأعین“ (۳) اس کا مطلب یہ نہیں کہ نماز اتنی تاخیر سے پڑھے کہ فارغ ہوتے ہی شمس متغیر ہو جائے اور اس سے پہلے پڑھنا خلاف استحباب ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تغیر شمس سے قبل تک اجازت ہے (اگرچہ مستحب وقت وہ ہے جو امام طحاوی نے ذکر فرمایا) تغیر تک تاخیر مکروہ ہے۔ پس اس سے مقصد کراہت کی ابتدا کا بیان ہے نہ کہ تاخیر مستحب کا، کما یدل علیہ ما نقلنا من عبارة الطحاوی فنجعل التأخیر المکروہ، الخ.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تعامل اور ائمہ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے مسلک کے مطابق صرف اتنی تاخیر مستحب ہے، کہ اس کے بعد پیدل چھ میل سفر غروب سے پہلے ہو سکے۔ بعض دفعہ کتاب کی عبارت نہ سمجھنے سے انسان ضلالت میں پڑ جاتا ہے۔

و کم من عائب قولاً صحيحاً و افته من الفهم السقیم (۱)

اس تحریر کا حاصل امور ثلاثہ ہیں:

(۱) خود مذہب حنفی میں چونکہ صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ اس کے قائل ہیں کہ وقت عصر مثل اول سے شروع ہو جاتا ہے اور امام رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی ایک روایت اس کے مطابق ہے۔ پس مذہب حنفی میں مثل اول کے بعد عصر کی نماز درست ہے، اس لئے فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ مثل ثانی کے بعد عصر کی نماز پڑھنا مستحب ہے۔ یعنی استحباب تاخیر سے مراد تاخیر الیٰ انقضاء المثل الثانی ہے، تاکہ امام صاحب کے قول کی رعایت ہو جائے اور شبہ اختلاف سے احتراز کیا جائے۔

(۲) مثل ثانی ختم ہو جانے کے بعد زیادہ تاخیر اس لئے مستحب ہے کہ نوافل زیادہ پڑھ سکیں۔ فال حکم

(۱) الأمثال السائرة من شعر المتنبي، قول المتنبي: ۳۵/۱. انیس

(۲) فإن الحكم يدور مع العلة المأثورة وجوداً وعدماً. (أصول السرخسی، فصل فی الرکن: ۱۸۲/۲. انیس)

یکون دائراً مع علتہ. (۲)

(۳) تکثیر نوافل کی غرض سے عند الحفیہ اتنی تاخیر کی جائے کہ بعد الصلوٰۃ غروب آفتاب سے پہلے چھ میل سفر پیدل کیا جاسکے۔ یعنی غروب سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ قبل نماز پڑھی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم والحکم

۱۳ ربیع الآخر ۱۳۷۷ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۱۱۰۲/۱۱۳)

### تاخیر عصر سے متعلق ”مفتاح الصلاة“ کی ایک عبارت کا مفہوم:

سوال: ”مفتاح الصلاة“ کی عبارت ہے:

”حد تاخیر نصف آخر وقت ست، چنانچہ حد تجیل نصف اول وقت“۔ ذکرہ فی البحر الرائق وغیرہ۔

اس کے مطابق حد تجیل پہلے آدھے وقت تک اور حد تاخیر دوسرے آخر وقت تک، یہ صحیح ہے یا نہیں؟ کتاب مذکور کی دوسری عبارت: ”و مستحب در نماز عصر تاخیر ست، تا آنکہ فرض متغیر نشود در ہمہ ایام، یعنی در صیف و شتا

(۱) عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: وقت الظهر مال یحضر العصر وقت العصر مال یحضر الشمس. (الصحيح لمسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب اوقات الصلوات الخمس (ح: ۶۱۲)/سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب مواقیات الصلاة (ح: ۳۹۶)/سنن النسائی، کتاب مواقیات الصلاة، باب آخر وقت المغرب (ح: ۵۲۲)/الصحيح لابن خزيمة، کتاب الصلاة، باب استحباب التغلیس لصلاة الفجر (ح: ۳۵۴)/مسند الإمام أحمد، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص (ح: ۶۹۲۷/انیس)

### ☆ مذہب حنفیہ میں عصر کا صحیح وقت:

سوال: مذہب حنفیہ میں عصر کے صحیح وقت کے بارہ میں ایک مثل کو زیادہ قوت حاصل ہے یا دو مثل کو مفتی بہ اور رائج قول کون سا ہے؟ کسی مسجد میں قبل از دو مثل عصر کی جماعت ہو رہی ہو، تو نماز ان کے ساتھ ادا کرے یا نہیں؟ اور اگر مل گیا تو عصر کے فرض ساقط ہوئے یا نہیں اور بعد دو مثل اپنی عصر کی نماز ادا کرے اور وہ لوگ جو قبل از دو مثل ادا کرتے ہیں، آثم ہوں گے یا نہیں؟

الجواب

بندہ کے نزدیک ایک مثل کو زیادہ قوت ہے۔ (واختلفوا فی آخر وقت الظهر فعندہما إذا صار ظل کل شیء مثله خرج وقت الظهر ودخل وقت العصر وهو رواية محمد عن أبي حنيفة رحمهما الله تعالى وان لم يذكره في الكتاب نصابی خروج وقت الظهر. (المبسوط للسرخسی، کتاب الصلاة، باب مواقیات الصلاة: ۱/۴۲۱، دار المعرفۃ، بیروت. انیس)

لہذا اگر ایک مثل میں کسی نے نماز پڑھ لی فرض عصر اس کے ذمہ سے ساقط ہوئے اور اعادہ جائز نہ ہوگا کہ نفل بعد نماز عصر منع ہیں، اگرچہ بعد مثلیں کے نماز پڑھنا حوط ہے۔ للخروج عن الخلاف. (تا کہ اختلاف سے نکل جائے۔

==

وریج و خریف در نصف آخر تا بکراہت نرسیده است مستحب است، مگر در ایام کہ ابر باشد،  
اس کے مطابق وقت مستحب عصر کتنی ساعت و لحظہ میں یہاں پر ہوگا، مراد نصف آخر سے وقت عصر اول سے تا وقت  
غروب میں ہے، یا وقت عصر دوم حنفیہ سے تا غروب میں ہے۔

#### الجواب

”مفتاح الصلاة“ میں جو لکھا ہے، وہ ٹھیک ہے، عصر کی نماز نصف آخر میں مگر آفتاب کا رنگ زرد ہونے سے پہلے  
پڑھی جائے، (۱) اور مراد نصف آخر سے عصر دوم حنفیہ کے مطابق نصف آخر ہے، اور یہ دو مثل سایہ ہونے سے آفتاب  
کے زرد ہونے کے ماقبل وقت میں قیاس کرنے سے معلوم ہو جائے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب  
کتبہ عبد الوہاب کان اللہ۔ (فتاویٰ باقیات صالحات: ۷) ☆

== قال المشايخ: ينبغي أن لا يصلى العصر حتى يبلغ طولى الشيء ولا يؤخر الظهر إلى أن يصير طوله ليخرج من  
الخلاف فيهما. (فتح القدير، كتاب الصلوة، باب مواقيت الصلاة: ۲۰۰/۱. انيس) فقط (تاليفات رشيدية: ۲۵۶)

#### نماز عصر کا صحیح وقت:

سوال: صلوٰۃ عصر اگر ایک مثل پر پڑھ لی جاوے، تو ہو جائے گی یا قابل اعادہ ہوگی؟

#### الجواب

ایک مثل کا مذہب قوی ہے، (اصحاب متون کے علاوہ علامہ ابن ہمام، قاسم بن قطلوبغا، علامہ حلبی کبیر، علامہ ابن نجیم، علامہ شامی  
وغیرہم نے امام صاحب کے مذہب کو قوی قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الصلوة، مطلب فی  
تعبده علیہ الصلاۃ والسلام قبل البعۃ: ۳۵۹/۱. انيس) لہذا اگر ایک مثل پر عصر پڑھے، تو ادا ہو جاتی ہے، اعادہ نہ کرے۔ فقط  
واللہ تعالیٰ اعلم (تاليفات رشيدية: ۲۵۶)

(۳) (ووقت العصر منه إلى قبيل الغروب). (تنوير الأبصار مع الدر المختار)

(قولہ منہ): أى من بلوغ الظل مثليه على رواية المتن. (رد المحتار، أول كتاب الصلاة: ۱۶/۲)

(والعصر)... (منہ): أى: من بلوغ الظل مثليه (إلى الغروب). (النهر الفائق شرح كنز الدقائق، كتاب

الصلاة: ۱۵۹/۱. انيس)

”ومنها الوقت لأن الوقت كما هو سبب لوجوب الصلاة فهو شرط لأدائها، قال الله تعالى: ”إِنَّ الصَّلَاةَ  
كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا“ أى فرضاً مؤقتاً حتى لا يجوز أداء الفرض قبل وقته“. (بدائع الصنائع: ۳۴۹/۱)  
عن كعب ... النبى صلى الله عليه وسلم ... فقال: هل تدرون ما يقول ربكم؟ قال: قلنا الله ورسوله أعلم،  
قال: إنه يقول: من صلى الصلاة لوقتها فأقام حدها كان له به على عهد أدخله الجنة. الخ. (سنن الدارمي، من نام عن صلاة  
أو نسيها: ح: ۱۳۶۶) / المنتخب من مسند عبد بن حميد، كعب بن عجرة (ح: ۳۷۱) / مسند ابن أبي شيبة، حديث كعب  
بن عجرة عن النبى صلى الله عليه وسلم (ح: ۵۱۲) / شرح مشكل الآثار (ح: ۳۱۷۳) / ۱۹۹/۸. انيس ==



## عصر کا وقت کب شروع ہوتا ہے:

سوال: آج کل عصر کا وقت کب شروع ہوتا ہے، اگر کسی نے چار یا سوا چار بجے عصر کی نماز پڑھی تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب \_\_\_\_\_ وباللہ التوفیق

۶ مارچ کو گیارہ بجے عصر کا وقت سوا چار بجے شروع ہو جاتا ہے اگر اس وقت یا اس کے بعد کسی نے نماز پڑھی ہو تو نماز صحیح ہوئی اور اگر اس سے پہلے پڑھ لی ہو تو اس کی نماز نہیں ہوئی، قضا پڑھنی ہوگی۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
محمد عثمان غنی۔ ۶/۸/۱۳۹۸ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۰۸/۲)

## کینیڈا میں عصر اور عشا کا وقت:

سوال (۱) یہاں امام شافعی کے مسلک کے مطابق نمازوں کے اوقات کا چارٹ چھپا ہوا ہے، آپ عصر کی نماز کا وقت حنفی مسلک کے مطابق متعین فرمادیں۔

== عن أبي ذر رضى الله عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إنه سيكون أمراء يؤخرون الصلاة عن موافقتها، ألا! فصل الصلاة لوقتها، ثم اتهم فإن كانوا قد صلوا كنت أحرزت صلاتك والإصليت معهم فكانت لك نافلة. (سنن أبي داود الطيالسي، أحاديث أبي ذر رضى الله عنه (ح: ۴۵۰) انيس)  
(۱) وفي جامع الترمذی، باب ماجاء في تأخير الظهر في شدة الحر، ص: ۲۲-۲۳، ج: ۱ (طبع فاروقی کتب خانہ):  
عن أبي هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا اشتد الحر فأبردوا عن الصلاة فإن شدة الحر من فيح جهنم.

طریق استدلال یہ ہے کہ جاز کی گرمی کا ابراہیم اول پر نہیں ہوتا۔

وفيه أيضا: ص: ۲۳، ج: ۱: عن أبي ذر، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان في سفر ومعه بلال فأراد أن يقيم فقال أبرد ثم أراد أن يقيم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أبرد في الظهر، قال: حتى رأينا فئى التلول، ثم أقام، فصلى، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن شدة الحر من فيح جهنم، فأبردوا عن الصلاة.  
وفي الصحيح للإمام البخاري، ج: ۱، ص: ۷۶-۷۷ (طبع قديمي كتب خانة):  
حتى ساوى الظل التلول.

طریق استدلال یہ ہے کہ ٹیلوں کا سایہ ان کے مساوی ہونے کا حاصل یہ ہے کہ عرب کے ٹیلے عموماً منبسط ہوتے ہیں اس لئے ان کا سایہ کافی دیر میں ظاہر ہوتا ہے اور ان کا سایہ اس وقت ایک مثل ہوتا ہے جبکہ دوسری چیزوں کا سایہ ایک مثل سے کافی زائد ہو چکا ہو۔ (دیگر احادیث اور مزید تفصیل کیلئے دیکھئے! فتح الملہم، ج: ۴، ص: ۲۹۷-۳۰۶ (مکتبہ دارالعلوم کراچی) (درس ترمذی: ۳۹۵/۱)

(۲) یہاں کینیڈا میں غروب آفتاب کے بعد شفق احمر تو غائب ہو جاتا ہے؛ مگر شفق ابیض رات گیارہ بجے تک یا اس سے بھی دیر تک رہتا ہے، گیارہ بجے تک کا انتظار خاصہ مشکل ہے اور نماز عشا اکثر رہ جاتی ہے، یہ انتظار اس لئے بھی مشکل ہے کہ صبح جلدی اٹھنا پڑتا ہے۔ آپ فرمائیں کہ مغرب کے بعد جلد سے جلد عشا کی نماز کا وقت کب شروع ہو جاتا ہے؟

الجواب

(۱) عصر کی نماز کا وقت حنفی مسلک میں اس وقت ہوتا ہے جب زمین پر ہر چیز کا سایہ (سایہ اصلی کے علاوہ) دوگنا ہو جائے۔ (۱) یہ وقت مختلف موسموں میں اور مختلف مقامات کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے اور وہاں ماہرین سے رجوع کر کے معلوم کیا جاسکتا ہے اور اگر وہاں مشکل ہو تو مولانا مفتی رشید احمد صاحب اشرف المدارس ناظم آباد کراچی ۴۰، کو لکھ کر ان سے پورا نقشہ بنوایا جائے، ان کو اس میں مہارت ہے، احقر کو مہارت نہیں۔

(۲) صورت مسئلہ میں شفق احمر کے غروب ہو جانے کے بعد عشا کی نماز ادا کر لینے کی گنجائش ہے۔ عملاً بقول الصاحبین فی مواقع العذر۔ (۱) واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔ ۹۔ ۱۳۹۹ھ (فتویٰ نمبر: ۱۶۵۰/۳۰) (فتاویٰ عثمانی: ۱/۳۹۰-۳۹۱)

### دھوپ سے عصر کا وقت معلوم کرنے کا طریقہ:

سوال: ہمارے یہاں راجستھان میں، آج کل طلوع و غروب کے اوقات میں، اور یہاں کے اوقات میں بارہ منٹ کا فرق ہے، حسینی دوا می جنتری میں یہاں کا طلوع آفتاب کا وقت ۶:۳۳ اور نصف النہار کا وقت ۱۲:۳۰، اور غروب آفتاب کا وقت ۶:۳۹ لکھا ہے، اور ہمارے یہاں ۱۲ منٹ بعد یہ اوقات ہوتے ہیں۔ یعنی ۶:۳۵ پر طلوع آفتاب اور ۱۲:۴۲ پر نصف النہار اور ۶:۵۱ پر غروب آفتاب، اس لحاظ سے ہمارے یہاں اگر عصر کی نماز ساڑھے چار بجے ہو، تو کیا صحیح ہوگی یا نہیں؟

(۱) وفي اعلاء السنن: ۱۱/۲، (طبع ادارة القرآن كراچی): وفي البحر: الشفق هو البياض عند الإمام إلى أن قال: فثبت أن قول الإمام هو الأصح... ولا يعدل عنه إلى قوليهما أو قول أحدهما أو غيرهما إلا لضرورة من ضعف دليل أو تعامل بخلافه كالمزارعة وإن صرح المشائخ بأن الفتوى على قوليهما كما في هذه المسئلة وفي السراج الوهاج: فقولهما أو سع للناس، وقول أبي حنيفة أحوط.

(۲) ”و وقت الظهر من زواله إلى بلوغ الظل مثليه سوى في الزوال، و وقت العصر منه إلى الغروب، ولو لم يجد ما يغرز أشار إلى أنه إن وجد خشبة يغرزها في الأرض قبل الزوال، و ينتظر الظل مادام مترجعاً إلى الخشبة، فإذا أخذ في الزيادة حفظ الظل الذي قبلها، فهو ظل الزوال“۔ (رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلوة: ۱/۳۵۹-۳۶۰، سعيد)

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً

اس کا شرعی قاعدہ یہ ہے کہ جس وقت سورج بالکل سر پر ہو، کسی سیدھی چیز مثلاً لکڑی زمین میں گاڑ کر دیکھ لیا جائے کہ اس کا کتنا سایہ ہے، اس کو سایہ اصلی کہتے ہیں، پھر جب اس لکڑی کا سایہ دو مثل ہو جائے سایہ اصلی کے علاوہ، تب عصر کا وقت شمار کیا جائے گا۔ مثلاً لکڑی ایک گز کی ہے، اور سورج سر پر ہونے کے وقت اس کا سایہ ایک بالشت ہے، تو جب اس کا سایہ دو گز اور ایک بالشت ہو جائے گا، تو سمجھئے کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۳۵-۳۳۵)

### حنفی و شافعی دونوں مقتدی ہوں تو اوقات میں کس کی رعایت کی جائے:

سوال: فی بلدة كثير الأحناف ودونهم الشوافع و إمام أهل المذهبين حنفی ففی هذه الصورة هل یعین وقت الظهر وانتھائه و شروع وقت العصر علی مذهب الحنفی أو علی مذهب الشافعی و کیف الفتوی؟ (۱)

الجواب \_\_\_\_\_

ینبغی أن یراعی الإمام فی أوقات الصلوة مذهب الإمام الأعظمؒ فإن الاحتیاط فی صلوة الظهر والعصر فی مذهبہ، کما فی ردالمحتار: والأحسن ما فی السراج: عن شیخ الإسلام: أن الاحتیاط أن لا یؤخر الظهر إلى المثل وأن لا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیكون مؤدیاً للصلاتین فی وقتھما بالإجماع، الخ. (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۴۲)

### ابرآلوددن میں نماز عصر:

سوال (۱) اگر سورج ابر میں پوشیدہ ہو جس سے مثلیں کا پتہ نہ چل سکے اور گھڑیوں کا اختلاف ظاہر ہے تو عصر کی نماز

(۱) ترجمہ سوال: ایک شہر میں حنفی کی اکثریت ہے اور شافعی کم ہیں اور دونوں کا امام حنفی ہے، تو ایسی صورت میں ظہر کا اول و آخر وقت اور عصر کا اول وقت حنفی مسلک پر مقرر کیا جائے گا یا شافعی پر، اور اس صورت میں فتویٰ کیا ہے؟ انیس

(۲) ترجمہ جواب: مناسب یہ ہے کہ امام نماز کے اوقات میں امام اعظمؒ کے مسلک کی رعایت کرے، کیونکہ ظہر و عصر کی نماز میں احتیاط ان ہی کے مسلک میں ہے جیسا کہ علامہ شامیؒ نے بحوالہ سراج، شیخ الاسلام سے نقل کیا ہے کہ ”احتیاط یہ ہے کہ ظہر کو ایک مثل تک مؤخر نہ کرے اور عصر کو دو مثل سے قبل نہ پڑھے تاکہ بلا اختلاف دونوں نمازوں کو ان کے وقت میں ادا کرنے والا ہو۔ انیس

ردالمحتار، کتاب الصلوة، ج: ۱، ص: ۳۳۴، ظفیر

(۳) (ویختلف باختلاف الزمان والمكان) أي طولاً وقصراً وانعداماً بالکلیة، کما أوضحہ

الطحطاوی. (ردالمحتار، کتاب الصلاة: ۳۶۰/۱، دارالفکر. انیس)

کس انداز پر پڑھنی چاہئے؟

### عصر و مغرب کے درمیان مدت فصل:

(۲) مغرب اور عصر کے درمیان مفتی بہ منفقہ کس قدر فاصلہ ہے؟

عصر اگر مغرب سے دو گھنٹہ پہلے پڑھی گئی تو کیا حکم ہے:

(۳) اگر عصر کی نماز مغرب سے پورے دو گھنٹہ پہلے پڑھی گئی تو وہ نماز واجب الاعادہ ہے یا نہیں؟

الجواب

(۳-۱) موسموں کے اختلاف سے اوقات بھی مختلف ہوتے رہتے ہیں، (۳) اب جبکہ دن بہت بڑا ہے تو مغرب سے دو گھنٹہ قبل بھی عصر کا وقت ہے یعنی دو مثل سایہ ہو جاتا ہے، کیونکہ اس ماہ جولائی میں پانچ بج کر ۲۳ منٹ پر دو مثل سایہ ہو جاتا ہے اور غروب ۷ بج کر ۲۸ منٹ پر یا ۲۹ منٹ پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آج کل فاصلہ ”مابین المثلین وما بین المغرب“ دو گھنٹہ سے کچھ زیادہ ہے۔ اسی طرح مئی اور جون میں بھی قریب قریب دو گھنٹہ کا فاصلہ رہا ہے اور گھڑیوں میں جو اختلاف ہوتا ہے، وہ ظاہر ہے کہ دو چار منٹ کا ہوتا ہے، پس ابر میں احتیاط کرنی چاہئے اور مثلاً نقشہ میں ۵ بج کر ۲۳ منٹ پر مثلین کا وقت ہے، یعنی وقت عصر ہوتا ہے؛ تو اس میں احتیاط کی جاوے کہ ساڑھے پانچ بجے یا اس کے بعد پونے چھ بجے تک نماز عصر پڑھ لی جائے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۵۰-۵۱)

### عصر کی نماز کی ابتدا کامل وقت میں اور اختتام ناقص وقت میں:

سوال: سبب وجوب نماز، جزء متصل الادا ہوتا ہے، اس بنا پر علماء احناف یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص عصر کی نماز وقت مکروہ میں شروع کرے، اور پھر اثنائے صلوٰۃ میں آفتاب غروب ہو گیا، تو اس کی نماز صحیح ہوگئی، کیونکہ ”اداء کما وجب“ پایا گیا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عصر کی نماز وقت کامل میں شروع کرے اور نیت باندھنے کے بعد وقت ناقص شروع ہو گیا، لیکن ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا ہے، تو اس کی یہ نماز صحیح ہوگئی یا نہیں؟ شبہ کی وجہ یہ پیش آئی کہ ”اداء کما وجب“ نہیں پایا گیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی یہ نماز صحیح ہوگی۔ آپ کا شبہ اور اس کا جواب شرح منیۃ المصلی، ص: ۲۴۷ میں مذکور ہے۔

”فقد يقال: فينبغي أنه لو شرع فيها أول الوقت قبل الإصفرار، ثم اصفرت، وهو في خلالها أن تفسد لعروض النقصان على ما وجب بالسبب الكامل، والجواب أن الشرع جعل للمكلف شغل كل الوقت بالعبادة، وهو العزيمة، فقد اغتفر في حقه ما لا يمكن ذلك إلا به لكونه من جملة أجزاء الوقت به“۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمد غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۳/۳/۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۳/۳/۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۴۲/۵-۳۴۳)

### وقت عصر کے بارے میں چند سوالات:

- سوال (۱) حنفی مذہب میں ایک مثل پر عصر کا وقت ہوتا ہے یا نہیں؟
  - (۲) امام اعظمؒ سے جیسے دو مثل کی روایت ہے، ویسے ان سے ایک مثل کی بھی روایت ہے یا نہیں؟
  - (۳) امام اعظمؒ کا رجوع صاحبین کے قول کی طرف ثابت ہے یا نہیں؟
  - (۴) فتویٰ دو مثل کی روایت پر ہے یا صاحبین کے قول پر جو کہ امام صاحب سے دوسری روایت ایک مثل کی ہے موافق قول صاحبین کے؟
  - (۵) جو شخص ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھ لے، تو اس کو اعادہ کرنا چاہیے یا نہیں؟
  - (۶) جو شخص عصر کی نماز ایک مثل پر پڑھے اس کو غیر مقلد کہنا اور کہنا کہ تیری نماز نہیں ہوئی جائز ہے یا نہیں؟
- (۲۲ محرم ۱۳۳۹ھ)

- (۱) قوله: ای بلوغ الظل مثليه هذا ظاهر الرواية عن الامام، وهو الصحيح. (رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۶۰/۱، ط: سعيد كمپنی)
- (۲) المبسوط للسرخسی، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة: ۱۴۲/۱. انیس
- (۳) (ووقت الظهر من زواله).... (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله، وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة الخ. (الدر المختار، كتاب الصلاة، مطلب في تعبد عليه الصلاة والسلام قبل البعثة: ۳۵۹/۱، ط: سعيد كمپنی)
- واختلافوا في آخره فالمدكور قول أبي حنيفة، وقال أبو يوسف ومحمد: إذا صار ظل كل شيء مثله، وهو رواية الحسن عن أبي حنيفة. (الاختيار لتعليق المختار، كتاب الصلاة، مواقيت الصلوات الخمس: ۵۱/۱، كذا في مجمع البحرين وملتقى النيرين لابن الساعاتي مع شرح المجمع لابن ملك: ۱۰۷/۱، دار الكتب العلمية بيروت. انیس)
- (۴) (قوله: وإليه) رجع الإمام إلى قولهما الذي هو رواية عنه أيضا وصرح في المجمع بأن عليها الفتوى، الخ. (رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۶۱/۱، ط: سعيد كمپنی)

## الجواب

حنفی مذہب میں خود امام ابوحنیفہؒ سے دو مثل کے بعد عصر کا وقت ہونے کی روایت اشہر الروایات ہے اور متون میں اسی روایت کو اختیار کیا گیا ہے۔ (۱) اور صاحبین سے ایک مثل کے بعد عصر کا وقت ہونا منقول ہے۔ (۲)

(۲) امام صاحب سے ایک روایت میں ایک مثل کے بعد عصر کا وقت ہو جانا بھی مروی ہے، جیسا کہ صاحب درمختار نے ذکر کیا ہے۔ (۳)

(۳) امام صاحب سے بعض علما نے رجوع بھی نقل کیا ہے کہ حضرت امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا۔ (۴)

(۴) بہت سے فقہانے ایک مثل کے قول پر فتویٰ دیا ہے، اور بہت سے دو مثل والے قول کو ترجیح دیتے ہیں جیسے صاحب البحر الرائق، بہر حال اس میں ترجیح اور فتویٰ دونوں جانب موجود ہے۔

(۵) احتیاط یہ ہے کہ عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے اور ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر اور احتیاطاً اگر اسی عصر کا جو دو مثل سے پہلے پڑھی گئی اعادہ کر لیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ (۱)

(۶) ایسے شخص کو غیر مقلد کہنا یا یہ کہنا کہ تیری نماز صحیح نہیں ہوئی درست نہیں جب کہ خود حنفیہ میں سے صاحبین کا یہ مذہب ہے اور فقہاء حنفیہ میں سے ایک جماعت اسے ترجیح دے رہی ہے، اور مفتی بہ بتا رہی ہے، اسی طرح دو مثل کے بعد عصر پڑھنے والے کو یہ کہنا کہ یہ شخص قول مردود پر عمل کرتا ہے یا اس کا یہ عمل خطا ہے درست نہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۳/۶۹-۷۰)

(۱) والأحسن ما في السراج عن شيخ الإسلام: أن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل ولا يصلي العصر حتى يبلغ المثليين ليكون مؤدياً للصلاتين في وقتيهما بالإجماع، الخ. (رد المحتار، أول كتاب الصلوة: ۳۵۹/۱، ط: سعيد کمپنی)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن للصلوة أولاً وآخرأ، وإن أول وقت صلاة الظهر حين تزول الشمس وآخر وقتها حين يدخل وقت العصر وإن أول وقت صلاة العصر حين تدخل وقتها، وإن آخر وقتها حين تصفر الشمس. (سنن الترمذی کتاب الصلوة، باب ما جاء في مواقيت الصلوة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب منه، (ح: ۱۵۱) انیس)

عن عبد الله بن عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: وقت الظهر مالم تحضر العصر ووقت العصر مالم تصفر الشمس. (سنن أبي داود، كتاب الصلوة، باب في المواقيت (ح: ۳۹۶) انیس)

## عصر میں اصفرار شمس تک تاخیر اور عشا کا وقت:

- سوال (۱) احناف کے مسلک پر نماز عصر میں جوتا خیر افضل ہے تو اس افضلیت پر گھنٹوں کے حساب سے عصر اور مغرب کے درمیان کتنا وقت ہونا چاہئے؟
- (۲) مغرب کی نماز کے کتنے وقت بعد عشا کا وقت داخل ہوتا ہے؟

الجواب

- (۱) حنفیہ کے نزدیک عصر کی نماز اصفرار شمس یعنی سورج کے زرد ہونے سے پہلے تک تاخیر کرنا افضل ہے، (۲) لیکن جماعت میں یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ نماز ختم کرنے کے بعد اصفرار سے پہلے اتنا وقت باقی رہے کہ اگر نماز کا اعادہ کرنا ہو تو وہ بھی اصفرار سے پہلے کیا جاسکے، یہ وقت موسموں اور شہروں کے اختلاف سے بدلتا رہتا ہے۔ اس لئے گھنٹہ، منٹ کے حساب سے اس کی کوئی مقدار دائمی طور پر مقرر نہیں کی جاسکتی۔
- (۲) جب شفق ابیض (یعنی مغربی افق پر سفیدی) غائب ہو جائے تو عشاء کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ (۱) اس کا مدار بھی شہر کے محل وقوع اور موسم پر ہوتا ہے اس لئے گھنٹہ اور منٹ کے لحاظ سے اس کی بھی دائمی مقدار نہیں بتائی جاسکتی۔ واللہ سبحانہ اعلم
- احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ ۱۰/۲۲/۱۴۰۱ھ - (فتاویٰ عثمانی: ۳۹۱/۱-۳۹۲)

## عصر کی نماز کیلئے ساڑھے چار بجے کا وقت مقرر کرنا:

- سوال: مشکوٰۃ شریف اور ترمذی کی ایک حدیث ہے اور اس امامت جبریل والی حدیث میں زوال کے فوراً بعد
- (۱) فی الہدایۃ: ۸۲/۱ (طبع مکتبۃ شرکۃ علمیۃ، ملتان) (مواقیت الصلوۃ): وأول وقت العشاء إذا غاب الشفق وأخروقتها ما لم يطلع الفجر. / وفي الشامية: ۳۶۱/۱، تحت قوله وإليه رجع الإمام، الخ: ... قال في الإختیار: الشفق البياض وهو مذهب الصديق ومعاذ بن جبل وعائشه رضى الله عنها وعنهم قلت رواه عبدالرزاق عن أبي هريرة وعن عمر بن عبدالعزيز إلى قوله قال العلامة قاسم فثبت أن قول الإمام هو الأصح ومشى عليه في البحر، الخ.
- وفي اعلاء السنن: ۱۱/۲: وفي البحر: الشفق هو البياض عند الإمام إلى أن قال فثبت أن قول الإمام هو الأصح وبهذا ظهر أنه لا يفتى ولا يعمل إلا بقول الإمام الأعظم ولا يعدل عنه إلى قولهما أو قول أحدهما أو غيرهما إلا لضرورة من ضعف دليل أو تعامل بخلافه كالزمارة وإن صرح المشائخ بأن الفتوى على قولهما كما في هذه المسئلة وفي السراج الوهاج فقولهما أوسع للناس وقول أبي حنيفة أحوط.
- (۲) وفي الدر المنختار، كتاب الصلوۃ، ج: ۱، ص: ۳۵۹-۳۶۰: ووقت الظهر من زواله أى ميل ذكاء عن كبد السماء إلى بلوغ الظل مثليه. وفيه بعد أسطر، ص: ۳۶۰: ووقت العصر منه إلى قبيل الغروب، وفي الشامية تحت (قوله منه) أى من بلوغ الظل مثليه، الخ.

ظہر کی نماز ادا کرنے کا ذکر ہے اور عصر کی نماز جب سایہ ایک مثل ہو گیا تو اس کے بعد عصر کی نماز ادا کرنے کا ذکر موجود ہے۔ ان صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز سایہ کے ایک مثل ہو جانے کے بعد ادا فرمائی۔ اس حدیث کی روشنی میں، نیز چونکہ ہم سب کا روباری لوگ ہیں اور غرض یہ ہے کہ ہم سب جماعت کے ساتھ نماز ادا کر سکیں اس کی بناء پر ہم نے مناسب یہ سمجھا کہ ساڑھے چار بجے عصر کی جماعت کرائی جائے، یہ ٹائم ہم نے عصر کی جماعت کے لیے مقرر کیا ہے۔ ہمارا یہ وقت مقرر کرنا حدود جواز میں داخل ہے یا نہیں؟

الجواب

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چونکہ گھڑیاں نہیں تھیں، اس لئے اوقات کا تعین جنتری یا گھڑیوں کے حساب سے نہ تھا، بلکہ اوقات کی مختلف علامتیں مقرر تھیں، ان علامتوں کا بیان مختلف احادیث میں آیا ہے اور اس بارے میں ایک دو نہیں بہت سی احادیث مروی ہیں، امام ابو حنیفہؒ نے ان تمام احادیث کو سامنے رکھ کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ عصر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس سے دو گنا ہو جائے۔ (۲) یہ وقت موسموں اور مقامات کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے، کراچی میں عصر کا وقت کم سے کم چار بج کر آٹھ منٹ پر (۷/دسمبر کو) ہوتا ہے، اور زیادہ سے زیادہ پانچ بجکر ۲۳ (۱۵ جولائی کو) ہوتا ہے، آج یعنی (۱۴ مارچ کو) عصر کا وقت پانچ بج کر دو منٹ پر شروع ہوگا۔ اس سے پہلے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز پڑھنا درست نہیں۔ لہذا آپ نے آج کل ساڑھے چار بجے کا جو وقت مقرر کیا ہوا ہے وہ حنفی مسلک کے لحاظ سے درست نہیں ہے۔ آپ کو چاہئے کہ اوقات نماز کے جو طبع شدہ نسخے ملتے ہیں وہ اپنے پاس رکھیں اور اس میں روزانہ عصر کا وقت دیکھ کر اس کے مطابق جماعت کا وقت مقرر فرمائیں۔ واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔ ۶/۴/۱۳۹۱ھ (فتویٰ نمبر ۲۸۷/۲۹-الف) (فتاویٰ عثمانی: ۳۹۵-۳۹۶)

### عصر کی ایک رکعت بعد غروب ادا کی نماز ہوئی یا نہیں:

سوال: نماز عصر ایک رکعت یا دو رکعت بعد غروب ادا کیا تو واجب الاعادہ ہے یا نہیں؟

الجواب \_\_\_\_\_ حامداً و مصلیاً

واجب الاعادہ نہیں ہے، نماز ہو گئی۔ (۱)

(۲۱) عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من أدرك من الصبح ركعة قبل أن تطلع الشمس فقد أدرك الصبح و من أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرك العصر. (الصحيح للبخاري، باب من أدرك من الفجر ركعة (ح: ۵۷۹) سنن الترمذی، باب ما جاء فيمن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس (ح: ۱۸۶) انیس)



”لا تجوز الصلاة عند طلوع الشمس ولا عند قيامها في الظهيرة ولا عند غروبها - إلى أن قال - إلا عصر يومه عند الغروب، الخ. (الهداية، كتاب الصلوة، فصل في الأوقات التي تكره فيها الصلوة: ۶۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرره العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ: ۴۷/۱)

### عصر میں دوران نماز سورج غروب ہو جائے تو نماز کا حکم:

سوال: اگر کوئی شخص غروب آفتاب سے پہلے عصر کی نماز پڑھنا شروع کر دے اور ایک رکعت کے بعد آفتاب غروب ہو جائے اور باقی نماز بعد میں پوری کر لے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو ٹھیک ہے اور اگر ہو گئی تو سوال یہ ہے کہ وقت نماز کے لئے ظرف بنتا ہے، وقت گزرنے کے بعد نماز کیسے ادا ہو گئی؟ کیا ظہر کی نماز بھی عصر کے وقت میں داخل ہونے سے صحیح ہو جائے گی؟ اگر کہا جائے کہ حدیث میں آتا ہے کہ ”من أدرك ركعة من العصر، الخ“ (۲) تو پھر سوال یہ ہے کہ طلوع کے بعد فجر کیوں نہیں ہوتی، حدیث میں تو فجر کا ذکر بھی ہے اور اگر کہا جائے کہ فجر کا وقت کامل ہونے کی وجہ سے کامل واجب ہوئی ناقص ادا نہیں ہوگی اور عصر کا وقت ناقص ہونے کی وجہ سے ناقص واجب ہوئی ناقص ادا ہوگی، کیوں کہ سبب وجوب ادا سے متصل جز ہے پھر سوال یہ ہے کہ ناقص وقت تو غروب تک ہوتا ہے۔ اس میں تو نماز ختم نہ ہوئی اور غروب کے بعد عصر کا وقت ہی ختم ہو گیا، نہ ناقص رہا نہ کامل، اب ناقص ادا ہونے کا کیا معنی؟

الجواب

(۱) منحة الخالق حاشية البحر الرائق شرح كنز الدقائق، باب قضاء الفوائت: ۸۴/۲. انیس

(۲) ذكر ما يستفاد منه من الأحكام فيها: أن فيه دليلاً صريحاً في أن من صلى ركعة من العصر ثم خرج الوقت قبل سلامه لا تبطل صلاته بل يتمها، وهذا بالإجماع، وأما في الصباح فكذلك عند الشافعي ومالك وأحمد، وعند أبي حنيفة تبطل صلاة الصباح بطلوع الشمس فيها، وقالوا: الحديث حجة على أبي حنيفة وقال النووي: قال أبو حنيفة: تبطل صلاة الصباح بطلوع الشمس فيها، لأنه دخل وقت النهي عن الصلاة بخلاف الغروب، والحديث حجة عليه. قلت: من وقف على ما أسس عليه أبو حنيفة عرف أن الحديث ليس بحجة عليه، وعرف أن غير هذا الحديث من الأحاديث حجة عليهم، فنقول: لا شك أن الوقت سبب للصلاة وظرف لها، ولكن لا يمكن أن يكون كل الوقت سبباً، لأنه لو كان كذلك يلزم تأخير الأداء عن الوقت فتعين أن يجعل بعض الوقت سبباً، وهو الجزء الأول لسلامته عن المزاحم، فإن اتصل به الأداء تقررت السببية، والانتقل إلى الجزء الثاني والثالث والرابع وما بعده إلى أن يتمكن فيه من عقد التحريمة إلى آخر جزء من أجزاء الوقت، ثم هذا الجزء إن كان صحيحاً، بحيث لم ينسب إلى الشيطان ولم يوصف بالكرهية كما في الفجر وجب عليه كاملاً، حتى لو اعترض الفساد في الوقت بطلوع الشمس في خلال الصلاة فسدت، خلافاً لهم،

==

عصر کی نماز ہو جائے گی، کیوں کہ اس پر ادا کی تعریف صادق ہے۔ صاحب بحر نے ادا کی تعریف یوں فرمائی ہے:

فالأداء ابتداء فعل الواجب في وقته، الخ.

اس سے معلوم ہوا کہ ادا بننے کے لئے ابتدائی الوقت کافی ہے۔ چنانچہ آگے چل کر فرماتے ہیں:

لأنه لا يشترط فعله كله في وقته ليكون أداء لأن وجود التحريمة في الوقت كان لكون الفعل أداءً. (البحر الرائق: ۷۸/۲، مطبوعه كوئٹہ)

اور حاشیہ میں ہے:

و معلوم أنه لا يشترط لكونه أداء وجود جميعه فيه، الخ. (۱)

ان تصریحات کی روشنی میں عصر کی نماز ہو جائیگی، اگر کہا جائے کہ پھر تو فجر بھی صحیح ہو جانی چاہئے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ طلوع شمس سے نماز فجر باطل ہے، کیوں کہ یہ وقت نماز کے لئے ظرف نہیں بن سکتا اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ

== لأن ما وجب كاملاً لا يتأدى بالناقص، كالصوم المنذور المطلق وصوم القضاء لا يتأدى في أيام النحر والتشريق، كان منسوباً إلى الشيطان، وإذا كان هذا الجزء ناقصاً منسوباً إلى الشيطان، كالعصر وقت الاحمرار وجب ناقصاً، لأن نقصان السبب مؤثر في نقصان المسبب، فيتأدى بصفة النقصان، لأنه أدى كماله، كما إذا نذر صوم النحر وأداه فيه، فإذا غربت الشمس في أثناء الصلاة لم تفسد العصر، لأن ما بعد الغروب كامل فيتأدى فيه، لأن ما وجب ناقصاً يتأدى كاملاً بطريق الأولى. فإن قلت يلزم أن تفسد العصر إذا شرع فيه في الجزء الصحيح ومدّها إلى أن غربت. قلت: لما كان الوقت متسعاً جازله شغل كل الوقت، فيعفى الفساد الذي يتصل به البناء، لأن الاحتراز عنه مع الإقبال على الصلاة متعذر، وأما الجواب عن الحديث المذكور فهو ما ذكره الإمام الحافظ أبو جعفر الطحاوي، وهو: أنه يحتمل أن يكون معنى الإدراك في الصبيان الذين يدركون، يعني يبلغون قبل طلوع الشمس والحيض اللاتي يطهرن، لأنه لما ذكر في هذا الإدراك، ولم يذكر الصلاة فيكون هؤلاء الذين سميانهم ومن أشبههم مدرّكين لهذه الصلاة، فيجب عليهم قضاؤها، وإن كان الذي بقي عليهم من وقتها أقل من المقدار الذي يصلون بها فيه، فإن قلت: فماتقول فيمارواه أبو سلمة عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا أدرك أحدكم سجدة من صلاة العصر قبل أن تغرب الشمس فليتم صلاته، وإذا أدرك سجدة من صلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس فليتم صلاته. رواه البخاري والطحاوي أيضاً فإنه صريح في ذكر البناء بعد طلوع الشمس؟ قلت: قد تواترت الآثار عن النبي صلى الله عليه وسلم بالنهاي عن الصلاة عند طلوع الشمس مالم تتواتر بإباحة الصلاة عند ذلك فدل ذلك على أن ما كان فيه الإباحة كان منسوخاً بما كان فيه التواتر بالنهاي، فإن قلت: ما حقيقة النسخ في هذا والذي تذكره الاحتمال؟ وهل يثبت النسخ بالاحتمال؟ قلت: حقيقة النسخ هنا ما أنه اجتمع في هذا الموضع محرم والمبيح وقد تواترت الأخبار والآثار في باب المحرم مالم تتواتر في باب الإباحة وقد عرف من القاعدة أن المحرم والمبيح إذا اجتمع يكون العمل للمحرم، ويكون المبيح منسوخاً وذلك لأن الناسخ هو المتأخر، ولا شك أن الحرمة متأخرة عن الإباحة لأن في الأشياء الإباحة والتحريم عارض، ولا يجوز العكس لأنه يلزم النسخ مرتين، فافهم. (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب من ادرك ركعة من العصر قبل الغروب: ۴۸/۵-۴۹. انيس)

یہاں ادائیگی کما وجب بھی نہیں ہو رہی۔ اگر یہ نماز صحیح ہو جاتی تو ادا کا حکم یہاں بھی لاگو ہو جاتا، (۲) وقت صحت صلوٰۃ کے لئے ظرف ہے، صحت کے لئے شرط نہیں۔ اسی وجہ سے ظہر اگر ظہر کے وقت میں شروع کی جائے اور وقت میں ختم کر دی جائے یا وقت کے بعد ختم کی جائے یا ابتدا اور اختتام دونوں وقت کے بعد ہوں، سب صورتوں میں نماز درست ہے، یہ الگ بات ہے کہ پہلی اور دوسری صورت میں ادا کھلائے گی اور تیسری صورت میں قضا۔ وقت سے تقدیم اس لئے جائز نہیں کہ تقدیم علی السبب لازم آتا ہے جو بدیہی البطلان ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح۔ بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء۔ ۲۶/۳/۱۴۰۳ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۱۹۷-۱۹۸)

### جمع بین الصلا تین کی تحقیق:

سوال: زید، اہل حدیث اپنے کو بتلاتا ہے اور بکر حنفی ہے، دونوں کا اتفاق سے سفر میں ساتھ ہو گیا۔ زید اہل حدیث نے ظہر کے وقت ظہر کی نماز سے ملا کر عصر کی نماز بھی پڑھ لی، بکر حنفی المذہب نے اس پر اعتراض کیا کہ ابھی وقت عصر کا نہیں ہوا، زید نے جواب دیا، نماز ظہر اور عصر ملا کر پڑھنا حدیثوں میں اکثر آیا ہے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر سفر میں ظہر و عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں ملا کر پڑھا ہے..... اس غرض سے کہ میری امت پر آسان ہو۔ اور حدیث یہ پیش کرتا ہے اسکے جواز میں، جو ملاحظہ کیلئے ارسال خدمت ہے، مسلم شریف کی حدیث بتلاتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر اس ایک حدیث سے تسلی نہ ہو تو اور حدیثیں بھی پیش کر سکتا ہوں ورنہ آپ عدم جواز میں میرے خلاف کوئی حدیث کتب معتبرہ سے پیش کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملا کر نہیں پڑھی اور منع کیا ملا کر پڑھنے کو۔ زید کہتا ہے کہ ملا کر نماز پڑھنے کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول موجود ہے۔ وہ قول امام صاحب کا ہے کہ ملا کر نہ پڑھو۔ جب حدیث موجود ہے پھر کیوں امام صاحب کے قول پر عمل کیا جاوے۔ جب خود امام صاحب فرماتے ہیں کہ میرے قول کو چھوڑ دو جب تم کو حدیث میرے قول کے خلاف مل جائے۔ ایسی حالت میں بکر حنفی المذہب کو کیا کرنا چاہئے اور عدم جواز میں جو حدیثیں ہوں چند حدیثیں بحوالہ کتب معتبرہ مفصل تحریر فرمائیے۔

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ: کہا نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی اکٹھی مدینہ میں سوائے خوف اور سوائے سفر کے۔ کہا ابوالزبیرؓ نے: پس پوچھا میں نے سعیدؓ سے کس واسطے کیا اس کو حضرت نے، پس کہا سعیدؓ نے: پوچھا میں نے ابن عباسؓ سے جیسا کہ پوچھا تو نے مجھ سے، پس کہا ابن عباسؓ نے ارادہ کیا حضرتؐ نے یہ کہ نہ حرج ہو کسی کا میری امت میں سے، روایت کیا اس حدیث کو مسلمؒ نے۔

الجواب

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دونمازوں کو ایک وقت میں اس طرح جمع کرنا کہ ظہر کی نماز مثلاً عصر کے وقت میں پڑھیں یا عصر کی ظہر کے وقت میں، نہ سفر میں جائز ہے نہ حضر میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر و حضر میں اس طرح جمع کرنا ثابت نہیں ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں ہر وقت کے حاضر باش تھے، آپ کی مسواک اور تکیہ وغیرہ انہیں کے پاس رہتا، وضو کیلئے پانی بھی اکثر وہی مہیا کرتے، اسی وجہ سے ان کا لقب صاحب السواک والوسادة والطہو رہو گیا تھا۔ فرماتے ہیں:

مارأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع بین الصلوتین إلا بجمع۔ (رواہ البخاری ومسلم) (۱)  
ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز اپنے وقت کے سوا میں پڑھی ہو مگر دو نمازیں مغرب و عشا کی مزدلفہ میں، روایت کیا اس کو مسلم و بخاری نے۔  
اور نسائی صفحہ: ۴۷۱، کی روایت میں ہے:

عن عبد اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصلوۃ لوقتہا إلا بجمع و عرفات۔ (۱)  
ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو ہمیشہ اپنے وقت میں

== صحیح البخاری کتاب الحج (ح: ۱۶۸۲) بلفظ: مارأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلاۃ بغير میقاتہا إلا صلاتین، صلاۃ المغرب والعشاء بجمع و صلی الفجر قبل میقاتہا۔ / الصحیح لمسلم، (ح: ۱۲۸۹) بلفظ: مارأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلاۃ إلا لمیقاتہا إلا صلاتین، صلاۃ المغرب والعشاء بجمع۔ انیس  
عن عبد اللہ قال: مارأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمع بین الصلاتین إلا بجمع و صلی الصبح یومئذ قبل وقتہا۔ (سنن النسائی، کتاب المواقیت، الجمع بین المغرب والعشاء بالمزدلفۃ (ح: ۶۰۸) انیس)

(۱) سنن النسائی، الجمع بین الظهر والعصر بعرفة (ح: ۳۰۱۰) انیس

(۲) نصب الرایۃ للزیلعی، ج: ۲، ص: ۱۹۳، ظفیر

سنن الترمذی، کتاب الصلوۃ، باب فی الجمع بین الصلاتین (ح: ۱۸۸) بلفظ من جمع بین الصلاتین من غیر عذر فقد أتى بأباً من أبواب الكبائر۔ / المستدرک للحاکم، أما حدیث عبدالرحمن بن مہدی (ح: ۱۰۲۰): (۱۰۹/۱) / سنن الدارقطنی، باب ذکر الأثر الذی روی فی أن الجمع من غیر عذر (ح: ۵۵۶۱) / المعجم الکبیر للطبرانی، عکرمۃ عن ابن عباس: ۲۱۶/۱ (ح: ۱۱۵۴۰) انیس

(۳) عن أبي قتادة: أن عمر كتب إلى عامل له: ثلاث من الكبائر: الجمع بين الصلوتين و الفرار من الزحف، الخ۔ (سنن البيهقي الكبير، باب ذكر الأثر الذي روى في أن الجمع من غير عذر (ح: ۵۳۴۹) / التعليق الممجد على موطأ الإمام محمد، شرح حديث رقم: ۵۹ / و كنز العمال (ح: ۲۲۷۶۵) انیس

پڑھتے تھے، مگر مزدلفہ اور عرفات میں۔

اور خود حضرت ابن عباسؓ سے جن کی روایت دربارہ جواز جمع بین الصلوٰتین پیش کی گئی ہے۔ روایت ہے:

من جمع بین الصلوٰتین من غیر عذر فقد أتى باباً من الكبائر. (رواہ الترمذی) (۲)

ترجمہ: جس شخص نے جمع کیا دو نمازوں کو بدون عذر کے اس نے کبیرہ گناہ کیا، روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے۔ البتہ اس کی اسناد میں ضعف ہے جس کو ترمذیؒ نے بیان فرمایا ہے۔

لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا ہے کہ عمل جمہور امت کا باوجود اس ضعف کے اسی حدیث پر ہے۔ یعنی جمع بین الصلوٰتین کو بدون عذر جائز نہیں رکھتے، جس سے اس ضعف کا انکار ہو سکتا ہے۔

علاوہ بریں خاتم الحفاظ ابن حجر عسقلانی شافعی تلخیص تخریج زیلعی صفحہ ۱۳۱ میں فرماتے ہیں:

وأخبر به البيهقي عن عمر مرفوعاً. (۳)

ترجمہ: اور اس روایت کو بیہقیؒ نے حضرت عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

اتنا فرما کر سکوت کرتے ہیں، کوئی قدح اس کی اسناد وغیرہ میں نہیں کرتے، تو ظاہر ہے کہ اگر اس کی اسناد میں کوئی نقص ہوتا تو ضرور تحریر فرماتے جیسا کہ ترمذیؒ کی اسناد کو نقل کر کے اس کی تضعیف کی ہے اور نیز حضرت ابن عباسؓ سے باسناد صحیح روایت ہے:

عن طاؤس عن ابن عباس قال: لا يفوت صلاة حتى يجيء وقت الأخرى. (رواہ الطحاوی وإسناده صحيح) (۱)

ترجمہ: روایت ہے طاؤسؒ سے، وہ روایت کرتے ہیں ابن عباسؓ سے کہ فرمایا انہوں نے کہ کوئی نماز فوت نہیں ہوتی جب تک کہ دوسری نماز کا وقت نہ آ جاوے، روایت کیا اس کو طحاویؒ نے۔

پس معلوم ہو گیا کہ جب دوسری نماز کا وقت آ جاتا ہے تو حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک بھی پہلی نماز فوت ہو جاتی

(۲-۱) شرح معانی الآثار، باب الجمع بین الصلوٰتین: ۹۸/۱. ظفیر (المصنف لابن أبي شيبة، من قال: لا يفوت صلاة حتى يدخل وقت الأخرى: ۲۹۴/۱ (ح: ۳۳۷۰) / مسند السراج، باب من نسي صلاة فليصلها إذا ذكرها (ح: ۱۳۷۱) / السنن الكبرى للبيهقي عن أبي قتادة عن النبي صلى الله عليه وسلم (ح: ۱۷۶۳) انيس

(۳) نصب الراية للزيلعي: ۹۴/۲ ظفیر

الصحيح لمسلم كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب قضاء الصلاة الفائتة (ح: ۶۸۱) / شرح معاني الآثار: ۱۶۵/۱ / صحيح ابن حبان (ح: ۱۴۶۰) / صحيح ابن خزيمة (ح: ۹۸۹) / سنن أبي داود، كتاب الصلوة (ح: ۴۳۷، ۴۴۱) / سنن النسائي، كتاب الصلوة (ح: ۶۱۶) / سنن البيهقي الكبرى (ح: ۱۶۳۹) / المنقلى لابن الجارود، مواقيت الصلاة (ح: ۱۵۳) انيس

ہے اور ظاہر ہے کہ اگر جمع بین الصلوٰتین جائز رکھی جائے تو پھر فوت کے کوئی معنی نہیں۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عن عثمان بن عبد اللہ بن موهب قال: سئل أبو هريرة ما التفريط في الصلوة؟ قال: أن تؤخر حتى يجيء وقت الأخرى، رواه الطحاوي. (الطحاوي، ص: ۹۸) (۲)

ترجمہ: روایت ہے حضرت عبد اللہ بن موهب سے کہ حضرت ابو ہریرہ سے دریافت کیا گیا کہ تفریط فی الصلوٰۃ کیا ہے؟ فرمایا کہ نماز کو مؤخر کیا جائے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرنا تفریط و تقصیر ہے اور حضرت ابو قتادہؓ سے مرفوعاً روایت ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: أمانة ليس في النوم تفریط إنما التفریط على من لم يصل حتى يجيء وقت الأخرى، رواه مسلم وغيره. (۳)

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نیند سے جو نماز اتفاقاً رہ جائے اس میں تقصیر نہیں، ہاں تفریط اور قصور اس شخص پر ہے جس نے جاگتے ہوئے اس وقت تک نماز نہ پڑھی جب تک کہ دوسری نماز کا وقت آئے۔ روایت کیا اس کو مسلم وغیرہ نے۔ اور امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ قول اس وقت فرمایا تھا جبکہ آپ سفر میں تھے اور مخاطب اس حکم کے بھی مسافر تھے، جس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اس حکم میں صرف حضر داخل نہیں، بلکہ سفر کا بھی یہی حکم ہے۔ اس لئے سفر میں بھی کسی نماز کو اپنے وقت سے نکال کر دوسری نماز کے وقت میں پڑھنا تفریط و تقصیر ٹھہری۔ پھر کیا کوئی بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اس کی نسبت کرتے ہوئے نہ شرمائیں گے کہ آپ نے ایک نماز کو اپنے وقت سے نکال کر دوسری نماز کے وقت میں پڑھا اور تفریط و تقصیر کے مرتکب ہوئے۔ (تعالیٰ شان النبوة عنہ)

اس کے علاوہ قرآن وحدیث کی بکثرت شہادتیں اس پر موجود ہیں کہ شارع علیہ السلام نے ہر نماز کے لئے علاحدہ وقت مقرر کیا ہے جس سے اس کو مؤخر کرنا ہرگز جائز نہیں۔

قال الله تبارك وتعالى: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾ (۱)

ترجمہ: تحقیق، نماز مومنین پر فرض موقت مقرر کیا گیا ہے۔

پھر اگر ایک نماز کو اس کے وقت سے نکال کر دوسرے وقت میں پڑھنا درست ہے؛ تو وقت مقرر کرنا کیا معنی

(۱) سورة النساء، ركوع: ۱۵ - الآية: ۱۰۳ -

(۲) سورة البقرة: ركوع: ۳۱ - الآية: ۲۳۸ -

(۳) سنن الترمذی کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی الوقت الأول من الفضل (ح: ۱۷۲) / سنن الدارقطنی، باب النهی عن الصلاة بعد صلاة العصر، الخ (ح: ۹۸۳) / الملخصات، الجزء السادس من الملخصات (ح: ۲۹۳) / معجم ابن عساکر (ح: ۱۱۳۴) (انیس)

رکھتا ہے؟

وردیکھئے ارشاد ہوتا ہے:

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ (۲)

ترجمہ: محافظت کرو تم سب نمازوں پر اور بیچ کی نماز پر۔ اس آیت کی تفسیر میں جہاں مفسرین نے بہت کچھ بیان کیا ہے وہیں محافظت کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرو اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الوقت الأول من الصلوة رضوان الله والآخر عفو الله. (رواه الترمذی) (۳)

ترجمہ: تحقیق کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وقت اول نماز کا رضاء اللہ کی ہے اور آخر وقت اللہ کی معافی کا ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

یعنی جو شخص اول وقت مستحب میں نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے اور جو آخر میں پڑھتا ہے نماز اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی اتنی تاخیر کو معاف فرما کر اس سے مواخذہ نہیں کرتا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر بالکل وقت ہی سے نکال دے تو پھر قانون شرع میں معافی نہیں، اللہ اس سے مواخذہ کرے گا۔ یہ امر آخر ہے کہ خداوند عالم اپنی رحمت سے اور گناہوں کی طرح اس کو بھی معاف فرما دے مگر جرم اس پر قائم ہو چکا۔

یہ چند آیات قرآن اور روایات حدیث ہیں؛ جن سے بحمد اللہ نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ دو نمازوں کو اس طرح جمع کرنا کہ ایک دوسرے کے وقت میں پڑھیں، نہ حضر میں جائز ہے نہ سفر میں۔ اس وقت انہیں چند پر اکتفا کیا جاتا ہے؛ کیونکہ ایک منصف کے لئے یہ بھی کفایت سے زیادہ ہیں اور اگر اس کے بعد بھی اور ضرورت ہوئی تو شاید کچھ اور بھی گزارش کیا جائے۔ کیا اتنی روایات صحاح و حسان کے بعد بھی کوئی منصف حضرت یہ کہنے کیلئے تیار ہو سکتے ہیں کہ عدم جواز جمع بین الصلوٰتین پر حدیث سے کوئی دلیل نہیں، صرف امام صاحب کا قول ہے؟

باقی رہی وہ مسلم کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی اور جس کو سائل نے نقل کیا ہے۔ سواول تو وہ حدیث باجماع امت متروک العمل ہے۔ چنانچہ امام ترمذیؒ اپنی علل صغریٰ صفحہ: ۲۵۷، میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کو امت میں سے کسی نے نہیں لیا۔ جس کی علت کو بھی ترمذیؒ نے کتاب میں بیان کر دیا ہے اور وہ روایات جو خود حضرت ابن عباسؓ سے جواز جمع کے خلاف پر ذکر کی گئی ہیں؛ اس کی شاہد ہیں کہ خود حضرت ابن عباسؓ بھی جمع بین الصلوٰتین کو بمعنی مذکور جائز نہیں رکھتے اور کیسے جائز رکھ سکتے ہیں؛ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو

تفریط و تقصیر فرماتے ہیں۔

اس لئے معلوم ہوا کہ روایت مذکورہ میں دو نمازوں کو جمع کرنے سے یہ مراد نہیں کہ ایک نماز کو دوسری کے وقت میں پڑھے، بلکہ مراد یہ ہے کہ بغرض سہولت ایک نماز کو مؤخر کر کے اس کے آخر میں اور دوسری کو مقدم کر کے اس کے اول وقت میں ادا کیا جائے؛ تاکہ صورتہٴ دونوں نمازیں جمع ہو کر سہولت بھی پیدا ہو جائے اور کسی نماز کو اپنے وقت سے نکال کر بحکم حدیث مرتکب تفریط و تقصیر بھی نہ ہونا پڑے۔

اس صورت سے دونوں قسم کی احادیث میں کوئی تعارض بھی باقی نہ رہے گا اور یہ ہمارا من گھڑت قیاس یا اجتہاد نہیں بلکہ مسلم ہی میں خود حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے بعض طرق میں اس کی تصریح موجود ہے جو روایت مذکورہ سے چند ہی سطر کے بعد ہے۔ وہی ہذہ:

عن جابر بن زید عن ابن عباس قال: صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم ثمانياً جميعاً وسبعاً جميعاً قلت: يا أبا الشعثاء أظنه آخر الظهر وعجل العصر وأخر المغرب وعجل العشاء قال: وأنا أظن ذلك. (رواه مسلم) (۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن زیدؓ سے روایت ہے، وہ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباسؓ سے کہا انہوں نے کہ نماز پڑھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آٹھ رکعتیں (ظہر و عصر کی) ایک ساتھ اور سات رکعتیں (مغرب و عشاء کی) ایک ساتھ، میں نے عرض کیا اے ابوالشعثاء! (کنیت ہے حضرت ابن عباسؓ کی) میرا خیال ہے کہ آپ نے ان نمازوں کو ایک کے وقت میں جمع نہیں کیا، بلکہ ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کیا ہوگا اسی طرح مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم کیا ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔

(۱) ہذا جواب السائل فی مجرد التجميع من البعض قبل قيام الجماعة الكبرى فی ذلك المسجد، أما لو كان الانفراد بالتجميع حال قيام الجماعة الكبرى فهذا أشد منكر أو أعظم ابتداءً، وأكثر إثمًا على من بلغه ذلك إن رآه أن ينزل بهم صوداً من العنوفة، وطرقاً من التأديب الشرعي، وأما ما سأل عنه السائل - أرشده الله - عن قيام جماعة من الناس يصلون العصر جماعة بعد الفراغ من صلاة الجمعة في المسجد الذي أقيمت فيه الجمعة، فهذا فعل للصلاة قبل دخول وقتها، وهو منكر لا يحتاج إلى الاستدلال عليه، فتلك الصلاة غير مجزئة لوقوعها قبل دخول وقتها، والمقرر على العامة بدعائهم إلى القيام إلى الصلاة في ذلك الوقت يستحق العقوبة البالغة، وهذا الأمر منكر مجمع عليه بين جميع المسلمين، وحرام لا يخالف فيه أحد من هذه الأوجه، فإنه إنما سوغ الجمع تقديمًا للمسافر على ما فيه من ضعف أدلته واحتمالها، والحق تحقيق الصواب الذي صح في صيغ المسافر بموضع التأخير لا جمع التقديم.

وأما المقيم فلم يقل بذلك أحد، ولا أجاز له مجيز إلا إذا كان له عذر من مرض أو نحوه، على ما في ذلك

التفاصيل التي لا يتسع المقام لبسطها، وأما قيام جماعة على هذه الصفة في جامع من جوامع المسلمين ==



اس روایت نے صاف بیان کر دیا کہ روایت ابن عباسؓ میں جمع بین الصلوٰتین سے اس کے سوا کچھ مراد نہیں کہ ایک نماز کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری کو اسی کے اول وقت میں اس طرح ادا کیا گیا کہ جو صورت جمع ہوگئی۔

اسی وجہ سے حافظ الدین حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کو باوجود شافعی المذہب ہونے اور جمع بین الصلوٰتین کو جائز رکھنے کے اس روایت میں تسلیم کر لینا پڑا کہ اس میں جمع سے مراد وہی ہے، جو حنفیہ کہتے ہیں؛ یعنی جمع صورت، جس کی صورت اوپر مذکور ہوئی۔ اس طرح اور جتنی روایات میں جمع کرنا ثابت ہوتا ہے؛ سب میں یہی جمع صوری مراد ہے؛ تاکہ احادیث مذکورۃ الصدر کو جن سے عدم جواز جمع معلوم ہوتا ہے، خلاف نہ پڑیں اور ان کو چھوڑنا نہ پڑے۔ اسی لئے قاضی شوکانیؒ جو اہل ظاہر میں سے ہیں، ظاہر حدیث پر چلتے ہیں کسی امام کے مقلد نہیں اور جن کتابوں کی تقلید اکثر عدم تقلید کے مدعی بھی کیا کرتے ہیں اور ان کی تحریر و تقریر کا مغز انہیں کی کتابیں ہوتی ہیں۔ پہلے نیل الاوطار میں جمع بین الصلوٰتین کو جائز فرماتے ہیں، لیکن جب تتبع روایات اور غور و تامل کی نوبت آئی تو اس سے رجوع کرتے ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد انہوں نے ایک رسالہ ”تشنیف السمع بإبطال أدلة الجمع“، تصنیف کیا ہے، جس میں جمع بین الصلوٰتین کے ادلہ کو باطل کر کے عدم جواز کی حقیقت ثابت کی ہے۔ (۱)

اس وقت اتنی ہی گزارش پر اکتفا کیا جاتا ہے، امید کہ بنظر انصاف و تامل ملاحظہ فرما کر اپنے خیال سے رجوع فرمائیں گے اور اگر اس سے بھی تشفی نہ ہوئی تو انشاء اللہ اس کے بعد مزید براں عرض خدمت کیا جائے گا، بشرطیکہ مقصود اس سے تحقیق حق سمجھی جائے؛ نہ کی مجادلہ۔ (واللہ یهدی من یشاء إلی سواء السبیل) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۲/۷۸-۸۱)

## جمع بین الصلوٰتین:

سوال: جمع درمیان مغربین و ظہرین میں کوئی حدیث صحیح آئی ہے یا کیا؟

== بعد الفراغ من الصلاة الأولى، سواء كانت صفة أو غيرها لغير معذور بين بالأعذار الشرعية فلم يقل به أحد، وقد جمعنا في هذا رسالة مطولة في أيام قديمة دفعنا بها قول من قال بجواز الجمع مستدلاً على ذلك بجمعه صلى الله عليه وسلم من غير مرض ولا سفر، وأوضحنا أن رواة الحديث فسروه بالجمع الصوري، لا بهذا الجمع الذي فهمه من لم يرسخ قدمه في علم الشريعة على أنه لم يعمل به أحد من علماء الشريعة كما حكاها الترمذی في آخر سننه فقال: إن صيغ ما في كتابه معمول به إلا حديثين فيه أحدهما، قال المهدی في البحر مثله، ويحرم الجمع لغير عذر، قيل إجماعاً. (الفتح الرباني من فتاوى الإمام الشوكاني، بحث في كثرة الجماعة في مسجد واحد: ۵/۲۸۰، مكتبة الجيل الجديد، اليمن، صنعاء. انیس)

(۱) شرح معانی الآثار، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمع بین صلاتین کیف هو (ح: ۵۶۹) انیس

(۲) شرح معانی الآثار، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمع بین صلاتین کیف هو (ح: ۵۷۳) / موطا الإمام مالک، کتاب الصلوٰۃ

(ح: ۱۷۸) / المنتقى للمجد ابن تیمیة، باب جمع المقيم لمطر أو غیره. انیس

(۳) سنن الترمذی ابواب السفر باب ماجاء فی الجمع بین الصلوٰتین (ح: ۵۵۳) انیس

## الجواب

جمع بین الصلوٰتین میں احادیث بہت مختلف ہیں، بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر ہی میں جمع فرمائی۔

عن عبد اللہ بن مسعود أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین الصلوٰتین فی السفر. (۱)  
بعض سے حضور و سفر عذر غیر عذر میں ہر طرح جائز معلوم ہوتا ہے۔

عن ابن عباس قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظهر والعصر جمعاً فی غیر خوف ولا سفر. وفی روایۃ فی غیر سفر ولا مطر. (۲)  
پھر سفر میں بعض حدیث سے جمع تقدیم معلوم ہوتی ہے۔

روی الترمذی عن أبی الطفیل عن معاذ بن جبل أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی غزوة تبوک، إذا ارتحل قبل زیغ الشمس، أخر الظهر إلى أن یجمعها إلى العصر فیصلیہما جمعاً وإذا ارتحل بعد زیغ الشمس عجل العصر إلى الظهر و صلی الظهر والعصر جمعاً ثم سار، وکان إذا ارتحل قبل المغرب أخر المغرب حتی یصلیہما مع العشاء، وإذا ارتحل بعد المغرب عجل العشاء فصلاهما مع المغرب. (۳)  
بعض سے جمع تاخیر۔

عن ابن عمر أنه کان إذا جدبہ السیر جمع بین المغرب والعشاء بعد ما یغیب الشفق و یقول  
إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان إذا جدبہ السیر جمع بینہما. (۱)

(۱) شرح معانی الآثار، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمع بین صلاتین کیف ہو (ح: ۵۸۳) / کذا فی مسند الإمام احمد، مسند

عبد اللہ بن عمر (ح: ۵۱۶۳) / سنن الترمذی، أبواب السفر، باب ما جاء فی الجمع بین الصلوٰتین (ح: ۵۵۵) انیس

(۲) شرح معانی الآثار، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمع بین صلاتین کیف ہو (ح: ۵۸۷) انیس

(۳) سورة النساء: ۱۰۳۔ انیس

(۴) سورة البقرة: ۲۳۸۔ انیس

(۵) مسند الإمام احمد، حدیث عبادۃ بن ثابت (ح: ۲۲۷۰۴) / سنن أبی داؤد، باب فی المحافظة علی وقت

الصلوات (ح: ۴۲۵) / سنن البیہقی الکبری، باب ما یستدل به علی أن المراد بهذا الکفر (ح: ۶۵۰۰) / موطا الإمام

مالک، وقوت الصلاة (ح: ۹) / سنن النسائی، فضل الصلاة لمواقیتها (ح: ۶۱۱) انیس

(۶) الصحیح لمسلم، باب قضاء الصلاة الفائتة (ح: ۶۸۱) بلفظ: إنما التفريط علی من لم یصل الصلاة حتی

یجیء وقت الصلاة الأخری. / وفی سنن أبی داؤد، باب فی من نام عن الصلاة أو نسیها (ح: ۴۴۱): لیس فی النوم

تفريط إنما التفريط فی یقظة أن تؤخر صلاة حتی یدخل وقت أخری. انیس

(۷) رد المحتار، کتاب الصلاة: ۳۸۲/۱، دار الفکر. انیس

لیکن یہ کل احادیث دال ہیں جمع حقیقی و وقتی پر، اور بعض احادیث سے جمع صوری و فعلی ثابت ہوتی ہے۔  
 عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السفر یؤخر  
 الظهر ویقدم العصر ویؤخر المغرب ویقدم العشاء. والروایات کلہا فی الطحاوی. (۲)  
 مگر یہ سب اختلاف ماسوا عرفہ و مزلفہ میں ہے اور وہ دونوں جمع اتفاقی ہیں، پس اضطراب احادیث کا تو یہ حال ہے اور  
 ادھر نصوص قطعیہ و احادیث و اخبار کثیرہ فرضیت و تعین اوقات و محافظت صلوٰۃ و ادائے نماز براوقات کثرت سے وارد ہیں۔  
 قال اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾. (۳)

(۱) عن أبی الطفیل عن معاذ بن جبل أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی غزوة تبوک، إذا ارتحل قبل زیغ  
 الشمس، أخر الظهر إلى أن یجمعها إلى العصر فیصلیہما جمیعاً، إذا ارتحل بعد زیغ الشمس عجل العصر إلى الظهر  
 و صلی الظهر والعصر جمیعاً ثم سار، وکان إذا ارتحل قبل المغرب أخر المغرب حتى یصلیہما مع العشاء، وإذا ارتحل  
 بعد المغرب عجل العشاء فصلاهما مع المغرب. (سنن الترمذی، أبواب السفر، باب ماجاء فی الجمع بین الصلاتین  
 (ح: ۵۵۳) قال البیهقی فی السنن الکبریٰ بعد رواية هذا الحديث (باب الجمع بین الصلاتین فی السفر (ح: ۵۵۲۹)  
 ... محمد بن اسماعیل البخاری یقول: قلت لقتیبہ بن سعید: مع من کتبت عن الیث بن سعد حدیث یزید بن أبی حبيب  
 عن أبی الطفیل؟ فقال: کتبتہ مع خالد المدائنی، قال محمد بن اسماعیل: وکان خالد المدائنی هذا یدخل علی الشیوخ،  
 قال الشیخ: وإنما انکروا من هذا رواية یزید بن أبی یزید عن أبی الطفیل / التلخیص الحبر، باب جوازہ فی السفر فی  
 وقت أحدهما: ۲۵۶/۳ / عون المعبود فی حل أبی داؤد، باب الجمع بین الصلاتین (ح: ۱۲۲۰) / مرعاة المفاتیح شرح  
 مشکاة المصابیح: ۴۰۸/۴، الفصل الثانی / رد المحتار، کتاب الصلاة: ۳۸۲/۱، دار الفکر. انیس)

### ☆ ملفوظ برائے جمع بین الصلوٰتین:

ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دو نماز کا جمع کرنا کسی حالت میں درست نہیں، مگر ہاں جمع صوری اس طرح کہ  
 ظہر کی نماز آخر وقت میں پڑھے۔ پھر ذرا صبر کرے۔ جب عصر کا وقت داخل ہو جاوے تو عصر کو اول وقت میں ادا کرے تو اس طرح  
 درست ہے۔ ایسا ہی مغرب کو آخر وقت اور عشاء کو اول وقت پڑھے تو اس طرح جمع کرنا عذر مرض سے درست ہے، ورنہ درست  
 نہیں۔ (قولہ: عن الجمع بین الصلاتین فی وقت بعد) (أی منع عن الجمع بینہما فی وقت واحد بسبب العذر  
 للنصوص القطعیة بتعین الأوقات فلا یجوز ترکہ إلا بدلیل مثله ولروایة الصحیحین قال عبد اللہ بن مسعود: والذی لا إله  
 غیرہ ماصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ صلاة قط إلا لوقتہا إلا صلاتین جمع بین الظهر والعصر بعرفة و بین المغرب  
 والعشاء بجمع، وأما ما روی من الجمع بینہما فمحمول علی الجمع فعلاً بأن صلی الأولى فی آخر وقتہا والثانیة فی أول  
 وقتہا ویحمل تصریح الروای بالوقت علی المجاز لقربه منه والمنع عن الجمع المذكور عندنا مقتض للفساد إن کان  
 جمع تقدیم وللحرمة إن کان جمع تأخیر مع الصحة كما لا یخفی.) (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الصلوٰۃ،  
 الجمع بین الصلاتین فی وقت بعد. انیس) فقط والسلام (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۹)

وقال: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ﴾. (۴)

وفی الحدیث: وصلاحہن بوقتہن. رواہ أحمد وأبو داؤد ومالك والنسائی. (۵)

وروی مسلم قوله عليه السلام: إنما التفريط في اليقظة بأن تؤخر صلوة إلى وقت الأخرى. (۶)

وهذا قاله وهو في السفر، قاله الشامي. (۷)

لہذا حنفیہ نے احادیث مضطر بہ سے نصوص محکمہ پر عمل ترک نہیں کیا، بلکہ حتیٰ الوسع سب جمع کیا اور تاویل میں کہا کہ جمع سے مراد جمع صوری ہے، سفر میں بھی اور حضر میں بھی اور حدیث جمع تقدیم مروی عن ابی الطفیل کو ترمذی نے غریب اور حاکم نے موضوع کہا اور ابوداؤد نے کہا: ليس في تقديم الوقت حديث قائم، ہکذا فی رد المحتار. (۱)

اور بر تقدیر ثبوت احتمال ہے کہ بعد زلیغ شمس کے آخر ظہر تک قیام فرماتے ہوں اور حدیث تاخیر محمول قرب خروج وقت پر ہے اور تفصیل مبسوطات اور مطولات میں ہے، البتہ ضرورت شدیدہ میں تقلید الشافعی جمع کر لینا مع شرائط مقررہ مذہب شافعی جائز ہے۔

ولا بأس بالتقليد عند الضرورة. (الدر المختار فی بحث الجمع) واللہ أعلم

(امداد، ج: ۱، ص: ۹۹) (امداد الفتاویٰ: ۸۲۵-۸۳) ☆

### جمع بین الصلوٰتین کی تمام روایتیں جمع صوری پر محمول ہیں:

سوال: یہاں سعودی عرب میں اکثر بارش کے وقت مغرب کی نماز کے ساتھ عشا کی نماز بھی ائمہ حضرات پڑھادیتے ہیں۔ کیا ہم پاکستانی حنفی المذہب لوگوں کی نماز عشا مغرب کے وقت جائز ہے یا نہیں۔ یعنی جمع بین الصلوٰتین جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جمع بین الصلوٰتین کی دو قسمیں ہیں:

(۱) جمع حقیقی کہ مغرب کے وقت میں عشا پڑھ لی جائے۔

(۲) جمع صوری کہ مغرب آخری وقت اور عشا اول وقت میں پڑھی جائے۔

حنفیہ کے نزدیک بوقت عذر جمع صوری کی اجازت ہے۔ جمع حقیقی درست نہیں ہے۔ حنفیہ کا استدلال قرآن پاک سے بھی ہے اور احادیث سے بھی، چنانچہ اوپر میں بذل سے نقل کیا ہے۔

(۱) موطا الإمام مالک برواية محمد بن الحسن الشيباني، باب الجمع بين الصلاتين في السفر والمطر

(ح: ۲۰۴) سنن البيهقي، كتاب الصلوة، جماع، أبواب صلاة المسافر والجمع في السفر (ح: ۵۴۳۱) انيس

”واستدل الحنفية على عدم جواز الجمع في غير عرفات والمزدلفة بقوله تعالى: ”حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ“ أي أدوها في أوقاتها“.

محافظت علی الصلوٰۃ یہ ہے کہ ہر نماز کو اس کے وقت مقررہ میں ادا کیا جائے۔

”وبقوله تعالى: ”إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا“ أي لها وقت معين له ابتداء لايجوز التقدم عليه وانتهاء لايجوز التأخر عنه“۔ (أوجز المسالك: ۶۲/۲)

پس ہر نماز کے لئے وقت معین ہے۔ لہذا اس پر تقدیم یا اس سے تاخیر درست نہ ہوگی۔ اس باب میں بہت سی احادیث موجود ہیں جن سے جمع بین الصلوٰتین حقیقتاً کی نفی معلوم ہوتی ہے۔

”عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه قال: ”والذي لا إله غيره ما صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة قط إلا في وقتها إلا صلوٰتين جمع بين الظهر والعصر بعرفة وبين المغرب والعشاء بجمع“ الحديث۔ (أوجز المسالك: ۶۱/۲)

”عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه أنه كتب في الأفاق ينهاهم أن يجمعوا بين الصلوٰتين و يخبرهم أن الجمع بين الصلوٰتين في وقت واحد كبيرة من الكبائر. أخرجه محمد في الموطأ والبيهقي في سننه. (۱)

”عن أبي موسى أنه قال: الجمع بين الصلوٰتين من غير عذر من الكبائر“ أخرجه ابن أبي شيبة. (۱) مطلب حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز نہیں پڑھی مگر اس کے وقت مقررہ پر، سوائے دو نمازوں کے، ظہر اور عصر کو عرفہ میں جمع کیا، مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں۔

مطلب حدیث: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اطراف والوں کی طرف یہ لکھ بھیجا اور انہیں اس بات سے منع

(۱) المصنف لابن أبي شيبة، باب من كره الجمع بين الصلاتين من غير عذر (ح: ۸۲۵۲، عن أبي موسى، وح: ۸۲۵۳ عن عمر رضى الله عنهما) / كذا في سنن البيهقي، كتاب الصلوة، جماع ابواب صلاة المسافر والجمع في السفر (ح: ۵۴۳۲) انيس

(۲) والحديث في سنن الترمذی، كتاب الصلوة، باب ماجاء في مواقيت الصلوة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء في الجمع بين الصلاتين (ح: ۱۸۸) / بدائع الصنائع، فصل شرائط أركان الصلاة: ۱۲۷/۱. انيس

(۳) شرح معاني الآثار، كتاب الصلوة، باب الجمع بين صلاتين كيف هو (ح: ۵۸۷) / مسند الإمام أحمد، مسند عائشة الصديقة (ح: ۲۵۰۳۹) / المصنف لابن أبي شيبة، من قال: يجمع المسافر بين الصلاتين (ح: ۸۲۳۸) / آثار السنن للنيموي: ۷۳/۲، أصح المطابع لكتاؤ. انيس

کیا کہ دو نمازیں ایک وقت میں پڑھیں، اور انہیں خبر دی کہ دو نمازوں کو ایک ہی وقت میں جمع کرنا کبیرہ گناہوں سے ہے۔ مطلب حدیث: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دو نمازوں کو بلا عذر جمع کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من جمع بین الصلوتین فی وقت واحد فقد أتى باباً من الكبائر. (بدائع) (۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کیا اس نے کبیرہ گناہ کیا۔

مذکورہ آیات واحادیث سے جمع بین الصلوتین کی نفی اور عدم جواز معلوم ہوتا ہے۔ جب کہ بعض روایات میں آپ علیہ السلام اور بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جمع بین الصلوتین کرنا بھی منقول ہے۔ پھر جمع والی روایات دو طرح کی ہیں۔ بعض وہ ہیں جن میں صرف جمع کا تذکرہ ہے اور کیفیت جمع سے سکت ہیں، اور بعض میں کیفیت جمع بھی بیان کی گئی ہے، چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

”عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السفر یؤخر الظہر ویقدم العصر ویؤخر المغرب ویقدم العشاء. أخرجه الطحاوی وأحمد والحاکم. وإسناده حسن، قاله النیموی. (۳)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحالت سفر نماز ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم اور مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم فرماتے تھے۔

”... إن علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان إذا سافر سار بعد ما تغرب الشمس حتی تکاد أن تظلم ثم ينزل فیصلی المغرب ثم یدعو بعشاء ۛ فیتعشی ثم یصلی العشاء ثم یرتحل ویقول ھکذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع“ رواہ أبو داؤد وإسناده صحیح. (۱)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سفر فرماتے تو غروب شمس کے بعد بھی چلتے رہتے۔ جب کچھ اندھیرا ہو جاتا تو مغرب پڑھتے۔ پھر کھانا طلب فرماتے، کھانے سے فارغ ہو کر عشاء پڑھتے۔ پھر سفر شروع کر دیتے اور فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جمع بین الصلوتین کرنا جمع صوری تھا جمع حقیقی نہ تھا۔

(۱) سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب متى یتیم المسافر (ح: ۱۲۳۴) / السنن الکبریٰ للنسائی، الوقت الذی یجمع فیہ المسافر المغرب (ح: ۱۵۸۴) / مسند أبی یعلیٰ الموصولی، مسند علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ: ۱/ ۴۱۸ (ح: ۵۴۸) / الأحادیث المختارة = المستخرج من الأحادیث المختارة مما لم یخرجه البخاری ومسلم فی صحیحہما (ح: ۶۸۹) انیس

احناف نے ان روایات کو جن میں کیفیت جمع مذکور نہ تھی مفصلہ روایات پر محمول کیا کہ جمع صوری تھی جمع حقیقی نہ تھی۔ ورنہ کتاب اللہ اور احادیث میں تعارض و اختلاف لازم آئے گا۔ قیاس اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جمع حقیقی درست نہ ہو۔ شافعیہ اور حنابلہ عذر سفر و مطر کی بنیاد پر جمع حقیقی کے قائل ہیں۔

اگر موجودہ اغراض موجود بھی ہوں تو فجر اور ظہر کے درمیان جمع کے یہ بھی قائل نہیں ہیں۔ جب یہ عذر فجر و ظہر میں مؤثر نہیں تو باقی نمازوں میں بھی مؤثر نہیں ہونا چاہئے، الحاصل جمع حقیقی درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ۔ ۴/۸/۱۴۰۶ھ (خیر الفتاویٰ: ۱۹۲: ۱۹۴)

## جمع بین الصلوٰتین کے جواز میں شرح وقایہ کے حاشیہ کی عبارت سے استدلال

### اور اس کا تحقیقی جواب:

سوال: حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک حج کے علاوہ کسی جگہ جمع بین الصلوٰتین جائز ہے یا نہیں؟ لیکن شوافعؒ کے نزدیک بحالت سفر جمع تقدیم و جمع تاخیر جائز ہے، لیکن اشکال یہ ہو رہا ہے کہ شرح وقایہ کے حاشیہ، ج: ۱، ص: ۱۵۱، پر کتاب الصلوٰۃ کے آخری صفحات پر مولانا عبداللہ حنفی فرنگی علیہ الرحمۃ شوافع کے مذہب کے بارے میں رقم طراز ہیں:

”أخبار صريحة دالة على أن النبي صلى الله عليه وسلم فعله في السفر غير مرة أخرجه الشيخان وأصحاب السنن وغيرهم كما بسطه الحافظ ابن حجر في تلخيص الحبير وهذا هو الحق“۔

جب صحیح اور صریح احادیث ایک نہیں متعدد بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر کے بارے میں جمع تقدیم و تاخیر ثابت ہیں تو پھر حنفیہ حضرات کیوں منع فرماتے ہیں۔ جبکہ ”المدین یسر“ کے موافق حالت سفر کے یقین طریقہ بھی یہی ہے۔

اور دوسرا اشکال یہ ہے کہ جب ایک حنفی محقق اس کو تسلیم کر رہا ہے، تو پھر کیوں انکار کیا جاتا ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: ————— وباللہ التوفیق

جواب اول تو یہ تحقیق حنفی محقق ہونے کے زمانہ کی ہونا ضروری نہیں کیوں کہ ان پر کئی طرح کے دور گزرے ہیں نہ

(۱) ای فرضاً موقوتاً، قال ابن عباس: فريضة بأوقاتها. (التفسير البسيط، من سورة النساء: ۱۰۳، ج: ۷، ص: ۶۴) قال ابن مسعود: إن للصلاة وقتاً كوقت الحج. (تفسير الطبري: ۴۵۱/۷) أي محدوداً بأوقات لا يجوز إخراجها عن أوقاتها على أي حال كنتم، خوف أو أمن. (تفسير الزمخشري، سورة النساء: ۱۰۳، ج: ۱، ص: ۵۶۱) انیس

معلوم کس زمانہ کی یہ تحقیق ہے۔

دومش اگر حنفی محقق ہونے کے زمانہ کی تسلیم بھی کر لیں جب بھی کوئی اشکال نہیں اس لیے کہ حنفی محقق ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ مقلد ابی حنفیہ اس وقت بھی ہیں اور مقلد جب کسی جزئیہ میں اپنی مستقل تحقیق رکھتا ہے، تو وہ اسی کی ذات تک محدود رہتی ہے، دوسروں پر اس کا متوجہ ہونا لازم نہیں ہوتا۔ پس انکار میں کوئی اشکال نہیں۔ یہ تو اصولی اور ضابطہ کا ایک جواب ہے۔ اور دوسرا جواب تحقیقی یہ کہ جن روایات کوشیخین نے نقل فرمایا ہے اور صحیح کہا ہے وہ جمع بین الصلوٰتین کی روایت ہیں اور جمع بین الصلوٰتین کی روایت یا اس کی صحت سے کون منکر ہے جمع بین الصلوٰتین کے مفہوم و مصداق میں اختلاف ہیں۔ اور دوسرے حضرات نے یہ مراد لیا کہ حقیقتاً ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں مقدم یا مؤخر کر کے ادا کرے۔

اور احناف یہ فرماتے ہیں کہ مفہوم کلام الہی ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾ (الآیہ) ای موقتاً، (۱) کے خلاف اور معارض ہیں، نیز ان احادیث کے بھی معارض ہے جس میں نماز کو اس کے وقت سے مقدم یا مؤخر کرنے پر شدید وعیدیں وارد ہیں اور جس طرح کلام الہی وحی ہے اور اس پر تعارض نہیں۔ اسی طرح احادیث بھی وحی ہیں غیر متلوہی، ان میں بھی حقیقتاً تعارض نہیں ہو سکتا۔ یہ جو کچھ تعارض بظاہر نظر آتا ہے، یہ مخاطب کے طرز فہمی یا وسائط رواۃ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(۱) ”ولا جمع بین فرضین فی وقت بعدد سفرو مطر خلافاً للشافعی، وما رواہ محمود علی الجمع فعلاً لا وقتاً“۔ (الدرا المختار، کتاب الصلوٰۃ: ۳۸۱/۱، سعید)

”ولا بجمع بین الصلاتین فی وقت واحد، لا فی السفر ولا فی الحضر بعدد ما، ما عدا عرفة والمزدلفة، کذا فی المحيط“۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات: ۵۲/۱، رشیدیہ)

عن عبد اللہ قال: ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلاة إلا لوقتھا إلا بالمزدلفة فإنه جمع بین الصلاتین المغرب والعشاء وصلى الصبح يومئذ فی غیر وقتھا۔ (مسند الحمیدی، أحادیث عبد اللہ بن مسعود (ح: ۱۱۴) / مسند البزار، عبد الرحمن بن یزید عن عبد اللہ (ح: ۱۹۰۷) انیس)

☆ حنفی کا غیر حنفی کے پیچھے جمع بین الصلا تین کرنا:

سوال: یوم عرفہ نويس ذی الحجہ کو مسجد نمبرہ میں ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں جماعت سے ایک ساتھ پڑھنے کا حکم ہے۔ اس مسجد میں حنبلی امام نے اگر امامت کی تو ایسی حالت میں حنفی فقہ کی رو سے مصلیٰ کو کیا قصر کرنا درست ہے، جب کہ امام یہ دونوں نمازیں قصر ہی ادا کرتا ہے؟ حنبلی فقہ کی رو سے کیا چار پانچ میل پر قصر واجب ہو جاتا ہے، اس حالت میں حنفی مصلیٰ جماعت سے عصر کی نماز ادا کرے یا الگ نماز ادا کرے یا الگ نماز پڑھے؟



اس لیے جب ایسا محمل موجود ہے؛ جس میں تعارض بین الروایات والنصوص واقع نہ ہو؛ تو اسی مفہوم و مصداق کو لیا جائے گا اور انہی وجوہ سے احناف جمع بین الصلوٰتین کی احادیث میں محض جمع صوری لیتے ہیں۔ بجز ان زمانہ حج کی جمع بین الصلوٰتین (کے) جو احادیث متواترہ سے اسی طرح ثابت ہیں کہ وہ ہی مقدم یا مؤخر شدہ اوقات اس دن کے اوقات معلوم ہوتے ہیں، فلا تعارض ولا اشکال۔

پس ان اصول کے پیش نظر کسی محقق کی تحقیق خواہ وہ حنفی ہی ہو ہم پر حجت نہیں ہو سکتی، بلکہ اس محقق کی تحقیق کو ترجیح دیدینا باعث اشکال ہو جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمیٰ عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند۔ ۱۳/۶/۱۳۹۰ھ۔ الجواب صحیح: محمود عفی عنہ۔  
الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول: ۲۹-۳۱)

### حالت سفر میں جمع بین الصلا تین:

سوال: جمع بین الصلا تین بحالت سفر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

== الجواب \_\_\_\_\_ حامداً ومصلیاً

اس صورت میں حنفی اس امام کے پیچھے نماز نہ پڑھے، دونوں نمازیں الگ الگ اپنے وقت میں پڑھے۔ ("وأطلق الإمام فشمّل المقيم والمسافر، لكن لو كان مقيماً كإمام مكة، صلى بهم صلاة المقيمين، ولا يجوز له القصر وللحاج الاقتداء به: أي في حال قصره، (أما إذا صلى صلاة المقيمين فيقتدون به) قال: الإمام الحلواني: كان الإمام النسفي يقول: العجب من أهل الموقف يتابعون إمام مكة في القصر، فأني يستجاب لهم أو يرجى لهم الخير وصلاتهم غير جائزة؟)

قال شمس الأئمة: كنت مع أهل الموقف، فاعتزلت وصليت كل صلاة في وقتها وأوصيت بذلك أصحابي". (رد المحتار، كتاب الحج، فصل في الاحرام: ۵۰۵/۲، سعید) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ ۱۳/۶/۱۳۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۶/۱۳۹۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۵۸-۳۵۷)

(۱) (ولا جمع بین فرضین فی وقت بعد) سفر و مطر، خلافاً للشافعی و مارواه محمول علی الجمع فعلاً، لا وقتاً (فإن جمع فسد لو قدم) الفرض علی وقته (و حرم لو عکس) أي آخره عنه (وإن صح) بطریق القضاء (الإلحاح بعرفة و مزدلفة). (الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، قبیل باب الأذان: ۳۵۴/۱، ظفیر) کذا فی المحيط البرهانی، الفصل الثالث فی تعلیم أعمال الحج: ۲/۲۲۷.۲۲۸/۲ والبحر الرائق، الاغتسال و دخول الحمام للمحرم: ۳۶۲/۲. انیس)

الجواب ————— حامداً ومصلیاً

حنفیہ کے نزدیک جمع بین الصلاتین سفر میں بھی جائز نہیں۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم  
حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۱۱/۱۳۸۹ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۵۷) ☆

کیا ظہر و عصر ایک وقت میں پڑھنا درست ہے:

سوال: اگر کوئی شخص ظہر اور عصر ایک ساتھ ایک وقت میں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے یا نہ، جب کہ اس کو اس بات کا خیال ہے کہ شروع عصر کے وقت سے اخیر وقت تک کاروبار دنیاوی سے فرصت نہ ملے گی، اگر جمع کرنا ظہر و عصر کا جائز ہے، تو کب؟

الجواب

ظہر اور عصر ایک ساتھ ظہر میں پڑھنا درست نہیں ہے۔ اگر ایسا کیا تو صرف ظہر کی نماز ہوئی، عصر کی نماز اس کے ذمہ رہی۔

حنفیہ کے نزدیک حج میں عرفات کے سوا کہ وہاں ظہر و عصر جمع کی جاتی ہے اور ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہیں اور کہیں کسی وقت سفر و حضر میں جمع کرنا ظہر و عصر کا ظہر کے وقت میں درست نہیں ہے۔ اسی طرح مغرب و عشاء حنفیہ کے نزدیک سوائے مزدلفہ کے اور کہیں جمع نہیں ہو سکتی۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۸۱۷-۸۲)

ظہر، عصر کو اکٹھے اور مغرب، عشاء کو اکٹھے پڑھنا:

سوال: کیا ہم ظہر اور عصر اور مغرب و عشاء ملا کر پڑھ سکتے ہیں؟ کچھ علما سے سنا ہے کہ مغرب کی نماز کے پندرہ منٹ بعد ہی عشاء کی نماز اور ظہر کے ساتھ عصر کی نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے، ان نمازوں کے اوقات کے بارے میں جواب درکار ہے کہ سورج کی حرکت کے تحت ان نمازوں کے کیا اوقات ہیں؟ حج کے دوران بھی ظہر و عصر ایک ساتھ ادا

(۱) عشاء کی نماز صحیح صادق سے پہلے کیوں صحیح نہیں ہوگی؟ غالباً یہاں ”صح صادق“ کے بجائے ”شفق ایض“ کا لفظ صحیح ہے۔ انیس

(۲) عن عائشة قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السفر یؤخر الظهر ویقدم العصر ویؤخر المغرب ویقدم العشاء. (شرح معانی الآثار، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمع بین صلاتین کیف هو) (ح: ۵۸۷) انیس

ولا جمع بین فرضین فی وقت بعد سفر و مطر خلافاً للشافعی، ومارواه محمود علی الجمع فعلاً لا وقتاً، فإن جمع فسد لوقدم الفرض علی وقته وحرّم لوعکس أى أخره عنه... إلخ. (الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ: ۳۸۲/۱) دار الفکر بیروت

کی جاتی ہیں۔

الجواب

قرآن کریم میں ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾. (سورة النساء: ۱۰۳)

”یعنی بے شک نماز مومنوں کے ذمہ فرض کی گئی ہے، مقررہ اوقات پر“۔

کوئی شخص صبح کی نماز صبح صادق (۱) سے پہلے پڑھ لے یا ظہر کی نماز چاشت کے وقت پڑھ لے یا مغرب کی نماز عصر کے وقت پڑھ لے تو اس کی نماز نہیں ہوگی، اسی طرح عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں پڑھ لینا یا عشا کی نماز کو مغرب کے وقت میں پڑھ لینا جب کہ عشا کا وقت نہ ہوا، صحیح نہیں۔

البتہ احادیث میں ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشا کو جمع کر کے پڑھنے کی یہ صورت تجویز کی گئی ہے کہ!

ظہر کی نماز اس کے آخری وقت میں؛ اور عصر کی نماز اس کے اول وقت میں پڑھ لی جائے، دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھی گئیں، لیکن صورت جمع ہو گئیں۔

اسی طرح مغرب کی نماز اس کے آخری وقت میں اور عشا کی نماز اس کے اول وقت میں پڑھ لی جائے، اس صورت میں بھی دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھی گئیں، لیکن صورت جمع ہو گئیں۔ جب آدمی کو سفر کی جلدی ہو تو جمع بین الصلواتین کی یہ صورت تجویز کی گئی ہے۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۱۵-۲۱۶)

### مغرب وعشا ایک وقت میں پڑھنا:

سوال: سعودی عرب خصوصاً نجد کے علاقے میں جب بھی بارش ہوتی ہے یا کسی روز شدید مسلسل بارش کی وجہ سے اکثر مساجد میں صلوٰۃ المغرب کے ساتھ صلوٰۃ العشاء بھی پڑھ لیتے ہیں، ایسی صورت میں ہم لوگ کیا کریں؟ کیا وقتی طور پر جماعت کے ساتھ مل جائیں اور بعد میں اعادہ کر لیں وقت عشا آنے پر؟ ایسی صورت میں نماز جو قبل از وقت

(۱) ولا يجمع بين الصلاتين في وقت واحد لافي السفر ولا في الحضر بعذر ما عدا عرفة والمزدلفة كذا في

المحيط. (الفتاوى الهندية: ۵۲/۱، كتاب الصلاة الباب الأول، الفصل الثاني في بيان فضيلة الأوقات)

(۲) ونحن نأخذ من الفروع من اتفق عليه العلماء لاسيما هاتان الفرقتان العظيمتان الحنفية والشافعية

وخصوصاً في الطهارة والصلوة فإن لم يتيسر الاتفاق واختلفوا فنأخذ بما يشهد له ظاهر الحديث ومعروفه ونحن

لانزدرى أحداً من العلماء، فالكل طالبوا الحق ولا نعتقد العصمة في أحد غير النبي صلى الله عليه

وسلم، الخ. (التفهيمات الإلهية: ۲۰۲/۲. انيس)

ادا کی گئی ہے، نوافل شمار ہو سکتی ہے؟

الجواب

ہمارے نزدیک بارش کے عذر کی وجہ سے عشا کی نماز مغرب کے وقت پڑھنا صحیح نہیں، آپ عشا اپنے وقت پر پڑھا کریں، یہ جماعت جو قبل از وقت کی جا رہی ہے اس میں شریک ہی نہ ہوں۔ (۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۲۱۳)

### دونوں نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنے کا مسئلہ:

سوال: اگر حالت مرض و سفر میں جمع بین الصلوٰتین کر لیوے تو جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ شدت مرض و سفر سخت کی تکالیف میں فوت ہونے کا اندیشہ قوی ہے اور اس کے جواز پر حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کا مسلک بھی ہے کہ مصفیٰ شرح موطا میں فرماتے ہیں۔ مختار فقیر جواز ست وقت عذر و عدم جواز بغیر عذر اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم بھی جواز کے قائل ہیں مجموعہ فتاویٰ میں لہذا ایسے عذرات میں آپ کے نزدیک بھی جواز ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ مسئلہ مقلد کے دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنے کا ہے تو وقت ضرورت کے جائز ہے، عامی کو کہ اس کو سب کو حق جاننا چاہئے۔ اگر اپنے امام کے مذہب پر عمل کرنے میں دشواری ہو تو دوسرے امام کے قول پر عمل کر لیوے، اس قدر تنگی نہ اٹھاوے کہ یہ موجب ضرر اور حرج دین کا ہوتا ہے۔ فقط

یہی مذہب اپنے اساتذہ کا ہے، جیسا کہ استاذ اساتذہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ (۲) (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۶)

### دونمازوں کو ایک ساتھ پڑھنے کا مسئلہ:

سوال: ہمارے یہاں کشمیر میں خطرات کی وجہ سے عشا کی نماز کا پڑھنا مشکل ہے، اکثر مسجدوں میں وقت سے پہلے نماز ادا کرتے ہیں، عوام الناس رات کو خطرہ محسوس کر کے میقات الصلوٰۃ سے نصف گھنٹہ قبل عشا کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔

(۱) کیا اس خطرہ کے پیش نظر جمع بین الصلوٰتین جائز ہے؟

(۲) اگر جمع جائز ہے تو عشا کے لئے صرف تکبیر کافی ہے، یا اذان بھی؟

(۱) ولا جمع بین فرضین فی وقت بعدد سفر و مطر خلافًا للشافعی و مارواه محمول علی الجمع فعلاً لا وقتاً. (الدر المختار علی صدر رد المحتار، کتاب الصلاة، قبیل باب الأذان: ۴۵/۲)

(۲) وقت المغرب منه إلى غروب الشفق وهو الحمرة عندهما وبه قالت الثلاثة وإليه رجع الإمام كما في شروح

المجمع وغيرهما، فكان هو المذهب. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة، مطلب فی الصلاة الوسطی: ۱۷/۲-۱۸)

(۳) قوله: عن الجمع بین الصلاتین فی وقت بعدد أى منع عن الجمع بینہما

==

- (۳) اگر جمع جائز (نہ ہو) تو کیا گھروں میں تنہا نماز پڑھیں، اور جماعت سے مسجد میں نہ پڑھیں۔
- (۴) کیا ایسی صورت میں شوافع کے مسلک پر عمل کر کے غروب شفقِ احمر پر عشا ہمارے لئے درست ہوگی، اگر ہے، تو شفقِ احمر و ابیض میں کتنا فاصلہ رہتا ہے؟
- (۵) فی الحال ہماری مسجد میں دو جماعتیں ہوتی ہیں، ۹ بجے اور ساڑھے ۹ پر۔
- (۶) اگر جمع حقیقی عند الخوف جائز ہوگی تو خوف کی کیا نوعیت ہوگی؟
- (۷) مغرب کے بعد فورسز کی طرف سے بھوت بن کر ان کے آدمی بستیوں میں آ کر لوگوں کو زخمی یا اغوا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے نماز عشا کے بارے میں کیا کریں؟

هو المصوب

- (۱) جمع بین الصلاتین جائز نہیں ہے۔ (۱)
- اگر خطرہ کی وجہ سے مسجد جانا ممکن نہ ہو تو گھر پر نماز ادا کریں گے۔
- (۲-۳) اوپر جواب لکھا گیا۔
- (۴) غروب شفقِ احمر صاحبین کے یہاں ہے، اس لئے خفی بھی اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ (۲)

== فی وقت واحد بسبب العذر للنصوص القطعية بتعيين الأوقات فلا يجوز تركه إلا بدليل مثله ولرواية الصحاحين، قال عبد الله بن مسعود: والذي لا إله غيره ماصلى رسول الله صلى الله عليه صلاة قط إلا لوقتها إلا صلاتين جمع بين الظهر والعصر بعرفة وبين المغرب والعشاء بجمع، وأما ما روى من الجمع بينهما فمحمول على الجمع فعلاً بأن صلى الأولى في آخر وقتها والثانية في أول وقتها ويحمل تصريح الرواي بالوقت على المجاز لقربه منه والمنع عن الجمع المذكور عندنا مقتضى للفساد إن كان جمع تقديم وللحرمة إن كان جمع تأخير مع الصحة كما لا يخفى. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الصلوة، الجمع بين الصلاتين في وقت بعذر. انيس)

(۱) عن عبد الله رضى الله عنه قال: ما رأيت النبي صلى الله عليه وسلم صلى صلاة بغير ميقاتها إلا صلاتين: جمع بين المغرب والعشاء وصلى الفجر قبل ميقاتها. (صحيح البخارى، كتاب الحج، باب متى يصلى الفجر بجمع ح: ۱۶۸۲) / الصحيح لمسلم، باب استحباب التغليس لصلاة الصبح يوم النحر بالمزدلفة (ح: ۱۲۸۹)

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فى السفر يؤخر الظهر ويقدم العصر يؤخر المغرب ويقدم العشاء. (شرح معانى الآثار، ج: ۱، ص: ۱۶۴، كتاب الصلاة، باب الجمع بين صلاتين كيف هو ح: ۹۸۵)

قال الطحاوى: ثم هذا عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه أيضاً. ولا يجمع عندنا فى سفر بمعنى أن يصلى العصر مع الظهر فى وقت إحداهما والمغرب مع العشاء كذلك خلافاً للشافعى بل بأن يؤخر الأولى إلى آخر وقتها فينزل فيصليها فى آخره ويفتتح الآية فى أول وقتها وهذا جمع فعلاً لا وقتاً. (فتح القدير، ج ۲، ص: ۴۵)

(۲) وقد وقع فى أحاديث الجمع شىء من الاضطراب ففى بعضها عن ابن عباس رضى الله عنهما، ==

(۵) غروب شفق احمر پر پڑھ سکتے ہیں۔

(۶) اس پر جمع جائز نہیں ہے۔ (۳)

(۷) جو لوگ ہمت خطرہ کی بنا پر نہیں کر سکتے ہوں وہ اپنے گھر پر عشا کی نماز ادا کریں، خوف کا تعین وہاں کے لوگ اپنی صواب دید سے کریں گے۔

تحریر: محمد ظہور ندوی عفا اللہ عنہ۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء، ۱/۳۳۰-۳۳۱)

### نماز عصر کو ظہر کے ساتھ پڑھنا:

== جمع صلی اللہ علیہ وسلم بین الظهر والعصر والمغرب والعشاء من غیر خوف ولا سفر، وفي بعضها، جمع بین الظهر والعصر والمغرب والعشاء بالمدينة من غیر خوف ولا مطر، قبل لابن عباس ما أراد إلى ذلك؟ قال: أراد أن لا یخرج أمة ولم یقل منا ومنهم بجواز الجمع لذلك أحد وكيف وما تقدم من حدیث التعریس یعارضه معارضة ظاهرة. (فتح القدیر، باب صلاة المسافر: ۴۵/۲)

(۱) عن ابن عباس قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يجمع بين صلاة الظهر والعصر إذا كان على ظهر سفر ويجمع بين المغرب والعشاء. (الصحيح للبخاري، باب الجمع في السفر بين المغرب والعشاء (ح: ۱۱۰۷))  
عن ابن عباس قال: جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الظهر والعصر والمغرب والعشاء بالمدينة في غير خوف ولا مطر. وفي حديث وكيع قال: قلت لابن عباس: لم فعل ذلك؟ قال: كي لا يخرج أمته، وفي حديث أبي معاوية قبل لابن عباس: ما أراد إلى ذلك، قال: أراد أن لا يخرج أمته. (الصحيح لمسلم، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر (ح: ۷۰۵) انيس)

(۲) (ولا جمع بين فرضين في وقت بعد سفر ومطر خلافاً للشافعي، الخ، ... ولا بأس بالتقليد عند الضرورة لكن بشرط) فقد شرط الشافعي لجمع التقديم ثلاثة شروط: تقديم الأولى، ونية الجمع قبل الفراغ منها، وعدم الفصل بينهما بما يعد فاصلاً عرفاً ولم يشترط في جمع التأخير سوى نية الجمع قبل خروج الأولى، نهر، الخ. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوة، قبل باب الأذان: ۳۸۱/۱-۳۸۲، ط: سعيد كمپنی)

ثم لجمع التقديم ثلاثة شروط: أحدها: أن يبدأ بالأولى بأن يصلي الظهر قبل العصر والمغرب قبل العشاء لأن الوقت للأولى والثانية تبع لها والتابع لا يتقدم على المتبوع فلو بدأ بالثانية لم تصح ويعيدها بعد الأولى. الشرط الثاني: نية الجمع عند تحريم الأولى، أو في أثنائها على الأظهر فلا يجوز بعد سلام الأولى. الشرط الثالث: الموالاة بين الأولى والثانية والتابع لا يفصل عن متبوعه ولأنه الوارد عنه عليه الصلاة والسلام ولهذا يترك الرواتب بينهما فلو وقع الفصل الطويل بينهما امتنع ضم الثانية إلى الأولى ويتعين تأخيرها إلى وقتها سواء طال بعدد كالسهو والإغماء وغيره أم لا، ولا يضر الفصل القصير ... أما جمع التأخير فلا يشترط الترتيب بين الصلاتين ولا نية الجمع حال الصلاة على الصحيح والموالاة، الخ. (كفاية الأخيار في حل غاية الاختصار، باب قصر الصلاة وجمعها: ۱/۳۹۱. انيس)

سوال: جماعت اسلامی کا سہ روزہ اجلاس الہ آباد میں منعقد ہوا، نماز ظہر کے بعد جلسہ کا اختتام تھا، نماز ظہر سے قبل ہی یہ اعلان ہوا کہ نماز ظہرین پڑھی جائے گی، ظہر و عصر کی نماز دونوں ظہر کے وقت ہی ادا کی گئی، دو وقت کی نماز کیا ایک ہی وقت میں پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور کیا حدیثوں سے ثابت ہے یا نہیں؟

هو المصوب

جو حنفی مسلک کے ہیں وہ جمع نہیں کر سکتے ہیں، ان کو ان کے اوقات میں نماز ادا کرنا ہوگا۔ جو اہل حدیث ہوں یا شافعی مسلک کے ہوں وہ مسافر ہونے کی صورت میں جمع کر سکتے ہیں۔ (۱) حدیث کی توضیح و تشریح میں اختلاف ہے۔ (۲) اس لئے مذاہب بھی الگ الگ ہیں۔

تحریر: محمد ظہور ندوی عفا اللہ عنہ۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۳۱/۱-۳۳۲)

دونمازوں کو اکٹھے ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں:

(الجمیعیہ: مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۹ء)

سوال: اگر کوئی صحیحین کی احادیث جمع بین الصلوٰتین (۱) کو جمع صوری پر محمول کرنے کو تاویل محض سمجھ کر جمع حقیقی پر

(۱) ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾. (سورة النساء: ۱۰۳)

قال أبو بكر: قد انتظم ذلك إيجاب الفرض ومواقيته لأن قوله تعالى كتاباً موقوتاً قوله موقوتاً معناه أنه مفروض في أوقات معلومة معينة فأجمل ذكر الأوقات في هذه الآية وبينها في مواضع آخر من الكتاب من غير ذكر تحديد أوائلها وأواخرها وبين على لسان الرسول صلى الله عليه وسلم تحديدها ومقاديرها فمما ذكر الله في الكتاب من أوقات الصلاة قوله: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ﴾ ذكر مجاهد عن ابن عباس لدلوك الشمس، قال: إذا زالت الشمس عن بطن السماء لصلاة الظهر إلى غسق الليل، قال: بدو الليل لصلاة المغرب، وكذلك روى عن ابن عمر في دلوكها وروى أبو وائل عن عبد الله بن مسعود قال: إن دلوكها غروبها وعن أبي عبد الرحمن السلمي نحوه قال أبو بكر: لما تأولوا الآية على المعنيين من الزوال ومن الغروب دل على احتمالها لولا ذلك لما تأولوا السلف عليهما والدلوك في اللغة الميل فدلوك الشمس ميلها وقد تميل تارة للزوال وتارة للغروب، وقد علمنا أن دلوكها هو أول الوقت وغسق الليل نهايته وغايته لأنه قال إلى غسق الليل وإلى غاية ومعلوم أن وقت الظهر لا يتصل بغسق الليل لأن بينهما وقت العصر فالأظهر أن يكون المراد بالدلوك ههنا هو الغروب وغسق الليل ههنا هو اجتماع الظلمة لأن وقت المغرب يتصل بغسق الليل ويكون نهاية له واحتمال الزوال مع ذلك قائم، لأن ما بين زوال الشمس إلى غسق الليل وقت هذه الصلاة وهي الظهر والعصر والمغرب فبيد ذلك أن من وقت الزوال إلى غسق الليل لا ينفك من أن يكون وقتاً لصلاة فيدخل فيه الظهر والعصر والمغرب ويحتمل أن يراد به العتمة أيضاً، لأن الغاية قد تدخل في الحكم لقوله تعالى: ﴿وَأَيِّدِيكُمْ إِلَى الْمُرَافِقِ﴾... فإن حمل المعنى على الزوال انتظم أربع صلوات، ثم قال ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ﴾ وهو صلاة الفجر فتنتظم الآية الصلوات الخمس، الخ. (أحكام القرآن للجصاص، باب مواقيت الصلاة: ۳/ ۴۸، ۲ انيس)

محمول سمجھتا ہو، احیاناً اس پر عمل کرے تو اس کا یہ فعل موافق سنت کے سمجھا جائے گا یا نہیں؟

الجواب

حنفی کو جمع بین الصلوٰتین حقیقہ کرنی جائز نہیں۔ الا یہ کہ کسی شدید ضرورت کے موقع پر امام شافعی کے مسلک پر عمل کرے تو معذور ہوگا۔ (۲) فقط (کفایت المفتی: ۷۳)

## بیک وقت پانچ نمازوں کی ادائیگی:

سوال: میں ایسی جگہ کام کرتا ہوں، جہاں دوپہر کی نماز کسی مجبوری کی بنا پر نہیں پڑھ سکتا۔ لہذا میں پانچ وقت کی نماز بیک وقت ساتھ پڑھتا ہوں، کیا یہ صحیح ہے؟

(۱) ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾. (سورة النساء: ۱۰۳)

عن طلحة بن عبيد الله قال: جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من أهل نجد ثائر الرأس نسمع دوى صوته ولا نفقه ما يقول، حتى دنا فإذا يسأل عن الإسلام، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: خمس صلوات في اليوم والليلة، قال: هل على غيرهن؟ قال: لا، إلا أن تطوع. (موطأ الإمام مالك، باب جامع الترغيب في الصلاة (ح: ۹۴) / مسند الشافعي، ترتيب السندی، باب الإيمان والإسلام (ح: ۱۰۳))

عن أبي هريرة. رضى الله عنه. قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن للصلاة أولًا وآخرًا..." الخ. (سنن الترمذی، باب منه (یعنی ما جاء فی موافیت الصلوة) (ح: ۱۵۱) / الصحيح لمسلم، باب أوقات الصلوات الخمس (ح: ۱۳۸۹/۶۱۲) انیس)

(۲) لأن الوقت كما هو سبب لوجوب الصلاة فهو شرط لأدائها... حتى لا يجوز أداء الفرض قبل وقته... الخ. (بدائع الصنائع: ۱/۲۱، فصل فی شرائط الأركان، طبع ایچ ایم، سعید)

لما كانت فائدة الصلاة وهي الخوض في لجة الشهود والانسلاخ في سلك الملائكة لا تحصل إلا بمداومة عليها وملازمة عليها وملازمة بها وإكثار منها حتى تطرح عنهم أثقالهم، ولا يمكن أن يؤمروا بما يفضي إلى ترك الارتفاقات الضرورية والانسلاخ عن أحكام الطبيعة بالليل أو جبت الحكمة الإلهية أن يؤمروا بالمحافظة عليها والتعهد لها، بعد كل برهة من الزمان ليكون انتظارهم للصلاة وتهيؤهم لها قبل أن يفعلوها وبقية لونها وصبابه نورها بعد أن يفعلوها في حكم الصلاة وتكون أوقات الغفلة مضمونة بطمح بصر إلى ذكر الله وتعلق خاطر بطاعة الله ويكون حال المسلم كحال حصان مربوط بأخية يستن شرفاً أو شرفين ثم يرجع إلى أخيته ويكون ظلمة الخطايا والغفلة لا تدخل في جذر القلب، وهذا هو الدوام المتيسر عندما امتنع الدوام الحقيقي ثم لما آل الإلحاح في تعيين أوقات الصلاة لم يكن وقت أحق بها من الساعات الأربع التي تنتشر فيها الروحانية وتنزل فيها الملائكة ويعرض على الله أعمالهم ويستجاب دعائهم وهي كالأمر المسلم عن جمهور أهل التلقي من الملائكة الأعلى لكن وقت نصف الليل لا يمكن تكليف الجمهور به - كما لا يخفى - فكانت أوقات الصلاة في الأصل ثلاثة والفجر والعشي وغسق الليل، الخ. (حجة الله البالغة، أوقات الصلاة: ۳۱۷، ۳۱۸. انیس)



## اردو کتب فتاویٰ

نمبر شمار	کتب فتاویٰ	مفتیان کرام	مطبع
(۱)	فتاویٰ عزیزی	حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ	ایم ایچ سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی
(۲)	فتاویٰ رشیدیہ	فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	محمد اسحاق صدیقی اینڈ سنز، تاجران کتب، واماکان کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند، سہارنپور، انڈیا
(۳)	تالیفات رشیدیہ	فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	مکتبہ الحق ماڈرن ڈیری، جوگیشوری، ممبئی ۱۰۲
(۴)	باقیات فتاویٰ رشیدیہ	فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	حضرت مفتی الہی بخش اکیڈمی کاندھلہ ضلع پربندہ نگر (مظفر نگر) یو پی، انڈیا
(۵)	عزیز الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا
(۶)	فتاویٰ دارالعلوم دیوبند	مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا
(۷)	امداد الفتاویٰ	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا
(۸)	الحیلۃ الناجزۃ	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	مکتبہ رضی دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا
(۹)	امداد الاحکام	مولانا ظفر احمد عثمانیؒ / مولانا عبدالکریم گمٹھلوئیؒ	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا
(۱۰)	آلات جدیدہ کے شرعی احکام	مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ	مکتبہ تفسیر القرآن، نزد چھتہ مسجد، دیوبند، یو پی
(۱۱)	جواہر الفقہ	مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ	مکتبہ تفسیر القرآن، نزد چھتہ مسجد، دیوبند، یو پی
(۱۲)	امداد المفتیین	مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا
(۱۳)	مجموعہ فتاویٰ عبدالحی	مولانا ابوالحسنات عبدالحی لکھنویؒ	مکتبہ تھانوی، دیوبند، یو پی، انڈیا
(۱۴)	فتاویٰ مظاہر علوم	مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ	شعبہ نشر و اشاعت مظاہر علوم سہارنپور، یو پی، انڈیا
(۱۵)	فتاویٰ محمودیہ	مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ	مکتبہ شیخ الاسلام دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا
(۱۶)	فتاویٰ امارت شرعیہ	مولانا ابوالحسن محمد سجاد وغیرہ رحمہم اللہ	شعبہ نشر و اشاعت امارت شرعیہ چلواری شریف، پٹنہ

- (۱۷) کفایت المفتی مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ
- (۱۸) فتاویٰ باقیات صالحات مولانا شاہ عبدالباقی قادری ویلوریؒ
- (۱۹) فتاویٰ احیاء العلوم مولانا مفتی محمد سلیم مبارک پوریؒ
- (۲۰) منتخب نظام الفتاویٰ مولانا مفتی نظام الدین اعظمیؒ
- (۲۱) نظام الفتاویٰ مولانا مفتی نظام الدین اعظمیؒ
- (۲۲) خیر الفتاویٰ مولانا خیر محمد جالندھریؒ
- (۲۳) فتاویٰ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ
- (۲۴) فتاویٰ حقانیہ مولانا عبدالحق صاحب پاکستانیؒ
- (۲۵) احسن الفتاویٰ مولانا مفتی رشید احمد صاحب پاکستانیؒ
- (۲۶) فتاویٰ عثمانی مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب پاکستانیؒ
- (۲۷) فتاویٰ قاضی مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ
- (۲۸) فتاویٰ رحیمیہ مولانا مفتی عبد الرحیم صاحب لاچپوریؒ
- (۲۹) کتاب الفتاویٰ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب
- (۳۰) محمود الفتاویٰ مولانا مفتی احمد خان پوری صاحب
- (۳۱) حبیب الفتاویٰ مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی صاحب
- (۳۲) فتاویٰ فرنگی محل مولانا محمد عبدالقادر صاحب فرنگی محلؒ
- (۳۳) فتاویٰ ندوۃ العلماء مولانا مفتی محمد ظہور ندوی صاحب
- (۳۴) فتاویٰ بینات مفتیان جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن، پاکستان
- (۳۵) فتاویٰ فریدیہ مولانا مفتی محمد فرید صاحب پاکستانیؒ
- (۳۶) فتاویٰ مفتی محمود مولانا مفتی محمود صاحب پاکستانیؒ
- حفیظ الرحمن واصف، کوہ نور پریس، دہلی، انڈیا
- جامعہ باقیات صالحات، ویلور، بنگلور، انڈیا
- جامعہ احیاء العلوم، مبارک پور، یو پی، انڈیا
- ایفا پبلیکیشن، جوگابائی، نئی دہلی، انڈیا
- ایفا پبلیکیشن، جوگابائی، نئی دہلی، انڈیا
- مکتبہ الحق ماڈرن ڈیری، جوگیشوری، ممبئی ۱۰۲
- مکتبہ شیخ الاسلام، دیوبند، یو پی، انڈیا
- دکن ٹریدرس بک سیلر اینڈ پبلیشرز، نزد وائٹینک
- مغل پورہ، حیدرآباد
- زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا
- کتب خانہ نعیمہ دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا
- ایفا پبلیکیشن، جوگابائی، نئی دہلی، انڈیا
- مکتبہ رحیمیہ منشی اسٹریٹ راندر، سورت گجرات
- کتب خانہ نعیمہ دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا
- مکتبہ نور، محمود نگر، متصل جامعہ، ڈابھیل
- سمیع پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، دریا گنج، نئی دہلی
- مطبع نامی نخاس، بکھنؤ، یو پی، انڈیا
- مجلس صحافت و نشریات، ندوۃ العلماء مارگ،
- پوسٹ باکس نمبر ۹۳، بکھنؤ، انڈیا
- مکتبہ بینات، جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ
- بنوری ٹاؤن، کراچی، پاکستان
- مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم
- دارالعلوم صدیقیہ زرودی ضلع صوابی، پاکستان
- جمعیت پبلیکیشنز وحدت روڈ، لاہور، پاکستان

- (۳۷) آپ کے مسائل اور ان کا حل مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ  
 مکتبہ لدھیانوی ایم اے جناح روڈ، کراچی، پاکستان
- (۳۸) مرغوب الفتاویٰ مولانا مفتی مرغوب الرحمن صاحب لاچپوریؒ  
 جامعۃ القرأت کفلیہ، مولانا عبدالحی نگر، سورت، گجرات
- (۳۹) فتاویٰ دارالعلوم زکریا مولانا مفتی رضاء الحق صاحب، افریقہ  
 ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی - ۶، انڈیا
- (۴۰) فتاویٰ شا کر خان مولانا مفتی شا کر خان صاحب پونہ، انڈیا  
 مدرسہ بیت العلوم کونڈوا، خردسروے نمبر ۱۴۲،  
 شوکا میوز کے پیچھے، پونہ ۴۸، انڈیا
- (۴۱) فتاویٰ ریاض العلوم مفتیان کرام مدرسہ عربیہ ریاض العلوم، گورینی، جوئیپور  
 مدرسہ عربیہ ریاض العلوم، چوکیہ گورینی، جوئیپور (یوپی)
- (۴۲) فتاویٰ بسم اللہ مولانا مفتی اسماعیل بن محمد بسم اللہ  
 جامعۃ القرعات، مولانا عبدالحی نگر، کفلیہ، سورت گجرات
- (۴۳) فتاویٰ یوسفیہ مولانا مفتی محمد یوسف صاحب تاؤلوی  
 مکتبہ فقیہ الامت دیوبند



## مصادر و مراجع

نمبر شمار	اسماء کتب	مصنف، مؤلف	تاریخ وفات
-----------	-----------	------------	------------

### ﴿علوم قرآن (مع شروحات)﴾

- |      |  |  |          |
|------|--|--|----------|
| (۱)  | القرآن الکریم                                | کتاب اللہ  | وحی الہی |
| (۲)  | جامع البیان فی تفسیر القرآن                  | ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری                                       | ۳۱۰ھ     |
| (۳)  | احکام القرآن                                 | ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی                                   | ۳۷۰ھ     |
| (۴)  | بحر العلوم (تفسیر السمرقندی)                 | ابواللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمرقندی                          | ۳۷۳ھ     |
| (۵)  | تفسیر القرآن العظیم                          | ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن عیسیٰ المری المعروف بابن ابی زینین        | ۳۹۹ھ     |
| (۶)  | التفسیر الوسیط                               | ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن علی الواحدی النیسابوری الشافعی             | ۴۶۸ھ     |
| (۷)  | معالم التنزیل                                | ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد الفراء البغوی                             | ۵۱۶ھ     |
| (۸)  | تفسیر الزمخشری (تفسیر الکشاف)                | ابوالقاسم محمود بن عمر بن محمد بن عمر الخوارزمی الزمخشری المعتزلی          | ۵۳۸ھ     |
| (۹)  | احکام القرآن                                 | محمد بن عبد اللہ بن محمد المعافری المشہور بالقاضی ابوبکر بن العربی المالکی | ۵۴۳ھ     |
| (۱۰) | تفسیر کبیر                                   | ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن حسن بن حسین فخر الدین الرازی                   | ۶۰۶ھ     |
| (۱۱) | الجامع لاحکام القرآن (تفسیر قطبی)            | ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابوبکر الانصاری القرطبی                       | ۶۷۱ھ     |
| (۱۲) | انوار التنزیل و اسرار التاویل (تفسیر بیضاوی) | ناصر الدین عبد اللہ بن ابوالقاسم بیضاوی شیرازی شافعی                       | ۶۸۲ھ     |
| (۱۳) | مدارک التنزیل و حقائق التأویل                | ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النفشی                                | ۷۱۰ھ     |
| (۱۴) | تفسیر القرآن العظیم                          | ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر   | ۷۷۷ھ     |

- (۱۵) تفسیر الجلالین جلال الدین محلی ابو عبد اللہ محمد بن شہاب الدین العباسی الانصاری ۸۶۴ھ
- تکملہ نصف ثانی تفسیر الجلالین جلال الدین سیوطی عبدالرحمن بن کمال الدین ابوبکر بن محمد الخفیری ۹۱۱ھ
- (۱۶) الدر المنثور جلال الدین سیوطی عبدالرحمن بن کمال الدین ابوبکر بن محمد الخفیری ۹۱۱ھ
- (۱۷) تفسیر احمدی شیخ احمد ملا جیون ۱۱۳۰ھ
- (۱۸) تفسیر الجمل (الفتوحات الإلهیة) سلیمان بن عمر الجلیلی الشافعی ۱۲۰۴ھ
- (۱۹) فتح القدير محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ الشوکانی ۱۲۵۰ھ
- (۲۰) روح المعانی محمود بن عبد اللہ شہاب الدین ابوالثناء الحسینی الآلوسی ۱۲۷۰ھ
- (۲۱) محاسن التأویل جمال الدین بن محمد سعید بن قاسم القاسمی ۱۳۳۲ھ
- (۲۲) بیان القرآن مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق التھانوی ۱۳۶۲ھ
- (۲۳) معارف القرآن مولانا محمد شفیع بن محمد یونس دیوبندی ۱۳۹۶ھ
- (۲۴) کمالین تفسیر جلالین (اردو) مولانا محمد نعیم دیوبندی

### ﴿علوم حدیث و سیرت (مع شروحات)﴾

- (۲۵) مسند ابی حنیفہ ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت بن زوطی بن ہرمز ۱۵۰ھ
- بروایہ ابی نعیم ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصفہانی ۴۳۰ھ
- (۲۶) موطأ امام مالک امام دار الجرحہ مالک بن انس بن مالک بن ابو عامر ۱۷۹ھ
- (۲۷) الزهد والرقائق لابن المبارك ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن المبارك بن واضح الحظلی الترمذی ثم المروزی ۱۸۱ھ
- (۲۸) کتاب الآثار بروایہ امام محمد ابو عبد اللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی ۱۸۹ھ
- (۲۹) مسند الشافعی ابو عبد اللہ محمد بن ادريس بن عباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب ۲۰۴ھ
- بترتیب السندی بن عبد مناف الشافعی القرشی المکی محمد عابد السندی
- (۳۰) مسند ابوداؤد الطیالسی ابوداؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود الطیالسی البصری ۲۰۴ھ

- (۳۱) مصنف عبدالرزاق      عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الصنعانی      ۲۱۱ھ
- (۳۲) مسند الحمیدی      ابوبکر عبداللہ بن الزبیر بن عیسیٰ بن عبید اللہ القرشی الأسدی الحمیدی المکی      ۲۱۹ھ
- (۳۳) مسند ابن الجعد      علی بن الجعد بن عبید الجوهری البغدادی      ۲۳۰ھ
- (۳۴) مصنف ابن ابی شیبہ      حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان بن خورسقی      ۲۳۵ھ
- (۳۵) مسند اسحاق بن راہویہ      ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحظلی المروزی، ابن راہویہ      ۲۳۸ھ
- (۳۶) مسند امام احمد      ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی الذہلی      ۲۴۱ھ
- (۳۷) المنتخب من مسند عبد بن حمید      ابو محمد عبد الحمید بن نصر الکسی      ۲۴۹ھ
- (۳۸) صحیح البخاری      ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی البخاری      ۲۵۶ھ
- (۳۹) صحیح مسلم      مسلم بن الحجاج بن داؤد القشیری      ۲۶۱ھ
- (۴۰) أخبار مکتہ فی قدیم الدھر و حدیثہ      ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن العباس المکی الفاکھی      ۲۷۲ھ
- (۴۱) سنن ابن ماجہ      حافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ الربعی القزوینی، ابن ماجہ      ۲۷۳ھ
- (۴۲) سنن ابوداؤد      امام حافظ سلیمان بن الاشعث السجستانی الأزدی      ۲۷۵ھ
- (۴۳) سنن الترمذی      ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی      ۲۷۹ھ
- (۴۴) شمائل الترمذی      ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی      ۲۷۹ھ
- (۴۵) الآحاد والمثنائی      ابوبکر بن ابی عاصم، احمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد الشیبانی      ۲۸۷ھ
- (۴۶) البحر الزخار المعروف بمسند البزار      ابوبکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبید اللہ العتقی، البزار      ۲۹۲ھ
- (۴۷) تعظیم قدر الصلاة      ابوعبداللہ محمد بن نصر بن الحجاج المروزی      ۲۹۴ھ
- (۴۸) سنن النسائی      احمد بن شعیب بن علی بن سنان النسائی      ۳۰۳ھ
- (۴۹) المسند      حافظ ابویعلیٰ احمد بن علی الموصلی      ۳۰۷ھ
- (۵۰) المشتقی      ابن الجارود ابو محمد عبداللہ بن علی النیشاپوری      ۳۰۷ھ

- (۵۱) مسند الرویانی ابو بکر محمد بن ہارون الرویانی ۳۰۷ھ
- (۵۲) صحیح ابن خزیمہ محمد بن اسحاق بن المغیرہ بن صالح بن بکر السلی النیسابوری الشافعی ۳۱۱ھ
- (۵۳) السنۃ لابن ابی بکر بن الخلال ابن ابی بکر بن الخلال ۳۱۱ھ
- (۵۴) مسند السراج / حدیث السراج ابو العباس محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن مہران الخراسانی النیسابوری ۳۱۳ھ
- (۵۵) مستخرج ابو عوانہ ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم النیسابوری الاسفرائینی ۳۱۶ھ
- (۵۶) شرح معانی الآثار ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی ۳۲۱ھ
- (۵۷) شرح مشکل الآثار ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی ۳۲۱ھ
- (۵۸) کتاب الضعفاء ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی ۳۲۲ھ
- (۵۹) اعلل ابو محمد عبد الرحمن بن محمد بن ادیس بن المزد ر التیمی الحظلی الرازی ابن ابی حاتم ۳۲۷ھ
- (۶۰) مسند الشاشی ابو سعید الہیثم بن کلب بن سرتج بن معقل الشاشی البکلی ۳۳۵ھ
- (۶۱) معجم ابن الاعرابی ابو سعید بن الاعرابی احمد بن محمد بن زیاد بن بشر بن درہم البصری الصوفی ۳۴۰ھ
- (۶۲) صحیح ابن حبان ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ التیمی الدارمی البستی ۳۵۴ھ
- (۶۳) المعجم الکبیر سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطرا بالقاسم الطبرانی ۳۶۰ھ
- (۶۴) المعجم الأوسط سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطرا بالقاسم الطبرانی ۳۶۰ھ
- (۶۵) مسند الشامیین سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطرا بالقاسم الطبرانی ۳۶۰ھ
- (۶۶) سنن الدارقطنی ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود البغدادی الدارقطنی ۳۸۵ھ
- (۶۷) المستدرک علی الصحیحین محمد بن عبد اللہ بن حمدویہ الحاکم النیسابوری ۴۰۵ھ
- (۶۸) حلیۃ الاولیاء ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصفہانی ۴۳۰ھ
- (۶۹) المسند المستخرج علی صحیح مسلم ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصفہانی ۴۳۰ھ
- (۷۰) مسند الشہاب ابو عبد اللہ محمد بن سلامۃ بن جعفر بن علی بن حکمون القضاہی المصری ۴۵۴ھ

- (۷۱) السنن الکبریٰ ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی البیهقی ۴۵۸ھ
- (۷۲) شعب الایمان ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی البیهقی ۴۵۸ھ
- (۷۳) معرفۃ السنن والآثار ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی البیهقی ۴۵۸ھ
- (۷۴) المنقذ شرح الموطأ ابو الولید سلیمان بن خلف بن سعد الباجی الاندلسی ۴۷۴ھ
- (۷۵) الفردوس بمأثور الخطاب ابو شجاع، شیرویه بن شہر دار بن شیرویه بن فنا خسرو الدیلمی الہمدانی ۵۰۹ھ
- (۷۶) شرح السنۃ محی الدین ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی ۵۱۶ھ
- (۷۷) سنن الدارمی عبداللہ بن عبد الرحمن بن الفضل بن بہرام التمیمی السمرقندی الدارمی ۵۵۲ھ
- (۷۸) الطیورات صدر الدین ابوطاہر السلفی احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم الاصفہانی ۵۷۶ھ
- (۷۹) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی ۵۷۹ھ
- (۸۰) الروض الأنف ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ بن احمد السہیلی ۵۸۱ھ
- (۸۱) بہجۃ النفوس شرح مختصر صحیح البخاری ابو محمد العارف باللہ عبداللہ بن سعد بن ابی حمزۃ الازدی الاندلسی المالکی ۶۹۵ھ  
(جمع النہایۃ مختصر صحیح البخاری)
- (۸۲) احکام الامم شرح عمدۃ الاحکام تقی الدین ابی الفتح الشہیر بابن دقیق العید ۷۰۲ھ
- (۸۳) مشکوٰۃ المصابیح ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب الترمیزی ۷۲۰ھ
- (۸۴) الترغیب والترہیب ابو محمد زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری الشامی الشافعی ۷۴۲ھ
- (۸۵) شرح الطیبی علی مشکوٰۃ المصابیح شرف الدین حسین بن عبداللہ بن محمد الحسن الطیبی ۷۴۳ھ
- (۸۶) نصب الرئیۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف بن محمد الزلیعی ۷۶۲ھ
- (۸۷) جامع المسانید والسنن الہادی لا قوم السنن ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی ۷۷۴ھ
- (۸۸) جامع العلوم والحکم عبدالرحمن بن احمد بن رجب الحنبلی ۷۹۵ھ
- (۸۹) مجمع الزوائد و منبع الفوائد نور الدین محمد بن ابوبکر بن سلیمان البیہقی ۸۰۷ھ



- (۹۰) مواردالظمان إلی زوائد ابن حبان ابو الحسن نورالدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الہیثمی ۸۰۷ھ
- (۹۱) فتح الباری شرح صحیح البخاری ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی ۸۵۲ھ
- (۹۲) بلوغ المرام ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی ۸۵۲ھ
- (۹۳) المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمینیہ ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی ۸۵۲ھ
- (۹۴) المواہب اللدنیۃ بالخیال محمدیہ ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی ۸۵۲ھ
- (۹۵) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی ۸۵۵ھ
- (۹۶) المقاصد الحسنیہ محمد بن عبد الرحمن بن محمد شمس الدین السخاوی ۹۰۲ھ
- (۹۷) شرح سنن ابن ماجہ جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابوبکر بن محمد بن ابوبکر بن عثمان السیوطی ۹۱۱ھ
- (۹۸) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملا علی قاری ۱۰۱۴ھ
- (۹۹) جمع الوسائل فی شرح الشیخ نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملا علی قاری ۱۰۱۴ھ
- (۱۰۰) فیض القدر شرح الجامع الصغیر زین الدین محمد عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین المناوی ۱۰۳۱ھ
- (۱۰۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح مولانا عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ
- (۱۰۲) جمع الفوائد من جامع الأصول و مجمع الزوائد العلامة محمد بن محمد سلیمان المغربی ۱۰۹۴ھ
- (۱۰۳) شرح الزرقانی علی موطا الإمام مالک محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی المصری الازہری ۱۱۲۲ھ
- (۱۰۴) کشف الخفاء و مزیل الإلباس عما اشترک اسماعیل بن محمد بن عبدالبہادی بن عبد الغنی الجبونی الدمشقی الشافعی ۱۱۶۲ھ
- من الأحادیث علی ألسنة الناس
- (۱۰۵) مصنفی شرح موطا (فارسی) شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم ابو عبد العزیز و ابو عبد اللہ ۱۱۷۶ھ
- (۱۰۶) مسوئی شرح موطا (عربی) شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم ابو عبد العزیز و ابو عبد اللہ ۱۱۷۶ھ
- (۱۰۷) نیل الأوطار محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ اشوکا نی ۱۲۵۰ھ
- (۱۰۸) بذل المجہود فی حل ابی داؤد المحمّد بن خلیل احمد السہارنفوری ۱۲۹۷ھ

- (۱۰۹) التعلیق للمجد علی موطا الامام محمد ابو الحسنات محمد عبدالحئی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی ۱۳۰۴ھ
- (۱۱۰) آثار السنن محمد بن علی الشہیر بظہیر احسن النیموی البہاری الکھفی ۱۳۲۲ھ
- (۱۱۱) عون المعبود فی شرح سنن ابی داؤد ابو الطیب محمد شمس الحق بن امیر علی بن مقصود علی الصدیق العظیم آبادی ۱۳۲۹ھ
- (۱۱۲) العرف الشذی شرح سنن الترمذی علامہ محمد انور شاہ بن معظم شاہ حسینی کشمیری ۱۳۵۲ھ
- (۱۱۳) فیض الباری شرح البخاری علامہ محمد انور شاہ بن معظم شاہ حسینی کشمیری ۱۳۵۲ھ
- (۱۱۴) تحفۃ الاُحوذی شرح سنن الترمذی ابو العلی عبدالرحمن مبارکپوری ۱۳۵۳ھ
- (۱۱۵) فتح الملہم مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی ۱۳۶۹ھ
- (۱۱۶) التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح مولانا محمد ادریس کاندھلوی ۱۳۹۴ھ
- (۱۱۷) احیاء السنن مولانا سید احمد حسن سنہلی خلیفہ مجاز مولانا اشرف علی تھانوی --
- (۱۱۸) إعلاء السنن ظفر احمد بن محمد لطیف العثمانی التھانوی ۱۳۹۴ھ
- (۱۱۹) معارف السنن شرح جامع الترمذی محمد یوسف بن سید زکریا الحسینی البوری ۱۳۹۷ھ
- (۱۲۰) أوجز المسالک إلی موطا امام مالک الشیخ محمد زکریا بن محمد یحییٰ الکاندھلوی ۱۴۰۲ھ
- (۱۲۱) إرواء الغلیل فی تخریج أحادیث ابو عبدالرحمن محمد بن الحاج نوح بن نجاتی بن آدم الاُشقدوری الاُلبانی ۱۴۲۰ھ
- منار السبیل الاُردو ولی المعروف محمد ناصر الدین الاُلبانی
- (۱۲۲) مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ابوالحسن عبید اللہ بن محمد عبدالسلام بن خال محمد بن الامان اللہ بن حسام الدین رحمانی مبارکپوری ۱۴۱۴ھ
- (۱۲۳) منہاج السنن شرح سنن الترمذی مولانا مفتی محمد فزیر دیوبندی ۱۴۳۲ھ
- (۱۲۴) تکملة فتح الملہم مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

### ﴿کتب عقائد (مع شروحات)﴾

- (۱۲۵) الفقہ الاکبر ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت بن کاؤس بن ہرمز ۱۵۰ھ
- (۱۲۶) العقیدۃ الطحاوی ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی ۳۲۱ھ

- (۱۲۷) عقیدۃ السلف (مقدمہ الرسالة) ابو محمد عبداللہ بن ابی زید عبدالرحمن القیر وانی الماکلی ۳۸۶ھ
- (۱۲۸) العقائد النسفیة نجم الدین عمر بن احمد الحنفی النفی السمرقندی، ابو حفص ۵۳۷ھ
- (۱۲۹) شرح العقائد النسفیة سعد الدین مسعود بن عمر بن محمد بن ابوبکر بن محمد بن ابوسعید الغازی التفتازانی ۷۹۲ھ
- (۱۳۰) شرح العقیدۃ الطحاویۃ عبدالرحمن بن ناصر بن براک بن ابراہیم البراک مدظلہ ۷۹۲ھ

### ﴿کتب فقہ احناف﴾

- (۱۳۱) الحیجۃ علی اهل المدينة ابو عبداللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی ۱۸۹ھ
- (۱۳۲) مختصر الطحاوی ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی ۳۲۱ھ
- (۱۳۳) مختصر القدوری محمد بن احمد بن جعفر بن حمدان القدوری ۴۲۸ھ
- (۱۳۴) المفت فی الفتاوی ابو الحسن علی بن الحسین بن محمد السعدی الحنفی ۴۶۱ھ
- (۱۳۵) المبسوط شمس الائمۃ ابوبکر محمد بن احمد بن سہل السرخسی ۴۸۳ھ
- (۱۳۶) تحفۃ الفقہاء علاء الدین محمد بن احمد بن ابواحمد السمرقندی الحنفی ۵۳۹ھ
- (۱۳۷) خلاصۃ الفتاوی طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری ۵۴۲ھ
- (۱۳۸) مجموع الفتاوی طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری ۵۴۲ھ
- (۱۳۹) الحیظ البرہانی فی الفقہ العثماني ابو المعالی محمود بن احمد بن عبدالعزیز بن مازہ البخاری ۵۷۰ھ
- (۱۴۰) فتاوی العتباتی علی ہاشم مرآتی الفلاح احمد بن محمد بن عمر، ابونصر العتباتی البخاری ۵۸۶ھ
- (۱۴۱) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع علامہ علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی الحنفی ۵۸۷ھ
- (۱۴۲) فتاوی قاضی خان محمود اوزجندی قاضی خان حسن بن منصور ۵۹۲ھ
- (۱۴۳) بدایۃ المبتدی برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر المرغینانی ۵۹۳ھ
- (۱۴۴) الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر المرغینانی ۵۹۳ھ

- (۱۳۵) قذیۃ المندیۃ التتمیم الغنیۃ ابو البرجاء مختار بن محمود بن محمد الزاہدی الغزینی ۶۵۸ھ
- (۱۳۶) تحفۃ الملوک محمد بن ابی بکر الرازی ۶۶۶ھ
- (۱۳۷) مجمع البرکات ابو البرکات بن حسام الدین الدمنوی المدائنی ۶۶۷ھ
- (۱۳۸) الوقایۃ (وقایۃ الروایۃ) صدر الشریعہ محمود بن عبداللہ بن ابراہیم المحبوبی الحنفی ۶۷۳ھ
- (۱۳۹) الاختیار لتعلیل المختار عبداللہ بن محمود بن مودود بن محمود ابو الفضل مجد الدین الموصلی ۶۸۳ھ
- (۱۵۰) الفتاویٰ الغیاتیۃ شیخ داؤد بن یوسف الخطیب الحنفی ۶۸۶ھ کے بعد
- (۱۵۱) مجمع البحرین و ملتقى النیرین مظفر الدین احمد بن علی بن ثعلب المعروف بابن الساعاتی البعلبکی ۶۹۴ھ
- (۱۵۲) مندیۃ المصلیٰ وغنیۃ المبتدی سدید الدین محمد بن محمد بن الرشید بن علی الکاشغری ۷۰۵ھ
- (۱۵۳) کنز الدقائق حافظ الدین ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی ۷۰۱، ۷۱۰ھ
- (۱۵۴) الفتاویٰ الولوالجیۃ ابو الحسن علی بن عیسیٰ الولوالجی ۷۱۰ھ
- (۱۵۵) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق فخر الدین عثمان بن علی بن مجن الزلیعی ۷۴۳ھ
- (۱۵۶) شرح مختصر الوقایۃ صدر الشریعہ الصغیر، عبید اللہ بن مسعود بن محمود بن احمد المحبوبی الحنفی ۷۷۷ھ
- (۱۵۷) الفتاویٰ مختصر الوقایۃ صدر الشریعہ الصغیر، عبید اللہ بن مسعود بن محمود بن احمد المحبوبی الحنفی ۷۷۷ھ
- (۱۵۸) الکفایۃ شرح الہدایۃ (متداولہ) جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی الکرمانی ۷۷۷ھ
- (۱۵۹) النہایۃ شرح الہدایۃ حسام الدین حسن بن علی بن حجاج السغنائی ۷۷۷ھ
- (۱۶۰) الفتاویٰ السراجیۃ سراج الدین عمر بن الطلق الغزنوی ۷۷۷ھ
- (۱۶۱) شرح العنایۃ علی الہدایۃ اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود الباہرئی ۷۸۶ھ
- (۱۶۲) الفتاویٰ التاتاریخانیۃ علامہ عالم بن العلاء الأنصاری الدہلوی ۷۸۶ھ
- (۱۶۳) السراج الوہاج فی شرح مختصر القدوری ابو بکر بن علی بن محمد الحدادی العبادی ۸۰۰ھ

- (۱۶۴) ابوہریرۃ النیرۃ فی شرح مختصر القدوری ابو بکر بن علی بن محمد الحدادی العبادی ۸۰۰ھ
- (۱۶۵) شرح مجمع البحرین علی ہامش الجمع ابن المالك، عبداللطیف بن عبدالعزيز ۸۰۱ھ
- (۱۶۶) جامع الفصولین محمود بن اسرائیل بن عبدالعزيز، بدرالدین الشہیر ابن القاضی سماوۃ ۸۲۳ھ
- (۱۶۷) خزائن الروایات حسن بن نضوح الشہیر قاضی جگن گجراتی حنفی ۸۲۲ھ
- (۱۶۸) البنایۃ شرح الہدایۃ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی ۸۵۵ھ
- (۱۶۹) منہ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی ۸۵۵ھ
- (۱۷۰) فتح القدیر علی الہدایۃ ابن ہمام کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید الحنفی ۸۶۱ھ
- (۱۷۱) حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلیٰ ابن امیر الحاج، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد الحاکمی الحنفی ۸۷۹ھ
- (۱۷۲) کتاب الصحیح والتزیج علی مختصر القدوری ابو العدل زین الدین قاسم بن قطلوبغا الحنفی ۸۷۹ھ
- (۱۷۳) ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح صدر الشریعۃ العظمیٰ یوسف بن جنید التوقانی الرومی المعروف بدانی چلی ۹۰۲ھ
- (۱۷۴) شرح النقایۃ ابو المکارم عبد العلی بن محمد بن حسین البرجنیدی ۹۳۲ھ
- (۱۷۵) حاشیۃ علی العنایۃ شرح الہدایۃ سعد اللہ بن عیسیٰ بن امیر خان الرومی الحنفی الشہیر بسعدی چلی وسعدی آفندی ۹۴۵ھ
- (۱۷۶) ملتقى الأبحر ابراہیم بن محمد بن ابراہیم چلی حنفی المعروف بالحاکمی الکبیر ۹۵۶ھ
- (۱۷۷) غنیۃ المستملی المعروف بالکبیری ابراہیم بن محمد بن ابراہیم چلی حنفی المعروف بالحاکمی الکبیر ۹۵۶ھ
- (۱۷۸) الصغیری شرح منیۃ المصلیٰ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم چلی حنفی المعروف بالحاکمی الکبیر ۹۵۶ھ
- (۱۷۹) جامع الرموز شرح مختصر الوقایۃ المسمیٰ بالقافیۃ شمس الدین محمد الخراسانی القہستانی ۹۶۲ھ
- (۱۸۰) البحر الرائق فی شرح کنز الدقائق ابن نجیم زین العابدین بن ابراہیم المصری الحنفی ۹۷۰ھ
- (۱۸۱) ہدیۃ الصلوك شرح تحفۃ الملوک ابو الیث الحارم بن محمد بن العارف بن الحسن الزلیلی ۱۰۰۰ھ
- (۱۸۲) تنویر الأبصار و جامع البحار شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد الخطیب التمر تاشی ۱۰۰۴ھ

- (۱۸۳) النهر الفائق شرح كنز الدقائق علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم بن نجم المصری الحنفی ۱۰۰۵ھ
- (۱۸۴) شرح فقہ اکبر نور الدین علی بن سلطان محمد اہروی القاری، ملا علی قاری ۱۰۱۴ھ
- (۱۸۵) شرح النقایۃ فی مسائل الہدایۃ نور الدین علی بن سلطان محمد اہروی القاری، ملا علی قاری ۱۰۱۴ھ
- (۱۸۶) فتح المنان فی تائید مذہب النعمان مولانا عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ
- (۱۸۷) نور الایضاح ونجاة الارواح ابوالاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی ۱۰۶۹ھ
- (۱۸۸) مرآۃ الفلاح شرح نور الایضاح ابوالاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی ۱۰۶۹ھ
- معہ امداد الفتاح شرح نور الایضاح
- (۱۸۹) غنیۃ ذوی الأحکام فی بغیۃ درر الحکام ابوالاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی ۱۰۶۹ھ
- (۱۹۰) درر الحکام شرح غرر الأحکام العلامة نوح آفندی ۱۰۷۰ھ
- (۱۹۱) مجمع الأنهر فی شرح ملتقى الأبحر عبد الرحمن بن شیخ محمد بن سلیمان المدعو شیخ زادہ، المعروف بدما د آفندی ۱۰۷۸ھ
- (۱۹۲) الفتاویٰ الخیریۃ لنفع البریۃ خیر الدین بن احمد بن نور الدین علی ایوبی علم فی فاروقی الرملی ۱۰۸۱ھ
- (۱۹۳) الدر المختار شرح تنویر الأبصار محمد بن علی بن محمد بن عبد الرحمن علاء الدین الحسکفی ۱۰۸۸ھ
- (۱۹۴) الفتاویٰ الہندیۃ (عالمگیریہ) شیخ نظام الدین برہان پوری گجراتی (وجماۃ من اعلام فقہاء الہند) ۱۱۶۱ھ
- (۱۹۵) حاشیۃ الطحاوی علی مرآۃ الفلاح علامہ السید احمد بن محمد الطحاوی ۱۲۲۱ھ
- (۱۹۶) حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار علامہ السید احمد بن محمد الطحاوی ۱۲۲۱ھ
- (۱۹۷) مالا بدمنہ (فارسی) قاضی ثناء اللہ الہندی پانی پتی ۱۲۲۵ھ
- (۱۹۸) رد المحتار حاشیۃ الدر المختار (شامی) علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الشامی ۱۲۵۲ھ
- (۱۹۹) منہ الخالق حاشیۃ البحر الرائق علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الشامی ۱۲۵۲ھ
- (۲۰۰) غایۃ الاوطار ترجمہ اردو الدر المختار مترجم اول: مولانا خرم علی ملہوری  
مترجم دوم: مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی --
- (۲۰۱) التحریر المختار حاشیۃ رد المحتار عبدالقادر الرفعی الفاروقی ۱۲۸۳ھ

- (۲۰۲) الباب فی شرح الکتاب (القدوری) عبدالغنی بن طالب بن حمادۃ بن ابراہیم الغنیمی الدمشقی المیدانی الکھفی ۱۲۹۸ھ
- (۲۰۳) السعایۃ فی کشف مافی شرح الوقایۃ ابوالحسنات محمد عبدالحئی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی ۱۳۰۴ھ
- (۲۰۴) عمدۃ الرعاۃ حاشیۃ شرح الوقایۃ ابوالحسنات محمد عبدالحئی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی ۱۳۰۴ھ
- (۲۰۵) حاشیۃ علی الہدایۃ ابوالحسنات محمد عبدالحئی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی ۱۳۰۴ھ
- (۲۰۶) نفع لمفتی والسائل کجمع متفرقات المسائل ابوالحسنات محمد عبدالحئی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی ۱۳۰۴ھ
- (۲۰۷) مجموعۃ الفتاویٰ (فارسی) ابوالحسنات محمد عبدالحئی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی ۱۳۰۴ھ
- (۲۰۸) مواہب الرحمن ابراہیم بن سید علی الطرابلسی ۱۳۰۸ھ
- (۲۰۹) رسائل الارکان عبدالعلی محمد بن نظام الدین محمد انصاری لکھنوی ۱۳۳۵ھ
- (۲۱۰) فتاویٰ رضویہ مولانا احمد رضا خان بریلوی ۱۳۴۰ھ
- (۲۱۱) بہشتی زیور (اردو) مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق انتھانوی ۱۳۶۲ھ
- (۲۱۲) بہشتی ثمر (اردو) مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق انتھانوی ۱۳۶۲ھ
- (۲۱۳) بہشتی گوہر (اردو) مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق انتھانوی ۱۳۶۲ھ
- (۲۱۴) جواہر الفقہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی ۱۳۹۶ھ
- (۲۱۵) عمدۃ الفقہ سید زوار حسین شاہ ۱۴۰۰ھ
- (۲۱۶) حاشیۃ مالا بندمنہ عبدالمجید مرادزہی خاشی ۱۴۳۴ھ
- (۲۱۷) طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل مولانا اولیس احمد قاسمی مرحوم
- (۲۱۸) اثمار الہدایۃ مولانا ثمیر الدین قاسمی مدظلہ

### ﴿دیگر مسالک کی کتب فقہ﴾

- (۲۱۹) متن الرسالۃ ابو محمد عبداللہ بن ابی زید عبدالرحمن القیر وانی المالکی ۳۸۶ھ
- (۲۲۰) الباب فی الفقہ الشافعی احمد بن محمد بن احمد بن القاسم الضعی ابوالحسن بن الحاملی الشافعی ۴۱۵ھ

- (۲۲۱) بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد ۵۹۵ھ
- (۲۲۲) المغنی ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ المقدسی ۶۲۰ھ
- (۲۲۳) منہاج الطالبین عمدۃ المفتین محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی الدمشقی ۶۷۶ھ
- (۲۲۴) المجموع شرح المہذب محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی الدمشقی ۶۷۶ھ
- (۲۲۵) الآداب الشرعیۃ و المآخ المرعیۃ محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج، ابو عبد اللہ، شمس الدین المقدسی الرامینی الصالحی الحنبلی ۷۶۳ھ
- (۲۲۶) رحمۃ الامۃ فی اختلاف الامۃ صدر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن القرشی العثماني الدمشقی الشافعی ۸۰۷ھ کے بعد
- (۲۲۷) اعلام الساجد بآحکام المساجد امام زکریا، محمد بن عبد اللہ شافعی ۷۹۴ھ
- (۲۲۸) المفتی ابو العباس تقی الدین احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ ۸۲۸ھ
- (۲۲۹) کفایۃ الاخیار فی حل غلیۃ الاختصار تقی الدین الدمشقی الشافعی ۸۲۹ھ
- (۲۳۰) تلخیص الحییر احمد بن علی بن محمد ابن حجر الکنانی العسقلانی ۸۵۲ھ
- (۲۳۱) المبدع فی شرح المقطع ابو اسحاق برہان الدین ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد ابن مفلح ۸۸۴ھ
- (۲۳۲) الإیصاف فی معرفۃ الرائج من الخلاف عند الإمام احمد بن حنبل علاء الدین ابوالحسن علی بن سلطان المرادوی ۸۸۵ھ
- (۲۳۳) اسنی المطالب شرح روض الطالب زین الدین ابوتحی، زکریا بن محمد بن زکریا انصاری سنبکی ۹۲۶ھ
- (۲۳۴) مواہب الجلیل شرح مختصر خلیل شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد الرحمن الطرابلسی المغربي المالکی ۹۵۴ھ
- (۲۳۵) تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی الشافعی ۹۷۳ھ
- (۲۳۶) دقائق اولی النہی شرح منقہی الارادات منصور بن یونس بن صلاح الدین البھوتی الحنبلی المصری ۱۰۵۱ھ
- (۲۳۷) الروض المربع شرح زاد المستقنع منصور بن یونس بن صلاح الدین البھوتی الحنبلی المصری ۱۰۵۱ھ
- (۲۳۸) الفتح الربانی من فتاویٰ الامام اشوکانی محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ اشوکانی ۱۲۵۰ھ
- (۲۳۹) مسک الختام فی شرح بلوغ المرام نواب صدیق حسن خاں (محمد صدیق بن حسن بن علی بن لطف اللہ حسینی قنوجی) ۱۳۰۷ھ



(۲۴۰) فتاویٰ نذیریہ شیخ الحدیث مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی ۱۳۲۰ھ

(۲۴۱) اثر الدانی شرح شرح رسالۃ ابن ابی زید صالح بن عبد السميع الآبی الازهری ۱۳۳۵ھ

### ﴿فقہ مقارن﴾

(۲۴۲) الاوسط فی السنن والایجام والاختلاف ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذر رالنیشا بوری ۳۱۹ھ

(۲۴۳) الفقہ علی المذاهب الأربعة عبد الرحمن بن محمد بن عوض الجوزیری ۱۳۶۰ھ

(۲۴۴) الموسوعة الفقهية وزارت اوقاف کویت --

### ﴿اصول فقہ﴾

(۲۴۵) اصول البز دوی ابوالحسن علی بن محمد بن الحسین، فخر الاسلام البز دوی ۲۸۳ھ

(۲۴۶) اصول السرخسی شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد بن ابوبہل السرخسی ۲۸۳ھ

(۲۴۷) کشف الاسرار شرح اصول البز دوی عبد العزیز بن احمد بن محمد علاء الدین البخاری الحنفی ۷۳۰ھ

(۲۴۸) الأشباه والنظائر ابونصرتاج الدین عبد الوہاب بن علی بن عبد الکافی السبکی ۷۷۱ھ

(۲۴۹) التخریر فی اصول الفقہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید، ابن ہمام ۸۶۱ھ

(۲۵۰) التخمیر شرح التخریر علاء الدین ابوالحسن علی بن سلیمان المرادوی دمشقی الصالحی الحنبلی ۸۸۵ھ

(۲۵۱) الأشباه والنظائر جلال الدین سیوطی عبد الرحمن بن کمال الدین ابوبکر بن محمد الحفیری ۹۱۱ھ

(۲۵۲) الأشباه والنظائر زین الدین بن ابراہیم بن محمد، ابن نجیم المصری ۹۷۰ھ

(۲۵۳) تیسیر التخریر محمد امین بن محمود البخاری المعروف بامیر بادشاہ الحنفی ۹۷۲ھ

(۲۵۴) غرر عیون البصائر احمد بن محمد المکی ابوالعباس شہاب الدین الحسینی الحموی الحنفی ۱۰۹۸ھ

فی شرح الأشباه والنظائر

(۲۵۵) مجموعة قواعد الفقہ مولانا مفتی سید عیم الاحسان برکتی مجددی ۱۳۹۵ھ

## ﴿ترکیہ و احسان﴾

- (۲۵۶) قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب ابوطالب المکی محمد بن علی بن عطیہ الحارثی ۳۸۶ھ
- (۲۵۷) إحياء علوم الدين حجة الاسلام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی ۵۰۵ھ
- (۲۵۸) الأربعون النووية محي الدين ابوزكري يحيى بن شرف النووي الشافعي الدمشقي ۶۷۶ھ
- (۲۵۹) الزواجر عن اقتراف الكبائر شهاب الدين ابوالعباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن حجر التتیمی السعدي الانصاری ۹۷۳ھ
- (۲۶۰) الطريقة المحمدية والسيرۃ الاحمدية محمد آفندی الرومی البرکلی مولی محمد بن پیر علی ۹۸۱ھ
- (۲۶۱) مجالس الابرار مسالک الاخيار احمد بن عبدالقادر الرومی الحنفی ۱۰۴۱ھ
- ومحائق البدع ومقامع الشرار
- (۲۶۲) اتحاف السادة المتقين ابوالفيض محمد بن محمد بن عبدالرزاق الزبیدی ۱۲۰۵ھ
- شرح اسرار احياء علوم الدين

## ﴿لغات و ادب﴾

- (۲۶۳) معجم ديوان الأدب ابو ابراهيم اسحاق بن ابراهيم الفارابی ۳۵۰ھ
- (۲۶۴) تهذيب اللغة ابو منصور محمد بن احمد الازهری الهروي ۳۷۰ھ
- (۲۶۵) الأمثال السائرة من شعر المتنبي ابو القاسم اسماعيل بن عباد (مقلب صاحب) ۳۸۵ھ
- (۲۶۶) معجم البلدان شهاب الدين ابو عبد الله ياقوت بن عبد الله الرومي الحموي ۶۲۶ھ
- (۲۶۷) لسان العرب علامه ابن الفضل جمال الدين محمد بن كرم ابن منظور الافريقي المصري ۷۱۱ھ
- (۲۶۸) القاموس المحيط مجد الدين ابوطاهر محمد بن محمد بن عمر الشيرازي الفيروز آبادی ۸۱۷ھ
- (۲۶۹) مجمع البحار فی لغة الاحاديث والآثار علامه محمد طاهر بن علی صدیقی پٹنی ۹۸۶ھ
- (۲۷۰) غياث اللغات محمد غياث الدين بن جلال الدين بن شرف الدين راپوری --
- (۲۷۱) المعجم الوسيط مجمع اللغة العربية بالقاهرة، دمشق، شام --
- (۲۷۲) هدية العارفين اسماعيل بن محمد امين بن مير سليم الباباني البغدادي ۱۳۹۹ھ

## ﴿علم ہیئت، فلکیات وغیرہ﴾

- (۲۷۳) القانون المسعودی      ابوریحان محمد بن احمد البیرونی      ۴۲۷ھ
- (۲۷۴) بیست باب      ابو جعفر نصیر الدین محمد بن محمد بن حسن المحقق الطوسی، خواجہ طوسی      ۶۷۲ھ
- (۲۷۵) الزبدة      ابو جعفر نصیر الدین محمد بن محمد بن حسن المحقق الطوسی، خواجہ طوسی      ۶۷۲ھ
- (۲۷۶) التذکرۃ النصیریۃ / تحریر الجسطی      ابو جعفر نصیر الدین محمد بن محمد بن حسن المحقق الطوسی، خواجہ طوسی      ۶۷۲ھ
- (۲۷۷) رسالۃ الاسطرلاب      ابو جعفر نصیر الدین محمد بن محمد بن حسن المحقق الطوسی، خواجہ طوسی      ۶۷۲ھ
- (۲۷۸) تحفہ شاہی      قطب الدین محمود بن مسعود بن مصلح الشیرازی      ۷۱۰ھ
- (۲۷۹) الہدیۃ (چشمینی)      محمود بن محمد عمر چشمینی خوارزمی      ۷۴۵ھ
- (۲۸۰) شرح ملخص الجمنینی      موسیٰ بن محمد بن القاضی محمود الرومی، قاضی زادہ، چلبی      ۸۴۰ھ
- (۲۸۱) حاشیۃ الجمنینی      نظام الدین، عبد العلّیٰ بن محمد بن حسین البرجندی      ۹۳۴ھ
- (۲۸۲) شرح رسالۃ اسطرلاب الطوسی      نظام الدین، عبد العلّیٰ بن محمد بن حسین البرجندی      ۹۳۴ھ
- (۲۸۳) شرح تحریر الجسطی الطوسی      نظام الدین، عبد العلّیٰ بن محمد بن حسین البرجندی      ۹۳۴ھ
- (۲۸۴) شرح التذکرۃ النصیریۃ      نظام الدین، عبد العلّیٰ بن محمد بن حسین البرجندی      ۹۳۴ھ
- (۲۸۵) تشریح الافلاک      بہاء الدین محمد العالمی      ۱۰۳۱ھ
- (۲۸۶) التصریح فی شرح التشریح      عماد الدین بن لطف اللہ لاہوری، ثم دہلوی      ۱۱۰۳ھ
- (۲۸۷) ربح الحجیب      بدر الدین بن محمد بن احمد سبط المارونی      --
- (۲۸۸) حاشیۃ علی شرح الجمنینی      محمد عبد الحلیم بن محمد امین الدین لکھنوی      ۱۲۸۵ھ
- (۲۸۹) الافادۃ الخظیرۃ شرح ملخص الجمنینی      ابوالحسنات محمد عبدالحی بن حافظ محمد عبد الحلیم بن محمد امین لکھنوی      ۱۳۰۴ھ
- (۲۹۰) ایضاح القول الحق فی مقدار انحطاط الشمس وقت طلوع الفجر وغروب الشفق      محمد بن عبد الوہاب بن عبد الرزاق الفاسی مراکشی      ۱۳۲۴ھ

- (۲۹۱) حاشیہ التصريح ابو الفضل محمد حفيظ الله --
- (۲۹۲) شرح لم بريست باب --
- (۲۹۳) تحفة أولی الألباب شرح بست باب علامہ عبد الباقي الکتوازی --
- (۲۹۴) رسالہ صبح صادق منشی محمد علی رئیس میرٹھ --
- (۲۹۵) برطانیہ و اعلیٰ عروض البلاد پر صبح حضرت مولانا یعقوب قاسمی رکن جامعہ علوم القرآن مجلس شوریٰ --
- صادق و شفق کی تحقیق
- (۲۹۶) حل الدقائق فی تحقیق الصبح الصادق حضرت مولانا محمد لطف اللہ صاحب مفتی ریاست رام پور --
- (۲۹۷) معیار الاوقات للصیام والصلوات مولانا محمد عبدالواسع بلوچستانی پاکستانی مدظلہ

### ﴿متفرقات﴾

- (۲۹۸) مشارق الأنوار علی صحاح الآثار ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو النحوی السبیتی ۵۴۴ھ
- (۲۹۹) حجة الله البالغة شاه ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم ابو عبد العزیز وابو عبد اللہ ۱۱۷۶ھ
- (۳۰۰) الفوائد البهية فی تراجم الحنفية ابو الحسنات محمد عبدالحی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی ۱۳۰۲ھ
- (۳۰۱) حدود العالم من المشرق إلى المغرب مصنف مجهول، مترجم عربی: السيد يوسف الهادي --
- (۳۰۲) تنوير الحق نواب صدیق حسن خاں (محمد صدیق بن حسن بن علی بن لطف اللہ حسینی قنوجی) ۱۳۰۷ھ
- (۳۰۳) ایضاح الادلة شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی ۱۳۳۹ھ

**نوٹ:** فتاویٰ علماء ہند جلد چہارم کے متن و حاشیہ میں ان کتابوں سے استفادہ ہوا ہے اور متعلقہ جگہ ان کے مطبوعات و مکتبات کی تفصیل درج ہے۔ (انیس الرحمن قاسمی)

